مذاہب الاسلام
مولوی محمد نجم الغنی رامپوری
ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی - پاکستان

مذاہبِ الاسلام

مولوی محمد نجم الغنی خاں رامپوری

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور ـــــ کراچی ○ پاکستان

نام کتاب — مذاہب الاسلام
مؤلف — مولوی محمد نجم الغنی خاں رامپوری
سال اشاعت — ستمبر 2001ء
تعداد — ایک ہزار
ناشر — ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
قیمت — 200/- روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953
9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7225085-7247350
فیکس:۔ 042-7238010
14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی
فون:۔ 021-2210212-221201l-2630411
e-mail:- zquran@brain.net.pk
Website:- www.ziaulquran.com

Green Dome International Ltd.
148-164 Gregory Boulevard, Nottingham, NG7 5JE U.K.
Tel:- 0115-911 7222 Fax:- 0115 911 7220

فہرست مضامین

مقدمہ

پروفیسر محمد ایوب قادری، کراچی

روہیلوں کے عہدِ اقتدار میں روہیل کھنڈ کے اکثر قصبات و بلاد علوم و فنون کا مرکز بن گئے۔ اطراف و جوانب سے بہت سے عُلماء و فضلا اور شُعراء و حُکماء اس علاقے میں آکر سکونت پذیر ہوئے مولوی نجم الغنی خاں کے بزرگ مُلّا محمد سعید خاں، تیرہ سے ترک سکونت کر کے پہلے دہلی آئے، یہ خاندان چنگیز خاں کی نسل میں چغتہ برلاس ہے۔ محمد سعید خاں نے اس دور کے نامور عالم اور مُحدّث شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے زانوئے اَدب تہ کیا۔ ان ہی سے تمام مُروّجہ علوم حاصل کئے اور شاہ صاحب کے ہمراہ حجِ بیت اللہ کی سعادت سے بھی بہرہ اندوز ہوئے۔ شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی کے انتقال ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء کے بعد وہ روہیلوں کے مرکزی شہر بریلی آئے۔ اس وقت زمامِ اقتدار حافظ الملک حافظ رحمت خاں کے ہاتھ میں تھی۔ حافظ صاحب نے مُلّا محمد سعید خاں کو اپنے فرزندِ اکبر، عنایت خاں کی تعلیم و تربیت پر مُقرّر کیا اور سعید خاں کا بریلی ہی میں انتقال ہوا۔

شجاع الدولہ نواب وزیر کی ہَوَسِ مُلک گیری اور ناعاقبت اندیشی سے حافظ رحمت خاں کی شہادت کے بعد روہیلوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ نواب فیض اللہ خاں ابن نواب علی محمد خاں کو رام پور کا علاقہ ملا۔ بچے کچھے خاندانوں نے رام پور کا رُخ کیا۔ مُلّا سعید خاں کے پانچ فرزند بھی بریلی کی سکونت ترک کر کے رام پور پہنچے ان میں ایک مُلّا عبدالرحمٰن تھے جو ظاہری اور باطنی علوم میں کامل تھے۔ شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ان کو "فضائل مآب" اور "فضیلت پناہ" لکھتے تھے۔ ۱۲۳۶ھ میں مُلّا عبدالرحمٰن کا انتقال ہو گیا۔ ان کے صاحبزادے مولوی عبدالعلی خاں

تھے جو نہایت فاضل اور رام پور میں مفتی عدالت تھے۔ ان کو شاعری کا بھی ذوق تھا اور علی تخلص کرتے تھے۔ ۱۲۸۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ یہ حکیم نجم الغنی خاں کے حقیقی دادا تھے۔ ان کے صاحبزادے مولوی عبدالغنی تھے جو ۱۲۴۰ھ میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے رام پور کے مشاہیر و اکابر علماء مُفتی شرف الدین، مُلّا عُنفران، اور مولوی عبدالعلی خاں ریاضی داں وغیرہ سے تحصیلِ عُلوم کی۔ کچھ دنوں رام پور میں وکالت کی پھر وہ اودے پور میواڑ چلے گئے اور وہاں مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد رام پور آ گئے۔ ۲۰ اپریل ۱۸۹۱ء کو مولوی عبدالغنی کا رام پور میں انتقال ہوا۔ ان ہی کے فرزند مولوی حکیم نجم الغنی خاں رام پوری ہیں جو اپنے دور کے نامور عالم، مُدرّس، مُصنّف اور مُؤرّخ گزرے ہیں۔ انھوں نے اُردو کے تاریخی و علمی سرمائے میں گراں قدر اضافہ کیا ہے۔

مولوی نجم الغنی خاں رام پوری ۱۰ ربیع الاول ۱۲۷۶ھ مطابق ۱۸ اکتوبر ۱۸۵۹ء کو رام پور میں پیدا ہوئے۔ محمد نجم الغنی (۱۲۷۶ھ) ان کا تاریخی نام ہے وہ اپنے والد کے اکلوتے فرزند تھے۔ ان کی پرورش و تربیت پر خاص توجہ دی گئی۔ مولوی نجم الغنی خاں کی عمر ابھی چار سال کی تھی کہ ان کے والد مولوی عبدالغنی ۱۸۶۳ء میں بسلسلۂ ملازمت اودے پور چلے گئے لہٰذا ان کی ابتدائی تعلیم تمام تر اودے پور میں ہوئی۔

مولوی نجم الغنی خاں نے عربی و فارسی کی ابتدائی کتابیں اپنے والد مولوی عبدالغنی سے اودے پور میں پڑھیں اور پھر وہ ۱۲۹۰ھ میں رام پور آ گئے۔ انھوں نے علومِ مروّجہ کی تحصیل علمائے رام پور سے کی اور فلسفۂ قدیم کی بعض کُتُب شمس العلماء مولانا عبدالحق خیرآبادی سے پڑھیں اور عربی ادب کی تحصیل مولانا طیب عرب مکی سے کی اور دوسرے تمام علوم شمس العلماء مولانا حفیظ اللہ سے حاصل کیے ۱۸۸۶ء میں مدرسہ عالیہ رام پور سے درسِ نظامی کا امتحان درجۂ اوّل میں پاس کیا۔ اس کے بعد علمِ طب کی تحصیل کی اور اطبائے لکھنؤ اور اپنے ماموں حکیم اعظم خاں رام پوری سے استفادہ کیا۔ حکیم اعظم خاں اپنے دور کے شہرت یافتہ حکیم تھے۔

تحصیلِ علوم میں مولوی نجم الغنی خاں نہایت محنت اور کوشش کرتے ٹمٹماتے ہوئے چراغ

کے سامنے رات رات بھر مُطالعہ کتاب میں گُزار دیتے۔ ایک مرتبہ رات کو مطالعہ کے دوران چراغ کی لَو سے ان کی پگڑی میں آگ لگ گئی لیکن بروقت آگاہ ہو گئے، طالب علمی کے زمانے میں لباس و طعام کی بھی کچھ پروا نہیں کرتے تھے۔ اُن کے شوقِ علم کا اندازہ اس واقعہ سے لگایئے کہ اپنے ایک اُستاد کے یہاں کیاریوں کو سینچنے کے لیے روزانہ کنوئیں سے پانی کھینچتے تھے اور اس کام کے انجام دینے میں اکثر ان کے ہاتھوں میں آبلے پڑ جاتے تھے اور ایک اور واقعہ ملاحظہ ہو۔ مولوی نجم الغنی خاں رام پور میں ایک طبیب کے یہاں پڑھنے جایا کرتے تھے۔ ان کا مکان نجم الغنی خاں کے گھر سے کافی فاصلے پر تھا ایک روز جبکہ موسلا دھار بارش ہو رہی تھی وہ پڑھنے کے لیے گئے۔ استاد نے کہلا دیا کہ ابھی بارش ہو رہی ہے سہ پہر کو آنا، مولوی نجم الغنی خاں بھیگتے ہوئے واپس چلے آئے، اتّفاق سے اس روز بارش نہیں تھمی۔ سہ پہر کو پھر بھیگتے بھاگتے استاد کے یہاں پہنچے، استاد اُن کے ذوقِ علم سے بہت متأثر ہوئے اور اپنے تساہل کی مُعافی چاہی۔

تحصیلِ علم کے بعد نجم الغنی خاں نے طب کا مشغلہ اختیار کیا۔ رجُوعِ خلق خوب ہونے لگی بعض پیچیدہ بیماریوں کے علاج بھی کئے۔ اس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا کام بھی جاری رہا۔ پھر حکیم نجم الغنی خاں نے ریاست رام پور کی ملازمت اختیار کر لی اور حضور تحصیل میں پیش کار مُقرّر ہوئے۔ اس کے بعد محکمہ اوقاف رام پور کے مُنصرم اور میونسپل بورڈ کے ممبر رہے۔ ۱۸۹۰ء میں ملازمت سے مستعفی ہو گئے اور کچھ مُدّت کے بعد ریاست اودے پور "میواڑ" چلے گئے۔ اور وکٹوریہ ہال لائبریری کے شعبہ فارسی کے لائبریرین مقرر ہو گئے۔ لیکن جلدی رام پور واپس آ گئے اور یہاں مختلف علمی، سماجی اور سیاسی خدمات انجام دیں۔

حکیم نجم الغنی خاں شعبۂ تاریخ کے مُنصرم، یونانی شفاخانوں کے انچارج، انجمن صفائی میونسپلٹی کے ممبر اور نواب حامد علی خاں رئیس رام پور کے درباری بھی رہے۔ اکتوبر ۱۹۰۱ء میں نواب حامد علی خاں نے یونانی شفاخانوں کا محکمہ توڑ دیا لہٰذا اختلاف رائے کی بنیاد پر حکیم نجم الغنی خاں نے رام پور چھوڑ دیا اور اودے پور چلے گئے اور وہاں ۱۸ نومبر ۱۹۰۱ء کو مہارانا ہائی اسکول میں ہیڈ مولوی

ہو گئے۔ اودے پور میں قیام کے زمانے میں بھی تصنیف و تالیف کا کام جاری رہا۔ بلکہ جلد ہی ان کی اچھی خاصی شہرت ہو گئی اور ملک کے مشاہیر ان سے ملاقات کے لیے اودے پور پہنچنے لگے۔

ریاست اودے پور کی طرف سے بھی حکیم نجم الغنی خاں کی ہمیشہ قدر دانی ہوئی۔ عوام و خواص سب ان کی بڑی عزت کرتے تھے۔ انہوں نے ہمیشہ اپنے فرائض بحسن و خوبی انجام دئے۔ طلبہ کے ساتھ وہ ہمیشہ شفقت و محبت سے پیش آتے تھے۔

ایک مرتبہ حکیم نجم الغنی خاں کو حیدر آباد جانے کا بھی اتفاق ہوا۔ مہاراجا سر کشن پرشاد نے نظام حیدر آباد سے ملاقات کرائی۔ بوقتِ رخصت پانچ سو روپیہ مرحمت ہوئے اور حیدر آباد آنے کی دعوت بھی دی گئی۔ مگر انہوں نے وہاں جانا پسند نہیں کیا۔

اوائل جولائی ۱۹۲۳ء میں اودے پور کی ملازمت سے سبکدوش ہو کر اپنے وطن مالوف رام پور آ گئے اور سارا وقت مطالعہ کتب اور تصنیف و تالیف میں صرف کرنے لگے جو کام بڑے بڑے علمی اداروں کے کرنے کے تھے وہ مولوی نجم الغنی خاں نے تنہا انجام دیئے۔ ریاست رام پور کی معارف پروری کی بدولت اودے پور کے قیام کے زمانے میں بھی ۱۹۱۵ء سے نجم الغنی خاں کو پچاس روپیہ ماہانہ وظیفہ ملتا تھا مگر رام پور آنے کے بعد وظیفے کی رقم سو روپیہ ماہانہ ہو گئی۔ طعام اور سواری وغیرہ کا انتظام ریاست کی طرف سے اس کے علاوہ تھا۔

ایک مرتبہ مولوی نجم الغنی خاں کو نواب حامد علی خاں رئیس رام پور (ف ۱۹۳۰ء) کے عتاب کا سامنا کرنا پڑا۔ صورت یہ ہوئی کہ روہیلہ ریاست کے بانی نواب علی محمد خاں (ف ۱۱۶۲ھ) کو ایک روہیلہ سردار داؤد خاں نے پرورش کیا تھا۔ وہ داؤد خاں کو ایک لڑائی میں موضع بانکولی تحصیل بہیڑی (ضلع بریلی۔ یوپی) سے کم سنی میں ہاتھ لگے تھے۔ جاٹ قبیلہ کے چشم و چراغ تھے۔ داؤد خاں کے کوئی اولاد نہ تھی اس لیے اس نے علی محمد خاں کی نہایت اعلیٰ پیمانے پر پرورش اور تعلیم و تربیت کی اور اپنا جانشین مقرر کیا۔ علی محمد خاں روہیلوں کے سردار اور ریاست کے بانی ہوئے۔ یہی بات حکیم نجم الغنی خاں نے اپنی کتاب اخبار الصنادید (تاریخ روہیل کھنڈ) طبع اول

۱۹۰۷ء میں لکھ دی۔ بھلا یہ بات نواب حامد علی خاں کو کب گوارا ہو سکتی تھی۔ نواب کی رشتہ داری جانسٹھ کے سادات میں ہو چکی تھی اور سادات جانسٹھ نے نواب حامد علی خاں کے لیے ایک "شجرۂ سیادت" بھی مرتب کر دیا تھا۔ نواب حامد علی خاں نے حکیم نجم الغنی کو اودے پور سے طلب کر لیا۔ دربار میں حاضر ہوئے۔ نواب نے نہایت غم و غصہ کا اظہار کیا اور فیصلہ ہوا کہ اخبار الصنادید (طبع اول ۱۹۰۷ء) بحق سرکار ضبط اور نذرِ آتش، اس کتاب کا ایک ایک نسخہ حاصل کر کے جلایا گیا اور کتاب پر جو رقم خرچ ہوئی تھی وہ نجم الغنی خاں کو ادا کی گئی۔ خاکسار کے خاندان میں اخبار الصنادید کا یہ نادر نسخہ (طبع اول) محفوظ تھا جو اب پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی (کراچی) لائبریری کی زینت ہے اور طبع اول کا ایک جلا ہوا نسخہ ترقی اردو بورڈ (کراچی) کے کتب خانے میں بھی ہے۔ ۱۹۱۸ء میں نجم الغنی خاں نے اخبار الصنادید کا دوسرا اڈیشن تیار کر کے شائع کرایا جس میں نواب حامد علی خاں رئیس رام پور کے حسب الحکم سادات کا نسب نامہ شامل کیا گیا مگر اتفاق کی بات نواب حامد علی خاں ۱۹۳۰ء میں فوت ہو گئے اور نجم الغنی خاں زندہ رہے۔ چنانچہ ان کے قلم حقیقت رقم نے ایک کتاب "مختصر تاریخ ریاست رام پور" لکھ کر اصل حقیقت پھر ظاہر کر دی۔ حکیم نجم الغنی خاں کے ہاتھ کا لکھا ہوا قلمی نسخہ ہماری نظر سے گزرا ہے ہم نے اس کی ایک ٹائپ شدہ نقل پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی (کراچی) کی لائبریری میں داخل کر دی ہے۔

حکیم نجم الغنی خاں نے اخبار الصنادید (طبع دوم) علامہ اقبال کی خدمت میں ارسال کیا جس کی رسید اور رائے دیتے ہوئے علامہ اقبال نے حکیم نجم الغنی خاں کو مندرجہ ذیل خط لکھا۔

لاہور۔ ۱۴ / دسمبر ۱۹۱۸ء

مخدوم و مکرم جناب قبلہ حکیم صاحب۔ السلام علیکم

اخبار الصنادید کی دو جلدوں کے لیے سراپا سپاس ہوں۔ میں نے پہلی جلد کو بالخصوص نہایت دلچسپی سے پڑھا۔ قوم افغان کی اصلیت پر آپ نے خوب روشنی ڈالی ہے۔ کثرت مرہ غالباً اور افاغنہ یقیناً اسرائیلی الاصل ہیں۔ قاضی امیر احمد شاہ رضوانی

"جو خود افغان ہیں ایک دفعہ مجھ سے فرماتے تھے کہ لفظ "وغ" قدیم فارسی میں بمعنی "بت" آیا ہے اور افغان میں الف سالبہ ہے چونکہ ایران میں بود و باش رکھنے کے وقت افغان بت پرست نہ تھے اس واسطے ایرانیوں نے انھیں افغان کے نام سے موسوم کیا ہے۔

میرے خیال میں حال کی پشتو زبان میں بہت سے الفاظ عبرانی اصل کے موجود ہیں۔ اگر تحقیق کی جائے تو مجھے یقین ہے نہایت بار آور ہوگی۔ آپ کا طرزِ تحریر نہایت سادہ اور مؤثر ہے اور بحیثیتِ مجموعی آپ کی تصنیف تاریخ کا عمدہ نمونہ ہے۔

آپ کا مخلص

محمد اقبال بیرسٹر ایٹ لا

حکیم نجم الغنی خاں کا سارا وقت مطالعہ کُتب اور تصنیف و تالیف میں صرف ہوتا تھا۔ وہ دن کا ایک حصہ رام پور کے سرکاری کُتب خانے میں گزارتے تھے اور بقیہ حصہ اپنے گھر میں تصنیف و تالیف میں صرف کرتے تھے۔ لوگوں سے بہت کم ملتے تھے۔ رام پور کا ایک خاص محدود علمی طبقہ تھا جس سے ان کا رابطہ تھا۔ اکثر لوگ ان کی علمی حیثیت اور مرتبے سے بھی بے خبر تھے۔

جب خواجہ حسن نظامی، نواب حبیب الرحمٰن خاں شروانی، مولانا عبدالحلیم شررؔ، مولوی رضی الدین بسمل بدایونی (مؤلف کنز التاریخ) اور علامہ شبلی نعمانی جیسے مشاہیرِ ملت مولوی نجم الغنی خاں سے ملنے ان کے مکان پر جاتے تھے تو اہلِ محلہ کو نجم الغنی خاں کی حیثیت اور علمی مرتبے کا اندازہ ہوتا تھا۔

حکیم نجم الغنی کی زندگی بہت سادہ تھی۔ صبح کو جب تک وہ بیس صفحے نہیں لکھ لیتے تھے۔ مکان سے نہیں نکلتے تھے۔ ان کے اوقات نہایت منضبط تھے۔ اسی اصول پرستی اور نظام الاوقات کی پابندی کا نتیجہ ہے کہ انھوں نے اتنی ضخیم کتابیں اپنی یادگار چھوڑیں۔

حکیم نجم الغنی خاں نے جس موضوع پر قلم اٹھایا اس کا حق ادا کر دیا ہے کوئی پہلو تشنہ نہیں

چھوڑا ہے۔ بہت سی قلمی کتابیں ان کی تصانیف کے ذریعے اہلِ علم سے مُتعارف ہوئیں۔ تاریخ اودھ اور تاریخ روہیل کھنڈ پر جو کچھ انھوں نے لکھا ہے وہ ان کی محنت اور تدوین کی زندہ مثال ہے۔ نصف صدی گزرنے کے بعد بھی اس موضوع پر کوئی قابلِ قدر کام نہیں ہوا۔ وہ تاریخ کو مذہب یا عقیدے کے قلم سے نہیں لکھتے تھے۔

حکیم نجم الغنی خاں کو ہمیشہ کتابوں کی تلاش رہتی تھی۔ کتابوں اور تاریخی آثار دیکھنے کے لیے سفر بھی کرتے تھے۔ اُستاذی المحترم مولوی اسد علی خاں رام پوری مرحوم (ف ۱۹۵۶ء) اور مولوی حکیم عبدالغفور آنولوی (ف ۱۹۶۴ء) کا بیان ہے کہ حکیم نجم الغنی خاں اکثر آنولہ، بریلی اور بدایوں آتے۔ ان بستیوں کے پرانے خاندانوں کے افراد سے ملتے اور ان کے پرانے ذخیروں، کتابوں اور کاغذات کو دیکھتے تھے۔ ۱۹۱۵ء میں حکیم نجم الغنی خاں آنولہ آئے اور بعض اہلِ شہر کے ہمراہ وہ اہانی چھترا (رام نگر) کا قلعہ دیکھنے گئے۔ مولوی اسد علی خاں کا بیان ہے کہ وہ روہیل کھنڈ کے آثار و عمارات پر بھی کتاب لکھنے کے لیے مواد جمع کر رہے تھے جو غالباً تیار نہ ہو سکی۔

جب ۱۹۳۰ء میں نواب حامد علی خاں کا انتقال ہو گیا اور نواب رضا علی خاں (ف ۶/ مارچ ۱۹۶۶ء) سریر آرائے حکومت ہوئے تو انھوں نے ریاست کے نظم و نسق میں بعض تبدیلیاں اور اصلاحات کیں اور ریاست کے آمدنی و خرچ کو متوازن کرنے کی غرض سے بہت سے وظیفے بند کر دیئے۔ مولوی نجم الغنی خاں بھی اس لپیٹ میں آ گئے مگر بعض حضرات کی سفارش سے ان کا وظیفہ بحال ہوا اور ان کو ۱۰/ اکتوبر ۱۹۳۰ء کو کتب خانہ سرکاری (رام پور) کا ناظم مقرر کر دیا گیا۔ یہ ذمّہ داری برائے نام تھی۔ اس معاملے میں خواجہ حسن نظامی نے خاص طور سے کوشش کی تھی۔

نواب رضا علی خاں کے مسند نشین ہونے کے موقع پر جب خواجہ حسن نظامی رام پور تشریف لے گئے تو ۹/ ربیع الاول ۱۳۴۹ھ (۲۹/ جولائی ۱۹۳۰ء) بروز سہ شنبہ مولوی حکیم نجم الغنی خاں سے بھی ملنے گئے۔ اس روداد کو خواجہ صاحب ہی کی زبانِ قلم سے سُنئے۔

"اس (ناشتہ) کے بعد مولانا نجم الغنی صاحب مؤرخ سے ملنے گیا۔ جو موجودہ

زمانے کے سب سے عمدہ اور بہت زیادہ اور نہایت محققانہ اور آزادانہ
اور بے باکانہ لکھنے والے مؤرخ ہیں۔ شمس العلماء مولانا ذکاء اللہ صاحب
مرحوم دہلوی نے آخر زمانے میں تاریخ کی بہت بڑی بڑی جلدیں لکھی ہیں۔ مگر
مولانا نجم الغنی خاں صاحب کی کتابیں تعداد میں بھی بہت زیادہ ہیں اور ضخامت
میں بھی زیادہ ہیں۔ تاریخ کے علاوہ طب وغیرہ علوم و فنون کی بھی انھوں نے
بہت اچھی اچھی کتابیں لکھی ہیں۔ شہرۂ آفاق فلاسفروں اور مصنفوں کی طرح ایک
نہایت مختصر اور سادہ مکان میں بیٹھے تھے چاروں طرف کتابوں اور نئے مسودات
کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ ساٹھ ستر کے قریب عمر ہے۔ بال سب سفید ہو گئے ہیں مگر
کام کرنے کی انرجی اور مستعدی جوانوں سے زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ بہت عمدہ
پھل کھلائے، پان کھلائے اور اپنی تازہ تصانیف بھی دکھائیں۔ ایک کتاب اودے پور
کی نسبت لکھی ہے۔ مولانا شبلی مرحوم نے اورنگ زیب پر ایک نظر کے نام سے
بہت اچھی کتاب شائع کی تھی مگر وہ راجپوتانے کے واقعات سے بے خبر تھے۔
مولانا نجم الغنی خاں صاحب نے راجپوتانہ کی مستند تاریخوں سے اورنگ زیب
کی تاریخی حمایت کا حق ادا کیا ہے اور اودے پور کے مہارانا کے اس غرور اور گھمنڈ
کو توڑ پھوڑ کر مسمار کر دیا ہے جس میں وہ آج تک مبتلا ہے۔ موجودہ مہارانا کے
والد ۱۹۱۱ء کے شاہی دربار میں دہلی میں آئے تو شہر کے باہر ٹھہرے کیونکہ ان
کے ہاں یہ عہد ہے کہ دہلی میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوں گے۔ انگریزوں
نے بھی اودے پور کے خیالی پلاؤ کی مخالفت نہیں کی اور مہارانا کو دہلی کے اندر
آنے کے لیے مجبور نہیں کیا تاکہ ان کی آن بان باقی رہے مگر مولانا نجم الغنی صاحب
کی اس تاریخ کو پڑھ کر اودے پور کے سب نشے ہرن ہو جائیں گے اور وہ طلسم
ٹوٹ جائے گا جو اودے پور کی فرضی روایتوں نے ہندو قوم کے دل و دماغ میں

بنا رکھا ہے کہ اودے پور کا مہارانا کبھی مسلمان سلطنت کے سامنے نہیں جھکا
اور کبھی مسلمانوں سے مغلوب نہیں ہوا۔

میں نے مولانا سے یہ کتاب لے لی اور میں اس کو اپنے اہتمام سے اور اپنے
خرچ سے شائع کروں گا۔ مولانا نے اس کا نام تاریخ اودے پور رکھا ہے مگر میں
نے اس کے نئے نام تجویز کیے ہیں جن میں سے ایک غرور شکن ہے اور دوسرا
اودے پور کا فرضی طلسم ہے۔ یہ کتاب خدا نے چاہا بہت جلدی شائع ہو جائے گی۔
مولانا نجم الغنی صاحب بہت زیادہ کام کرتے ہیں۔ ان کی عمر اور ان کی محنت کو دیکھ
کر مجھے بہت غیرت آئی کہ مجھے اپنے زیادہ کام کا فخر رہتا ہے حالانکہ مولانا نجم الغنی
صاحب مجھ سے زیادہ بوڑھے ہیں مگر کئی حصے زیادہ کام کرتے ہیں۔

رخصت ہوا تو مولانا سواری تک پہنچانے آئے۔ قدیم بزرگوں کی تہذیب و
شائستگی کا وہ ایک مکمل نمونہ ہیں۔" (ضمیمہ نظام المشائخ دہلی، اگست ۱۹۳۰ء) صفحہ ۱۰-۱۱

مسلسل علمی کام کرنے کی وجہ سے مولوی نجم الغنی خاں بیمار رہنے لگے۔ جون ۱۹۳۲ء میں درد
سر کا دورہ پڑا۔ علاج کی غرض سے بریلی گئے۔ پہلے سرکاری اسپتال میں علاج ہوا پھر ایک انگریز
سپیشل ڈاکٹر کو دکھلایا مگر وقت پورا ہو چکا تھا۔ ۳۰ رجون ۱۹۳۲ء کو وہ بریلی سے رام پور روانہ ہوئے
اور راستے ہی میں اپنی جان ۳۰ رجون اور یکم جولائی کی درمیانی شب میں جان آفریں کے سپرد کر دی
وہ رام پور میں شاہ درگاہی کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

رامپور کے اخبار دبدبۂ سکندری مورخہ ۱۴ر ستمبر ۱۹۳۲ء میں اس حادثۂ جانکاہ پر اس طرح
اظہار خیال کیا گیا ہے۔

"دنیائے اسلام اور دنیائے علم و ادب میں یہ خبر انتہائی حزن و الم سے سنی
جائے گی کہ رام پور کا ایک مشہور و مایۂ ناز اور ہمہ داں مورخ جناب مولوی حکیم
نجم الغنی خاں صاحب یکم جولائی ۱۹۳۲ء کو بریلی سے رام پور آرہے تھے کہ بعد

دو بیراں کا انتقال ہو گیا۔ آپ برائے علاج بریلی گئے ہوئے تھے۔ وہ مشرقی زبانوں کے جیّد فاضل اور عالمِ بے بدل تھے۔ آپ کی تصنیفات ہندوستان میں مشہور ہیں۔ آپ کے تبحرِ علمی کی وجہ سے شاہِ ایران نے مولانائے مرحوم کو تمغۂ فضیلت عطا فرمایا تھا۔ آپ نے تصنیفات میں علم و فضل کے دریا بہا دئے ہیں جو آپ کی حقیقی اور ابدی یادگار ہیں اور جن کی وجہ سے مرحوم کا نام نامی صفحۂ روزگار پر ثبت رہے گا۔"

قطعات تاریخ انتقال

(۱)

از منشی رشید اللہ خاں خوش نویس مدرسہ عالیہ رام پور

خانِ نجم الغنی والا قدر — ذی شرف باکرم و باشوکت
عالم و فاضل و دانا و حکیم — صاحب دولت و اہلِ ثروت
در جہاں بود طبیب حاذق — در گروہ شرفا ذی عزت ؎
بست و شش ماہ صفر آدینہ — یک بیک کرد چوں حضرت رحلت
گفتمش مصرعۂ تاریخ رشید — رفت با حوصلہ سوئے جنت

۱۳۵۱ھ

(۲)

از مولوی حاجی محمد فیاض الدین خاں، فیاض رام پوری

مولوی نجم الغنی خاں بحر مؤرخ بے مثال — عالم و فاضل محقق، عاقل و کامل ذکا
رفت در شہر بریلی تا شود صحت حصول — آں مؤرخ شد چو در امراض مہلک مبتلا
روح در راہ بریلی قبض شد از جسم زار — از علاج خود واپس شد وطن اہلِ صفا
روز جمعہ رفت شب ماہ یکم جولائی بود — رفتہ از دنیا سوئے فردوس از حکم خدا

در مزار شاہ درگاہی لحد تعمیر شد — از فراقش بر الم گشتہ عزیز و اقربا
نیست جائے دم زدن در حکم رب العالمین — مولوی شمس الغنی خاں صبر کن اندر بلا
یافتہ ہاتف در رنج و الم فیاض را — گفت شد واصل بحق نجم الغنی اہلِ صفا

۱۹۳۲ء

نجم الغنی خاں شعر و شاعری کا بھی ذوق رکھتے تھے۔ نجمی تخلص تھا۔ وہ اپنی ضخیم اور وقیع تصنیفات کی بدولت زندہ جاوید ہیں۔ ان کی تالیفات کی فہرست درج ذیل ہے۔

۱۔ تاریخ اودھ ۱۹۰۰ء۔۱۹۰۱ء میں حکیم نجم الغنی خاں نے تاریخ اودھ کے عنوان سے چار جلدوں میں ایک ضخیم کتاب لکھی جس کا پہلا اڈیشن مطبع نیرِ اعظم مراد آباد و مطبع مطلع العلوم مراد آباد سے شائع ہوا۔ اس کتاب کا دوسرا اڈیشن پانچ جلدوں میں نولکشور پریس لکھنؤ سے ۱۹۱۹ء میں شائع ہوا۔ جنوری ۱۹[illegible]ء میں اس کتاب کی پہلی جلد نفیس اکیڈیمی کراچی نے نہایت اہتمام سے شائع کی ہے۔ راقم الحروف محمد ایوب قادری نے اس پر مقدمہ لکھا ہے۔ پچھلے دنوں تاریخ اودھ کی تلخیص لکھنؤ سے ایک جلد میں شائع ہوئی ہے۔

۲۔ عقود الجواہر فی احوال البواہر } یہ دونوں رسالے بوہروں کے حالات میں ہیں
۳۔ سلک الجواہر فی احوال البواہر } اور مطبع نیرِ اعظم مراد آباد میں چھپے ہیں۔

۴۔ اخبار الصنادید (دو حصے) یہ روہیلوں اور روہیل کھنڈ کی مفصل تاریخ ہے۔ اس کا پہلا اڈیشن پیسہ اخبار لاہور میں چھپا تھا اور دوسرا اڈیشن ۱۹۱۸ء میں مطبع نولکشور لکھنؤ سے شائع ہوا۔

۵۔ کارنامہ راجپوتاں ۔ راجستھان کی تاریخ ہے مطبع روزانہ اخبار بریلی سے شائع ہوئی ہے۔

۶۔ وقائع راجستھان ۔ یہ بھی راجپوتانے کی تاریخ ہے اور مطبع روزنامہ ہمدم لکھنؤ سے شائع ہوئی ہے۔

۷ - تاریخ راجپوتانہ - یہ کتاب مطبع پیسہ اخبار لاہور سے شائع ہوئی ہے۔

۸ - نہج الادب - فارسی قواعد، اصول ادب، صنائع بدائع اور علم بیان پر مفصل تصنیف ہے۔ ۱۹۱۹ء میں مطبع نولکشور لکھنؤ سے شائع ہے۔

۹ - رسالہ نجم الغنی - یہ نہج الادب کا خلاصہ ہے۔ مطبع احمدی رام پور سے شائع ہوا ہے۔

۱۰ - منتہی القواعد عرف قواعد حامدی - اُردو زبان میں کتاب لکھی گئی ہے۔

۱۱ - شرح نکتہ رسالہ عبدالواسع ہانسوی - یہ فارسی رسالہ منتہی القواعد کے ساتھ چھپا ہے۔

۱۲ - بحر الفصاحت - یہ اپنے موضوع پر اہم اور ضخیم کتاب ہے - پنجاب یونیورسٹی کے اُردو فاضل کے کورس میں داخل رہی ہے - ایک مرتبہ مطبع سرور قیصری رام پور میں اور دو مرتبہ مطبع نول کشور لکھنؤ سے شائع ہو چکی ہے۔

۱۳ - مفتاح البلاغت - یہ بحر الفصاحت کا انتخاب ہے اور مطبع پیسہ اخبار لاہور سے شائع ہوا ہے۔

۱۴ - خواص الادویہ - یہ کتاب ادویۂ مفردہ کے بیان میں ہے - تین جلدوں میں مطبع پیسہ اخبار لاہور سے شائع ہوئی ہے۔

۱۵ - خزانتہ الادویہ - یہ کتاب چار جلدوں میں مطبع نولکشور لکھنؤ سے شائع ہوئی ہے۔

۱۶ - خزائن الادویہ - یہ کتاب آٹھ ضخیم جلدوں میں مطبع پیسہ اخبار لاہور سے شائع ہوئی ہے۔

۱۷ - قرابادین نجم الغنی - یہ مرکب ادویہ کے بیان میں ضخیم کتاب ہے مطبع نولکشور لکھنؤ سے دو مرتبہ چھپ چکی ہے۔

۱۸ - القول الفیصل فی شرح المطہر المتخلل - شرح وقایہ کے مسئلہ متخلل کی شرح عربی زبان میں لکھی ہے - مذاہب الاسلام کے آخر میں یہ رسالہ مطبع احمدی میں ۱۹۱۰ء میں چھپا ہے۔

۱۹ - مختصر الاصول - یہ کتاب اصول فقہ میں ہے، مطبع نیر اعظم مراد آباد سے شائع ہوئی ہے۔

۲۰ - مزیل الغواشی - اصول شاشی کی شرح ہے - مطبع نولکشور لکھنؤ سے شائع ہو چکی ہے۔

۲۱ - تہذیب العقائد - عقائد نسفی کی شرح ہے - کئی مرتبہ مطبع نامی لکھنؤ سے شائع ہو چکی ہے۔

۲۲ - تعلیم الایمان - فقہ اکبر کی ضخیم شرح ہے - مطبع نولکشور لکھنؤ سے شائع ہوئی ہے۔

۲۳ - تذکرۃ السلوک - تصوف و سلوک سے متعلق کتاب ہے اس میں مصطلحات صوفیہ کی فہرست باعتبار حروف تہجی شامل ہے - آخر میں دو تین فتوے بھی شامل ہیں۔

۲۴ - شرح سراجی - علم فرائض میں نہایت اہم اور مفید کتاب ہے مطبع سرکاری رام پور میں طبع ہوئی ہے۔

۲۵ - معیار الافکار - یہ فارسی زبان کا رسالہ مطبع احمدی رام پور سے شائع ہوا ہے۔

۲۶ - شرح چہل کاف - یہ رسالہ مطبع نیر اعظم مراد آباد سے شائع ہوا ہے۔

۲۷ - مفتاح المطالب - یہ رسالہ قرآن کی آیات سے فال نکالنے کے بیان میں ہے اور شیخ محی الدین ابن عربی کے ایک عربی رسالہ کا اُردو ترجمہ ہے - مطبع سرور قیصری رام پور سے شائع ہو چکا ہے۔

۲۸ - تاریخ ریاست حیدر آباد دکن - حیدر آباد دکن کی مفصل تاریخ ہے - مطبع نولکشور لکھنؤ سے شائع ہو چکی ہے۔

۲۹ - مختصر تاریخ رام پور - اس کی کیفیت بیان کی جا چکی ہے۔

۳۰ - تسہیل اللغات - یہ کتاب اُردو زبان میں لغات و مصطلحات پر لکھی تھی - ۱۹۲۶ء میں حرف سین تک لکھی جا چکی تھی - یہ مواد دو جلدوں میں آیا تھا - جلد اول ۴۹۳ صفحات پر اور جلد دوم ۴۲۵ صفحات پر مشتمل تھی - نجم الغنی خاں نے دونوں جلدیں نواب سر رضا علی خاں رئیس رام پور کو پیش کر دی تھیں - صرف دوسری جلد رضا لائبریری رام پور میں موجود ہے۔

۳۱ - تاریخ اودے پور - مولوی نجم الغنی خاں سے یہ کتاب خواجہ حسن نظامی نے لے لی تھی،

غالباً شائع نہ ہو سکی۔

۳۲۔ دیوان نجمی۔ حکیم نجم الغنی خاں شاعرانہ ذوق رکھتے تھے۔ نوجوانی میں خوب شعر کہتے تھے۔ ۱۲ سال کی عمر تک جو کچھ کہا تھا۔ اس کا انتخاب کرکے دیوان نجمی کے نام سے [illegible] کو رضا لائبریری رام پور میں داخل کر دیا ہے۔ اس مجموعہ کلام میں غزلیات و سوخت قصائد وغیرہ ہیں۔

مذاہب الاسلام

حکیم نجم الغنی خاں جب عقائد نسفی کی شرح لکھ رہے تھے تو مطالعہ و ترتیبِ مواد کے دوران اسلام کے مختلف مذاہب اور فرقوں کی تحقیق بھی کرتے رہے۔ اس طرح ان کو اس کتاب کی تالیف کا خیال پیدا ہوا وہ خود لکھتے ہیں[1]

"مسلمانوں کے واسطے اس بات کی بڑی ضرورت ہے کہ ان کو اپنے ہاں کے تمام نہیں تو اکثر مذاہب سے واقفیت ہو کیونکہ اپنے اور غیر مذہب میں امتیاز حاصل رہے۔ اس فن کی جامع اور مفصل کتاب اردو اور فارسی میں تو آج تک لکھی ہی نہیں گئی یا لکھی گئی ہے تو ہم تک نہیں پہنچی۔ عربی میں بھی جہاں تک تلاش کی گئی تو فرقہائے اسلام کے حال میں یکجائی بیان نہیں ملا۔ مجھ کو علم کلام سے بہت دلچسپی ہے۔ اس فن میں میں نے کئی کتابیں لکھی ہیں۔ جب عقائدِ نسفی کی شرح زبان اردو میں لکھنے لگا تو اس کے ساتھ ہی ساتھ مذاہب کی تحقیق بھی کرتا رہا۔ یہاں تک کہ بڑی جستجو کے بعد ایک اچھا خاصا ذخیرہ فراہم ہو گیا جس کو مرتب کرکے ایک کتاب کی صورت میں کر لیا اور اس کا نام مذاہب الاسلام رکھا۔ اس فن میں ایسی کافی و وافی کتاب کا تیار ہو جانا محض تائید ایزدی ہے"

---

[1] مذاہب الاسلام از حکیم نجم الغنی خاں رام پوری (لکھنؤ ۱۹۲۴ء) ص ۴-۵

فاضل مؤلف کتاب کی حیثیت اور حقیقت کے متعلق لکھتے ہیں[2]

"میں نے احتیاطاً ہر امر اور نادر واقعہ کا حوالہ معہ الوسع بقید نام و جلد کتاب اس کتاب کے ہر صفحہ پر لکھنے کی کوشش کی ہے اور اس طرح میں نے اپنا وہ فرض ادا کر دیا ہے جو بحیثیت ناقل میرے ذمہ تھا۔ میرا مقصود اس تحریر سے صرف مذاہب اسلامیہ کے حالات کا لکھنا ہے۔ کسی مسئلہ عقائد کا فیصل اور طے کرنا یا ایک مذہب کو دوسرے مذہب پر ترجیح دینا یا کسی مذہب کو حق اور کسی کو باطل ثابت کرنا یا کسی کی خوبی اور کسی کی بُرائی اپنی جانب سے پیدا کرنا مقصود نہیں جیسا کہ میری بے رو و رعایت تحریر سے ثابت ہوگا"

مذاہب الاسلام کے مطالعہ سے مؤلف کی تبحرِ علمی، محنت اور دقتِ نظر کا اندازہ ہوتا ہے۔ انہوں نے اس کتاب کی تالیف کے لیے مواد کی فراہمی میں بڑی کوشش کی ہے اور حتی الوسع اصل ماخذ تک اُن کی رسائی ہوئی ہے۔ بہت سے فرقے اپنے عقائد کی کتابیں عام مسلمانوں سے چھپا کر رکھتے ہیں مؤلف نے اُن کتابوں کے حصول کی بھی کوشش کی ہے اور اکثر ان کو اس سلسلے میں کامیابی ہوئی ہے۔

حکیم نجم الغنی خاں نے اس کتاب میں اسلام کے بُنیادی عقائد، اختلافات کا آغاز، مذہب اہلِ سنّت کی تعریف و حیثیت، مختلف مذاہب کا شیوع، روافض و خوارج کا آغاز، ان کی تقسیم در تقسیم، اُن کے علاوہ مختلف فرقوں اور گروہوں کا بیان، نہایت شرح و بسط کے ساتھ کیا ہے۔ اس موضوع پر یہ کتاب اردو زبان میں ایک نوع کی دائرۃ المعارف ہے۔ شاید روافض و خوارج کی تاریخ اور مختلف قدیم فرقوں کے بیان میں اس سے زیادہ معلومات یکجا کہیں نہیں مل سکتیں۔

برصغیر پاک و ہند میں جو مختلف مذہبی فرقے مثلاً مہدوی، نُور بخشی، دینِ الٰہی، روشنائی،

---

[2] ایضاً ص ۵

زلود، خوجے، بوہرے، وہابی، نیچری، قادیانی اور اہلِ قرآن وغیرہ وجود میں آگئے ہیں۔ ان پر بھی سیر حاصل بحث ہے۔

اس کتاب کا پہلا اڈیشن اس صدی کے پہلے عشرے میں شائع ہوا تھا۔ لہٰذا بعض فرقوں کے ارتقاء کی تدریجی صورت کی پوری تصویر نہیں ملتی مثلاً "قادیانیوں کی لاہوری شاخ، دکن میں قادیانیوں سے ملتی جلتی تحریک "چمن لشیشور صدیق دیندار کی جماعت" اور بلوچستان کے ذکری فرقے کا ذکر نہیں ملتا۔

اسی طرح وہابیوں (اہلِ حدیث) کے بعض اکابر مثلاً "میاں نذیر حسین اور نواب صدیق حسن خاں (بھوپالی) کی سرگرمیوں کا ذکر تو ہے مگر مولوی محمد حسین بٹالوی (ایڈیٹر اشاعۃ السنہ) مولوی ثناء اللہ امرتسری اور مولوی عبدالوہاب ملتانی (بانی جماعت غرباء اہلِ حدیث) اور اہلِ قرآن کے سلسلے میں خواجہ احمد دین امرتسری، مولوی اسلم جے راج پوری اور چودھری غلام احمد پرویز کے افکار کی صدائے بازگشت اس کتاب میں نہیں ملتی۔

حکیم نجم الغنی خاں نے سر سید احمد خاں کے مذہبی افکار پر وضاحت سے لکھا ہے اور کہیں کہیں مولانا شبلی نعمانی پر تعاقبات بھی کئے ہیں۔

فاضل مؤلف کے زمانے میں بین الاقوامی علمی و فکری تحریکات پورے طور سے اثر انداز نہیں ہوئی تھیں۔ آج ان تحریکات کیموزم، سوشلزم اور کیپٹلزم نے بھی مسلمانوں کو متاثر کیا ہے اور ان فکری تحریکوں نے بھی ایک نوع کے "مذہب" کی شکل اختیار کر لی ہے۔ ضرورت ہے کہ اس بیسویں صدی کے آغاز سے اب تک پون صدی کی فکری و مذہبی تحریکات کا از سرِ نو جائزہ لیا جائے۔

حکیم نجم الغنی خاں کی اس کتاب مذاہب الاسلام کا آخری مکمل اڈیشن ۱۹۲۴ء میں نولکشور پریس لکھنؤ سے شائع ہوا تھا۔ بڑی مسرت ہے کہ اب رضا پبلی کیشنز، لاہور کی طرف سے یہ اڈیشن باہتمامِ خاص دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے۔

۱۴ر جولائی ۱۹۷۶ء

محمد ایوب قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد الٰہی

کروں حمد شاہنشہ دو جہان — خداوند اقلیم کون و مکان

کئے جلوہ گر جس نے شمس و قمر — زمین پر نمایاں کئے بحر و بر

گہر آب ترے ہویدا کئے — دلِ سنگ سے لعل پیدا کئے

کیا وجد میں جوش زن آب کو — پھرایا محبت میں گرداب کو

دل آیا جو فرطِ کرم کی طرف — بھرا موتیوں سے دہانِ صدف

دیا موج کو ذوقِ ہست و عدم — روانہ کیا سیل کو بے قدم

دکھائی بہارِ نسیمِ چمن — کھلائے گل و لالہ و یاسمن

خموشی کی لذت لبِ گل کو دی — تمنائے فریادِ بلبل کو دی

زبانوں کو قدرت سے گویا کیا — بیانِ مطالب پہ شیدا کیا

عطا اُسنے ہمکو یہ توفیق کی — کہ ہمنے مذاہب کی تحقیق کی

جو اسلام میں فرقے پیدا ہوئے — وہ سب جستجو کرکے اک جا لکھے

زبانِ بشر میں یہ قدرت کہاں — کرے شکرِ پروردگارِ جہان

مناسب ہو عرضِ تمنا کروں — مناجات میں دل کو گویا کروں

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

الٰہی میں بندہ خطاوار ہوں	جو کچھ تو سزا دے سزاوار ہوں
نظر کر نہ زشتیِ کردار پہ	سیہ کاریوں سے مری درگذر
وہ دل دے جو شیدا کسی کا نہو	ترا ہو کے اصلا کسی کا نہو
ترا ذکر دن رات کرتا رہے	تجھی پر شب و روز مرتا رہے
شرابِ محبت سے پُر جوش ہو	تری یاد میں خود فراموش ہو
جدھر چشمِ بینا اٹھائے نظر	ترے حُسن کا جلوہ آئے نظر
تجھے سمجھے دن رات حاجت روا	تجھی سے کہے جو کہے مُدّعا
تجھے جانے ہردم سمیع و بصیر	تجھی سے کرے عرضِ حال الفقیر
سوا تیرے سمجھے وہ دُنیا کو ہیچ	زمین و فلک پست و اعلیٰ کو ہیچ
رہے بادۂ عشق سے تیرے مست	نہ بھولے کبھی عہدِ روزِ الست
پسِ مرگ بھی یاد کرتا رہے	نہو ہوش پر ہوش تیرا رہے
ہر اک سے جُدا سب سے بیگانہ ہو	تری شمعِ وحدت کا پروانہ ہو
زمانے کے جھگڑے بھلائے رہے	تری روز و شب لَو لگائے رہے
خوشی ہو کہ ہو کاہشِ درد و غم	ترا شکر کرتا رہے دم بدم
گوارا ہے تنگدستی مجھے	مبارک مری فاقہ مستی مجھے
نگرا اے خداوندِ عرشِ بریں	نہ دِکھلا امیروں کی چینِ جبین
نہوں لغو باتوں سے کان آشنا	نہ کہنا پڑے جا و بیجا بجا
قناعت دے نانِ جویں پر مجھے	پھرا پھر روزی نہ دردر مجھے
تلاشِ منعم میں حیران نکر	مجھے کاسہ لیسِ امیران نکر
میں بندہ ترا ہوں تو پروردگار	تجھے فکر میری مجھے تجھ سے کار
دمِ غیر ہر دم بھروں کس لئے	کسی کی خوشامد کروں کس لئے

ر و دین میں دے استقامت مجھے	تزلزل نہو تا قیامت مجھے

نعت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم

محمد کی اُلفت سے بہتر مدام	خدا بھیجتا ہو درود و سلام
کوئی اُنکے رتبے میں بڑھکر نہیں	خدائی میں ایسا پیمبر نہیں
اگر دیکھ لے شکلِ خیر الانام	بشر پر ہو دوزخ کی آتش حرام
لگائے جو خاکِ قدم بے بصر	ازل سے ابدتک سب آئے نظر
زبانِ نبیؐ تھی زبانِ خدا	بیان آپ کا ہو بیانِ خدا
وہ دلچسپ تبلیغ احکام کی	کہ دُنیا نظر آئی اسلام کی
بظاہر تھے اُمّی خبرِ خاص و عام	زبان پر تھا علمِ لدنی تمام
نقوش و ورق کی ضرورت نہ تھی	کوئی چیز خط و کتابت نہ تھی
بیان کی وہ توحیدِ حق میں دلیل	ہوئے سُن کے کفار مشرک ذلیل
ہوئے بدعت کفر کے گُل چراغ	نظر آئے گلہائے دیں باغ باغ
یہی چاہیے ہمکو کہنا مدام	علیہ الصلوٰۃ و علیہ السلام

التماس مؤلف

مسلمانوں کے واسطے اس بات کی بڑی ضرورت ہو کہ انکو اپنے ان کے تمام نہیں تو اکثر مذاہب سے واقفیت ہو کیونکہ اپنے اور غیر مذہب میں امتیاز حاصل رہے۔ اس فن کی جامع اور مفصل کتاب اردو اور فارسی میں تو آج تک لکھی ہی نہیں گئی یا لکھی گئی ہو تو ہم تک نہیں پہونچی۔ عربی میں بھی جہانتک تلاش کی گئی تو فرقہائے اسلام کے حال میں یکجائی بیان نہیں ملا۔ مجھکو علم کلام سے بہت دلچسپی ہو اس فن میں میں نے کئی کتابیں لکھی ہیں۔ جب عقائد نسفی کی شرح زبان اُردو میں لکھنے لگا تو اُسکے ساتھ ہی ساتھ مذاہب کی تحقیق بھی کرتا رہا یہانتک کہ بڑی جستجو کے بعد ایک اچھا خاصہ ذخیرہ فراہم ہوگیا جسکو مرتب کرکے ایک کتاب کی صورت میں کر لیا

اور اس کا نام مذاہب الاسلام رکھا اس فن میں ایسی کافی و وافی کتاب کا
تیار ہو جانا محض تائید ایزدی ہے۔ ورنہ میں کہاں اور اس گلشن ہمیشہ بہار کا سرانجام
کہاں اگر شائقین تلاش کرینگے تو میں اُمید کرتا ہوں کہ وہ اس جامعیت کے ساتھ
مذاہب الاسلام کے بیان میں کسی زبان میں کوئی کتاب نہیں پائیں گے۔ میرا بیان
اپنی تعلّی کے لئے نہیں بلکہ واقعات کا اظہار مقصود ہے۔ معاش کی صعوبت۔ افلاس
کی نکبت۔ آمدنی کی قلت۔ خرچ کی کثرت۔ اہلِ دولت کی ناقدردانی و نخوت۔
اور ناحق کوشوں کی عداوت اس کام پر ہمت نہیں بندھنے دیتی تھی مگر محض اپنے
شوق سے بزرگانِ قدرشناس کی تحسین کی اُمید پر اس سخت کام کو پورا کر ڈالا سختی
و نرمی سردی و گرمی گزرتی ہیں اور گزر جائینگی ایک دن میں نہ ہونگا میری
یادگار رہ جائے گی اور کبھی نہ کبھی اسی کی بدولت ان بزرگوں کی جنھوں نے
تصنیف و تالیف سے ملکوت کی مدد کی ہے معنوی ہم نشینی نصیب ہو جائے گی مذاہب کے
بیان میں اس قدر بصیرت کا حاصل ہونا جو کہ محققین سابقین اور مدققین متأخرین کی
تحقیقات کے مطابق ہے اور ایک بہت بڑے کتب خانے کی چھان بین کرنے کے بعد
حاصل ہو سکتی ہے بشرطیکہ وقت مساعدت کرے اور حصول کمال کا شوق بھی ہو علوم
اسلامیہ کی طرف سے اس بے اعتنائی کے زمانے میں غنیمت ہے۔ میں نے
احتیاطاً ہر اہم اور نادر واقعہ کا حوالہ حتی الوسع بقید نام و جلد کتاب اس کتاب کے
ہر صفحہ پر لکھنے کی کوشش کی ہے اور اس طرح میں نے اپنا وہ فرض ادا کر دیا ہے جو بحیثیت
ناقل میرے ذمے تھا۔ میرا مقصود اس تحریر سے صرف مذاہبِ اسلامیہ کے حالات کا
لکھنا ہے نہ کسی مسئلہ عقائد کا فیصل اور طے کرنا یا ایک مذہب کو دوسرے مذہب پر ترجیح دینا
یا کسی مذہب کو حق اور کسی کو باطل ثابت کرنا یا کسی کی خوبی اور کسی کی بُرائی اپنی جانب
سے پیدا کرنا مقصود نہیں جیسا کہ میری بے رُو و رعایت تحریر سے ثابت ہوگا۔

محمد نجم الغنی ابن مولوی محمد عبدالغنی خان ابن مولوی محمد عبدالعلی خان ابن مولوی عبدالرحمن خان
ابن مولانا حاجی محمد سعید صاحب رامپوری ماہ جمادی الآخر سنہ ۱۳۴۲ھ مطابق جون سنہ ۱۹۲۴ء

ضمیمہ (۱) مذاہب الاسلام

ایک روسی مسافر زروبن نام کو سنہ ۱۹۱۶ء میں بالائے دریائے جیحون کے ایک مقام پر
اسماعیلیہ نزاریہ کے عقائد کا ایک رسالہ ہاتھ لگ گیا تھا یہ رسالہ فارسی زبان میں ہے
اور بعض مقامات پر اعداد میں مرموز طور پر لکھا ہے اسکو ایشیاٹک سوسائٹی بنگال نے
جلد ۸ نمبر ۱ سنہ ۱۹۲۲ء میں چھاپا ہے اور اسکا حل بھی انگریزی میں کیا ہے حافظ
احمد علی خان صاحب شوق خلف مرحوم اصغر علی خان صاحب میرے دوست اور کتب
علمیہ کے غایت قدردان ہیں اور رامپور کے معزز لوگوں میں سے ہیں انھوں نے
میری اس کتاب کے لئے اسکے مضامین کے حل میں مدد دی۔

پیرنامہ مشتمل بر دعا

جناب سرکار پیر صلی اللہ علیہ وسلم صاحب پیر سرکار خداوند تعالیٰ اس تمہید کے
تلے اتنے اسماء ہیں (۱) پیر برحق محمد مصطفےٰ (۲) پیر برحق حسن (۳) پیر برحق قاسم شاہ
(۴) پیر برحق جعفر شاہ (۵) پیر برحق زین العابدین (۶) پیر برحق حمید کو نور
(۷) پیر برحق اندر امام الدین (۸) پیر برحق محمد منصور (۹) پیر برحق غالب الدین
(۱۰) پیر برحق عبدالمجید (۱۱) پیر برحق مستنصر باللہ (۱۲) پیر برحق احمد ہادی
(۱۳) پیر برحق ہاشم شاہ (۱۴) پیر برحق محمد شاہ (۱۵) پیر برحق محمود شاہ
(۱۶) پیر برحق محب الدین شاہ (۱۷) پیر برحق خالق الدین شاہ (۱۸) پیر برحق عبدالمؤمن
(۱۹) پیر برحق اعلام الدین (۲۰) پیر برحق صلاح الدین (۲۱) پیر برحق شمس الدین
(۲۲) پیر برحق نصیر الدین محمد (۲۳) پیر برحق شہاب الدین (۲۴) پیر برحق حسن کبیر الدین
(۲۵) پیر برحق تاج الدین (۲۶) پیر برحق فتح اللہ جوانمردی (۲۷) پیر برحق حیدر علی
(۲۸) پیر برحق علاء الدین محمد (۲۹) پیر برحق قاسم شاہ (۳۰) پیر برحق نصر محمد
(۳۱) پیر برحق آغا بابا ہاشم شاہ (۳۲) پیر برحق محمد زمان (۳۳) پیر برحق آغا غریب

(۳۴) پیر برحق محراب بیگ (۳۵) پیر برحق علی اکبر بیگ (۳۶) پیر برحق علی اصغر بیگ (۳۷) پیر برحق میرزا محمد باقر الحاجب (۳۸) پیر برحق بی بی سرکار (۳۹) پیر برحق شاہ حسن علی (۴۰) پیر برحق میرزا حسن علی (۴۱) پیر برحق شاہ قاسم علی (۴۲) پیر برحق شاہ ابوالحسن علی (۴۳) پیر برحق علی شاہ (۴۴) پیر برحق شاہ بدین شاہ کہ شاہ خلیل اللہ باشد (۴۵) پیر برحق سید ابوالحسن شاہ (۴۶) پیر برحق سرکار مطلق سرکار خداوندگار آغا خانی سلطان محمد شاہ جامع خاصہ مراد مطلب جمیع مومنانِ مشرق عالم تا مغرب عالم از یمین عالم تا یسار عالم بخیر خوشی بر آوردہ فرماید بحق جملہ نامہائے مبارک بحق عزیزان درگاہ کہ از گناہ ما و نقصان در گذرد بتاریخ شہر مبارک رمضان ۲۳ یوم۔

مظاہرون کا بیان

اس فرقے کے نزدیک امام امر کا مظہر ہے اور حجت عقل کل کا مظہر ہے اور داعی و ماذون کبیر و ماذون اصغر و مستجاب پیب نفس کل کے مظہر ہیں اور اہل اعضاء جسم کل کے مظہر ہیں۔

ائمہ کی ترتیب

(۱) حق مولانا علی (۲) حق مولانا حسین (۳) حق مولانا زین العابدین (۴) حق مولانا محمد باقر (۵) حق مولانا جعفر صادق (۶) حق مولانا شاہ اسماعیل (۷) حق مولانا محمد بن شاہ اسماعیل (۸) حق مولانا شاہ وفی احمد (۹) حق مولانا شاہ تقی محمد (۱۰) حق مولانا شاہ رضی عبداللہ (۱۱) حق مولانا شاہ مہدی ابو محمد (۱۲) حق مولانا شاہ قائم (۱۳) حق مولانا شاہ منصور (۱۴) حق مولانا شاہ معز (۱۵) حق مولانا شاہ عزیز (۱۶) حق مولانا شاہ حاکم ابو علی (۱۷) حق مولانا شاہ طاہر علی (۱۸) حق مولانا مستنصر باللہ (۱۹) حق مولانا شاہ نزار (۲۰) حق مولانا شاہ ہادی (۲۱) حق مولانا شاہ مہتدی

(۲۲) حق مولانا شاہ قاہر (۲۳) حق مولانا علی ذکرہ السلام (یہ لقب ہو حسن والی الموت کا) (۲۴) حق مولانا علاء الدین محمد (۲۵) حق مولانا جلال الدین (۲۶) حق مولانا علاء الدین محمد (۲۷) حق مولانا رکن الدین (۲۸) حق مولانا شمس الدین (۲۹) حق مولانا قاسم (۳۰) حق مولانا اسلام (۳۱) حق مولانا محمد (۳۲) حق مولانا مستنصر باللہ (۳۳) حق مولانا عبدالسلام (۳۴) حق مولانا غریب میرزا (۳۵) حق مولانا نور الدین (۳۶) حق مولانا مراد میرزا (۳۷) حق مولانا ذوالفقار علی (۳۸) حق مولانا نور الدہر علی (۳۹) حق مولانا خلیل اللہ (۴۰) حق مولانا نزار (۴۱) حق مولانا سید علی (۴۲) حق مولانا حسن علی (۴۳) حق مولانا ابوالحسن علی شاہ (۴۴) حق مولانا خلیل اللہ (۴۵) حق مولانا شہنشاہ حسن علی (۴۶) حق مولانا آقا علی شاہ (۴۷) حق مولانا سلطان محمد شاہ سلمہ

امام کی شناخت

امام ایک ایسا آدمی ہے کہ کبھی اسکو خاص اسکی ذات کے ذریعہ سے اور کبھی حجت کے توسط سے جان لیتے ہیں اور اسکی شناخت روز شنبۂ دین کو جمعہ تک ہوتی ہے۔

روز شنبۂ دین طول میں دنیا کے ایک ہزار سال کے برابر ہوتا ہے اور ہفتۂ دین دنیا کے سات ہزار سال کے برابر طوالت رکھتا ہے اس ہفتہ میں سے دین کا روز ایک سے زیادہ نہیں ہوتا اور دوسرے چھ روز دین کی راتیں کبھی جاتی ہیں اور روز دین کو شنبہ اسلئے کہتے ہیں کہ اسمیں دین کا سورج جو امام کی ذات ہے ظاہر ہوتا ہے اسی سبب سے کہتے ہیں کہ تمام حکم جگہ سے ٹل جاتے ہیں لیکن شنبے کا حکم نہیں ٹلتا۔ ہفتے کے دوسرے چھ دنوں کو جو شب دین کہا جاتا ہے یہ اسلئے ہے کہ ان میں پیغمبروں کی شرع عین امام کا حجاب واقع ہوتی ہیں جس طرح دنیا کی رات دنیا کے سورج کو چھپا رکھتی ہے یہی حال ان روز دین امام کا ہوتا ہے کہ وہ شرائع انبیا کی وجہ سے مخفی و مستور رہتا ہے۔ لیکن جس طرح خورشید کے

چھپ جانے کے بعد چاند شب میں اُسکی قائم مقامی میں تاریکی عالم کو روشن کردیتا ہے
اسی طرح جب امام پنہاں ہوتا ہے تو حجت اُسکا قائم مقام بنتا ہے جس کے ذریعہ سے
اہلِ ترقب امام کے نور کو پہچانتے اور فیض پاتے ہیں۔

یاد رکھو کہ چھ ہزار سال شب دین میں بھی کبھی امام کا ظہور ہو جاتا ہے چونکہ وہ
معنوی نہیں ہوتا اسلئے حقیقت کی شناخت نہیں ہوتی برخلاف روز شنبہ کے
ہزار سالوں کے کہ چونکہ امام کا ظہور ان میں معنوی ہوتا ہے اسلئے شناخت حقیقی حاصل
ہو جاتی ہے اور ان چھ ہزار سال میں شناخت حاصل نہیں ہو سکتی۔

اور چونکہ خاص خاص بندوں کی پیدائش سے یہ مقصود ہے کہ وہ امام کی شناخت
حاصل کرلیں پس یہ محال ہے کہ انکو امام کی شناخت کے بغیر چھوڑ دیا جائے اگر وہ
ایسا کرتا تو نعوذ باللہ اسکی ذات بخل کے ساتھ مترقب ہو جاتی ہے اسلئے ان ایام میں
کہ بمنزلۂ شب کے ہیں امام کے نائب یعنی حجت کو جو بمنزلے چاند کے ہے موجود کردیتا ہے
تاکہ ظہور معنوی دائمی بنا رہے اور حقیقت الامر بھی یہ ہے کہ جبکہ ظہور معنوی میں شناخت
حاصل نکر سکے گا تو ظہور شکلی خورشید میں کہ نور نہیں دیوے کیا حاصل کر سکتا ہے یعنی
جبکہ حجت سے کہ امام کا ظہور معنوی ہے فائدہ نہ اُٹھا سکا تو خود امام کی شخصیت کے ظہور
سے کیا فائدہ پائیگا کیونکہ ایسا شخص بالکل ناقابل ہوگا ایک عزیز نے کیا اچھا کہا ہے۔

ظہور معنوی امروز اگر ندارد سود	ظہور شکلی فردا چہ سود خواہد کرد

اسی کے مطابق یہ بھی ہے

ظہور معنوی کہ قائم است دعوت او	ور انچہ ہست نہ افزون شود نہ گردد کم

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ شب دین کی چھ ہزار سالوں میں جسوقت کہ امام ظہور شکلی
کرتا ہے تو حجت ظہور معنوی نہیں رکھتا جیسا کہ حضرت امیر کے زمانے میں سلمان اظہار
دعوت نہیں کرتا تھا لیکن صرف ایک شخص کے ساتھ کی تھی۔

اس قول سے یہ بات مستفاد ہوئی کہ آنحضرت کے دعوے نبوت کے وقت میں شب دین
تھی کیونکہ شریعت پیغمبر کے وقت میں روز دین نہیں ہوتا اور دوسری بات یہ بھی

معلوم ہوئی کہ سلمان حضرت علی مرتضیٰ کے حجت تھے۔

آگے پھر اس رسالے کے بیان کے مطابق کہتا ہوں کہ یہ ناممکن ہے کہ کسی عہد میں شکل امام
اور اُسکی دعوت دونوں پنہاں ہوں کیونکہ اس سے مخلوق ہلاکت میں پڑ جائے گی اور کبھی
امام ظہور شکلی کرتا ہے اور حجت کے ظہورِ معنوی کو دور کردیتا ہے سبب اسکا یہ ہوتا ہے کہ
ایسے بندگانِ قابل جو حجت سے فیضیاب ہو سکتے نہیں ہوتے پس امام خود ظہور فرماکر اُنکی
اصلاح کرتا ہے حکیم نزاری کہتا ہے۔

ظہورِ معنوی در پردہ راز ازین سبب باب رحمت در بلندی	اگر از آرزومندانِ خود باز اگر سہوے رود در ما مبندی

ثابت ہوا کہ بندوں کی سہو و غفلت اور گناہگاری کی وجہ ہوتی ہے کہ کبھی امام اپنی
رحمت کا دروازہ بند کرکے انکو اپنی حالت میں مبتلا چھوڑ دیتا ہے۔

یاد رکھو کہ امام کی شناخت چار قسم پر ہے (۱) شناخت اُسکے نور کی کہ اس میں
حیوان بھی شریک ہیں (۲) شناخت اُسکے اسم کی کہ اس میں اہل تضاد بھی
شریک ہیں (۳) شناخت اُسکی امامت کی جس میں اہل ترتب بھی شریک ہیں
(۴) شناخت اُسکی ذات کی یہ حجت سے مخصوص ہے۔

اہلِ ترتب ہمیشہ امام کے جسم کو دو دلیلوں سے جان لیتے ہیں اُن میں سے ایک
نص ہے اور دوسری ولادت۔

اور خاص حجت نے اُسکو معجزۂ علمی اور ولادت کے ذریعہ سے ازل سے جان لیا ہے۔

اور ان چند ادواروں یا تناسخوں میں کہ امام گذر گیا بعض داعیان بحق نے اُسکو
جان لیا اور جسم میں غلطی نکی کیونکہ اُسکے وجود کے شرائط سے واقف تھے اور بعض
داعیانِ ناحق نے جو غلطی کی اسکا سبب یہ تھا کہ اُنھوں نے صرف اسی دلالت پر
لحاظ کیا تھا اور شاہِ نزار کو جو امام مان لیا تھا اسکا سبب بھی ولادت تھی۔

اور ان ادواروں میں امام نے جو اُن دو دلیلوں کو برطرف کردیا تھا اول حجت کو
ظاہر اور معین کیا پھر اُن دو دلیلوں کو برطرف کردیا تھا۔

اور صورت شکل میں بھی اہل ترتب کی آنکھوں سے چھپ گیا بعد اس کے حجت کے اشارے
اور دلیل سے اہل ترتب میں سے قوی لوگ تحقیقی طور پر امام کے جسم کو جان گئے اور
ضعیف لوگ جنھوں نے حجت کے دلائل کو نہ سنا یا دلائل کے سمجھنے سے عاجز تھے امام کے جسم کو
نہ دریافت کر سکے۔

تعلق امام اور حجت کے درمیان

امام کا فرزند چار قسم پر ہوتا ہے ایک صرف امام کی شکل پر جیسے مست علی دوسرے معنوی
طور پر جیسے سلمان تیسرے امام کی شکل اور معنے دونوں پر جیسے امام حسن کہ اُن کو امام
مستودع کہتے ہیں چوتھے امام کی شکل اور معنے اور حقیقت تینوں پر ہوتا ہے جیسے مولا
حسین کہ انکو امام مستقر بولتے ہیں پس یہ بات ثابت ہوگئی کہ حجت امام کا فرزند
معنوی ہے پس ان دونوں میں کہ قاعدہ حجتی اپنے فرزندان جسمانی کو دکھایا ہے یہ امر
عام تھا نہ خاص امام کے لئے ہمیشہ قاعدہ عامی اور خاصی دونوں حاصل تھے اور اب بھی حاصل ہیں
قاعدہ عام ایسے آدمیوں کی نسبت واقع ہوتا ہے جو عامی و جاہل ہیں اور قاعدہ خاص
ایسے آدمیوں کی نسبت واقع ہوتا ہے جو کہ تعلیمات باطنی کی پیروی کرتے ہیں۔
امام جو قاعدہ حجتی اپنے فرزندان جسمانی کو دکھاتا ہے یہ رتبہ ہر شخص کو حاصل ہوتا ہے
نہ کہ صرف منتخب لوگوں کو جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ اصل کتاب میں لفظ امر یہ میں نے
قاعدہ سے بدل دیا ہے۔

ظہور امام

امام کا تینوں کون میں ظہور واجب ہے کیونکہ حقیقت میں وہی واجب الوجود ہے
اور جس قدر اشیا اس سے غیر ہیں سب ممکن الوجود ہیں اور ممکن الوجود ایسے وجود کو
کہتے ہیں جو اپنے سر سے موجود نہ ہو سکے یعنی بجید سے مراد یہ ہے کہ خود بخود موجود نہ ہو جا
حالانکہ ممکنات موجود ہیں پس امام کو انکی جنس سے یعنی آدمی کی شکل پر دونوں کون میں

ظہور ہوگا اگر اسکا ظہور نہ ہوتا تو کون موجود نہ ہوتے پس ثابت ہوگیا کہ امام کے لئے
دونوں کون میں کہ ایک خلقی و جسمانی ہے اور دوسرا امری یعنی روحانی ہے اور تینوں
کون میں کہ عالم امری میں ثابت ہوتا ہے ظہور چاہیے امام کی اولاد خلقی و جسمانی امام
جسم میں ہمیشہ موافق ہے یعنے بیٹے کو باپ کا جانشین ہونا چاہیے۔

حجت کا حال

حجت ایسے شخص کو کہتے ہیں کہ اُسکے اور امام کے معنے وزازل سے ایک ہوں اور
اُسکا ظہور دنیا میں اہل ترتب کے لئے ہو یعنی حجت ان لوگوں کو تعلیم دیکر امام کی
معرفت سے واقف کر دیتا ہے اسلئے کہ امام تعلیم حاصل کرنے اور تعلیم دینے سے معزوہ ہے
اور حجت اگرچہ کسی سے تعلیم حاصل کرنے سے بے پرواہ ہے لیکن تعلیم دینے سے بے پروا
نہیں ہے۔ اور داعی اور اُسکے تلے کے تینوں حدود میں سے کوئی بھی کسی بات سے
مستغنی نہیں ہے اور اُسکا مستجاب تعلیم دینے کے لئے مرخص نہیں ہے اور قبول کرنے
کے لئے محتاج ہے پس ثابت ہوا کہ حجت تعلیم کے دینے اور ادا کرنے میں اور بعضے تعلیم
دینے اور قبول کرنے میں اور بعضے صرف تعلیم کے قبول کرنے میں محتاج ہیں اگر حجت
عالم میں ظہور نہ کرے اور تعلیم نہ دے تو اہل ترتب نجات اور کمال آخرت سے محروم
رہ جائیں اور پیدائش عالم کا فائدہ باطل ہو جائے۔

اور اس بات پر کہ امام کو بے حجت کے نہیں جان سکتے بہت سی عقلی اور نقلی دلائل
قائم ہیں۔ دلیل عقلی یہ ہے کہ ہر موجود کہ جسکا وجود ثابت ہے اُسکا کمال بغیر غیر کی تاثیر کے
قوت سے فعل میں نہیں آ سکتا اگر ایسا ہوتا تو چاہیے تھا کہ تمام اجسام جنکا کمال
حرکت ہے جو ان میں موجود ہے غیر کی تاثیر کے بدون حرکت کر سکتے چنانچہ جس طرح
مادی اور جمادی اشیا بغیر دوسرے کی تاثیر کے حرکت نہیں کر سکتیں اسی طرح موجودات
نباتی و حیوانی و جسمانی بھی بغیر امداد روح نباتی و روح حیوانی و روح انسانی کے
حرکت نہیں کر سکتے اور جبکہ جسم سے کہ مثال ہے اپنی ذات سے حرکت ظہور میں

نہیں آتی تو روح مشغول ہی بھی کہ مشول ہے حرکت روحانی کرترقی نقصان سے کمال کی طرف آتی اور قابلوں کی طرف ادا کرنا اور اُن کو سکھاتا ہے بغیر حجت کے فعل میں نہیں آسکتا اور دلیل نقلی یہ ہے کہ خواہ ظاہر شریعت کہ کلام خدا اور رسول کا ہے جو اہل ظاہر کے درمیان مشہور ہے خواہ قول اہل حق کہ ان کی ضد میں کہا ہو جیسے حکیم سنائی و حکیم رومی و شیخ عطار وغیرہ کے اقوال خواہ قول اہل باطن کہ خدا و ندنے اُنکی زبان پر جاری کیا ہے تاہم اپنے قول سے باطل ہوتے ہیں خود اُس سے واقف نہونگے اور خود باطن حقیقت سے بہت سی باتیں ہیں جو امام نے اپنے ظہور معنوی میں فرمائی ہیں یا حجت نے کہی ہیں جو ہمیشہ امام کا ظہور معنوی ہے ظاہر شریعت سے قرآن ہے اور جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل اور قرآن کی تاویل اور مشول یہ سب حجت کے نام ہیں اسلئے کہ تاویل کی حد میں فرشتہ اہل وحدت کو کہتے ہیں اور وہ حجت ہے کوئی اور نہیں اور جہاں ذکر داعی کا کرتے ہیں پیغمبر مراد ہوتا ہے جیسے اس آیت میں ہے وداعیًا الی اللہ باذنہ سراجًا منیرا اور یہ کہ جبرئیل سے سیکھتا تھا مراد اس سے یہ ہے کہ داعی تھا کہ سلمانؓ سے تعلیم حاصل کرتا تھا اور پیغمبر کے کئی قول بھی اسپر گواہ ہیں مثلاً آپنے فرمایا ہے لو علم ابوذر ما فی قلب سلمان لقد کفرہ یعنے اگر ابوذر جان لے کہ سلمان کے دل میں کیا ہے تو اسکو قتل کر دینا چاہے جب سیدنا سے اس قول کا مطلب دریافت کیا گیا تو جواب دیا کہ اگر سلمان ابوذر سے یہ کہتا کہ میرا مرتبہ پیغمبر سے بڑھکر ہے اور مولانا علی عالم کا پیدا کرنے والا ہے تو وہ اس کہنے سے کافر ہو جاتا اور ابوذر سلمان کے قتل کا قصد کرتا۔ دیکھو موسیٰ نے خضر سے کمال حاصل کیا ہے اور ابتدا میں جب تک خضر سے تعلیم حاصل نکرلی اُنکے کام کا بھید نہ معلوم کر سکے۔ بہشت آدم۔ اور کشتی نوحؑ اور عیسیٰؑ اور مریمؑ اور کوہ طور موسیٰؑ اور جبرئیل مصطفٰے یہ تمام حجت تھے۔ سب اہل ظاہران باتوں کو جانتے ہیں مگر ان کی تاویل سے بے خبر ہیں۔

امیر سید علی واعظ اہل ظاہر میں سے ایک شخص ہے اُسنے ایک قصیدہ حضرت علی کی

تعریف میں لکھا ہے جس میں مذکور ہے کہ ایک روز رسول بیٹھے تھے اور اُن کے پاس جبرئیل بھی بیٹھے تھے کہ اتنے میں حضرت علی آئے جبرئیل اُن کی تعظیم کو کھڑے ہو گئے حضرت محمد نے کہا کہ ہمارے گھر کے ایک لڑکے کی اتنی تعظیم کیوں کی جبرئیل نے جواب دیا کہ ابتدا میں یہ لڑکا میرا معلم تھا رسول نے دریافت کیا کہ تمہاری ابتدائی پیدائش کو کتنا عرصہ گذرا اُسنے جواب دیا۔

اگرچہ سن عدد سال خود نے دانم — ولے ستارۂ دانم کہ ہست عرش آرا
ستارہ ایست کہ ہر سی ہزار سال یکے — طلوع مے کند از عرش اعظم اعلا
ازان زمان کہ شدم من ز قدرتش موجود — ہمین ستارہ نمود ست سی ہزار بار مرا

دیکھو جبرئیل کو باقی فرشتوں کی طرح ایک پرند کی صورت پر بتاتے ہیں لیکن اُس دن مرد کی شکل پر رسول پر ظاہر ہوئے تھے اور حضرت مصطفٰے کے پاس مرد کی شکل میں بیٹھے تھے حالانکہ امام جو اصل ہے اور جبرئیل کہ امام کے بعد ہیں اور مصطفٰے کہ جبرئیل کے بعد ہیں تینوں مرد ہیں اور ان کے معنے بھی آخر میں کہ مصطفٰے دعوت حجت کو پہونچے ایک ہو گئے یہی مصطفٰے جو اہل ترتیب میں سب سے قوی ہیں ان کے ساتھ ایک ہو گئے تو باقی حدود بھی جو مصطفٰے کے تلے ہیں جب اُس معرفت کو پہونچ جاتے ہیں تو ایک ہو جاتے ہیں اسی قبیل سے وہ حکایت بھی ہے جو اہل ظاہر میں مشہور ہے کہ عائشہ سے کسی نے پوچھا کہ یہ بات صحیح ہے کہ پیغمبر کہتے ہیں کہ میں آسمان پر گیا تھا اور وہ حالات دیکھے تھے عائشہ نے جواب دیا کہ میں نے بھی دیکھا کہ وہ مکان سے باہر نکلے اور اتنی جلد واپس آگئے کہ جلتے ہیں جو اُن کے دامن کا جھٹکا ظرف آب کو لگ کر پانی زمین پر بہنے لگا تھا وہ ہنوز جاری تھا اور یہ جو پیغمبر کہا کرتے تھے کہ جبرئیل میرے پاس آئے اور خدا کے پاس سے یہ پیغام لائے میں حضرت اس قدر جانتی ہوں کہ سلمان برہنہ پا اُن کے پاس آتے اور چپکے سے کچھ کہکر چلے جاتے اور اُنکے جانے کے بعد وہ یہ کہنے لگتے کہ جبرئیل آئے تھے اور یہ پیغام الٰہی لائے تھے الغرض تمام اہل ظاہر کی باتیں اس امر پر دلیل ہیں کہ جبرئیل سلمانؓ ہے لیکن ان

بیچاروں کو اسکا بھید معلوم نہیں اور اہلِ حقیقت کی سراسر باتیں اسپر دلالت کرتی ہیں
امام فرماتا ہے کہ سلمان منی وانا من سلمان یعنی سلمان مجھ سے ہے اور میں سلمان سے ہوں
اور دوسری جگہ فرماتا ہے کہ میں اپنے دوستوں کے پاس ہوں جہاں بھی مجھے
طلب کریں خواہ پہاڑ میں خواہ میدان میں خواہ جنگل میں اور ایسا آدمی جسپر میں
اپنی ذات یعنی معرفت کو ظاہر کردیا ہو وہ نزدیکی مکان کا محتاج نہیں اور بھی نہایت
بزرگ ہے اور ایک اور جگہ فرماتا ہے میرا حکم مان تاکہ تو میری طرح مثل سلمان کے ہوجائے
خواجہ قاسم تستری کہتا ہے۔

بشناختم بمرد امام زمانہ را	آن بے نظیر نام خدائے یگانہ را

اس شعر میں آن مرد سے مراد حجت ہے اور بے نظیر نام امام سے مقصود بھی حجت ہے
اس لئے کہ حقیقی اور اصلی نام امام کا جس سے اسکو جانتے ہیں حجت ہے نہ یہ اسمائے
مجازی جو اس فرقے کے انشا پردازوں کے شعروں اور نثروں میں مستعمل ہیں یہ جو
کہتے ہیں کہ امام کی رحمت اور معرفت کا دروازہ حجت ہے اس میں امام کے جسم و اسم
کے معنے مستور ہیں جو کوئی دروازے سے آتا ہے مکان میں پہونچ جاتا ہے اور جو نہیں
آتا وہ نہیں پہونچ سکتا۔

امام اور حجت دونوں کے معنے اور ذات ایک سمجھنی چاہیئے اگر ایک نہوں تو دو ہونگی
تو ایسی صورت میں ایک خدا ہوگا دُوسرا خلق اور خلق سے خدا کو جان نہیں سکتے
اور فرق اس فرقے اور باقی فرقہائے نظریہ میں اسی مقام کے اعتبار سے ہے
اور قول اہلِ ظاہر کا بھی اسی بات پر دلالت کرتا ہے باوجودیکہ اصل امر
کی ان کو خبر نہیں۔ کسی نے کہا ہے۔

مردان خدا خدا نباشند	لیکن ز خدا جدا نباشند

سوال امام اور حجت معنے میں ایک ہیں لیکن جسم میں ایک نہیں اسکی کیا وجہ ہے۔
جواب اگر انکا جسم علٰحدہ علٰحدہ نہوتا اور یہ دو شخص نہوتے جن میں سے ایک
دوسرے کو دعوت کرتا ہے تو عوام کو شک پیدا ہوتا اور جب وہ دعوت اپنی طرف

کرتا تو اُسے صاحب غرض جانتے اور ظاہر ہیں جب کہ دعوت دوسرے کو کرتا ہے
تو بے غرض جانتے ہیں اور اس سے غافل ہیں کہ حقیقت میں دونوں ایک ہیں
اور چونکہ ابھی عالم کثرت میں ہیں۔ پس اگر دونوں دین و دعوت میں ایک نہوے
تو اس سے یہ بھی لازم آئے گا کہ دین اور حقیقت بھی دو ہوں اور داخل کثرت ہوجائیں
اور جب دین کثرت میں داخل ہوا تو وہ ہوں یا اکثر سب برابر ہیں۔
دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر حجت اور امام شخصیت میں دو نہونگے کہ جن میں سے ایک
تینوں کون میں ظہور کرے۔ اور دوسرا حقیقت شریعت (دین) کی حفاظت کرے تو اہلِ
ترتب کو جو راہ حق کے طالب ہیں اسکی دعوت میں شک پیدا ہوجائے گا۔
ان دلائل عقلی و نقلی سے یہ ثابت ہو چکا کہ شب دین کی ان چھ ہزار سالوں کی ہیں
بے حجت کے امام کو نہیں پہچان سکتے۔

معجزہ

معجزہ دو قسم پر ہے ایک فعل و قدرت دوسرے علم و حجت پھر ان سے ہر ایک کے مشابہ
و مثل ہوتا ہے مثل سے مراد یہ ہے کہ بظاہر معجزے کی طرح ہوتا ہے لیکن حقیقت میں
معجزہ نہیں ہوتا۔
معجزۂ فعل و قدرت یہ ہے کہ جسم سے واقع ہو اور معجزۂ علم و حجت یہ ہے کہ روح
سے واقع ہو۔ تمام موجودات میں فعل و قدرت جسم سے واقع ہوتی ہے اور تمام
موجودات جسمیت میں اسکے شریک ہیں اور قدرت اس سے زیادہ نہیں ہوسکتی
کہ کوئی آدمی تمام عالم پر مسلط ہوجائے اور تمام عالم کو برباد کردے اسی طرح شیر اور
سانپ بھی انسانوں کو ہلاک کرتے ہیں لیکن کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ انسان سے
بہتر ہیں اسی طرح جو کچھ حیوان سے ظہور میں آتا ہے یا آگ پانی ہوا خاک
جمادات وغیرہ میں سے بھی کوئی فرد اس عالم کی جسمی اور فعلی اپنی مختص عجیب
و غریب ایسی خاصیت نہیں رکھتی جس میں اسکے ساتھ دوسرا شریک نہو اور

معجزہ فعلی کے ساتھ مشابہت رکھنے والے جادو اور شعبدہ اور کرامات مشائخ اور احکام نجوم و رمل وغیرہ ہیں جن میں عالم خلقیت کی مخفی باتوں کی خبر دی جاتی ہے پس ثابت ہوا کہ ایسا معجزہ جسکا کوئی شریک و مماثل نہو حجت کا علم حقیقی ہے جو باطل کے مٹانے اور حق یعنی امام کے ثابت کرنیکے متعلق ہوتا ہے جسکا کوئی عاقل اور منصف انکار نہیں کرسکتا پس ایسا معجزہ جسپر کوئی قدرت نہیں پا سکتا یہی خاص اسکا معجزہ ہے۔ پھر اس بات پر کہ حجت کا علم کلمۃ الحق ہے اور معجزہ بھی اسکا وہی ہے نہ فعل جسمانی یعنی وہ معاملات جو جسمانی قوت سے ظاہر ہیں دلائل علم ظاہر و باطن سے بہت سے ہیں۔ علم ظاہر سے مراد شریعت ہے جو عام طور پر مروج ہے اور علم باطن سے حقیقت مراد ہے جو خاص قاعدہ ہے۔

دلیل ظاہر شریعت کے قبیل سے یہ آیت ہے وما علی الرسول الا البلاغ مطلب اسکا یہ ہے کہ جبرئیل سے اسکی تعلیم کر وحدت خداوند حق کے ثبوت پر جو طلب کرنی چاہیے اور پیغمبر نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ حلالہائے شرعی کے نجاننے والے پر تمام چیزیں حرام ہیں اور حرامہائے شرعی کے جاننے والے پر شراب وغیرہ سب کچھ حلال ہے لیکن پہچاننے والا صرف ایک شخص ہے یا وہ شخص پہچانتا ہے جو مئے ہیں اُس سے متحد ہے اور باطن حقیقت سے مجنون اور دیوانوں کی باتیں ہیں چنانچہ رئیس اجل فرماتا ہے ؎

شراب راکہ بدنیا خوری بمار کسے ۔۔۔ بزروی مرتبہ او را شمر شراب طہور

جو کوئی شراب مرد حق کے حکم سے پیتا ہے اور دوسروں کو پلاتا ہے حلال ہوجاتی ہے اُسپر کیونکر حرام ہوگی حکیم نزاری کا قول ہے۔

تو امام وقت خود را نشناختی بہ تحقیق ۔۔۔ بیقین بدانکہ بر تو زر و مال حرام ست

پس جبکہ اُسکے افعال دیکھ نہیں سکتے تو اسکو بے معجزہ و نشان کے نہیں جان سکتے پس قول کے بعد کس چیز کو دلیل بنا سکیں اس مضمون میں کئی جگہ بیان ہوچکا ہے کہ محق یعنی کلمۃ الحق کو معجزہ علمیہ سے جان سکتے ہیں اور بعض مقاموں پر واقع ہی

طرف یعنی اس کلمۃ الحق کا جو امام زمان ہے قول محق سے کہ حجت ہے سننا چاہیے پھر اسکے حجت کا اقرار کرنا چاہیے اور اس قول و کلمہ کے سننے سے غرض یہ ہوتی ہے کہ اسکے معنے کو سمجھا جائے جو باطل کی نفی اور امام کا ثابت کرنا ہے چنانچہ شریعت حق میں لا الہ الا اللہ کو محق شریعت سے جو مصطفےٰ ہیں سننا چاہیے اور معنی ان دو لفظ شہادت کے کہ ایک شریعت میں ہے اور ایک حقیقت میں باطل کی نفی اور حق کا ثابت کرنا ہے پس جو کوئی اس عالم میں باطل کی نفی اور حق یعنی امام کا اثبات حجت و دلیل کے ساتھ نہیں کرتا وہ مسلمان نہیں کہلاتا صرف یہ الفاظ زبان سے ادا کردینا مسلمان ہونے کے لئے کافی نہیں ہے یہ حکم حقیقت کا ہے البتہ شریعت میں ایسے شخص کو جو اقرار زبانی کرلے مسلمان کہتے ہیں لیکن ہر وقت کلمۃ الحق کو دلیل نہیں بنا سکتے صرف ایک بار ایسا ہوتا ہے۔ اس تمام بحث سے معجزہ اور ایمان کہ کلمۃ الحق ہے ثابت ہوگیا۔

پیغمبر و امام اور حاکم شریعت میں تفریق

ہر دورے کے شروع میں کہ تمام احکام ہزار سالہ اُن دونوں میں مشخص ہوتے ہیں شریعت کے بعد تین آدمیوں سے زیادہ نہیں ہوتے جو اس دورے میں ہوتے ہیں ایک پیغمبر دوسرا امام تیسرا حاکم شریعت ان میں سے پیغمبر کا ظہور دونوں کون میں ہوتا ہے لیکن اسکو حجت ہونے کا مرتبہ حاصل نہیں ہوتا اور امام تینوں کون میں ظہور رکھتا ہے اور حاکم شریعت صرف شریعت میں ظہور رکھتا ہے پس اگر حجت شریعت کا کام کرنے لگے تو اسکے متبع دعوت حقیقت میں شک میں پڑجائیں اور اگر مثل حاکم شریعت کے شریعت میں بھی ظہور کرے تو گنا ہگار بلکہ اس سے بھی بدتر ہوجائے چنانچہ دورہ محمدی کے شروع میں کہ ہم اس بحث میں داخل ہیں حجت سلمان تھے شریعت کا پابند تھے قصداً اور سب کے سامنے ناشروع کام کرتے تھے اسی سبب سے تمام ضد انپر لعن وطعن کرتے تھے اور حضرت علی شرع کے تمام احکام کی

پابندی کرتے تھے اور حضرت پیغمبر کے بعد خود تو ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کی لیکن سلمان کو بیعت نکرنے دی۔

چنانچہ جب عمر جناب امیر کا گریبان پکڑ کر کشان کشان بیعت کے واسطے لئے جارہے تھے تو مفسدوں میں سے ایک شخص وہاں پہونچا اور سلمان کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ جس شخص کی تم اتنی بڑائی کرتے تھے اسکو اس ذلت سے لئے جارہے ہیں سلمان نے جواب دیا کہ اس میں اتنی قدرت ہے کہ چاہے تو زمین و آسمان کے نظام کو درہم برہم کردے۔ علی نے سلمان کی طرف گھور کے دیکھا اور کہا جو کچھ شکوہ میں آتا ہے کہدیتا ہے اور جب سلمان کو فارسیوں کی ایک جماعت کے ساتھ عمر نے بیعت کے لئے پکڑکر لے چلے تو علی نے چھوڑا دیا اور بیعت کو نہ جانے دیا۔ اور بھید اسکا کہ خود تو بیعت کرلی اور سلمان کو نہ کرنے دی یہ تھا کہ مصطفٰے کے وقت میں اُن کی شریعت ہر جگہ نہیں پہونچی تھی اسلئے چاہا کہ پہونچ جائے جب خود تمام کرنے والا ابوبکر وغیرہ کی متابعت نکرتا اہل تضاد بھی اُس کام میں متابعت نکرتے پس شریعت مصطفٰے تمام نہوتی یہ ضروری ہے کہ اہل تضاد کا بھی وجود ہونا چاہیے کیونکہ اگر یہ باطل ہونے کی وجہ سے نہوتے تو انکا حال نہ کھلتا اور اہل ترتب کی رونق کا مدار باقی نہ رہتا اور اہل ترتب معرفت طلب میں مشغول نہوتے اور جب اہل تضاد کا ہونا ضروری ہوا تو شریعت کا ہونا بھی لازم آیا کیونکہ اگر شریعت اِن کے ظلم و فساد کو نہ روکتی تو یہ کسی کو زندہ نچھوڑتے اور عالم ویران ہو جاتا اور اہل ترتب کے ہونے سے اِس میں کوئی فائدہ نرہتا پس ثابت ہوا کہ شریعت بھی اصلاح کا سبب ہی پس امام کا کون شریعت میں بھی ظہور ضرور چاہیے چنانچہ لائے ہیں کہ مالک و رضوان جو دوزخ و بہشت کے مشغول ہیں اُن کو وجود ذاتی حاصل ہیں یہ سمجھنا غلطی ہے بلکہ انکا قیام امام کے ساتھ ہے پس جس طرح رضوان جنت ہی اور رحمت کا سبب ہے اُسکے حکم سے ہے اسی طرح مالک بھی کہ دوزخ ہی اور عذاب کا سبب ہے

اُسکے فرمان سے ہے جس طرح رضوان کو صرف ادعائے نیکی سے نیکوں کا سٹر بنا رکھا ہے وہ کیا ہے صرف آدمیوں کی نیکی ہے جسے رضوان سے تعبیر کرتے ہیں رضوان کوئی مستقل علیحدہ وجود نہیں اِسی طرح مالک کو بھی ادعائے بدی سے بدوں کا سٹر بنا رکھا ہے جو حقیقت میں آدمیوں کی بدی ہے بہشت نیکوں سے اچھی معلوم ہوتی ہے اور دوزخ بدوں سے بری معلوم ہوتی ہے۔ ہر وقت میں دو شخص ہوتے ہیں ایک بہشت دوسرا دوزخ۔ بہشت اہل بہشت کے لئے اور دوزخ اہل دوزخ کے لئے مقرر کی گئی ہے امر خاص بہشت کے لئے فرمایا ہے اور امر عام دوزخ کے لئے اور آپ دونوں کے مذہب پر عمل کرتا ہے تاکہ دونوں کے لئے وجود ثابت ہو اور اُن دونوں میں سے کسی کے لئے یہ حکم نہیں ہوا ہے کہ دوسرے کی متابعت کرے تاکہ اُنکے متبع شک میں نہ پڑجائیں اور اپنا مذہب نہ چھوڑ بیٹھیں اور عالم ظاہر و باطن کو بے رونق نکر دیں پس ثابت ہوا کہ حجت کے لئے واجب ہے کہ شریعت کو ترک کردے۔

اہل ترتب

اہل ترتب دو طور پر ہیں ایک قوی دوسرے ضعیف قوی اُن لوگوں کو کہتے ہیں جو حجت کی معرفت رکھتے ہوں اور مستجابوں کو حجت کی طرف دعوت کریں ان کی پہچان یہ ہے کہ سب نے حجت کی دعوت کو قبول کرلیا ہو اور پھر اُسکو ضعیفوں کو پہونچائیں اور احکام شریعت کے موافق زندگی بسر کریں۔ ضعیف وہ لوگ ہیں کہ دعوت و تعلیم و بیان کو بخوبی تسلیم کرلیا ہو اور احکام عقلی کے بموجب شریعت کی زندگی بسر کریں داعی اور ماذون اور معلم اور ماذونان اصغر یہ تمام قوی اہل ترتب میں شمار پاتے ہیں اور ضعیفوں میں مستجابوں کا شمار ہے۔

قوی ہو یا ضعیف ادائے اثبات امامت میں جب تک حجت کے درجے کو نہیں پہونچیگا صاحب تائید نہوگا اور اسکی گردن سے ایسے احکام خلقی شریعت جیسے شراب پینا سور کا گوشت کھانا وغیرہ ساقط نہونگے۔ البتہ ایسے احکام خلقی شریعت جیسے کلمہ

شہادت کا اقرار اور طہارت و نماز و روزہ و زکوۃ و حج و جہاد اُسوقت ساقط ہوتے ہیں کر تاویل کے ساتھ کام کرے لیکن وہ بھی جبکہ تقیہ کا موقع نہو اور تقیہ کے موقع پر ساقط نہیں ہوتے

نذرانہ

چونکہ مذہب اس فرقے کا دین حقیقی لاالٰہ الا علی اور اسکی حجت کلمۂ اور حقیقت کا نذرانہ اُن کے نزدیک مشیخ کے پاس کی تمام چیزیں ہیں نہ صرف دسواں حصہ کہ وہ شریعت کے نذرانے سے زیادہ نہیں اور شریعت اس دسویں حصے کے بھی قابل نہیں پس اہل ترتیب ہیں سے اس زمان شب میں وہ شخص حقیقت کو رکھے گا جو تمام چیزیں اسکی راہ میں دیدے گا اگر ایک جو برابر بھی اپنے لئے رکھ لیگا تو حقیقت کو نہ پائیگا یعنی حجت کی رضامندی اور علم و معرفت اُسے حاصل نہوگا اور جو شخص علم و معرفت نہ حاصل کریگا نجات نہ پائیگا پس اگر ایک ذرہ برابر چیز بھی قیمت حقیقت سے کہ حجت ہے روک لیگا حقیقت کو نہیں پاسکتا اور جب حقیقت سے گر گیا تو سب سے گر جائیگا اسلئے کہ سب کچھ وہی ہے اور جو کچھ بغیر اُسکے ہے ہیچ ہے اور اگر تمام چیزیں اسکو دے ڈالیگا اور خود کچھ بھی پاس نہ رکھیگا تب بھی دونوں عالم پر حاکم و بادشاہ ہوگا۔

اہل تضاد

یہ دو قسم پر ہیں ایک کافر دوسرے منافق کافر سے منافق بدتر ہے اس لئے کہ کافر ایسے آدمی کو کہتے ہیں جو حاضر و غائب میں یکساں ہو اور منافق وہ ہے کہ اس گروہ کے معلم کے سامنے تو تعلیم کو قبول کرے اور غائبانہ انکار کرنے لگے تاکہ اُس اقرار کی وجہ سے جو معلم کے سامنے کر چکا ہے اُسکے مکر سے غافل رہیں اور اس سبب سے جو کچھ اُسکے ہاتھ سے ہو سکے دشمنی اور عداوت میں کمی نہ کرے اور جو شخص ایسا ہوتا ہے کہ جو کچھ اُسکے دل میں ہوتا ہے مخفی نہیں رکھتا اس سے لوگ امن میں رہتے ہیں کیا اچھا کہا ہے۔

بسیار بود سگ موافق	بہتر ز برادر منافق
یا کافر مطلق باش یا مؤمن پاک	کافر باشی بہ کہ منافق باشی

ضمیمہ دوم

متعلق فرقہ شیعہ علی اللّٰہی

عرصہ دراز ہوا کہ خنک ورگان پر مغرب سے ایک ایرانی قوم نے حملہ کیا جو کچکان یا چکمانی کہلاتی تھی۔ چکمانی لوگ اسی ملک میں رہ گئے۔ اس وقت اُن کا مذہب شیعہ مسلمانوں کا ایک فرقہ تھا جو علی اللّٰہی کہلاتا تھا کیونکہ اُن کا عقیدہ یہ تھا کہ حضرت علی خدا ہیں۔ اُن کی انوکھی مذہبی مراسم کے متعلق عجیب عجیب قصے بیان کیے جاتے ہیں۔ اُن کے یہاں یہ رسم تھی کہ ایک چراغ جلایا جاتا تھا اور مرد اور عورتیں سب بلا غارت و بلا حجاب اُس میں شریک ہوتے تھے۔ اور مراسم کی ادائگی کے دوران میں ایک مقررہ حد تک ہو چکتی تو وہ مذہبی بزرگ جو ان مراسم کی ادائگی کا مصدر ہوتا روشنی کو گل کر دیتا اور تمام مجلس شرابخواری اور خراب اخلاق افعال میں مشغول ہو جاتی تھی۔ اس عجیب رسم کے باعث ایرانی اُن کو چراغ کش کہتے تھے اور پٹھان لوگ اُن کو اور مرش کہتے تھے جس کے معنی آگ کو بجھانے والے کے ہیں۔ اس علاقے میں اُن کا بڑا سردار امیر لوہان تھا لیکن اُس کے متعلق سوائے اُس کے نام کے ہمیں کوئی تاریخی معلومات نہیں۔ افغانوں کی روایات کے بموجب یہ لوگ اس علاقے سے قریب پانچسو برس گذرے منتشر ہو گئے کیونکہ ان کے علاقہ میں ایک زبردست قحط تین چار سال تک مسلسل پڑا۔

منقول از کتاب ریسیز آف افغانستان
(اقوام افغانستان) مؤلفہ سرجن میجر
ایچ ڈبلیو بیلو۔

پہلا حصہ فرقہائے اہل سنت اور معتزلہ اور شیعہ اور خوارج اور مرجیہ اور نجاریہ اور جبریہ اور قدریہ اور مشبہ کے بیان میں

حدیث افتراق امت کی تحقیق

اہل اسلام تحصیل علم کے اعتبار سے چار قسم پر ہیں (۱) صوفیہ علم انکشافی کو نبی کی متابعت سے حاصل کرتے ہیں (۲) اشراقیین علم اشراقی کو نبی کی متابعت کے بغیر حاصل کرتے ہیں (۳) مشائین عقل کے ساتھ استدلال کرتے ہیں (۴) متکلمین کتاب و سنت اور اجماع کے ساتھ استدلال کرتے ہیں اور یہ ۷۳ فرقے ہیں جن کا ذکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں کیا ہے افترقت الیہود علی احدی وسبعین او اثنتین وسبعین فرقۃ وافترقت النصاریٰ علی احدی وسبعین او ثنتین وسبعین فرقۃ وتفترق امتی علی ثلث وسبعین فرقۃ یعنی یہود اکہتر یا بہتر اور نصاریٰ بھی اکہتر یا بہتر فرقے ہوگئے میری امت تہتر فرقے ہوجائے گی اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے اور ابن ماجہ کی ایک روایت عوف بن مالک سے یوں ہے کہ یہود اکہتر فرقے ہوگئے جن میں سے ایک جنت میں اور ستر دوزخ میں ہیں اور نصاریٰ بہتر فرقے ہوگئے کہ اکہتر آگ میں ہیں اور ایک جنت میں قسم ہے اس خدا کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں بقائے ذات محمدی ہے تحقیق میری امت تہتر فرقے ہوجائے گی جن میں سے ایک فرقہ جنتی ہے اور بہتر دوزخی اور عبداللہ بن عمرو بن عاص کا لفظ مرفوع یہ ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیاتین علی امتی ما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منہم من اتی امہ علانیۃ لکان فی امتی من یصنع ذلک و ان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملۃ وستفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلہم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ہی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی رواہ الترمذی وقال غریب ہے یعنی میری امت کے لوگوں پر وہی آئیگا جو بنی اسرائیل پر آیا مطابق ہونگے ان کے یہانتک کہ اگر کسی نے ان میں سے اپنی ماں کے ساتھ علانیہ صحبت کی ہو تو میری امت میں بھی

کوئی شخص پیدا ہوجائے گا کہ وہ ایسا کام کرے گا اور بنی اسرائیل بہتر فرقے ہوگئے میری امت تہتر فرقے ہوجائے گی سب آگ میں جائیں گے مگر ایک ملت والے صحابہ نے پوچھا وہ کون ہیں فرمایا رسول خدا نے وہ طریقہ جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں اور احمد اور ابوداؤد کا لفظ معاویہ سے یوں ہے قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان من کان قبلکم من اہل الکتاب افترقوا علی ثنتین وسبعین ملۃ وان ہذہ الامۃ ستفترق علی ثلث وسبعین فرقۃ ثنتان وسبعون فی النار وواحدۃ فی الجنۃ وہی الجماعۃ یعنی ہم میں آنحضرت خطبے کو کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ خبردار ہو کہ جو تم سے پہلے اہل کتاب تھے وہ بہتر فرقے ہوگئے اور یہ جماعت تہتر فرقے ہوجائے گی بہتر نار میں جائیں گے اور ایک جنت میں اور وہ جماعت ہے لفظ **جماعت** کا اطلاق اہل سنت پر اسی حدیث سے ثابت ہوا ہے اور ابن عدی نے ابوہریرہ سے صرف اسی قدر روایت کیا ہے یہود اکہتر فرقے بن گئے اور نصاریٰ بہتر میری امت تہتر فرقے ہوجائے گی بیہقی نے افتراق امت کی حدیث کو صحیح حسن کہا ہے اور حاکم اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیحین میں اسی مضمون کی حدیث ابوہریرہ سے روایت کی ہے پھر حاکم نے کہا ہے کہ اصول میں یہ ایک بڑی حدیث ہے سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن عمرو اور عوف بن مالک نے مثل اس کے روایت کی ہے اور بقول مؤلف مقاصد حسنہ انس اور جابر اور ابوامامہ اور ابن مسعود اور حضرت علی اور حضرت عمر اور عویمر اور ابودرداء اور واثلہ اور عبداللہ بن عمرو بن عاص اور معاویہ رضی اللہ عنہم سے بھی اسی مضمون کی روایتیں آئی ہیں اور ابوہریرہ بھی اس کے راوی ہیں اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن عدی اور حاکم اور ابن حبان وغیرہ محققین حدیث نے اس کو اپنی اپنی کتب میں روایت کیا ہے۔ اور جامع الاصول و تیسیر الوصول اور مقاصد حسنہ اور جمع الجوامع اور کتاب بیہقی وغیرہ میں ان روایات کو ان کتب صحاح حدیث وغیرہ سے نقل کیا ہے تو اس کی صحت میں کلام نہیں ہوسکتا مولوی شبلی صاحب نعمانی سے تعجب ہے کہ انھوں نے سیرۃ النعمان کے صفحہ ۱۳۲ میں محض اپنی رائے سے اس حدیث کو کیونکر موضوع قرار دیا کوئی بھی دلیل اس کی موضوعیت کی مولوی صاحب نے نہیں بیان کی۔ اس حدیث کے طرق صحت میں اور ائمہ حدیث نے اسکو صحیح مانا ہے اور ترمذی نے جو اس طریق کی روایت کو غریب کہا ہے سو اس کا یہ مطلب ہے کہ کسی زمانے میں اس کی روایت ایک ہی راوی سے

ہوتی ہے اور غریب احادیث صحیحہ کے اقسام سے ہے اور صحیح حدیث قابل حجت ہے مگر حسن لذاتہ پر حسن لغیرہ۔ اور تمام طریقوں میں تفرق تہتر فرقوں میں آیا ہے نہ بہتر میں اگرچہ سیوطی نے ایک حدیث ابن ماجہ کی جو انس سے مروی ہے اس مضمون کی بھی نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل کے اکہتر فرقے ہوگئے اور میری امت بہتر فرقے ہوجائے گی سب دوزخ میں جائیں گے مگر ایک فرقہ اور وہ جماعت ہے مگر شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادت میں کہتے ہیں کہ اس روایت کا اعتبار اُن بہت سی روایات کے مقابل نہیں ہوسکتا بلکہ سیوطی نے بھی ابن ماجہ کی حدیث عوف بن مالک سے اُمت محمدی کے تہتر فرقے ہوجانے کے باب میں نقل کی ہے سو یہی صحیح روایت ہے اور یہی وجہ ہے کہ صاحب سفر السعادت نے فرمایا ہے کہ در باب افتراق امت بر ہفتاد و دو فرقہ چیزے ثابت نہ شدہ مطلب یہ ہے کہ تفرق امت تہتر فرقوں پر ثابت ہوا ہے نہ بہتر پر اور اگر یہ ثابت کیا جائے کہ مصنف سفر السعادت کی مراد یہ ہے کہ افتراق اُمت کے باب میں مطلقاً کوئی حدیث صحیح نہیں ہوئی اور جو کچھ اس معاملے میں آیا ہے وہ سب موضوع ہے تو یہ قول اُن کا کیسے معتبر ہوسکتا ہے جبکہ اتنے بہت ائمہ حدیث افتراق امت کی روایت صحیح تسلیم کرتے ہیں اور بہت سے طریقوں سے مروی بھی ہے مگر شاید مولوی شبلی صاحب نے اس حدیث کے موضوع ہونے کے قول کو بیہقی سے اڑایا ہے مگر صاحب سفر السعادت تو یہ کہتے ہیں کہ امت محمدی کا بہتر فرقے ہوجانا کسی حدیث سے ثابت نہیں مولوی صاحب نے ایک بڑھا کر تہتر اپنی رائے سے کہا ہے۔

یہود و نصاریٰ کے فرقے

یہود کے اشہر واظہر فرقے عنانیہ۔ عیسویہ اور یوذعانیہ تھے انہیں میں سے موشکانیہ و سامریہ ہیں یہ فرقے بڑے ہیں ان میں سے اکہتر فرقے نکلے جن میں سے بعض بت پرست ہیں اور بعض آفتاب و ماہتاب و نجوم پرست اور بعض اوثان پرست صنم کہتے ہیں بت کو وثن کہتے ہیں استحسان کو اس لفظ میں سوائے معبود باطلہ داخل ہیں جیسے بت شجر وغیرہ۔ سالونیکا میں ایک اور عجیب فرقہ یہودیوں کا رہتا ہے جسے حاسم بولتے ہیں اس کا اعتقاد جھوٹے مسیح سیبت لیوی پر ہے جس کی نسبت بیان کیا ہے کہ وہ پھر اپنے ہمراہیوں کے ساتھ

آئے گا مگر علاوہ اس کے ان لوگوں میں اور بہت سے مختلف عقائد ہیں جس کے لحاظ سے یہ تین فرقوں میں منقسم ہوتے ہیں وہ دل سے یہودی ہیں مگر یہودیوں کے بڑے گروہ اور مسلمانوں کے ساتھ آباد رہنے سے ذلیل ہو رہے ہیں اور وہ اپنے آپس ہی میں بیاہ شادی کرتے ہیں اور قصبے میں ایک خاص مقام پر یک جا آباد ہیں یا یہ کہ ان کا ایک محلہ ہی علیحدہ ہے اس فرقے کے کچھ لوگ روسی علملداری میں رہتے ہیں سالونیکا میں عموماً وہ اپنے کو مسلمان کہتے ہیں مگر ہیں وہ یہودی ہی اور بڑے فرقے نصاریٰ کے تین ہیں ملکانیہ۔ نسطوریہ اور یعقوبیہ باقی فرقے انہیں میں سے نکلے ہیں شہرستانی نے ان سب فرقوں کا ذکر ملل ونحل میں کیا ہے انکے احوال کی حکایت سے ہمکو کچھ غرض نہیں ہے مگر اس ضمن میں اتنا کہنا مناسب ہے کہ یورپ کے عیسائیوں میں تین مذہب خاص کر سب سے بڑے تصور کیے جاتے ہیں ایک رومن کیتھولک یعنی رومی کلیسا جن کے نزدیک دین کا سب سے بڑا امام اور حضرت عیسیٰ کے خاص الخاص حواری پطرس کا خلیفہ پوپ تصور کیا جاتا ہے جو اٹلی کے قدیم شہر رُوم ([illegible]) میں رہتا ہے تعداد کے لحاظ سے عیسائیوں میں رومی کلیسا کے لوگ زیادہ ہیں مگر اس مذہب والوں کی سلطنتوں میں پہلے سے کمی اور ضعف آگیا ہے صرف ایک سلطنت فرانس کی ان میں بہت زبردست باقی ہے دوسرا مذہب گریک چرچ یعنی یونانی کلیسا ہے اس فرقے کے سب عیسائی زار رُوس کو مسیح کا خلیفہ اور اپنا پیشوا اور امام سمجھتے ہیں اور اس کے کل احکام دینی و دُنیوی واجب التعمیل جانتے ہیں اور جو عیسائی ان احکام کی تعمیل سے اعراض و انکار کرے اُسے اپنی جماعت سے خارج اور بے دین تصور کرتے ہیں تیسرا بڑا مذہب پروٹسٹنٹ ہے اس فرقے والوں کا زور آج کل زیادہ ہے اور چھوٹی بڑی کئی سلطنتیں رکھتے ہیں انگلستان و جرمن دو سلطنتیں ان میں بہت زبردست ہیں اس مذہب میں بہت سے فرقے شاخ در شاخ نکل لوتھرن۔ کیلونسٹ۔ ریفارمڈ چرچ پریسٹس بائبل ٹرسٹین اور چرچ آف انگلینڈ وغیرہ وغیرہ پیدا ہوگئے ہیں۔ گلاسگو واقع سکاٹ لینڈ میں کارلائل کے زمانے سے عیسائیوں کا ایک فرقہ یونیٹیرین (موحد) نامی پیدا ہوگیا ہے جو مسلمانوں کی طرح خدائے وحدہٗ لاشریک پر اعتقاد رکھتا ہے اور حضرت عیسیٰ کو صرف اُس کا پیغمبر مانتا ہے یہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہیں مگر

اسلام سے ان کو نفرت بدستور چلی جاتی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام سے واقفیت حاصل کرنے کا ذریعہ ان کے پاس صرف متعصب عیسائی مصنفوں کی کتابیں ہیں۔

فرقۂ ناجی وناری

احادیث افتراقِ اُمت میں اشکال ہے دو طرح پر ایک یہ کہ ان میں اکثر اشخاصِ اُمت محمدی پر حکم ہلاک اور ناری ہونے کا کیا ہے حالانکہ اور حدیثوں میں آیا ہے کہ یہ اُمت مرحوم ہے اور جنت میں سب سے زیادہ یہی اُمت ہوگی یہاں تک کہ وہاں دو ثلث اس اُمت کے لوگ ہونگے اور ایک ثلث میں باقی اُمتیں ہیں اس کا جواب بعض لوگوں نے یہ دیا ہے کہ مراد اس جگہ اُمت سے اُمت دعوت ہے نہ اُمت اجابت اور مراد اُمت اجابت سے وہ لوگ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں جلال الدین دوانی شرح عقائد عضدیہ میں لکھتے ہیں کہ ظاہر مراد اُمت اجابت ہے نہ اُمت دعوت اس لیے کہ اکثر جب حدیث میں اس طور پر بیان ہوا ہے تو اس کلام سے مراد اہلِ قبلہ ہیں انتہی واضح ہو حدیث مذکور میں اُمت سے دعوت مراد ہونا درست نہیں ہے کیونکہ یہ حدیث خاص آنحضرت کی اپنی اُمت کی تفریق کے بیان میں وارد ہوئی ہے چنانچہ اس میں لفظ امتی ہے۔ اُمت حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کا شمار اس میں داخل کر کے نہیں فرمایا ہے ان کے واسطے اور حدیث ہے کہ انہ قال صلی اللہ علیہ وسلم ان بنی اسرائیل تفرقت بعد موسیٰ علی احدی وسبعین فرقۃ وبعد عیسیٰ علی اثنین وسبعین فرقۃ وستفرق امتی من بعدی ثلثۃ وسبعون فرقۃ اگر سب فرقے اُمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مع اصناف کفار شمار کرینگے تو تہتر فرقے کیونکر ہونگے پس اگرچہ کفار بھی اُمت دعوت ہیں لیکن یہاں مراد اُمت سے اُمت اجابت ہے جنھوں نے اسلام قبول کیا تھا اسی وجہ سے اُمتی کہکر اپنی ذات کی طرف منسوب کیا۔ دوسرا اشکال بابت تعین فرقۂ ناجیہ کے ہے ہر فرقے کو یہ گمان ہے کہ میں ناجی ہوں اور غیر میرا ناری ہے اس پر ہر کسی نے اپنی اپنی دلیلیں لکھی ہیں جو مکڑی کے جالے سے بھی زیادہ کمزور ہیں فرقۂ ناجیہ وہی فرقہ ہے جو مصداق اس لفظ کا ہے ما انا علیہ واصحابی یہ لفظ اسی شخص پر صادق آتا ہے جس کے عقیدے و عمل میں کوئی بدعت ظاہر و مخفی نہیں ہے بلکہ سارے عقائد و اعمال اسکے مطابق سنت مطہرہ و سیرت صحابہ کے ہیں کسی نے یوں بھی کہا ہے کہ فرقۂ ناجیہ ہر فرقے کے صلحا ہیں کسی نے کہا

اہل بیت رسالت ہیں لیکن اصل بات یہ ہے کہ کوئی فرقہ خاص معین ناجی نہیں گروہ ہے جو کہ خاص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی راہ پر چلتا ہے اور کسی طرح کی بدعت و ہوا میں مبتلا نہیں جس طرح ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی نے شرائع اسلام کو حضرت سے دریافت کرکے یہ عرض کیا تھا والذی نفسی بیدہ لا ازید علی ھذا شیئا ولا انقص منہ قسم ہے اس ذات کی کہ جان میری اسکے ہاتھ میں ہے جو آپ نے فرمایا ہے میں اسپر نہ کچھ زیادہ کرونگا اور نہ اُس سے کچھ کم کرونگا پھر حضرت نے اسکو جنتی فرمایا تھا یعنی ناجی نار سے سو جو کوئی دعویٰ نجات کا کرے اور اُسکے عقائد و اعمال خلاف طریقۂ حضرت اور سیرت صحابہ کے ہوں تو وہ دعویٰ اسکا باطل ہے اسلام کے تہتر فرقوں میں سے وہ کون فرقہ ہے جو اپنے آپ کو ناجی اور اپنے مخالف کو ناری نہیں جانتا ہے ایک امامیہ مذہب والا کہتا ہے مصرع ناجی ہمہ فرقۂ اثنا عشری ہے لیکن تصدیق اس دعوے کی یا تکذیب اسکی اسی طرح پر ممکن ہے کہ جسکا عقیدہ و عمل ما انا علیہ واصحابی کے موافق ہو اور کسی طرح کا خلاف بدعت سیئہ کی طرف سے اسکے عقیدے و عمل میں نہ آئے گو بعض تقصیرات فروعیہ اُس سے صادر ہوجائیں وہ ناجی ہے اور جس کا عقیدہ و عمل اسکے مخالف ہے وہ ناری ہے کیونکہ عہد حضرت و صحابہ میں کسی کے عمل و عقیدے میں کوئی بدعت نہ تھی اگرچہ بعض افراد سے طاعت میں قصور و فتور و ارتکاب فجور ہوجاتا تھا ابن حزم نے زیادت الا واحدۃ کو موضوع کہا ہے لیکن یہ دعویٰ ان کا صحت کو نہیں پہونچا نہایت یہ ہے کہ یہ زیادت شاذ ہو نہ موضوع بعض علما فرماتے ہیں کہ مراد ناری ہونے سے اگر خلود نار ہے تو یہ بات مخالفِ نص و احادیث صحیحہ قطعیہ کے ہے کیونکہ کوئی فرقہ اسلام کا مخلد فی النار نہ ہوگا اور اگر مراد ناری ہونے سے یہ ہے کہ چند مدت نار میں رہیگا پھر نجات پائیگا تو یہ بات مسلّم ہے لیکن اس تقدیر پر یہ بات لازم آتی ہے کہ کوئی شخص فرقۂ ناجیہ میں سے نار میں نہ جائے حالانکہ احادیث صحیحہ دلیل ہیں اس بات پر کہ فساق مومنین چندے نار میں جائینگے خواہ شیعہ خواہ قدریہ ہوں اہل علم نے اسکے چار پانچ جواب لکھے ہیں جو کہ شرح و حواشی عقائد ملا جلال میں مذکور ہیں اُن میں سے ارجح و اقوی و احسن جواب کو کہا ہے جو ملا جلال دوانی نے دیا ہے یعنی شق ثانی کو اختیار کرکے معنی یہ مراد دخول من حیث الاعتقاد اور فرقۂ ناجیہ کا دخول من حیث الاعتقاد نہ ہوگا گو بسبب بعض تقصیرات عمل کے آگ میں جائینگے دوسرا جواب امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جس کو محدثین نے بھی پسند کیا ہے وہ یہ کہ مراد فرقۂ

ناجیہ سے وہ لوگ ہیں جو کہ مطلقاً نار میں نہ جائیں گے نہ من حیث الاعتقاد اور نہ من حیث العمل بلکہ بے حساب عذاب داخل جنت ہوں گے اُن کی معصیت خواہ مغفور ہو جائے یا شدائد موت و قبر یا ہوال قیامت میں محو ہو جائے یا شفاعت حضرت ﷺ و صلحائے ذنوب محو ہو جائیں امام غزالی کا یہ کہنا کہ فرقہ ناجیہ وہی ہے جو بے حساب وکتاب و بے شفاعت بہشت میں جائے گا کا خطہ نہیں تھا اس لیے کہ اس صورت میں دائرہ نجات کا بہت تنگ ہوا جاتا تھا لہذا محققین متاخرین نے جواب مذکور کو اصلاح فرما کر تقریر مسطور کی ہے اور تیسرا جواب یہ ہے کہ کلہا فی النار کے معنے کل واحد من افراد کل فرقۃ فی النار ہے یعنی ہر ایک آدمی ہر ایک فرقے کی افراد سے آگ میں جائے گا پس اس عبارت سے مراد ایجاب کلی ہے پھر الا واحدۃ کے ساتھ استثنا کرنے سے یہ ایجاب کلی مرتفع ہوا اور رفع ایجاب کلی ایک جزئی کے ساتھ بھی صادق ہو سکتا ہے چنانچہ یہ بات ظاہر ہے پس اس صورت میں معنی الا واحدۃ کے یہ ہوں گے کہ ہر ہر فرد اس فرقے کی دوزخ میں داخل نہ ہوگی گو بعض بسبب تقصیر اعمال کے داخل دوزخ ہوں گے پس اس صورت میں اشکال مرتفع ہوگیا۔ اور فرقوں غیر ناجیہ اور فرقہ ناجیہ میں وجہ امتیاز اسی قدر ہوئی کہ غیر ناجی فرقے سارے داخل دوزخ ہوں گے اور یہ فرقہ سارا دوزخ میں نہ جائے گا لیکن فرقہ ناجی کا امتیاز اور فرقوں سے اعمال کے ساتھ نہیں ہو سکتا اس لیے کہ اعمال سب میں مشترک ہیں پس امتیاز کا باعث صرف عقائد کی درستی اور صحت ہے اور خلاصہ یہ ہے کہ اس جواب کا مرجع بھی جواب اول کی طرف ہوتا ہے اور سب سے بہتر ایک اور جواب ہے جو موافق ہے استعمال قدیم عرب کے اور حدیث میں بھی اس کے استعمال کی شہادت موجود ہے خلاصہ اسکا یہ ہے کہ کلہا فی النار سے مراد بطلان ہے چنانچہ جب کہتے ہیں فلاں چیز فی النار ہے تو اس سے مراد یہی ہوتی ہے کہ باطل ہے چنانچہ حدیث صحیح میں آیا ہے الھداء فی النار یعنی قربان مرازی باطل ہے اور سورۂ نساء میں ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ نَارًا جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں اس کے سوا نہیں کہ اپنے پیٹوں میں آگ کھاتے ہیں نارًا سے مراد یہاں باطل و حرام چیز ہے اس لیے کہ یتیم کا مال حقیقت میں آگ نہیں اور مجاز پر اس واسطے حمل نہیں کرتے کہ یہ جو کہا ہے کہ پیٹوں میں کھاتے ہیں یہ قول [illegible] پکار کر بتا رہا ہے کہ یہاں مجاز مراد نہیں پس حدیث مذکور میں کلھم فی النار سے یہ مراد ہوئی کہ تمام فرقے باطل ہیں مگر ایک عقیدہ اور ایک عمل کی وجہ سے ہوں گے

ہاں وہی اور فرقہ ناجی کے وہ عقیدے میں بطلان ہے نہ عمل میں مگر یہ چاہیے کہ فرقہ ناجی کی تخصیص اس بات کے ساتھ کر دی جائے کہ نہ ان کے عمل میں بدعت ہے نہ عقیدے میں اور یہی منشا جواب دوم کا بھی ہے یا بطلان کو صرف اعتقادیات کے ساتھ مخصوص کر دیا جائے یعنی یہ کہا جائے کہ ان کے اعتقاد میں کسی طرح کا فتور نہیں ہے پس اس صورت میں یہ جواب پہلے جواب کی طرف رجوع کرے گا اسی واسطے کہا ہے کہ اقوی وارجح وہی جواب اول ہے۔ اور شیخ علاء الدولہ سمنانی نے عروہ میں کہا ہے کہ اسلام کے تمام فرقے اہل نجات ہیں اور حدیث میں مراد ناجیہ سے ناجیہ بے شفاعت ہے انتہی مراد سارے فرقے اسلام کے اہل نجات ہونے سے یہ ہے کہ بقدر سزائے معاصی کے دوزخ میں رہ کر بالآخر اس سے نجات پائیں گے اور بہشت میں داخل کیے جائیں گے ورنہ ناجیہ سے ناجیہ بے شفاعت مراد لینے میں وہی قباحت ہے جو امام غزالی کے جواب میں بیان ہوئی پس بہتر جواب وہی ہے جو محققین متاخرین نے امام غزالی کے جواب میں اصلاح کر کے بیان کیا ہے۔

علم فقہ اور طبقات فقہا

علم فقہ اکثر صحابہ کا شعار تھا جیسے خلفائے اربعہ اور باقی عشرۂ مبشرہ اور ابن مسعود اور معاذ اور ابی بن کعب اور زید بن ثابت اور ابو درداء اور بی بی عائشہ اور ابن عمر بن خطاب اور ابن عباس اور ابن عمرو بن عاص اور ابن الزبیر اور ابو موسیٰ اور ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ اور جابر بن عبداللہ وغیرہ رضی اللہ عنہم اور تھوڑے سے مقاموں میں فقہ انکے سوا دوسرے صحابہ سے بھی منقول ہوا ہے جیسے ابو ذر اور عمار اور حذیفہ اور سلمان اور عبادہ بن صامت اور ابو مسعود اور فضالہ اور واثلہ اور خالد اور معاویہ اور عمرو بن عاص اور ام سلمہ اور اسماء بنت ابو بکر اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہم اور ان میں سے جنکے فتوے شہرت کو پہونچ گئے وہ نو ہیں حضرت عمر حضرت علی ابن مسعود اور ابی بن کعب اور زید اور ابو موسیٰ اور ام المؤمنین عائشہ اور ابن عمر بن خطاب اور ابن عمرو بن عاص اور ان میں سے بھی زیادہ مشہور یہ تین شخص ہوئے عبداللہ بن مسعود زید بن ثابت عبداللہ بن عباس اہل مدینہ کا فقہ میں زید بن ثابت اور عبداللہ بن عمر پر اعتماد تھا اور اہل مکہ کا ابن عباس کی رائے پر اور اہل کوفہ کا حضرت علی اور عبداللہ بن مسعود کی رائے پر اور

اہلِ مصر ابو موسیٰ اشعری اور عمران بن حصین کی رائے پر تھے اور شام میں معاذ اور ابو درداء وغیرہ تھے
بعد اسکے ریاست علم فقہ تابعین کو پہونچی چنانچہ صحابہ کے بعد مدینے میں سعید بن مسیب اور عروہ بن زبیر
اور قاسم بن محمد اور خارجہ بن زید اور سلیمان بن یسار اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ اور ابو بکر بن
عبد الرحمن بن حارث تھے اور مدینے کے جو سات فقہا مشہور ہیں وہ یہی ہیں اور اسی طبقے میں سے
مدینے میں یہ لوگ بھی تھے سالم بن عبد اللہ اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن اور ابان بن عثمان اور قبیصہ بن
ذویب وغیرہ اور جنہوں نے انکی متابعت کی انکا بھی اسی طبقے میں شمار ہے جیسے عمر بن عبد العزیز
اور علی بن حسین اور یحییٰ بن سعید اور ابو الزناد اور زہری اور ربیعہ وغیرہم پھر فقہ تبع تابعین کی
طرف منتقل ہوا جیسے ابو ذیب اور ماجشون اور امام مالک بن انس اور اُن کے اصحاب اور مکے میں
عبید بن عمیر اور عطا بن ابی رباح اور مجاہد اور عکرمہ اور سعید بن جبیر اور ابن ابی ملیکہ اور عمرو بن دینار
وغیرہ تھے پھر فقہا ابن ابی نجیح اور ابن جریج اور سفیان بن عیینہ اور مسلم بن خالد اور سعید بن سالم
وغیرہ کو پہونچا پھر امام ابو عبد اللہ شافعی اور اُن کے اصحاب کی طرف منتقل ہوا اور کوفے میں ابن
مسعود کے اصحاب علقمہ اور عبیدہ اور مسروق اور اسود اور عبد الرحمن ابنائے یزید اور عمرو بن شرحبیل
اور شریح قاضی وغیرہ فقہ کے اُستاد تھے اور انکے بعد عامر شعبی اور ابراہیم نخعی انکے بعد حکم بن عتیبہ
اور حماد بن ابی سلیمان اور منصور بن معتمر وغیرہ تھے اور بعد ان کے ابن شبرمہ اور ابن ابی لیلیٰ
اور حسن بن ابی صالح اور شریک بن عبد اللہ اور امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری اور ان دونوں
کے اصحاب تھے اور بصرے میں حسن اور ابن سیرین اور مطرف بن عبد اللہ اور جابر بن زید اور
ابو قلابہ پھر قتادہ اور ایوب اور یونس اور سلیمان تیمی اور ابن عون اور عثمان تیمی پھر حماد بن زید
اور حماد بن سلمہ جو حمادین یا حمادان کہلاتے ہیں اور یحییٰ بن سعید اور ابن مہدی تھے اور شام میں
ادریس خولانی اور شہر بن حوشب اور ابن ابی زکریا اور رجا بن حیات اور عبادہ بن نسی اور مکحول
وغیرہ تھے اور یمن میں طاؤس اور وہب بن منبہ وغیرہ تھے اور مصر میں یزید بن ابی حبیب
اور عمرو بن حارث اور لیث بن سعد وغیرہ تھے پھر اصحاب امام مالک اور امام شافعی اور اُن کے
اصحاب اور خراسان میں ضحاک بن مزاحم اور ابراہیم صائغ اور عبد اللہ بن مبارک اور اسحاق بن
راہویہ اور بغداد میں امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کے اصحاب اور امام احمد بن حنبل پھر ابو ثور

اور ابو عبید قاسم بن سلام پھر داؤد اور محمد بن جریر وغیرہ ان فقہا میں سے ہر طبقے میں اگرچہ
ہر ایک فقیہ فقہ میں نامور تھا مگر پھر بھی باعتبار شہرت کے اُن میں بڑا تفاوت ہے۔

مسائل فروعی و اجتہادی میں صحابہ کے اختلافات

آنحضرت علیہ السلام کی وفات تک مسلمان ایک ہی عقیدے اور طریقے پر تھے مگر جو لوگ ظاہر میں
مسلمان اور باطن میں منافق تھے وہ زمانۂ حیات آنحضرت میں بھی مکر و فریب کرتے تھے اور وہ نفاق اُن کا
ہر وقت اُن کے اعتراض کرنے سے حرکات و سکنات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہوتا تھا
وہ اختلافات جو حالِ مرض اور بعد وفات حضرت کے صحابہ میں واقع ہوئے وہ اجتہادی تھے غرض اُن
اختلافات سے معاملاتِ دین اور اسلام کا قائم کرنا تھا اور پہلا تنازع جو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی بیماری میں ہوا وہ حضرت کا کاغذ اور دوات و قلم مانگنا اور حضرت عمر کا غلبۂ درد کے
خیال سے یہ کہنا کہ ہمکو اللہ کی کتاب کفایت کرتی ہے نہ دینا ہے دوسرا خلاف حالِ مرض نبوی میں
ہوا کہ آنحضرت نے لشکر اسامہ کی تیاری کے واسطے حکم دیا اسپر کچھ صحابہ نے یہ کہا کہ ہمپر بجا آوری
اس حکم کی واجب ہے اور کچھ نے کہا کہ حضرت کا مرض بڑھ گیا ہے ہمارا جی حضرت کے چھوڑنے کو اس
حال میں نہیں چاہتا ہے تیسرا خلاف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت میں ہوا حضرت عمر نے
کہا کہ جو کوئی یہ کہیگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرگئے ہیں میں اسکو اس تلوار سے قتل کروں گا وہ تو
آسمان پر مثل عیسیٰ بن مریم کے چڑھ گئے ہیں حضرت ابوبکر نے کہا کہ وہ بیشک مرگئے ہیں
اور یہ آیت پڑھی وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ
انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ یعنی محمد خدا کے رسول ہیں اگر وہ مرجائیں یا مارے جائیں تو اے لوگو
تم بھی اگلی راہ پر پھر جاؤ گے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مرنے سے کیا دین چھوڑ کر پھر کفر اختیار کروگے
اس وقت صحابہ نے حضرت ابوبکر کے قول کی طرف رجوع کیا اور حضرت عمر نے بھی تسلیم کیا
چوتھا خلاف آنحضرت کے دفن کے مقام میں ہوا مہاجرین اہل مکہ نے چاہا کہ ہم نعش مبارک کو
مکے میں لیجائیں انصار اہل مدینے نے چاہا کہ مدینے میں دفن ہو اور کچھ صحابہ نے ارادہ کیا کہ بیت المقدس کو
لیجائیں اس لیے کہ وہ جگہ دفن انبیا کی ہے اور آپ کی معراج اسی جگہ سے آسمان کی طرف

ہوئی تھی پھر سب نے اتفاق کرکے مدینے میں دفن کیا اس لئے کہ حضرت نے فرمایا تھا کہ انبیا اسی جگہ
دفن ہوتے ہیں جہاں مرتے ہیں۔ پانچواں خلاف مسئلہ خلافت میں مہاجرین و انصار کے درمیان ہوا
کہ انصار کہتے تھے ایک امام ہمارا ہوگا اور ایک مہاجرین کا ہوگا اور اپنی طرف سے سعد بن عبادہ کو خلیفہ
بنانے اور اس کے ہاتھ پر بیعت کرنے پر آمادہ ہوگئے مگر جب ان سے یہ کہا گیا کہ پیغمبر خدا کا حکم ہے کہ امام
قریش میں سے چاہیے تو آخرکار حضرت ابوبکرؓ کی خلافت پر سب نے اتفاق کرلیا اور فساد مٹ گیا
چھٹا خلاف معاملہ فدک میں ہوا تھا کہ حضرت کا وارث بعد حضرت کے کون ہے فاطمہ علیہا السلام نے کبھی
دعویٰ وراثت کا کیا اور کبھی ملکیت کا یہاں تک کہ پہلا دعویٰ بدلیل مشہور نحن معاشر الانبیاء لا نورث
ما ترکنا صدقة (ہم گروہ انبیا میں نہیں چھوڑتے ہم میراث جو کچھ ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے)
مرتفع ہوگیا اور دوسرا دعویٰ اس لیے خارج ہوا کہ گواہ بی بی صاحب کی طرف سے پورے نہ گذرے
ساتواں خلاف وہ ہے کہ عرب کے بعض قبیلوں نے اور وہ غطفان اور بنی تمیم وغیرہ تھے زکوٰۃ دینی
تو صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑنے کا ارادہ کیا کچھ صحابہ نے جن میں حضرت عمرؓ بھی تھے یہ سمجھا
کہ اقرار شہادتین سے دنیا کی عقوبت منع ہو جاتی ہے اور کہا کہ ہم ان سے اس طرح جنگ کریں گے جیسے
کفار سے کرتے ہیں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کا قتال اس وقت ممتنع ہے جبکہ حقوق
اسلام ادا کریں اور جو بات صدیق نے سمجھی تھی وہی بات مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی
اور بہت سے صحابہ نے سمجھی تھی قرآن پاک بھی اسی پر دلیل ہے فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ
وآتوا الزکوٰۃ فاخوانکم فی الدین یعنی اخوت دین کی ثابت نہیں ہوتی مگر ادائے فرائض سے
کیونکہ جو شرک سے بغیر توحید کے حاصل نہیں اور توحید بغیر عمل صالح کے تمام نہیں ہوتی حضرت ابوبکرؓ
ان سے قتال کے واسطے نکلے تو آخر سارے صحابہ نے ان کا ساتھ دیا آٹھواں خلاف اس میں
ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنی وفات کے قریب حضرت عمرؓ کی خلافت کے لیے نص کی بعض صحابہ نے
کہا کہ تم نے ہمپر ایک سخت مزاج والے آدمی کو حاکم کیا ہے جب حضرت ابوبکرؓ نے یہ کہا لو سألنی ربی یوم
القیامۃ لقلت ولیت علیہم خیر اھلھم یعنی اگر اللہ تعالیٰ مجھ سے قیامت کو اس بات کا سوال کریگا
تو میں یہ جواب دونگا کہ میں نے ایک سب سے عمدہ آدمی کو ان پر حاکم کیا تھا اب خلاف مرتفع ہوگیا اور
سب نے تسلیم کیا نواں خلاف خلیفۂ سوم کے انتخاب کے وقت ہوا تھا پہلے راویوں میں اختلاف ہوا

پھر سب نے حضرت عثمان کی بیعت پر اتفاق کیا دسواں خلاف یہ ہوا کہ جب حضرت عثمانؓ کے
رشتہ داروں نے رعایا پر جبر کرنا شروع کیا تو لوگ حضرت عثمانؓ سے ناراض ہوگئے سب نے ان کا
ساتھ چھوڑ دیا ان کی کچھ مدد نہ کی یہاں تک کہ وہ مظلوماً اپنے گھر میں مارے گئے گیارھواں
خلاف وہ ہے جو حضرت علیؓ کے زمانہ میں واقع ہوا بعد اسکے کہ آخر اتفاق کرکے بیعت کر لی تھی
اس زمانے میں پہلا خلاف جنگ کرنا طلحہ و زبیر و بی بی عائشہ وغیرہ کا ہے اسکو جنگ جمل کہتے ہیں
دوسرا خلاف جناب امیر اور معاویہ میں تھا جنگ صفین کی وجہ سے تیسرا خلاف خوارج کا مخالفت
کرنا اور تحکیم یعنی پنچایت کا ہونا تھا چوتھا خلاف عمرو بن عاص کا تحکیم میں ابو موسیٰ اشعری کے
ساتھ فریب کرنا تھا پانچواں وہ خلاف ہے جو خوارج کے ساتھ مقام نہروان میں وقوع میں آیا۔
اسی طرح صحابہ کے زمانہ میں اختلاف کثیر میراث جد و اخوت و کلالت و دیتِ انگشتان
و دیت دندان و حدود و بعض جرائم میں جن میں کوئی نص وارد نہیں ہوئی تھی واقع ہوئے۔
تاج الدین اسماعیل قونوی شارح حاوی کا بیان ہے کہ پہلا خلاف جو معاملات فروعی میں صحابہ میں
واقع ہوا وہ ایک فرائض کے مسئلے میں ہوا ہے چونکہ اس میں رائیں بہت مختلف ہوئیں اسلیے اسکا نام
مسئلہ خرق ہے ایک شخص مرا اور ایک بہن ایک ماں ایک دادا اس کے وارث رہے ابوبکر
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمشیرہ کو نصف ترکہ دینا چاہیے اور ماں کو تہائی اور باقی جو بچے وہ دادا کا ہے
اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کل مال کے تین حصے کرکے ہر ایک کو ایک ایک حصہ دینا چاہیے اور زید بن
ثابت نے کہا کہ ماں کا تہائی ہے اور باقی میں سے دادا کا دو تہائی اور ہمشیرہ کا تہائی قاضی عضد
نے شرح مختصر میں لکھا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مسئلہ عول میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور
ابن مسعود کے مخالف تھے اور شرح فرائض میں میر سید شریف نے کہا ہے کہ جس نے اول مسئلہ عول کا حکم کیا وہ
حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور شرح مختصر میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک حاملہ عورت کو حضرت عمرؓ نے
طلب کیا اس کا حمل ساقط ہوگیا حضرت عثمان اور عبدالرحمن بن عوف نے حضرت عمرؓ سے کہا
انما انت مؤدب لا نری علیک شیئا یعنی بے شک تم صاحب ادب ہو ہم تم میں کوئی نقصان نہیں
پاتے اور حضرت علیؓ نے کہا ان کان عثمان قد اجتہد فقد اخطأ وان لم یجتہد فقد غشك
یعنی اگر حضرت عثمانؓ نے اجتہاد کیا تو خطا کی اور اگر اجتہاد نہیں کیا تو تمہیں دھوکا دیا اور روز بروز

مسائل فروعی و اعمال میں خلاف کا دائرہ وسیع ہونے لگا مگر اصول و عقائد میں کوئی اختلاف اُس وقت تک نہ تھا

اختلاف مذاہب کی بنا

جب مسائل اعتقادیہ میں کوئی سوال کسی مسلمان کو پیش آتا تو حضرت سرورِ عالم سے اور اُن کے وصال کے بعد اُن کے اصحاب سے حل کر لیتا۔ جب یہ قرن گذر گئے تو عقائد میں بہت سی باتیں پیدا ہونے لگیں۔ معبد جہنی اور غیلان دمشقی اور یونس اسواری نے قدر کا مسئلہ نکالا اور تمام افعال تقدیر الٰہی کی طرف منسوب کرنے سے انکار کرنے لگے اور پھر وقتاً فوقتاً اہل اسلام میں اصول عقائد میں اختلاف پیدا ہوتا رہا اور خلفائے عباسیہ کے وقت سے فلاسفہ اور حکمائے یونان کے اقوال بھی دین اسلام کی باتوں میں مل گئے اور وجہ اسکی یہ ہوئی کہ عبداللہ مامون ابن ہارون الرشید خلیفۂ ہفتم عباسیہ بغداد کو علوم قدیمہ کے ساتھ بہت فریفتگی تھی۔ ملک روم میں کچھ لوگ بھیجکر کتب فلاسفہ کا ترجمہ زبان عربی میں کرایا۔ پھر اُوپر سنہ دو سو ہجری میں وہ علوم زبان عربی میں ترجمہ ہو کر اُس کے پاس آئے تب سے فلاسفہ کے اقوال لوگوں میں پھیل گئے۔ تصوّر صحیح کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ردّ شبہات دہریہ ابتدائے زمانۂ اسلام میں ہمارے نبی و صحابہ اور تابعین کے اقوال سے بھی بخوبی ہوتا تھا اور آخر وہ اصطلاحات علم حکمت کے جو بمقابلے دہریوں کے معارضہ اور جوابات میں بولنے ضرور تھے اُن کے اقوال مقدسہ میں بھی وارد ہونے لگے اور اُن الفاظ کا زبان زد ہونا مجبوری تھا مگر کرنا ہی پڑا اور پھر بعد اُن حضرات کے علمائے اسلام کو ضرورت زیادہ ہوئی کہ انھوں نے فلسفہ حکمائے قدیم کے ابطال کی غرض سے سیکھا اور اسی فلسفے کے اصول کو رد کر کے شبہات دہری وغیرہ کو باطل کیا اور وہ سارے مباحث جمع ہو کر ایک علم ہو گیا اور اُسنے **علم کلام** نام پایا اگرچہ بعض لوگوں کو توغل زیادہ بھی ہوا کہ انتہا اُنکو مجاوزہ تھا اور یہ غلطی اُستادوں علم کی تھی خواہ آزادی و خود سری متعلم کی مگر تکمیل علم کلام کی اچھی ہو گئی اور شبہات دہری پامال ہوا انھیں کے مجاہدات سے ہو گئے اگر وہ لوگ ایسا نہ کرتے تو دہریت کے پھیلنے میں جیسی آج کل بوجہ عدم توجہ علمائے اسلام کے زور و شور پر ہے کچھ باقی رہتا کبھی نہ رہتا اور ہرگز نہ رہتا اور کلام ایک ایسا علم ہے جسکی وجہ سے عقائد دینیہ کو دلائل کے ساتھ ثابت کرنے اور نیز شبہات مرفوع کرنے کی قدرت حاصل ہوتی ہے اور اس علم کے موضوع

کے بارے میں متقدمین و متاخرین نے اختلاف کیا ہے۔ متقدمین یہ کہتے ہیں کہ علم کلام کا موضوع اللہ پاک کی ذات و صفات ہیں اور ان میں سے بعض کی یہ رائے ہے کہ موضوع موجود من حیث ہو موجود ہے اور متاخرین کہتے ہیں کہ علم کلام کا موضوع معلوم ہے اس حیثیت سے کہ اسکے ساتھ عقائد دینیہ کا ثابت کرنا مقصود ہوا اور تعلق عام ہے اس سے کہ قریب ہو یا بعید اور دین سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے۔ ابتدا ارونق علم الکلام کی خلفائے عباسیہ جیسے ہارون۔ مامون۔ معتصم۔ واثق اور متوکل کے ہاتھوں سے ہوئی اور اسکی انتہا صاحب بن عباد اور دیالمہ کی ایک جماعت پر ہوئی غرض کہ اہل علم صحابہ کے آثار پر چلتے تھے کہ حسن بصری نے ریاست علم میں شہرت حاصل کی اور اُن کے شاگرد واصل نے ایک مسئلہ خاص میں سر عام اُستاد کے ساتھ مخالفت کی تصریح اس سے اعتزال کیا تھا اس لیے واصل نے اُن سے علیحدگی اختیار کی اور مستقلاً اپنے لیے ایک مجلس قائم کی اور ایک بڑا جتھا اسکے متبعوں کا ہو گیا اور وہ معتزلہ کہلانے لگے اور چونکہ معتزلہ خدائے تعالیٰ کی صفات کا انکار کرتے تھے اسلئے سلف انکو معطلہ کہنے لگے اور معتزلہ نے سلف کا لقب **صفاتیہ** رکھدیا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے لیے صفات ازلی ثابت کرتے تھے جیسے علم۔ ارادہ۔ قدرت۔ حیات۔ سمع۔ بصر۔ کلام۔ جلال۔ اکرام۔ جود۔ انعام۔ عزت۔ عظمت۔ اور صفات ذات اور صفات فعل میں فرق نہیں کرتے تھے دونوں کو مساوی سمجھتے تھے اور اسی طرح صفات خبریہ ثابت کرتے تھے اور وہ یہ ہیں ہاتھ پاؤں۔ منھ وغیرہ ان میں تاویل بالکل نہیں کرتے تھے۔ چونکہ یہ صفات اخبار میں وارد ہوئی ہیں اس لیے انھیں **صفات خبریہ** بولتے تھے پھر بعض سلف اثبات صفات الٰہی میں تشبیہ کی حد میں داخل ہو گئے یعنی مخلوقات کی صفات کے ساتھ ان صفات کو مشابہ جاننے لگے اور بعض نے صرف اُن صفات پر اختصار کیا جن پر افعال دلالت کرتے ہیں اور بعض سلف صفات خبریہ میں مقتضائے لفظ کے مطابق تاویل کرنے لگے اور بعض نے تاویل سے توقف کیا اور کہنے لگے کہ ہماری عقل کہتی ہے کہ اللہ کسی شے کے مشابہ نہیں وہ بے مثل ہے اور جو اس قسم کے الفاظ قرآن و حدیث میں آئے ہیں اُن کے مفہوم ہمکو معلوم نہیں جو اُن سے مراد ہے وہ اللہ ہی خوب جانتا ہے اور نہ ہمکو یہ حکم ہے کہ ان الفاظ کے معانی اور حقیقت دیکھنے کی کوشش کریں بلکہ ہمکو تو اس بات پر اعتقاد رکھنے کا حکم ہے کہ اللہ بے مثل ہے۔

مگر متاخرین کہنے لگے کہ ان الفاظ کا ظاہر پر جاری کرنا اور ان کی تفسیر کرنا چاہیے جیسا کہ کتاب و سنت میں وارد ہوئے اور تاویل سے تعرض نہ کرنا چاہیے اور نہ ظاہر پر توقف کرنا چاہیے پس یہ متاخرین تشبیہ خالص میں مبتلا ہو گئے جو یہود کا طریق ہے اور یہ اعتقاد سلف کے خلاف تھا مگر بعض شیعہ نے بہت غلو اور تقصیر سے کام لیا غلو ان کا یہ تھا کہ اپنے ائمہ کو اللہ کے ساتھ تشبیہ دینے لگے اور تقصیر یہ کہ اللہ کو بعض مخلوقات کے ساتھ تشبیہ دی مگر جب معتزلہ اور متکلمین کے مقالات زیادہ شہرت پکڑ گئے تو بعض شیعہ غلو اور تقصیر کو چھوڑ کر معتزلہ سے مل گئے۔ اور ان سلف میں سے جو تاویل و تشبیہ کی طرف متوجہ نہ ہوئے یہ ہیں مالک بن انس احمد بن حنبل سفیان اور داؤد اصفہانی۔ یہاں تک کہ عبد اللہ بن سعید بن کلاب اور ابو العباس قلانسی اور حارث بن اسد ابو عبد اللہ محاسبی کا دور شروع ہوا اگرچہ یہ بھی سلف کے طریق پر تھے مگر علم کلام سے مزاولت کرنے لگے اور عقائد سلف کی تائید دلائل کلامیہ اور براہین اصولیہ سے کی اور اب علم کلام ترقی کرنے لگا اور زبانی کلام سے نوبت تحریر کو پہنچ گئی اور بعضوں کے تصرف اس میں پڑھنے لگے بعض نے کتابیں بنائیں اور بعض درس و تدریس میں مشغول رہے۔ پھر ایک جماعت معتزلہ متوسطہ کی ظاہر ہوئی جیسے ضرار بن عمرو اور حفص فرد اور حسین نجار اور ان کے متاخرین نے جیسے ابو علی جبائی اور اس کا بیٹا ابو ہاشم اور قاضی عبد الجبار اور ابو الحسین بصری ہیں اپنے اصحاب کے طریقوں کا خلاصہ کیا اور چند مسائل میں ان سے منفرد ہو گئے اور اپنے شیوخ کا خلاف کیا اور مذہب اعتزال کی تائید میں بہت سی تصنیفیں بطریق جدا لیکر ڈالیں ایک خلائق ان کی رائے کے تابع ہو گئی آخر تک اہل سنت نے ان کے مذہب سے انکار کیا اور علم کلام کی مذمت بیان کی اور جو شخص ان کے مذہب کو پسند کرتا اس کو چھوڑ دیتے۔ ربیع نے امام شافعی سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی اپنی کتابوں کے دینے کی کسی کے لیے وصیت کرے تو اس وصیت میں کتب کلام داخل نہ ہوں گی اس لیے کہ کلام کوئی علم نہیں اور امام شافعی نے کہا ہے کہ اہل بدع و اہوا کی شہادت ناجائز ہے اور مراد اس سے علمائے کلام ہیں اور امام احمد نے علمائے کلام کو زنادقہ کہا ہے اور زندیق اسے کہتے ہیں جو روز آخرت اور وحدانیت خالق پر ایمان نہ لایا ہو لیکن معتزلہ کے مذہب کو قوت اور ان کے متبعوں کی کثرت ہوتی رہی یہاں تک کہ ابو علی محمد بن عبد الوہاب جبائی معتزلی اور اس کے تلمیذ رشید شیخ ابو الحسن علی بن اسمٰعیل اشعری کے درمیان ایک بار اس مسئلے میں کہ جو چیز بندے کے حق میں اچھی ہے وہ اللہ پر واجب ہے مناظرہ

مباحثہ ہو گیا اور جب اس مباحثے میں جبائی لاجواب ہو گیا تو اشعری اور جبائی میں علحدگی ہو گئی اور اشعری نے اپنے لیے ایک علحدہ مجلس مقرر کی مسند تعلیم و تعلم پر بیٹھ گئے اور بہت لوگ ان کی اتباع کرنے لگے اور اب صفاتیہ اشعریہ کہلانے لگے۔ اشعری مذہب اعتزال کو چھوڑ کر ان بزرگوں کے طریق پر چلے (۱) ابو محمد عبد اللہ بن سعید المعروف بہ ابن کلاب جن کے متبع کلابیہ کہلاتے ہیں (۲) حارث محاسبی اشعری نے ان ہی کے قوانین پر مسائل صفات و قدر میں کلام کیا اور مذہب سلف کی تائید قاعدہ کلامیہ سے کی اور اشعری نے فاعل مختار کا قائل ہو کر ان باتوں کا رد کیا کہ ہر چیز میں حسن و قبح عقل کی رو سے ہے حکم شرع کو اس میں دخل نہیں ہے اور جو چیز بندے کے لیے بہتر ہے وہ اللہ پر واجب ہے اور یہ بات ثابت کی کہ ورود شرع سے قبل اشیا کا حسن و قبح عقل نہیں ہے واجب کر سکتی کہ افعال ذات کو حسن و قبیح واجب نہیں ہے ورنہ شرع میں نسخ جائز نہ ہوتا اس لیے کہ جو چیز اشیا کی ذاتی ہوتی ہے اس میں خلاف اور تخلف پیدا نہیں ہوتا پس شرع نے جس کو اچھا کہا وہ اچھا اور جس کو برا کہا وہ برا ہوا اور علوم گو عقل سے حاصل ہوتے ہیں لیکن وجوب ان کا عقل سے نہیں ہے اور نبوات جائزات عقلیہ اور واجبات سمعیہ سے ہیں غرض مذہب اشعری کی حقیقت طریقہ وسط پر چلنا ہے درمیان نفی صفات الٰہی کے جو مذہب اعتزال ہے اور درمیان اثبات صفات کے جو مذہب اہل تجسیم ہے جب اشعری نے اس بات پر مناظرہ کیا اور اپنے مذہب کی حجت بیان کی تو ایک جماعت ان کی طرف مائل ہو گئی اور ان کی رائے پر اعتماد کیا گیا۔ اشاعرہ اور معتزلہ میں ہمیشہ سلسلہ مباحثہ برابر جاری رہا معتزلہ نے اپنی تقویت اور طرف ثانی کی تضعیف کے لیے براہین حکمیہ کو عقائد میں داخل کرنا شروع کیا اور اپنے مدعا پر ان سے استدلال کرنے لگے اس لیے معتزلہ کے مطالب کلامیہ اور دلائل حکمیہ و براہین فلسفیہ خلط ملط ہو گئے اور رفتہ رفتہ یہاں تک فلاسفہ کی اتباع اور حکمت کے مسائل کا مذاق ان میں بڑھا کہ عقل کو نقل پر ترجیح دینے لگے۔ اشاعرہ معتزلہ کی وجہ سے براہین فلسفیہ کو رد کرنے اور ان کی مذمت بیان کرنے لگے قاضی ابو بکر باقلانی اور ابن فورک اور ابو اسحاق اسفرائنی اور ابو اسحاق شیرازی اور غزالی اور عبد الکریم شہرستانی اور فخر رازی وغیرہ اس مذہب کے پیرو کار ہوئے اور مخالفین کے ساتھ مناظرے اور مجادلے سے پیش آئے اور اپنی مصنفات میں بہت سی دلیلیں بیان کیں یہاں تک کہ اشعری کا مذہب ۳۸۰ھ ہجری سے عراق میں پھیل گیا اور شام کی طرف

منتقل ہوا کہ سلطان صلاح الدین یوسف مصر کے بادشاہ ہوئے تو انھوں نے سارے لوگوں
کو عقیدۂ اشعری پر آمادہ کیا اور اس عقیدے کا اوقاف دیارِ مصر میں ہونا شروع کیا جیسے مدرسہ ناصریہ و قمیہ و خانقاہ
سعید السعدا اور جامع قاہرہ چنانچہ یہی چال عقیدہ اشعری کی سارے ملک مصر اور ملک شام اور ملک حجاز
ملک یمن اور زمین مغرب میں چلی گئی۔ ملک مغرب یعنی افریقہ میں اشعری کی رائے کو ابو عبداللہ محمد
تومرت شاگرد غزالی نے داخل کیا اور ایک عقیدہ بنا دیا جس کو عوام نے یاد کر لیا یہاں تک کہ اُسکے قائم مقام
تلوار کے زور سے یہ اعتقاد ان سب شہروں میں ایسا جاری ہوا کہ جو کوئی خلاف کرتا اسکی گردن ماری جاتی
یہاں تک کہ سوا اسکے اور سب مذاہب مٹ گئے کوئی مذہب خلاف اشعری کے باقی نہ رہا مگر حنابلہ کا مذہب
اپنی اسی چال ڈھال سابق پر باقی رہا یہ تاویل صفات کے معتقد نہیں

فرقوں کی تقسیم

یہ ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ میری اُمت تہتر فرقے ہو جائے گی ایک معجزہ ہے اسلئے
کہ جو کچھ فرمایا تھا وہ بے کم وکاست ظہور میں آیا۔ ابن حزمؒ نے ملل و نحل میں کہا ہے کہ اہل اسلام کے
پانچ فرقے ہیں ایک اہل سنت دوسرے معتزلہ اور انھیں میں قدریہ داخل ہیں تیسرے مرجیہ
اور انھیں میں جہمیہ کرامیہ کا شمار سمجھتے تھے شیعہ پانچویں خوارج انھیں میں کچھ اشارہ قدر اباضیہ
پھر ہر ایک فرقہ ان میں سے کئی فرق ہو گیا۔ بڑا افتراق اہل سنت کا فتوے میں ہوا اور تھوڑا سا اعتقاد
میں فتوے میں چار مذہب ہو گئے حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی اعتقاد میں تین گروہ
اشعری، ماتریدی، حنبلی۔ رہے چار فرقے سوائے اہل سنت کے
سو ان میں سے کسی کا خلاف اہل سنت کے ساتھ بعید ہے اور کسی کا قریب مرجیہ کے فرقوں میں
اہل سنت سے قریب وہ ہیں جن کا قول ہے کہ ایمان کہتے ہیں دل اور زبان دونوں سے تصدیق
و اقرار کرنے کو۔ رہے سارے اعمال سو فقط فرائض و شرائع اسلام ہیں ایمان میں داخل نہیں ایمان
اہل سنت سے بعید دو فرقے ہیں ایک اصحاب جہم بن صفوان جن کا قول یہ ہے کہ ایمان صرف معرفت
بالقلب کا نام ہے اگرچہ مومن کفر و تثلیث کا کلمہ زبان سے کہے اور بت پرستی کرے اور یہ بطور تقیہ
بھی نہ ہو تب بھی ایمان منتفی نہیں ہو سکتا جب تک تصدیق بالقلب باقی رہے آخر اصحاب محمد بن کرام

قول یہ ہے کہ ایمان فقط زبان سے اقرار کرنے یعنی کلمۂ شہادت کے پڑھنے کو کہتے ہیں پس اگر کوئی
شخص دل سے کفر کا معتقد ہو تو اُس کا ایمان باطل نہیں ہو سکتا جب تک زبانی اقرار باقی ہے
اسی طرح اور باقی فرقوں کا ذکر ہے۔ خبیئۃ الاکوان میں لکھا ہے کہ معتزلہ میں اہل سنت سے
قریب وہ ہیں جو کہ اصحاب حسین نجار و بشر بن غیاث مریسی ہیں اور بعید اُن کے اصحاب
ابو الہذیل علاف ہیں اور مذاہب شیعہ میں اہل سنت سے قریب اصحاب حسن بن صالح ہیں جن کا
گروہ صالحیہ کہلاتا ہے اور شیعہ زیدیہ میں شمار پاتا ہے اور ان میں سے بعید فرقہ امامیہ ہے
غلاۃ اُنکے سو وہ مرے سے مسلمان ہی نہیں بلکہ اہل ردت و شرک ہیں اور قریب فرقہ خوارج
میں اصحاب عبداللہ بن یزید اباضی ہیں اور بعید اُن کے ازارقہ ہیں [illegible] اور وہ جو منکر
کسی شے کے قرآن میں سے ہیں اور اجماع کے مخالف ہیں جیسے عجاردہ وغیرہ سو وہ اجماع امت
سے خارج ہیں انتہیٰ۔ آمنح رہے کہ کچھ فرقوں کے بیان میں شرح مواقف وغیرہ کی طرز اختیار کی ہے
اس واسطے کہ جہمیہ کو جبریہ میں اور کرامیہ کو قدریہ میں اور مریسیہ کو مرجیہ میں ذکر کیا ہے و علی
ہذا القیاس۔ صاحب اشعۃ اللمعات کا قول ہے کہ افتراق اس اُمت کا تہتر فرقوں پر حدیث سے
ثابت ہے اس طرح کہ معتزلہ کے بیس فرقے ہیں اور شیعہ بائیس اور خوارج بیس اور مرجیہ پندرہ
اور نجاریہ تین اور ایک ایک فرقہ جبریہ اور مشبہ اور اہل سنت و جماعت کا اور غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے
کہ تہتر فرقوں کی اصل یہ دس فرقے ہیں اہل سنت۔ خوارج۔ شیعہ۔ معتزلہ۔ مرجیہ۔ مشبہ۔ جہمیہ
ضراریہ۔ نجاریہ۔ کلابیہ۔ اہل سنت کا ایک فرقہ ہے خوارج کے پندرہ فرقے ہیں شیعہ کے بتیس
معتزلہ کے چھ مرجیہ کے بارہ جہمیہ ضراریہ نجاریہ اور کلابیہ کا ایک ایک فرقہ ہے مشبہ کے تین فرقے
کل تہتر فرقے ہو گئے اور لوگوں نے ان تہتر فرقوں کے اصول سوائے اہل سنت و جماعت کے
چھ قرار دیے ہیں جنکے یہ نام ہیں جہمیہ قدریہ شیعہ خوارج مرجیہ جبریہ اور پھر ہر ایک کے بارہ بارہ فرقے لکھے ہیں حساب سے
بہتر فرقے ہو گئے۔ اور صاحب شرح وقایہ نے بھی کتاب الشہادۃ میں سب فرقوں کے اصول چھ ہی فرقے قرار دیے ہیں اور وہ یہ
لکھے ہیں جبریہ۔ قدریہ۔ شیعہ۔ خوارج۔ معطلہ۔ مشبہ۔ اور شیخ ابو الحسن اشعری نے اصول دس فرقے قرار دیے ہیں
شیعہ۔ خوارج۔ معتزلہ۔ مرجیہ۔ جہمیہ۔ ضراریہ۔ کلابیہ۔ حشویہ؟۔ بکریہ۔ مجسمہ اور امام فخر الاسلام نے بزدوی الکلام میں
اہل ہوا کی چند قسمیں ان ناموں کے ساتھ مقرر کی ہیں شیعہ نجاریہ قدریہ جبریہ مرجیہ مجسمہ اور محمود الغزالی نے

اپنے رسالے میں اور ابن السراج نے تذکرۃ المذاہب میں اور محمد صالح بن محمد شریف خیرآبادی نے تسویۃ الافاضل میں تمام فرقوں کے اصول میں چھ فرقے ذکر کئے ہیں مگر انہوں نے بجائے مجبرہ کے جہمیہ کو ذکر کیا ہے اور مؤلف مجمع المذاہب نے بھی ان کے مطابق بیان کیا ہے اور پھر ہر ایک کے بارہ بارہ فرقے بیان کیے ہیں مگر یہ قلمی نسخے ایسے لکھے ہوئے ہیں کہ اکثر نام ایک نسخے کے دوسرے سے مطابق نہیں ہیں بلکہ صحیح بھی نہیں پڑھے جاتے اور چونکہ نہ ان کی وجہ تسمیہ لکھی ہے نہ کچھ تفصیل ذکر کی ہے اس لئے اور مشتبہ ہو گئے ہیں۔ اور یہ خرابی ان کاتبوں کی وجہ سے زیادہ پڑ گئی ہے جو محض فارسی خوان ہوتے ہیں۔ تفصیل ان فرقوں کی اس طرح ہے۔

شیعہ

علویہ۔ ابدیہ۔ شیعیہ۔ اسحاقیہ۔ زیدیہ۔ عباسیہ۔ امامیہ۔ ناؤسیہ۔ متناسخیہ
لاعنیہ۔ راجعیہ۔ متربصیہ۔

خوارج

ازرقیہ۔ اباضیہ۔ ثعلبیہ۔ خازمیہ۔ خلفیہ۔ کوزیہ۔ کنزیہ۔ معتزلیہ۔ میمونیہ
محکمیہ۔ اخنسیہ۔ شمراخیہ

جبریہ

مضطریہ۔ افعالیہ۔ معیہ۔ مفروغیہ۔ نجاریہ۔ متمنیہ۔ کسلیہ۔ سابقیہ۔ حبیبیہ۔
خوفیہ۔ فکریہ۔ حسبیہ۔

قدریہ

احدیہ۔ ثنویہ۔ کیسانیہ۔ شیطانیہ۔ شریکیہ۔ وہمیہ۔ ربویہ۔ ناکثیہ۔ متبریہ۔
قاسطیہ۔ نظامیہ۔ منزلیہ۔

جہمیہ

معطلہ۔ مترابصیہ۔ مترافیہ۔ واردیہ۔ حرقیہ۔ مخلوقیہ۔ غیریہ۔ فانیہ۔ زنادقیہ
لفظیہ۔ قبریہ۔ واقفیہ۔

مرجیہ

تارکیہ۔ مشائیہ۔ راجیہ۔ شاکیہ۔ تہمیہ۔ عملیہ۔ منقوصیہ۔ مستثنیہ۔ اثریہ۔ بدعیہ
مشبہہ۔ حشویہ۔ تسویۃ الافاضل اور تذکرۃ المذاہب وغیرہ میں لکھا ہے کہ ان کے علاوہ سات فرقے اور ہیں دہریہ۔ صالحیہ۔ اباحیہ۔ باطنیہ۔ براہمیہ۔ اشتراکیہ۔ کرامیہ۔

صاحب مواقف نے کہا ہے کہ علمائے اسلام کے اصول بڑے آٹھ فرقے ہیں۔ معتزلہ۔ شیعہ۔ خوارج مرجیہ۔ نجاریہ۔ جبریہ۔ مشبہہ۔ اہل سنت وجماعت۔ اور تفصیل ان کی یوں ہے معتزلہ کے بیس فرقے ہیں واصلیہ۔ عمریہ۔ ہذیلیہ۔ نظامیہ۔ اسواریہ۔ اسکافیہ۔ جعفریہ۔ بشریہ۔ مزداریہ۔ ہشامیہ حابطیہ۔ حدثیہ۔ صالحیہ۔ معمریہ۔ ثمامیہ۔ خیاطیہ۔ جاحظیہ۔ کعبیہ۔ جبائیہ۔ بہشمیہ۔ اور شیعہ کے بائیس فرقے ہیں جن میں سے یہ اٹھارہ غلاۃ کہلاتے ہیں۔ سبائیہ۔ کاملیہ۔ مغیریہ۔ بنانیہ۔ جناحیہ منصوریہ۔ خطابیہ۔ غرابیہ۔ ذمیہ۔ حکمیہ۔ سالمیہ۔ زراریہ۔ شیطانیہ۔ یونسیہ۔ رزامیہ۔ مفوضہ۔ نصیریہ اسماعیلیہ۔ جو قرامطہ اور باطنیہ بھی کہلاتے ہیں۔ باقی چار فرقے یہ ہیں۔ جارودیہ۔ سلیمانیہ۔ بتریہ۔ یہ تینوں زیدیہ ہیں اور امامیہ جنہیں اثنا عشری بھی کہتے ہیں۔ اور خوارج بیس فرقے ہیں۔ محکمہ بیہسیہ۔ ازارقہ۔ نجدات۔ اصفریہ۔ اباضیہ۔ میمونیہ۔ حمزیہ۔ شعیبیہ۔ حازمیہ۔ خلفیہ۔ اطرافیہ۔ معلومیہ۔ مجہولیہ۔ صلتیہ۔ ثعالبہ۔ یہ دسوں عجاردہ کہلاتے ہیں۔ اخنسیہ۔ معبدیہ۔ شیبانیہ۔ مکرمیہ یہ چاروں فرقے ثعالبہ کی شاخ ہیں اور مرجیہ کے پانچ فرقے ہیں۔ یونسیہ۔ عبیدیہ۔ غسانیہ۔ ثوبانیہ ثومنیہ۔ اور نجاریہ کے تین فرقے ہیں۔ برغوثیہ۔ زعفرانیہ۔ مستدرکہ۔ اور ایک فرقہ جبریہ اور مشبہہ

اور اہل سنت وجماعت ہے ۔ جہمیہ ۔ جبریہ ۔ ہین اور کرامیہ وحشویہ مشبہ ہین اور ان فرقون
بعض قدریہ بھی ہین ۔ یہ تہتر فرقے جو مشہور ہین ان مین بھی کئی فرقے مثل شاخون کے ظاہر ہوئے
جو شخص جس فرقے کا کام کریگا اُسی مین شمار پائیگا اور ان شاخون کی وجہ سے شمار فرقون کا تہتر
بڑھ گیا ہے میر سید شریف نے تعریفات مین لکھا ہے اہل اہوا سے مراد وہ اہل قبلہ ہین جنکا عقیدہ
اہل سنت کا سا نہین ۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اہل ہوے ایک فرقہ معین نہین بلکہ جو مخالف سنت
کے بے تاویل فاسد کے ساتھ وہ اہل ہوئی ہے مُعرب مین ہے کہ اہل ہوے وہ لوگ ہین جو طریقہ اہل سنت وجماعت
سے کجروی کرین اور اہل قبلہ ہون یعنی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہون صاحب تعریفات کہتے ہین کہ اہل ہوا
جبریہ اور قدریہ اور شیعہ اور خوارج اور معطلہ اور مشبہ ہین اور ان مین سے ہر ایک کے بارہ فرقے
ہین اس صورت مین تہتر فرقے ہوگئے مگر یہ قول سید صاحب کا تحقیقی نہین اس لیے کہ اسی قدر
فرقون مین اہل اسلام کے فرقون کا حصر نہین ہے تہتر سے بہت زیادہ تعداد ہوگئی ہے اور آنحضرت
نے جو تہتر کا عدد فرمایا ہے وہ غالبًا انحصار کے لیے نہین بلکہ اظہار کثرت مقصود ہے ۔
اب غور کرو کہ عامہ مصنفین نے انحصار بڑے بڑے گروہ اسلام کا نو فرقون مین کیا ہے
اہل سنت وجماعت ۔ معتزلہ ۔ شیعہ ۔ خوارج ۔ مرجیہ ۔ نجاریہ ۔ جبریہ ۔ قدریہ ۔ مشبہہ

فرقۂ اہل سنت وجماعت

ان مین بھی اختلاف پیدا ہو کر کئی فرقے اور مذہب ہو گئے ہین آج چوتھی صدی سے پہلے کسی مذہب
معین کی قید نہ تھی یہان تک کہ بغداد کو لشکر چنگیز خانی نے پامال کر دیا اور سلطنت اعلیٰ اسلام کی
برباد ہوگئی تو لوگون کی راے مذاہب اربعہ پر قرار پائی اس لیے کہ یہ مذاہب اور مذاہب کی بہ نسبت
کسی قدر مدوّن ہو چکے تھے مگر ابھی تک کوئی تقلید کو واجب نہین جانتا تھا بلکہ عوام کے لیے تقلید
کو مستحسن خیال کرتے تھے علما کے حق مین تقلید مکروہ جانتے تھے بعد اسکے علم کی کمی ہونے اور
جہل پھیلنے سے تقلید کی ضرورت نے ترقی کی اور علماے مذاہب اربعہ تمام عالم مین پھیل گئے اور
ان مذاہب کی تقلید مقرر ہو گئی اور بعض اہل تحقیق جو تقلید کے محتاج نہ تھے وہ خاص اس ضرورت
سے تقلید مین پڑ گئے کہ عامۂ خلق ان سے متنفر ہو جائے اور برا نہ جاننے لگے اور پھر بھی بعض ایک

مذہب پر چلنا اپنے لیے پسند کرتے تھے اور نہ اپنے فتووٰن پر اور لوگون کے پابند ہونے کی خواہش
رکھتے تھے اہل سنت عمومًا ان مذاہب اربعہ اور دوسرے اصحاب مذاہب متبوعہ جیسے مذاہب
سفیان ثوری اور داؤد ظاہری کو بھی شامل ہے اہل سنت کا انحصار انھین چار گروہ
مین نہین ہے ابن حزم ان ہی سے سفیان ثوری کا مذہب ان کے سلوک مین چھپ گیا ہے ۔ تاج المکلل مین
لکھا ہے کہ فرج بن برزوق جو کسی نے جس کا لقب آمر ہے اور ۲۰۱ھ ہجری مین پیدا ہوا تھا چارون مصلے
بیت الحرام مین قائم کیے ہین اور مجتہدان مذاہب اربعہ یہی ہین ۔

ایک امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت ہین

۸۰ھ ہجری مین پیدا ہوے نعمان نام تھا ابوحنیفہ کنیت امام اعظم لقب مگر یہ کنیت حقیقی نہین ہے
ان کی کسی اولاد کا نام حنیفہ نہ تھا یہ کنیت وصفی معنے کے اعتبار سے ہے یعنی ابو الملۃ الحنیفۃ قرآن مین
اللہ نے مسلمانون سے خطاب کر کے کہا ہے واتبعوا ملۃ ابراہیم حنیفًا یعنی تابع ہو جاؤ دین ابراہیم کے
جو مستقیم تھا امام نے اس نسبت سے اپنی کنیت ابوحنیفہ اختیار کی اور دوبارہ اُن کو عہدۂ قضا
اختیار کرنے کی تکلیف دی گئی جو کہ شرائط موجود نہ تھین اس لیے انھون نے قبول نہ کیا اول بار
کوفے مین یزید بن عمر بن ہبیرہ نے جو مروان حمار کی طرف سے کوفے کا گورنر تھا انکو اس عہدے کے
اختیار کرنے کے لیے کہا اور انکار کرنے پر اُن کے سو کوڑے اس طرح لگوائے کہ دس کوڑے روز
دس دن تک لگوائے گئے جب امام موصوف کو کمال ایذا پہونچنے لگی تو فقہا نے اُن کو مشورہ دیا کہ
رفع الوقتی کے لیے آپ کوئی کام قبول کر لیجیے امام موصوف نے مجبور ہو کر یہ خدمت چاہی کہ گھاس کے
گٹھے وجو اُس کی سرکار مین آتے اسکا حساب درست کرتے یزید نے اس خدمت کے قبول کر لینے کے
بعد ان کو چھوڑ دیا اور دوسری بار بغداد مین منصور دوانقی خلیفۂ بغداد نے اُن کے لئے قضا کا عہدہ تجویز کیا
انھون نے انکار کیا تو تیس کوڑے لگوائے اور بعض کہتے ہین کہ سو کوڑے لگوائے اور بعض کہتے ہین
دس کوڑے لگوائے جاتے تھے اور قید کر دیا وہ ۱۴۶ھ ہجری مین قید ہوئے تھے اور شہر پناہ
کی تیاری کے لئے جتنی اینٹین آتین اُن کا حساب درست کرنے کا کام اُن سے کرایا گیا
الغرض قید خانے مین ماہ رجب ۱۵۰ھ ہجری مین انھون نے وفات پائی قبل از دفن

چھ بار نماز جنازہ پڑھی گئی پہلی مرتبہ کم وبیش پچاس ہزار آدمیون کا مجمع تھا دفن کے بعد بیس دن تک لوگ
جنازے کی نماز پڑھتے رہے بغداد مین مقبرہ خیزران کے باب الطاق مین دفن ہوے امام شافعی جب بغداد
مین آتے تھے اور صبح کی نماز امام کی قبر کے پاس پڑھتے تھے تو ادب کے لحاظ سے قنوت چھوڑ دیتے تھے
اور بسم اللہ کو آہستہ کہتے تھے ثابت مہرگان کے دن حضرت علیؓ کی خدمت مین فالودہ لے گئے تھے
انھون نے ثابت کے حق مین دعا کی تھی وہ دعا کی برکت سے اُن مین اور اُن کی اولاد مین علم پیدا ہوا
ثابت کے باپ کا نام زوطا ہے اور زوطا اصل کابل کا یا بابل کا یا انبار کا رہنے والا تھا غلامی کا
طوق اس کی گردن مین پڑ گیا تھا اور قبیلہ بنی تیم اللہ بن ثعلبہ کی ایک عورت نے خرید کیا تھا پھر
زوطا آزاد بھی ہو گیا تھا اس لیے امام کا خاندان بنی تیم اللہ کا آزاد غلام کہلاتا ہے ثابت زوطا کی
حالت اسلام مین پیدا ہوئے تھے مگر خطیب مورخ بغداد نے اسماعیل بن حماد بن امام ابو حنیفہ سے
نقل کیا ہے کہ ہم کبھی کسی کی غلامی مین نہین آئے اور بعضون نے امام ابو حنیفہ کا نسب یون بیان کیا ہے
کہ نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان اور ابو مطیع نے اُن کو نسل عرب سے شمار کیا ہے اور سلسلہ
نسب یون بتلایا ہے نعمان بن ثابت بن زوطا بن یحییٰ بن زید بن اسد بن راشد انصاری اور حافظ
ابو اسحاق نے شجرۂ نسب کے متعلق یہ روایت نقل کی ہے نعمان بن ثابت بن کاوس بن ہرمز
بہرام امام صاحب کی طرف ایک وصیت اور ایک عقائد کا مختصر سا رسالہ منسوب ہے اُس کی روایت
ابو مطیع حکم بن عبد اللہ بلخی نے امام سے کی ہے۔ منور الاکثر مین مرقوم ہے کہ امام صاحب نے فقہ اکبر کو
حالت حیات مین اور وصیت کو وقت وفات کے تصنیف کیا تھا انتہی مگر تحقیق یہ ہے کہ فقہ اکبر کو امام نے
خود تصنیف نہین کیا ہے بلکہ ابو مطیع نے اپنی روایات کو جمع کیا ہے اسکو امام کی تصنیف اس وجہ سے
کہتے ہین کہ ابو مطیع نے مرویات امام اعظم کو اس مین جمع کیا ہے اور ایک مسند بھی انکی طرف منسوب ہے
جو قاضی القضاۃ ابو المؤید محمد بن محمود بن محمد خوارزمی کی تالیف ہے کہ ۶۶۵ ہجری مین انکو مدون
کیا تھا اور امام اعظم کی مسانید کو کہ علمائے سابق نے مرتب کی تھین اس مسند مین جمع کر دیا ہے چنانچہ
خود خطبے مین اس بات کی تصریح کی ہے اُن مسانید سابق مین سے دو مسند جو بہت مشہور تھین اب تک
متداول ہین ایک مسند یعقوب بن حارثی کی دوسری مسند حسین بن محمد بن خسرو کی۔ کہتے ہین کہ
امام صاحب کی تین کتابین تصنیف ہین باقی زبانی منقول ہین ایک کتاب العالم والمتعلم

دوسری کتاب الرسالہ کہ ابو عثمان البستی کو بھیجی تھی تیسری فقہ اکبر کہ آپ کے شاگرد ابو مطیع نے
روایت کی ہے اور بعض کہتے ہین کہ کتاب مقصود صرف مین بھی لکھی ہے۔
دارقطنی نے امام ابو حنیفہ پر نہایت ناانصافی سے جرح کی ہے اور کہا ہے کہ وہ حدیث مین نہایت
ضعیف تھے اور یہ نہایت شناعت ہے جو ایسے امام متقی عابد و زاہد کی طرف منسوب کی گئی ہے
لوگ اُن کا ضعیف الحدیث ہونا کسی دلیل سے ثابت کر سکے کبھی یہ کہہ دیتے ہین کہ اُن کو فقہ مین
نہایت اشتغال تھا اس لیے حدیث مین ضعیف رہے مگر یہ کتنی کمزور دلیل ہے۔ اس لیے کہ جو
شخص اعلیٰ درجے کا فقیہ ہوگا وہ اخذ حدیث مین بھی دوسرون سے کامل ہوگا۔ عبد اللہ بن
مبارک جو امام کے مشہور شاگرد ہین وہ بیروت مین فن حدیث کے امام اوزاعی سے ملے تو اوزاعی
نے پہلی ہی ملاقات مین اُن سے پوچھا کہ کوفے مین ابو حنیفہ کون شخص پیدا ہوا ہے جو دین مین نئی
باتین نکالتا ہے انھون نے کچھ جواب نہ دیا اور گھر چلے آئے دو تین دن کے بعد پھر گئے تو کچھ اجزا ساتھ
لیتے گئے اوزاعی نے ان کے ہاتھ سے وہ اجزا لے لیے سرنامہ پر لکھا تھا قال نعمان بن ثابت اوزاعی بڑی دیر تک
غور سے دیکھا کیے پھر عبد اللہ سے پوچھا نعمان کون بزرگ ہین انھون نے کہا کہ عراق مین ایک شخص
ہین جنکی صحبت مین مین رہا ہون فرمایا بڑے پائے کا آدمی ہے عبد اللہ نے عرض کیا وہی ابو حنیفہ ہین
جنکو آپ مبتدع بتاتے تھے اوزاعی کو اپنی غلطی پر افسوس ہوا۔ حج کی تقریب سے اوزاعی مکے کو
گئے تو امام ابو حنیفہ سے ملاقات ہوئی انھین مسائل کا ذکر آیا اتفاق سے عبد اللہ بن مبارک بھی
موجود تھے اُن کا بیان ہے کہ امام ابو حنیفہ نے اس خوبی سے تقریر کی کہ اوزاعی حیران رہ گئے اور
اُن کے جانے کے بعد مجھ سے کہا کہ اس شخص کے کمال نے اس کو لوگون کا محسود بنایا ہے بے شبہ
میری بدگمانی غلط تھی جس کا مین افسوس کرتا ہون۔
حافظ عبد البر کا یہ کلام ایسا ہے جیسے آب زر سے لکھنا چاہیے دنیا کا یہ دستور چلا آتا ہے کہ لوگ اکابر
کے پیچھے پڑ جاتے ہین اور قسم قسم کے معائب اُن کی طرف منسوب کرتے ہین ایسے لوگون کی زبان سے
کیا کبھی محفوظ رہے چونکہ امام اپنے زمانے مین آپ اپنی نظیر تھے لوگون نے آپ کے معائب مین
کوئی بات اٹھا نہ رکھی بلکہ اس زمانے تک جو چل رہا ہے یہ سلسلہ جاری ہے مگر جس قدر لوگون نے
امام کے مطاعن مین جد و جہد کی اُن کی سعی مشکور نہ ہوئی ہر زمانے مین عیب جویون پر مدح

کرنے والون کو غلبہ ہوتا رہا یہانتک کہ امام کا مذہب ملک ملک اس قدر شایع ہوا کہ کسی دوسرے کا
مذہب اُسکے ہم پایہ نہین ہوسکتا۔ اگر یہ کہا جاے کہ صحاح ستہ کے مصنفین نے امام صاحب سے
روایت نہین کی وہ ایک روایتین مستثنیٰ ہین تو اس الزام مین اور ائمہ بھی اُن کے شریک ہین
امام شافعی جنکو بڑے بڑے محدثین نے حدیث و روایت کا مخزن تسلیم کیا ہے اُنکی سند سے صحیحین مین
ایک بھی روایت نہین بعضی یون کہدیتے ہین کہ وہ ائمہ حدیث سے نہین ملنے پائے تھے جو کچھ
اُنھون نے حاصل کیا ہے حماد سے حاصل کیا ہے جو شاگرد ہین ابراہیم نخعی کے اور ابراہیم نخعی نے
علقمہ سے اور اُنھون نے عبداللہ بن مسعود صحابی سے حاصل کیا ہے اور یہ قول بھی باطل ہے
اس لیے کہ انھون نے بہت سے ائمہ سے روایت کی ہے جیسے امام محمد باقر اور اعمش وغیرہ حالانکہ
حماد کا وہ پایہ ہے کہ صرف اُن سے حاصل کرنا دوسرون سے روایت کرنے سے بے پروا کرتا ہے
ابوحفص کبیر نے دعوی کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے کم از کم چار ہزار شخصون سے حدیثین روایت کین
لیکن انصاف یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ کی نسبت یہ دعوی محدثانہ اصول پر ثابت نہین ہوسکتا البتہ
اس سے انکار نہین ہوسکتا کہ امام نے ایک گروہ کثیر سے روایت کی ہے اور اسکا خود محدثین کو
اعتراف ہے علامہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ مین جہان اُن کے شیوخ حدیث کے نام گنائے ہین
آخر مین لکھدیا ہے وخلق کثیر بعض نے کہا ہے کہ انھون نے بارہ سو ائمہ سے روایت کی ہے
حافظ ابوالمحاسن شافعی نے تین سو انتیس شخصون کے نام بقید نسب لکھے ہین لیکن چونکہ انکی فہرست
زیادہ تر فقہاے حنفیہ سے ماخوذ ہے ممکن ہے کہ محدثین کو کلیۃً اس سے اتفاق نہو۔ بحرالعلوم نے
شرح مسلم الثبوت مین یون جواب دیا ہے کہ زیادہ استادون سے اُن کا حاصل نہ کرنا اُن کے ورع و تقوے
اور کمال علم پر دلالت کرتا ہے کیونکہ زیادہ استاد ہوتے تو زیادہ حقوق ثابت ہوجاتے امام نے بہت سے
حقوق کے ایفا کی قدرت اپنے مین نپاکر زیادہ استاد نہ بنائے یہ جواب نہایت نامناسب اور لغو ہے
فقہاے حنفیہ امام کی روایت بہت سے صحابہ سے بھی ثابت کرتے ہین اگرچہ اہل حدیث کے طریقے مین
وہ ثابت نہین ہے مگر محققین کا اسپر اتفاق ہے کہ امام نے چار صحابیون کو پایا ہے اور اس قول سے اکثر
اہل حدیث نے بھی اتفاق کیا ہے ایک اُن مین سے انس بن مالک ہین بصرے مین دوسرے
عبداللہ بن ابی اوفی بن علقمہ ہین کوفے مین تیسرے سہل بن سعید ساعدی ہین مدینے مین اور

چوتھے ابوالطفیل عامر بن واصلہ مکے مین ہین ابن حجر نے کہا ہے کہ امام نے ابن ابی اوفی سے ایک
حدیث روایت کی ہے اور تاریخ بغداد مین خطیب نے بیان کیا ہے کہ امام نے انس بن مالکؓ کو
دیکھا ہے اور ابن حجر نے کہا ہے کہ امام کا انسؓ کو دیکھنا صحیح ہے جیسا کہ ذہبی نے لکھا ہے کہ امام نے
انسؓ کو دیکھا ہے اور وہ گیارہ یا تیرہ برس کے تھے اور ایک روایت مین ہے کہ امام فرماتے ہین کہ
مین نے انسؓ کو کئی بار دیکھا ہے اور وہ سرخ خضاب کرتے تھے اور کئی طریقون سے آیا ہے کہ امام نے
انس سے تین حدیثین روایت کین اور بعض لوگون نے جو نفی کی ہے تو وہ اثبات کی معارض نہین
ہوسکتی اس وجہ سے اثبات ایسے محل مین باتفاق علما نفی پر مقدم ہے عبداللہ بن ابی اوفی کے
وفات مین امام چھ یا سات برس کے تھے اور جمہور کا مسلک یہ ہے کہ جب لڑکے مین تمیز کی قوت آجاے
سماع صحیح ہے گو پنج سالہ کیون نہو ابن حجر اپنی مختصر مین کہتے ہین کہ پانچ برس کا سن سماع حدیث
مین معتبر ہے لہذا اسماعیل بخاری نے محمود بن ربیع کی روایت پانچ برس کے سن کی قبول کی ہے
سہل بن ساعدی کے عہد مین امام آٹھ یا گیارہ برس کے تھے اور امام نے پہلا حج سنہ چھیانوے ہجری
مین سولہ برس کی عمر مین کیا ہے ابوطفیل عامر بن واصلہ جن کا انتقال سنہ ۱۱۰ ہجری کو ہوا اُس وقت
مکے مین موجود تھے پس امام کا ابوطفیل سے کہ جہان مین ایک صحابی اُسوقت باقی تھے دلنا مستبعد ہے
اور کبھی یون کہتے ہین کہ وہ راے اور قیاس سے بہ نسبت حدیث کے زیادہ کام رکھتے تھے اور
حدیث کو چھوڑ کر راے پر چلتے تھے یہانتک کہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی کتاب مین ایک باب امام پر
رد کے لیے باندھا ہے اور سرخی اسکی باب الرد علی ابی حنیفہ مقرر کی ہے اور یہ نہایت بے انصافی
کی بات ہے کیونکہ امام نے کبھی قیاس کے مقابلے مین کسی حدیث کو ترک نہین کیا۔ عقود الجمان
... باب مین لکھا ہے کہ ایک بار امام باقرؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے فرمایا کہ تم قیاس کی بنا پر
میرے دادا کی حدیثون سے مخالفت کرتے ہو اُنھون نے نہایت ادب سے کہا معاذاللہ
ایسا کون مخالفت کرسکتا ہے فرمایئے کہ مرد ضعیف ہے یا عورت امام باقرؒ نے فرمایا کہ عورت
ابوحنیفہ نے کہا کہ وراثت مین مرد کا حصہ زیادہ ہے یا عورت کا امام باقرؒ نے فرمایا کہ مرد کا امام
ابوحنیفہ نے کہا اگر مین قیاس لگاتا تو فتوے دیتا کہ عورت کو زیادہ حصہ دیا جائے کیونکہ ضعیف کو
قیاس کی بناپر زیادہ ملنا چاہیے پھر ابوحنیفہ نے پوچھا کہ نماز افضل ہے یا روزہ امام باقرؒ نے

فرمایا کہ نماز ابو حنیفہ نے کہا کہ اس اعتبار سے حائضہ پر نماز کی قضا واجب ہونی چاہیے نہ
روزے کی حالانکہ میں روزے ہی کی قضا کا فتویٰ دیتا ہوں امام باقرؒ اس قدر خوش ہوئے کہ
اٹھکر ان سے معانقہ اور مصافحہ کر کے عذر کیا اور کہا کہ مخالفین عناد سے تمہیں متہم کرتے ہیں۔
امام جعفرؒ نے بسند متصل روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ ہم اخذ کرتے ہیں اول کتاب اللہ
سے پھر سنت رسولؐ سے پھر قضایائے صحابہ سے اور ہم اسپر عمل کرتے ہیں جسپر صحابہ کا اتفاق ہوتا ہے
اور جس میں صحابہ کا اختلاف ہوتا ہے اسکو اور مسئلے پر قیاس کرتے ہیں اور بیہقی نے مدخل میں
بسند صحیح امام ابو حنیفہ سے روایت کی ہے عن ابی عبد اللہ بن مبارک قال سمعت ابا حنیفة
یقول اذا جاء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فعلی الراس والعین واذا جاء عن اصحاب
النبی صلے اللہ علیہ وسلم نختار من قولهم واذا جاء من التابعین زاحمناهم یعنی جسوقت
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا قول آئے تو وہ سر آنکھوں پر ہے اور جسوقت صحابہ سے آئے تو اسمیں سے
ہم اختیار کرتے ہیں یعنی خاص صحابہ کے اقوال میں سے جس کا قول صواب معلوم ہوتا ہے اُس کو
اختیار کرتے ہیں اور جس وقت تابعین سے آیا ہووے تو ہم اُس کی مزاحمت کرتے ہیں یعنی اُس میں
کلام کرتے ہیں اور قیاس کو دخل دیتے ہیں اور حضرت امام ابو حنیفہ تابعین کے قول میں کس طرح مزاحمت
نکرتے کیونکہ وہ خود بھی تابعین میں سے ہیں۔ علامہ کردری فرماتے ہیں کہ اگرچہ بعض محدثین امام
کے تابعی ہونے کو نہیں مانتے لیکن اُنکے تابعی ہونے میں کوئی شبہہ نہیں۔ خوارزمی نے مسند
ابو حنیفہ میں لکھا ہے کہ امام کا اصحاب سے روایت کرنا علما کے نزدیک متفق ہے مگر اعداد اصحاب میں
اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ سات مرد اور ایک عورت اور بعض نے کم و بیش ذکر کیے ہیں۔ منکرین
کہتے ہیں کہ ان کے زمانہ میں چار اصحاب ضرور تھے لیکن ملاقات اور روایت ثابت نہیں مگر یہ
اُنکا محض تعصب اور عناد ہے۔ اکثر محدثین کا یہ قول ہے کہ تابعی وہ شخص ہے جسنے صحابہ کو دیکھا ہو
اگرچہ صحبت نہو۔ روضة العلما میں مذکور ہے کہ امام نے فرمایا ہے اترکوا قولی بخبر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ترک کرو میرا قول بمقابلہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اور
اذا صح الحدیث فهو مذهبی یعنی جب حدیث صحیح ہو جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔ صراط مستقیم
میں ہے کہ امام ابو حنیفہ کے اصحاب متفق ہیں کہ حدیث گو اسناد اُسکی ضعیف ہو مگر قیاس و اجتہاد

مقدم ہے۔ میزان شعرانی میں ہے وما طعن احد فی قول من اقوالهم الا بجهله
اما من حیث دلیله واما من حیث دقة مداركه علیه لا سیما الامام الاعظم ابو حنیفة
اجمع السلف والخلف علی ورعه وعبادته ودقة مداركه واستنباطه وحاشاه
القول فی دین الله بالرای الذی لا یشهد له ظاهر کتاب ولا سنة یعنی کسی شخص نے
مجتہدین کے قول میں طعن نہیں کیا مگر بوجہ اپنی جہالت کے کہ یا تو اس کے قول کی دلیل
کو نہیں دانائی یا اسکی باریکی سے اُسکا ذہن قاصر رہا خصوصاً امام اعظم ابو حنیفہ رحمة اللہ
کے کسی قول پر جو کسی نے اعتراض کیا ہے اُسکا یہی سبب ہے جنکے علم و ورع اور عبادت
دقت نظر اور استنباطات پر سلف و خلف کا اجماع ہے اور سب اس بات کو مانتے ہیں
امام موصوف دین خدا میں رائے کے ساتھ ایسی بات کہنے سے بچے ہیں جس کا ثبوت
نہوتا ہو بعض لوگ کہتے ہیں کہ امام نے احادیث صحیحہ کی صریح مخالفت کی ہے
باب نہایت وسیع ہے اس لیے چند قواعد اجمالی ذکر کیے جاتے ہیں متقدمین میں سے
ان ثوری کو اور اُن کے بعد حافظ ابو بکر بن ابی شیبہ کوفی و شیخ بخاری کو یہ گمان ہوا اُنکی
وجہ یہ ہے کہ اُن لوگوں نے امام کے قواعد و اصول پر غور و خوض نہ کیا اگر غور کرتے تو ظن
غالب ہے کہ اُن کو اس قسم کی بدگمانی نہوتی امام کے بعض قواعد سے یہ ہے کہ خبر واحد ایسے
قبول نہیں کی جاتی کہ جب وہ مخالف اصول مجمع علیہا کے ہو پھر اس وقت قیاس خبر
واحد پر مقدم ہوگا خبر واحد کے قبول نکرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ حدیث پر مطلع نہوئے یا انکے
اُس حدیث کی صحت نہ پائی گئی یا اُس حدیث کی روایت بعض غیر فقیہ سے پائی گئی
راوی نے اپنی روایت کے خلاف کام کیا جس سے اُس حدیث کا نسخ وغیرہ ظاہر ہوتا ہے
عموم بلوے پایا گیا یعنی وہ ایسا امر ہو جسکے علم کی ہر شخص کو احتیاج ہو مگر اس امر میں صرف
شخص نے روایت کی پھر اس قسم کی روایت قابل قدح ہوگی یا وہ حدیث حد یا کفارے
میں ہوئی جو شبہہ سے ساقط ہو جاتے ہیں اور احتمال خطائے راوی منفرد کا شبہہ ہے یا قیاس
کے مخالف ہے یا اُس قیاس کے جسکو دوسری حدیث سے قوت پہونچی ہو یا بعض سلف نے
میں طعن کیا ہو یا صحابہ نے آپس میں ایک مسئلے میں اختلاف کیا جسمیں خبر واحد وارد ہو

اور کسی نے اُس سے احتجاج نکیا پس احتجاج سے اعراض کرنا یہ دلیل نسخ یا عدم اعتماد کی ہے
یا وہ حدیث ظاہر عموم قرآن کے مخالف ہو اس لئے کہ امام اعظمؒ عموم قرآن کی تخصیص یا نسخ خبر
واحد سے جائز نہین سمجھتے اس لیے کہ خبر واحد ظنی ہے اور وہ یقینی اور تقدیم دو دلیلون مین سے
اُس دلیل کی واجب ہے جو اقوی ہے یا وہ سنت مشہورہ کے مخالف ہو اس لیے کہ خبر مشہور
خبر آحاد سے قوی ہوتی ہے یا وہ زائد علی القرآن ہو اس سے معلوم ہو گیا کہ امام خبر آحاد کو
بدون حجت کے ترک نہین کرتے بلکہ ایسی دلیل سے ترک کرتے ہین جو انکے نزدیک قوی اور واضح ہو اور
تمام حنفیہ کا اسپر اجماع ہے کہ مذہب حنفی مین ضعیف حدیث رائے سے اولی ہے اسی وجہ سے
احادیث مرسلہ پر عمل کرتے ہین اور قیاس کو چھوڑ دیتے ہین۔ محققین کہتے ہین کہ حدیث پر عمل
نہین ہو سکتا جب تک رائے کا استعمال نکیا جائے اس لئے کہ رائے سے اُس کے معنے کا ادراک
کیا جاتا ہے جو مدار احکام ہین بعض محدثین اس اصول کے ترک سے بہت بڑی غلطی مین پڑ گئے
اور انھون نے یہ کہا کہ اگر ایک بکری کا دودھ ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیئین تو ان دونون
مین حرمت رضاعت ہو جاتی ہے۔ ہان رائے محض قابل عمل نہین۔

امام نے اول فقہ کو مرتب کیا اور سب سے پہلے کتاب فرائض و کتاب شروط مرتب کی۔
در مختار مین امام ابو حنیفہؒ کے جہان اور اوصاف لکھے ہین اُن مین یہ بھی لکھا ہے بحکمہ بعد
عیسے علیہ السلام یعنی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے موافق عیسی علیہ السلام حکم کرینگے اور حلبی محشی
نے اِس کا مطلب یون بیان کیا ہے کہ حضرت مسیح اجتہاد کرینگے اور انکا اجتہاد امام ابو حنیفہؒ کے
اجتہاد کے موافق پڑیگا لیکن شافعیہ توافق اجتہاد امام شافعی کے مدعی ہونگے سید احمد طحطاوی حنفی
نے بعد نقل کلام حلبی کے کہا ہے کہ جماعت حنفیہ کو ایسے الفاظ موہم بولنا ہرگز لائق نہین ہے
ایسی باتون سے منقبت ثابت نہین ہوتی بلکہ قائل کی مذمت ثابت ہوتی ہے حضرت عیسی
علیہ السلام معصوم مطلق ہین اور امام ابو حنیفہؒ مجتہد ہین اور مجتہد کبھی خطا کرتا ہے اور کبھی ثواب
کو پہونچتا ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے صاحبین نے اکثر مین دو ثلث احکام سے انکا خلاف کیا
پس جو شخص معصوم ہے کبھی خطا نہین کرتا اُس شخص کی تقلید کیونکر کرے جس کی صفت مخطی ہونا ہے
امام صاحب کی فضیلت ایسی بے اصل چیزون کے ساتھ ثابت کرنا موجب تنقیص انبیا علیہم السلام کی

آئے کیا ضرور ہے جبکہ اُن کے فضائل واقعیہ بے شمار موجود ہین جن مین علماے محققین نے
تصنیفین کی ہین اگر امام ابو حنیفہؒ ایسے افترا کو سنتے تو قائل کی نسبت کیا فتوی دیتے۔

دوسرے امام مالک ابو عبد اللہ

انس بن مالک بن ابو عامر اصبحی ہین کہ سنہ ۹۳ ہجری مین مدینے کے اندر پیدا ہوئے ابو عامر
صحابی تھے اور یہ انس بن مالک غیر ہین اُن انس بن مالک سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
خادم تھے شیخ فرید الدین عطار نے تذکرۃ الاولیا مین اُن کا ذکر نہین کیا ہے باوجودیکہ اور تینون
کا حال بیان کیا ہے مدینے مین انکا مکان وہ تھا جو مکان ابن مسعود کا تھا اور مسجد نبوی
مین اس مقام پر بیٹھا کرتے تھے جہان حضرت عمرؓ بیٹھتے تھے احیاء العلوم مین ان کے زہد و سلوک
کی بہت سی حکایتین لکھی ہین امام مالک نے ابتداے عمر مین علم نہایت تنگدستی کی حالت مین
حاصل کیا تھا اپنے مکان کی چھت اکھیڑتے اور اُسکی لکڑیان فروخت کر کے کتابین خریدتے۔ بعد اسکے
اقبال و دولت نے ایسا رخ کیا کہ نہایت عمارت اور خدم و حشم کے ساتھ رہنے لگے ستر برس کی عمر
مین مسند افادہ پر قدم رکھا تھا اور مجلس مین اُنکی اعلی درجے کا ہیبت و وقار ہوتا تھا۔
سفیان اور بشر حافی اُن کی مجلس مین حاضر ہوتے اور اُن کی شاگردی کو فخر جانتے تھے
امام مالک سے کسی نے سوال کیا کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق امام صاحب نے فرمایا کہ اِس
زندیق کو مار ڈالو کہ اس کے کلام سے بہت سے فتنے پیدا ہونگے اور جہم بن صفوان نے اُن سے
سوال کیا کہ استوی علی العرش کے کیا معنے ہین انھون نے بہت غور کے بعد جواب دیا
الاستواء غیر مجهول والکیف غیر معقول والایمان به واجب والسوال عنه بدعة
اور فرمایا کہ اس شخص کو ہماری مجلس سے نکال دو کہ یہ بدعتی ہے۔ امام مالک سے کسی نے پوچھا
کہ پیغمبر کے بعد افضل امت کون ہے کہا حضرت ابو بکرؓ پھر حضرت عمرؓ جب حضرت علیؓ اور حضرت
فاطمہؓ کے بارے مین استفسار کیا تو جواب دیا کہ پیشوایان دین مین سے کوئی شخص ایسا نہ ملا کہ
ان مین سے ایک کو دوسرے پر تفضیل دیتا ہو اور وہ کہتے تھے کہ ہین نبی کے جگر پارے یعنے فاطمہ
رضی اللہ عنہا اور اُن کے بھائی ابراہیم پر کسی کو تفضیل نہین دیتا اور امام موصوف دشمنان

صحابہ کا کفر اس آیت سے ثابت کرتے تھے لیغیظ بھم الکفار جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے آنحضرت
کے یارون کو روز افزون ترقی اس لیے دی ہے کہ بسبب اُن کے کافرون کو غصے مین لائے
اور ان کے مذہب مین ایمان اخلاص قلبی اور اقرار زبانی اور عمل اعضا کا نام ہے اور ایمان
بوجہ اعمال کے کم و بیش ہوتا ہے اگر اعمال ناقص ہین تو ایمان بھی ناقص ہے اور اگر اعمال زیادہ
ہین تو ایمان بھی زیادہ ہے اور ایمان بغیر اعمال کے کامل نہین ہو سکتا چنانچہ کتاب فقہ مالکی
مصنفۂ ابو محمد عبداللہ بن ابی زید قیروانی مین اس مضمون کو ان الفاظ مین بیان کیا ہے
وان الایمان قول باللسان واخلاص بالقلب وعمل بالجوارح یزید بزیادۃ الاعمال وینقص
بنقص الاعمال فیکون فیھا النقص وبھا الزیادۃ ولا یکمل قول الایمان الا بالعمل انھون نے حدیث
مین کتاب جمع کر کے موطا نام رکھا ہے انھون نے موطا مین اول دس ہزار حدیثین لکھی تھین پھر
آہستہ آہستہ انتخاب کرتے رہے اور موجودہ حالت تک نوبت پہونچی اور جب تک زندہ رہے موطا کا
مسودہ ہی رہا اسی لئے اُسکے نسخے مختلف طرح کے ہین کہ ہر ایک نسخے کی ایک علحدہ طور پر ترتیب ہے
بستان المحدثین مین سولہ نسخون کا حال بیان کیا ہے سوائے موطا کے کوئی کتاب اس وقت ایسی
موجود نہین جو تبع تابعین کی تالیف سے ہو اہل حدیث کہتے ہین کہ جب حدیث اُنکی روایت سے
ثابت ہو وہ نہایت صحیح ہے۔ جب ہارون الرشید حج کو گیا تو امام مالک سے موطا کو سُنا اور تین ہزار
دینار رشید نے انکو دئے اور یہ استدعا کی کہ آپ میرے ہمراہ چلیے میرا یہ ارادہ ہے کہ مسلمانون کو
اس کتاب پر جمع کر دون جیسا کہ حضرت عثمانؓ نے مسلمانون کو قرآن پر جمع کیا تھا امام مالک نے
جواب دیا کہ یہ بات مناسب نہین اس لیے کہ حضرت سرور عالم کی وفات کے بعد اُن کے اصحاب جا بجا
ملکون مین پھیل گئے تھے اس لیے ہر شہر والون کے پاس علم ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ میری امت کا اختلاف رحمت ہے اور امام مالک نے مدینے کو نہ چھوڑا اور وہین ۱۷۹ھ ہجری مین
انتقال کیا۔ منصور نے انکو حکم دیا تھا کہ آپ طلاق مکرہ کے باب مین حدیث نہ بیان کیا کیجیے
منصور نے دھوکا دہی کی راہ سے ایک آدمی کو اُنکے پاس بھیجا کہ یہ مسئلہ دریافت کرے اُنھون نے
برملا لوگون کے سامنے بیان کیا کہ جبر و دباؤ ڈالکر طلاق دلوائی جائے تو یہ طلاق حقیقت مین واقع
نہین ہوتی منصور نے انکو ذلت سے قید کر دیا ایسی بے دردی سے مشکین بندھین کہ ہاتھ بازو سے

اُلٹے پھر اونٹ پر سوار کرا کر کہا گیا کہ اس مسئلے کی صحت کا اقرار کرین جس کو وہ دل سے غلط
جانتے تھے لیکن امام صاحب نے اونٹ پر کھڑے ہو کر کہا کہ جو مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے جو نہ جانتا ہو
وہ جان لے کہ مالک انس کا بیٹا ہون اور صاف کہتا ہون کہ طلاق المکرہ لیس بشئی اسپر شہر
[illegible] مارے گئے اور قید رکھے گئے۔ ہارون رشید نے درخواست کی کہ آنکر اسکے فرزند امین و مامون
موطا روایت کرین آپ نے فرمایا العلم یوتی ولا یاتی ہارون الرشید اس جواب سے خوش ہوا
ابن حزم نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ اور مالک کے مذہب نے عالم مین بوجہ ریاست و سلطنت کے رواج و
[illegible] پایا ہے شرف الدولہ معز بن بادیس بن منصور بن یوسف ۴۰۷ھ مین والی افریقہ ہوا اُسنے از نقد
مذہب مالکی کا رواج دیا اور تمام آدمیونکو مالکی بنا دیا ورنہ اس سے پہلے وہ حنفی مذہب رکھتے تھے۔

تیسرے امام شافعی ابو عبداللہ محمد

ابن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم
ابن مطلب بن عبد مناف ہین۔ سائب جنگ بدر مین مسلمان ہوئے تھے شافعی باپ کی
طرف سے مطلبی ہین اور مان کی طرف سے ہاشمی جرجانی فقیہ حنفی نے کہا ہے کہ مالکیہ اُن کے
اس نسب کو تسلیم نہین کرتے بلکہ انکو ابولہب کے غلام کی اولاد قرار دیتے ہین۔ یہ جرجانی کا تعصب ہے
یہ بہتان انھون نے اس وجہ سے باندھا ہے کہ لوگ امام ابوحنیفہ کو غلام کی اولاد بتاتے ہین
امام شافعی ۱۵۰ھ ہجری مین مقام منیٰ یا عسقلان یا یمن مین پیدا ہوئے تھے اور وہ دو برس کے
تھے کہ انکو مکے کو لے گئے وہین نشوونما پائی پندرہ برس کی عمر مین انکو انکے استاد مسلم بن خالد
زنجی نے افتا اور تدریس کی اجازت دیدی تھی پھر مدینے کو گئے اور امام مالکؒ کی شاگردی اختیار
کی اور جب تک وہ زندہ رہے انھین کے دامن فیض مین تربیت پاتے رہے۔ امام شافعی علم
کلام کی مذمت بیان کیا کرتے تھے اور انساب و ایام عرب کے بڑے ماہر تھے۔ اصول فقہ مین
تصنیف کی اولیت انکو حاصل ہے۔ شافعی ۱۹۵ھ مین بغداد گئے تھے اور وہان ایک مہینے کے
قریب رہکر مصر کو چلے گئے اور وہین چون برس کی عمر مین رجب ۲۰۴ھ مین فوت ہوکر قرافہ مین
مدفون ہوئے۔ اُن کو لوگون نے ابلیس سے بڑھکر معتزلہ کہا رفض کی طرف نسبت کرکے قید کیا

اور اُن کے مرنے کی دعائیں کین۔ علماے عراق ومصر نے ایسی تہمتیں لگائیں کہ میں سے بڑا
بے حرمتی و بے عزتی سے قید کرکے بھیجے گئے ہزاروں آدمی ملامت کرتے اور گالیاں دیتے جاتے
بیہقی نے امام شافعی کے حالات میں ایک ضخیم کتاب لکھی ہے اُسمیں کہا ہے کہ امام شافعی جب
ہارون الرشید کے دربار میں گرفتار ہوکر آئے تو قاضی ابو یوسف اور امام محمد نے ہارون الرشید
امام شافعی کے قتل کی راے دی اور کہا کہ اگر جلد تدارک نہیں کیا جائیگا تو یہ شخص سلطنت
صدمہ پہونچائیگا افسوس بیہقی کو باوجود محدثیت یہ بھی خیال نہ آیا کہ قاضی ابو یوسف
زمانے سے بہت پہلے انتقال کرچکے تھے لیکن خدا کا شکر ہے کہ خود محدثین ہی نے اس روایت کی
تکذیب کی حافظ ابن حجر نے جن سے بڑھکر اُن کے بعد محدث نہیں ہوا امام شافعی کے حالات میں ایک
کتاب لکھی ہے اس کتاب کا نام توالی التاسیس بمعالی ابن ادریس ہے اور ۱۳۰۱ھ میں مصر میں چھپ
گئی ہے وہ اس روایت کو نقل کرکے لکھتے ہیں فہی مکذوبة وغالب ما فیہا موضوع وبعضہ
ملفق من روایات ملفقة واوضح ما فیہا من الکذب قوله فیہا ان ابا یوسف ومحمد
الحسن حرضا الرشید علی قتل الشافعی یعنی یہ روایت اور اسکا اکثر حصہ موضوع ہے اور بعض حصہ
دوسری مختلط روایتوں سے ماخوذ ہیں اور جو صریح جھوٹ اس میں ہے وہ یہ ہے کہ ابو یوسف
اور محمد بن الحسن نے ہارون الرشید کو امام شافعی کے قتل کی ترغیب دی۔

اُن کی تصنیف سے اصول دین میں چودہ کتابیں ہیں اور فروع دین میں سو کتابوں سے
زیادہ تصنیف کی ہیں امام احمد سے نقل ہے کہ میں ناسخ ومنسوخ حدیث میں سے اور خاص عام اور
مفصل نہ جانتا تھا جب تک امام شافعی کی صحبت میں نہ بیٹھا تھا۔ ایک مسند بھی امام شافعی کی طرف
منسوب ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ جن احادیث کو امام شافعی اپنے شاگردوں سے بیان کیا کرتے
اُن میں سے جس قدر حدیثیں ربیع بن سلیمان شاگرد بے واسطہ امام شافعی سے ابو العباس محمد
یعقوب اصم نے سنی تھیں اُنکو ابو جعفر محمد بن مطر نیشاپوری نے کتاب ام ومبسوط سے چھانٹ کر
علٰحدہ جمع کیا ہے چونکہ یہ کام ابو العباس اصم کی فرمائش سے شروع میں آیا ہے اس لیے وہی مسند
امام شافعی کی طرف منسوب کی گئی ہے بعض کہتے ہیں کہ خود ابو العباس نے ان احادیث کو جمع
کیا تھا اور محمد بن مطر صرف کاتب تھا مگر یہ کتاب نہ مسندوں کے طور پر ہے نہ ابواب کی ترتیب میں

محدثین کی اصطلاح میں اُس کتاب کو کہتے ہیں جس کی احادیث کو صحابہ پر ترتیب دیں مثلاً
روایات ابو بکر کو علٰحدہ اور روایات حضرت عمر کو جدا لکھیں۔

چوتھے امام احمد بن محمد بن حنبل

...مروزی بغدادی ہیں جو بغداد میں ۱۶۴ھ ہجری میں مہدی محمد بن ابو جعفر منصور کے عہد میں
پیدا ہوے ان کا نسب ربیعہ بن معد بن عدنان سے ملتا ہے امام شافعی سے فقہ اور اصول فقہ
حاصل کیا مگر یہ افسوس کرتے تھے کہ میں امام مالک کے ساتھ جمع نہ ہوا اس لیے کہ امام مالک اُس سال
فوت ہو گئے جب انھوں نے علم حدیث کو شروع کیا نہایت کریم الخلق متواضع تھے پانچ بار حج
قتیبہ بن سعید کہتے تھے کہ ثوری کے ساتھ ورع مرگیا شافعی کے ساتھ سنن مرگئے احمد مرینگے تو
بدعت ظاہر ہو جائیگی۔ ایک بار اسحاق بن ابراہیم حاکم بغداد نے اُن سے دریافت کیا کہ سمیع وبصیر کے
کیا معنی ہیں جواب دیا اللہ ایسا ہے جیسا اُسنے اپنے نفس کی تعریف کی ہے اسحاق نے کہا اسکا کیا مطلب
امام احمد نے کہا کہ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتا کہ جو اُسنے اپنا وصف کیا ہے ویسا ہی ہے
اور ان الفاظ کے باب میں جن کے ظاہری معانی سے اللہ تعالیٰ کی جسمیت سمجھی جاتی ہے سلف کے
مذہب کے موافق تھے اور کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کے مشابہ نہیں اور بعض جگہ تاویل بھی کرتے تھے
امام احمد کے بھتیجے کہتے تھے کہ میں نے اپنے چچا سے سنا ہے کہ ایک بار مناظرے میں میرے سامنے
یہ حدیث پیش کی گئی کہ حدیث میں آیا ہے کہ قیامت میں سورۂ بقرہ اور سورۂ تبارک آئیگی میں نے
جواب دیا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی قدرت آئیگی۔ امام احمد کا یہ مذہب ہے کہ قرآن غیر مخلوق
جب اُن سے کہا گیا کہ اس سے تشبیہ لازم آتی ہے تو بولے کہ اللہ کہتا ہے کوئی اُسکے مشابہ نہیں
جب انھوں نے یہ راے ظاہر کی کہ قرآن غیر مخلوق ہے تو معتزلہ کے زور اور رسوخ کی وجہ سے مع
... پابزنجیر طرطوس کو روانہ کیے گئے ماہ رمضان ۲۲۰ھ ہجری میں کہ خلیفہ معتصم عباسی کا عہد تھا
... کوڑے لگوائے گئے اور قید کیے گئے تاکہ اپنے اس قول سے پھر جائیں مگر یہ اپنے قول سے نہ پھرے
اور قرآن کو مخلوق نہ کہا اٹھائیس ۲۸ ماہ قید میں رہے بھاری بھاری زنجیریں اُنکے پاؤں میں
... اُنکی ذلت کرنے کو مجلسوں میں بلائے جاتے اور لوگ اُنکے طمانچے مارتے اور منھ پر تھوکتے

اور ہر شام کو جیل خانے سے نکالکر کوڑے مارے جاتے تھے اور بیڑیاں بھی بارہا گئی تھیں متوکل کی بہت
تعظیم کرتا تھا ایک روز متوکل سے ایک شخص نے بیان کیا کہ احمد حنبل آپ کے باپ دادا کو زندیق کہتے
ہیں اور انکو برائی سے یاد کرتے ہیں متوکل نے جواب دیا کہ مامون نے ایسی باتیں ملا دی تھیں
لوگوں کو اسپر اعتراض کرنے کی گنجائش ہوئی اور ابواسحاق معتصم محمد بن ہارون الرشید جنگجو
اسکو کلام سے بہرہ نہ تھا اور میرے بھائی واثق باللہ ہارون بن معتصم کے حق میں جو کچھ کہا جاتا ہے وہ
اسکے لیے مستحق ہے اور حکم دیا کہ اس شخص کے دوسو کوڑے لگائے جائیں۔ جس افسر کو اس حکم کی
تعمیل کے لیے متعین کیا تھا اسنے بجائے دوسو کے پانسو کوڑے لگوائے متوکل نے اس زیادتی کا
سبب دریافت کیا تو اس افسر نے عرض کیا کہ دوسو تو حضور کے حکم کی تعمیل کے لیے لگائے ہیں اور دوسو خدا کی
رضامندی کے لیے لگائے اور سو اسوجہ سے لگائے کہ اسنے امام احمد جیسے نیک آدمی پر افترا کیا ہے۔
امام احمد کی بہت سی تصنیفیں ہیں اُن میں سے ایک تفسیر ہے کہ نہایت بسط سے لکھی ہے اور
کتاب الزہد اور کتاب الناسخ والمنسوخ اور کتاب المنسک الکبیر اور کتاب المنسک الصغیر اور کتاب
حدیث شعبہ اور کتاب فضائل صحابہ ہیں یہ کتاب فضائل حضرت ابوبکرؓ میں اور کتاب فضائل حسنینؓ میں ہیں اور
کتاب تاریخ میں اور کتاب الاشربہ مگر یہ کتابیں متوسط درجے پر ہیں دوسرے محدثین کی کتابیں اُن
بیانات میں ان کتب سے کم نہیں بلکہ تفوق رکھتی ہیں۔ ایک بہت ضخیم مسند بھی ان کی تالیف
سے ہے کہ جس کو بطور بیاض کے اپنی حیات میں جمع کیا تھا اور ترتیب وتہذیب نہیں کرنے
پائے تھے کہ ستتر برس کی عمر میں ۲۴۱ھ میں بغداد میں عہد خلافت متوکل میں انتقال کر گئے انکے
بعد انکے بیٹے عبداللہ نے پھر ابوبکر قطیعی نے جسنے اس کتاب کو عبداللہ سے روایت کیا تھا کچھ
اس مسند میں زیادہ کیا اور حسن بن علی نے اس کتاب کو اجزا پر تقسیم کیا یہ حسن وہ ہے جسنے قطیعی سے
اس مسند کو روایت کیا ہے امام کے بیٹے نے اگرچہ اس کتاب کی ترتیب وتہذیب کی ہے مگر غلطیاں بھی
بہت سی کی ہیں کہ مدنیوں کو شامیوں میں اور شامیوں کو مدنیوں میں درج کر دیا ہے اس مسند
میں کل چالیس ہزار اور بقولے تیس ہزار حدیثیں ہیں اور امام احمد نے اسکو ساڑھے سات لاکھ
احادیث سے انتخاب کیا ہے اور اس میں اٹھارہ مسند ہیں اور ایک سو ۱۶۲ اجزا پر منقسم ہے
اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ امام احمد ہی کے سبب سے صحیح وسقیم اور مجروح ومعدل کو پہچانا گیا

ابو حنیفہؒ کا مذہب امام احمدؒ کے بالکل موافق ہے کہیں تھوڑا سا فرق ہے اور امام شافعیؒ کا مذہب
اور امام احمد کے مذہب کے مخالف ہے۔ ایک سو چھتیس ۱۳۶ مسئلے اصول مسائل میں سے ایسے ہیں
ان میں امام احمدؒ امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ موافق ہیں اور شافعی کے ساتھ مخالف۔ نواب
صدیق حسن خان نے تقصار وغیرہ میں نقل کیا ہے کہ علم حدیث میں کسی کو وہ حق حاصل نہیں جو
احمد حنبل کو ہے اور انکے مذہب میں جتنے ائمہ حدیث گذرے ہیں وہ اور کسی مذہب میں کم گذرے ہیں
ابن تیمیہ اور ابن قیم انکے مذہب پر تھے خصوصاً حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بھی انکے مذہب میں تھے
مگر ابن تیمیہ کئی باتوں میں ان سے مخالف بھی ہیں۔

ابن تیمیہ

نامہ دانشوران میں لکھا ہے کہ شیخ تقی الدین احمد بن تیمیہ اللہ کے لئے جہت اور جانب
ثابت کرتے تھے کہتے تھے کہ نفی جہت سے نفی صانع لازم آتی ہے۔ مگر مولانا شاہ ولی اللہ نے
ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ ابن تیمیہ کی نسبت جو کئی باتیں مشہور ہیں مثلاً (۱) استوی علی العرش
یعنی فوق العرش کہتے تھے سو اس مسئلے میں جو مذہب انکا ہے وہی ابوالحسن اشعری کا ہے اشعری
اپنی ایک کتاب میں لکھتے ہیں کہ ہم صفات الٰہی کے مسئلے میں اور اللہ کے فوق العرش ہونے کے
مسئلہ میں امام احمد کے مذہب پر ہیں اور اس میں شک نہیں کہ اللہ کو عرش کے ساتھ جو خصوصیت
ہے وہ اور مخلوق کے ساتھ نہیں ہے اس خصوصیت کو استویٰ کے ساتھ تعبیر کیا ہے (۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی زیارت کو جانا ممنوع قرار دیتے تھے یہ بھی تحقیق کے خلاف ہے انہوں نے مطلقاً زیارت کو
منع نہیں کیا ہے بلکہ خاص زیارت کے ارادے سے سفر اختیار کرنے کو منع کیا ہے اور یہ حدیث نبوی
کے مطابق ہے۔ (۳) غوث وقطب وخضر کے وجود سے انکار کیا ہے اور صوفیہ کے ساتھ اس باب
میں متفق نہیں مگر یہ باتیں کتاب وسنت سے کب ثابت ہیں۔ (۴) محمد بن حسن عسکری کو امام
غائب نہیں مانتے جو شیعہ کے نزدیک امام دوازدہم ہیں یہی عقیدہ اہل سنت کا بھی ہے (۵) جناب
امیر کے ساتھ بے ادبی کی ہے مگر یہ اُنپر افترا ہے اصل یہ ہے کہ شیعہ نے جس طریق سے خلفائے ثلثہ پر
طعن کئے ہیں ابن تیمیہ نے اسی قسم کی باتیں جناب امیر میں ثابت کی ہیں جنکا شیعہ کو بھی
اعتراف ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ باتیں منقصت کا موجب نہیں اور جن باتوں سے

شیعہ نے جناب امیر کی تفضیل ثابت کی ہے ابن تیمیہ نے خلفائے ثلثہ کی تفضیل کے لیے دو
بتائی ہیں مگر شاہ صاحب کو ابن تیمیہ کے واقعی عقیدے کی خبر نہ تھی جو اُن کو اللہ تعالی کے
لیے جہت اور جانب کے ثبوت کا ہے ورنہ اس باب میں ایسی تاویل نکرتے جو رائے امام
اور اشعری کی ہے پرواہ پیر نہیں۔ ابن بطوطہ نے اپنے رحلہ میں مقام دمشق کے حال میں لکھا
میں ابن تیمیہ کے وعظ میں جمعہ کے دن حاضر ہوا تھا وہ مسجد جامع میں ممبر پر بیٹھے وعظ
تھے اس وقت انھوں نے یہ کہا کہ اللہ آسمان دنیا پر اس طرح اُترتا ہے جس طرح
اُترتا ہوں اور ممبر کے ایک درجے سے دوسرے درجے پر اُتر آئے۔ اور ابن تیمیہ کا طلاق کے باب
یہ مذہب ہے کہ جب عورت کو ایک کلمے سے تین طلاقیں دی جائیں تو ایک ہی طلاق لازم آتی ہے
باتوں کی وجہ سے قید کر دئے گئے جہاں بیس ذیقعدہ ۷۲۸ھ ہجری کو انتقال کیا۔ ابن تیمیہ کے
دمشق اور اضلاع دمشق اور تھوڑے سے مصر میں اب تک موجود ہیں۔ عرب میں وہ جو مذاہب ہیں
یمن کے ایک حصے میں اسماعیلی و زیدی مسقط میں اباضی نجد میں شیعی باقی تمام علاقے میں سُنی شافعی

اشاعرہ۔ ماتریدیہ۔ حنابلہ

اہل سنت کا اطلاق مذہب **حنفی۔ مالکی۔ شافعی** اور **حنبلی** پر باعتبار فروع کے ہے اور باعتبار
اصول کے یہ لفظ تین گروہ کو شامل ہے یعنی اہل سنت کے اعتقاد میں تین فرقے ہیں۔ اشعری، ماتریدی، حنبلی
اشاعرہ۔ شیخ ابوالحسن علی بن اسماعیل اشعری کے متبع ہیں جو ۲۶۰ھ یا ۲۷۰ھ ہجری میں
پیدا ہوئے تھے اور وہ ابو موسیٰ اشعری کی جو حضرت سرور عالم کے صحابی تھے اولاد میں سے ہیں اور
اشعر ملک یمن کے ایک قبیلے کا نام ہے شیخ موصوف ابو علی جبائی کے شاگرد تھے اور مذہب اعتزال
میں نہایت متعصب تھے اور چالیس برس تک معتزلی رہے یہانتک کہ معتزلہ کے مقتدا مانے گئے
پھر شیخ موصوف اپنے استاد سے پھر گئے جیسا کہ ہم قبل اس سے بیان کر چکے ہیں اور اعتزال کو چھوڑ کر
اور بغداد میں داخل ہوئے اور زکریا ساجی وغیرہ سے علم حاصل کیا لکھا ہے کہ جب اعتزال سے بیزار
ہوئے تو اول اپنے گھر میں پندرہ دن تک بیٹھے رہے اور لوگوں سے نہیں ملے بعد کے جامع مسجد میں
گئے اور ممبر پر چڑھکر کہا اے مسلمانو اس عرصے میں کہ میں تم سے مخفی رہا غور کرتا رہا مگر کوئی دلیل

...دلائل کہ جس کی وجہ سے میں ایک شے کو دوسری شے پر ترجیح دے سکتا یہانتک کہ
...اللہ نے مجھے ایسے اعتقادات کی جانب ہدایت کی جنھیں میں نے اپنی کتب میں لکھا ہے اور
...اپنے اگلے اعتقادات کو چھوڑ دیا اور وہ کتابیں جو اہل سنت کے مذہب پر لکھی تھیں
...ان کو دیدیں۔ طبقات شافعیہ میں خطیب بغدادی سے نقل کیا ہے کہ ابوالحسن اشعری
...نے بہت سی کتابیں معتزلہ۔ جہمیہ۔ خوارج اور تمام اقسام اہل بدعت کے رد میں لکھی ہیں۔
...نے اپنے طبقات میں ابن حزم سے نقل کیا ہے کہ ابوالحسن کی تصنیفات ۵۵
...کتابیں ہیں اور وہ بصری ہیں مگر بغداد میں سکونت اختیار کر لی تھی اور وہیں ۳۲۴ھ
...یا ۳۳۰ھ ہجری میں انتقال ہوا ہے ابو اسحاق اسفرائنی نے حکایت کی ہے کہ شیخ
...ابوالحسن ابو اسحاق مروزی سے فقہ سیکھتے تھے اور ابو اسحاق اُن سے علم کلام سیکھتے تھے اور ابوبکر
...فورک نے طبقات متکلمین میں لکھا ہے کہ اشعری فقہ میں شافعی کے مذہب پر تھے اور یہ جو
...مالکیہ کہتے ہیں کہ وہ مالکی تھے یہ وہم ہے وہ شافعی ہی تھے معتزلہ اشعریہ کو اثریہ بھی کہتے ہیں ابن جوزی
...کہتے ہیں کہ ابوذر عبدالرحمن بن احمد نے اول مذہب اشاعرہ کو حرم میں داخل کیا اور وہاں رواج دیا۔
ماتریدیہ ابو منصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی کی طرف منسوب ہیں جو تین واسطے سے امام
...اعظم کے شاگرد ہیں اور فقہ میں حنفی المذہب تھے ان کے زمانے میں ریاست مذہب امام
...اعظم کی اُن پر منتہی ہوئی ابو منصور کنیت تھی فقہ ابوبکر احمد جوزجانی تلمیذ ابو سلیمان جوزجانی سے
حاصل کیا۔ طبقات الحنفیہ میں لکھا ہے کہ اُنھوں نے اس بات کو مسلمانوں پر مقرر کر دیا تھا کہ جو لوگ طالب العلمی
...میں مشغول ہیں اُنکی حاجات کو پورا کریں یہانتک کہ اگر اُنکی حاجات کو پورا کرنے میں کمی کریں تو اُسکا
...اُنپر قرض سمجھا جائے جیسا کہ زکوۃ نہ دیجائے تو وہ قرض رہتی ہے اور یہ بات خاص اُن کے
...اختیارات میں سے تھی۔ کتاب التوحید۔ کتاب المقالات۔ کتاب بیان فساد آراء المعتزلہ۔ کتاب رد
...بعض روافض۔ کتاب رد قرامطہ۔ کتاب الرد علی ادلۃ الکعبی۔ کتاب رد اصول خمسہ محمد باہلی وغیرہ
...تصنیفات مشہور ہیں علاوہ ان کے کتاب تاویلات القرآن ایسی تصنیف کی کہ اپنا نظیر نہیں رکھتی
...اس فن میں جو تصنیفات پہلے ہو چکی ہیں کوئی اسکی برابری نہیں کر سکتی ماترید سمرقند میں ایک
محلہ کا نام ہے جس میں آپ رہا کرتے تھے بعض کہتے ہیں کہ سمرقند کے شہروں میں سے ماترید بھی ایک شہر کا نام ہے

۳۳۳ھ ہجری میں وفات پائی سمرقند میں دفن کئے گئے اور دین پناہ تاریخ وفات ہے۔

حنابلہ امام ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل شیبانی کے متبعوں کا نام ہے۔

اشعریہ اور ماتریدیہ اور حنبلیہ میں اس بات میں اختلاف ہے کہ تکوین بھی اللہ تعالیٰ کی صفات کمالیہ میں سے ہے یا نہیں اور اشیا میں حسن و قبح عقلی ہے یا شرعی اور ذات ایمان میں اقرار زبانی کو دخل ہے یا نہیں اور جب بندے سے ایمان پایا جائے تو اسکو یہ کہنا جائز ہے یا نہیں کہ میں ایمان والا ہوں اگر اللہ نے چاہا اور اللہ تعالیٰ کا کلام لفظی جو مرکب ہے حروف اور آوازسے اور اصطلاح علماے اصول اور عرف شریعت میں اسی کو قرآن کہا کرتے ہیں اور اس سے وہ معانی و مضامین جو خدا کی ذات پاک کے ساتھ قائم ہیں اور کلام نفسی کہلاتے ہیں سمجھے جاتے ہیں حادث ہے یا قدیم وغیرہ وغیرہ باقی پر اتفاق ہے سو مسئلہ اختلافیہ میں مالکی اور شافعی لوگ امام ابوالحسن اشعری کے تابع ہیں اس وجہ سے اُن کو اشعریہ کہتے ہیں اور حنفی لوگ امام ابو منصور ماتریدی کے قول کے تابع ہیں اس سبب سے انکو ماتریدیہ کہتے ہیں اور امام احمد حنبل کے مقلد لوگ حنبلی کہلاتے ہیں اس طریقے کے کچھ لوگ شام عراق بغداد اور نجد کے نواحی میں ہیں نواب صدیق حسن خان نے لکھا ہے کہ یہ اُن صفات الٰہی کی تاویل کے معتقد نہیں جن کے معانی جسمیت پر دلالت کرتے ہیں اور جو لوگ خاص متبع ہیں وہ اپنے آپ کو ہرگز حنبلی نہیں کہتے کہلاتے انکا لقب **محدث** اور خطاب **اہل سنت** ہے ابوالفدا نے لکھا ہے کہ ۳۲۳ھ میں حنابلہ نے بغداد میں لوگوں پر بہت سختی کی سرداروں اور رعایا پر خاک ڈالتے اور شراب دیکھتے تو گرادیتے گانے والوں کو مارتے اور انکے سازوں کو توڑ ڈالتے اور لوگوں پر خرید و فروخت اور چلنے پھرنے میں اعتراض کرتے کوتوال نے یہ حال دیکھکر اُن کو منع کیا اور حکم دیا کہ تم میں سے کوئی امام بن کر نماز نہ پڑھائے جب تک بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پکار کر نہ کہے لیکن انھوں نے تعمیل نکی پھر راضی باللہ خلیفہ نے حنابلہ کو ایک فرمان اعتقاد تشبیہ سے ممانعت اور زجر کے لیے لکھا اُس میں بیان کیا کہ تم یہ اعتقاد کرتے ہو کہ تمھارے بُرے بُرے چہرے رب العالمین کی صورت پر ہیں اور تمھاری ہیئت خدا تعالیٰ کی ہیئت پر ہے اور تم کہتے ہو کہ اُسکے بال گھونگروالے ہیں۔ اور اُسکے آسمان پر چڑھنے اور دنیا پر اترنے کے تم قائل ہو میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر تم ان باتوں کو نہ چھوڑوگے تو تم کو قتل کر دونگا اور تمھارے گھروں اور محلوں کو برباد کر دونگا۔ اور ۳۲۳ھ میں حنبلیوں

اور شافعیوں کے درمیان بغداد میں بڑا فتنہ برپا ہوا۔

اصحاب حدیث واہل رائے

شہرستانی نے ملل ونحل میں کہا ہے کہ **اصحاب حدیث** اہل حجاز ہیں اور وہ یہ لوگ ہیں یاران مالک بن انس۔ یاران محمد بن ادریس شافعی۔ یاران سفیان ثوری۔ یاران احمد بن حنبل۔ یاران داؤد بن علی اصفہانی۔ اِن کو اہل حدیث اس وجہ سے کہتے ہیں کہ انکا سارا اہتمام حدیث حاصل کرنے اور نقل کرنے کی جانب تھا اور تمام احکام کی بنیاد نصوص پر رکھتے تھے جب تک اثر و خبر مل سکتی تھی قیاس جلی وخفی کی طرف رجوع نہیں کرتے تھے۔

اور **اصحاب رائے** اہل عراق ہیں اور وہ امام ابو حنیفہؒ کے یار ہیں۔ محدث ابن قتیبہ نے کتاب المعارف میں اہل الرائے کی سرخی سے ایک باب باندھا ہے اور عنوان کے نیچے یہ نام لکھے ہیں۔ ابن ابی لیلیٰ۔ ابو حنیفہ۔ ربیعۃ الرائے۔ زفر۔ اوزاعی۔ سفیان ثوری۔ مالک بن انس۔ ابو یوسف قاضی۔ محمد بن حسن۔ ابن ابی قتیبہ نے ۲۷۶ھ میں وفات پائی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کم از کم تیسری صدی تک مذکورہ بالا لوگ اہل الرائے کے لقب سے مشہور تھے اور اس لقب کے ساتھ اول اول جن کو امتیاز حاصل ہے وہ ربیعۃ الرائے ہیں جو امام مالک کے استاد اور شیخ الحدیث تھے رائے کا لفظ اُن کے نام کا جزو بن گیا ہے اور تاریخ و اسماء الرجال کی کتابوں میں بجائے اُنکا نام ربیعۃ الرائے لکھا جاتا ہے۔ اصل یہ ہے کہ جو لوگ علم حدیث کے درس و تدریس میں مشغول تھے اُن میں دو فرقے قائم ہوگئے ایک وہ جن کا کام صرف حدیثوں اور روایتوں کا جمع کرنا تھا وہ حدیث سے صرف اس حیث الروایت بحث کرتے تھے یہانتک کہ انکو ناسخ و منسوخ سے بھی سروکار نہ تھا دوسرا فرقہ حدیثوں کو استنباط احکام اور استخراج مسائل کے لحاظ سے دیکھتا تھا اور اگر کوئی نص صریح نہیں ملتی تھی تو قیاس سے کام لیتا تھا اگرچہ یہ دونوں حیثیتیں دونوں فریق میں کسی قدر مشترک تھیں لیکن وصف غالب کے لحاظ سے ایک دوسرے سے ممتاز تھا پہلا فرقہ **اہل الروایت** اور **اہل الحدیث** اور دوسرا فرقہ **مجتہد** اور **اہل الرائے** کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ امام مالک سفیان ثوری اور اوزاعی اس لیے

اہل الرائے کہلاتے کہ وہ محدث ہونے کے ساتھ مجتہد مستقل اور بانی مذہب تھے لیکن چونکہ ان لوگون مین بھی معلومات حدیث اور قوت اجتہاد کے لحاظ سے اختلاف مراتب تھا اس لیے اضافی طور پر کبھی اس فرقے مین سے ایک کو اہل الرائے اور دوسرے کو اہل حدیث کہتے مثلاً امام مالک کی بہ نسبت امام ابو حنیفہؒ پر مجتہد اور اہل الرائے کا لقب زیادہ موزون تھا اور چونکہ وہ عام محدثین کے برخلاف روایت مین درایت سے بھی کام لیتے تھے اس لیے اُن کی نسبت اس لقب کو زیادہ شہرت ہوئی امام احمد سے لوگون نے پوچھا کہ تم امام ابو حنیفہ پر کیون اعتراض کرتے ہو انھون نے جواب دیا رائے کی وجہ سے پھر کہا گیا مالک صاحب رائے نہین فرمایا ہان مگر ابو حنیفہ اس باب مین اُن سے زیادہ ہین پھر کہا گیا تم مالک کی نسبت بقدر اُن کے حصے کے کیون نہین کلام کرتے احمد چپ ہو رہے

عقائد ماتریدیہ کی تفصیل

اسباب علم

جو علم یعنی یقین دلیل مین غور و فکر کرنے سے حاصل ہوتا ہے اُسے کسبی اور استدلالی و نظری کہتے ہین اور جو بغیر غور و تامل کے حاصل ہو جائے وہ ضروری و بدیہی ہے۔ اور اسباب علم بلحاظ جریان عادت الٰہی ظاہر مین تین ہین اول حواس خمسۂ ظاہر یہ کہ سمع۔ بصر۔ شم ذوق اور لمس ہین سمع کان سے سننے کی قوت کا نام ہے اور بصر آنکھ سے دیکھنے کی قوت کو کہتے ہین اور شم ناک سے سونگھنے کی قوت ہے اور ذوق زبان سے چکھنے کی قوت ہے اور لمس بدن سے چھو کے دریافت کرنے کی قوت ہے گو کبھی بعض موقعون پر کسی مانع کے سبب سے حس غلطی کرتی ہے جیسا کہ بھینگا ایک کو دو دیکھتا ہے اور صفراوی شیرین کو تلخ جانتا ہے مگر یہ نادر ہے والنادر کالمعدوم پس غالباً عدم موانع کی صورت مین حس سے علم یقینی حاصل ہوتا ہے اسلیے حس کو مفید علم یقینی و قطعی جانتے ہین اور چونکہ حواس باطنیہ کے وجود کے دلائل علمائے اصول اسلامیہ کے نزدیک کامل نہین اس لیے اُنکے ذکر سے اعراض کیا گیا۔ دوم عقل گو عقل بھی کبھی بہ مزاحمت وہم و خیال کے یا بسبب عدم لحاظ کرنے شرائط برہان کے خطا کرتی ہے لیکن چونکہ اکثر مانع نہ ہونے کی صورت مین یقین حاصل ہوتا ہے اس لیے عقل بھی مفید علم یقینی و قطعی ہے

سوم خبر ہے کہ حق تعالیٰ نے واسطے حاصل ہونے سامع کے مافی الضمیر متکلم پر اُس کو وضع کیا ہے لیکن احتمال کذب متکلم کبھی قصداً اور کبھی خطاءً بسبب قصور فہم اور حافظے وغیرہ کے البتہ مانع حصول علم یقینی ہوتا ہے اس لیے خبر مطلق اسباب علم یقینی سے نہین بلکہ ظنیات سے ہے البتہ جس خبر مین احتمال کذب باقی نہو اس سے یقین حاصل ہوتا ہے اور خبر صادق دو قسم پر ہے (۱) خبر متواتر جو ایسی جماعت سے حاصل ہوئی ہو کہ عقل کے نزدیک اُنکا اتفاق کذب پر بالبداہت ممتنع ہو اور اس جماعت نے اسی طور سے جماعت اول سے یقین حاصل کیا ہو و علیٰ ہذا یہانتک کہ وہ سلسلہ ایک حس پر منتہی ہو (۲) خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ استدلال کے بعد تصدیق ہوئی ہو یعنی جبکہ نبوت اور عصمت دلیل سے ثابت ہوئی احتمال کذب کا عمداً اور خطاءً دور ہوا اور خبر احاد مین ظنیت اسکی وجہ سے ہے کہ خبر رسول ہونے کی جہت سے اور خبر مشہور سے بسبب احتمال کذب کے علم الیقین حاصل نہین ہوتا۔ اسباب علم مین سے اعلیٰ و اقویٰ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ اُس مین کسی طرح خطا کا احتمال بسبب عصمت جناب اقدس کے نہین ہے واجب سے ممکن تک ازل سے ابد تک اس سے آگاہی حاصل ہوتی ہے اس کے بعد حس ہے کہ خطا کا احتمال اگرچہ اس مین نہین ہے لیکن اشیائے محسوسہ صرف اُن کے ظاہر پر مقصور ہے بعد اسکے رتبہ خبر متواتر کا ہے کہ اُس کی بنا اور منتہا بھی حس پر ہے مخبر کا معائنہ پھر عقل ہے اس لیے کہ اس مین کا اختلاف عقلا مین بہت ہوتا ہے۔

الہام اولیا چونکہ مختص بہ خواص ہے اور متکلمین اسباب علم عام سے بحث کرتے ہین اور شاید اسکے علاوہ کوئی ایسی علامت موجود ہوتی ہے جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ یہ من عنداللہ ہے اور حجت ہونے کے قابل اور مطابق واقع کے ہے اور نیز الہام مین مزاحمت وہم و خیال اور کدورات نفسانی و شیطانی مانع حصول علم یقینی ہے گو اس شخص کو جس کو الہام ہوا ہے اُس پر پورا اعتقاد ہو جائے مگر بغیر دلائل خارجیہ کے نفس الہام ظنیت کے رتبے سے نہین نکلتا اس لیے اسباب علم مین سے نہین شمار کیا جاتا۔

عالم کا ثبوت و حدوث

عقل بالبداہت حکم کرتی ہے کہ عالم کی چیزون کی حقیقت ثابت ہے اور علم اس مسئلے کا یقینی ہے فقط وہم و خیال نہین یعنی پانی پانی ہے اور آگ آگ ہے نہ یہ کہ اگر پانی کو مثل آگ کے سمجھے

تو آگ ہو جائے اور آگ کو مثل پانی کے بجھے تو پانی ہو جائے جیسا کہ عقیدہ سوفسطائیون کا ہے۔ اور عالم
یعنی جو کچھ سوائے ذات و صفات خدا کے ہے حادث ہے عدم سے وجود مین آیا ہے قدیم نہین کیونکہ
اُس مین دو تعریفین ہین اعیان و اعراض۔ **اعیان** اُن ممکنات کو کہتے ہین جو اپنی ہستی
مین دوسری چیز کی ہستی کے تابع نہون ان کی دو قسمین ہین (۱) غیر مرکب جسے جوہر اور جوہر
فرد اور جزو لا یتجزیٰ بھی کہتے ہین کیونکہ اسکی تقسیم نہین ہو سکتی (۲) مرکب اجزاے لا یتجزیٰ
سے جسے جسم کہتے اس مین طول و عرض و عمق تینون امتداد ہوتے ہین جن مین تقسیم ہو سکتا ہے
اعراض اُن ممکنات کو کہتے ہین جو اپنی ہستی و قیام مین اجسام کے محتاج ہون جیسے رنگ
کپڑے کے اور مزہ سیب کے اور بو پھول کی اور سردی پانی کی اور گرمی آگ کی اور افعال اختیاری
حیوان کے بغیر موجود نہین ہو سکتے اور تمام اعراض حادث ہین بعض کا حادث ہونا مشاہدے سے
معلوم ہوتا ہے مثلاً نور کے بعد ظلمت پیدا ہو جاتی ہے یا سفیدی جا کر سیاہی آ جاتی ہے یا کسی بدن
مین سردی آنے سے گرمی دور ہو جاتی ہے اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جو چیز قدیم ہوتی ہے وہ کبھی فنا
نہین ہوتی پس ثابت ہوا کہ اعراض قدیم نہین ہین اور یہی مدعا ہے اور اعیان بھی سب
حادث ہین کیونکہ عین یا تو جسم ہے یا جوہر فرد پس ہر جسم و جوہر کو حرکت و سکون عارض ہے
کس لیے کہ ان کے واسطے مکان یا حیز یعنی ٹھیرنے کی جگہ تو ضرور ہے پس اگر اس آن سے پہلے
بھی اسی حیز یا مکان مین تھے تو ساکن ہین ورنہ متحرک اور حرکت و سکون بسبب عرض ہونے کے
حادث ہین پس یہ جسم یا جوہر کہ جن کو یہ حرکت اور سکون عارض ہے حادث ہین ورنہ لازم آئیگا
کہ حوادثات ازل مین پائے جائین اور قدیم کہلائین اور یہ محال ہے پس جب اعیان اور کل اعراض کا
حادث ہونا ثابت ہوا تو کل عالم کا حادث ہونا بھی ثابت ہو گیا کیونکہ کل عالم انھین دو مین منحصر ہے

خالق عالم

عالم کا عدم سے وجود مین لانے والا اللہ تعالیٰ ہے جو موجود ہے کیونکہ اُسنے عالم کو پیدا کیا
اور وجود عطا کیا پس جو ایسا ہو گا وہ موجود ہو گا **واجب الوجود** ہے یعنے خود بخود ہے اُ[illegible]
سکو بنایا ہے اُسکو کسی نے نہین بنایا نہ ہونا اُسکا ممتنع ہے کیونکہ اگر ممکن الوجود ہو تو صانع
کی طرف محتاج ہو گا اور احتیاج عالم کے پیدا کرنے والے کے لیے منافی ہے **یکتا** ہے اسلیے

اگر آسمان و زمین مین بہت سے معبود ہوتے تو انتظام بگڑ جاتا کیونکہ اگر دو ہوتے تو دونون قدرت والے
ہوتے یا ایک عاجز ہوتا تو جو عاجز ہوتا وہ خدائی کے لائق نہوتا اور دونون قدرت والے نہین ہو سکتے
کیونکہ آپس مین مخالفت کسی کے مارنے اور زندہ کرنے مین مثلاً ممکن ہے پس دونون مین سے ایک کو
ضرور عاجز ہونا پڑتا اگرچہ بالفعل آپس مین اتفاق ہو **قدیم** ہے یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا
کیونکہ واجب الوجود ہے پس محال ہے کہ قدیم نہو **علیم** ہے کہ ہر جزی و کلی کو ازل سے ابد تک جانتا ہے
کیونکہ افعال اُسکے استوار و محکم ہین پس فاعل ہے افعال کا عالم ہے اور ہر جزو کل پر ممکنات سے
[illegible] ہے **قدرت** رکھتا ہے کیونکہ تمام مقدورات کو اسکی ذات مقدس کی طرف برابر نسبت ہے
[illegible] بعض کے ساتھ اُس کی قدرت کا متعلق ہونا اور بعض کے ساتھ نہونا ترجیح بلا مرجح ہے اور یہ
محال ہے **زندہ** ہے اُسکے لیے علم و قدرت اور ارادہ ثابت ہے اور یہ بدون حیات کے
ممکن نہین اور یہان مراد حیات سے بقا اور وجود ایسی حالت کے ساتھ ہے کہ اشیا کا ادراک
کر سکے اور اُن پر قدرت حاصل ہو نہ وہ معنے مراد ہین جو حیات سے عرف مین سمجھے جاتے ہین
یعنی قوت حس و قوت تغذیہ اور وہ قوت جو اعتدال نوعی کے تابع ہوتی ہے اور اُسکے طفیل
[illegible] جوانی حاصل رہتے ہین **مختار** ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے فعل اور ترک فعل اُس کے
اختیار مین ہے کیونکہ عالم پہلے نہ تھا پھر دوسرے زمانے مین اُسکو ایجاد کیا پس زمانہ سابق مین
ایجاد نہ کرنا اور زمانہ لاحق مین ایجاد کرنا دلیل اس امر پر ہے کہ حق تعالیٰ مختار ہے۔ بے زبان کے
گویا ہے کانون کے **شنوا** ہے آنکھون کے **بینا** ہے کیونکہ گونگا اور بہرا اور اندھا ہونا نقص
ہے خدائی کے نہین اور سننے اور دیکھنے کی صفات اُسکے لیے علیحدہ ثابت ہین مسموعات اور
مبصرات کے جاننے کا نام سمع و بصر نہین۔

کلام الٰہی

کلام حروف اور آواز سے مبرا ہے کیونکہ یہ دونون حادث ہین اور حق تعالیٰ قدیم ہے اور
یہ محال ہے کہ ذات قدیم محل حوادث ہو بلکہ کلام الٰہی ایک معنے ہے جو اُس کی ذات کے ساتھ
قائم ہے اسے **کلام نفسی** کہتے ہین اور جو کلام اس کلام نفسی پر دلالت کرتا ہے وہ **کلام لفظی** ہے
اور کلام لفظی حروف اور اصوات سے مرکب ہوتا ہے اور کلام نفسی غیر مخلوق ہے کہ یہ صفت

ازل سے ابتک اُسکو حاصل ہے اسکے سبب سے جس سے چاہتا ہے کلام کرتا ہے سو یہ کلام الٰہی اس سبب سے کہ اس کی صفت ہے اور اسکے ساتھ قائم ہے اور یہ الفاظ اور عبارات قرآن کی جو کلام لفظی ہے اُن کو کلام الٰہی اس لیے کہتے ہین کہ یہ سوا خدا کے کسی اور کی تالیف و تصنیف نہین بلکہ ان کو خاص اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام نفسی کے سمجھنے کے لئے نہایت فصیح و بلیغ زبان عربی مین کہ جسکا مثل بنانا طاقت بشری سے باہر ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے اور **قرآن** کا اطلاق کلام نفسی اور کلام لفظی دونون پر ہوتا ہے اور غیر مخلوق قرآن نفسی ہے نہ لفظی۔ اور خدا تعالیٰ کے کلام مین تین مضمون ہین امر و نہی و خبر اور اللہ کے کلام مین کذب محال ہے کیونکہ کذب صفت نقصانی ہے اور اللہ پر نقصان ثابت ہونا محال ہے دوسرے خدا کے کلام کا کذب ضرور ہے کہ قدیم ہوگا اس لیے کہ ذات واجب کے ساتھ حوادث کا قائم ہونا محال ہے اور اس سے یہ لازم آتا ہے کہ خدا صدق کے ساتھ کبھی موصوف نہو سکے کیونکہ کذب اُسکے صفت ہونے کی وجہ سے قدیم مان لیگیا ہے اور یہ غلط ہے اسلیے کہ جو کوئی کسی چیز کو اصلی حالت کے ساتھ جانتا ہے تو ممکن نہین کہ وہ اس کو اسی طرح بیان نہ کرے تیسرے تمام انبیا نے خبر دی ہے کہ اللہ کی ذات کذب سے بری

صفات ثبوتی

صفات ثبوتی وہ ہین جو خدا سے تعالیٰ کی ذات پاک مین پائی جاتی ہین جنکی تفصیل یہ ہے کہ حق تعالیٰ صاحب ارادہ ہے اور ارادہ حادث نہین ہے قدیم ہے اور ارادہ اُسکی متعلق ہوتا ہے ہر موجود سے خواہ وہ عین ہو یا عرض خیر ہو یا شر کفر ہو یا اسلام طاعت ہو یا معصیت ارادہ اور امر الٰہی دو جدا چیزین ہین اور ہر ایک دوسرے سے منفک ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کبھی ارادہ کرتا ہے اور حکم نہین کرتا اور کبھی ارادہ کرتا ہے اور حکم بھی کرتا ہے اور کبھی ارادہ کرتا ہے و حکم کرتا ہے پس حکم خدا سے تعالیٰ مستلزم ارادے کو نہین اور نہ نہی مستلزم عدم ارادہ کو ہے بلکہ حکم کیا ہے کافہ انام کو واسطے اسلام اور طاعت کے اور نہی فرمائی ہے کفر و معصیت سے اور ارادہ کرتا ہے اسلام مومن کا اور کفر کافر کا اور بغیر ارادہ الٰہی کے کوئی چیز موجود نہین ہو سکتی اسلیے کہ قدرت ایجاد کی بہ نسبت ہر ممکن کے برابر ہے اختلاف اوقات سے مختلف نہین ہوتی ارادہ وہ ہے کہ تخصیص کرتا ہے موجودات کی ایک وقت معین اور کمیت معین اور کیفیت معین وغیرہ کے ساتھ اور ہر چیز کا کہ حق تعالیٰ

ارادہ کرتا ہے بے شک واقع ہوتی ہے تخلف مراد الٰہی سے محال ہے کہ مستلزم عجز کو ہے اور جس کے عدم وقوع کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے تعلق ارادے کا اس کے ساتھ محال ہے ورنہ عجز یا جہل لازم ہو اور جائز ہے کہ حکم کرے واسطے اظہار عصیان یا کسی دوسری حکمت کے واسطے پس اگر خدا چاہے کسی شخص کو ہدایت فرمائے تو کسی کی قدرت نہین کہ اسکو گمراہ کر سکے ورنہ کوئی دوسرا خدا پر غالب آ ئےگا اور اگر خدا چاہے کہ کسی کو گمراہ کرے تو کسی کی مجال نہین کہ اسکو ہدایت کرے اور سب کمال کی صفتین اسکی ذات مین موجود ہین اور نقصان و زوال کی چیزون سے اسکی ذات پاک و منزہ ہے اور صفات اسکی قدیم و باقی ہین جیسی کہ اسکی ذات قدیم ہے اور باقی ہے اور کوئی حادث اسکی ذات مین قائم نہین ہوتی کیونکہ قدیم محل حوادث نہین ہوتا اور یہ سب صفات اسمین یون نہین ہین جیسے انسان اور حیوان مین پائی جاتی ہین کیونکہ انکی صفات اعضا و جوارح و حواس و روح و دل سے متعلق ہین اور اللہ تعالیٰ ان چیزون سے بری ہے اور یہ سب صفات کامل طور پر اس مین موجود ہین اور ان صفات کے قدم سے ان کے تعلقات کا قدم لازم نہین آتا کیونکہ یہ ہو سکتا ہے کہ صفت قدیم ہو اور اُسکا تعلق حادث اور ان صفات کے تعلقات مین تغیر آنے سے صفات مین تغیر نہین آتا اور اسکی صورت یہ ہے کہ مثلاً علم معلوم سے متعلق ہوگا تو اس صفت کے تعلق مین تغیر آئیگا کیونکہ معلوم کے وجود سے پہلے کسی سے متعلق نہ تھا اسی طرح صفت خالقیت کا تعلق بھی مخلوقات کے تغیر سے متغیر ہوگا اور یہ سب صفات قائم ہین ذات الٰہی کے ساتھ اور قدیم ہین مگر نہ عین ذات الٰہی ہین اور نہ اُسکے مغایر یعنی منفصل اس صورت مین قدم غیر اور تعدد قدما کی قباحت نکل گئی اور ایک صفت خدا کی دوسری صفت کی نہ عین ہے اور نہ غیر ہے اور صفات خدا سے تعالیٰ کی متماثل و متجانس و متضاد نہین اس لیے کہ یہ سب محدثات کی نشانیان ہین اور اللہ تعالیٰ کی صفات محدث نہین ہین اور حق تعالیٰ کی صفات دو قسم پر ہین ایک قسم صفات ذات دوسری قسم صفات فعل **صفات ذات** صفات حقیقی اور کمالی ہین اسکی ذات مقدس سے انکا انفکاک محال ہے اور صفات کمال آٹھ ہین۔ حیات۔ علم۔ قدرت۔ ارادہ سمع۔ بصر۔ کلام۔ تکوین۔ اور **صفات فعل** صفات ذات کے آثار ہین فی الحقیقۃ ان کے ساتھ متصف ہونا کمال نہین

بلکہ اسپر قادر رکھنا کمال ہے مثلاً پیدا کرنا حقیقت مین کمال نہین بلکہ اسپر قدرت حاصل ہونا کہ جس زمانہ
مین اسکی ضرورت ہو وقوع مین آسکے یہ کمال ہے پس یہ ممکن نہین کہ حق تعالیٰ ایک زمانے مین
کر سکتا ہو اور دوسرے زمانے مین پیدا نکر سکتا ہو یہی حال قوت اور مشیت اور فعل اور رزق
صفات فعل کا ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفتون مین ترتیب نہین ہے کہ ایک سے دوسری پیچھے پیدا ہوئی
جیسے بندون مین پہلے زندگی آئی پیچھے علم پھر قدرت آئی کیونکہ اس مین حدوث لازم آتا ہے۔

صفات سلبی

صفات سلبی وہ ہین جن سے خداے تعالیٰ کی ذات پاک اور منزہ ہے چنانچہ پروردگار عالم نہ جسم
یعنی طول و عرض و عمق نہین رکھتا اور نہ جوہر (یعنی جزء لایتجزی) ہے جس سے جسم بنتا ہے اور
عرض ہے کہ قائم بالغیر ہو جیسے رنگ وغیرہ اور نہ صورت رکھتا ہے کیونکہ اگر ایسا ہو تو ممکن اور محتاج
صانع کی طرف ہوگا اور یہ محال ہے اور نہ مرکب ہے یعنی اس کی ذات کے واسطے نہ اجزاے ترکیبی
کہ کئی چیزون سے ملکر بنی ہو نہ اجزاے تحلیلی کہ اسکی ذات نصف و ربع وغیرہ ہو سکے کیونکہ اگر مرکب ہو
محتاج ہوگا اجزا کی طرف اور محتاج ممکن ہوتا ہے۔ نہ رنگین ہے نہ اس مین کوئی مزہ ہے۔ نہ کسی
قسم کی بو ہے کیونکہ یہ اجسام کی صفات ہین اور جو ذات جسمیت سے منزہ ہے اُس کیلیے انکا ثابت کرنا
محال ہے اور نہ وہ معدود ہے کہ اُس کو گن سکین کہ کے ہین اس لیے کہ وہ ایک ہے اور ایک عدد نہین

[illegible] اور نہ محدود ہے کہ حد و نہایت رکھتا ہو اس لیے کہ حد اور غایت اس چیز کی ہوتی ہے
[illegible] انتہا ہو سکے جیسے نقطہ خط کی حد ہے اور خط سطح کی اور سطح جسم کی۔ پس اللہ تعالیٰ کی کوئی
[illegible] اور نہ کسی طرف ہے یعنی نہ اوپر ہے نہ نیچے نہ آگے ہے نہ پیچھے نہ داہنے ہے نہ بائین اور نہ کسی
[illegible] ہے کیونکہ اگر کسی مکان مین ہو تو ضرور محتاج ہوگا اور ثابت ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم ہے
[illegible] پس مکان مین نہوگا اور نہ کسی زمانے مین ہے یعنی زمانہ شامل اور محیط اسکا نہین
[illegible] زمانہ نہ تھا تب بھی وہ موجود تھا اور اب کہ زمانہ ہے اب بھی وہ موجود ہے مثلاً یہ نہین
[illegible] الاکھ برس کا یا ہزار برس کا ہوا۔ اور ذات و صفات مین کوئی اسکا مثل و مانند نہین
[illegible] اسکا شریک ہے وجوب وجود اور استحقاق عبادت اور پیدایش و تدبیر مین اور نہ کوئی اسکا
[illegible] ہم جنس یا غیر جنس سے اور نہ کوئی اسکے کامون مین معین و مددگار ہے اور جائز نہین ہے
[illegible] تعالیٰ حلول کرے اپنے غیر مین کیونکہ غیر مین در آنا صفات جسم سے ہے اور نہ اپنے غیر کے ساتھ
[illegible] ہو سکتا ہے **اتحاد** کے معنے یہ ہین کہ دو شے ایک ہو جائین بغیر زیادتی اور کمی کے اور یہ محال ہے
[illegible] اللہ تعالیٰ متصف بالمحال نہین ہوتا نہ کیفیات نفسانی جیسے بھوک رنج و راحت وغیرہ کے ساتھ
[illegible] ہے اور نہ لذات عقلی کے ساتھ اُسکا متصف ہونا جائز ہے کیونکہ اگر ایسا ہو تو لازم آتا ہے
[illegible] کفار سے چاہیے کہ متالم بھی ہو اور بَدَا نُ اللہ تعالیٰ پر جائز نہین اس لیے کہ محال ہے کہ ظاہر
[illegible] اللہ پر وہ چیز کہ پہلے سے اس پر ظاہر نہ تھی جس طرح کہ آدمی مین تبدیل راے ہوتی ہے کیونکہ
[illegible] اللہ تعالیٰ کا جہل ثابت ہوتا ہے۔

جبر و قدر وغیرہ

[illegible] کون جمیع موجودات یعنی جواہر و اعراض اور اُن کے افعال و حرکات و سکنات کا حق تعالیٰ ہے
[illegible] کوئی اور کسی چیز کو پیدا کر سکے یا کسی چیز کے پیدا کرنے مین کوئی اور حق تعالیٰ کا شریک ہو یا اسنے کسی
[illegible] اپنی مخلوقات مین سے کسی کے تفویض کیا ہو پس ہے خیر و شر اور حسن و قبح اسکے قضا و قدر سے ہو۔

انسان کو چاہیے کہ کوشش کرے منافع کے حصول اور مضار کے دفع کرنے مین بقدر امکان کے
باوجود اسکے لائق ہے یہ کہ یقین کرے اس بات کا کہ اسکی طرف وہی پہونچتا ہے جو کچھ اللہ نے
مقدر کیا ہے اور بندون کے کامون کا پیدا کرنے والا وہی ہے اسلیے کہ خالق سب چیزونکا وہی
اور افعال واعمال بھی بندون کے سب چیزون مین داخل ہین بندے اپنے افعال کے کاسب
خالق نہین اور نہ شریک خلق ہین **کسب** کے یہ معنے ہین کہ جب بندہ کسی کام کا ارادہ مصمم کرتا
تو خداے تعالی اسمین فعل پیدا کر دیتا ہے کسب کی وجہ سے کاسب کو استقلال حاصل نہین ہوتا
خلق کی وجہ سے خالق مستقل ہوتا ہے پس کفر وایمان وطاعت وعصیان ونیکی وبدی بندو
اللہ کے ارادے اور مشیت اور حکم وتقدیر سے صادر ہوتی ہے لیکن خداے تعالی کفر ومعصیت سے
راضی نہین اور نیکی سے راضی ہے خواہش کرنی اور پیدا کرنا اور ہے اور راضی ہونا اور رضا وہ
کہ حکم دے کہ کرو اور اکثر ہوتا ہے کہ حکم دیتا ہے اور نہین چاہتا ہے کہ واقع ہو بسبب کسی حکمت کے کہ
سواے حق تعالی کے دوسرا نہین جانتا مگر باوجود اس بات کے کہ سب ارادہ وتقدیر الہی سے ہے بندون
بھی اعمال مین اختیار رہ گیا ہے کہ بندے اپنے کام اپنے ارادے واختیار سے کرتے ہین نہ جبر واضطرار سے
کہ اسی کے سبب ثواب پاتے ہین اور اسی پر عذاب ہوتا ہے بندے کے افعال اختیاریہ اللہ تعالی کے
مقدور ہین اختراع کی وجہ سے اور بندے کے مقدور ہین تعلق کے سبب سے کہ اسکو اکتساب
کہتے ہین اللہ تعالی کی قدرت مؤثرہ ہے اور بندے کی قدرت کاسبہ اور غیر مؤثرہ پس افعال اختیار
جب بندے کے اپنی قدرت کی طرف منسوب ہوتے ہین تو کسب کہتے ہین اور جب اللہ تعالی کی فاعلیت
سے نسبت کیے جاتے ہین تو خلق کہتے ہین پس بندے کے مکسوب اور اللہ تعالی کے مخلوق ہون
اللہ تعالی بندے کے افعال اختیاریہ کو اس کے ارادے کے موافق پیدا کرتا ہے اگر وہ نیک کام
کرنے کا قصد کرتا ہے تو فعل خیر کی قدرت واستطاعت اس مین موجود کر دیتا ہے اور اگر برے کام
ارادہ کرتا ہے تو اس کے کرنے کی قدرت اس مین پیدا کر دیتا ہے۔ بندہ آپ ہی فعل خیر کی قدرت
کو ضائع کر دیتا ہے اس لیے ذم اور عذاب کا مستحق ہوتا ہے غرض کہ بندہ کاسب ہے اور کسبی قدرت
رکھتا ہے اسی کا معتقد ہونا چاہیے کہ خلق خداے ہے اور عمل بندے سے فرق اتنا ہے کہ عمل نیک
اللہ کی رضا ہے اور بد کام اللہ کی رضا اور خوشنودی کے خلاف ہے اسکی مثال یون سمجھنا چاہ

جیسے ایک شخص اپنے غلام سے کہے کہ تو بازار کو جا اور فلان چیز لے آ تجھے اختیار ہے کہ زبردستی چھین لا یا
دام دیکر خرید لا اگر دام دیکر لاے گا تو ہم خوش ہونگے اور جو زبردستی چھین لایگا تو ہم ناخوش ہونگے
اس صورت مین اگر اسنے خلاف مرضی اپنے مالک کے کام کیا تو قطعا سزا پانے کا سزاوار ہے۔
اسی طرح حق تعالی نے بندون کو ایک طرح کا اختیار دیا ہے کہ وہ اس اختیار سے اچھے اور برے
دونون طرح کے کام کا قصد کر سکتے ہین اور یہ بھی کہدیا ہے کہ اچھے کامون سے ہم راضی ہین اور
برے کام ہماری نارضامندی کا باعث ہین اب بندہ جیسا کام کریگا ویسا اسکا بدلہ پاے گا اور
یہی عدل وانصاف ہے حقیقت کا امر متوسط ہے درمیان جبر وقدر کے دلیل اس مدعا کی
ظاہر ہے مگر جو معتقدات مین بحث کرتے ہین اور انکو دلائل عقلی سے ثابت کرتے ہین جبتک
کوئی بات معقول نظیر سے تصدیق نہین کرتے وہ اس امر متوسط کے ادراک مین حیران ہین۔

اللہ پر کوئی چیز واجب نہین۔ اور اللہ کے کامون مین کوئی غرض نہین۔ اور اشیا کا حسن وقبح

اللہ پر کوئی شے واجب نہین ہے نہ لطف و قہر نہ ثواب وعذاب ہر چیز کا بدلہ دینا اور روزی
پہونچانا اس کا احسان ہے ہمارا استحقاق اسپر کچھ نہین ہے اگر وہ عوض نہ دے اور روزی
نہ پہونچاے تو اسپر قباحت لازم نہین کیونکہ ساری مخلوقات اسکی مملوک ہے اور مملوک کا
مالک پر کیا استحقاق ہوتا ہے کہ اسکے حق مین بہتری اور لطف ومہربانی اور رعایت مصلحت
اللہ پر واجب ہو ورنہ کسی کافر مفلس کو پیدا نکرتا کیونکہ اسکو دنیا وآخرت مین خسارہ ہے
دوسرے اسکا کسی بندے پر احسان وامتنان ثابت نہوتا کیونکہ اگر اسنے کسی کو دین ودنیا کی
بہتری دی ہے تو اس چیز کو کیا جو اسپر واجب تھی تیسرے ابوجہل لعین اور نبی علیہ السلام پر
اللہ کا احسان برابر ہوتا کچھ زیادہ شکر گذاری حضرت پر واجب نہوتی اسنے دونون کے
ساتھ جو بہتر تھا وہ کیا اپنے واجب سے فارغ الذمہ ہوا اور اللہ کے کامون مین کچھ غرض نہین کیونکہ
غرض والا محتاج ہوتا ہے اور باوجود اسکے اسکا ہر ایک کام لاکھون حکمتون سے بھرا ہے کہ
کوئی اسکو دریافت نہین کر سکتا اور اسکے فوائد ومنافع خاص وعام کے لیے ہین نہ اس کی

ذات مقدس کے واسطے کیونکہ اسکو کسی چیز کی احتیاج نہین اور ہر چیز مین بُرائی بھلائی
کی طرف سے ہے جیسے کہ صانع عالم اور اُسکی توحید اور صفات کمالی کی معرفت عقلی ہے شرع پر
موقوف نہین ورنہ دور لازم آئیگا باوجودیکہ امر شرع موقوف ہے اسی طرح اشیا مین بھلائی
شرعی نہین اس طرح کہ شرع نے جسکو اچھا کہا وہ اچھا اور جسکو بُرا کہا وہ بُرا ہے اگر عکس کر
عکس ہوتا مگر حسن و قبح اس بات کو نہین چاہتا کہ اُس مین حکم الٰہی بھی بندے کے لیے صادر
ہان وہ لائق اور مستحق اس بات کے ہوتا ہے کہ اُس مین علم الٰہی نازل ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ حسن
مطلق ہے ترجیح بلامرجح جائز نہین رکھتا کہ اچھی چیز کو بُرا اور بُری کو اچھا قرار دے بلکہ جو
اچھی ہوتی ہے اسکی نسبت حکم وجوب کا دیتا ہے اور جو بُری ہوتی ہے اُسے حرام کرتا ہے سو
حاکم اللہ ہے اور شرع کھولنے والی ہے پس جب تک اللہ تعالیٰ رسولون کو بھیجکر اور اپنا
نازل کرکے حکم نہ دے تب تک کوئی حکم حسن و قبح اور امر و نہی کا نہوگا یہی وجہ ہے کہ زمانۂ فترت
لوگ ترک احکام الٰہی کی سزا مین معذب نہونگے اور اسی وجہ سے پہونچنا دعوت کا تعلق
مین شرط ہے یعنی آدمی تعمیل احکام کے ساتھ بعد پہونچنے دعوت کے مکلف ہوگا پس کا فر
جب تک دعوت نہ پہونچے اُس وقت تک نہ وہ ایمان کے ساتھ مکلف ہے اور نہ بسبب کفر
آخرت مین مواخذہ دار ہے **فترت** ایسے زمانے کو کہتے ہین جو دو انبیا کے درمیان ہو اور
آثار و احکام شریعت نبی سابق کے مضمحل ہوگئے ہون اور اہل فترت وہ لوگ ہین جو قبل
نسخ دین عیسوی کے متمسک تھے اور رسول منتظر کے مومن و مصدق تھے اور سلمان فارسی سے مروی ہے
کہ فترت حضرت عیسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان چھ سو برس ہین اخرجہ البخاری

استطاعت

استطاعت فعل کے ساتھ ہوتی ہے اور استطاعت کے دو معنی ہین ایک قدرت حقیقی کہ جو
جو فعل کے موجود کر دینے کے لیے کافی ہوتی ہے دوسرے اسباب و آلات و اعضا کی صحت
سلامتی کا نام ہے اور تکلیف شرعی کا مدار پچھلی قسم کی استطاعت پر ہے اسی لیے بچہ اور مجنون
ایمان کے ساتھ مکلف نہین اور گونگا اقرار زبانی کے ساتھ مکلف نہین اور مریض کھڑے
ہوکر نماز پڑھنے کے واسطے مکلف نہین کیونکہ ایسے لوگون کے اعضا صحیح و سالم نہین اسلیے استطاعت

...مفقود ہے اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے جو فقہ اکبر مین کہا ہے کہ کسی پر اللہ تعالیٰ نے
...ایمان کا جبر نہین کیا ہے اسکا بھی مطلب یہی ہے کہ انسان کے واسطے تکلیف کا مدار
...استطاعت کے معنی دوم پر ہے نہ معنی اول پر پس جن لوگون نے یہ کہا کہ وہ مرجیہ یا جہمیہ
...اُن پر سراسر بہتان ہے اور جو چیز انسان کی قدرت سے باہر ہو اللہ اُسکے ساتھ تکلیف نہین دیتا

مقتول کی اجل ـ رزق حرام

مقتول اپنی اجل سے وقت پر مرتا ہے اللہ جتنی عمر اپنی تقدیر ازلی کے ذریعہ سے اُسکے لیے مقرر کر دیتا ہے
...وفات اُسکی موت کا علم الٰہی مین ہے اُسی وقت پر اسکو موت آتی ہے اُسکی موت اللہ تعالیٰ کا فعل ہے
...نہین کسی طرح تغیر تقدیم و تاخیر کے ساتھ قاتل کی وجہ سے پیدا نہین ہوسکتا اور قاتل پر قصاص عائد ہونا
...اسکو عذاب الٰہی پہونچنا یہ امر شرعی ہے شرع نے رفع تنازع اور انسداد فساد اور انتظام کے لیے یہ سزا اُن
...کی بندہ اگرچہ فعل قتل کا خالق نہین مگر کاسب تو ضرور ہے جب وہ ایسے ناشروع فعل کے
...ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ موافق عادت کے اُسکے فعل کے بعد مقتول کی موت پیدا کر دیتا ہے اور
...کے ساتھ قائم ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے بندے کو اُسکے پیدا کرنے مین دخل نہین ہے اور
...کا وقت ایک ہے متعدد نہین جو موت علم الٰہی مین ہر شخص کے مرنے کے واسطے معین ہے جس طور سے مقرر اور
...کی گئی ہے اُسی وقت پر آتی ہے تقدیم و تاخیر نہین ہوتی اگر اس مین کچھ بھی تغیر و تبدل ہو تو
...الٰہی مین نقصان پایا جاے۔ اور حرام بھی رزق ہوتا ہے اور ہر ایک جاندار اپنی روزی پوری
...حلال ہو یا حرام کوئی شخص غیر آدمی کی روزی جو اللہ نے اُسکے لیے ازل مین اپنے علم اور
...ازلی کے ذریعہ سے مقدر کر رکھی ہے نہین کھا سکتا کیونکہ تقدیر الٰہی کے خلاف ہونا ممتنع ہے۔

دیدار الٰہی

...حق تعالیٰ کا ممکن ہے لیکن دخول جنت سے اول واقع نہوگی دخول جنت کے بعد

مسلمان البتہ حق تعالیٰ کی روئیت سے مشرف ہونگے اور روئیت کے دو طریق ہیں ایک یہ کہ اچھی طرح انکشاف ہوجائے کہ عقل کے ذریعہ سے اتنا یقین پیدا نہیں ہوسکتا پس گویا کہ نظر کے ساتھ دیکھنا ہے مگر یہ بات ہے کہ ایسا دیکھنا بغیر برابری اور مقابلے اور جہت اور رنگ شکل کے ہوتا ہے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قسم کی صورت پکڑ کر مسلمانوں کو دیدار دکھائے جیسا کہ احادیث صحیحہ میں صورتوں کا دیکھنا آیا ہے اس صورت میں اہل [illegible] اپنی آنکھ سے رنگ اور شکل اور مواجہ کے ساتھ دیکھیں گے جیسا کہ خواب میں روئیت واقع ہوتی [illegible] مگر جنت میں روئیت الٰہی ایسی بالمشافہ ہوگی کہ دنیا میں خواب کے اندر کبھی ایسی نہیں ہوئی [illegible] معلوم ہیں اور اُن پر ہمارا یقین ہے اور اگر اللہ اور رسول کا روئیت سے کچھ اور مطلب ہے تو ایمان اُس پر بھی ہے اگرچہ ہم واقف نہیں کہ وہ خاص کیا بات ہے۔ اور حق یہ ہے کہ روئیت کے جو شرائط مثلاً کیف وجہت و مکان و صورت و مقابلہ و قرب و بعد مسافت وغیرہ قرار دی ہیں عادی ہیں تمام اقسام حواس میں حواس کے لیے جو چند باتیں بطور عادت کے مقرر ہوگئی ہیں اُنکو شرائط و لوازم مان لیا ہے اور یہ جان لیا ہے کہ حواس کا کام بغیر ان کے نہیں چل سکتا [illegible] بجز وجود رائی و مرئی کے کوئی اور شرط نہیں ہے اگر یہ شرطیں روئیت کے لیے لازمی ٹھیریں [illegible] کہ روئیت الٰہی سے نسبت ممکنات کے بھی انکار کریں کیونکہ حق تعالیٰ جہت سے منزہ ہے اور اتصال اور مسافت متوسط کا درمیان رائی و مرئی کے متصور نہیں یہ شرائط تو اجسام رنگین اور اعراض کے لیے ہیں نہ اس ذات کے لیے جو مادے سے بالکل مجرد ہو اور قرآن میں جو آیا ہے لا تدرکہ الابصار یعنی اسکو نہیں پا سکتیں آنکھیں اس سے روئیت کی نفی لازم نہیں آتی کیونکہ ادراک کہتے ہیں شے کی حقیقت کے جان لینے کو اور آیت میں اسکی نفی کی گئی ہے اور یہ ہوسکتا ہے کہ کسی شے کی روئیت حاصل ہو اور اسکی حقیقت پر اطلاع نہ ہوسکے جیسا کہ چاند کو دیکھتے ہیں اور اسکی حقیقت کا ادراک نہیں کرتے یا ادراک اسے کہتے ہیں کہ مرئی کو اسکی تمام حدود ہیئت پورا پورا دیکھ لینا یعنی اُسکا احاطہ کر لینا اور عدم احاطہ سے عدم روئیت لازم نہیں آتی جیسا کہ علم کا احاطہ نہ کر لینے سے علم کا عدم لازم نہیں جائز ہے کہ روئیت ہو مگر احاطے کے ساتھ نہو جس کی آیت میں نفی کی گئی ہے۔ اور موسیٰ علیہ السلام کا سوال روئیت کے جواب میں خدا نے کہا لن ترانی یعنی تو مجھ کو ہرگز نہ دیکھے گا یہ انکار اس غرض سے

[illegible] جاری نہیں ہوئی ہے نہ اس وجہ سے کہ روئیت ناممکن الوقوع ہے اور غرض اس [illegible] ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کی طاقت ان آلات حسیہ سے کہ فنا پذیر ہیں [illegible] آخرت میں بھی نہ دیکھ سکے گا۔ بلکہ قصہ سوال حضرت موسیٰ علیہ السلام نسبت روئیت [illegible] ہے حجت ہے جواز روئیت کی اس لیے کہ انبیا علیہم السلام سے حق جاننے والا زیادہ [illegible] اگر روئیت محال ہوتی تو سوال حضرت موسیٰ کا مشعر غفلت تھا مسئلہ دینی سے اور ایسی [illegible] انبیا علیہم السلام سے محال ہے اور اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام روئیت الٰہی کو محال جانکر [illegible] تو سفاہت لازم آتی اور سفاہت سے انبیا منزہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو پہاڑ [illegible] پر اپنے دیدار کو معلق کیا تو معلوم ہوا کہ دیدار الٰہی جائز ہے اسلیے کہ ٹھیرا رہنا پہاڑ کا [illegible] اور معلق اوپر جائز کے جائز ہے۔

فرشتے

[illegible] کے فرشتے ہیں رات دن اللہ کی بندگی میں مصروف رہتے ہیں کبھی فرمان الٰہی کے بجالانے [illegible] نہیں کرتے صاحب پر و بازو ہیں حقیقت اُنکے پروبال کی خدا ہی جانتا ہے [illegible] ان صغیرہ و کبیرہ سے بری ہیں کوئی اُن میں مرد و عورت نہیں چار فرشتے اُن میں سے [illegible] ہیں ایک جبرئیل علیہ السلام جو پیغمبروں پر وحی لاتے ہیں دوسرے میکائیل [illegible] جو مخلوقات کو روزی پہونچاتے ہیں تیسرے اسرافیل علیہ السلام جو قیامت میں صور [illegible] چوتھے عزرائیل علیہ السلام ہیں جو روح کو قبض کرتے ہیں۔

کتب آسمانی

[illegible] کتابیں ہیں جو اپنے پیغمبروں پر اتاریں اور شمار اُنکا کسی دلیل قطعی سے ثابت نہیں [illegible] چار کتابیں ہیں جو پیغمبروں پر نازل ہوئیں وہ یہ ہیں توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر [illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر قرآن حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ [illegible] ان میں سے قرآن شریف پر عمل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور جتنی کتابیں ان کے سوا نازل [illegible] وہ سب منسوخ العمل ہیں یعنی اور کتابوں میں جو احکام قرآن شریف کے احکام کے مخالف [illegible] العمل ہیں اُن پر عمل کرنا درست نہیں اور نسخ میں بہت سی مصلحتیں ہوتی ہیں کیونکہ احکام

مصلحتون کے تابع ہوتے ہین اور بموافق اوقات کے بدلتے رہتے ہین اس وقت جو کتابین اس [illegible]
اہل کتاب کے پاس ہین وہ اصل نہین اہل کتاب اپنی کتب سماویہ کے مجموعے کو بائبل [illegible]
جو لفظ یونانی بمعنی کتاب ہے پھر اسکے دو حصے ہین (۱) عہد عتیق یعنی پرانی کتابین جس مین تو[illegible]
وزبور وغیرہ انتالیس کتابونکا مجموعہ ہے کبھی ان تمام صحیفون کے مجموعے کو مجازاً توریت کہتے ہین
یہود اور عیسائی سب مانتے ہین لیکن عیسائیون نے اس مجموعے مین نو کتابین اور داخل کی
جنکے تسلیم وعدم تسلیم مین انکے متقدمین ومتاخرین مین بڑا اختلاف ہے یہود ان نو کتابون
جعلی سمجھتے ہین (۲) عہد جدید اس مجموعے مین ۲۷ کتابین ہین اول انجیل متی جس مین حضرت
عیسیٰ کے بعد متی حواری نے مسیح کی پیدایش سے لیکر موت تک کے حالات کو تاریخ کے طور پر ز
عبرانی مین جمع کیا ہے دوم انجیل مرقس اس مین بھی مرقس نے ابتداء سے لیکر اخیر تک حضرت مسیح کی
سرگذشت اپنی یونانی زبان رومہ مین بیان کی ہے سوم انجیل لوقا یہ بھی حضرت مسیح کی تاریخ
جسکو لوقا نے زبان رومہ مین تالیف کیا ہے چہارم انجیل یوحنا اس مین یوحنا حواری نے
حضرت مسیح کا حال ابتداء سے انتہا تک رومہ مین لکھا ہے ان چارون تاریخون کو کہ جن کے ز
تالیف مین بڑا اختلاف ہے عیسائی اناجیل اربعہ کہتے ہین اور یہ تورات وانا جیل اربعہ ا
تورات وانجیل منزل علی موسیٰ وعیسیٰ جن کا ذکر قرآن شریف مین اکثر جگہ آتا ہے نہین وہ گم ہو گ
ہین بلکہ حسب اقرار علماے اہل کتاب تاریخ اور روزنامچے ہین کہ جن مین بہت عرصے بعد انبیا
حضرت مسیح کے احوال کو ابتداء سے انتہا تک معتبر اور غیر معتبر رواۃ سے بلا سند متصل مجہول لوگون نے
نقل کیا ہے اصل کتابین عبرانی وسریانی زبان مین ہین جو ملک یہودیہ کی قدیم زبان ہے
ان کے ترجمے یونانی اور لاطینی وعربی وغیرہ مین ہو گئے ہین اور عہد جدید مین اناجیل کے ساتھ
عیسائیون نے اور بھی بہت سے رسالے اور خطوط حواریون اور غیر حواریون کے ملاکر اپنی کتب
مین شمار کیا ہے اور سب کو واجب التسلیم قرار دیا ہے۔

معاد

ہونا کراماً کاتبین کا جو دو فرشتے ہین دونون شانون پر نیک وبد کام کے تحریر کرنے کے لیے
حق ہے اور مسلط ہونا ملک الموت کا وقت قبض ارواح کے حق ہے۔ اور عذاب قبر کا فرد

[illegible] ون کے واسطے اور نعمتین عابدون اور مطیعون کے لیے حق ہے اور منکر ونکیر کا سوال حق ہے
[illegible] مہیب صورت نیلی نیلی آنکھون والے قبر مین مردے کے پاس آتے ہین اور
[illegible] کہ پروردگار تیرا کون ہے اور دین تیرا کیا ہے اگر جواب موافق سوال کے دیا تو نازو
[illegible] مثل عروس خواب ناز مین استراحت کرے اور قبر اسکی ایک چمن [illegible] جنت سے
[illegible] عمدہ جواب سے برات نہوئی تو محنت وعذاب دیکھے اور قبر اسکے حق مین ایک غار
[illegible] دوزخ سے ہو قبر سے مراد عالم برزخ ہے کہ دنیا اور آخرت مین واسطہ ہے اور اُسے عالم
[illegible] کہتے ہین اور یہ عالم کہین آسمان وزمین پر کسی خاص جگہ نہین بلکہ اس عالم حس کا دوسرا
[illegible] قبر سے مراد یہان مدفن نہین تاکہ یہ کیفیت شامل اُن لوگون کی حالت بھی ہو جو دریا
[illegible] ہوگئے ہین یا آگ مین جل کر مرگئے ہین یا کسی جانور نے اُن کو کھالیا ہے اور عذاب
[illegible] ان دونون کو ہوتا ہے مطلع ہونا اُس کی کیفیت پر ضرور نہین اور بعد مرنے کے قبرون
[illegible] زندہ ہو کر اُٹھنا حق ہے عاقل ومجنون وصبی وجن وشیاطین وطیور وحشرات
[illegible] ظاہر ہے کہ جس نے اول عدم صرف اور نابود محض سے پیدا کیا اور کتم عدم سے وجود
[illegible] دوبارہ دگر بھی پیدا کرنے پر قادر ہے سباع وبہائم وغیرہ سے باہم دگر قصاص ہوگا اور
[illegible] جاوینگے اور جن وانس وشیاطین ہمیشہ دوزخ یا بہشت مین رہینگے اور [illegible]
[illegible] مقدار نیکی وبدی کی بندون کو معلوم ہو اور خداے علیم تو جانتا ہی ہے مگر یاد رہے
[illegible] وزن نہین ہوگا بلکہ اعمال نامون کا وزن ہوگا یعنی جن کاغذون مین بندون کے
[illegible] لکھے ہونگے وہ وزن ہو کر اُن کی کمیت معلوم کی جاوے گی کیونکہ اعمال اعراض ہین اور
[illegible] بھاری ہونا جواہر کی شان سے ہے مومن کو لازم ہے کہ ایمان تو ترازو کے ہونے اور اعمال
[illegible] لائے مگر دریافت حقیقت اور ادراک کیفیت کی جانب متوجہ نہو کہ کہان قائم ہوگی اور
[illegible] کر وزن کیے جاوینگے یا اعمال نامے وزن کیے جاوینگے تو اُن مین اوراق کی کمی بیشی اور
[illegible] اور ہلکے بھاری اور خط کے خفی وجلی ہونے اور سیاہی کی جمعیت اور عبارت کے

طول و قصر کی کیا کیفیت ہے اور نامۂ اعمال مسلمانوں کے داہنے ہاتھ میں سامنے سے اور کافرون کے پیٹھ کے پیچھے سے بائین ہاتھ مین ملنا حق ہے اور حساب لینا بندون سے ایک ایک ذرہ نیکی و بدی کا حق ہے اور گواہی اعضا کی حق ہے اور حوض کوثر حق ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے قیامت کے دن ہوگا اور اُسکا پانی دودھ سے سفید تر اور اُسکی بو مشک سے خوش تر ہوگی اور اُس مین تارون سے زیادہ اور روشن تر کوزے ہین جو کوئی اُسکا پانی ایک دفعہ پیے گا پھر کبھی پیاسا نہو گا۔ اور پل صراط حق ہے کہ حق تعالیٰ روز قیامت کو ایک پل دوزخ کی پشت پر بال سے باریک تر اور تلوار کی باڑھ سے تیز تر رکھے گا اور اُسپر سے سبکو گذرنا ہوگا بعض ہوا کی صورت بعض آب روان کی مانند بعض تیز گھوڑے کی چال سے بعض پیادہ چلنے والے کی رفتار سے بعض چیونٹی کی روش سے اُس پل کو طے کرین گے اور یہ سب تفاوت بقدر کمی بیشی اعمال حسنہ کے ہر شخص کے گذرنے مین ہوگا جتنے نیک اعمال زیادہ ہین اتنا ہی طے کرنا پل کا آسان ہے بعض یہ بھی نجانین گے کہ پل تھا یا نہ تھا اور بعض مجروح ہونگے اور بعض کٹ کر دوزخ مین گر پڑینگے۔

شفاعت جنت و دوزخ

شفاعت پیغمبرون اور علما و صلحا کی گناہگارون کے واسطے حق ہے مگر بعد اذن حق تعالیٰ کے اور جہان شفاعت کا منع آیا ہے وہان وہی شفاعت مراد ہے جو رب العالمین کے اذن اور رضا کے بغیر ہو اور جنت و دوزخ حق ہین اور دونون پیدا ہو چکی ہین اب بھی موجود ہین آدم و حوا کا قصہ دلیل قاطع ہے اسپر فنا نہو نگی ہمیشہ رہینگی البتہ بقدر آن واحد کے اس قول کے صادق آنے کے لیے کل شی ھالک الا وجہہ صور فنا کے وقت فنا ہو جائینگی۔ اور تعیین مکان بہشت و دوزخ کی از روے نص کے ثابت نہین ہے اور چونکہ آدمیون کے نزدیک آسمان و زمین سے کوئی چیز بڑی نہین ہے اسلیے تمثیل کے طور پر کہا عرضہا السموات والارض یعنی عرضہا کعرض السموٰت والارض یعنی چوڑائی بہشت کی مثل چوڑائی آسمان و زمین کے ہے اور اس آیت سے یہ مراد نہین ہے کہ جو عرض بہشت کا ہے وہی بعینہٖ آسمان و زمین کا ہے کیونکہ اس صورت مین تداخل اجسام لازم آتا

... ممتنع ہے اور جہان شارع نے سونا چاندی یا موتی وغیرہ کی چیزین جنت کے لیے بیان فرمائی ہین وہ ان معدنیات کی قسم سے نہین ہین ورنہ سمجھانا منظور تھا اس عالم کے لوگون کو پس جنت کی جو چیزین یہان کے سونے یا چاندی یا موتی کے مشابہ کسی وصف مین تھین اُنکے سمجھانے کے واسطے اُن کو سونے چاندی یا موتی سے تعبیر کیا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ سونا چاندی وغیرہ معدنیات یا عناصر کی چیزین ابد الآباد تک قیام پذیر نہین ہوسکتین بہشتی طرح طرح کی نعمتون سے خوش و خرم رہین گے اور دوزخی انواع انواع عذاب سے معذب ہوا کرینگے۔

شرائط قیامت

قیامت کی سب شرطین اور آخرت کے احوال جنکی مخبر صادق نے خبر دی ہے حق ہین جیسے آفتاب کا مغرب سے نکلنا کہ توبہ کے دروازے بند ہو جانے کا دن ہے اور دجال اور دابۃ الارض کا ظہور کرنا اور یاجوج ماجوج کا خروج کرنا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مسلمانون کی مدد کے لیے آسمان سے اُترنا اور تین خسف کا واقع ہونا ایک مشرق مین ایک مغرب مین اور ایک جزیرۂ عرب مین اور آسمانون کا پھٹ جانا اور کاغذ کی طرح لپٹ جانا اور تارون کا گر پڑنا اور اسرافیل کا صور پھونکنا ایک بار واسطے فنا کے اور دوبارہ واسطے زندہ ہونے کے اور باقی نرہنا سواے واحد قہار کے یہ سب باتین واقع ہونے والی ہین۔

ایمان

ایمان حق تعالیٰ پر فرض ہے اور ادراک فرضیت کے لیے عقل کافی ہے اور شرع اُسکی مؤید و موافق ہے اور ایمان تصدیق قلبی اور انقیاد و اقرار زبانی کو کہتے ہین تصدیق بغیر انقیاد و اقرار کے مفید نہین یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اور جو کچھ کہ وہ خدا کے پاس سے لائے ہین اُسکو دل سے سچ جاننا اور مان لینا اور اُن کی پیغمبری کو دل سے قبول کرنا اور زبان سے اُسکا اقرار کرنا اور اُسکی گواہی دینا ایمان کہلاتا ہے اور اعمال ماہیت ایمان کا جز نہین بلکہ مکملات ایمان سے ہین اسی واسطے انکا تارک دائرۂ ایمان سے خارج نہین ہوتا اور نیز اعمال مین کیفًا اور کمًا دونون طرح کی کمی بیشی پیدا ہوتی ہے جیسے فرض کو ادا کرنا مقبول

اور اطمینان اور تمام آداب کی رعایت کے ساتھ افضل ہے کیفیت میں نفل سے بلکہ اس فرض سے بھی بدرجہا افضل ہے جو ناقص طور پر ادا ہو اور دو فرض ادا کرنا افضل ہے تعداد کی رو سے ایک فرض کے ادا کرنے سے اسی طرح تمام فرض اور اس کے ساتھ ساری سنتیں اور نفل ادا کرنا صرف فرض سے ہر طرح بہتر ہے اور ایمان میں کمی و زیادتی نہیں ہوتی اس لیے کہ اگر تصدیق نہیں ہے تو مومن نہیں ہے اور تصدیق عبارت ہے علم الیقین سے اس میں گنجائش گھٹنے بڑھنے کی نہیں نہ یہ کہ جو شخص اعمال کا زیادہ پابند ہے وہ زیادہ مومن ہے جو گناہ ہوگا وہ کم مومن ہے کیونکہ جب اعمال جزو ایمان نہیں تو اعمال کی کمی بیشی سے ایمان میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی اور یہ بھی ایک معمولی سی سمجھ کا آدمی سمجھ سکتا ہے کہ ایمان اعتقاد کا نام ہے جو دل سے متعلق ہے اور اعمال اعضا کے کام ہیں اس لیے نہ اُن دونوں سے کوئی حقیقت مرکب ہو سکتی ہے نہ ان میں سے ایک دوسرے کا جز ہو سکتا ہے اور متعلق ایمان میں کچھ تفاوت نہیں یعنی معتقدات کے لحاظ سے سب مسلمان برابر ہیں ایمان کے لیے جن مسائل پر اعتقاد رکھنا ضروری ہے وہ سب کے لیے یکساں ہیں صحابہ اور تمام مسلمان اس لحاظ سے برابر ہیں کہ دونوں ایک ہی چیز یعنی توحید و نبوت کا اعتقاد رکھتے ہیں - اور ایمان و اسلام ایک چیز ہے دونوں میں تغائر نہیں اور اسلام و ایمان کے ایک ہونے سے یہ مراد ہے کہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتا دونوں میں تلازم ہے جب ایک کسی پر صادق آئیگا تو دوسرا بھی بالضرور صادق آئیگا یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی کی نسبت کہا جائے وہ مومن ہے اور مسلمان نہو یا یہ کہا جائے کہ وہ مسلمان اور حقیقت میں وہ مومن نہو - اور ایمان درمیان بیم و امید کے ہے اور وقت سکرات موت کے جب آخرت کے احوال نظر آتے ہوں اُس وقت کا ایمان لانا مقبول نہیں کیونکہ ایمان بالغیب چاہیے اور یہ ایمان بالغیب نہیں اور یہ کہنا نہ چاہیے کہ میں مومن ہوں اگر خدا نے چاہا کیونکہ اس کہنے سے ایمان میں شک پایا جاتا ہے اور شک یقین میں روا نہیں اگرچہ یہ کلمہ تبرک اور تادب کے واسطے اور جہاں کام خدائے تعالیٰ کی طرف حوالے کرنا ہوتا ہے وہاں بھی استعمال کرتے ہیں مگر ایمان کے ساتھ تبرکاً بھی اسکا استعمال درست نہیں اس لیے کہ موہم شک ہے ایمان پانچ قسم پر ہے (۱) ایمان مطبوع وہ ایمان ملائکہ کا ہے (۲) ایمان معصوم وہ انبیا کا ایمان ہے

(۳) ایمان مقبول وہ مومنوں کا ایمان ہے (۴) ایمان موقوف وہ بدعتیوں کا ایمان ہے (۵) ایمان مردود منافقوں کا ایمان ہے - اور گناہ کبیرہ کرنا بندۂ مومن کو اصل ایمان سے نہیں نکالتا ہے یعنی گناہ کبیرہ کرنے والا کافر نہیں بنتا بلکہ فاسق اور عاصی بنتا ہے اس لیے کہ تصدیق باقی ہے اور گناہ کبیرہ کرنے والے ہمیشہ دوزخ میں نہ رہینگے اگرچہ بے توبہ مرے ہوں اور جب تک خدائے تعالیٰ چاہیگا بقدر مکافات گناہوں کے اُن کو دوزخ میں رکھکر پاک و صاف کرکے پھر انکو بہشت میں داخل کریگا اپنے فضل سے یا جناب شفیع المذنبین کی شفاعت سے - اور مرتکب کبیرہ کی بخشش مشیت الٰہی پر ہے چاہے معاف کرے اور عذاب کرے اور جائز ہے وہ کبیرہ کو بے توبہ بطریق خرق عادت کے بخشدے اور صغیرہ پر عذاب کرے مگر حق تعالیٰ کفر و شرک کو نہیں بخشتا ہے اور یہ بات شرعاً و عقلاً دونوں طرح ثابت ہے اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے بموجب مومن مطیع کو ایمان و طاعت پر یقیناً ثواب دیگا اور وعدے سے قطع نظر ثواب دینا مطیع کو یا عذاب کرنا عاصی کا حق تعالیٰ پر واجب نہیں ہے - اگر کسی نے ایک کبیرہ سے توبہ کی اور دوسرے کبیرہ پر اصرار کیا تو توبہ اُسکی مقبول ہے اور جس نے جمیع کبائر سے توبہ کی اُسکو صغائر سے بھی توبہ کرنا ضرور ہے ورنہ احتمال عذاب باقی ہے - اور عفو کرنا حق تعالیٰ کا لوگوں کے صغائر کو بطور خرق عادت کے جائز ہے -

نبوت

واسطہ ہونا انبیا کا درمیان ممکنات اور واجب الوجود کے ضرور تھا کیونکہ ہدایت واجب او مخلوق کی نسبت معلوم ہے کہ باہم متغائر ہیں بالواسطہ ہونا چاہیے اور جو واسطہ دونوں کا برزخ ہو وہ انبیا علیہ السلام ہیں اللہ تعالیٰ نے اصلاح معاش و معاد کے لیے محض از راہ تفضل جنس بشر سے انبیا و رسل کو واسطے پیغمبری بھیجا کہ آدمیوں کو معرفت الٰہی سے کہ عقل اُسکے معلوم کرنے سے عاجز ہے آگاہ و مطلع کریں اور احکام الٰہی سے بہ نسبت واجب و مندوب و حرام و مکروہ و مباح کے خبردار کریں اور سب پیغمبروں کی معجزوں کے ساتھ تائید کی اور معجزے دلیل ہیں اُنکی نبوت کے حق ہونے پر اور معجزہ وہ امر خارق عادت

کو کہتے ہیں کہ اُس سے اظہار صدق دعوئ نبوت مقصود ہوتا ہے کیونکہ مخالف کو خداے تعالیٰ کی
طرف سے ایسے امر بنانے کی قدرت نہیں ہوتی بلکہ وہ عاجز ہوتا ہے اور طریقہ ہدایت کا از طرف
خداے عزوجل ہمیشہ ایسا ہی جاری رہا کہ ہر پیغمبر اور نبی اللہ کے زمانے میں جس علم اور عمل کی وجہ
قوم کو ضلالت ہوئی تھی وہی معجزہ اُس نبی کو خاصکر عطا ہوا جیسے حضرت موسیٰ کو ابطال سحر کا
خواہ حضرت عیسیٰ کو شفاے امراض لاعلاج مثل برص حقیقی اور کور مادرزاد کا اور ہمارے نبی کو فصاحت
وبلاغت - اور بواسطہ خبر متواتر ثبوت معجزات کے ہمارے حق میں اور بواسطہ حس صحابۂ کرام کے حق میں
عقل حکم کرتی ہے کہ حضرت محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بیشک رسول خدا ہیں
جو خدا کی طرف سے پیغام امر و نہی اور وعد و وعید کا لائے ہیں اور سب سے بڑا معجزہ اُن کا قرآن ہے
جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی کیا تھا قرآن کی عبارت اتنی اعلیٰ درجے کی فصیح و بلیغ ہے کہ کوئی شخص
فصحاے عرب سے باوجود حد باندھنے اور دشمنوں کی کثرت کے بھی کسی چھوٹی سی چھوٹی سورت کی
مثل نہیں بنا سکا حالانکہ وہ لوگ فصاحت وبلاغت میں آنحضرتؐ سے کسی طرح کم نہ تھے کیونکہ جہاں کے آپ
رہنے والے تھے وہیں کے وہ بھی بلکہ مجتمع ہوکر بھی اسکی مثل نہ بنا سکے باوجودیکہ اُنکو عار دلا کر کہا جاتا تھا
فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ یعنی قرآن کے کسی ٹکڑے کے مانند تم بھی بنا لاؤ اگر تم
سچے ہو مقابلہ حروف سے مقاتلہ سیوف اُن کے نزدیک آسان تھا - اور عدد انبیا و رسل کا دلیل قطعی
سے ثابت نہیں ہے پس ایمان لانے میں رسل اور انبیا پر عدد کا لحاظ نکرنا چاہیے کہ کفر بہ نسبت بعض
پیغمبروں کے اور اقرار نبوت بہ نسبت بعض کے کہ پیغمبر نہیں ہیں عائد ہو پس عدد سے درگزر کر کے انبیا
میں سے وہ جن کا ذکر قرآن میں وارد ہوا یا متواتر حدیث سے ثابت ہوا بصراحت اُن کی نبوت
اقرار کرنا چاہیے اور جنکا ذکر متواترات میں نہیں ہے اُنکی نبوت سے نہ اقرار کرنا چاہیے نہ انکار اول
انبیا میں آدم علیہ السلام ہیں اور آخر سب کے حضرت سرور عالم فخر بنی آدم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور
آنحضرتؐ خاتم پیغمبران ہیں بعد حضرتؐ کے کوئی پیغمبر نہ آیا اور نہ آئے گا شریک انکا نبوت میں اُن کے
زمانے میں کوئی نہ تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہ نازل ہونگے وہ بعنوان رسالت نازل نہ ہونگے بلکہ بطور
محمدی کے تابع ہونگے اور اپنے جسم عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر موجود ہیں جب اُن کو یہود نے
قتل کرنا چاہا تو خدا نے اُنکے مشابہ ایک اور آدمی کو کر دیا اور اُن کو آسمان پر اٹھا لیا چنانچہ اللہ فرماتا ہے

وقولھم انا قتلنا المسیح ابن مریم رسول اللہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم
یہود کا قول ہے کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہ پیغمبر اللہ کا تھا مار ڈالا اور حال یہ ہے کہ نہ
مارا ہے نہ سولی پر چڑھایا ہے لیکن وہی صورت بنگئی اُن کے آگے اور بعض کہتے ہیں کہ شُبِّهَ لَهُمْ
سے مراد نہیں مگر یہی اور شخص کی صورت حضرت عیسیٰؑ کی سی صورت ہوگئی مطلب یہ ہے کہ شبہہ
ڈالا گیا انکے لیے وہ شبہہ یہ تھا کہ جب حضرت عیسیٰؑ آسمان پر چڑھا لیے گئے تو سرداران یہود نے دانستہ ایک
آدمی کو عوام کی دھوکا دہی کی غرض سے سولی دیدی اور آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ وہ زندہ ہیں قیامت
کے قریب زمین پر اترینگے اور دجال کو قتل کرینگے اسکے بعد خدا اُنکو موت دیگا۔

عصمت انبیا و تفضیل انبیا

عصمت شرط نبوت ہے اور مطاع ہونا اُنکا لوازم نبوت سے ہے اور ظاہر ہے کہ بشر میں سے جو شخص
ان صفات سے متصف ہوگا اُس شخص سے جس میں یہ صفات نہوں افضل ہوگا لہذا انبیا و رسل افضل
خلائق ہیں اور خدا کے نزدیک محبوب ترین خلائق ہیں اور سواے نبی کے کوئی کسی وقت میں ادنیٰ
پیغمبر کو نہیں پہونچ سکتا پس تمام بنی نوع انسان سے کوئی شخص انبیا کے مرتبہ
کو نہیں پہونچ سکتا - البتہ انبیا آپس میں فاضل و مفضول ہیں یعنی بعضوں کا مرتبہ

بعضوں سے زیادہ ہے مگر یہ تحقیق نہیں کہ کون پیغمبران پیغمبرون مین بڑے رتبے والا ہے [illegible]
مرتبے مین کم ہے البتہ ہمارے پیغمبر سب انبیا علیہم السّلام سے افضل ہین نبوت اُن کی [illegible]
ہوئی ہے اور خود اُنھون نے اپنی فضیلت کی خبر دی ہے اور بر خلاف اور انبیا د [illegible]
کے وہ سب خلق کی طرف بھیجے گئے ہین اُن کی دعوت تمام عالم کے بنی آدم اور [illegible]
عام ہے مگر بعثت اولی عرب کے انس و جن کی طرف ہے اور اُن کے ذریعے سے دو [illegible]
ملکون تک رسالت پہونچی اس لیے کتاب آپ پر عربی زبان مین مذاق اہل عرب کے موافق
ہوئی تاکہ اُنکے ذریعہ سے اِس کلام پاک کے دقائق اور معانی اور احکام سلسلہ بسلسلہ اور عالک
پہونچ جائین اگر ہر قوم کے لغت کی رعایت رکھی جاتی تو اختلاف اور تحریف اور کمی بیشی اس
اُس کتاب مین ہو جاتی کہ اصل مطلب کا سمجھنا دشوار ہو جاتا اور جو ایسی کتاب نازل ہوتی وہ [illegible]
کے لغات و معانی بلکہ مخارج حروف و لہجہ نہین جانتے تھے پس کلام مجہول اللفظ و المعنی کو کس طرح
اوروں تک پہونچا سکتے اور وحی مین رویت فرشتے کی شرط نہین ہے اور وحی نبی کا خاصہ ہے۔ اور [illegible]
کا حکم پہونچانے مین سچے ہین اور جو امر و نہی کرتے ہین خدا کی طرف سے کرتے ہین اپنے دل سے [illegible]
پیغمبری پانے سے آگے بھی اور پیغمبری پانے کے پیچھے بھی اصلی اور طبعی کفر اور گمراہی سے پاک اور [illegible]
ہین اور کبائر بھی انبیا سے بعد نبوت عمداً صادر نہین ہوتے اور سہواً گناہ کبیرہ سے بھی معصوم
مطلق ہین کیونکہ ہم لوگ اُنکی اقتدا کے ساتھ مامور ہین جو کہ اُن سے قول و فعل صادر [illegible]
پس اُن سے کیونکر وہ چیز واقع ہوگی جو ناشایستہ ہو اور ہم اُنکی اقتدا کے ساتھ حکم کیے گئے [illegible]
اور جو صغیرہ ایسے ہین کہ اُن سے نفرت پیدا ہوتی ہے اور رذیلہ پن پایا جاتا ہے وہ انبیا [illegible]
نہ عمداً سرزد ہوتے ہین اور نہ سہواً ہر طرح معصوم ہین البتہ جو صغیرہ ایسے نہین ہین وہ انبیا سے سہواً ممکن [illegible]
ہین مگر اپنی خطا پر جمے نہین رہتے اُنکو غیب سے تنبیہ ہو جاتی ہے ہان اتنا ضرور ہے کہ جو سہو و نسیان [illegible]
اقوال مین جو خبر دینے اور احکام الٰہی اور شرائع کے پہونچانے سے تعلق رکھتے ہین جائز نہین کیونکہ [illegible]
کے خلاف خبر دینا کذب ہے اور کذب سے انبیا کی عصمت واجب ہے اس لیے کہ کذب کی وجہ سے [illegible]
خبروں سے وثوق اُٹھ جائیگا مگر جس بات کا کہ حق تعالی نسخ چاہتا ہے اُسکو فراموش کرا دیتا ہے اور [illegible]
کہ انبیا کسی کار مباح کا قصد کرین اور وہ اتفاقی طور پر معصیت ہو جائے۔ اور انبیا کی اس لغزش [illegible]

[illegible] اور جن جن انبیا سے زلّات سرزد ہوئے ہین سب معاف کر دیے گئے ہین اور نیز انبیا منزہ
[illegible] ہین اخلاق رذیلہ سے مثل عُجب اور حسد اور حقد اور جبن اور مکر وغیرہ کے اس لیے کہ
[illegible] اخلاق معاصی قلب ہین جو معاصی اعضا سے بدتر ہین۔ اصل فطرت انبیا علیہم السّلام کی ایسے
[illegible] انبیا سے واقع ہوئی ہے کہ صدور ایسے معاصی ... پر عام مکلفین کی نسبت وعید وارد ہے
[illegible] عطا ہوا ایسے مادۂ فاضلہ اور جوہر لطیفہ کا امر ذاتی ہے اصل فطرت مین نہ کسبی اور نہ کوئی
[illegible] بحالت اکتساب ترقی کرتے ہوئے مدارج کمال مین اُن کے رتبے کو پہونچنا۔

معراج

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کی بیداری مین مع روح اور جسد مقدس کے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور
[illegible] آسمان تک پھر جہان تک کہ خدا تعالی نے چاہا حق ہے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس تک
[illegible] قرآن سے ثابت ہے انکار اسکا کفر ہے اور طباق سماوات سے گذرنے مین احادیث صحیحہ مشہورہ
[illegible] انکار اسکا گمراہی و فسق ہے اور آگے اس سے جانا اور عجائبات طرح طرح کے مشاہدہ کرنا
[illegible] احاد سے ثابت ہے انکار اس کا موجب محرومی ثواب اور درجات اخروی ہے اور معراج
[illegible] کے اوپر مخصوص ہے واسطے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور لیجانا حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا
[illegible] کے اوپر ان کے حکم توفی مین تھا۔

اہل بیت تفضیل صحابہ

[illegible] مقصود حضرت کی اولاد اور بیبیان ہین اور امام حسنؓ و حسینؓ بھی اہل بیت مین سے ہین
[illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت علی کو مصاحبت و ملازمت رہی ہے اس لیے وہ بھی
[illegible] ہین اور حضرت کے اصحاب سب امت سے بہتر اور افضل ہین اور خلفاے اربعہ سب اصحاب سے
[illegible] ان کی افضلیت بترتیب خلافت ہے یعنی پہلے ابو بکر صدیق پھر حضرت عمر فاروق پھر
[illegible] عثمان ذی النورین پھر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم اجمعین افضل ہین اور فضیلت کے

یہاں معنے عنداللہ زیادتی ثواب کے لیے جاتے ہین اور کسی دوسری وجہ کی تفضیل مثلاً کثرت علم
نسب و شجاعت و مروت وغیرہ جنکو عرف مین فضیلت سمجھتے ہین یہان مقصود نہین پس جس کو کثرت
کی وجہ سے تفضیل حاصل ہو اس کے لیے یہ بات منقصت کا موجب نہین ہے کہ غیر شخص اُس سے
دوسری قسم کی صفت عرفی مین زیادہ ہو مثلاً کوئی صحابی کثرت روایت مین حضرت ابوبکر سے
ہو تو اس فضل جزئی سے اُن کے فضل کلی مین نقصان نہین آتا کیونکہ من جمیع الوجوہ ایک
تفضیل دوسرے صحابی پر محال ہے اسلیے کہ تفضیل حضرت علی کی جہاد سیفی اور سنانی اور فن
ہاشمیت خصوصاً زوجیت بتول مین صدیق اکبر پر قطعی ہے پس مراد تفضیل سے یہی ہے کہ جس
کے ساتھ زیادہ مشابہت تھی ریاست امت کے معاملے اور دین کی محافظت اور فتنے و فساد
مٹانے اور احکام شریعت کے جاری کرنے اور ملکون مین اسلام پھیلانے اور حدود و تعزیرات
کرنے مین کہ یہ باتین ثواب کی ہین وہ افضل ہے اور خلفاے اربعہ کے بعد باقی عشرہ مبشرہ یعنی طلحہ
و عبدالرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص و سعید بن زید و ابوعبیدہ بن جراح صحابہ مین
ہین بعد عشرہ مبشرہ کے اُن صحابہ کو فضیلت حاصل ہے جو جنگ بدر مین شریک ہوے اور بعد ان
اُن صحابہ کو فضیلت ہے جو جنگ احد مین شریک ہوے اور بعد اہل احد کے اہل بیعت رضوان کو
اور عشرہ مبشرہ اور بی بی فاطمہ اور خدیجہ اور عایشہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم جنتی ہین
اسلام مین اُنکا مرتبہ اعلیٰ ہے اور بی بی فاطمہؓ سردار ہین سب بہشت کی عورتون کی اور حسن
سردار ہین جوانان اہل بہشت کے اور ابوطالب حالت کفر پر مرا ہے اور جناب رسالت آب
اہل بیت گناہون کے صدور سے محفوظ تھے معصوم نہ تھے عصمت انبیا سے خصوصیت رکھتی
ان بزرگون کا حال دوسرے مجتہدین کا سا ہے کہ اپنے اجتہادات مین مصیب بھی ہوتے ہین اور
اور جس طرح انبیا سے زلات سرزد ہوتے ہین ان سے بھی سرزد ہوئے ہین اور وہ
کہ ایسے امور اُن سے بھول چوک کر واقع ہو جاتے ہین جو اُن کے مراتب کے خلاف
اسکی یہ ہے کہ جب حضرت صدیق نے حضرت فاطمہ زہرا کی مرضی کے موافق باغ فدک تقسیم کیا تو
ناخوش ہوگئین اور حضرت ابوبکر سے ترک کلام کر دیا اور برابر ترک کلام کے رہین یہانتک کہ
وفات ہوگئی یہ بی بی صاحبہ کی طرف سے زلت واقع ہوئی جس مین کسی قسم کا گناہ نہین ہے

خلافت

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیس برس تک رہی بعد اُسکے بادشاہت اور سرداری
حضرت ابوبکر کی مدت خلافت دو برس اور چار مہینے اور حضرت عمرؓ کی دس برس اور چھ مہینے
عثمان کی بارہ برس چند روز کم اور حضرت علیؓ کی چار برس اور نو مہینے ہے اس حساب سے
چارون خلفا کی اُنتیس برس اور سات مہینے مین تمام ہوتی ہے اور پانچ مہینے جو باقی رہے
حضرت امام حسن خلیفہ رہے پس یہ بھی خلفا مین سے ہوے اور یہ خلافت راشدہ ہے
کے طور پر ہے اور رسول علیہ السلام کی نیابت ہے جب خلافت راشدہ کا زمانہ گذر چکا اور حکومت
کا دور شروع ہوگیا تو حضرت امام حسنؓ نے معاویہ سے جو بر سر نزاع تھے صلح کر لی اور خلافت
کامل ہوگئے پس یہ صلح امام حسن کی مقبول تھی اور معاویہ اسلام کے پہلے بادشاہ تھے۔
کا خروج خلافت راشدہ کے دعوے کے ساتھ نہ تھا بلکہ وہ رعایا کو یزید کے پنجۂ ظلم سے
لیے گئے تھے تاکہ اُسکا تسلط جمنے نہ پائے کیونکہ ابھی تک اُسکا پورا پورا تسلط نہین ہونے
اہل مکہ و مدینہ و کوفہ نے بھی اُس سے برضا و رغبت بیعت نہ کی تھی اور حدیث مین جو آیا ہے
خلافت سے تعرض نکرنا چاہیے یہ اُس صورت مین ہے کہ اُسکی سلطنت بلا مزاحمت و منازعت
اور خلفاے راشدین کے بعد سلاطین اسلام پر لفظ خلفا کا استعمال مجازاً ہے اور خلفاے
خلافت کا ثبوت نہایت بدیہی ہے جبکہ مفہوم خلیفہ کا اور اُس کی شرطین ذہن مین تصور کرین
ان خلیفہ کی سوانح عمری اور احوال تاریخی پر نظر ڈالین تو عقل بالبداہت حکم کرتی ہے کہ
خلافت کی شرطین ثابت ہین اگر خلافت کے ثبوت کا خفا ان مین کچھ ہے تو وہ دوسرے معانی
سے ہے جو مفہوم خلافت مین مان لیے گئے ہین جیسے شیعہ عصمت اور وحی باطنی امام مین ہونا
ہین ورنہ یہ مسلمان بھی تھے عاقل بھی تھے بالغ بھی تھے آزاد بھی تھے مرد بھی تھے اعضا

بھی ان کے درست تھے قریش بھی تھے مجتہد بھی تھے اور انھون نے کافرون سے جہاد [illegible]
بلاد روم و عجم کو انھون نے تسخیر کیا ہے اور خلافت کے لیے اِسی قدر کافی ہے اور جس قدر [illegible]
نے اُن پر افترا کیا ہے اور عیب لگائے ہین اُس کا مرجع امر مختلف فیہ ہے جسے سوائے اُن [illegible]
اور مسلمان صحیح نہین جانتے ہین۔

صحابہ پر طعن نکرنا چاہیے

اگرچہ بڑے بڑے صحابہ عمداً گناہون کے صدور سے محفوظ تھے مگر یہ نہ تھا کہ تمام صحابہ مین
کوئی بھی قابل لعن نہو اس لیے کہ بعض صحابہ سے شراب خوری ثابت ہوئی ہے اور جناب سرور [illegible]
نے اُنپر حد جاری کی ہے اور مسطح بن اثاثہ اور حسان بن ثابت سے بی بی عائشہ تہمت زنا [illegible]
اور اُنپر حد جاری کی گئی اور ماعز اسلمی نے زنا کیا اور سنگسار کیے گئے مگر اتنا ضرور ہے کہ جو [illegible]
خیر البشر کے اُن کی خطائین قابل گرفت نہین دیکھو اللہ پاک نے حضرت آدمؑ کے حق مین [illegible]
وَعَصٰی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی یعنی آدمؑ نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور گمراہ ہوگیا اور حضرت یو[illegible]
شان مین کہا وَهُوَ مُلِيْمٌ یعنی وہ ملامت مین پڑا ہوا تھا باوجود اسکے حضرت آدمؑ کو گنا[illegible]
گمراہ کہنا کفر ہے اور حضرت یونسؑ کے حق مین لفظ مُلِیْم استعمال کرنا ناجائز اس وجہ [illegible]
کو مناسب ہے کہ صحابہ کے حق مین کلمۂ خیر کے سوا کچھ نکہین اگر کچھ برخلاف خیر و خوبی کے منقول [illegible]
چشم پوشی کرین کیونکہ صحابہ و محبین رسول کے بُرا کہنے مین اگر دلائل قطعی کی مخالفت ہے [illegible]
جیسے بی بی عائشہ پر زنا کی تہمت کرنا اس لیے کہ خدائے تعالی نے اپنے کلام پاک مین اس [illegible]
اُن کی بریت بیان کر دی ہے اور اگر ادلۂ قطعی کا خلاف نہو تو یہ گناہ کبیرہ ہے پس کسی صحابی [illegible]
لعنت نکرنا چاہیے نہایت کار کسی صحابی کا خلیفۂ برحق سے بغاوت اور اُسپر خروج ہوگا تو [illegible]
کبیرہ ہے اور مرتکب کبیرہ قابل لعن نہین قرابت داران رسولؐ نے اپنے دشمنون کی تکفیر [illegible]
کی جہاد رون کو کرنا چاہیے اور نفرت جو انکو مخالفین سے تھی بوجہ نزاع اور جنگ وجدل [illegible]
پیدا ہوگئی تھی مگر ایمان و اسلام مین اُن کے کسی طرح کا کلام نہ تھا اللہ تعالی نے لعنت [illegible]
فضول کام سے اپنے بندون کو معاف رکھا ہے اسلیے کہ اگر کوئی عمر بھر ابلیس پر لعنت کرے تو اس [illegible]
قیامت کو سوال نہ ہوگا کہ تو نے لعنت کیون نہین کی اور لعنت کرنے کی صورت مین تو سوال کا اندیشہ [illegible]

[illegible] ولی باجبر یعنی گناہ کبیرہ ہے کفر نہین توبہ سے کفر بھی مغفور ہے تو گناہ کبیرہ بدرجۂ اولی
[illegible] ہو سکتا ہے دیکھو وحشی نے حمزہ عم رسول علیہ السلام کو قتل کیا اور جب وہ مسلمان ہوگیا تو وہ
[illegible] گناہ معاف ہوگیا پس گناہگار مسلمان کو بُرا کہنے سے زبان روکنا چاہیے کیا عجب
[illegible] اُسے توفیق توبہ دی اور حسن خاتمہ نصیب کیا ہو۔

تکفیر اہل قبلہ

[illegible] اور جو مسلمانون کے قبلے کی طرف نماز پڑھتے ہین اور قرآن و حدیث کے ساتھ تمسک
[illegible] ہین اور شہادتین کی تصدیق و اقرار کرتے ہین کافر کہنا نہ چاہیے جب تک کہ کوئی قول و فعل
[illegible] اُن سے صریح کفر نہ پایا جائے جیسے معاد کا یا خدائے تعالی کے وجود کا یا نبی کا یا اور ضروریات
[illegible] کا انکار کرنا اور کفر کا التزام کفر ہے اُسکا لزوم کفر نہین۔ اگر مدلول نص کو مدلول نص اعتقاد
[illegible] ہے تاویل انکار کرے اور کہے کہ ہرچند نص وارد ہے مگر مین اس بات کو قبول نہین کرتا یہ کفر کا
[illegible] ہے اور اگر نص کو تاویل کرکے اگرچہ وہ تاویل حقیقت مین صحیح نہو مدلول ظاہر کو نہ مانے تو یہ
[illegible] کفر ہے کیا تم نہین دیکھتے ہو کہ جب کسی حکم منصوص کا جو نص قطعی سے ثابت ہے تاویل باطل کے
[illegible] انکار کرتے ہین تو کفر لازم نہین آتا سو یہی حال **شیعہ** کا ہے کہ وہ دین محمدی کو حق جانکر
[illegible] لاتے ہین اور انھون نے اُس اجماع سے جو خلفائے ثلثہ کی خلافت پر ہوا ہے اجماع سمجھ کر
[illegible] نہین کیا ہے بلکہ ایک شبہ اُن کے دل مین پیدا ہوگیا ہے جس سے اجماع کے منکر ہین اور وہ
[illegible] ہے کہ علی مرتضیٰ نے بسبب تقیہ کے خلفائے ثلثہ سے بیعت کی تھی اور حقیقت مین اُن کے
[illegible] حق ہونے کے معتقد نہ تھے پس در اصل اجماع منعقد نہین ہوا تھا اگرچہ یہ شبہ باطل ہے مگر
[illegible] کے عندیے مین تو صحیح ہے اس لیے تکفیر سے روکتا ہے پس اس طرح کی باتین بدعت ہین
[illegible] تاویل سے صادر ہوئی ہین اور یہان سے عدم تکفیر **خوارج** کا بھی سبب ظاہر ہوتا ہے اور یہ جو
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق مین فرمایا ہے یمرقون من الدین کما یمرق السہم
[illegible] الرمیة یعنی دین سے ایسے نکل جاوینگے جیسے تیر شکار مین سے اس سے مقصود نکل جانا امام
[illegible] کی اطاعت سے ہے اور حقیقت مین اسلام سے نکل جانا مراد نہین اور عموماً صحابہ خصوصاً

شیخین کو بُرا کہنا کفر نہیں فسق ہے اس لیے کہ مسلمان کو بُرا کہنا فسق ہے اور صحابہ اور دوسرے مسلمان اس حکم میں برابر ہیں بالفرض اگر کوئی مسلمان خلفائے راشدین میں سے کسی کو قتل کرڈالے تو بھی وہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا اور ظاہر ہے کہ بُرا کہنا قتل سے کمتر ہے ہاں معاصی کا حلال جاننا کفر ہے جس طرح ترک صلوٰۃ کفر نہیں بلکہ ترک کو حلال جاننا کفر ہے۔ تکفیر شیعہ ہمارے ائمہ متقدمین کی رائے نہیں یہ افواہ متاخرین میں پھیل گئی ہے۔ امر صحیح اور قول حقی یہ ورجح ہے کہ جو شیعہ منکر ضروریات دین ہیں وہ کافر ہیں شرکت اُن کے ساتھ مثل شرکت اسلام کے جائز نہیں اور جو ایسے نہوں مگر صحابہ کو بُرا کہتے ہوں وہ فاسق ہیں کافر نہیں اور یہ جو امام ابو حنیفہ و امام شافعی سے مروی ہے کہ شیعہ کے پیچھے نماز نا جائز ہے سو یہ بات اُنکے کفر کی وجہ سے نہیں بلکہ اہل سنت کو اُن کی اقتدا سے روکا ہے کیونکہ اُنکی بدعت نے زور پکڑا تو اُن کے ایمان میں شبہہ پیدا ہوا پس اہل سنت کو حکم دیا کہ اُن کے پیچھے نماز خراب ہوگی

کرامات اولیا

کرامات اولیاء اللہ کی حق ہے اور **کرامت** ایسے فعل خارق عادت کو کہتے ہیں جو نہ دعوے نبوت کے ساتھ مقرون ہو اور نہ کفار کے مقابلے میں واقع ہو اور جس شخص سے کرامت صادر ہو وہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا عارف ہو بقدر طاقت بشری اور نشانی اسکی یہ ہے کہ زہد اور تقوی اختیار کرے اور یاد حق میں ہمیشہ مشغول رہے خلاف طریقت و سنت نبوی کے کوئی کام نکرے اعتماد اُسکا خدا پر ہو ما سوی اللہ سے بالکل قطع تعلق کیا ہو اور عشق و محبت سے اُسکے ظاہر و باطن میں سرایت کیا ہو بالجملہ ولی کے واسطے طاعت پر مواظبت شرط ہے اسی مواظبت کو عرف میں استقامت کہتے ہیں پس اگر دین پر مستقیم نہوگا اور اُس سے کوئی خرق عادت صادر ہو تو وہ کرامت نہیں بلکہ **استدراج** اور **مکر اللہ** ہے اور حق تعالیٰ جب چاہتا ہے ولی سے کوئی بات کرامت کی کروا دیتا ہے ہر وقت اُس سے کرامت ظاہر نہیں ہوتی اور یہی معنے ہیں خرق عادت کے اگر ہر وقت اُس سے کرامت ہوا کرتی تو عادت ہو جاتی خرق عادت نام نرہتا اور خرق عادت کی بہت سی قسمیں ہیں جیسے کسی پوشیدہ بات کا ظاہر کرنا اور ظاہر کا پوشیدہ کردینا اور دعا کا قبول ہوجانا اور مسافت بعیدہ کا تھوڑے سے عرصے میں طے کرلینا اور غائب چیزوں پر مطلع ہونا اور اُن کی خبر بیان کرنا

ایک وقت میں مختلف مقاموں میں ظاہر ہونا اور حیوانات و نباتات و جمادات کا کلام سننا اور کھانے پینے کی چیزوں کا حاجت کے وقت بلا سبب بہم پہونچا دینا اور پانی پر چلنا اور ہوا میں اڑنا اور ایسی طاقت کا ظاہر کرنا جو قوت بشری سے باہر ہو۔ اور کرامات اولیا اُنکے نبی کے واسطے معجزہ شمار کی جاتی ہیں کیونکہ پیرو لوگوں سے ایسے امور کا ظاہر ہونا اُس نبی کی صداقت کے لیے دلیل ہیں ہے

ولی نبی کے رتبے کو نہیں پہنچتا

کوئی ولی نبی کے مرتبے کو اللہ تعالیٰ سے قرب و رُتبے کے نزدیک فضل و کرامت میں نہیں پہنچتا کیونکہ ولی کے لیے پیغمبر پر ایمان لانا فرض ہے اور ولی مامون العاقبۃ نہیں اور پیغمبر خوف خاتمہ سے بری ہے اور معصوم ہے اور ولی کا نفس بالذات معصوم نہیں البتہ محافظت کرنے سے بُرے کاموں سے بچتا رہتا ہے اور پیغمبر کے پاس وحی آتی ہے فرشتوں کا مشاہدہ کرتا ہے اور لوگوں کے اس پیغام پہونچانے کے لیے مامور ہے بخلاف ولی کے بلکہ اسپر تو دلیل کی بھی ضرورت نہیں اس لیے کہ اولیا کو مرتبہ ولایت اللہ کی اطاعت سے حاصل ہوتا ہے اور انبیا کی اطاعت بھی عین اللہ کی اطاعت ہے چنانچہ قرآن میں خود اللہ فرماتا ہے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ

تکالیف شرعی عاقل و بالغ سے ساقط نہیں ہوتیں

کوئی آدمی اس مرتبے کو نہیں پہنچتا کہ احکام دینی اور تکالیف شرعی اُس سے ساقط ہو جائیں بشرطیکہ عاقل و بالغ ہو خواہ کوئی نبی یا ولی ہو یا مومن صالح ہو یا کوئی اور ہو کسی سے بے عُذر شرعی احکام شرعی معاف نہیں جس طرح اور سب پر فرض و واجب ہیں اسی طرح ولی نبی پر بھی کیونکہ جس قدر خطابات تکلیف شرعی میں وارد ہیں سب عام ہیں کسی کی اُن میں خصوصیت نہیں۔

نصوص شرعی ظاہر پر محمول ہیں

آیات قرآن و احادیث کا ظاہر پر محمول ہونا ضرور ہے کیونکہ سب ظاہر قرآن و حدیث کے ساتھ متعلق ہیں مگر جس کا کہ ظاہر سے پھیرنا ہوا اور ثابت ہوا ہو اسکی تاویل چاہیے اسکے سوا جائز نہیں

شیعۂ باطنیہ کہتے ہیں کہ کتاب و سنت میں وضو اور تیمم اور نماز اور روزہ اور زکوٰۃ اور حج اور
اور دوزخ اور قیامت وغیرہ کی نسبت جو کچھ وارد ہوا ہے وہ ظاہر پر محمول نہیں سب کے
معنے ہیں اور جو معنے لغت سے مفہوم ہوتے ہیں وہ شارع کی مراد نہیں مثلاً حج سے مراد امام تک
پہنچنا ہے اور روزے سے مذہب کا مخفی رکھنا اور نماز سے مراد امام کی فرمان برداری وغیرہ
مصباح الہدایت میں لکھا ہے کہ صوفیہ کے ساتھ جھوٹی مشابہت رکھنے والی ایک جماعت ہے
باطنیہ اور مباحیہ کہلاتے ہیں کہتے ہیں احکام شرعی کی پابندی عوام کے لیے ہے جو ش
ظاہری باتوں کے سوا کچھ نہیں سمجھتے باریکیوں اور حقائق و دقائق سے نابلد ہیں۔ خواص اور
طریقت کی سمجھ عالی ہے انکے لیے رسوم ظاہری کی قید ضرور نہیں اسی لیے انھوں نے کہا ہے کہ
و احادیث کے معانی یہ نہیں ہیں جو الفاظ کی ظاہر دلالت سے سمجھے جاتے ہیں بلکہ قرآن کو
اور اللہ کے رسول اور اولیاء اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا مثلاً اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کے یہ معنی
کہ نماز پڑھو بلکہ نماز مناجات ہے اللہ تعالیٰ سے حضور قلبی کے ساتھ اور یہ قیام و قعود محض بیکار
اور روزے کی اصل یہ ہے کہ نفس کو اُسکی خواہشوں کے پورا کرنے سے روکے اور زکوٰۃ کی اصل
یہ ہے کہ مال کی محبت یک قلم دل سے نکال ڈالے اور حج کی اصل سیر ہے اللہ تعالیٰ کی طرف
اور مناسک کی اصل سیر ہے اللہ میں اور اس میں خیال جانا وغیرہ وغیرہ یہ سب ملحدانہ با
اصل شرع کی ہادم ہیں بلکہ ان سے دراصل نبی علیہ السلام کی تکذیب ہوتی ہے۔ اور مدار شر
احکام ظاہری اور تکالیف خارجی پر ہے اگر باطنی طریقوں اور تلقین کا اعتبار کیا جائے تو
باتیں بیکار رہ جاتی ہیں سب کا دار و مدار شیون قلبی پر آکر ٹھہرتا ہے اور اس سے شریعت
باطل کرنا ہے دوسرے جب قرآن کے معانی اللہ اور رسول اور اولیاء اللہ اور علمائے
باطنیہ کے سوا اور کوئی نہیں سمجھتا تو پھر تمام خلق کے لیے قرآن کا بھیجنا لغو اور بیکار ٹھہرتا ہے
حالانکہ قرآن کے نزول سے مقصود ہدایت ہے ہاں جو حقائق اور دقائق قرآن محققین اہل
سلوک سمجھتے ہیں حق ہیں لیکن وہ ظاہری معنے کا انکار نہیں کرتے بلکہ انکو مانکر پھر اور دقائق
نکالتے ہیں کہ ظاہری مرادات سے منطبق ہوتے ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں رکھا ہے
کیونکہ قرآن کے لیے ظہر اور بطن احادیث صحاح سے ثابت ہے۔

تناسخ

[illegible] اور دنیا میں قیامت سے پہلے رجوع نہیں ہے اور تناسخ ارواح کا معنی یہ اعتقاد کہ انسان
[illegible] ہے اسکو جزا و سزا اسی دنیا میں اس طرح دیجاتی ہے کہ روح ایک جسم عنصری سے متعلق ہوتی اور
[illegible] اس تعلق کے دوسرے جسم عنصری سے جو پہلے سے مغائر ہوتا ہے متعلق ہوتی ہے باطل ہے کیونکہ

[illegible]

(۱) مجرم کو سزا دیتے ہین تو اُس کو اول جرم کی اطلاع دینا ضرور ہے کہ فلان جرم فلان وقت مین
تو نے کیا تھا اُس کے عوض یہ سزا دیجاتی ہے لیکن کوئی انسان اس بات کا علم نہین رکھتا
کہ مجھکو جو تکلیف لاحق ہے فلان جرم کی وجہ ہے جو اس جسم کے حاصل کرنے سے پیشتر کسی اور
سے تعلق رکھنے کی حالت مین سرزد ہوا تھا پھر ایسی بے خبر سزا سے کیا فائدہ ہے (۲) اگر تناسخ
تبدیل ابدان ہوکر انسان اپنے اعمال کی سزا پاتا ہے تو بتلایئے شروع ہستی مین انسان نے
کونسا عمل کیا جس کی وجہ سے جسم انسانی حاصل ہوا اور گائے گھوڑے اونٹ اور ہاتھی نے
کونسا عمل کیا جس سے ابتدا مین یہ جسم ملا پس ہر ایک نوع حیوانات جدا جدا مخلوق ہے اور
دار العمل ہے اور آخرت دار الجزا ہے (۳) اللہ تعالیٰ مجرمین کی زبانی کہتا ہے یالیتنا نرد
ولا نکذب بآیات ربنا کاش ہم پھیرے جائین اور نہ جھٹلائین نشانیان اپنے رب کی
(ایضًا) ربنا ابصرنا وسمعنا فارجعنا نعمل صالحا اے رب ہمنے دیکھ لیا اور سن لیا اب
پھر بھیج کہ ہم اچھے کام کرین پس اگر تناسخ ارواح واقع مین ہوتا تو اللہ تعالیٰ اُن کے جواب مین
فرماتا کہ تم آرزو پھر جانے کی کرتے ہو تم کو تو کئی دفعہ دنیا مین لوٹا دیا ہے مگر ایسا نہین فرمایا۔

مُردون کے لئے دعا و صدقہ

زندون کی دعا مُردون کے واسطے اور صدقہ دینے مین مُردون کی طرف سے مردون کو نفع [illegible]
اور خدائے تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے دعاؤن کو قبول کرتا ہے اور حاجتون کو پورا کرتا ہے کیونکہ
اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے لیے سبب پیدا کیا ہے بعض اسباب ظاہر ہین بعض چھپے ہین اسباب کی
تاثیر کا ایک اندازہ ہے جب اللہ چاہے اُسکی تاثیر اندازے سے کم زیادہ کردے جب چاہے [illegible]
کے آدمی کبھی کنکری سے مرتا ہے اور کبھی گرنے سے بچتا ہے اندازے کو تقدیر کہتے ہین جو تقدیر
ہین ایک بدلتی ہے اور ایک نہین بدلتی جو تقدیر بدلتی ہے اُسکو معلق کہتے ہین اور جو نہین [illegible]
اُسکو مبرم بولتے ہین پس اللہ نے دعا کرنے اور صدقہ دینے کو تقدیر کے رد کرنے کا سبب بنا [illegible]
کہ یہی مقدر کیا ہے کہ جب بندہ دعا کریگا اور صدقہ دیگا تو نفع پہونچیگا بلا اُسکی دفع ہوگی اور
اسباب عالم باوجود قضا و قدر الٰہی کے یہی حکم رکھتے ہین جیسے کہ دوا پر طبیب شفا کے لیے [illegible]

[illegible] وہ دوزخ مین داخل ہونے کے لیے تقدیر معلق کے تغیر سے اللہ کے علم مین تغیر نہین
[illegible] بلکہ بہ نسبت خلق کے تغیر ہوتا ہے۔

امامت

[illegible] عامہ ہے اہل اسلام اور ذمیون وغیرہ کے دین و دنیا کے کامون کی حفاظت
[illegible] نیابت کے رسول علیہ السلام کی طرف سے یعنی علم دین کا جاری کرنا اور ارکان
[illegible] کرنا اور نیک کامون کے لیے حکم فرمانا اور بُرے کامون سے منع کرنا اور مظلومون پر
[illegible] قاضی مقرر کرنا اور شرعی سزائین جاری رکھنا وغیرہ وغیرہ جس طرح نبی علیہ السلام
[illegible] البرکات سے انجام پاتے ہین اسی طرح یہ شخص بھی جو منصب امامت کے ساتھ نامزد
[illegible] دیگا پس اگر کوئی بادشاہ نہو اور اُسکا حکم نہ مانا جائے وہ ہرگز امام نہوگا امام کہنا ہی
[illegible] فرض کرین اور جانین کہ یہ فاطمی ہے اور معصوم بھی ہے اور طاعت بھی اُسکی واجب ہے
[illegible] زبردستی شمشیر ملک پر قبضہ حاصل کرے اور شرع کے احکام کو اُٹھائے اور تمام رعایا سے
[illegible] لیتا رہے اور دین اسلام کے کام مین مصروف نہو وہ امام کہلائے گا اور جو امام
[illegible] والا تسبیح ہاتھ مین رکھنے والا ہمیشہ کتب علمیہ کا مطالعہ کرنے والا طلبا کو پڑھانے والا
[illegible] کتابین تصنیف کرنے والا دقائق کا حل کرنے والا اور خون ریزی اور کفار کا مال چھیننے
[illegible] کے عہد مین بعض آدمی بعض پر ظلم کرین اور قوی ضعیف کو ستائین اور
[illegible] مفسدون کے ہاتھ سے آبرو بچانی مشکل ہو تو ایسے امام کی احتیاج سمجھا تو انکو نہین
[illegible] امامت و سلطنت کے لئے ضروری ہے وہ اس سے حاصل نہین ہوتا۔ اور امامت کے
[illegible] تین طریقے ہین نص۔ اختیار دعوت پچھلے دونون طریقے ایسے ہین کہ اُن کی نسبت
[illegible] دونون مین اختلاف ہے امامیہ ان کے ابطال پر متفق ہین اور اہل سنت و جماعت اور
[illegible] اور خوارج اور زیدیہ کہتے ہین کہ دعوت امامت کا طریقہ ہے۔ جمہور کی یہ رائے ہے کہ
[illegible] مسئلہ امامت حقیقۃً مسائل فقہیہ مین سے ہے اس لیے کہ امام کا مقرر کرنا دلیل سمعی سے
[illegible] ہے پس یہ حکم مکلف سے متعلق ہے جو فقہ کا موضوع ہے مگر گروہ ناجی اور فرقہائے باطلہ کا
[illegible] کی غرض سے علم کلام مین لے آتے ہین لیکن اس باب مین حق وہ ہے

جو صاحب مسایرہ شرح مسایرہ ابن ہمام نے اختیار کیا ہے کہ امامت کے سارے مباحث [illegible]
نہیں ہیں جو صرف فعل مکلف سے متعلق ہوں اس واسطے کہ ان میں سے بعض [illegible]
بھی ہیں مثلاً اس بات کا اعتقاد کرنا کہ امام اول حضرت ابوبکرؓ ہیں پھر حضرت عمرؓ [illegible]
تفضیل علی الترتیب بھی اسی قبیل سے ہے پس اس مسئلے کے عقائد سے ہونے میں کوئی [illegible]
نہیں مگر باوجود اسکے جمہور اسکو ظنی جانتے ہیں قطعیت پر کوئی دلیل کافی قائم نہیں [illegible]
دلائل نقلی اہل سنت کا قول ہے کہ مسلمانوں پر قیامت تک واجب بالکفایہ ہے امام [illegible]
سلطان کا مقرر کرنا اسلیے کہ مکلفین کے کام جیسے حدود قائم کرنا اور جہاد کرنا اور احکام شرع [illegible]
موافق فتوے دینا اور علوم دین کو پھیلانا اور ارکان اسلام کا قائم رکھنا اور کفار کو علماء [illegible]
اسلام سے بھگانا اور امر معروف اور نہی منکر کرنا اور دشمنوں پر چڑھائی کے لیے لشکر [illegible]
کرنا مال غنیمت اور خمس تقسیم کرنا اور جن بچوں کا ولی کوئی نہیں ہے اُن کی ولایت کرنا اور [illegible]
یا تیمن سلطان سے وابستہ ہوتی ہیں پس اسکا مقرر کرنا بھی مکلفین کی رائے پر واجب ہے [illegible]
کہ مقدمہ واجب اسی پر واجب ہوتا ہے جسکے ذمے واجب ہے نہ دوسرے پر پس وجود [illegible]
جانب خدا سے بحکم خدا واجب نہیں بلکہ جانب خدا سے اسکا تقرر بہت سے مفاسد کا [illegible]
اسلیے کہ مخلوق کی رائیں اور خواہشات نفسانی مختلف ہوتی ہیں پس ایک شخص کو یا [illegible]
اشخاص کو تمام عالم کے انتظام کے لیے تمام زمانوں میں مقرر کرنا بڑی بڑی خرابیاں [illegible]
کریگا طرح طرح کے جھگڑے اور فساد کھڑے ہونگے امامت کمزور ہو جائیگی دشمن غلبہ کرینگے
امام کو اپنی جان کے خوف سے تقیہ کرنا اور مخفی ہونا پڑیگا بلکہ جان و مال معرض ہلاکت میں
آجائینگے اور اسی وجہ سے مخلوق کے سامنے کبھی اپنی جان کو ظاہر نہ کر سکیگا ان قبائح پر خیال کر [illegible]
سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کا تقرر خدا کے ذمے جاننا اور اُسے اللہ تعالیٰ سے شمار کرنا باطل [illegible]
اگر امام کا مقرر کرنا لطف الٰہی ہوتا جیسے کہ نبی کا ہونا لطف ہے تو اس شرط سے ہوتا کہ امام کو تائید
غیبی ہوتی اور مخالفین پر غلبہ حاصل ہوتا اور اظہار حق کے لیے کوئی برہان اُسکے ساتھ ہوتی
اور جبکہ کوئی ایسی بات امام کے ساتھ نہیں ہے تو پھر لطف الٰہی کیا ہوا اس سے یہ ثابت ہوا
کہ امام کا مقرر کرنا مکلفین پر واجب ہے تاکہ حاجت کے وقت اپنی مصلحت کے موافق کسی کو [illegible]

[illegible] امام کے لیے نو شرطیں ہیں (۱) مسلمان ہو (۲) مرد ہو کیونکہ اکثر مہمات امارت
[illegible] شجاعت والے کے دشوار ہیں اور یہ عورات میں معدوم ہے (۳) غلام نہ ہو (۴) عاقل بالغ
[illegible] جبکہ اپنے نفس پر بھی ولایت نہیں ہو سکتی پھر ولایت عامہ کیونکر ہو سکتی ہے
[illegible] فاسق گواہی کے قابل نہیں اور امارت عامہ کی اہلیت شہادت کی اہلیت
[illegible] عدالت صفت قلبی اور ملکہ نفسانی ایسا ہے جسکی وجہ سے آدمی متقی پرہیزگار بامروت
[illegible] اس سے التزام کے ساتھ تقویٰ اور مروت کے کام صادر ہوتے ہیں اور گناہ کبیرہ کرنے
[illegible] عدالت جاتی رہتی ہے گناہ صغیرہ پر اصرار کرنا بھی قادح عدالت ہے اور مروت سے مراد ہے
[illegible] عادات اپنے زمانے کے امثال اور اقران کے یا اُن سے اچھے اختیار کرے یا اُس
[illegible] کے سے اختیار کرے جہاں رہتا ہے پس جو کام اسکے امثال و اقران پر باعث
[illegible] خلاف مروت اور قادح عدالت ہیں۔ (۷) قوم کا قریشی ہو (۸) ناقص الاعضا یعنی
[illegible] اندھا نہو اس لیے کہ امام پر واجب ہے حکم دینا اس طرح کہ اسکے مطالب میں شبہہ
[illegible] مدعی اور مدعا علیہ اور مقر اور مقر لہ اور شاہد و مشہود کی شناخت اور اُنکا کلام سُننا
[illegible] ضروری ہے اور واجب ہے اُنپر مقرر کرنا اپنی طرف سے نائبوں اور قاضیوں کا
[illegible] اور لشکروں کو جہاد میں حکم دینا اور یہ سب باتیں سلامتی اعضا کے بدون ممکن نہیں
[illegible] اور مجتہد ہونے سے صرف اس قدر مراد ہے کہ جن چیزوں کی احتیاج ہے اُنکا عالم ہو

[illegible]

کیونکہ ضروری چیزون کا جاننا امام کے لیے نہایت ضروری ہے کیونکہ تمام کاروبار اور
کے اجرا کا مدار سلطان پر ہے اور جبکہ اُسکو اتنا علم نہو گا جس عدد سے حق و باطل مین تمیز کر
تو احتمال تمام معاملات کو خبط کردیگا خاصکر جبکہ خود احکام شرعی کو جاری کریگا اور بنفس خود
کامون کو انجام دیتا ہو تب بھی اِس قدر واقفیت ضروری ہے کہ علما مین سے کوئی عالم
پرہیزگار صاحب عدالت احکام شرعی کے جاری کرنے کے لیے مقرر کرے اگر خود اتنا تمیز نر
تو کسی اچھے عالم سے ایسے عالم کے حال کو دریافت کرلے۔ فتاوی ابراہیم شاہی مین مذکور
کہ بعض کے نزدیک امام کا مطلع ہونا شرط ہے اور اکثر کا مذہب یہ ہے کہ شرط نہین اسلیے کہ امام
اطاعت سب پر فرض ہے جو کوئی اُسکی اطاعت نکریگا وہ گنہگار ہوگا ہے رعایا کی نافرمانی امامت کو
نہین ہونےسکتی ہے پھر اگر غلبہ حاصل نہو تو یہ نافرمانی رعایا کے تمرد مین شمار ہوگی لیکن عدالت
مشروط ہین حالت اختیاری مین پس دیدہ و دانستہ فاسق کو یا غیر قرشی کو اگر امام کرین تو
گنہگار ہون امامت اُسکی منعقد ہوجائیگی اور پھر اُسپر خروج جائز نہوگا اگر تسلط کرکے فاسق
قرشی بادشاہ بن جائیگا تو وہ خود گنہگار ہوگا لوگون پر اطاعت اُسکی فرض ہوگی اور خروج
حرام ہوگا اور شرط ہونا اسلام کا ساقط نہین ہوتا ہے اسلیے کہ لفظ اولی الامر منکم غیر مسلم کو شامل
اور شرط ہونا ذکورت اور حریت اور سلامتی اعضا اور اجتہاد کا مثل عدالت کے ہے پس اگر عورت
یا ناقص الاعضا یا غیر مجتہد مسلط ہوجائے تو اطاعت اُسکی واجب ہوگی پس ظاہر ہوا کہ اسلام کے سوا
مین کوئی اور بات جیسا نبی ہاشم یا اولاد علی ہونا یا افضل زمانہ ہونا یا معصوم ہونا شرط نہین جو
شیعہ نے لگائی ہین اور امام فسق و فجور سے معزول نہین ہوتا بلکہ مستحق عزل ہوجاتا ہے پس اس
مسلمانون کو چاہیے کہ اُس امام کو بر طرف کرین ہان اسکو حتی المقدور اُس گناہ سے باز رکھین اور
نیک بخت ہونے کی دعا کرین کیونکہ برطرف کرنے مین فتنۂ عظیم کا ڈر ہے۔

متفرقات

آنحضرتؐ کی امت سب امتون سے بہتر ہے اور اُن کی شریعت سب شریعتون کی جامع ہے اور اُنکا
سب دینون کا ناسخ ہے اور نسخ احکام آنحضرتؐ کے بعد شرعاً جائز نہین۔ اور نیک کام کا حکم کر
بُرائی سے منع کرنا واجب ہے اور شرط اُسکی یہ ہے کہ فساد پیدا ہونے کا خوف نہو اور قبول کی

انبیا افضل ہین تمام ملائکہ سے اور اولیا و زہاد کو فضیلت ہے عوام ملائکہ پر سوا ے
رسول جنت اس لیے کہ حق تعالی نے جنت انسان کے لیے پیدا کی ہے اور
حق تعالی کا ذریت حضرت آدم کو پشت آدم علیہ السلام سے اور توحید پر اُن سے میثاق لینا
اور میثاق لینا پیغمبرون سے واسطے تبلیغ کے اور نیز واسطے تصدیق بعض کے بعض سے
لوح و قلم اور جو کچھ اُس مین مسطور ہے حق ہے اور مجتہد کبھی خطا بھی کرتا ہے اور راس
ہے اور حق و صواب پر بھی ہوتا ہو اور اعتقاد کرنا چاہیے مسح موزہ کا حضر و سفر مین
شبانہ روز حلال جاننا گناہ کا صغیرہ ہو یا کبیرہ اور اُسکا سبک جاننا کفر ہے اور شریعت
کرنا اور اسکی اہانت کرنا کفر ہے اور کفر کے کلمے سے ہزل کرنا کفر ہے اگرچہ اُسپر اعتقاد نہو
موجب سبک جاننے کا ہے اور جب گناہ کا سبک جاننا کفر ٹھیرا تو سبک جاننا کفر کا بطریق
اور خدا کی رحمت سے ناامید ہونا کفر ہے اور خدا کے عذاب سے بے خوف ہونا کفر ہے
ہندی مین بوزہ کہتے ہین بشرطیکہ لہو و لعب کے لیے نہ استعمال کی جائے حرام نہین ہے۔
ہے کہ خرمے یا کھجور کو تنہا یا مویز کے ساتھ یا جو۔ شہد۔ گیہون۔ جوار۔ باجرہ وغیرہ غلے کو
کر رکھدیتے ہین یہانتک کہ اُس مین تھوڑی سی تیزی آجائے اور اگر اتنا
مین جوش کھا کر نشہ و کیفیت ہوجائے تو حرام ہے یعنی بدلیل قطعی و یقینی اسکا ترک فرض ہے

مذاہب ثلثہ کے بعض اختلافی عقائد میں تطبیق

اب خیال کرو کہ اعتقاد میں خلاف پیدا ہو جانے کی وجہ سے ابتدا میں اشعریہ و ماتریدیہ
میں باہم کسی قدر تباین و تنافر تھا ہر ایک دوسرے کے عقیدے میں قدح کرتا تھا لیکن
وہ اختلاف راجع طرف توفیق و تطبیق کے ہو گیا فتاوی مولانا شاہ عبد العزیز صاحب میں ہے
کہ اللہ تعالیٰ نے علمائے اہل سنت و جماعت کو دو چیزیں عطا کی ہیں ایک ذہن رسا کہ …
بات کی کنہ کو پہونچ جاتے ہیں اور الفاظ پر نہیں اٹکتے دوسرے انصاف اور قلت حسد …
وجہ سے ہر ایک کے کلام کو بھلائی پر حمل کرتے ہیں اور حتی المقدور تضلیل و تکفیر کسی کی نہیں …
(۱) ماتریدیہ صفت تکوین کے قائل ہیں اور اسے صفت حقیقی قدیم جانتے ہیں اور اشعریہ صفت
تکوین کو اعتباری کہتے ہیں صفت حقیقی نہیں مانتے اور خیال کرتے ہیں کہ تعلقات قدرت
سے یہ صفت حادث ہوتی ہے جس طرح تمام صفات کے تعلقات حادث ہیں اسی طرح یہ بھی حادث …
پس علمائے اشعریہ علمائے ماتریدیہ کے کلام کو جو صفت تکوین کے قدم کے قائل ہیں اس صفت …
مبدا پر حمل کرتے ہیں یعنی یہ سمجھتے ہیں کہ جن صفات سے تکوین حادث ہوئی ہے اور وہ قدرت
ارادہ ہے وہ قدیم ہیں اور اس وجہ سے تکفیر و تضلیل نہیں کرتے (۲) اسی طرح اشاعرہ اور …
کہتے ہیں کہ کلام الٰہی غیر مخلوق ہے اور مراد اس سے کلام نفسی ہے نہ الفاظ اسلیے کہ الفاظ و …
اصوات غیر قارّہ ہیں انکا حدوث بدیہی ہے اور بدیہی بات کا انکار مناسب نہیں اور حنابلہ کہتے ہیں کہ الفاظ گو …
اصوات غیر قارّہ ہیں لیکن عدیم القرار ہونا وجود لفظی میں ہے اور یہاں یعنی الفاظ کا وجود دو …
کہ وہ سامعین کی قوت متخیلہ میں ہے اور یہ وجود بطریق تجدد الامثال کے لبا قرار رکھتا ہے مثلاً
کی گلستان کو باعتبار اسی وجود کے کہہ سکتے ہیں کہ مدت ۶۹۴ برس سے موجود ہے یعنی انھوں …
کے ساتھ کہ منت خدائے را عز و جل الخ میں پہلے سعدی کے متخیلہ میں وجود حاصل کیا پھر دو …

السبکی رحمہ اللہ تعالیٰ [illegible] اختلفت فیها ای ابیات [illegible] علماء اہل السنۃ
[illegible] من اصول الدین [illegible] تکفیرا ولا تبدیعا [illegible] تاج الدین
[illegible] الاشاعرۃ و بین [illegible] الامام ابی حنیفۃ
حصل الخلاف بین الفریقین [illegible] معظم [illegible]

… متخیلہ میں وجود پایا اسی طرح ہمارے وقت تک اسکو وجود حاصل ہوتا رہا پس کلام
… الٰہی میں کلام نفسی قدیم نام ہے پھر حنابلہ کہتے ہیں کہ کسی طرح بدیہی کا انکار لازم
… اس عموم نص کو کہ کلام الٰہی غیر مخلوق ہے ظاہر سے پھیرنا اور کلام نفسی پر محمول کرنا
… سے بعید ہے مگر اشعریہ اور ماتریدیہ نے جان لیا کہ حنابلہ کا کلام سرسری طور پر ہے
… تکفیر و تضلیل کی (۳) اشعریہ کہتے ہیں کہ افعال میں حسن و قبح باعتبار اس معنے کے
… کہ افعال کی ذات کو حسن و قبح واجب ہے ورنہ شرع میں نسخ جائز نہوتا اس لیے
… بالذات یا ذاتی ہوتی ہے اُس میں اختلاف اور تخلف نہیں پیدا ہوتا اور ماتریدیہ کہتے ہیں
… افعال کے لیے ورود شرع سے پیشتر کوئی حکم وجوب یا حرمت کا نہیں بلکہ شرع نے وجوب
… کو افعال میں بیان کیا ہے مگر نفس فعل میں ایک چیز ہوتی ہے کہ وہ وجوب کو چاہتی ہے
… کہ اس میں معبود کی مناجات ہے اور فعل ہی میں ایک ایسی چیز ہوتی ہے جو اُس
… حرمت کا تقاضا کرتی ہے جیسے زنا کہ اسکی وجہ سے انساب میں خلط واقع ہوتا ہے اور
… کی حرمت کو چاہتی ہے اور شارع حکیم ہے اُسکا کوئی حکم مصلحت اور حکمت سے خالی نہیں
… اُسکا فضول اور عبث نہیں جس چیز میں اُسنے جو بات دیکھی اسی کے مطابق اُسنے حکم دیا
… حرمت کو چاہتی تھی اُس فعل کو اُسنے حرام کیا اور جو قابل وجوب تھی اُسے واجب کیا ان
… افعال کا حسن و قبح ہماری فکر ناقص میں نہیں آسکتا اور ہماری ناقص قوتوں سے مدرک
… نہیں ہو سکتا اسلیے اشاعرہ نے حسن و قبح ذاتی کا انکار کیا تاکہ عوام ناقص قوتوں پر بھروسا
… جادۂ ایمان سے بھٹک نجائیں پس اشعریہ تکفیر و تضلیل نہیں کرتے (۴) اسی طرح
… وہ صفات حق تعالیٰ کو ذات حق تعالیٰ پر زائد مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قدمائے مستقل یعنی
… ذات متعددہ کا ثابت کرنا کفر ہے اور ایک ذات کی قدامت ثابت کرکے اُس ذات قدیمہ کی
… صفات کو بالتبع قدیم ماننا کفر نہیں ہیں وہ ذات تو بالاستقلال قدیم ہوئی اور اُسکی صفات
… قدیم ٹھہری اور علمائے ماتریدیہ نے قدمائے متعدد اور توصیفات متعددہ سے احتراز کرکے کہا
… صفات الٰہی ذات الٰہی کی نہ عین ہیں نہ غیر اسلیے کہ اگر عین کہتے ہیں تو صفات کی نفی لازم آتی ہے
… مذہب فلاسفہ اور امامیہ اور معتزلہ کا ہے اور اگر زائد مانتے ہیں تو مخالفین کی طرف سے

طعن وتشنیع کی بوچھار متعدد قدما کے ثابت کرنے پر ہوتی اس لیے عینیت اور غیریت [illegible]
کی نفی کی اور اشاعرہ نے سمجھا کہ غیریت مستقلہ کی نفی مراد ہے جیسا کہ مسلک ہمارا ہے اور [illegible]
صفات کا انکار مد نظر نہیں اور اسی وجہ سے عینیت کی نفی کی ہے حالانکہ عینیت کی نفی [illegible]
حقیقت کی نفی ہے اور کسی چیز سے اُسکی حقیقت کو نفی کرنا سراسر سفسطہ ہے (۵) اسی طرح [illegible]
ماتریدی کہتے ہیں کہ نیک کبھی بد ہو جاتا ہے اور بد کبھی نیک بن جاتا ہے اور علماے اشعریہ کہتے [illegible]
ہے کہ نیک وہ ہے جو ماں کے پیٹ ہی میں نیک ہو گیا اور بد وہ ہے جو ماں کے پیٹ ہی میں [illegible]
یعنی نیکی اور بدی یہ دونوں انسان کے صیب میں پیدائش سے پہلے ہی مقرر ہو جاتی ہیں [illegible]
فرقوں نے ایک دوسرے کے اعراض پر غور کر کے تکفیر وتضلیل سے زبان کو روکا ایسے کہ ایک [illegible]
نے انجام پر نظر کی اور دوسرے نے وسط کا بھی لحاظ کیا اور تبدیل سعادت وشقاوت کے [illegible]
ہوئے غرضکہ ماتریدیہ اور اشاعرہ میں خلاف لفظی ہے نہ معنوی ہر ایک کی منشا جدا ہے (۶) [illegible]
حال ہے انکے اختلاف کا ایمان میں کہ جمہور محدثین شافعیہ ومالکیہ وحنابلہ ایمان تصدیق اور [illegible]
اور عمل تینوں کو قرار دیتے ہیں اور عمل کو ایمان کا کامل کرنے والا سمجھتے ہیں اور حنفیہ کے نزدیک
ایمان فقط تصدیق کا نام ہے اور اقرار تصدیق کا ظاہر کرنے والا ہے اسی وجہ سے وہ فرقے [illegible]
ایمان پر مجبور ساتھ نہیں کرتے اور یہ کہتے ہیں انا مومن انشاء اللہ اور حنفیہ کو اپنے ایمان پر [illegible]
اسی لئے کہتے ہیں انا مومن حقا اسلیے کہ کمال ایمان میں کہ مراد عمل سے ہے شبہہ ہے [illegible]
یا نہیں اور نفس ایمان میں کہ صرف تصدیق ہے کسی طرح کا شبہہ نہیں (۷) اسی طرح امام [illegible]
اور اُن کے ساتھ ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ ایمان مخلوق نہیں بلکہ علماے بخارا نے تو کہا [illegible]
کہ جو مخلوق کہے وہ کافر ہے اسلیے کہ اس سے کلام الٰہی کا مخلوق ہونا لازم آتا ہے اور حارث [illegible]
ابن کُلاّب اور عبد العزیز اور امام ابو حنیفہ اور علماے سمرقند یعنی ماتریدیہ کہتے ہیں کہ وہ مخلوق [illegible]
کیونکہ ایمان دل کی تصدیق اور زبان کا اقرار ہے اور یہ بندوں کے فعل ہیں اور بندے [illegible]
سارے افعال مخلوق ہیں تو ایمان بھی مخلوق ہوا اشعری نے حنابلہ کے قول کی یوں توجیہ کی [illegible]
کہ جو یہ کہتے ہیں کہ ایمان غیر مخلوق ہے تو مراد اُن کی وہ ایمان ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفات [illegible]
میں سے ہے کیونکہ مومن اللہ کے اسماے حسنیٰ میں سے ہے اور اللہ کا ایمان یہ ہے جو [illegible]

[illegible] کے ساتھ ازل میں اپنی وحدانیت کی تصدیق کی تھی اور اُسکی خبر دی تھی
[illegible] قول اسی مطلب پر دلالت کرتا ہے اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا میں ہی ہوں
[illegible] معبود نہیں سوا میرے اور یہاں یہ نہیں کہہ سکتے کہ اللہ کی تصدیق حادث ہے
[illegible] اللہ مخلوق نہیں جسکے ساتھ حادث قائم ہو سکے اور جو کہتے ہیں کہ ایمان مخلوق ہے
[illegible] بندوں کا ایمان ہے ابن ابی الشریف کہتے ہیں کہ اس میں خلاف کرنا فضول ہے
[illegible] ایمان کے ساتھ تکلیف دی گئی وہ دل کا فعل ہے اور اُسکے مخلوق ہونے میں
[illegible] اور جس ایمان پر اسم الٰہی دلالت کرتا ہے اُسکے قدیم ہونے میں اہل سُنّت کو
[illegible] کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے جو قدیم ہیں[1]۔
[illegible] ماتریدیہ واشاعرہ کے خلافیات میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس میں چالیس فرقوں
[illegible] چالیس ایسے مسئلے ذکر کیے ہیں جن میں ان دونوں مذہب کے علما میں خلاف ہے
[illegible] اس محل کے مناسب ہے اس لیے میں بھی بطور انتخاب کے اُن مسائل کو دکھاتا ہوں۔

مسئلہ خلافی	علماے ماتریدیہ کی رائے	علماے اشعریہ کی رائے
[illegible] وجود اور ذات باری [illegible] عینیت ہے [illegible]	ذات باری اپنے وجود کی عین ہے اور عینیت سے مراد یہ ہے کہ وجود قائم بذاتہ ہے یعنی کسی غیر سے منتزع نہیں ہے۔	وجود مقتضاے ذات ہے یعنی ذات باری تعالیٰ وجود کی مقتضی ہے اس صورت میں غیریت ہوئی۔
[illegible] عدمی ہے [illegible] نہیں۔	وجوب ذات الٰہی پر زائد نہیں ہے اور نہ عدمی ہے اور نہ اعتباری۔	اعتباری ہے تو عدمی ہوا۔
[illegible] زائد ہے [illegible] نہیں۔	وجود واجب الوجود کی ذات پر زائد نہیں۔	زائد ہے۔
[illegible] وجود مستمر [illegible] زائد ہے۔	وجود مستمر ہے۔ ذات پر زائد نہیں۔	صفت وجودی ہے ذات پر زائد ہے تو مستمر نہ ٹھہرا۔

[1] لہ دیکھو [illegible] ۱۲

مسئلہ خلافی	علمائے ماتریدیہ کی رائے	علمائے اشعریہ کی رائے
صفت قدرت کی تفسیر	قدرت اللہ تعالیٰ کی صفت ازلی ہے اسکے ارادے کے موافق متعلق ہوتی ہے یعنی جس سے آثار و تکوین کا صدور ہوتا ہے۔	ایک صفت موثرہ ہے جب مقدورات سے متعلق ہوتی ہے تو انہیں اثر کرتی ہے۔
کیا صفت ارادہ میں محبت و رضا ہے یا نہیں	صفت ارادہ میں محبت نہیں اور ارادہ مستلزم رضا کو نہیں۔	محبت ارادے کے معنے میں ہے اور اسی طرح رضا یعنی تینوں ایک چیز ہیں۔
صفت سمع و بصر	صفت سمع اس چیز سے متعلق ہوتی ہے جو مسموع ہو سکے اور بصر بھی اسی سے متعلق ہوتی ہے جسکا دیکھنا صحیح ہوا اور ان دونوں کا تعلق موجودات سے ہوتا ہے۔	ہر موجود سے یہ دونوں صفتیں متعلق ہوتی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ ازل میں اپنی ذات اور تمام صفات وجودیہ کو سنتا اور دیکھتا ہے اسی طرح ہمیشہ اپنی ساری صفات وجودیہ کو اور تمام کائنات کو دیکھتا سنتا رہیگا خواہ وہ اصوات کے قبیل ہوں یا غیر اصوات کے۔
صفت کلام۔	قرآن اللہ کا کلام ہے اللہ سے شروع ہوا ہے بغیر کیفیت کے یعنی نہ آواز ہے نہ حروف۔	اللہ کا کلام امر واحد ہے اور کیفیت وحدت میں اختلاف کیا ہے بعض اشاعرہ یہ کہتے ہیں کہ یہ وحدت شخصی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وحدت نوعی ہے اسکے معنے یہ ہیں کہ نوع واحد میں منحصر ہوتا ہے اور وہ خبر ہے۔
کلام نفسی سننے کے قابل ہے یا نہیں۔	نہیں سنا جا سکتا۔	مسموع ہونا جائز ہے موسیٰ علیہ السلام کلام نفسی ہی سنتا تھا۔ ؎

مسئلہ خلافی	علمائے ماتریدیہ کی رائے	علمائے اشعریہ کی رائے
[illegible] تکوین صفت حقیقی یا اعتباری	تکوین صفت حقیقی ہے۔	تکوین اللہ کی صفت حقیقی نہیں اعتباری چیز ہے۔
اشیاء کی پیدائش اللہ کے قول [illegible] سے متعلق ہوتی ہے یا نہیں۔	وجود اشیا کا کُن سے متعلق نہیں بلکہ وجود ان کا فقط تکوین سے متعلق ہوتا ہے اور لفظ کُن سے مجازاً سرعت ایجاد مقصود ہے۔	وجود اشیا کا اللہ کے کلام ازلی سے متعلق ہے اور کلمۂ کُن اسپر دلالت کرتا ہے۔
اسم عین مسمیٰ ہے یا نہیں ؎	اسم عین مسمیٰ ہے خارج میں مفہوم میں پس اسمائے الٰہی قدیم ہیں۔	کبھی اسم عین مسمیٰ ہوتا ہے جیسے اللہ اس لیے کہ وہ علم ہے ذات الٰہی کا بغیر اسکے کہ اس میں کسی معنے کا اعتبار کیا جائے اور کبھی اس مسمے کا غیر ہوتا ہے جیسے خالق اور رازق کہ یہ ایسے اسماء ہیں کہ دلالت کرتے ہیں اس بات پر کہ انکو غیر کی طرف نسبت ہے اور ظاہر ہے کہ

مسئلہ خلافی	علماے ماتریدیہ کی راے	علماے اشعریہ کی راے
		پر نسبت ذات سے غیر ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نہ وہ مسمی کا عین ہوتا ہے نہ غیر ہوتا ہے جیسے قدیر و علیم کہ [illegible] صفات پر دلالت کرتے ہیں جو اُس کی ذات کے ساتھ قائم ہیں اور اشاعرہ کا مذہب ہے کہ صفات حقیقی جو ذات الٰہی کے ساتھ قائم ہیں نہ ذات کی عین ہیں نہ [illegible] پس یہی حال ہوگا اُس ذات کا [illegible] کے ساتھ ان صفات کا بھی لحاظ کیا جا[illegible] غرضکہ ثابت ہوا کہ اسم خارج میں مسمی [illegible] غیر ہے نہ مفہوم میں۔
بیان قضا و قدر	قضا عبارت ہے اُس فعل سے جس میں مضبوطی زیادہ ہو پس قضا صفات فعلیہ میں سے ہوگی اور تقدیر کہتے ہیں مخلوق کا اندازہ کرنے کو اس طور سے کہ مرتب ہو اس اندازے پر حسن و قبح اور نفع و ضرر اور عذاب و ثواب و زمانی و مکانی ہونا اُس مخلوق کا اور ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں کہا ہے کہ قضا سے مراد اللہ کا حکم اجمالی ہے اور قدر سے مراد حکم تفصیلی اور بظاہر ایسا	قضا عبارت ہے اللہ تعالیٰ کے ارا[دہ] ازلی سے جو اشیا سے متعلق ہوتا [ہے] جس طور پر کہ وہ ہیں اور وہ ارا[دہ] مقتضی ہے نظام موجودات کا ترتیب خاص پر اور اس سے معلوم ہوا کہ وہ صفات ذات میں سے ہے اور قدر تعلق اسی ارادے کا ہو اشیا کے ساتھ اُنکے خاص [illegible] وقتات میں اور مراد اس سے یہ ہے کہ قدر [illegible] کے ایجاد کرنے کو کہتے ہیں اُنکی ذات و احوال [illegible] ایک اندازہ معین کرکے۔

مسئلہ خلافی	علماے ماتریدیہ کی راے	علماے اشعریہ کی راے
	معلوم ہوتا ہے کہ قضا سے مراد قول کن ہے اور قدر سے مراد معین کرنا شے کا اُس علم کے مطابق جو اللہ کو اسکی پیدایش کے بارے میں حاصل ہے۔	
[illegible]ات	پاؤں ہاتھ منہ وغیرہ جو ایسی صفات اللہ کی نسبت ثابت ہیں حق ہیں لیکن اصل اُن کی معلوم ہے اور وصف مجہول ہے اور وصف پر مطلع نہ ہو سکنے کی وجہ سے اصل کا باطل کرنا جائز نہیں۔	یہ الفاظ مجازات ہیں معانی ظاہری سے۔
[illegible] توفیق۔	توفیق آسان کرنا اور مدد دینا ہے۔	طاعت پر قدرت کا پیدا کرنا ہے۔
[illegible] تکلیف ما لا یطاق	جو چیز انسان کی قدرت سے باہر ہو عقل یہ جائز نہیں رکھتی کہ انسان اُسکے ساتھ مکلف ہو سکتا ہے۔	اشاعرہ جواز عقلی کے قائل ہیں بعض کہتے ہیں کہ اشعری نے تکلیف ما لا یطاق کے جائز ہونے کی تصریح نہیں کی ہے کیونکہ یہ ظاہر البطلان ہے بلکہ انکے دو قول سے تکلیف ما لا یطاق کا جائز ہونا لازم آگیا ہے [illegible]
[illegible] میں حکمت [illegible] لزوم	اللہ تعالیٰ کے افعال پر حکمت کا مترتب ہونا لازم ہے اور لزوم سے یہ مراد ہے کہ حکمت کا انفکاک افعال سے جائز نہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اُسکے کام حکمت سے خالی نہیں اُسکے کاموں میں حکمت کا ہونا کچھ اُسپر واجب نہیں۔	اللہ تعالیٰ کے افعال میں حکمت بطور جواز کے ہے لزوم کے طور پر نہیں یعنی حکمت کا اُن میں موجود ہونا ضروری اور لازمی بات نہیں جائز ہے کہ انمیں حکمت نہ ہو اور کچھ ہو۔

مسئلہ خلافی	علماے ماتریدیہ کی راے	علماے اشعریہ کی راے
حکمت صفت ازلی اللہ تعالی کی ہے یا نہیں۔	حکمت کے معنے عمل اور احکام عمل کا مضبوط کرنا ہے اور حکمت اس معنے میں اللہ تعالی کی صفت ازلی ہے۔	حکمت بمعنی مذکور اللہ تعالی کی [illegible] ازلی نہیں۔
تخلف وعید کا صفت الٰہی میں جائز ہے یا نہیں	تخلف وعید کا ممنوع ہے۔	عذاب عدل ہے اللہ کو اختیا[illegible] عاصی کو عذاب دے اور وہ [illegible] اسکا کو معاف کرے اسلیے کہ و[illegible] تخلف ہونا نقصان میں شمار ہو[illegible]
اللہ تعالی قبیح کام نہیں کرتا اور اگر کرے تو کیا قبیح کے ساتھ اسکا کام موصوف ہوسکتا ہے	اللہ قبیح کام نہیں کرتا اگر ایسا کرے گا تو قبیح ہوگا عقل اس بات کو جائز نہیں رکھتی کہ اللہ مومن کو ہمیشہ دوزخ میں ڈالے رکھے اور کافر کو جنت میں بھیجدے۔	اللہ تعالی کے افعال قبیح کے سا[illegible] موصوف نہیں ہوسکتے اگرچہ وہ قبیح [illegible] کرے مگر اسکا کام قبیح نہیں کہلا[illegible] یہانتک کہ اگر وہ انبیا کو دوز[illegible] ڈالدے اور کفار کو جنت میں بھیج[illegible] تو یہ فعل بھی اُسکا قبیح نہ ہوگا۔
کفار کی بخشش عقلا جائز ہو یا نہیں	کفار کو بخشنا عقلاً ناجائز ہے۔	عند العقل جائز ہے۔
حسن وقبح عقلی ہے یا شرعی۔	اشیا میں حسن وقبح شرع سے نہیں آتا بلکہ یہ باتیں اُن میں فی نفسہ موجود ہوتی ہیں اور عقل اُن کو ادراک کرلیتی ہے ہاں شرع ان کو ظاہر کردیتی ہے۔	عقل اشیا کے حسن وقبح کو نہیں اد[illegible] کرسکتی قبیح اُس فعل کو کہتے ہیں جس[illegible] شرع نے ممنوع کردیا ہو اور حسن [illegible] جس کی نسبت شرع میں اجازت وارد ہو پس اشیا کے حسن وقبح کا [illegible] شرع پر ہے خلاصہ یہ کہ کسی شی میں [illegible]

مسئلہ خلافی	علماے ماتریدیہ کی راے	علماے اشعریہ کی راے
		فی نفسہ برائی ہے نہ بھلائی ہے شرع نے اُن کو برا بھلا کردیا ہے۔ قبل ورود شرع کے کوئی چیز نہ بری ہوتی ہے نہ بھلی اگر شرع ایسا کرتی کہ جن چیزوں کو اب اُس نے ہمارے واسطے اچھا ثابت کیا ہے اُنھیں برا قرار دیتی تو قضیہ بالعکس ہوجاتا کہ بری چیزیں اچھی اور اچھی بری ہوجاتیں۔
[illegible] ایمان لانا [illegible]	اگر اللہ انبیا کو نہ مبعوث کرتا تب بھی عقلوں کے ذریعہ سے اللہ کے وجود اور وجوب اور حیات وقدرت وغیرہ کی معرفت واجب ہوتی اور اس بات کی کہ وہ عالم کا پیدا کرنے والا ہے۔	انبیا کی بعثت سے قبل نہ ایمان واجب ہے نہ کفر حرام ہے پس اشاعرہ کے نزدیک ایمان عقل سے واجب نہیں ہوتا اور نہ کفر کی حرمت عقل سے ثابت ہوتی ہے سارے احکام جو ایمان سے متعلق ہیں وہ سمع سے حاصل ہوتے ہیں۔
ماہیت ایمان	ایمان اقرار اور تصدیق ہے یعنی اقرار اجراے احکام اسلام کے لیے تصدیق کے ساتھ شرط ہے اور بقولے اسکا رکن ہے اور حقیقت ایمان میں داخل ہے لیکن ایسا جزء ہے کہ عرضیت وتبعیت بھی کسی قدر رکھتا ہے پس حالت اختیاری میں جزئیت کا پہلو معتبر ہوتا ہے اسی لیے اگر اقرار کی	جو گویائی پر قادر ہو اُسی کے ایمان کے لیے اقرار شرط ہے ماہیت ایمان سے اقرار خارج ہے۔ ماہیت اسکی صرف تصدیق ہے۔

مسئلہ خلافی	علمائے ماتریدیہ کی رائے	علمائے اشعریہ کی رائے
[illegible]	قدرت ہو تو تارک اقرار اللہ کے نزدیک مؤمن ہو گا اور حالت اضطراری میں عرضیت و تبعیت کے پہلو پر لحاظ کیا جاتا ہے چنانچہ اگر موحد زبانی اقرار پر قادر نہ ہو تو وہ مؤمن ہے۔	
ایمان کم و بیش ہوتا ہے یا نہیں۔	کم و بیش نہیں ہو سکتا۔	کم و بیش ہوتا ہے۔
ایمان مقلد جائز ہے یا نہیں۔	جس نے ارکان دین مثلاً توحید اور نبوت اور صلوٰۃ وغیرہ کا بطور تقلید کے اعتقاد کیا تو اُسکا ایمان صحیح ہے۔	عقائد دین میں تقلید کافی نہیں صحت ایمان کے لیے یہ شرط ہے کہ ہر مسئلے کو دلیل عقلی سے جانتا ہو گر دہان سے بیان کرتا اور دشمن سے مجادلہ کر سکتا ہو نہیں۔ شرح مقاصد میں لکھا ہے کہ ایمان مقلد معتبر نہیں اور اُسپر احکام دنیا و آخرت میں مترتب نہیں ہو سکتے۔
دلائل نقلیہ سے یقین حاصل ہوتا ہے یا نہیں	بعض دلائل نقلیہ سے جزم و یقین کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔	دلائل نقلیہ سے جزم و یقین حاصل نہیں ہوتا بلکہ ظن کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔
ایمان مخلوق ہے یا نہیں۔	ایمان مخلوق ہے۔	ایمان غیر مخلوق ہے۔
ایمان و اسلام ایک چیز ہیں یا نہیں	دونوں ایک ہیں۔	دونوں ایک چیز نہیں۔

مسئلہ خلافی	علمائے ماتریدیہ کی رائے	علمائے اشعریہ کی رائے
[illegible] و اعتبار [illegible] ہے یا نہیں	جس شخص کے ساتھ اس وقت ایمان قائم ہے وہ مؤمن ہے اگرچہ آخر عمر میں کافر ہو جائے اور جس کے ساتھ اس وقت کفر قائم ہے وہ فی الحال کافر ہے اگرچہ آخر عمر میں مؤمن ہو جائے۔	جو ایمان پر مرا وہ ہمیشہ مؤمن ہے اگرچہ فی الحال کافر تھا اور جو کفر پر مرا تو وہ ہمیشہ کافر ہے اگرچہ فی الحال مؤمن تھا۔
[illegible] سعادت و شقاوت [illegible] ہے یا نہیں	سعید کبھی شقی اور شقی کبھی سعید ہو جاتا ہے۔	ایسا نہیں ہوتا۔
[illegible] انشاء اللہ کہنا [illegible] ہے یا نہیں	جائز نہیں۔	جائز ہے۔
[illegible] مرنے [illegible] ہیں یا انبیا کے [illegible]	انتقال کے بعد بھی حقیقت میں انبیا ہیں۔	رسالت و نبوت کے حکم میں ہوتے ہیں حقیقت میں یہ منصب اُن کا باقی نہیں رہتا۔
[illegible] نبوت [illegible]	نبی ہونے کے لیے مرد ہونا شرط ہے عورت نبی نہیں ہو سکتی۔	مرد ہونا شرط نہیں بلکہ عورت کی نبوت صحیح ہے۔
[illegible] انسان یعنی [illegible] عوام ملائکہ [illegible] افضل ہیں [illegible]	انسانوں میں سے رسول جسقدر ہیں وہ افضل ہیں اُن ملائکہ سے جو رسول ہیں اور رسل ملائکہ افضل ہیں باقی تمام آدمیوں سے اور عوام آدمی یعنی پرہیزگار افضل ہیں عوام ملائکہ سے نہ خواص ملائکہ سے۔	رسل بشر افضل ہیں تمام ملائکہ سے اور تمام ملائکہ افضل ہیں تمام آدمیوں سے سوائے انبیا کے سو عوام آدمیوں سے عوام ملائکہ افضل ہیں۔

مسئلہ خلافی	علماے ماتریدیہ کی راے	علماے اشعریہ کی راے
قدرت حقیقی مین ضدین کی صلاحیت ہے یا نہین۔	قدرت واحد ضدین کی صلاحیت رکھتی ہے۔	ایک قدرت مین ضدین کی صلا[illegible] نہین بلکہ ہر ایک ضد کے لیے ا[illegible] علٰحدہ قدرت ہوتی ہے۔
بندے کی قدرت مین تاثیر ہے یا نہین۔	اصل فعل اللہ کی قدرت اور تکوین سے ہے اور اُس مین طاعت یا معصیت بندے کی قدرت کی وجہ سے آجاتی ہے تفصیل اِس کی یہ ہے کہ جو قدرت اللہ نے بندے مین پیدا کی ہے جب بندہ اُسکو کسی کام کے قصد مصمم کی طرف پھیرتا ہے تو قصد مذکور مین قدرت کو تاثیر حاصل ہوجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اُس وقت مین اُس کام کو جس کا قصد کیا ہے موافق عادت کے پیدا کر دیتا ہے جب کہ کوئی مانع موجود نہین ہوتا کیونکہ ایسی حالت مین اللہ تعالیٰ سے فعل کا صدور واجب ہوجاتا ہے۔	بندے کی قدرت کو اصلا فعل [illegible] تاثیر نہین بندے کے تمام افعا[illegible] اللہ کی قدرت سے وقوع مین [illegible] ہین پس اُن کے نزدیک [illegible] اللہ یہ ارادہ کرتا ہے کہ بند[illegible] فعل صادر کرے تو اول ایک [illegible] صفت پیدا کر دیتا ہے جس کو [illegible] قدرت خیال کرتا ہے پھر [illegible] بندے کو فعل کی طرف متوجہ کرتا ہے جب بندہ اُدھر متو[illegible] ہوتا ہے تو اللہ فعل کو ایجاد کر[illegible] ہے پس فعل کی نسبت بندے [illegible] طرف یعنی یہ کہنا کہ بندے [illegible] فعل صادر ہوا ایسی ہے جیسے [illegible] کی نسبت قلم کی طرف اِس صو[illegible] مین بندے کی قدرت کو [illegible] مین کسی قسم کی مداخلت حا[illegible] نہین۔

[illegible]	علماے ماتریدیہ کی راے	علماے اشعریہ کی راے
[illegible]	ایقاع معدوم محض نہین بلکہ وہ نہ موجود ہے نہ معدوم ہے اور ایسی صورت کو حال کہتے ہین۔	معدوم محض ہے۔
[illegible]	جو مؤمن مرتد ہو جاے تو اُسکے دوبارہ مؤمن ہونے کے بعد اعمال ضائع شدہ عود نہین کرتے۔	لوٹ آتے ہین۔
[illegible]	کافر کو اُسکے کفر کا عذاب دیا جائیگا عبادت کے ترک کرنے کا عذاب نہین دیا جائیگا۔	عذاب کفر کے علاوہ اُسکو ترک عبادت کا عذاب بھی دیا جائیگا۔

[illegible] کہ فروع مین قریب چار سو مسائل کے باہم مذاہب اربعہ کے اختلافات بتاتے ہین [illegible] بھی کچھ ایسا نہین ہے جس سے تبدیع و تضلیل کسی کی ہو بلکہ اُسکی بنیاد تدقیق و تعمیق [illegible] و تعمق سے قطع نظر کر ڈالین اور جزئیات مجتہد فیہا مین غور و خوض نکرین تو اُمہات [illegible] کوئی نزاع باقی نہین رہتا ہے بلکہ وہ نزاع شبیہ بنزاع لفظی ٹھیرتا ہے شعرانی مصری نے [illegible] مین اِس اختلاف کو تشدید و تخفیف پر اُتارا ہے اور ترازو کے دونون پلون کو توجیہ [illegible] برابر کر دکھایا ہے پس حق انھین چار مذاہب مین اعتقاد کے درمیان دائر ہے۔

ضمیمہ فرقہاے ظاہریہ و کُلّابیہ وغیرہ کے بیان مین

فرقہ ظاہریہ! اس فرقہ کے پیشوا داؤد بن علی بن خلف ہین جو داؤد ظاہری کہلا[تے]
اُن کو اہلِ علم نے کوہ علم کہا ہے اور ابن حزم ابن تیمیہ۔ ابن قیم۔ محمد فیروز آبادی۔ اور شو[کانی]
کو بھی فرقہ ظاہریہ کے ارکین مین سے شمار کیا ہے۔ داؤد اسحاق اور ابو ثور کے شاگرد [تھے]
امام شافعی کو نہایت مانتے تھے وہ کتابین بھی اُن کے فضائل مین تالیف کی ہین ریاست
کی بغداد مین اُن پر ختم ہو گئی اور اُن کی اصل اصفہان سے ہے کوفے مین پیدا ہوئے تھے
مین نشو و نما پائی تھی وہین فوت ہوئے اسحاق بن راہویہ کی باتون پر بہت رد کرتے [تھے]
فرقہ ظاہریہ کا یہ نام اسلیے مقرر ہوا ہے کہ یہ لوگ قرآن و احادیث کے ظاہر احکام پر عمل کرتے [ہین]
ظاہر مین ان سے سمجھا جاتا ہے اُسی کو مانتے ہین تاویل کے بالکل منکر ہین۔ داؤد شریعت [مین]
قیاس کو ناجائز بتاتے ہین اور جب قیاس کرنے کی طرف مضطر ہوئے اور ناخود ضرورت اسکی [ہوئی]
تو اسکا نام دلیل رکھا۔ ان کے بہت سے مسائل کا ائمہ اربعہ نے اختلاف کیا ہے مثلاً ا[نکا]
قول ہے کہ سونے چاندی کے برتن سے صرف پینا منع ہے اور ان مین کھانا رکھکر کھانا یا اور[ی]
مین اُن کو لانا جائز ہے اسلیے کہ بخاری و مسلم نے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ عل[یہ وسلم]
نے فرمایا ہے اَلَّذِي يَشْرَبُ فِي آنِيَةِ الْفِضَّةِ إِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ جو شخص چا[ندی]
کے برتن سے کوئی چیز پیتا ہے تو اسکے پیٹ مین دوزخ کی آگ جلائی جائیگی اور ابن عمر نے
نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ شَرِبَ فِي إِنَاءِ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ
أَوْ إِنَاءٍ فِيهِ شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ فَإِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ جو شخص کہ سونے یا چاندی
برتن سے پیوے یا اُس برتن سے پیوے جس مین کچھ سونا یا چاندی لگی ہو تو اسکو دوزخ کی آگ
جلائی جائیگی امام داؤد ظاہری ۲۰۲ھ ہجری مین پیدا ہوئے تھے اور ۲۷۰ھ ہجری مین انتقال کیا
فرقہ ظاہریہ کے نزدیک اجماع کی اہلیت صحابہ سے مخصوص ہے۔

فرقہ کُلّابیہ اُن لوگون کو کہتے ہین جو عبد اللہ بن سعید کے متبع ہین اُنکی کنیت ابو محمد اور
عرف ابن کُلّاب (بضم کاف و تشدید لام) تھا غنیۃ الطالبین مین لکھا ہے کہ انکا مذہب یہ ہے

[کہ صف]ات باری تعالیٰ نہ قدیم ہین نہ حادث اور اُسکی صفات نہ عین ذات ہین نہ غیر ذات ہین
[جو قر]آن مین جو آیا ہے اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى یہان استوی سے مراد ہے کہ بیٹھا نہین ا[ور]
[...] سے عرش پر ہے حالانکہ اُسکے لیے کوئی جگہ نہین اور قرآن کے لیے حروف نہین اور
[...] حسن بن فخر الاسلام بزدوی نے کہا ہے کہ فرقہ کلابیہ بھی اہلِ سنت مین داخل ہے
[...] اور ماتریدیہ مین اصول کے اندر تین چار مسئلون کا خلاف ہے ان مین سے ایک مسئلہ یہ ہے
[...] کی ہو جاتا ہے اور شقی کبھی سعید۔ کلابیہ اور اشعریہ کی اس مسئلے مین راے متحد ہے
[...] ہے کہ سعادت و شقاوت نہین بدلتی ہے دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ کلابیہ کے نزدیک کہ اسم اللہ
[...] ہے اور نہ غیر ہے اور یہ ماتریدیہ کے مذہب مشہور کے خلاف ہے بان ماتریدیہ
[...] کی نسبت کہتے ہین کہ وہ ذات الٰہی کی نہ عین ہین نہ غیر طبقات شافعیہ مین بیان کیا ہے
[...] اعلیٰ درجے کے متکلمین مین سے تھے اور ان کا شمار اہلِ سنت مین ہے ابو الحسن اشعری
[...] ان کے طریق پر چلے اور دوسرے حارث محاسبی کے۔

حارث محاسبی

[ابو عبد] اللہ حارث بن اسد محاسبی نے امام شافعی کی صحبت پائی تھی اور تصوف و حدیث اور کلام کے
[...] کے امام تھے اور یہ اُن لوگون مین سے ہین جنھون نے اول اول عقائد سلف کی تائید
[...] اور براہین فلسفیہ سے کی انھین کی طرف اکثر متکلمین **صفاتیہ** منسوب ہین ان کا
[...] کے طبقہ اولیٰ مین ہے بغداد مین ۲۴۳ھ ہجری مین راہی ملک عدم ہوئے نفحات الانس
[مین مذ]کور ہے کہ حارث محاسبی نے چالیس برس تک اس سختی کے ساتھ مراقبہ کیا کہ دن رات دو زانو
[...] کسی چیز سے ٹیک نہ لگائی شیخ ابو الحسن اشعری نے جب مذہب اعتزال کو چھوڑا تو ان کے اور ابن
[کلاب] کے قوانین پر مسائل صفات و قدر مین کلام کیا اور علم عقائد و کلام مین انکی راے کی اقتدا کی

فرقہاے غیر اہلِ سنت و جماعت

[معتز]لہ۔ شیعہ۔ خوارج۔ مرجیہ۔ نجاریہ۔ جبریہ۔ قدریہ۔ مشبہ

پھر ان مین سے بعض کا ترکب بعض سے ہوکر ہر فرقے سے کئی فریق ہو گئے ہین۔ مگر ان کی [illegible]
ہین کوئی ایسا طریق مقرر نہین ہے جو کسی قانون منصوص یا قاعدہ معین کے مطابق ہو بلکہ [illegible]
تصنیفین بھی ایسی نہین ملتین جو ان فرقون کے بیان مین ایک روش پر متفق ہون سب [illegible]
مذاہب مین ایک طرح کی پابندی نہین کی ہے جس طرح جس مذہب کو پایا ہے بلا کسی قانون [illegible]
اصول کے لکھ ڈالا ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ کوئی شخص کسی مذہب مین کسی ایک مسئلے کی [illegible]
متمیز ہے تو اُسے صاحب مذہب نہین کہہ سکتے کیونکہ ایسے شخص کو بھی علیحدہ صاحب مذہب مانا [illegible]
تو مذاہب دائرۂ حصر و شمار سے باہر ہو جائینگے مثلاً کوئی شخص احکام جواہر مین کسی ایک مسئلے کے [illegible]
منفرد ہے تو وہ صاحبان مذاہب کی گنتی مین نہین آسکتا پس اب ضرور ہے کہ کوئی [illegible]
مسائل اصول و قواعد کے مقرر ہونا چاہیے تاکہ وہ اختلاف اُن مسائل کا مذہب ٹھیرے صاحب [illegible]
و نحل نے اپنی رائے سے حصر اس ضابطے کا چار قواعد مین کیا ہے۔ یہ قواعد بڑے اصول [illegible]
پہلا قاعدہ مسئلہ صفات و توحید صفات ہے اس مین کئی چیزین شامل ہین (۱) [illegible]
صفات قدیم الٰہی جن کا ایک جماعت نے اقرار کیا ہے اور کہا ہے کہ اللہ کے لیے ایسی صفا[illegible]
ثابت ہین اور دوسری جماعت نے انکے ثبوت سے انکار کیا ہے (۲) بیان صفات ذا[illegible]
صفات فعل (۳) اللہ پر کیا چیز واجب ہے اور کیا چیز اُسپر جائز نہین اور کون چیز اُسپر [illegible]
اس مسئلہ میں اہل سنت و مجسمہ و کرامیہ و معتزلہ کے درمیان اختلاف ہے۔
دوسرا قاعدہ مسئلہ قدر و عدل ہے اسمین مسائل قضا و قدر و جبر و اختیار و ارادہ و [illegible]
اور مقدور و معلوم داخل ہین کہ ایک جماعت کے نزدیک یہ چیزین ثابت ہین اور دوسری جما[illegible]
نزدیک ثابت نہین اس مسئلہ مین قدریہ و نجاریہ و جبریہ و اہل سلف کے درمیان خلاف [illegible]
تیسرا قاعدہ مسئلہ وعد و وعید و اسما و احکام ہے جو مشتمل ہے مسائل ایمان اور توبہ اور وعی[illegible]
اور تکفیر و تضلیل پر کہ ایک جماعت کے نزدیک یہ باتین ثابت ہین اور دوسری جماعت کے نز[illegible]
ثابت نہین اس مین مرجیہ اور وعیدیہ یعنی خوارج اور معتزلہ اور کرامیہ اور اہل سنت مین خلا[illegible]
چوتھا قاعدہ مسئلہ سمع (نقل) و عقل و رسالت و امامت ہے یہ قاعدہ مشتمل ہے کئی مسا[illegible]
جیسے حسن و قبح اور صلح و لطف (یعنی جو چیز بندے کے لیے اچھی ہے وہ اللہ پر واجب ہے [illegible]

[illegible] امامت اور جیسے امامت کے شرائط اور امامت کا ایک جماعت کے نزدیک منصوص ہونا
[illegible] جماعت کا نص سے انکار کرنا اور اس بات کا قائل ہونا کہ امامت کا انعقاد اجماع سے
[illegible] اور امامت کے منتقل ہونے کی کیفیت اُن لوگون کے نزدیک جو نص کے قائل ہین اور امامت
[illegible] ہونے کی کیفیت اُن کے نزدیک جو اجماع کے مقر ہین ان مسائل کا خلاف شیعہ اور
[illegible] اور معتزلہ اور کرامیہ اور اہل سنت مین ہے۔
[illegible] اصحاب مذاہب کی ترتیب بیان کرنے کے دو طریق ہین **ایک** یہ کہ مذہب کو اصول
[illegible] ہر مسئلے مین مذہب ایک فرقے کا بیان کرتے ہین **دوسرے** یہ کہ اصحاب مذاہب کے
[illegible] ٹھیرا کر ہر ہر مسئلے مین اُن کے مذاہب کو ذکر کرتے ہین اس پچھلے طریقے سے اقسام
[illegible] اچھی طرح ہوتا ہے۔

معتزلہ

[illegible] ہے کہ جب حسن بصری کو یہ خبر پہونچی کہ مسلمانون مین ایک جماعت ایسی پیدا ہوئی ہے
[illegible] ہے کہ مرتکب کبیرہ نہ بالکل مومن ہے اور نہ بالکل کافر ہے بلکہ وہ ایک منزل مین ہے
[illegible] منزل ایمان و کفر کے تو اُنھون نے کہا هٰؤُلَاءِ اعْتَزَلُوا یعنی یہ لوگ کنارہ کش ہو گئے
[illegible] اسلام سے تب وہ فرقہ معتزلہ کہلانے لگا کیونکہ علمائے سلف نے اس کلیہ پر اتفاق
[illegible] مکلف یا مومن ہے یا کافر پس قول بالواسطہ سراسر اجماع کے مخالف ہے اور بعض نے
[illegible] ہے کہ جب واصل نے اپنے استاد حسن کے ساتھ علانیہ ایک مسئلہ مین مخالفت کی تو حسن
[illegible] نے کہا اِعْتَزَلَ عَنَّا۔ ابن قتیبہ نے کہا ہے کہ یہ نام بعد حسن کے نکلا ہے اس طرح پر کہ جب
[illegible] اور اُن کی جگہ قتادہ بیٹھے تو عمرو بن عبید اور اسکے اصحاب نے ان سے کنارہ کشی
[illegible] نے اُن لوگون کا نام معتزلہ رکھدیا اور اس تمام گروہ کا رئیس اور پیشوا واصل ہے
[illegible] نے احادیث و اخبار کو حسن بصری سے سیکھا تھا اور قواعد اعتزال کو عبداللہ بن محمد
[illegible] حاصل کیا تھا اسکی نشست اکثر اس بازار مین ہوا کرتی تھی جہاں عورتین سوت
[illegible] تاکہ پارسا عورتون کو پہچان کر کچھ انکو صدقہ خیرات دیا کرے اسلیے اسکا لقب
[illegible] ہو گیا کیونکہ غزال نے عجم کی تشدید کے ساتھ سوت بیچنے والے کو کہتے ہین ورنہ خود وہ

سوت پہنچنے والا تھا اُس شخص کی گردن بہت لمبی تھی یہانتک کہ عمرو بن عبید نے اِس ا[...]
عیب اُس میں نکالا اور کہا من هذه عنقه لاخیر عنده یعنی جس کی گردن اتنی لمبی ہوا[...]
کوئی بھلائی نہو گی لیکن جب واصل لائق فائق نکلا تو عمرو نے کہا میری فراست چوک گئی [...]
اُسکل میں خطا ہوئی۔ واصل کی زبان سے حرف راے صحیح نہ نکلتا تھا مگر نہایت فصیح [...]
اسی وجہ سے اپنی بات چیت میں حرف را کو غین سے بدل دیتا تھا زبان پر آنے نہ دیتا [...]
رسالہ ہے جس میں اُسنے حرف را کو ذکر نہیں کیا۔ اور یہ بات بہت کم ہے کہ کوئی شخص [...]
اور شیعہ شو سوا ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں اسی واسطے عامہ معتزلہ افضلیت جناب ا[...]
شیخین پر قائل ہیں اور تحقیق یہ ہے کہ قدماے معتزلہ کے نزدیک تمام اصحاب رسول اللہ میں [...]
ابوبکر ہیں پھر عمرؓ پھر عثمانؓ پھر علیؓ متاخرین معتزلہ حضرت علیؓ کی افضلیت کے قائل [...]
اور معتزلہ نے اپنا لقب **اصحاب عدل و توحید** مقرر کیا ہے انکا عدل یہ ہے کہ کہتے [...]
کہ اللہ تعالیٰ پر مطیع کو ثواب و عاصی کو عذاب پہونچانا واجب ہے اور توحید ان کی یہ ہے [...]
الوہیت کی نفی کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بے شک عالم بھی ہے اور قادر بھی ہے [...]
بھی ہے وغیرہ وغیرہ مگر صفت علم اور قدرت اور بصارت وغیرہ اُسکو حاصل نہیں ہے [...]
اِن لوگوں کا یہ ہے کہ صفات الٰہی ذات الٰہی سے جدا نہیں ہیں بلکہ تمام ایک ذات ہے [...]
معلوم کیونکہ اگر صفات باری تعالیٰ کو اُسکی ذات کا عین نہ مانا جائیگا تو بہت سے قدما و معبود ثا[...]
ہو جائینگے اور یہ کفر ہے جس طرح علماے سنت و جماعت کہتے ہیں کہ صفات الٰہی ذات حق [...]
عین نہیں عالم ہے ایک علم کے ذریعہ سے اور قادر ہے قدرت کے ذریعہ سے اور مرید ہے ارادے [...]
وسیلے سے اور سمیع ہے سمع کے توسط سے اور بصیر ہے بصر کے وجہ سے اور حی ہے حیات کے سبب [...]
اور مکون ہے تکوین کے ذریعہ سے اور دلیل اُنکی اسپر یہ ہے کہ اگر مثلاً علم اور قدرت دونوں عین [...]
ہوتے تو علم اور قدرت ایک ہی چیز ہو جاتے علم نفس قدرت ہوتا اور قدرت عین علم اور دونوں [...]
جو کچھ مفہوم ہوتا وہ ایک ہی چیز ہوتی اور اسی پر باقی صفات کو خیال کر لینا چاہیے معتزلہ [...]
جس قدر ابوالحسین کے قبل گذرے ہیں وہ اہل سنت کی تکفیر اِسوجہ سے کرتے ہیں کہ یہ لوگ [...]
کے لیے صفات ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اعمال عباد کا خالق اللہ ہے مگر پھر یہ بات جا[...]

[...] ہے معتزلہ کے نزدیک صفات ذات اور صفات فعل میں اس طرح فرق ہے کہ جن اوصاف
[...] اور نفی جاری ہو سکتی ہے وہ تو صفات فعل ہیں جیسے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے
[...] پیدا کیا یا اُسکے بیٹا پیدا نکیا یا زید کو رزق بخشا اور عمرو کو رزق نہ بخشا پیدا کرنا
[...] صفات فعل ہیں اور جن میں نفی جاری نہو سکے وہ صفات ذات ہیں جیسے علم اور
[...] نہیں کہہ سکتے کہ اللہ تعالیٰ عالم یا قادر نہیں ہے اور ان کے نزدیک کلام اور ارادہ بھی
[...] داخل ہیں اور ابو الحسین اور جاحظ اور علاف اور ابو القاسم بلخی اور محمود خوارزمی
[...] ہے کہ ارادہ الٰہی صرف یہ ہے کہ وہ کاموں کے نفعوں کو جان لیتا ہے
[...] ارادہ علم میں منحصر ہے اور بعض معتزلہ کہتے ہیں کہ ارادہ اور امر الٰہی دونوں متحد ہیں
[...] کے نزدیک ارادے کو امر لازم ہے۔ اور ابو الحسین بصری کی راے یہ ہے کہ علم الٰہی
[...] کے ساتھ متغیر ہوتا رہتا ہے اور یہ علوم ذات الٰہی میں حادث ہوتے ہیں۔ اور تمام
[...] اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے افعال اور احکام معلل ہیں مخلوق کی مصلحتوں کی
[...] ساتھ کوئی کام اللہ کا ایسا نہیں جو غرض سے خالی ہو اور غرض اُن میں بندوں کی
[...] اور بھلائی ہے اگر وہ غرض سے خالی ہوں تو بیکار ہونا لازم آتا ہے اور یہ محال ہے کہ
[...] حادث ہوں۔ اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کلام مرکب ہے حروف اور آواز سے اور حادث ہے
[...] اسی واسطے اُسکی ذات پاک کے ساتھ قائم ہونا تجویز نہیں کرتے بلکہ کہتے ہیں جب اللہ تعالیٰ
[...] کبھی لوح محفوظ میں پیدا کر دیتا ہے اور کبھی جبرئیل میں اور کبھی نبی میں اور اُسکے ہاں
[...] اور لفظی کی تفریق نہیں اسی لیے قرآن کو مخلوق کہتے ہیں اور اُنکا یہ مذہب ٹھہر گیا ہے
[...] کا ایک جدید کلام ہے جو رسول اللہ کی نبوت کے ساتھ وجود میں آیا معتزلہ کہتے ہیں
[...] پر کفر کا الزام کیوں نہیں قائم کرتے جو قرآن کو غیر مخلوق قرار دیتے ہیں کیونکہ وہ دو ازلی
[...] کے قائل ہیں یہ امر ایسی بڑی گرمجوشی سے ظاہر کیا گیا کہ اُسکے سبب سے بہت سی آفتیں بعض
[...] کے ہاتھ سے اُس شخص پر آئیں جس نے اُسکو غیر مخلوق قرار دیا چنانچہ مامون نے
[...] اسحاق بن ابراہیم حاکم بغداد کو حکم لکھا کہ تم قاضیوں اور عالموں کو جمع کر کے اُنکے سامنے
[...] کہ قرآن حادث ونو پیدا ہے پس جو شخص اسکا اقرار کرے اُسے چھوڑ دو اور جو انکار

کرے اُسکے حال سے مجھے آگاہ کرو اُسنے بموجب حکم کے بغداد کے علما کو جمع کیا جن مین قاضی القضاۃ
بشر بن ولید کندی اور احمد بن حنبل اور قتیبہ اور علی بن جعد وغیرہ تھے اور ان کو اسحاق نے
مامون کے حکم سے اطلاع دی اور ان سے اِس باب مین ان کے عقیدے کا حال استفسار کیا
سب سے اول بشر بن ولید سے کہا کہ تم قرآن کو کیا سمجھتے ہو جواب دیا کہ وہ خدا کا کلام ہے
اسحاق مین تم سے یہ نہین دریافت کرتا یہ بتاؤ کہ وہ مخلوق ہے یا نہین بشر اللہ ہر شے کا پیدا
کرنے والا ہے اسحاق کیا قرآن بھی شے مین داخل ہے بشر ہان اسحاق تو کیا قرآن
مخلوق ہے بشر وہ خالق نہین اسحاق مین تم سے یہ نہین پوچھتا۔ یہ بتاؤ کہ قرآن مخلوق ہے
بشر مین نے جو کچھ بیان کیا ہے اس سے زیادہ نہین کہہ سکتا۔ اسحاق نے منشی کو حکم دیا
اُسنے بشر بن ولید کا تمام بیان لکھ لیا بعد اسکے اسحاق نے دوسرے علما سے پوچھا تو انھون نے
بھی وہی جواب دیا جو بشر نے دیا تھا پھر اسحاق نے امام احمد حنبل سے دریافت کیا کہ اس
مین آپ کا کیا قول ہے اُنھون نے فرمایا وہ کلام خدا ہے اسحاق کیا وہ مخلوق ہے
احمد بن حنبل اِس سے زیادہ کہ وہ کلام خدا ہے مین کچھ نہین کہہ سکتا۔ بعد ازان اسحاق نے
قتیبہ اور عبداللہ بن محمد اور عبداللہ المنعم بن ادریس (وہب بن منبہ کے نواسے) اور ان
گروہ سے پوچھا سب نے بالاتفاق جواب دیا کہ قرآن مجعول ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا
إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ اور قرآن محدث ہے اور دلیل سپر اللہ کا یہ قول
وَمَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمَٰنِ مُحْدَثٍ إِلَّا كَانُوا عَنْهُ مُعْرِضِينَ اور وَمَا يَأْتِيهِم
مِّن ذِكْرٍ مِّن رَّبِّهِم مُّحْدَثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ یہ دونون آیتین اس بات پر دلالت کرتی ہین
کہ ذکر یعنی قرآن محدث ہے اسحاق نے ان سے دریافت کیا کہ جو شے مجعول ہے وہ مخلوق ہے
اُنھون نے جواب دیا ہان ایسا ہی ہے اسحاق نے کہا پس قرآن بھی مخلوق ہے
اُنھون نے جواب دیا ہم قرآن کو مخلوق نہین کہہ سکتے لیکن وہ مجعول ہے۔ اسحاق نے ہر شخص
کا بیان لکھوا کر مامون کے پاس بھیجدیا اُسپر مامون نے حکم دیا کہ قاضی القضاۃ اور ابراہیم
مہدی کو دوبارہ اپنے پاس بلا کر ان سے دریافت کرو اگر وہ قرآن کے مخلوق ہونے کا
اقرار کرلین تو بہتر ہے ورنہ اُنکو قتل کر ڈالو سوا ان کے دوسرے علما کو پابزنجیر میرے پاس بھیجدو

اسحاق نے دوبارہ علما کو جمع کر کے مامون کا یہ حکم سنایا بشر اور ابراہیم اور دوسرے علما نے خلق
قرآن کا اقرار کر کے اپنی جانین بچالین مگر یہ چار آدمی احمد بن حنبل۔ قواریری۔ سجادہ اور محمد
بن نوح خلق قرآن کے قائل نہوئے اسحاق نے اُن کے پیرون مین بیڑیان پہنا کر پھر دریافت
کیا کہ قرآن مخلوق ہے اِس وقت ڈر کر سجادہ اور قواریری نے تو اقرار کر کے شکنجۂ عذاب سے
رہائی پائی اور رہا کر دئے گئے مگر احمد بن حنبل اور محمد بن نوح کو اپنے قول پر اصرار رہا اسلیے یہ دونون
مامون کے پاس پابجولان بھیجدئے گئے معتصم اور واثق مامون کے جانشینون نے انکی پیروی
کی اور جو لوگ اس راے کے خلاف تھے اُن کے تازیانے لگوائے اور قید کیا بلکہ قتل بھی کرایا آخر کار
جب متوکل واثق کا جانشین ہوا تو اُسنے بتنسیخ احکامات سابق ان تکلیفون کا خاتمہ کر دیا اور
جو لوگ اس وجہ سے مقید تھے اُن کو رہا کیا اور اِس بارے مین اُنکو اُنکے عقیدے پر چھوڑا۔ معتزلہ کا
مذہب ہے کہ اللہ تعالی کے اسماے صفات وافعال توقیفی ہین یعنی اس ذات پاک پر کسی نام کا
اطلاق حقیقۃً اور مجازاً بغیر اذن شارع کے درست نہین معتزلہ کے نزدیک رضامندی اور ناراضی
اللہ تعالی کی صفات نہین ہوسکتی ہین کیونکہ اللہ پر احوال متغیر نہین ہوتے پس جہان اُسنے اپنی
رضا اور غضب کا ذکر کیا ہے وہان مراد ان سے جنت اور دوزخ ہے اور اہل سنت کی راے یہ ہے
کہ رضامندی اور ناراضی اصلی معانی مین خدا کی صفات ہین جنت و دوزخ ان سے مراد نہین۔
اور اللہ تعالی کے کلام مین کذب محال ہے اور اسکی دو وجہین ہین ایک یہ کہ کذب قبیح ہے اور
علما کا یہ گروہ ہے کہ اللہ تعالی قبیح کام نہین کرتا دوسرے یہ کہ کذب مصلحت عام کے خلاف ہے کیونکہ
جب لوگون کو یہ معلوم ہوجائیگا کہ اس کلام مین جھوٹ بھی ہے تو وہ اعتبار نہ کرینگے اور جو کچھ
عذاب و ثواب کا بیان اور آخرت کا حال اُس کلام مین ہوگا سب کو نہین مانینگے اور جو چیز
نظام عالم کے واسطے اصلح ہے وہ اللہ پر واجب ہے پس واجب کا چھوڑنا اُسکی ذات پاک سے
بعید ہے دیدار الٰہی کا انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ رویت کے لیے شرائط درکار ہین حاسّے کا
سالم ہونا اور مرئی کا جسم مادی کثیف و رنگین ہونا نظر کے سامنے آجانے سے اُسکی رویت کا ممکن
ہونا اور رائی و مرئی مین مسافت کا متوسط ہونا نہ نہایت دور ہو نہ بہت نزدیک اور مقابلہ
مین ہونا اور حجاب درمیان مین نہونا اور کہتے ہین رویت بدون مکان و بدون جہت کے

یعنی بغیر ان شرائط مذکورہ بالا کے محال ہے۔ اشیا میں حسن وقبح انکے نزدیک عقلی ہے جیسا کہ ا
ماتریدیہ کی ہے مگر فرق یہ ہے کہ ماتریدیہ کے نزدیک حسن وقبح عقلی اس بات کو نہیں چاہتا کہ
بندے کے لیے اس میں حکم الٰہی صادر ہو اور معتزلہ کہتے ہیں کہ حسن وقبح عقلی ہے اللہ تعالیٰ کی
طرف سے حکم کا موجب ہے اسلیے کہ اُسکے سوا کوئی اور حاکم نہیں ہے اگر بالفرض نہ شرع جاری
نہ رسول مبعوث ہوتے اور اللہ تعالیٰ افعال ایجاد کرتا تب بھی یہ احکام اسی طرح واجب ہوتے جس طرح
شرع نے اب واجب کیے ہیں مگر جن لوگون نے یہ لکھا ہے کہ معتزلہ کے نزدیک حاکم عقل ہے نہ
خدائے تعالیٰ یہ بیان انکا صحیح نہیں معتزلہ مسلمان تھے اور کوئی مسلمان ایسی بات کہنے کی جرأت
نہیں کر سکتا بلکہ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ عقل بعض احکام الٰہی کے پہچاننے کا آلہ ہے برابر ہے کہ انکی نسبت
شرع وارد ہو یا نہو اور یہی اکابر حنفیہ سے بھی منقول ہے شرح مسلم الثبوت میں بحر العلوم نے ایسا ہی
لکھا ہے اور بعض نے متاخرین حنفیہ اور معتزلہ کے مذہب کے فرق کو اس عبارت میں بیان کیا ہے
کہ حنفیہ کے نزدیک عقل ایک آلہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ بذریعہ شرع کے کھولنے والی ہے فعل کے
حسن وقبح پر اطلاع دیتا ہے ایجاب عقل کا کام نہیں بلکہ یہ کام اللہ کا ہے اور معتزلہ کے نزدیک
عقل واجب کرنے والی ہے پس جب عقل نے حسن وقبح کو دریافت کر لیا تو مقتضائے حسن وقبح اللہ تعالیٰ
اور بندون پر واجب ہوگیا اور جو چیز عقل میں نہیں آسکتی وہ واجب نہیں اسی وجہ سے معتزلہ عقائد
کے متعلق ہر اُس چیز کو نہیں مانتے جو عقل سے مدرک نہو سکے مثلاً رویت الٰہی اور عذاب قبر اور
میزان اور صراط وغیرہ کے منکر ہیں۔ اور معتزلہ کا قول ہے کہ بندہ اپنے افعال اختیاریہ کا خالق ہے
اور بعض افعال اُس سے بطریق مباشرت کے پیدا ہوتے ہیں اور بعض بطریق تولید کے معنی تولید
کے یہ ہیں کہ فاعل کے ایک فعل سے دوسرا فعل واجب ہو جائے جیسے انگلی کا ہلنا واجب کر دیتا ہے
چھلے کے ہلنے کو اگرچہ اس دوسرے کام کا بندہ اصلاً قصد نہیں کرتا مگر موجد انکا بھی وہی ہوتا ہے
ہان اس قدر ہے کہ ایک اور فعل کا توسط ضرور ہوتا ہے اور چونکہ انکے نزدیک بندہ اپنے افعال کا
خالق ہے اسلیے جزا اُن افعال کی حقیقۃً خدا پر حق بندہ کا ہے۔ اور امر خیر اللہ کے ارادے سے
ہوتا ہے اور کفر وعصیان بندے سے باختیار خود ہوتے ہیں خدا کے ارادے اور مشیت کو اس میں
دخل نہیں بلکہ وہ ہر مخلوق سے ارادہ اسلام وطاعت کا کرتا ہے چنانچہ حکم کرتا ہے اسلام وطاعت کا

اور گناہ وکفر سے ممانعت کرتا ہے تو انکی نسبت ارادہ بھی نہیں کرتا اور اکثر معتزلہ کہتے ہیں کہ استطاعت
یعنی قدرت فعل سے قبل ہوتی ہے یہی رائے ماتریدیہ کی ہے اور بعض معتزلہ مثل نجار اور محمد بن
عیسیٰ اور ابو عیسیٰ وراق وغیرہ کا مذہب یہ ہے کہ قدرت فعل کے ساتھ ہوتی ہے جو رائے
اشاعرہ کی ہے اور معتزلہ کہتے ہیں کہ تکلیف عدم کے ساتھ بھی متعلق ہوتی ہے اور کہتے ہیں کہ مقتول
کی موت قاتل کے قتل سے پیدا ہوتی ہے اسی طرح مسموم کی موت زہر دینے والے کے فعل سے
یعنی یہ موت بندے کے افعال میں سے ہے خدا کا فعل نہیں اگر قاتل اُسے قتل نکرتا یا زہر دینے والا
زہر نہ دیتا تو جو وقت اُسکی موت کا خدائے تعالیٰ نے مقدر کیا تھا اُس وقت تک جیتا قاتل نے
مقدر الٰہی کو بدل ڈالا اسی لیے اُسکا یہ فعل شرعاً وعقلاً ممنوع ہوتا ہے اور کعبی کے نزدیک مقتول
کے لیے دو اجل ہیں ایک قتل دوسرے موت اگر وہ قاتل کے ہاتھ سے مارا نہ جاتا تو اپنے وعدے تک
یعنی موت کے وقت تک جیتا اگرچہ عموماً معتزلہ اسکے قائل ہیں کہ مقتول اپنے وعدے پر جو خدا نے
اسکے لیے مقرر کر دیا ہے نہیں مرتا ہے فرق دونون رایون میں یہ ہے کہ جمہور کے نزدیک تو قتل و
موت دونون پر لفظ موت کا اطلاق درست ہے اور کعبی کہتا ہے کہ قتل کو موت کہنا چاہیے موت
وہی ہے جو اپنے وعدے پر مرے مطلب یہ ہے کہ اللہ کے فعل کا نام موت ہے اور بندے کے فعل کا
نام قتل۔ اور انکے نزدیک تکلیف مالا یطاق کے ساتھ بندے کا مکلف ہونا عقل بھی تجویز نہیں کرتی
اور معتزلہ کہتے ہیں کہ حرام رزق نہیں کیونکہ رزق وہ مملوک ہے جسکو مالک کھائے اور شارع نے
اس میں تصرف کرنیکا حکم بھی دیدیا ہو اس صورت میں شراب اور سور جو کسی مسلمان کے مملوک ہون
رزق نہیں ہو سکتے اسلیے کہ شارع نے ان میں تصرف کرنے کی اجازت نہیں دی ہے اس سے یہ
لازم آتا ہے کہ جس شخص نے عمر بھر حرام چیز کھائی تو اُسنے رزق الٰہی نہیں کھایا وہ اپنے طور پر پیٹ پالتا رہا
حالانکہ عمر بھر جانورکو اللہ ہی رزق پہونچاتا ہے اور ہدایت وضلالت انسان بطریق مباشرت کے
پیدا کرتا ہے اور پھر کامیابی انکی اس مباشرت سے بطور تولید کے پیدا ہوتی ہے خدائے تعالیٰ
کو پیدا کرنے کو ان میں دخل نہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کو اُن سے تعلق ہے اور اصلح
و لطف اور ثواب وعذاب اور آلام کا عوض یہ پانچ چیزیں حق تعالیٰ پر واجب ہیں بدون عمل
لازم آتا ہے اسلیے کہ جب اُسکے اختیار میں یہ ساری باتیں ہیں اور اُن کے واسطے کوئی امر بھی

نہیں ہے تو پھر انکا ترک کرنا مخل کیونکر ہوگا اور یہ عیب ہے جس سے ذات باری منزہ ہے اور کفار
وفساق کو ہمیشہ دوزخ میں رکھنا اور کبھی عذاب سے نجات نہ دینا بھی اُنکے واسطے آخرت میں
اصلح ہے اور اُن کے اعمال کو باطل کرنا اور اُنپر لعنت فرمانا یہ دنیا میں اُن کے لیے اصلح ہے اور
کہتے ہیں عرش سے مراد ملک ہے اور کرسی سے علم اس آیت میں وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
کرسی کو علم کے معنے میں کہتے ہیں یعنی علم الٰہی میں آسمان اور زمین کی سمائی ہے یہی ملے شیعہ کی ہے
اور تمام معتزلہ کا اسپر اتفاق ہے کہ اگر معدوم کی ذات وحقیقت باطل ہو جائے تو اُسکا اعادہ
محال ہے اور اہل سنت کے نزدیک اعادے کی صحت اسپر موقوف نہیں کہ عدم میں ذات باقی
رہے اور معتزلہ کی یہ بھی راے ہے کہ اعادہ جواہر کا صحیح ہے اور اُن اعراض کا اعادہ جو باقی نہیں
رہتے ممنوع ہے اور جو اعراض باقی رہتے ہیں اور وہ متولدات میں سے نہیں ہیں تو اُنکا اعادہ
بالاتفاق صحیح ہے اور متولدات کے اعادے میں خلاف ہے اور قبر کے عذاب وثواب اور سوال
منکر ونکیر کے منکر ہیں مگر صالحی کہتا ہے کہ تعذیب وتنعیم بلا زندہ کرنے میت کے واقع ہوگی اور ابو علی
جبائی وغیرہ وبعض معتزلہ منکر ونکیر نام رکھنا ناپسند کرتے ہیں۔ علامات قیامت کے منکر ہیں
یاجوج وماجوج اور دجال کے خروج کے قائل نہیں۔ بعضے معتزلہ کہتے ہیں کہ میزان کا ہونا
جائز ہے مگر ثبوت کے قائل نہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ بات محال ہے اور کہتے ہیں کہ قرآن میں
جو وزن اور میزان کا ذکر ہے اُسکا یہ مطلب ہے کہ پورا پورا انصاف کیا جائیگا ذرا فرق نہوگا
اس بیان سے دراصل ترازو مراد نہیں کیونکہ اعمال اعراض ہیں اُنکا تُل سکنا ممکن نہیں کیونکہ
ہلکا بھاری ہونا جواہر کی شان ہے اور خدا سے تعالیٰ ان سب کا عالم بھی ہے پھر تولنے کا کیا فائدہ
اور نیکی بدی کے صحیفے ہاتھوں میں دینا بھی عبث ہے اور کراماً کاتبین کے بھی منکر ہیں اسلیے کہ جو
جو کچھ کرتا ہے اللہ اُس سے بخوبی واقف ہے اور محافظین کی وہاں ضرورت ہوتی ہے جہاں
علم حاصل نہو سکے پس کراماً کاتبین اس صورت میں ہوتے کہ اللہ تعالیٰ جاہل ہوتا اور جو بندے
کرتے اُسکا علم اُسے نہوتا اور حوض کوثر ثابت نہیں کرتے اور ابو الہذیل اور بشر بن معتمر پل صراط
کے جواز کے قائل ہیں مگر اُسکے وقوع کے منکر ہیں اور اکثر معتزلہ بالکل منکر ہیں جواز کے بھی قائل
نہیں اور جبائی کے اقوال دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس بارے میں متردد ہے۔ اور دوزخ

اب موجود نہیں ہیں قیامت کو موجود ہونگے اور جب اللہ تعالیٰ نفخ اولیٰ کا حکم دیگا تو
آسمان وزمین اور جنت ودوزخ اور ارواح فنا ہو جائینگی پھر قیامت کے دن
دوبارہ اُنھیں پیدا کریگا۔ اور یہ کہتے ہیں کہ ایمان کی حقیقت میں تصدیق کے ساتھ
بھی داخل ہیں اسلیے ان کے نزدیک مرتکب کبیرہ مومن نہیں ایمان سے خارج ہے مگر
شخص کو کافر اسواسطے نہیں جانتے کہ صحابہ اور قضاۃ مرتکب کبیرہ پر زنا اور شرب خمر وغیرہ
حد جاری کیا کرتے تھے اور اپنے ملک سے بدر نہیں کرتے تھے اور نہ قتل کراتے تھے اور انکی
عورتوں کو مسلمانوں کے مقابر میں دفن ہونے دیتے تھے حالانکہ کافر کے ساتھ ایسے معاملات
شرعاً ناجائز ہیں اور اسی کا نام اُنھوں نے منزلہ بین المنزلتین رکھا ہے منزلتین کفر و
ایمان ہوئے اور درمیانی منزل فسق ہے پس ایسا شخص فاسق ہے اور شرک کا نہ بخشنا شرعاً
عقلاً ممتنع کہتے ہیں جیسا کہ ماتریدیہ کا مذہب ہے اور گناہ کبیرہ بھی بغیر توبہ کے اُن کے نزدیک
نہیں بخشے جائینگے اور وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ میں ذنوب کو توبہ کے ساتھ مقید کرتے ہیں
اور بعض معتزلہ کی راے یہ ہے کہ جب بندہ کبائر سے اجتناب کرتا ہے تو اُسکے لیے عذاب ہونا جائز نہیں
بلکہ واجب العفو ہے۔ بعض شفاعت کے منکر ہیں اور بعض حق غیر صاحب کبیرہ میں شفاعت
روا رکھتے ہیں ان کے نزدیک تین قسم کے لوگوں کی شفاعت ہوگی (۱) جو کبائر سے بچتے ہیں
صغائر کا ارتکاب کرتے ہیں وہ اُنکے صغائر کی معافی کے لیے انبیاء وملائکہ کی شفاعت ہوگی
(۲) جو کبیرہ کرکے توبہ کر لیتے ہیں تو ایسوں کی توبہ قبول ہونے کے لیے انبیاء وملائکہ کی شفاعت ہوگی
(۳) جو کبائر وصغائر سے بچتے ہیں اُن کی شفاعت زیادتی ثواب کے لیے انبیاء علیہم السلام کی طرف سے ہوگی
ان عذاب کبائر سے نجات پانے کے لیے شفاعت نہوگی اور اگر مرتکب کبیرہ توبہ کیے بغیر
جائیگا تو ہمیشہ دوزخ میں رہیگا انھوں نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ جب مسلمان متقی
ہے یا گنہگار توبہ کرکے مرتا ہے تو مستحق ثواب کا ہوتا ہے اور جب بغیر توبہ کے گناہ کبیرہ سے
جو اُسنے ارتکاب کیا ہے مرگیا تو وہ ہمیشہ عذاب کا مستحق ہوتا ہے لیکن اس کا عذاب کفار کے عذاب
خفیف ہوتا ہے اسکو علاوہ وعید کہتے ہیں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر
بذریعہ انبیاء علیہم السلام کے احکام بھیجے ہیں تاکہ احکام کا نہ ماننا اُن کی ہلاکت پر

شہادت ہو اور اُن کی رائے یہ ہے کہ ایمان باطن سے تعلق رکھتا ہے اور اسلام ظاہر سے چنانچہ
ان کے نزدیک فاسق مسلم ہے نہ مؤمن۔ شرح عقائد نسفی مصنفہ علامہ تفتازانی میں ہے کہ
معتزلہ کا یہ مذہب ہے کہ جو شخص ارکان دین یعنی توحید و نبوت و نماز و روزہ وغیرہ کا اعتقاد
تقلید سے رکھے تو ایسا شخص نہ مؤمن ہے نہ کافر اور ابو ہاشم کے نزدیک کافر ہے پس اسکی رائے
یہ ہے کہ جب دلیل عقلی سے اعتقاد ثبوت کو پہونچے اُس وقت مؤمن تسلیم کرنا چاہیے اور معتزلہ [illegible]
لینے کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی سے کلام نہیں کیا نہ آدمؑ سے نہ نوحؑ سے نہ ابراہیمؑ
سے نہ موسیٰؑ سے نہ عیسیٰؑ سے نہ محمدؐ سے نہ جبرئیلؑ سے نہ میکائیلؑ سے نہ اسرافیلؑ سے علیہم السلام
اور نہ حاملان عرش سے اور نہ انکی طرف دیکھے گا جیسا کہ شیطان اور یہود و نصاریٰ سے بات
کرتا ہے۔ اور معتزلہ کہتے ہیں کہ عقل نہیں تجویز کرتی کہ انبیا سے عمداً کبائر سرزد ہوں اور انبیا میں
کسی ایک کی فضیلت کے دوسرے پر قائل نہیں سب کو برابر جانتے ہیں اور کرامات اولیا کا انکار
کیا ہے اس وجہ سے کہ اولیا سے خرق عادت کے وقوع میں معجزے کے ساتھ اشتباہ ہوگا
اس صورت میں نبی اور غیر نبی میں تمیز کرنا مشکل ہے مگر ابو الحسین بصری معتزلی اور اس کے
شاگرد محمود خوارزمی کرامات اولیا کے قائل ہیں۔ اور معراج کے منکر ہیں کہتے ہیں کہ اسکا ثبوت
خبر آحاد سے ہے اور خبر واحد عمل کو واجب کرتی ہے نہ اعتقاد کو مگر بیت المقدس تک جانے کے
منکر نہیں ہیں۔ اور معتزلہ انبیا میں باہمی تفضیل کے قائل نہیں سب کو برابر اور ہم رتبہ جانتے ہیں یہ
آنحضرت کی فضیلت انبیا پر نہیں مانتے اور اُن کے نزدیک مجتہد کی رائے میں کبھی غلطی نہیں ہوتی
جیسا کہ عامہ متکلمین اشاعرہ کی رائے ہے۔ اور انکا عموماً یہ قول ہے کہ ملائکہ علوی افضل ہیں انبیا سے
اور امامت میں یہ لوگ آپس میں اختلاف کرتے ہیں بعض کہتے ہیں نفتا ہے بعض کہتے
اختیار ہے اور انکے نزدیک امام کا مقرر کرنا مخلوق پر واجب ہے بعض کے نزدیک یہ وجوب
دلیل عقلی سے ثابت ہے اور عامہ معتزلہ کا یہ مذہب ہے کہ دلیل شرعی سے ثابت ہے اور
معصوم ہونا واجب نہیں اور نہ اُسکا قرشی ہونا مشروط ہے۔ اور ان کے نزدیک عبادت کا
سوا فاعل کے غیر کو نہیں پہونچتا خواہ عبادت مالی ہو یا بدنی خواہ مرکب ہو مالی اور بدنی سے
قضا و قدر نہیں بدل سکتے پس دعا لغو ہے کچھ اُس سے فائدہ نہیں ہو سکتا جس طرح

[illegible]انی ہے اگر وہ مقدر کے مطابق ہے تو اسکی خواستگاری فعل عبث ہے اور اگر مخالف ہوگی
تو اس کا موجود ہونا ناممکن ہے اسی سبب سے ان کے مردے استغفار اور صدقات سے کہ نجات کا
وسیلہ ہیں محروم رہتے ہیں اور سارے معتزلہ سوائے کعبی اور ابو الہذیل اور ابو الحسین بصری کے
کہتے ہیں کہ معدوم بھی ایک شے ہے اور عالم واقع میں ثابت ہے مگر اسی قدر ہے کہ انکو وجود
نہیں ملا ہے اگر وجود مل جائے تو وہ موجود ہو جائے اس مرتبے کو انکی اصطلاح میں ثبوت اور تقرر کا
مرتبہ کہتے ہیں اور دلیل انکی یہ ہے کہ ممکن اپنے وجود کے قبل یا تو واجب ہوگا یا ممتنع اور ان دونوں
صورتوں میں وجود کے وقت انقلاب لازم آتا ہے پس یہ غلط ہے تو یہی رہا کہ ممکن اپنے وجود سے پیشتر بھی
ممکن ہوگا اور امکان ایک ایسی صفت ہے جس کے لیے موصوف کا ہونا ضرور ہے تو دیکھنا چاہیئے کہ وہ
ثابت ہے یا موجود ہے اگر موجود ہوگا تو پھر وجود اسکو حاصل ہونا تحصیل حاصل ہے اسلیے یہ باطل ہے
[illegible]ل یہی رہا کہ وہ ثابت ہوگا یہی مدعا ہے یعنی ممکن اپنے عدم کے وقت میں ثابت ہے اور موجود
نہیں ہے اور منشا اس قول کا یہ ہے کہ ان لوگوں کے نزدیک وجود میں اور ماہیت میں فرق ہر
[illegible] ماہیت ہوتی ہے اور اسکو وجود عارض نہیں ہوتا یہی مرتبہ تقرر کا ہے اسی کو معدوم ثابت
کہتے ہیں مگر موجود نہیں کہہ سکتے موجود جب کہیں گے کہ اسکو وجود مل جائے اور اس قسم کے معدوم میں
[illegible]ن کی قید اسواسطے لگا دیتے ہیں کہ جو معدوم ایسا ہو بلکہ ممتنع ہو اسکو تقرر کا مرتبہ حاصل نہیں ہوتا
[illegible]الاتفاق کچھ چیز نہیں اور صوفیہ بھی اعیان ثابتہ کے عالم کی پیدایش سے قبل قائل ہیں۔ اور
[illegible]وہ و ماتریدیہ وغیرہ خلاف اسکے کہتے ہیں کہ معدوم کچھ بھی نہیں ممتنع ہو یا ممکن کیونکہ ان کے نزدیک وجود
[illegible]نفس حقیقت یا ماہیت میں ذرا فرق نہیں در حین جب وجود نہو گا تو ماہیت بھی نہو گی اور یہ بات
[illegible]قول ہے کہ ایک چیز جسے عالم عدم میں وجود منفک ہو اور پھر اسکو کسی قسم کا ثبوت ہو اگر اسکو
عالم عدم میں تقرر حاصل ہوگا تو وہ ایک ہی وقت میں موجود بھی ہوگی اور معدوم بھی ہوگی
[illegible] بالکل خلاف قیاس ہے اسلیے کہ وجود کے کوئی اور معنے ہی نہیں سوائے ثبوت اور تحقق اور
تقرر کے معدوم بھی کہنا اور اسکے واسطے ثبوت بھی ڈھونڈھنا جو بلا شبہہ حرکات و سکنات کو
[illegible]تا ہے بالکل غلط ہے اور عدم ثابت کے ابطال کی بڑی ضرورت اسلیے ہے کہ اہل سنت
اس بات کے مقر ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں اور معدومات کے ثبوت کی

صورت میں یہ جائز ہو جائیگا کہ بعض معدومات ثابت سے تو قدرت کو تعلق حاصل ہو وے [illegible]
بعض کے ساتھ کسی خصوصیت کی وجہ سے نہو بلکہ علی العموم معدومات ثابت مقدور بیت [illegible]
دائرے سے نکل جائینگے اسلیے کہ جس کو عدم میں ثبوت حاصل ہوگا وہ ازلی ہوگی پس قدرت
انکی ذات کے ساتھ کس طرح متعلق ہوسکتی ہے پھر اگر قدرت کا تعلق ان سے مانا جائیگا تو اسی [illegible]
وجود نے عطا کیا پس خدائے تعالیٰ ممکنات کا خالق اصلی اور موجد نہیں بن سکتا اور نہ انکو [illegible]
چیز کی ایجاد پر قدرت ہوسکتی ہے اور یہ کفر صریح ہے۔ معتزلہ کا مذہب یہ ہے کہ ان چار حالتوں [illegible]
اہل قبلہ کا خون مباح و حلال ہے (۱) جب کبیرہ کا ارتکاب کرے (۲) کوئی بدعت اس [illegible]
حادث ہو (۳) سلطان سے بغاوت کرے (۴) فرائض کو ترک کرے اور ترک کو حلال جا[illegible]
معتزلہ اہل سنت کے ساتھ پانچ باتوں میں بحث رکھتے ہیں (۱) مسئلہ صفات (۲) مسئلہ [illegible]
(۳) مسئلہ وعد و وعید (۴) مسئلہ ایجاد افعال (۵) مسئلہ مشیت۔۔

ابن حزم نے ملل ونحل میں کہا ہے کہ معتزلہ کا عمدہ کلام وعد اور وعید اور قدر میں ہے پس جو [illegible]
یہ کہے کہ قرآن غیر مخلوق ہے اور قدر کو ثابت کرے یعنی یہ کہ بندے کے سارے افعال اللہ [illegible]
قضا و قدر سے ہیں اور آخرت میں اللہ کے دیدار ہونے کا اقرار کرتا ہو اور جو صفات الٰہی [illegible]
قرآن و حدیث میں مذکور ہیں انھیں ثابت کرے اور صاحب کبیرہ کو دائرۂ ایمان سے خا[illegible]
نکرے وہ معتزلی نہیں اگرچہ تمام عقائد میں معتزلہ کے ساتھ موافقت رکھتا ہو۔ یہ بیان مجمعا معتز[illegible]
عقائد کا ہے۔ بعض بعض باتوں میں ان میں آپس میں اختلاف ہے۔ ابو ہذیل علاف نے دس [illegible]
مسئلوں میں اپنے اصحاب کا خلاف کیا ہے اور ابراہیم بن سیار نظام نے تیرہ مسئلوں میں معتزلہ کے سا[illegible]
مخالفت کی ہے اور بشر بن معتمر نے چھ مسئلوں میں اپنے اصحاب کا خلاف کیا ہے اور معمر بن عباد سلمی
چار مسئلوں میں اپنے اصحاب سے مخالفت کی ہے اور ابو موسیٰ مزدار نے تین مسئلوں میں اپنے اصحاب
سے خلاف کیا ہے اور ہشام بن عمرو فوطی نے سات مسئلوں میں اپنے اصحاب سے مخالفت کی
اور عمرو بن بحر جاحظ نے پانچ مسئلوں میں اپنے اصحاب سے خلاف کیا ہے اور ثمامہ بن اشرس نمیری نے
چند مسئلوں میں اپنے اصحاب سے خلاف کیا ہے۔

ابو الحسین بن ابی عمرو خیاط اور انکے متبع معتزلہ بغداد کہلاتے ہیں اور محمد بن عبد الوہاب جبائی او[illegible]

[illegible] اور انکے متبع معتزلہ بصرہ مشہور ہیں۔ دس مسئلوں کے اندر معتزلہ بغداد و بصرہ میں اختلاف [illegible]
[illegible] کے بیٹے میں مسئلہ حال اور مسئلہ صلاح و اصلح میں اختلاف ہے۔ اور احمد بن حائط نے اپنے
[illegible] کے مذہب پر تین باتیں زیادہ کی ہیں (۱) تناسخ کا قول (۲) آیات و اخبار جس قدر
[illegible] ہیں وارد ہیں انھیں رویت عقل فعال پر حمل کیا (۳) قیامت کو مسیح محاسب ہونگے
[illegible] سے فرقے ہوگئے ہیں ان میں سے ایک دوسرے کی تکفیر کرتا ہے۔ اکثر معتزلہ فقہیات
[illegible] مذہب حنفی کے تھے جب انپر الزام عائد ہوتا تھا کہ فقہ میں روایت و درایت تو امام صاحب کی
[illegible] ہو پھر انکے عقائد جو انکی کتاب فقہ اکبر میں صحیح ہیں کیوں تسلیم نہیں کرتے تب انھوں نے یہ حیلہ
[illegible] کہ امام صاحب نے کوئی کتاب تصنیف نہیں فرمائی ہے اور فقہ اکبر محمد بن یوسف معروف
[illegible] بخاری کی تصنیف ہے [1]

[illegible] واصلیہ یہ ابی حذیفہ واصل بن عطا کے متبع ہیں اس فرقے کو کبھی حسن بصری کی طرف منسوب
[illegible] کہتے ہیں واصل کا اعتزال چار قواعد پر چکر کھاتا ہے ایک نفی صفات الٰہی دوسرے
[illegible] مرتکب کبیرہ درمیان منزل کفر و ایمان کے ہے چوتھے مرتکب کبیرہ ہمیشہ دوزخ میں
[illegible] ایک قول اسکا یہ بھی ہے کہ اصحاب جمل و صفین اور قاتلان حضرت عثمانؓ اور [illegible]
[illegible] میں سے ایک گروہ غیر معین مخطی ہے پس حضرت علیؓ اور طلحہؓ اور زبیر رضی اللہ عنہم میں
[illegible] کے بعد سے اہلیت شہادت کی نہیں رہی تھی ان کا قول متروک ہے حضرت عثمانؓ کا
[illegible] کبیرہ کا سا ہونا جائز بتا تا تھا اور واصل حضرت علیؓ کو حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ پر تفضیلت دیتا تھا
[illegible] کی امامت کا قائل تھا اور کہتا تھا کہ انعقاد امامت کا آدمیوں کے اختلاف اور فتنے کے
[illegible] نہیں ہوتا ہے امت جس وقت کہ مجتمع ہو کر ظلم و فساد ترک کرے تب کہیں وہ محتاج
[illegible] کرنے والے امام کی ہوتی ہے پھر جبکہ نافرمان و فاجر ہو کر اپنے والی کو قتل کر ڈالے تو پھر

[1] [illegible] ابراہیم سے مقدر رسخی فقہ اکبر من ازاہ بہ وما نقل من بعض سعادۃ المعتزلۃ وجھلۃ المتعزلۃ من ان لا امام ابا حنیفۃ لیس لہ کتاب وان ھذا الکتاب لابی حنیفۃ محمد بن یوسف المعروف بابی حنیفۃ البخاری فہو غلط صریح وسقط فضیح اختلفوہ من جہات ان ھذا الکتاب لیس الغ [illegible] قال علماء [illegible] ان ھذا الکتاب [illegible] لابی حنیفۃ

امامت کسی کے لیے منعقد نہیں ہوتی ہے اسی بنیاد پر کہتا تھا کہ امامت علی مرتضیٰ کی منعقد نہیں
اول اول واصل ہی نے احکام شرعیہ کی تقسیم کی اور کہا کہ حق کے ثبوت کے چار طریقے ہیں
قرآن ناطق حدیث متفق علیہ اجماع امت و عقل و حجت یعنی قیاس واصل نے اور بھی چند
اور اصطلاحیں قائم کیں مثلاً یہ کہ عموم و خصوص دو جداگانہ مفہوم ہیں۔ نسخ صرف امر و نہی میں
ہو سکتا ہے اخبار و واقعات میں نسخ کا احتمال نہیں ان مسائل کے لحاظ سے اصول فقہ کی
اولیت کا فخر واصل کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے لیکن یہ اسی قسم کی اولیت ہوگی جس طرح
نحو کے دو تین قاعدوں کے بیان کرنے سے کہا جاتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فن نحو کے موجد ہیں
اور واصل ہی نے علم کلام میں اول تصنیف کی تھی یہ شخص ۸۰ ہجری میں
پیدا ہوا تھا اور ۱۳۱ ہجری میں مر گیا۔

دوم عمریہ یہ عمرو بن عبید کے اصحاب ہیں جو واصل بن عطا کا شاگرد تھا اسکا مذہب بھی
واصلیہ کے ہے اور واصل کی طرح یہ بھی کہتا ہے کہ فتنہ و فساد کے زمانے میں امامت منعقد نہیں ہوتی
اسی وجہ سے حضرت علیؓ کی امامت کے منعقد ہونے کا قائل نہ تھا مگر اس مسئلے میں منفرد ہے
جمل صفین اور جو حضرت عثمان کے جھگڑے میں شریک رہے وہ تمام فاسق ہیں اور مسائل
قدریہ کے مطابق ہے بلکہ بہت بڑھا ہوا ہے یہ شخص یزید ناقص بن ولید بن عبد الملک بن مروان
کے داعیوں میں سے تھا بنی امیہ کی حکومت کے زمانہ میں اس یزید نے اپنے چچا زاد بھائی ولید کو
خلافت سے دور کرنے کے لیے بہت کچھ سازشیں کیں اور اسکو بدنام کر کے ایک گونہ
مقصد کے حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کر لی اور داعیوں کی کوشش سے عوام کا
طبع یزید کی طرف روز بروز بڑھتا گیا یزید در پردہ لوگوں سے بیعت لینے لگا اور اپنے داعی
وجوانب بلاد اسلامیہ کی طرف بھیجتا رہا اور آخر کار جمادی الاخری ۱۲۶ ہجری میں ولید کو قتل
کر کے خود خلیفہ ہو گیا پھر جب ۱۳۶ ہجری میں ابو جعفر منصور عباسی خلیفہ ہوا تو اسکی امامت کا
قائل ہو گیا۔ سمعانی نے کتاب انساب میں کہا ہے کہ جب یہ اختلاف ہوا کہ خوارج تو مرتکب

اور ایک جماعت نے کہا اگرچہ انھوں نے فسق کیا مگر مومن ہیں اور واصل نے دونوں گروہ
اور کہا مرتکب کبیرہ نہ مومن ہے نہ کافر تو حسن نے اپنی مجلس سے اسے بند کر دیا اور
انھیں چھوڑ دیا اور عمرو بن عبید واصل کی صحبت میں شریک ہو گیا اس لیے دونوں
معتزلہ کہلانے گئے۔

ابو ہذیل حمدان بن ہذیل علاف شیخ المعتزلہ کے پیرو ہیں بعض نے ابو ہذیل کا نام محمد لکھا ہے
بن خالد طویل شاگرد واصل بن عطا سے علم حاصل کیا تھا اور استطاعت کو ایک عرض
بتاتا تھا اور کہتا تھا کہ استطاعت صحت و سلامتی کا نام نہیں ہے اور کہتا تھا کہ افعال
اعضا میں فرق ہے اور اسکا زعم یہ تھا کہ بندے کے افعال بغیر اسکی قدرت کے سرزد
اور استطاعت حالت فعل میں قدرت کے ساتھ ہوا کرتی ہے اور افعال اعضا کو بندے
کے بدون بھی جائز بتاتا تھا اور کہتا تھا کہ فعل اعضا سے قدرت مقدم ہوتی ہے اور
ابو ہذیل سے نقل کیا ہے کہ اسکا اعتقاد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ اسکی مراد سے غیر ہے
ہے کہ ارادہ اسکا شے کا پیدا کرنا ہے اور شے کے پیدا کرنے میں اور نفس شے میں
اور کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو سمیع اور بصیر کہتے ہیں اسکے یہ معنے ہیں کہ وہ زمانۂ آئندہ میں
زمانۂ آئندہ میں دیکھے گا اسی طرح لفظ غفور اور رحیم اور محسن اور خالق اور رازق
ناہی وغیرہ کے معانی بیان کرتا تھا کہتا تھا کہ ساری طاعات کیا فرائض اور کیا نوافل ایمان ہیں
باری تعالیٰ عالم بہ علم ہے اسکا علم ہی اسکی ذات ہے اور قادر بہ قدرت ہے اسکی قدرت
ذات ہے وغیرہ وغیرہ اور یہ عقیدہ اسنے اقوال فلاسفہ سے اخذ کیا تھا جن کا قول یہ ہے کہ ذات
جہتوں سے واحد ہے اور کسی طرح کثرت کو اسمیں راہ نہیں اور صفات الٰہی سوائے ذات الٰہی کے
چیز نہیں جو اسکے ساتھ قائم ہوں جتنی صفات اسکی ثابت ہوں وہ یا تو سلوب ہیں یا
سلوب ان چیزوں کو کہتے ہیں کہ نسبت سلب کے بغیر باری تعالیٰ کی صفت نہیں ہو سکتیں
جوہر اور عرض جب سلب کو اسنے لگاؤ ہو جاتا ہے اور اسکی علامت یعنی حرف نفی سے آتے
وقت یہ اللہ تعالیٰ کی صفت واقع ہو سکتی ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ نہ جسم ہے نہ جوہر ہے نہ عرض ہے
سے مراد یہ ہے کہ واجب الوجود کا وجود عین ماہیت ہے اور اسکی وحدت حقیقی ہے فرق مذہب

ابو ہذیل اور فلاسفہ میں یہ ہے کہ فلاسفہ تمام صفات کی نفی کرتے ہیں اور ابو ہذیل ایسی صفات
کرتا ہے جو اسکی ذات کی عین ہیں یا ایسی ذات ثابت کرتا ہے جو صفات کی عین ہے و
میں کوئی فرق نہیں بتاتا ایک ہی کہتا ہے اور ابو ہذیل نے اللہ تعالیٰ کو ایک ایسے ارادہ
کا مرید ٹھہرایا تھا جس کے لیے کوئی محل نہیں ہے اور اپنے زعم میں اللہ تعالیٰ کو اس ارادے
متصف جانتا تھا اور یہ قول پہلے اسی نے نکالا ہے پھر جو قائل اس بات کا ہوا اس کو اس
میں ابو ہذیل کا متبع سمجھنا چاہیے اور کہا کہ بعض کلام الٰہی کے لیے محل نہیں ہے جیسے قول
بعض کے واسطے محل ہے جیسے امر و نہی اور خبر وجہ اسکی یہ ہے کہ جب ایجاد ممکنات لفظ کن سے
تو اسکے واسطے محل کہاں سے نکلے گا پس اسکے عقیدے کی رو سے امر تکوین اور امر تکلیف میں
یعنی اللہ تعالیٰ کا کسی معدوم کو یہ حکم دینا کہ موجود ہو جا جدا ہے اور بندوں کو کسی کام کے کر
حکم دینا یا کسی کام کے کرنے سے منع فرمانا یہ علیحدہ ہے پہلی مثال امر تکوین کی اور دوسری امر
کی اور حاصل کلام یہ ہے کہ ابو ہذیل کے نزدیک کلام الٰہی عرض ہے اور پھر اسکی دو قسمیں
(۱) بعض عرض بے محل کے بھی قائم ہو سکتا ہے (۲) بعض عرض ایسا ہے کہ وہ محل کے سا
ہوتا ہے پہلی صورت کی مثال لفظ کن (یعنی ہو) ہے کہ وہ کسی موجود و ممکن کے ساتھ قائم نہیں
اس واسطے کہ سارے ممکنات کا حدوث اسی کلمے کی بدولت ہوا ہے اور یہ اپنے وجود میں کل
سے مقدم ہوگا اور دوسری قسم کی مثال امر و نہی ہیں کہ مکلفین کے ساتھ قائم ہونے میں کری
محل ہیں اور ابو ہذیل نے کہا ہے کہ اللہ کے مقدورات منتہی ہیں اب وہ کسی شے کے حادث کر
اور کسی شے کے فنا کرنے پر کسی کے مارنے پر نہ کسی کے جلانے پر قدرت رکھتا ہے اہل جنت و
کی حرکات منقطع ہو کر سکون دائمی ہو جائیگا اور اس سکون میں لذت اہل جنت کے واسطے او
اہل دوزخ کے لیے جمع ہو جائینگے چونکہ یہ مذہب جہم بن صفوان کا بھی ہے کہ جنت و دوزخ فنا ہو

ابو ہذیل کو بھی الآخرۃ کہا کرتے تھے۔ اور ابو ہذیل کہتا تھا کہ مرد مقتول اگر قتل نہ کیا جاتا
وقت پر مرجاتا۔ عمر نہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے اور غائب بات پر حجت قائم نہیں ہوتی مگر جبکہ
عمرو بن ابو ہذیل میں اور ہشام بن حکم میں احکام تشبیہ کی بابت مناظرات ہوئے تھے
ملاف نے عدل۔ توحید۔ وعد۔ وعید اور منزلت بین المنزلتین کا نام اصول خمسہ
کے نزدیک اللہ کی معرفت قبل ورود شرع کے واجب ہے۔

نظامیہ یہ ابراہیم بن سیار نظام کے متبع ہیں تبیم الریاض میں لکھا ہے کہ نظام نون کے فتح اور
ابراہیم کا نام ہے جس کے باپ کا نام بعض سیار (سین مہملہ سے) بتاتے ہیں بعض شیار
) اور بعض شیبان (شین معجمہ و یائے تحتانی اور اسکے بعد بائے موحدہ اور الف و نون
سلسلہ نسب یوں ہے نظام ابن شیبان ابو اسحاق غلام آزاد و بنی حارث بن قیس بن
منصور عباسی کے عہد میں تھا اس نے فلسفے میں نظر کی تھی اور فلاسفہ کی بہت سی باتوں کو
میں ملا دیا تھا۔ چند مسائل میں منفرد ہوا اور جیسے اوائل اہل قبلہ کی تکفیر کی ہے وہ یہی
اسکے اس قول سے کہ عالم کے تمام جاندار ایک جنس سے ہیں یہ بات لازم آتی ہے
اللہ علیہ وسلم کے افعال ابلیس کے افعال کے مثل ہوں اور حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کی سیرت
ہو اسلئے کہ اتحاد جنس مستلزم ہے اتحاد آثار کو اور یہ دونوں قول باطل ہیں۔ اور کہتا تھا
پر قدرت نہیں ہے اسکی قدرت کے سلب ہو جانے کے بعد یہ واقع ہوتی ہیں آخرت کے
دوزخ کے واسطے ثواب و عذاب میں کمی بیشی کر دینا اسکی قدرت میں نہیں ہے اس کے
اللہ تعالیٰ کی بڑی تنزیہ برائیوں سے یہی تھی کہ پھر اسکو قادر نہ سمجھنا چاہیے اور اللہ کے
کی اس طرح تفصیل کی تھی کہ اسکا ارادہ اپنے کاموں کے لیے یہ ہے کہ وہ انکو اپنے علم کے
پیدا کرتا ہے اور بندوں کے افعال کے لیے ارادہ یہ ہے کہ وہ انکو انکے کاموں کے کرنے کے
کرتا ہے بندوں کے سارے افعال حرکات ہیں روح ہی انسان ہے اور بدن سو فقط وہ
ہے اور روح ایک جسم لطیف ہے بدن میں اس طرح ساری ہے جیسے گلاب گل میں یا روغن تیل
میں اور گھی دودھ میں اور جو کام قدرت سے باہر ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور اسی کا
جیس بازط میں مقابلۂ ثانی کی پہلی فصل میں مذکور ہے کہ جب نظام معتزلی حکم کو

ابطال جزو لاتجزی کے دلائل معلوم ہوئے اور کوئی شبہہ اُنپر وارد نکر سکا تو اُن دلائل کو اُسے
ماننا پڑا اور اس بات کا اقرار کیا کہ جسم اس بات کے قابل ہے کہ جتنا چاہیں اُسے تقسیم کر سکیں
کہیں کسی حد پر اُسکی تقسیم رک نہیں سکتی مگر اُسنے اسمین تفریق نکی جو شے ہین بالفعل موجود ہوتا ہے
اور جو بالقوہ موجود ہوتا ہے اسلیے یہ خیال کر لیا کہ جیسے جسم مین انقسامات نامتناہی ممکن ہین تو وہ
اُس مین بالفعل حاصل ہین کیونکہ جو انقسام ممکن ہوتا ہے بالفعل ہوتا ہے اور یہی راے سارے
متکلمین کی ہے کہ تقسیم اُن اجزا کی ہوتی ہے جو بالفعل موجود ہون پس نظام کے نزدیک جسم ایسے
اجزا سے بنا ہے جو بالفعل غیر متناہی ہین اور اس راے پر یہ لازم آیا کہ جسم مین اجزاے لاتجزی
نامتناہی ہین باوجودیکہ نظام نے بظاہر متکلمین سے جو ہیولے کے منکر ہین اس راے مین
اختلاف کیا تھا کہ جسم مفرد اجزاے لاتجزی سے بنا ہے۔ اور محقق طوسی کی شرح اشارات کے
نمط اول مین جو جوہرت اجسام کے بیان مین ہے مذکور ہے کہ نظام کے اس قول سے کہ جسم
بے انتہا بار تقسیم ہو سکتا ہے دو مقدمے پیدا ہوتے ہین (۱) جسم مین اشیاے غیر منقسم موجود ہین
(۲) جو چیز ایسی ہو کہ جسم مین موجود ہو اور منقسم نہو وہ قسمت قبول نہین کرتی نتیجہ ان دونون
مقدمون سے یہ نکلا کہ جسم قابل ہے ایسی چیزون کو جو قسمت قبول نہین کرتین اور یہی جزو لاتجزی کا
مطلب ہے۔ فرق اُن متکلمون مین جو اجزاے لاتجزی کے مقر ہین اور نظام مین اس قدر ہے کہ
اُن کے نزدیک جسم اجزاے لاتجزی متناہی سے مرکب ہے اور اس کی راے کے موافق غیر متناہی
سے اور وہ لوگ صریحاً اس بات کے قائل ہین کہ جسم اجزاے لاتجزی سے بنا ہے اور نظام نے اسکا
اقرار تو نہین کیا ہے مگر اُسکے قول سے جسم کا اجزاے لاتجزی سے مولف ہونا لازم آتا ہے صدرا کی
فصل ابطال جزو لاتجزی مین مذکور ہے کہ جب ان لوگون نے جن کے نزدیک اجزاے لاتجزی
متناہی ہین اصحاب نظام پر مناظرے مین یہ اعتراض کیا کہ تمھارے قول سے یہ لازم آتا ہے کہ کسی
محدود مسافت کو غیر متناہی زمانے کے بغیر قطع نکر سکین حرکت کے وقت جسم کے ہر جزو کے لیے ضرور ہے
کہ وہ اپنے حیز سے نکل کر دوسرے حیز مین داخل ہو اور جب جسم کا ایک جز ایک حیز کو چھوڑ کر دوسرے
حیز مین جائے تو دوسرا جز اُس حیز مین آئے اسی طرح تمام اجزا اپنے اپنے حیز کو بدلین اور جب
جسم مین اجزاے غیر متناہی ہوے تو مسافت بھی غیر متناہی زمانے مین قطع ہو سکے گی اصحاب نظام نے

اس اعتراض کے جواب مین کہا کہ متحرک طفرہ[1] کرتا ہے۔ طفرہ اسے کہتے ہین کہ متحرک ایک جزو مسافت
سے دوسرے جزو مسافت کو اس طرح طے کرے کہ ان دونون جزون کے درمیان مین [illegible]
وہ غیر متناہی بھی طے ہو جائین اور نظام جواہر کو اعراض مجتمعہ سے مولف بتاتا تھا اور کبھی کہتا تھا
کہ رنگ اور مزہ اور بو وغیرہ سارے اعراض اجسام ہین۔ امام فخر الدین رازی جلد اول تفسیر کبیر
کے صفحہ ۲۰ مین کہتے ہین کہ یہ جو مشہور ہے کہ نظام کے نزدیک آواز جسم ہے یہ تحقیق کے خلاف
معلوم ہوتا ہے اسلیے کہ نظام اذکیاے الناس سے تھا اور اسکی شان سے بعید ہے کہ وہ آواز کی نسبت
کہے کہ وہ جسم ہے چونکہ اُسنے کہا ہے کہ آواز کے پیدا ہونیکا سبب ہوا کا تموج ہے جُہّال نے یہ خیال کر لیا کہ
نظام کی مراد یہ ہے کہ آواز عین ہوا ہے اور نظام یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ اللہ نے ساری موجودات کو
ایکبار کی اسی حالت پر پیدا کیا ہے جسپر وہ موجود ہے تقدیم و تاخیر ان مین نہین ہوئی ہے کہ
آدم علیہ السلام اپنی اولاد سے پہلے پیدا ہوئے ہان یہ ضرور ہوا ہے کہ اللہ نے بعض موجودات کو بعض مین
چھپا رکھا تھا تقدم و تاخر کون و ظہور مین واقع ہوا ہے کہتا تھا کہ علم مثل جہل مرکب[2] کے ہے

[illegible]

[2] امر واقعی کو مین جانتا ہون نفس الامر کے خلاف جاننا ایک جہل ہے اور پھر اعتقاد یہ رکھنا کہ مین واقع کے مطابق جانتا ہون دوسرا جہل ہے ۱۲ منہ

اور ایمان مثل کفر کے قرآن کا اعجاز فقط اس راہ سے ہے کہ غیب کی خبر دی ہے زمانہ گذشتہ اور آئندہ کے معاملات کو بیان کیا ہے اور نظم قرآن معجز نہیں ہے اللہ نے نہیں چاہا کہ عرب اُسکے جواب کا اہتمام کر سکیں ورنہ اُن لوگوں کے امکان میں تھا کہ اسکی عبارت سے اچھی عبارت تیار کر لیتے نظام کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل اہل عرب کو یہ قدرت تھی کہ وہ مثل قرآن کے عبارت تیار کر لیتے اور ویسا کلام کہہ سکتے جب حضرت سرور عالم رسول ہو کر آئے تو اللہ پاک نے اُن سے یہ قدرت سلب کر لی۔ اجماع اور قیاس کے حجت ہونے کا منکر تھا متواتر کو محتمل الکذب جانتا تھا قدر میں بڑا غالی تھا کہتا تھا اللہ کو بندے کے افعال اختیاری میں کوئی مداخلت نہیں ہے وہ آپ مختار ہے اور تشیع کی طرف مائل تھا صحابہ میں طعن کرتا تھا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اکذب الناس بتاتا تھا کہتا تھا کہ حضرت فاطمہ دختر رسول پر مار پڑی وہ میراث عترت سے منع کی گئیں اور اُسکا قول یہ تھا کہ امام کے لیے نص واجب ہے اور نبی کی طرف سے حضرت علی کے حق میں نص ثابت ہے مگر حضرت عمرؓ نے اُسے چھپایا۔ اللہ کی معرفت کو قبل ورود شرع کے واجب ٹھہراتا تھا اور نکاح کنیزان دار الحرب کو حرام کہتا تھا۔ نماز تراویح کو ناجائز بتاتا تھا۔ میقات حج سے منع کرتا تھا۔ معجزہ شق القمر کی تکذیب کرتا تھا اور رویت جن کو محال جانتا۔ یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ اُس قدر مال کی چوری سے جسکی مقدار پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہو فاسق

۲؎ اور نصاب گائے بھینس کی تیس عدد ہیں اس نصاب میں پورے برس روز کا بچہ گائے یا بھینس کا واجب ہے کذا فی غایۃ الاوطار ۱۲ منہ

نہیں ہوتا ہے پس اگر کوئی شخص ایک سو ننانوے درم چاندی یا انیس مثقال سونا یا چار اونٹ یا ۳۹ عدد بھیڑ بکری یا ۲۹ عدد گائے بھینس چرائے تو فاسق نہ ہوگا اور اسکے نزدیک طلاق کنایہ سے واقع نہیں ہوتی اگرچہ جی میں نیت طلاق ہی کی کیوں نہ ہو اور لیٹنے سے اگر سو گیا تو وضو نہیں ٹوٹتا جب تک حدث نہ ہو نماز فائت کو قضا لازم نہیں بتاتا تھا۔ محمد بن شبیب۔ ابو شمر یونس بن عمران فضل حدثی۔ اور احمد بن حابط اُسکے اصحاب تھے۔

پنجم اسواریہ یہ ابو علی عمرو بن قائد اسواری کے متبع ہیں یہ سب باتوں میں نظامیہ کے موافق ہو گئے ہیں مگر ایک اس بات میں مختلف ہیں کہ جس امر کو اللہ جانتا ہے کہ نہ کرے گا اُسکے کرنے پر قدرت نہیں رکھتا ہے اور انسان اُسکے کرنے پر قادر ہے۔

ششم اسکافیہ ابو جعفر محمد بن عبداللہ اسکافی کے پیرو ہیں وہ بھی سارے عقائد میں نظام کے موافق تھا مگر اس بات کا قائل تھا کہ اللہ کو ظلم عقلا پر قدرت نہیں ہے ظلم اطفال و مجانین پر قدرت ہے۔

ہفتم جعفریہ یہ متبع ہیں جعفر بن مبشر اور جعفر بن حرب بن میسرہ کے یہ بھی نظامیہ کے موافق ہیں اور اس بات کے قائل ہیں کہ اس امت کے فساق میں ایسے لوگ بھی ہیں جو یہود و نصاریٰ اور مجوس سے بھی بدتر ہیں شراب پینے والے سے حد کو ساقط بتاتے تھے ان کا یہ اعتقاد تھا کہ گناہان صغیرہ فاعل کے ہمیشہ دوزخ میں رہنے کے موجب ہیں اور ایک حبہ کا چور بھی فاسق ہے ایمان اُسکا جاتا رہتا ہے اگر کوئی مرد کسی مرد کے ساتھ کسی عورت کے پاس پیغام بھیج کر اس سے نکاح کرنا چاہے پھر وہ عورت اسکے پاس آئے اور یہ اُس سے صحبت کرے بغیر نکاح کے تو اسپر کچھ حد نہیں آتی ہے یہ صحبت اس عورت کے ساتھ نکاح ٹھہریگی۔

ہشتم بشریہ بشر بن معتمر کے متبع ہیں اسکا قول یہ تھا کہ جسم میں اعراض طعم اور رنگ اور بو اور سمع و بصر وغیرہ کے ادراکات جائز ہے کہ بطور تولد کے غیر کے فعل سے حاصل ہوں جس طرح سے

کہ ان اعراض کے اسباب غیر کے فعل سے واقع ہوتے ہین اور تولید کا قول معتزلہ مین اسی سے
پھیلا ہے اور قدرت و استطاعت سلامتی بدن و اعضا کی طرف معروف ہے اور اس مین افراط کرتا تھا
اور فلاسفہ طبیعین کی طرف میل رکھتا تھا اور کہتا تھا اللہ تعالیٰ تعذیب اطفال پر قادر ہے لیکن
جب ایسا کریگا تو ظالم ہوگا پس اللہ تعالیٰ کی ذات سے یہ عیب اُٹھانے کے لیے اسکی یہ راے ہے
کہ جب وہ کسی بچے کو عذاب دے تو کہہ لینا چاہیے کہ وہ بچہ عاقل بالغ ہو کر عذاب کا مستحق ہوگا غرض
اسکے نزدیک اللہ ظلم پر قادر ہے مگر جب وہ ظلم کرے تو یون تاویل کرکے اُسے عادل ماننا چاہیے
اور اللہ کا ارادہ منجملہ اُس کے افعال کے ہے پھر یہ ارادہ دو طرح پر ہے ایک صفت فعل دوسرا
صفت ذات اور لطف مخزون کا قائل تھا مگر کہتا تھا اللہ نے اس لطف کو اسلیے نہین پیدا کیا کہ
اللہ پر پھر ثواب دینا واجب ہو جاتا اور پہلی توبہ متوقف ہے دوسری توبہ پر اور توبہ نفع نہین کرتی مگر
جبکہ پھر وہ کام نہ کرے اگر پھر وہی کام کیا تو پہلی توبہ نافع نہین ہوتی ہے ۔

ششم مزداریہ یہ متبع ہین ابو موسیٰ عیسیٰ بن صبیح معروف بمزدار تلمیذ بشر بن معتمر کے یہ شخص زاہد تھا
اسکو راہب المعتزلہ کہتے تھے چند مسائل مین منفرد تھا جیسے یہ کہ اللہ ظلم و کذب پر قادر ہے اس سے کچھ
اُس کی ربوبیت مین بٹہ نہین لگتا ہے جب ایسا کریگا تو ظالم اور کاذب قرار پائیگا یہ اعتقاد رکھتا
تھا کہ قرآن پر قدرت ہو سکتی ہے قرآن کی فصاحت و بلاغت لوگون کو عاجز نہین کرتی ہے بلکہ وہ
اس سے بہتر کلام لا سکتے ہین اور قرآن کے مخلوق ہونے کے باب مین اسکو بڑا اصرار تھا اور جو قرآن کو
قدیم کہتے اُنھین کافر جانتا تھا یہی قول اسکا اصل معتزلہ ہے مسئلہ خلق قرآن مین اس کے زمانے مین
بہت سے تشدد و سلطنت پر جاری ہوئے اس لیے کہ وہ قائل قدم قرآن کے تھے کہتا تھا کہ جو کوئی دیکھنا
اللہ کا آنکھون سے بلا کیف کہتا ہے وہ کافر ہے اور اسی طرح جو شخص سلطان سے ملابست رکھتا ہے
یا خلق اعمال کا مقر ہے وہ بھی کافر ہے نہ اسکو کسی مسلمان کی وراثت پہونچ سکتی ہے اور
نہ کوئی اور مسلمان اسکا وارث قرار پا سکتا تھا اور جائز رکھا کہ ایک فعل ہمارا معلول ہے بطور تولید کے سرزد ہو نہ بطور مباشرت کے

ہفتم ہشامیہ یہ متبع ہشام بن عمرو فوطی کے ہین شفاے قاضی عیاض کے حاشیے مین لکھا ہے
کہ لفظ فوطی مین فا اور اسکے بعد واؤ ساکن ہے بعض نے واؤ کے فتحہ سے لکھا ہے اور واؤ کے بعد
طاے مہملہ ہے اور بعض کہتے ہین کہ فا کی جگہ باے موحدہ مضموم اور اسکے بعد واو ساکن اور واو کے بعد [illegible] کے بعد

سے نسبت ہے بعض کتابون مین غوطی غین نقطہ دار سے لکھا ہے یہ شخص قدر مین بڑا مبالغہ رکھتا تھا
کسی فعل کو بھی اللہ کی طرف منسوب نہین کرتا تھا یہانتک کہ اس بات کا بھی منکر تھا کہ اللہ نے
مومنون کے دلون مین الفت دی ہے اور وہ مومنون کے واسطے ایمان کو دوست رکھتا ہے اور اُسنے
کافرون کو گمراہ کیا ہے اور جو آیات قرآن پاک کی اس باب مین آئی ہین ان کا مخالف تھا
حسبنا اللہ و نعم الوکیل کہنے سے منع کرتا تھا اسلیے کہ وکیل کا رتبہ موکل سے کم ہوتا ہے حالانکہ وکیل
اسماے الٰہی مین حفیظ کے معنے مین ہے کما قال اللہ تعالیٰ وَمَا اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِوَکِیْلٍ یعنی تو ان کا نگہبان
نہین ہے اور اس بات کا بھی قائل تھا کہ اعراض اس بات پر دلالت نہین کرتے کہ اللہ تعالیٰ اُن کا
خالق ہے اور وہ ان سے رسول کی رسالت پر دلالت ہو سکتی ہے بلکہ اجسام دلالت کرتے ہین اور اس سے
لازم آتا ہے کہ مردے کا زندہ کر دینا اور عصا کا سانپ بن جانا دلیل صدق دعوی نبوت کی نہین ہو سکتی
اس بات کا منکر تھا کہ دریا موسیٰ علیہ السلام کے واسطے پھٹ گیا اور اُنکا عصا سانپ بن گیا یا حضرت
عیسیٰ نے مردون کو زندہ کیا ہو یا چاند حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے شق ہو گیا ہو اسی طرح
اور بہت سے امور متواتر کا منکر تھا جیسے محصور ہونا حضرت عثمانؓ کا اور مقتول ہونا اُن کا غلبے سے
کہتا تھا کچھ لوگ اس کے قاتل ہین سو وہ لوگ ہین جو عمال کے شاکی تھے وہ گھس پڑے اور
اُنھون نے حضرت عثمانؓ کو مار ڈالا معلوم نہین کہ قاتل کون تھا ایک قول اسکا یہ بھی تھا کہ طلحہ و زبیر
و حضرت علی بن ابی طالب جنگ جمل مین کچھ لڑنے کو نہین نکلے تھے بلکہ مشورے کے لیے ابھر آئے
تھے گروہ دونون فریق کے جانبدارون نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا اسکا بھی قائل تھا کہ شیطان
انسان مین داخل نہین ہوتا ہے بلکہ وہ تو باہر سے وسوسہ ڈالتا ہے اس وسوسہ کو اللہ ابن آدم کے دل مین
پہونچا دیتا ہے اور اسکا یہ قول تھا کہ قرآن حرام و حلال پر دلالت نہین کرتا اور کہتا تھا کہ اگر ایک
آدمی نے اچھی طرح سے وضو کر کے نماز پڑھنا شروع کی بہ نیت قرب خدا کے اور عزم کیا کہ نماز
تمام کرے پھر رکوع و سجدہ بجا لایا اور ان سب ارکان مین مخلص رہا مگر اللہ کو معلوم ہے کہ وہ اس
نماز کو آخر مین قطع کر دیگا تو پہلی نماز اسکی معصیت ہوئی اور انعقاد امامت کا آدمیون مین اختلاف
اور فتنے کے زمانے مین نہین ہوتا ہے اور امت جس وقت کہ مجتمع ہو کر ظلم و فساد ترک کرے تب بھی
وہ محتاج سیاست کرنے والے امام کی ہوتی ہے پھر جبکہ نافرمان و فاجر ہو کر اپنے والی کو قتل کر ڈالے

تو پھر عقد امامت کا کسی کے لیے نہیں ہوتا ہے اسی بنا پر کہتا تھا کہ امامت علی مرتضیٰ کی منعقد نہیں ہوئی اسلیے کہ وہ بیعت وقت فتنے کے بعد شہادت حضرت عثمان کے وقوع میں آئی تھی اور کہتا تھا کہ جنت و دوزخ مخلوق موجود نہیں ہیں کیونکہ ان کے بالفعل موجود ہونے میں کوئی فائدہ نہیں اور جنت میں ازالۂ بکارت کا بھی منکر تھا یہ بھی کہتا تھا کہ نافع و ضار اللہ کا نام نہیں ہے اور نہ کسی کو اللہ نے کافر پیدا کیا ہے۔

یازدہم حابطیہ بائے موحدہ کے ساتھ احمد بن حابط کے متبع ہیں اسنے ابراہیم بن سیّار نظام کی صحبت پائی تھی اسکا قول ہے کہ خلق کے دو معبود ہیں ایک خالق و معبود قدیم ہے دوسرا مخلوق وہ عیسیٰ بن مریم ہیں مسیح کو ابن اللہ اعتقاد کرتا تھا کہتا تھا کہ آخرت میں حساب و کتاب خلق کا مسیح کریگا اور اس آیت قرآن کا یہی مطلب ہے هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِنَ الْغَمَامِ کیا لوگ یہی انتظار رکھتے ہیں کہ اللہ اُنکے پاس ابر کے سائبانوں میں آئے اور کہتا تھا یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھکر فرمایا إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هَذَا الْقَمَرَ یعنی تحقیق تم اپنے پروردگار کو دیکھو گے جیسے کہ اس چاند کو دیکھتے ہو مراد اس سے عیسیٰ ہیں اور اسکا یہ اعتقاد تھا کہ چوپایوں اور پرندوں اور حشرات میں یہاں تک کہ مچھر اور پسو اور مکھی میں بھی انبیا ہوتے ہیں بدلیل اس آیت کے وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ یعنی کوئی امت ایسی نہیں جس میں کوئی ڈرانے والا نہ ہو چکا ہو و قولہ تعالیٰ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ یعنے نہیں کوئی چلنے والا زمین پر اور نہیں کوئی پرندہ کہ اپنے بازوؤں سے اُڑے مگر ایک ایک امت ہے تمھاری طرح اور بدلیل حدیث کہ عبداللہ بن مغفل سے ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا لَوْلَا أَنَّ الْكِلَابَ أُمَّةٌ مِنَ الْأُمَمِ لَأَمَرْتُ بِقَتْلِهَا یعنی اگر یہ بات نہ ہوتی کہ کتے ایک امت ہیں امتوں میں سے تو تحقیق میں اُن سب کے قتل کرنے کے لیے حکم دیتا اور تناسخ کا قائل تھا اور کہتا تھا اللہ کی روح نے ائمہ میں تناسخ کیا ہے ایک یہ بھی اعتقاد رکھتا تھا کہ اللہ نے ابتداءً ساری خلق جنت میں پیدا کی تھی جو کوئی جنت سے باہر نکلا وہ اپنی معصیت کے سبب سے نکلا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بسبب تعدد نکاح کے طعن کرتا تھا کہتا تھا ابو ذر غفاری حضرت سے زیادہ زاہد و عابد تھے۔

دوازدہم حدثیہ یہ پیرو فضل حدثی شاگرد نظام کے ہیں ملل و نحل شہرستانی میں حدثی ثائے مثلثہ سے لکھا ہے اور شرح مواقف میں بائے موحدہ کے ساتھ مندرج ہے انکا مذہب بھی مثل حابطیہ کا سا ہے تناسخ کے معتقد ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس جہان کے علاوہ ایک اور جہان میں ابتداءً حیوانات کو عاقل و بالغ پیدا کیا تھا اور بہت کچھ نعمت عطا کی تھی اور علوم بھی سکھلائے تھے پھر ان کا امتحان منظور ہوا اور حکم ہوا کہ ہماری عطیات کا شکریہ ادا کرو بعض نے تعمیل کی اور بعض نے نہ کی جنھوں نے تعمیل کی تھی انھیں جنت میں بھیجا اور جنھوں نے نافرمانی کی تھی انھیں جہنم میں ڈالا اور بعض ایسے بھی تھے کہ انھوں نے بعض احکام الٰہی کی تعمیل کی تھی اور بعض احکام کی تعمیل نہ کی تھی انھیں دنیا میں بھیجا اور یہ اجسام ان کو مختلف رنگ کے دیئے گئے اور طرح طرح کے رنج و خوشی اور نفع و ضرر میں انکو اُن کے گناہوں کے بموجب مبتلا کیا گیا جن لوگوں کے گناہ کم اور طاعت زیادہ تھی انکو عمدہ صورت عطا ہوئی اور اُنپر مصیبت کم ڈالی گئی اور جنکی عبادت کم تھی اور گناہ زیادہ انکو بُری صورت دی اور سخت مصائب میں گرفتار کیے گئے اور جب تک حیوان پورے پورے گناہوں سے سبکدوش نہیں ہوجاتا برابر دنیا میں کسی کی صورتیں بدلتی رہتی ہیں۔

سیزدہم صالحیہ یہ پیرو صالحی کے ہیں وہ کہتا تھا جائز ہے کہ مردے کو علم اور قدرت اور ارادہ اور سمع اور بصر حاصل ہو اسکا یہ بھی قول تھا کہ جوہر بغیر اعراض کے بھی پایا جاسکتا ہے اور اُسکا اعتقاد تھا کہ تعذیب و تنعیم بلا زندہ کرنے میت کے واقع ہوگی اور یہی رائے بعض علمائے کرامیہ کی ہے [1]

چہاردہم معمریہ یہ معمر بن عباد سلمی کے اصحاب ہیں معمر میں دونوں میم مفتوح اور عین مہملہ ساکن ہے جعفر کے وزن پر ہے تبصرے میں لکھا ہے معمریہ معمر بن عباد صمیری کی طرف منسوب ہیں اور لفظ صمیری صاد مہملہ مفتوح اور یائے تحتانی ساکن اور میم مفتوح اور رائے مہملہ سے صمیر کی طرف منسوب ہے جو ایک گاؤں یا شہر کا نام ہے بعض نسخوں میں ضاد معجمہ سے لکھا ہے اس صورت میں ضمیر کی طرف منسوب ہے جو ایک قبیلے کا نام ہے تلمسانی نے اسی طرح تحقیق کیا ہے۔ معمر یہ کہتے ہیں انسان حی عالم قادر مختار ہے اور نہ متحرک ہے نہ ساکن نہ طویل نہ عریض نہ متلون ہوکر دیکھتا ہے نہ چھوتا ہے نہ حلول کرتا ہے کسی جگہ میں نہ اُسکو کوئی جگہ حاوی ہوتی ہے اور وہ مدبر بدن ہے کچھ بدن میں حلول کرنے والا نہیں ہے بلکہ انسان ایک شے سوا اس جسد کے ہے غرض کہ انھوں نے انسان کی

توصیف وصف الٰہیت کے ساتھ کی ہے کیونکہ یہی وصف ان کے نزدیک مدبر عالم کا بھی تھا اور انکا
اعتقاد یہ تھا کہ اللہ نے سوائے اجسام کے اور کچھ پیدا نہیں کیا ہے اور اعراض متولد ہیں انہیں
اجسام سے یا تو بالطبع جیسے آگ سے احراق اور سورج سے حرارت پیدا ہوتی ہے یا بالاختیار جیسے
حیوان سے رنگ اور اعراض ہر نوع کے غیر متناہی ہوتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ معمر کے نزدیک
اعراض کا خالق اللہ نہیں بلکہ یہ سب طبائع اجسام سے پیدا ہوئے طبائع اجسام ان آثار کی مقتضی
ہیں اور کہتا ہے کہ قرآن اجسام کا فعل ہے نہ اللہ کا کیونکہ یہ مرکب ہے حروف اور آواز سے
اور حروف و آواز جسم میں پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ کا ارادہ واسطے کسی شے کے غیر خدا و غیر مخلوق
ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو اپنے نفس کا علم نہیں ہے ورنہ عالم و معلوم میں اتحاد لازم آئے گا جو ممنوع
ہے اور اللہ تعالیٰ قدیم نہیں ہے اسلیے کہ لفظ قدیم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ زمانہ قدیم ہے
اور اللہ کا زمانی ہونا لازم آتا ہے حالانکہ وہ زمانے سے بری ہے نسیم الریاض میں لکھا ہے کہ
معمر کا قول ہے کہ قرآن اللہ پر دلالت نہیں کرتا اور نہ رسول کی رسالت پر حجت ہو سکتا ہے کیونکہ
اس میں کسی قسم کا معجزہ نہیں ہے اور قرآن سے ثواب و عذاب اور نہ کسی چیز کی حلت و حرمت ثابت
ہو سکتی ہے یہ کہتا تھا کہ اللہ کے لیے کلام نہیں اور نہ امر و نہی ہے اور نہ قرآن میں اسکا کوئی حکم ہے
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں کوئی دلیل ایسی نہ تھی جس سے انکے دعوے رسالت کی تصدیق
ہو سکتی اور مخلوقات کا وجود اللہ تعالیٰ کے ہونے پر دلیل نہیں مخلوقات اللہ تعالیٰ پر دلالت نہیں کرتی۔

پانزدہم ثمامیہ یہ متبع ہیں ثمامہ بن اشرس بن معن نمیری کے لفظ ثمامہ میں ثائے مثلثہ مضموم ہے۔
یہ شخص نہایت لطیفہ گو تھا اسکے نوادرات مشہور ہیں رشید اور مامون کے عہد میں تھا انکے دربار میں
پہونچتا تھا اور معمر بن عباد سلمی کا ہم عصر اور رائے و اعتقاد میں اس سے قریب تھا اگرچہ بعض مسائل میں
منفرد ہوا مثلاً کہتا تھا کہ سارے علوم ضروری ہیں جو کوئی معرفت الٰہی کی طرف مضطر نہیں ہے
وہ معرفت کے لیے مامور بھی نہیں ہے بلکہ مانند بہائم وغیرہ کے ہے اسکے اعتقاد میں یہود و نصاریٰ
و زنادقہ قیامت کے دن مثل بہائم کے مٹی ہو جائینگے انکو نہ ثواب ہوگا نہ انپر کچھ عذاب ہوگا اسلیے کہ وہ
مامور نہیں ہیں کیونکہ معرفت کی طرف مضطر نہیں ہوئے ہیں ایک اعتقاد یہ تھا کہ سارے افعال متولد
ہیں مگر کوئی انکا فاعل نہیں ہے اور استطاعت یہی اعضا کی صحت و سلامتی ہے حسن و قبح عقل کی طرف سے

ہوتا ہے اسی لیے معرفت خدا کی قبل ورود شرع کے واجب ہے۔

شانزدہم خیاطیہ ابو الحسین بن ابی عمرو خیاط کی طرف منسوب ہیں جو عیسیٰ صوفی کے اصحاب
سے تھا پھر ابو مجالد کے پاس رہا انکو یہ اعتقاد تھا کہ معدوم شے ہے اور وہ عدم میں ایک جسم ہے اگر اسکے
حدوث میں جسم ہو اور عرض ہے اگر اسکے حدوث میں عرض ہو انکے نزدیک بندہ اپنے افعال پر
آپ قدرت رکھتا ہے اس امر میں خدا کی معاونت کا محتاج نہیں ارادہ الٰہی خود افعال الٰہی کے
لیے خالق ہے اور افعال عباد کے لیے امر ہے یہ لوگ کہتے تھے خدا کو سمیع یا بصیر جو کہتے ہیں اسکے یہ معنے
ہیں کہ خدا مسموعات اور مبصرات کا عالم ہے اور جو کہتے ہیں خدا اپنی ذات کو یا کسی غیر کو دیکھتا ہے اسکے بھی
یہی معنے ہیں کہ وہ انہیں جانتا ہے۔

ہفدہم جاحظیہ ابو عثمان عمرو بن بحر بن محبوب بصری معروف بہ جاحظ کے اصحاب ہیں تاریخ
ابو الفداء اور وفیات میں ۲۵۵ ہجری میں جاحظ کی کیفیت یہی لکھی ہے اور یافعی نے واقعات ۲۵۵ھ میں
اسکی کنیت ابو عثمان بیان کی ہے اور نزہت الالباب میں بھی ابو عثمان عمرو جاحظ مندرج ہے غرض الطالب
میں بھی ابو عثمان ہے یہ شخص بڑا عالم اور نہایت فصیح و بلیغ تھا نظام معتزلی کا شاگرد تھا اور خود بھی
ائمہ معتزلہ میں سے ہے اور معمر بن عباد سلمی کا ہم عصر تھا اور رائے و اعتقاد میں دونوں قریب قریب
تھے انہے کتب فلاسفہ کی بہت کچھ سیر کی تھی کہتا تھا سارے معارف ضروری ہیں کوئی شے انہیں سے
افعال عباد نہیں ہے بلکہ یہ سب طبیعی ہیں بندے کا کسب صرف ارادہ ہے اور کچھ نہیں ہے اور آدمی
ہمیشہ دوزخ میں نہ رہیں گے بلکہ طبیعت نار ہو جائینگے اللہ کسی کو داخل نار نہ کریگا خود آگ ان کو بالطبع اپنی
طرف کھینچ لیگی اور یہ قرآن منزل اجساد کے قبیل سے ہے اور ہوسکتا ہے کہ کبھی مرد ہو جائے کبھی عورت[له]
اور اللہ ارادہ معاصی کا نہیں کرتا ہے اور نہ اللہ دیکھتا ہے اور اپنے کاموں میں اللہ کے ارادے
کے یہ معنی ہیں کہ وہ غلطی نہیں کرتا ہے اور اسکے حق میں سہو کا ہونا صحیح نہیں ہے اور غیر کے فعل کے لیے
اسکا ارادہ یہ ہے کہ نفس اسکی طرف میل کرتا ہے اور جواہر اجسام کا معدوم ہونا محال ہے اجسام اعراض
بدلتے رہتے ہیں جواہر اپنی حالت پر باقی رہتے ہیں مثلاً جب انسان مٹی سے بنتا ہے اور بیٹا باپ کے
نطفے سے پیدا ہوتا ہے تو جس جوہر میں مٹی اور نطفے کی ہیئت تھی وہ ہیئت اس سے دور ہو کر ہیئت
حیوانی یا انسانی اس میں پیدا ہوئی ہے اور جن باتوں پر اعتقاد رکھنا مکلف پر واجب ہے جیسے

[له] [illegible]

اثبات صانع عالم اور اُسکی صفات کا ثبوت اور نبوات کا ثبوت اس قسم کی باتون کا علم ضروری ہے باقی سب نظری جاحظ بے حد مسخرہ بھی تھا اور لطیفہ گو تھا خلفاے بغداد کی مصاحبت مین رہتا تھا علی محمد بن عبد الملک معروف بہ ابن زیات وزیر متوکل کے پاس رہا کرتا تھا جب ابن زیات متوکل کے حکم سے مارا گیا تو جاحظ بھی قید ہوا پھر رہا ہو گیا اسکی تصانیف سے بہت سی کتابین ہین جیسے کتاب البیان و کتاب التبیین اس مین نظم و نثر کو جمع کیا ہے اور کتاب الحیوان و کتاب [illegible] اور ایک کتاب اسلامی فرقون کے ذکر مین لیکن افسوس ہے جسکی اول درجہ کا بدشکل تھا اور اسکی آنکھین باہر کو نکلی ہوئی تھین جس کو دیکھکر لڑکے سہم جاتے تھے آخر عمر مین مفلوج ہو گیا تھا ۹۰ سال کی عمر مین بمقام بصرہ ۲۵۵ھ ہجری مین فوت ہوا ایام مرض مین اکثر یہ شعر پڑھا کرتا تھا اترجوان تکون وانت شیخ ﴿ کما قد کنت ایام الشباب ﴿ جیسا تو عالم شباب مین تھا کیا پیری مین بھی ویسا ہی ہونے کی امید رکھتا ہے لقد کذبتک نفسک لیس ثوب ﴿ خلیق کالجدید من الثیاب تیرے نفس نے اب تجھکو فریب دیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ پرانا کپڑا نئے کے برابر نہین ہوتا

ہیجدہم کعبیہ یہ متبع ہین ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بن محمود بلخی معروف بہ کعبی کے جسنے علم خیاط سے حاصل کیا تھا اسکا مذہب بعینہٖ اُسکا مذہب تھا یہ شخص چند مسائل مین معتزلہ بغداد سے ممتاز بنا تھا کہتا تھا کہ اللہ کا فعل اُس کے ارادے کے بغیر واقع ہوتا ہے پس جب یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالی اپنے افعال کا ارادہ کرنے والا ہے تو اُس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ وہ اُنکا خالق ہے اور مصلحت جان لیتا ہے اور جس وقت یون کہتے ہین کہ وہ غیرون کے افعال کا ارادہ کرنے والا ہے تو مطلب اسکا یہ ہوتا ہے کہ وہ غیرون کے افعال کا حکم کرنے والا ہے اور قائل اس بات کا تھا کہ اللہ تعالی خدا اپنی ذات کو دیکھتا ہے نہ غیر کو بلکہ اسکے بصر و سمع علم ہی کی طرف راجع ہین یعنی مراد اس سے یہ ہوتی ہے کہ وہ جانتا ہے کہتا تھا کہ قتل موت نہین موت وہی ہے جو اپنے وقت سے مرے مطلب یہ ہے کہ اللہ کے فعل کا نام موت ہے اور بندے کے فعل کا نام قتل شاید یہ مسلک کعبی نے قرآن کی اس آیت سے حاصل کیا ہے مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ محمد تو ایک رسول ہے اُس سے پہلے بہت سے رسول ہو چکے پھر کیا اگر وہ مرگیا یا مارا گیا تو تم اُلٹے پاؤن پھر جاؤ گے۔ موت اور قتل مین جو نکہ تردید واقع ہوئی ہے

[illegible] دو شقون مین واقع ہوتی ہے تو اس سے کعبی نے یہ خیال کیا کہ موت کا اطلاق اُس اجل پر ہوتا ہے جو قتل کے ذریعے سے حاصل ہو حالانکہ اللہ تعالی نے موت کے بعد قتل کو بطریق تردید ذکر کرنے سے خصوصیت کا ارادہ کیا ہے یعنی اگر محمدؐ مرجائے خواہ مار ڈالا جائے تو تم کیا مرتد ہو جاؤ گے رسول زندہ ہو یا نہ رہے دین اللہ کا ہے اُسپر قائم رہو

نوزدہم جبائیہ یہ گروہ محمد بن عبد الوہاب جبائی کی طرف منسوب ہے جو ۲۳۵ھ ہجری مین بلدہ جبا مین پیدا ہوا تھا خوزستان مین جبا ایک شہر کا نام تھا جبائی کی کنیت ابو علی ہے اسکا نسب حضرت عثمان کے غلام حمران سے جا ملتا ہے جبائی نے علم کلام ابو یوسف یعقوب بن عبد اللہ الشحام البصری سے جو بصرے مین رئیس معتزلہ تھا پڑھا تھا یہ شخص متاخرین معتزلہ سے تھا اور شیخ ابو الحسن اشعری کا استاد تھا مذہب اعتزال مین اسکے فتوے مشہور ہین جیسے کہتا تھا کہ اللہ کے نام توقیفی ہین کہ سوا اُن ناموں کے جنکی شرع نے اجازت دی اور نام اپنی طرف سے وضع کر کے اس ذات پاک پر اطلاق کرنا درست ہے مگر یہ کہتا تھا کہ اللہ کا نام مطیع العبد ہے جبکہ اللہ وہ کام کرے جسکا ارادہ بندے نے اس سے کیا ہے اور اللہ عورتون کا حمل رکھتا ہے ان مین بچہ پیدا کرتا ہے اسلیے کہ حمل اور مین نطفے کے قرار پکڑنے کی علت وہی ہے اللہ کا کلام مرکب ہے حروف و اصوات سے کہ وہ اُسے کسی جسم مین پیدا کر دیتا ہے اور ایسے کلام کا فاعل وہی ہے جسنے اسے پیدا کیا نہ وہ جسم جس مین قائم ہوا اور حلول کرے اور کلام اُسکا عرض ہے بہت سے مکانون مین اور ایک مکان مین بعد دوسرے مکان کے پایا جاتا ہے بغیر اس کے کہ مکان اول سے منعدم ہو جائے پھر وہ دوسرے مکان مین حاصل ہوتا ہے اور جبائی نے یہ بھی کہا ہے کہ اللہ تعالی کسی کے پڑھنے کے وقت ایک کلام اپنے نفس کے لیے محل قراءت مین پیدا کر دیتا ہے اور امامت کے معاملے مین اہل سنت کے ساتھ موافق ہے کہتا تھا امامت اختیار پر ہے اور فضیلت حضرت علیؓ مین حضرت ابو بکرؓ پر اور فضیلت حضرت ابو بکرؓ مین حضرت علیؓ پر متوقف تھا ہم یون کہتا تھا کہ حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ و عثمانؓ سے بہتر ہین کہتا تھا اگر یہ حدیث صحیح ہے کان عند النبی صلے اللہ علیہ وسلم طیر فقال اللهم ائتنی باحب خلقک الیک یاکل معی هذا الطیر فجاء علی فاکل معه یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پرندہ بھنا ہوا رکھا تھا اُس وقت آپ نے دعا کی کہ خدایا میرے پاس اُسکو بھیج جو تیرے نزدیک تمام

مخلوق میں سب سے زیادہ پیارا ہو کر میرے ساتھ وہ اس پرند کو کھائے اُسوقت حضرت علی
آئے اور آنحضرت کے ساتھ اُسے کھایا تو حضرت علی افضل ہیں اور عقیدہ اُسکا یہ تھا کہ اللہ کا دیدار
قیامت کو نہوگا اور بندہ اپنے فعل کا آپ خالق ہے خیر و شر طاعت و عصیان سب اُسی کے اختیار سے
صادر ہوتا ہے اور مرتکب کبیرہ نہ مومن ہے نہ کافر ہے بلکہ فاسق ہے اسکے نزدیک مرتکب کبیرہ اگر بلا توبہ
مرجائیگا تو ہمیشہ دوزخ میں پڑا رہیگا اور یہ شخص کرامات اولیا کا منکر تھا اور اس بات کا قائل تھا کہ تمام
انبیا معصوم ہیں اور کہتا تھا کہ خدا پر مکلف کی عقل کا درست کرنا اور اسباب تکلیف کا بہم پہونچانا واجب ہے
کیونکہ اسکے نزدیک اللہ پر واجب ہے مکلف پر لطف کرنا اور جو چیز اسکے حق میں مفید ہو اُسکا پورا کرنا
اور کہتا تھا اللہ تعالی کی خود ذات عالم ہے علم کی کوئی صفت اسکے لیے نہیں کہ اُسکی ذات کے
ساتھ قائم ہو اور نہ کوئی ایسی حالت ہے جس سے اسکو عالمیت حاصل ہوئی ہو اور اس کے [illegible]
کہا اللہ تعالی سمیع و بصیر ہے یہ ہیں کہ اللہ زندہ ہے کسی قسم کا نقصان اس میں نہیں اور اللہ تعالی میں
سننے اور دیکھنے کی صفتیں مسموع اور مبصر کے حدوث کے وقت حادث ہوتی ہیں اور اللہ تعالی کا ارادہ
حادث ہے اور اللہ موجود تو ہے مگر کسی محل میں نہیں ہے بذات خود قائم ہے اور اللہ تعالی اسی ارادہ
کے ساتھ ارادہ کرنے والا ہے اور یہی اُسکا وصف ہے اور کہتا تھا استطاعت فعل سے قبل حاصل ہوتی ہے
اور وہ قدرت ہے صحت و سلامتی بدن و اعضا سے جدا اور استطاعت سلامتی بدن و اعضا کا نام نہیں
جیسا کہ بعض معتزلہ کی رائے ہے اور اللہ کا پہچاننا اور اُسکی نعمتوں کی شکر گذاری اور نیک و بد کا
جاننا واجبات عقلی سے ہے کہ عقل خود ان باتوں کو ادراک کرسکتی ہے شرع کے ارشاد کی محتاج نہیں
عقل کو رسول باطن جانتا ہے اور عقل کو شریعت باطنی خیال کرتا ہے جبائی شریعت عقلی اور
شریعت نبوی ثابت کرتا ہے اور جبائی مقتول کی اجل کے باب میں ان دو قولوں میں کہ وہ اپنی
اجل مقرری پر مارا جاتا ہے یا بے وقت مارا جاتا ہے کہ اگر ابھی نہ مارا جاتا تو وہ زندہ رہتا متوقف ہو
کہتا ہے کہ ان میں سے کوئی قول قابل یقین نہیں کیونکہ دونوں باتوں کا احتمال ہے اس لیے کہ
جس طرح مقتول کے حق میں حیات کا احتمال ہے اسی طرح ممات کا بھی احتمال ہے اور کہتا ہے
شریعت نبوی وہ کام ہیں کہ عقل اُن کے بھیدوں کو نہیں جان سکتی جیسے عبادتوں کے وقت اور
علت و حرمت اشیائے مقرری اور فرائض کا واجب ہونا اور مندوبات کا مستحب ہونا اور عقل

[illegible] اور ادراک کرتی ہے کہ مطیع کو ثواب اور عاصی کو عذاب ہونا ضرور ہے لیکن عاصی کا ہمیشہ دوزخ
میں پڑا رہنا قیدا شرع شریف سے کہ عقل ظاہر ہے قبول کرنا چاہیے اور کہتا تھا اللہ پر واجب ہے
[illegible] کو عذاب دینا اور مطیع کو ثواب پہونچانا اسکے نزدیک ایمان ایک مدح کا نام ہے جس میں اچھے
[illegible] جمع ہوتے ہیں پس جس میں وہ جمع ہوں وہ مومن ہے اور کہتا تھا کہ ایمان نام ہے جملہ
[illegible] مفروضہ کا اور نفل اُس سے خارج ہیں اور اُن فرشتوں کا جو قبر میں مردے سے سوال
[illegible] ہیں منکر و نکیر نام رکھنا ناپسند کرتا ہے اور اس کے اقوال دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پل صراط
[illegible] میں متردد ہے کیونکہ ثابت بھی کرتا ہے اور انکار بھی کرتا ہے۔
ابوالحسن اشعری نے ایک بار جبائی سے پوچھا کہ تین بھائی تھے اُن میں سے ایک مومن صالح ہو کر
[illegible] اور ایک کافر ہو کر مرا تیسرے نے لڑکپن میں وفات پائی اُنکا کیا حال ہوا ابو علی نے کہا مومن
صالح کو جنت اور کافر کو دوزخ ملی اور تیسرے کو نہ عذاب ہے نہ ثواب اشعری نے کہا اگر تیسرا بھائی
[illegible] کہے مجھے بڑا کر کے مومن صالح بنا کے کیوں نہ موت دی کہ میں جنت میں جاتا آرام پاتا کیونکہ
[illegible] میں تو یہی خوب تھا جبائی نے جواب دیا کہ اللہ اُسکو یوں جواب دیگا کہ اگر تو بڑا ہوتا گناہ کرتا
[illegible] دکھ بھرتا تیرے حق میں یہی خوب تھا کہ تجھے لڑکپن میں موت دی اشعری نے پھر کہا
[illegible] کافر یوں کہے کہ مجھے مومن صالح کر کے کیوں نہ مارا کہ جنت میں جاتا یا لڑکپن میں مارتا تھا کہ
دوزخ سے بچتا اُسکے حق میں یہ بہتر نہ تھا کہ جہنم میں جائے تو اللہ اُسکو کیا جواب دیگا جبائی نے
[illegible] تو دیوانہ ہے اشعری نے کہا نہیں یہ کہو کہ شیخ کا گدھا اس گھاٹی پر چڑھ نہیں سکتا جبائی
[illegible] رہ گیا اس مناظرے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے جس کو چاہا اپنی رحمت سے مخصوص
[illegible] اور جس کو چاہا عذاب کا مورد قرار دیا افعال الہی کسی غرض کے ساتھ معلل نہیں ہیں جبائی کا
انتقال ۳۰۳ ہجری میں ہوا تھا۔

بہشمیہ ۔ یہ متبع ابو ہاشم عبد السلام بن ابی علی جبائی کے ہیں جو بصرے میں سنہ ۲۴۷ھ میں
[illegible] ہوا چہارشنبہ ۲ شعبان سنہ ۳۲۱ھ میں فوت ہوا یہ علم ادب میں باپ سے بڑھا ہوا تھا اور یہ
[illegible] تمام مقالات میں اپنے باپ کا متبع ہے دونوں باپ بیٹوں نے مسائل کلامیہ میں تمام معتزلہ
[illegible] سے مسائل میں مخالفت کر کے نئی تحقیقات کی ہیں مگر کئی مسئلوں میں باپ سے

منفرد تھا چنانچہ استحقاق ذم و عذاب کا بغیر گناہ کے قائل تھا اور یہ کہ آدمی کوئی گناہ نہ کرے اور
اسکو عذاب دیا جائے۔ چونکہ تھوڑے سے صفات واجب ذات واجب کے مغایر ہیں جیسے سمع و بصر
متکلمین کا ان میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ مراد ان سے علم ہے یعنی سمع و بصر سے یہ مراد ہے کہ
مسموعات و مبصرات کا عالم ہے اور بعض کہتے ہیں کہ سمع و بصر سے مراد یہ ہے کہ زندہ ہے بلا آفت کے
ابو ہاشم ایسی صفات کی تصحیح کے لیے احوال کا قائل ہوا تاکہ ان اعتراضوں سے محفوظ رہے جو
اشاعرہ پر وارد کئے گئے ہیں پس کہتا تھا کہ سمیع سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ صاحب ایسے حال کا ہے
کہ وہ حال فی نفسہ نہ موجود ہے نہ معدوم نہ مجہول نہ معلوم نہ قدیم نہ حادث اور اس حال سے اثر
سمع ظاہر ہوتا ہے اسی طرح اللہ کا علم ایک حالت ہے اور اللہ کے عالم ہونے سے یہ مراد ہے کہ
وہ ذی حالت ہے اور وہ حالت صفت معلوم ہے اسکی ذات سے علٰحدہ موجود ہے مگر ذات سے
علٰحدہ ہو کر معلوم نہیں ہو سکتی اس حالت سے اثر علم ظاہر ہوتا ہے پس اسنے اللہ کے لیے ایسے
احوال ثابت کئے جو نہ معلوم ہیں نہ مجہول اور نہ موجود ہیں نہ معدوم نہ قدیم ہیں نہ حادث یہ احوال
علٰحدہ نہیں جانے جاتے بلکہ ذات کے ساتھ جانے جاتے ہیں اور دلیل اسپر یہ بیان کی ہے کہ عقل
بالبداہت فرق کر سکتی ہے کسی چیز کے مطلق جاننے میں اور کسی صفت کے ساتھ جاننے میں کیونکہ
جب کسی ذات کو جانتے ہیں تو اسکا عالم ہونا نہیں جانتے اور جوہر کو جانتے ہیں اسکے متحیز ہونے
کو یا اس بات کو کہ عرض اسکے ساتھ قائم ہوتا ہے نہیں جانتے انسان موجودات کے ایک چیز میں
شریک ہونے کو اور دوسری چیز میں شریک نہ ہونے کو بخوبی جانتا ہے مگر ابو علی اور دوسرے
منکرین احوال نے اس قول کو رد کر دیا ہے ابن تیمیہ نے یہ شعر ایک مقام پر لکھا ہے
مما یقال ولا حقیقۃ عندنا معقولۃ تدنو الی الافہام ۞ الحال عند البہشمی الکسب عند الاشعری و طفرۃ النظام
یعنی ابو ہاشم جو حال کا قائل ہے اور اشعری کسب کے اور نظام طفرہ کا یہ تینوں باتیں بے حقیقت
اس قابل نہیں کہ عقلاً انکو تسلیم کریں اور ابو ہاشم کے نزدیک سمع اور بصر اللہ کی دو حالتیں ہیں سوا
علم کے کیونکہ مفہوم اور اثر جدا جدا ہیں اور اسکے بعض اصحاب یہ کہتے ہیں کہ اللہ کے سمیع و بصیر ہونے
سے یہ مراد ہے کہ وہ مسموعات و مبصرات کا مدرک ہے اور جو کہ مسئلہ علم قبل الایجاد میں اہل کلام
اختلاف کیا ہے اس طرح کہ شے معدوم کیسے معلوم ہو سکتی ہے اسلیے علم قبل الایجاد کا انکار کیا ہے

اور بعض ارتسام صور کے قائل ہوئے ہیں اور بعضوں نے رب النوع ثابت کیے ہیں ابو ہاشم نے
معدومات کا ثبوت مانا ہے اور کہا کہ اشیا اپنی پیدائش سے قبل ایک قسم کا ثبوت اپنے عالم میں رکھتی ہیں
گو موجود ہیں نہ معدوم اور اس ثبوت کی وجہ سے واجب تعالیٰ کا معلوم واقع ہوتی ہیں
اور کہتا ہے کہ اللہ کے لیے یہ لائق ہے کہ ایمان کی تکلیف بشکل وجوہ پر بغیر لطف کے دے بخلاف
جبائی کے کہ اسکے نزدیک سدہ ہے کہ جس کو اللہ کی معرفت حاصل ہوئی اور وہ اللہ پر اسکے لطف کے
ساتھ ایمان لایا تو اسکو ثواب کم ملیگا اسلیے کہ اسکی مشقت کم ہے اور اگر بغیر لطف الٰہی کے ایمان
لایا تو اسکا ثواب زیادہ ہے کیونکہ اسکی مشقت زیادہ ہے اور ابو ہاشم کہتا ہے کہ اللہ پر کوئی چیز دنیا میں
بندوں کے لیے واجب نہیں جبتک انکو شرع اور عقل کے ساتھ تکلیف نہ فرمائے اور جب انکو اتنی
سمجھ دیدی کہ وہ واجب کے کرنے کو اور قبائح سے بچنے کو جاننے لگیں اور ان میں برے کام کرنے کی
خواہش اور اچھے کام کی نفرت پیدا کر دے اور اخلاق ذمیمہ ان میں ڈالدے تو اس وقت اللہ پر
واجب ہے کہ ان کو قدرت و استطاعت دے اور برے کاموں سے بچنے اور اچھے کاموں کے کرنے
کے لیے آلات بہم پہنچا دے اور اللہ پر اس چیز کا ان کو عطا کرنا واجب ہے جو امورات کی طرف
رہنمائی ہو اور منہیات سے بچاتی ہو اور یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ توبہ کسی فعل قبیح اور گناہ کبیرہ سے باوجود
اصرار کے دوسرے ایسے فعل قبیح پر صحیح نہیں ہوتی جس کو وہ جانتا ہے یا قبیح اعتقاد کرتا ہے اگرچہ
مستحسن ہی کیوں نہ ہو اور اس قول سے یہ لازم آتا ہے کہ اگر کافر کو ذرا سے گناہ پر اصرار ہو تو اسکا اسلام
مقبول نہیں اور کہتا تھا کہ جس آدمی کو فعل قبیح کے کرنے کی قدرت باقی نہ رہے اور پھر اس سے توبہ
کرے تو وہ توبہ اسکی صحیح نہیں ہوتی مثلاً دروغ گو گونگا ہو جائے تو پھر اسکی توبہ صحیح نہیں ہے اسی طرح
توبہ زانی کی بھی بعد ضعف و عجز کے زنا سے صحیح نہیں ہوتی اور کہتا تھا انبیا سے عمداً صغیرہ گناہ ہونا
ممکن ہے اور کہتا تھا کہ کلام اللہ عبارت ہے اصوات مقطوعہ اور حروف منظومہ سے اور چونکہ اصوات
و حروف حادث ہیں اور ذات واجب محل حوادث نہیں تو خدا کے متکلم ہونے سے یہ مراد ہے کہ خدا نے
اجسام میں کلام ایجاد فرمایا ہے نہ یہ کہ کلام اسکی ذات سے قائم ہے اسکے اعتقاد میں زنگی اور ترک
اور ہندو اس بات کی قدرت رکھتے ہیں کہ ایسا قرآن لا سکیں اور ایسے علم سے دو چیزیں بالتفصیل
نہیں معلوم ہو سکتیں اور اسکے اعتقاد میں طہارت واجب نہ تھی اگرچہ بندے کو حکم ہے کہ وہ

نماز کے وقت ظاہر ہو گیا تھا غصب کئے ہوئے پانی سے طہارت کفایت کرتی ہے مگر نماز غصب کی ہوئی زمین میں جائز نہیں۔

بست و یکم حماریہ یہ متبع ہیں ایک قوم معتزلہ کے عسکر مکرم سے انکا مذہب یہ ہے کہ مسخ انسان کا فر معتقد کفر ہوتا ہے اور نظر نے واجب کو واجب کیا ہے نظر کا کوئی فاعل نہیں ہے اسی طرح جماع بچے کا موجب ہوتا ہے بچے کے پیدا کرنے والے میں شک کرتے تھے کہتے تھے انسان انواع حیوانات کا بطریق تعفین کے خالق ہے یہ لوگ یہ بھی اعتقاد رکھتے تھے کہ اللہ کا بندے کو حیات اور قدرت کے پیدا کرنے پر قادر کر دینا جائز ہے۔[1]

بست و دوم ابوالحسینیہ یہ ابوالحسین بصری کے متبع ہیں یہ شخص معتزلہ میں اعلیٰ درجے کا عالم تھا مذہب معتزلہ کی اسنے خوب تنقیح کی تھی اصولیین میں اس سے بہتر محقق کم گذرے ہیں اسنے صفت الٰہی میں تمام معتزلہ اور اہل سنت سے اختلاف کیا ہے معتزلہ اور اہل سنت کا یہ قول ہے کہ حیات اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے جو اس بات کو چاہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ صاحب علم و قدرت ہو اور ابوالحسین کا مذہب یہ ہے کہ حیات اللہ تعالیٰ کے لیئے کوئی صفت مستقل نہیں۔

اُس ذات مقدس کو جو حی کہتے ہیں تو اس سے مراد ہے کہ وہ صاحب قدرت و ارادہ ہے فرق دونوں مذہبوں میں یہ ہے کہ جمہور کے نزدیک حیات ایک صفت مستقل ہے ذات پاک سے علیحدہ جسکا اقتضا یہ ہے کہ ذات باری صاحب علم و قدرت ہے اور ابوالحسین کے نزدیک صرف ذات باری ہے جو اپنے لیئے علم و قدرت کے متبع ہونے کو مستلزم ہے یہی مذہب حکما و فلاسفہ کا تھا ابوالحسین اور بھی اکثر مسئلوں میں معتزلہ سے خلاف رکھتا ہے جیسے کرامات اولیا کا قائل ہے اور اُسکے نزدیک علم الٰہی معلومات کے تغیر کے ساتھ متغیر ہوتا رہتا ہے اور یہ علوم ذات الٰہی میں حادث ہوتے رہتے ہیں اور اسکے نزدیک ارادۂ الٰہی بھی کوئی علیحدہ صفت نہیں اُسکا ارادہ یہی ہے کہ وہ جانتا ہے مصلحت اللہ کا ارادہ اُسکے علم میں منحصر ہے اور اُسکا قول ہے کہ وجوب امامت کا طریق شرع اور عقل دونوں ہیں برخلاف جمہور معتزلہ کے کہ انکے نزدیک وجوب امامت کا طریق شرع ہے ابوالقاسم بلخی بھی اس مسئلے میں ابوالحسین کا ہم رائے ہے[2] تذکرۂ نفائس الفنون میں لکھا ہے کہ قاضی عبدالجبار کے متبع **قضویہ** کہلاتے ہیں طبقات شافعیہ کے طبقۂ ثامن میں بیان کیا ہے کہ قاضی عبدالجبار

ابن احمد بن عبدالجبار بن احمد بن خلیل قاضی ابوالحسن ہمدانی قاضی ملک رے شافعی المذہب تھے اور مذہب اعتزال کے شیخ مانے گئے ہیں اور مذہب اعتزال کی مدد میں ان کی بہت سی تصنیفات ہیں ذیقعدہ ۴۱۵ھ میں انتقال کیا۔

معتزلہ کے اور بھی بہت سے نام ہیں ایک **ثنویہ** یہ نام اس لیے ہوا کہ یہ اس بات کے قائل ہیں کہ خیر اللہ کی طرف سے ہے اور شر بندے کی طرف سے دوسرا نام **واردیہ** یہ نام اسلیے ہوا کہ انکا قول ہے کہ مومنین دوزخ میں نجائیں گے فقط انکا ورود دوزخ پر ہوگا اور جو شخص دوزخ میں گیا وہ پھر اُس سے باہر نہ نکلیگا تیسرا **احرقیہ** ان کا قول یہ ہے کہ کفار جلائے نہیں جاتے مگر ایک بار چوتھا **مفنیہ** یہ قائل ہیں فنا ے جنت و دوزخ کے پانچواں **واقفیہ** یہ قائل ہیں توقف کرنے کے قرآن شریف کے مخلوق ہونے میں چھٹا **لفظیہ** یہ قائل ہیں اس بات کے کہ لفظ قرآن مخلوق نہیں ہے ساتواں **ملتزقیہ** یہ قائل ہیں اس بات کے کہ اللہ ہر جگہ میں ہے آٹھواں **قبریہ** یہ منکر ہیں عذاب قبر کے نواں نام **کیسانیہ** ہے دسواں **ناکثیہ** ہے گیارھواں **احمدیہ** ہے بارھواں **واسطیہ** تیرھواں **وہمیہ** چودھواں **تبریہ** ہے۔[1]

تنبیہ

ابن راوندی احمد بن یحییٰ بن اسحاق راوندی کو عام مصنفین معتزلہ میں شمار کرتے ہیں مگر ابن خلکان نے کہا ہے کہ ابن راوندی کی ایک کتاب فضیحۃ المعتزلہ بھی ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ معتزلی نہیں ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ وہ معتزلہ سے بھی بدتر اور گمراہ تر ہے اس کے عقیدے میں بالکل الحاد بھرا ہوا تھا اسکا نام احمد ہے اور ابن راوندی عرف تھا اس شخص نے کفر و الحاد میں کئی کتابیں تصنیف کی ہیں منجملہ انکے کتاب زمرد میں معارضۂ قرآن کے بارے میں کہتا ہے کہ ہم نے اکثم بن صیفی کے کلام میں وہ چیز دیکھی ہے جو اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَر سے بدرجہا عمدہ ہے اور کہتا تھا کہ انبیا نے طلسمات کے ذریعے خلق کی طبیعتوں کو کھینچ لیا تھا جیسا کہ مقناطیس لوہے کو کھینچ لیتا ہے اور ایک کتاب نصاریٰ اور یہود کے لیے دین اسلام کے ساتھ مناقضہ کرنے کو بنا دی تھی اور یہود سے کہا تھا کہ تم کہو کہ موسیٰ بن عمران کہہ گئے ہیں کہ میں خاتم الانبیا ہوں بعد میرے کوئی نبی نہ ہوگا اور اپنی ایک کتاب مسمّیٰ بہ فرند میں کہتا ہے کہ مسلمان اپنے نبی کی نبوت پر

قرآن کو حجت بتاتے ہیں جس کے ساتھ نبی نے تحدی کی تھی پس اہل عرب سے جواب نہو سکا تو
مسلمانوں سے یہ کہا جائے اگر کوئی شخص فلاسفۂ قدیم کی نبوت کا مدعی دعوی کرے اور جیسا کہ
تم قرآن کو حجت قرار دیتے ہو وہ بھی اپنے کسی کلام کو یا کتاب کو حجت بتائے مثلاً کہے کہ اقلیدس کے
صدق نبوت پر یہ دلیل ہے کہ اُسنے دعوی کیا کہ کوئی انسان میری کتاب کی طرح نہوں بنا سکتا ہے تو
کیا اس سے نبوت اسکی ثابت ہو سکتی ہے اور ابن راوندی نے کہا ہے کہ قرآن میں ہے
اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا بے شک شیطان کا فریب ضعیف ہے حالانکہ اُسنے ایسا مکر و فریب
کیا کہ آدم کو جنت سے نکلوا دیا اور اسکے ایسے بہت سے مقالات ہیں جن سے بجنے اعتراض کیا اور علما
نے سب کا جواب دیا ہے اور وجہ فساد اور شک کی عمدہ طور پر بتائی ہے ابن راوندی کے نزدیک
ایمان نام ہے تصدیق قلب کا اور اسکے نزدیک استطاعت فعل کے ساتھ ہوتی ہے اور کہتا تھا کہ کسی
پیغمبر کے قتل کر ڈالنے یا اُسکے طمانچہ مار دینے سے انسان پہلے کافر ہو جاتا ہے کہ اُسنے پیغمبر کی تکذیب کی
اور اس سے بغض رکھا نہ اس وجہ سے کہ اسکو قتل کیا یا طمانچہ مارا۔
ابن راوندی نے ۳۶ برس کی عمر پائی سنہ ۲۴۵ یا سنہ ۲۵۰ ہجری میں مرا۔

فرقۂ شیعہ

قبل اس کے کہ شیعہ کے حالات بیان ہوں بطور تمہید کے یہ کہتا ہوں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ۱۳ دن علیل رہکر ۶۳ برس کی عمر میں دوشنبہ کے دن ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ ہجری کو انتقال فرمایا
تو خلافت کی نزاع پیدا ہوئی اور انصار نے یہ ٹھہرایا کہ ایک امام ہمارا ہوگا اور ایک مہاجرین میں ہوگا
اور اپنی طرف سے سعد بن عبادہ کو خلیفہ کرنے پر آمادہ ہو گئے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے
وہاں پہونچکر کہا کہ پیغمبر خدا کا حکم ہے کہ امام قریش چاہیے تب سب انصار نے قبول کیا اور کہا کہ تم کسے
خلیفہ کرو گے حضرت عمر نے کہا کہ تم سب سے افضل ابوبکر ہیں انھیں سے بیعت کرتے ہیں تم بھی قبول
کرو اور اول بشیر بن سعد انصاری نے پھر حضرت عمر نے پھر ابو عبیدہ بن جراح نے پھر اس نے بیعت
کی پھر بعد اسکے بیعت کرنے والے چاروں طرف سے ابوبکر کی بیعت پر امنڈے چلے آتے تھے
دیکھتے ہی دیکھتے ایسی کثرت ہو گئی کہ تل رکھنے کی جگہ نہ ملتی تھی اور فوری طور پر صدیق اکبر پر
اتفاق عام ہو گیا یہ معاملہ سقیفۂ بنی ساعدہ میں ہوا تھا جب وہ مسجد میں آئے تو لوگ ہر طرف سے

[ٹو]ٹ پڑے اور رغبت سے بیعت کرنے لگے لیکن بنی ہاشم و بنی نوفل چند آدمی ناراض رہے اور اُن کو ابھی
[تک] اس امر پر تعجب و افسوس رہ دو دن ہوا اور حضرت علیؓ عباسؓ طلحہؓ زبیرؓ مقدادؓ بن عمرو عتبہ بن ابی لہب
[خا]لد بن سعید بن العاص سلمانؓ فارسی ابوذر غفاری عمارؓ بن یاسر براء بن عازب اور ابیؓ بن
[کعب] نے اول بیعت نکی حضرت علیؓ بیعت کے وقت سقیفے میں موجود نہ تھے جناب پیغمبر خدا کی تجہیز و تکفین کا
[س]امان کر رہے تھے پھر ان سب لوگوں نے بیعت کر لی اور حضرت علیؓ نے چھ مہینے کے بعد بیعت
[ک]ی بعض کہتے ہیں کہ تیسرے دن یا اُسی دن یا دوسرے دن یا چالیس دن کے بعد بیعت کی اور صحیح
[یہ] ہے کہ دو بار بیعت کی ایکبار تیسرے دن اور دوبارہ چھ مہینے کے بعد اور ضرورت بیعت ثانی کی
[یہ] ہوئی کہ جب فدک وغیرہ کے باب میں باہم حجت واقع ہوئی اور لوگوں کو ثابت ہوا کہ ان میں
[م]لال ہے تو اُن کے اس زعم کے دفع کرنے کے لیے ثانیاً بیعت کی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بعد
[ش]اید بنو ہاشم کے دعوے نئے سرے پیش آتے لیکن حضرت ابوبکرؓ نے وفات کے وقت حضرت عمرؓ کی
[خ]لافت پر باضابطہ تنصیص کی اس لیے بنو ہاشم کو موقع نہ ملا حضرت عمرؓ نے اپنی شہادت کے قریب
[چھ] شخصوں کو جو جنگی حاکمانہ لیاقتیں اُن کے نزدیک ایسی مساویانہ درجہ رکھتی تھیں کہ وہ کسی کے
حق میں ترجیح کا فیصلہ نہیں کر سکے حضرت علیؓ عثمانؓ زبیرؓ طلحہؓ سعدؓ اور عبدالرحمن بن عوف
ان انتخاب شدہ لوگوں میں تھے گو حضرت عباس نے حضرت علی کو یہ ہدایت کی کہ وہ اپنی
[خ]لافت کو حجت و اتفاق کے ہاتھ میں نہ دیں بلکہ بغیر کسی کی اعانت کے آپ اپنے استحقاق کا

فیصلہ کریں لیکن جناب امیر کی بے غرضی اور فیاض دلی نے اس اختلاف انگیز تحریک کے قبول
کرنے کی اجازت نہ دی۔ عبدالرحمن بن عوف اس نزاع کے طے کرنے کے لیے مقرر ہوئے
انھوں نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا میں تمھاری بیعت کرتا ہوں کتاب خدا اور سنت
رسولؐ اور طریقہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ پر حضرت علیؑ نے جواب دیا کہ کتاب اللہ اور سنت رسولؐ
اور میرے اجتہاد رائے پر عبدالرحمن نے انکو چھوڑ کر حضرت عثمانؓ کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہی باتیں
کہیں حضرت عثمانؓ نے قبول کر لیا پھر سب صحابہ نے ان سے بیعت کر لی حضرت علیؑ نے صبر جمیل کیا
اور تن بہ تقدیر راضی ہو گئے حضرت عثمانؓ خاندان بنوامیہ سے تھے اور اُن کی خلافت ایک نئے
تاریخی سلسلے کا دیباچہ تھی حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ نہ ہاشمی تھے نہ اموی اس لیے اُن کے عہد تک
بنوامیہ و ہاشم یہ دونوں خاندان خلافت میں کچھ حصہ نہیں رکھتے تھے حضرت عثمانؓ نے اپنی خلافت
میں تمام بڑے بڑے ملکی عہدے بنی امیہ کے ہاتھ میں دیدیے معاویہ پہلے بھی شام کے گورنر تھے لیکن
اس عہد میں انکا اقتدار اس حد تک پہونچ گیا کہ وہ ملک شام کے فرمان روا مستقل سمجھے جاتے تھے
حضرت عثمانؓ کی خلافت تقریباً بارہ برس رہی اور اگرچہ اخیر میں اسی خاندانی رعایت پر لوگ
اُن سے ناراض ہو گئے اور جمعہ کے دن ۱۶ ذی الحجہ سنہ ۳۵ ہجری کو بلوائیوں کے ہاتھ سے اُن کی
شہادت تک نوبت پہونچی اور شنبہ کی رات میں بقیع میں دفن ہوئے حضرت علیؑ سے طلحہ۔ زبیر۔ سعد
بن زید۔ عمار بن یاسر۔ اسامہ بن زید۔ سہل بن حنیف۔ ابوایوب انصاری۔ محمد بن سلمہ۔ زید بن
ثابت اور خزیمہ بن ثابت وغیرہ صحابہ نے بیعت کر لی۔ زہری کہتے ہیں کہ یہ کتنے تعجب کی بات ہے
کہ عبداللہ بن عمرؓ اور سعد بن ابی وقاص نے حضرت علیؑ کی تو بیعت نہ کی اور یزید بن معاویہ کی بیعت
کر لی اور جن لوگوں نے حضرت علیؑ سے بیعت نہ کی شام کو چلے گئے وہ عثمانیہ کہلانے لگے
طلحہ اور زبیر بھی بیعت کر لینے کے بعد شب کے وقت مدینے سے نکل کر مکے کو چلے گئے اور حضرت
عائشہؓ ان دنوں مدینے میں نہ تھیں مکے سے حج کر کے واپس آ رہی تھیں اُن کو حضرت عثمانؓ کی
شہادت کی خبر پہونچی تو وہیں انجام کار دیکھنے کے واسطے ٹھہر گئیں اور طلحہ و زبیر کے کہنے سے مکے کو
لوٹ گئیں اور مروان بھی حضرت عثمانؓ کا جامہ خون آلود لیکر مکے کو چلا گیا حضرت علیؑ نے
حضرت عثمانؓ کے وقت کے ملکی عہدہ داروں کو معزول کرنا شروع کر دیا سہل بن حنیف کو معاویہ کی

جگہ دمشق کا گورنر مقرر کیا وہ وہاں مخالف ہو گئے اور بوجہ رشتہ داری حضرت عثمانؓ کے اُنکے
خون کا دعویٰ کرنے لگے اور حضرت علیؑ کو کہلا بھیجا کہ تم قاتلان حضرت عثمانؓ کو میرے سپرد
کر دو اور وہ اسمیں مصلحت نہیں سمجھتے تھے اور ایک دن وہ کہنے لگے قتلہ اللہ وانا معہ یعنی
حضرت عثمانؓ کو خدا نے قتل کیا اور میں اُسکے ساتھ ہوں اور اُس وقت اس قول کی بڑی
ضرورت تھی اگر جناب امیر بطور ابہام کے ایسا نہ کہدیتے تو حضرت عثمانؓ کے قاتل بلوا کر بیٹھتے
اور فساد مچا دیتے اور سازش سے سارا لشکر بگڑ جاتا بلکہ جناب امیر بھی شہید ہو جاتے تو کچھ
عجب نہ تھا مگر دشمنوں نے اُن کے اس قول کو اپنی دلیل بنا لیا۔ طلحہ اور زبیر اور بی بی عائشہؓ
اور حضرت عثمانؓ کے وقت کے وہ حکام جنکو جناب امیر نے معزول کر دیا تھا یہ سب متفق ہو کر
جناب امیر کی مخالفت کے لیے بندوبست کرنے لگے اور بصرے کی جانب بڑھے جب
موضع حوأب میں پہونچے تو کتے بھونکنے لگے بی بی عائشہؓ اُسوقت پشیمان ہوئیں اور کہا کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری ایک عورت حضرت علیؑ سے بغیر حق کے جنگ کریگی
اور جب حوأب میں پہونچیگی تو کتے شور کرنے لگیں گے خیال رکھو اے عائشہ کہ وہ تم ہی نہ ہو پھر
بی بی صاحبہ نے چاہا کہ لوٹ جائیں زبیر نے روکا اور کہا کہ شاید تمھاری وجہ سے اللہ تعالیٰ
اس فساد کو رفع کر دے آخر بی بی صاحبہ کو لے گئے اور بصرے پر قبضہ کر لیا اور سہل بن حنیف کو
جو وہاں پر حضرت علیؑ کی طرف سے منتظم تھے نکالدیا حضرت علیؑ نے امام حسنؑ اور عمار بن یاسر
کو کوفہ کو بھیجا یہ وہاں سے نو ہزار جنگجو آدمیوں کی جماعت فراہم کر کے لائے اگرچہ بی بی صاحبہ
و طلحہ و زبیر حضرت علیؑ کی جان کے دشمن نہ تھے صرف حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے قصاص
چاہتے تھے مگر چونکہ اس قدر جمعیت کا خلیفہ کے مقابلے میں کھڑا ہونا خلافت کی برہمی
کا باعث تھا اس لیے جناب امیرؑ نے بی بی صاحبہ وغیرہ کا کچھ پاس نہ کیا اور ۳۶ھ میں
اُن سے جنگ کے لیے بصرے کو روانہ ہوئے مقام خریبہ پر جو بصرے سے دو فرسخ پر ہے جمعرات
کے دن ۲۰ جمادی الآخری کو طرفین میں جنگ شروع ہوئی زبیر ابن عوام جن کے قاتل کے
حق میں پیغمبر خدا نے دوزخی ہونے کا حکم کیا تھا تھوڑی دیر لشکر حضرت علیؑ سے لڑے شارح
صحیح بخاری ابن عبدالبر سے روایت کرتا ہے کہ اسی اثنا میں حضرت علیؑ نے اُنکو آواز دی

اور یاد دلایا کہ پیغمبر علیہ السلام نے تم سے کہا تھا کہ علی کو دوست رکھتے ہو تم نے جواب دیا تھا ہاں پیغمبر رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک دن ایسا آئیگا کہ تم علی پر خروج کرو گے اور ظالم ہو گے جب
انھیں یہ بات یاد آئی تو لڑائی سے کری اور مدینے کی طرف کوچ کر دیا عمر بن جرموز مجاشعی نے
رستے مین موقع پا کر انکو مار ڈالا اور جناب امیر کو آکر بشارت دی کہ لو مین نے زبیر کا کام تمام کر دیا
جناب علی نے کہا کہ تجھکو مین اسکی عوض مین دوزخ کی بشارت دیتا ہون اُس نے عرض کیا کہ بڑی
خرابی کی بات ہے کہ تم سے لڑنے والا بھی دوزخی اور جو تمہاری طرف سے لڑے وہ بھی دوزخی غرض
اور تلوار شکم مین مار کر خودکشی کرلی اور مروان بن حکم کو چونکہ طلحہ کے ساتھ کینہ تھا اسلیے اُس نے
طلحہ کے تیر مار دیا کہ ان کی جان یون گئی اس جنگ کو **جنگ جمل** کہتے ہین کیونکہ اُس دن
بی بی عائشہ اس شتر پر جسکا عسکر نام تھا سوار تھین اسکو ایک شخص نے حضرت علی کے حکم سے مار ڈالا
حضرت علی نے بی بی عائشہ کے پاس پہنچکر فرمایا غفر اللہ لک بی بی صاحبہ نے جواب دیا و لک ثم
حضرت علی نے انکو تعظیم و تکریم کے ساتھ مدینے کو روانہ کر دیا اور بصرے کی افسری عبد اللہ بن عباس کے
حوالے کر کے خود کوفے کو تشریف لے گئے بی بی صاحبہ عمر بھر متاسف رہین اور جنگ جمل کو یاد
کرلیتین تو اتنا روتین کہ دوپٹہ آنسوؤن سے تر ہو جاتا تھا اس لیے کہ خروج مین جلدی کی تامل نہ کیا
اور پہلے سے تحقیق نہ فرمایا۔ شرح مقاصد مین لکھا ہے کہ ان لوگون کو **ناکثین** کہتے ہین نکث لغت
مین عہد توڑنے اور پھر جانے کے معنے مین ہے اور ان لوگون نے بھی جناب امیر کے عہد اور بیعت
کو توڑا تھا اور بصرے کی طرف چلے گئے تھے ناکثین کے سرغنہ طلحہ اور زبیر تھے۔ خلافت حضرت عثمان
کی وسیع مدت مین بنی امیہ کا خاندان ملکی و مالی دونون حیثیت سے طاقتور ہو گیا تھا جسکا اثر
تھا کہ حضرت علی کی اطاعت معاویہ نے نہ کی ہمسری کا دعوی کیا اور اگرچہ ذاتی فضائل اور
مذہبی تقدس مین انکو حضرت علیؓ سے کچھ نسبت نہ تھی تاہم ایک مدت تک وہ مساویانہ طاقت
کے ساتھ جناب امیر کے حریف رہے اور تمام شامیون نے انکی رفاقت کی ان سب کو **قاسطین**
کہتے ہین لغت مین قسط کے معنے جور و ظلم ہین شرح مقاصد مین لکھا ہے کہ قاسطین معاویہ اور
اون کے ساتھی ہین جنھون نے حضرت علی سے مخالفت کی اور طریق حق کو کہ حضرت علی کی
بیعت تھی چھوڑ دیا غرض کہ جناب امیر اور قاسطین کی جنگ کا جو اخیر فیصلہ ہوا وہ بھی گویا

قاسطون ہی کے حق مین ہوا **خوارج** نے علی مرتضی کی بیعت خلافت سے انکار کیا آپ نے
اُن سے اپنے حق کا دعوی کیا انھون نے نہ مانا یہ لوگ **مارقین** بھی کہلاتے ہین مارقین کی
حدیث خوارج مین معلوم ہو گی۔ جناب امیر کے طرفدارون اور مخلصون کا کہ صحابہ و تابعین تھے
اور ان کی صحبت مین رہتے تھے اور اُن کی خلافت کے معین تھے اور انکی طرف سے جان بازیان
کرتے تھے لقب **شیعہ** مقرر ہوا انھین سے **شیعۂ اولی** اور **شیعۂ مخلصین** عبارت ہے
اُن سب کا عقیدہ یہ تھا کہ جناب امیر اپنے عہد مین امام برحق ہین بعد شہادت حضرت عثمان کے
انھون کا منصب ہے تمام مسلمانون پر اُن کی اطاعت فرض ہے اور اپنے وقت کے سارے
آدمیون سے افضل ہین اور معاویہ اور ان کے لشکر کو باغی اور خطاوار جانتے تھے مگر طلحہ اور زبیر
کو برا نہین جانتے تھے اس لیے کہ انھون نے جو تنازع جناب امیر کے ساتھ کیا تو اس وجہ سے
نہ تھا کہ وہ انکو مستحق خلافت نہ جانتے تھے بلکہ قاتلان حضرت عثمانؓ نے جب ان کو بھی دھمکایا تو
یہ خوف جان کی وجہ سے مدینے سے چلے گئے اور اُن سے قصاص لینے مین جلدی کرتے تھے اُن کو
خطائے اجتہادی واقع ہوئی اس لیے کہ ایک شبہہ کے ساتھ متمسک تھے اگرچہ طرف ثانی کی دلیل
ارجح تھی اور وہ شبہہ اس وجہ سے پیدا ہوا تھا کہ جانتے تھے کہ قصاص ذوالنورین حق ہے اور
حضرت علی اُسکے لینے پر قادر ہین مگر نہین لیتے بلکہ منع کرتے ہین پس قاتلان حضرت عثمانؓ کی طلب
مین جلدی کی اور اتنا تامل نہین کیا کہ حضرت علی کی مرضی معلوم ہو جاتی اس وجہ سے مخالفت
انکی طرف سے وقوع مین آئی ورنہ وہ تمام اہل عصر سے جناب امیر کو افضل مانتے تھے اور اُن کے
اوصاف بیان کرتے تھے اور آخر کار انھون نے جناب امیر سے مصالحت کر کے اُنکی اطاعت
کرلی اسی واسطے یہ لوگ گمراہ قرار نہین دیے گئے جناب امیر انکو اچھا جانتے تھے بلکہ بقول بعض اس
مخالفت کو انکی خطائے اجتہادی پر حمل کرتے تھے۔

اور یہ شیعہ جناب امیر کی اُن باتون کو جو انھون نے خلفا اور صحابہ کی مدح و صفت و فضائل مین
بیان کی ہین جیسے کہ جناب امیر معاویہ کے ایک خط کے جواب مین شیخین کے حق مین فرماتے ہین

لعمری ان مکانھما من الاسلام لعظیم وان المصاب بھما لجرح فی الاسلام شدید یرحمھما الله وجزاھما باحسن ما عملا (ترجمہ) قسم اپنی جان کی منصب ان دونوں کا اسلام میں بڑا ہے اور واقعہ وفات ان دونوں کا البتہ زخم سخت ہے اللہ تعالیٰ رحمت کرے اور جزائے خیر دے اُن کو بعوض بہترین کاموں کے کہ اُن دونوں نے کیئے ظاہری پر محمول کرتے تقیہ اور ریاکاری پر مبنی نہیں سمجھتے اور جو کچھ شرع محمدی کے احکام صحابہ کے ذریعہ سے انکو ثابت ہوئے اُسے قبول کیا اور عمل در آمد رکھا ان لوگوں نے ابن سبا وغیرہ کی باتوں کو نہیں مانا اور سارے صحابہ کا ادب کرتے رہے البتہ دو تین برس کے بعد بعض لوگ ابن سبا کے تھوڑے سے وسوسوں میں آگئے اور جناب امیرؑ کو تمام اصحاب پر تفضیل دینے لگے مگر ان **شیعہ تفضیلیہ** نے سوائے تفضیل جناب امیرؑ کے اور ساری باتوں میں شیعہ مخلصین کے ساتھ اتفاق رکھا اور اقوال صحابہ کی پیروی کرتے رہے اور جو کچھ صحابہ کے ذریعہ سے سنت رسول اللہؐ مروی ہوئی اُسکے معتقد و عامل رہے ان کا مذہب یہ تھا کہ جناب امیرؑ اور اُن کی اولاد احق بالخلافت ہیں جب تک یہ بزرگ کسی اور کو منصب اپنی خوشی سے نہ دیں وہ اسکا مستحق نہیں ہو سکتا چنانچہ خلفائے ثلٰثہ کو یہ خلیفہ مانتے تھے اور اُن کی خلافت کو درست جانتے تھے اسلیئے کہ جناب امیرؑ نے اُنھیں اپنی خوشی سے خلیفہ کر دیا تھا اور جب یہ خود خلافت اختیار کریں تو دوسرے کو خلافت نہ لینا چاہیے اور جناب امیرؑ بعد رسول اللہؐ کے افضل الناس ہیں اور یہ لوگ صحابہ کو بُرا نہیں کہتے تھے نہ ظالم و غاصب بتاتے تھے بلکہ خیر و خوبی کے ساتھ یاد کرتے تھے ان میں سے یہ اشخاص مشاہیر ہیں ابوالاسود ظالم دئلی واضع علم نحو اور ابو سعید یحییٰ بن عدوانی کہ علم قراءت و تفسیر و نحو و لغات عرب کا بڑا ماہر تھا اور سالم بن حفصہ جو امام محمد باقر اور امام جعفر صادق سے حدیث کی روایت کرتا ہے اور عبدالرزاق محدث اور ابو یوسف یعقوب بن اسحاق معروف بابن سکیت مؤلف کتاب اصلاح المنطق۔ مگر جب ابن سبا کی بدعت بہت پھیل چکی تو اسکی تلقین کے اثر سے دو قسم کے لوگ بہت پیدا ہوگئے ایک **شیعہ تبرائیہ** جنھیں **شیعہ سبّیہ** بھی کہتے ہیں یہ لوگ سارے صحابہ کو ظالم و غاصب بلکہ کافر و منافق بتانے لگے اور بی بی عائشہ اور طلحہ و زبیر کی لڑائی و تنازع جناب امیرؑ کے ساتھ انکے مذہب اور عقیدہ کا مؤید ہو گیا اور چونکہ یہ تمام جھگڑے حضرت عثمانؓ کے قتل کی وجہ سے واقع ہوئے تھے اس لیے

یہ اس میں دخل و طعن کرنے لگے اور حضرت عثمانؓ کی خلافت کی بنیاد شیخین کی خلافت پر تھی اور [illegible] اکثر عبدالرحمن بن عوف وغیرہ صحابہ تھے سب کو یہ لوگ بُرا کہنے لگے یہ لوگ گویا ابن سبا [illegible] قسم کے شاگرد و تعلیم یافتہ تھے۔ دوسرے **شیعہ غلاۃ** یہ ابن سبا کے شاگرد رشید اور [illegible] کے خاص اصحاب تھے اسکی تعلیم کی بدولت جناب امیرؑ کی الوہیت کے قائل ہوگئے اور جب بعض لوگوں نے انکو الزام دیے کہ جناب امیرؑ میں بشریت کے آثار موجود ہیں تو اس لیئے بعض غلاۃ الوہیت کے قول کو چھوڑ کر اس بات کے قائل ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے جناب امیرؑ میں حلول کیا ہے جب جناب امیرؑ کو یہ خبر پہونچی تو انکار فرمایا اور ایک جماعت غلاۃ شیعہ کو آگ میں جلا دیا [illegible] سارے اصناف غلاۃ شیعہ پیدا ہوئے ہیں اور جبکہ تبرائیہ و غلاۃ و زیدیہ و اسماعیلیہ [illegible] نے اپنا لقب شیعہ اختیار کر لیا اور جب حضرت علی ابن ابی طالب اور بعض حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ و بی بی عائشہؓ میں مع دیگر صحابہ کے بڑا غلو و مبالغہ کیا اور علم و اعتقاد میں طرح طرح کے فسادات و بدعات پھیلا دئے تو شیعہ مخلصین و شیعہ تفضیلیہ نے اپنا لقب **اہل سنت و جماعت** رکھ لیا اسی واسطے اگلے وقتوں کی کتب تاریخ میں اُن لوگوں کے حق میں بھی شیعہ کا لفظ استعمال ہوا ہے تاریخ واقدی و استیعاب میں اس طرح کی باتیں بہت ہیں اور شیعہ تبرائیہ وغیرہ بھی شیعہ مخلصین و شیعہ تفضیلیہ کو شیعہ حضرت علیؓ سے نہیں شمار کرتے اس لیے کہ اُن کے نزدیک محبت حضرت علیؓ کی منحصر ہے صحابہ و ازواج رسولؐ کے بُرا کہنے میں اور اُن کے نزدیک ایمان و اسلام میں فرق ہے اسی لیے اپنی جانوں کو مومن کہا کرتے ہیں اور باقی اہل اسلام کو مسلمان بولتے ہیں کہتے ہیں مومن وہ ہے جو شرائع کو اُسکے حقائق اور تاویل کے ساتھ جانتا ہو اور مسلمان وہ ہے جو شرائع کو بغیر علم تاویل و تفسیر کے جانے اور معتزلہ بھی کہتے ہیں کہ ایمان اور اسلام میں فرق ہے[1]

تمام شیعہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امامت عقل سے ثابت ہے اور امامت نص سے ہے اور ائمہ معصوم ہیں غلطی اور سہو و خطا سے مگر زیدیہ کو اس میں خلاف ہے اور امامت مفضول کی افضل کے ہوتے ناجائز ہے اور حضرت علی تمام صحابہ سے افضل ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نص کر دی تھی کہ حضرت علیؓ میرے بعد امام ہیں اور اکثر کا قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حجۃ الوداع سے پھرے تو غدیر خم کے مقام پر کہ ایک جگہ ہے مکے اور مدینے کے درمیان میں ہے سب اصحاب کو
جمع کر کے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ بار خدایا میں جس شخص کا مولا ہوں اُسکا علی مولا ہے
اور خداوندا دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن اُسکو جو علی سے دشمنی رکھے اور اس
ارشاد کی ضرورت اس لیے ہوئی کہ حضرت جب اس مقام پر پہونچے تو یہ آیت نازل ہوئی
یَا أَیُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَیْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللّٰهُ
یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ یعنے اے رسول پہونچا اس چیز کو جو تیرے رب کی طرف سے اُتری اور اگر تو نے
یہ نہ کیا تو کچھ بھی نہ پہونچایا اور تجھے اللہ لوگوں سے بچا لیگا پھر جب آنحضرت اس خطبے سے فارغ
ہو چکے تو یہ آیت نازل ہوئی اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ یعنی آج
کامل کر چکا دین تمھارا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر چکا پس آیت اول جناب امیر کی شان میں
نازل ہوئی جسکے مطابق آنحضرت نے آپکی مولائیت کی بشارت دی اور نعمت کا تمام کرنا وہی جناب
امیر کی مولائیت کا اظہار ہے اور یہ صریح دلیل ہے کہ وہ افضل ہیں اور خلافت کے لیے سب سے
زیادہ حقدار ہیں اور مولا کے معنے اس جگہ اولی بالامامت ہیں اور یہ نص صریح ہے آپکی خلافت پر
صحابہ حضرت ابوبکر سے بیعت کرتے وقت واقعہ غدیر کو یاد رکھتے تھے اور نص آپپر کھلی ہوئی منکشف تھی
لیکن انھوں نے اسکی تعمیل نکی اور بوجہ ظلم و عناد اور تکابر کے امر حق سے چشم پوشی کی اور
امیر المؤمنین علی نے جو اسوقت انکے ساتھ استدلال نکیا اور خلافت کے مدعی نہوئے تو بسبب
تقیہ کے تھا اور صحابہ حضرت علی سے بیعت نکرنے کی وجہ سے مرتد ہو گئے اور تمام صحابہ سے تبرا کرتے ہیں
سوائے چند کے اور یہ کہتے ہیں کہ امام کو جائز ہے کہ وہ حالت تقیہ میں کہدے کہ میں امام نہیں ہوں
اور اجماع کے منکر ہیں انکے نزدیک اجسام قیامت سے پہلے بھی دنیا میں لوٹ آتے ہیں مگر بعض
غلاۃ حشر اجساد اور حساب کے منکر ہیں اور ان کے نزدیک امام کو دنیا اور دین کی ساری باتوں کا
علم حاصل ہوتا ہے یہانتک کہ وہ سنگریزوں اور درختوں کے پتوں کو بھی جانتا ہے اور ائمہ
سے مثل انبیا کے معجزات صادر ہوتے ہیں اور اکثر اُن میں سے یہ کہتے ہیں کہ جسنے حضرت علی سے
جنگ کی وہ کافر ہے ان کے نزدیک جماعت مسنون نہیں اور مسح موزوں پر جائز نہیں اور بی بی
فاطمہ بی بی عائشہ سے افضل ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ نبی علیہا السلام میں بغیر سادون کے نبوت کی

قدرت نہ تھی اور کہتے ہیں لفظ واحد سے تین طلاقیں واقع نہیں ہو سکتیں اور نماز تراویح کی
مسنونیت کے منکر ہیں اور ان کے نزدیک نماز میں سیدھا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا
مسنون نہیں اور افطار میں جلدی کرنا ناجائز ہے اور نماز مغرب غروب آفتاب کے
بعد اس وقت تک نہ پڑھنا چاہیے جب تک کواکب نہ چمک جائیں مگر اسماعیلیہ کے
نزدیک افطار اور نماز مغرب میں جلدی کرنا واجب ہے اور تمام شیعہ کرامات اولیا کے
منکر ہیں اور اپنے ائمہ کی کرامات کو معجزات کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں۔ شرح مسلم الثبوت خاتم
بحر العلوم لکھتے ہیں کہ انکا اعتقاد یہ ہے کہ گناہ بندے کی قدرت سے صادر ہوتے ہیں
اور حسنات اللہ کی قدرت سے اس لیے کہ برائی کا پیدا کرنا قبیح ہے پس ان کے نزدیک
دو خالق ہیں ایک خالق خیر دوسرا خالق شر شیعہ کے بعض فرقے **رجعت** کے قائل ہیں
اور اس کی دو قسمیں ہیں (۱) رجعت بعد موت کے ہوتی ہے پس بعض فرقوں کا قول ہے
کہ انکا امام بعد موت کے دنیا میں پھر آئیگا (۲) رجعت بعد غیبت کے ہوتی ہے چنانچہ بعض
فرقے اس کے قائل ہیں کہ امام مرا نہیں غائب ہو گیا ہے پھر آکر زمین کو عدل سے
بھر دیگا بعض فرقے بعض اماموں کی موت میں توقف کرتے ہیں۔ غرضکہ شیعہ میں باہم بھی
بڑا اختلاف ہے اور اس اختلاف کی وجہ سے بہت سے فرقے نکلے ہیں کہ ایک فرقہ دوسرے
فرقے کی تکفیر کرتا ہے اصول ان میں سے پانچ فرقے ہیں **غلاۃ**۔ کیسانیہ۔ اسماعیلیہ
زیدیہ اور **امامیہ**۔ اور شیعہ کے ہر فرقے میں **داعی** لوگ ہوتے ہیں کہ اس مذہب
کی طرف اشخاص کو علم یا مال یا زبان یا ہتھیار کے ذریعہ سے بلاتے ہیں انکو اصطلاح میں
دُعاۃ کہتے ہیں جو داعی کی جمع ہے انھیں دعاۃ کے نام سے فرقے منسوب ہوتے ہیں

غلاۃ

اگرچہ کیسانیہ و اسماعیلیہ و امامیہ میں سے بھی بہت سے فرقے غلو رکھتے ہیں مگر ہم یہان غُلاۃ اُن فرقوں سے مُراد
لیتے ہیں جن میں یہ اعتقاد مشترک ہے کہ انبیا و ائمہ خدا ہیں یا خدا نے انبیا اور ائمہ میں حلول کیا ہے یا ان سے
متحد ہو گیا ہے تحفہ اثنا عشری میں لکھا ہے کہ تعین امام کے باب میں بعض ان میں سے کیسانیہ میں اور
بعض امامیہ اور زیدیہ کے فرقوں میں سے کوئی ایسا نہیں سُنا گیا جو ان غُلاۃ کی طرح خود شیعہ

اور اُنکی اولاد کی الوہیت یا ان میں حلول الوہیت یا اتحاد کا قائل ہوا اور کشف الغمہ
عن افتراق الامہ میں ذکر کیا ہے کہ غلاۃ کا قول یہ ہے کہ نص نبوی کے مطابق حضرت علیؓ
امام ہیں پھر امام حسنؓ بعد ان کے امام حسینؓ پھر بعد امام حسینؓ کے حکم شوریٰ ہے بعض نے
کہا ہے کہ نص نہیں آئی مگر امامت حضرت علیؓ پر فقط اور ان کے نزدیک امام کا مقرر کرنا اللہ پر
واجب ہے اور اس وجوب کے ثبوت پر عقل دلالت کرتی ہے اور امام کا تقرر لغات کی
تعلیم کرنے اغذیہ وادویہ اور سموم اور حروف اور صناعات کے احوال بتانے اور آفات
ومصائب سے بچانے کے لیے ہے ابو بکر باقلانی شاگرد ابو الحسن اشعری نے ملل ونحل میں
کہا ہے لا خلاف بین الائمہ فی تکفیر غلاۃ الروافض وھم الذین زعموا
ان اللہ قد حل فی الانبیاء ثم فی الائمہ یعنی ائمہ میں اتفاق ہے اس بات پر کہ
غلاۃ روافض کافر ہیں اور وہ وہ ہیں کہ یہ زعم کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیا میں حلول کیا ہے
پھر ائمہ میں حلول کیا ہے بحار الانوار کی دسویں جلد میں علل الشرائع سے نقل کیا ہے کہ
امام جعفر صادقؑ نے غلاۃ اور مفوضہ پر لعنت کی ہے اور شیخ ابو جعفر محمد بن علی بن بابویہ قمی
اثنا عشری کہتے ہیں کہ غلاۃ اور مفوضہ کافر ہیں یہود اور نصاریٰ اور مجوس اور ترسا اور
آتش پرست اور قدریہ اور حروریہ اور جبریہ اور سب اہل بدعت مذاہب باطلہ سے بدتر
ہیں ابو ہاشم جعفری سے مروی ہے کہ میں نے جناب امام رضاؑ سے پوچھا کہ غالی کیسے ہیں
فرمایا کہ کافر ہیں اور مفوضہ مشرک ہیں جو شخص ان سے مجالست اور ہم نشینی اور مخالطت
کریگا یا ان کے ساتھ کھائیگا یا پیئے گا یا انکے ساتھ مناکحت یعنی باہم دگر نکاح کرے گا
یا کسی طرح کی ان سے رعایت کریگا یا بہ نسبت انکے صلہ عمل میں لائیگا یا اُن کو امانت دار
قرار دیگا یا اُن کی امانت اپنے پاس رکھیگا یا اُن کے کلام اور بات کی تصدیق کریگا یا اُن کی
اعانت کریگا اگرچہ کلمے کے ساتھ ہو یا بعض کلمے کے ساتھ تو وہ شخص ولایت و دوستی
خدائے عزوجل اور ولایت و دوستی رسول خدا اور اُس جناب کے اہل بیت سے باہر
ہو جائے گا۔ اور غلاۃ کئی فرقے ہیں۔

پہلا سبائیہ یہ متبع ابن عبداللہ بن وہب بن سبا معروف با بن السوداء کے

یہ شخص یہودی تھا حجاز سے اہل اسلام کے شہروں میں جایا کرتا تھا ارادہ اُسکا یہ تھا کہ
مسلمانوں کو گمراہ کردے جب یہ بات نہ بنی اور یہ کام نہ کرسکا تو بظاہر اسلام لاکر اسلام
مسلمانوں کے ساتھ مکر و فریب سے پیش آیا ۳۳ھ ہجری میں بصرے گیا وہاں پہونچکر
مسائل لوگوں سے کہنے لگا لیکن صراحت نکرتا تھا ایک جماعت اُسکی طرف مائل ہو گئی
اور اس کی باتوں میں آنے لگی۔ عبداللہ بن عامر حاکم بصرہ نے اُسکو بصرے سے نکلوا دیا
وہاں سے کوفے میں آیا پھر کوفے سے چلکر مصر پہونچا وہاں آکر ٹھہرا لوگوں میں بیٹھ کر یہ
کہا کہ بڑا تعجب ہے اُس شخص سے جو اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام
پھر دنیا میں آئینگے اور اسکی تکذیب کرتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ آئینگے رجعت کے
بارے میں لوگوں سے بات چیت کرتا رہا یہانتک کہ کچھ لوگوں نے اس بات کو قبول کیا
اور یہ بدعت ۳۵ھ ہجری سے پھیلنے لگی پس مذہب رجعت کا وہی موجد ہے بعد اس کے
اس نے یہ بات کہی کہ ہر نبی کا ایک وصی ہوا کرتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امامت
حضرت علیؓ کی وصیت کر گئے ہیں کہ وہ بعد حضرت کے اُنکے وصی ہیں اور نص نبوی کے
مطابق خلیفہ ذات ہیں اور سن رکھو کہ حضرت عثمانؓ نے خلافت ناحق لیلی اب تم لوگ
کھڑے ہو کر اپنے امرا پر طعن کرو اور اظہار امر معروف و نہی منکر کرکے لوگوں کو اپنی طرف
مائل کرلو پھر اُسنے اپنی طرف سے داعی جابجا بھیجے اور جہان جہان کے لوگ اُسکی طرف
مائل تھے اُنسے خط و کتابت جاری کی اُن لوگوں نے مخفی دعوت کرنا خلق کا اُسکی
رائے کی طرف شروع کیا اور ایک عام ناراضی حضرت عثمانؓ کے عمال اور اُنکی خلافت
کی طرف سے لوگوں میں پھیل گئی اور ساری زمین اسلام ابن سبا کی رائے و عقیدے
سے بھر گئی چاروں طرف علانیہ طعن و تشنیع کا بازار گرم ہو گیا روزانہ اسکی متواتر خبریں
مدینے میں پہونچنے لگیں مدینے میں بھی لوگوں میں سرگوشیاں شروع ہو گئیں امیر المومنین
عثمانؓ اور اُن کے عمال پر زبان طعن دراز ہو گئی صحابہ کرام سے زید بن ثابت۔ ابو اسید
ساعدی۔ کعب بن مالک۔ اور حسان بن ثابت لوگوں کو طعن و تشنیع سے روکتے تھے
لیکن اس سے کچھ فائدہ نہ تھا۔ اس وقت اہل مدینہ مجتمع ہو کر امیر المومنین عثمانؓ کے

پاس آئے اور واقعات سے ان کو مطلع کیا لیکن ان کو اس سے ناواقف پایا حضرت
عثمان رضؓ نے کہا تم لوگ مسلمانوں کے رئیس و سردار ہو اب رائے ہو اس میں تمھاری کیا ہے
صحابہ نے کہا چند معتبر و معتمد آدمیوں کو اسلامی ممالک کی طرف خبر لانے کے لیے روانہ
کرو چنانچہ محمد بن مسلمہ کوفہ کی طرف اور اسامہ بن زید بصرے کی طرف اور عبداللہ بن عمر
شام کی طرف اور ان کے علاوہ اور لوگ بھی مختلف ممالک اسلام کی طرف روانہ کیے
گئے ان لوگوں نے واپس ہو کر بیان کیا کہ ہم نے نہ تو عمال دوالیان ملک کی کوئی برائی
دیکھی اور نہ عوام و خواص کو ان کی شکایت کرتے ہوئے پایا لیکن عمار بن یاسر نے جو
مصر کی جانب روانہ کیے گئے تھے واپسی میں تاخیر کی اور ان کو ابن سبا اور اس کے
ہمراہیوں خالد بن ملجم - سودان بن حمران سکونی - کنانہ بن بشر نے اپنی طرف مائل کر
اپنا ہم صفیر بنا لیا - منحرفین و مخالفین حضرت عثمان رضؓ دربارہ نقض بیعت حضرت عثمان
خط و کتابت کرنے لگے اور بذریعہ خط یہ طے کر لیا کہ ایک مقررہ یوم پر مدینے میں جمع ہو
جانا چاہیے چنانچہ ملک مصر سے ایک ہزار یا سات سو یا پانسو آدمی اور ایک ایک جماعت اہل
کوفہ سے بہ تعداد مذکورہ مدینے میں آئی اور حضرت عثمانؓ کو معزول کرنے کا ارادہ کیا اور
برپا کر کے حضرت عثمان رضؓ کے مکان کو گھیر لیا اور چالیس یا پچاس دن تک انکو محصور رکھا
پھر حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کے پاس آئے اور کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ مروان کو عہدہ
منشی گری سے موقوف کیجیے اور عبداللہ بن ابی سرح کو حکومت مصر سے معزول کیجیے حضرت
حضرت عثمان نے قبول کیا حضرت علیؓ نے لوگوں کو سمجھا کر ہٹا دیا اور بات رفت و گذشت
ہو گئی اور محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مصر کا حاکم مقرر کر کے ادھر بھیجا رستے میں ان کو
ایک خط مہری حضرت عثمان رضؓ کا عبداللہ کے نام ملا جس میں یہ مضمون تھا کہ محمد بن ابی بکر
رضی اللہ عنہ جو کچھ کہیں اسکی تعمیل مت کرنا اور کسی حیلے سے انکو مار ڈالنا محمد اس خط کو
لیکر مدینے کو لوٹ آئے اور حضرت عثمانؓ سے اسکا حال پوچھا انھوں نے قسم کھا کر کہا
کہ یہ مہر اگرچہ میری ہے اور میرے ہی منشی کا خط ہے مگر میں نے یہ خط نہیں لکھوایا تو ان
لوگوں نے کہا کہ مروان کو ہمارے سپرد کر دو یہ بات حضرت عثمان نے نامنظور کی اس پر

لوگوں کے دل انکی جانب سے پھر گئے اور حضرت عثمانؓ کو محصور کر لیا تاریخ اعثم کوفی میں لکھا ہے
کہ محاصرین نے حضرت عثمانؓ پر تنگی کی اور ہر جانب سے انکے مکان میں گھس پڑے
محمد بن ابوبکر نے دوڑ کر حضرت عثمان کی داڑھی پکڑ لی اور ان کی گردن میں زخم پہونچایا
جس سے خون جاری ہو گیا پھر کنانہ بن بشر آیا اور ایک وار عمود کا حضرت عثمانؓ کے
سر پر کیا اور سیدان بن حمران مرادی نے ایک تلوار ان کے سر پر ماری حضرت عثمانؓ
منھ کے بل گر پڑے پھر اور لوگوں نے تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ابن خلدون نے لکھا ہے
کہ عمرو بن حمق خزاعی نے حضرت عثمان کے چند ٹھوکریں ماری تھیں جس سے چند پسلیاں ٹوٹ
گئی تھیں اور ٹھوکریں لگانے کے وقت یہ کہتا جاتا تھا تم نے میرے باپ کو قید کیا تھا
اور بیچارہ حالت قید ہی میں مر گیا اور بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ عمرو بن الحمق نے
آپ کے سینے پر نو تیرے مار کر کہا ان میں سے تین تیرے تو میں نے اللہ تعالیٰ کے واسطے
مارے ہیں اور چھ اس وجہ سے مارے ہیں کہ میرے دل میں اس کی طرف سے غبار تھا
خلاصہ کلام یہ ہے کہ ابن سبا نے روبرو علی مرتضیٰ سے یہ بات کہی تھی انت الالٰہ یعنی تم خدا ہو
اور انھیں خدا اعتقاد کرتا تھا حضرت ممدوح نے اُسے مدائن کی طرف نکلوا دیا۔ اور کہتا تھا
کہ حضرت علی بعد موت کے پھر دنیا میں آئیں گے وہ قتل حضرت علی کا معتقد نہ تھا ان کو زندہ
مانتا تھا کہتا تھا کہ شیطان حضرت علی کی صورت پر ہو گیا تھا اُسے ابن ملجم نے مارا ہے
اور کہتا تھا وہ بادل میں آتے ہیں رعد ان کی آواز ہے برق ان کا چابک ہے وہ ضرور
زمین پر اتر کر اسکو عدل سے بھر دینگے جس طرح کہ ظلم سے بھر گئی ہے۔
اور سبائیہ جب رعد کی آواز سنتے تو کہتے السلام علیک یا امیر المومنینؑ - ارشاد دیہ
شرح اعتقادیہ میں مذکور ہے کہ عبداللہ بن سبا کہتا تھا کہ امیر المومنین خدا ہیں اور میں
ان کی طرف سے پیغمبر ہوں جناب امیر نے یہ سنکر اسکو بلوایا اور اس سے پوچھا کہ تو کیا
کہتا ہے اس نے کہا کہ میرے دل میں یہ بات آئی ہے اور خیال میں گذرا ہے کہ تم خدا ہو
اور میں تمھارا پیغمبر ہوں آپ نے فرمایا کہ واے تجھ پر شیطان تجھ سے استہزا اور مسخرہ اور ٹھٹھا
کرتا ہے تو توبہ کر اپنے اس اعتقاد باطل اور خیال فاسد سے اس نے آپ کا فرمانا نہ مانا اور

توبہ سے انکار کیا آپ نے اُسکو قید کیا پھر بھی وہ توبہ کرنے پر راضی نہوا اور اس اعتقاد
باطل سے نہ پھرا آخر آپ نے اُسکو قید خانے سے باہر نکالکر آگ مین جلا دیا اور ایک بیٹا اسکا
عبداللہ بن سبا تھا وہ بھی فاسدۃ العقیدہ تھا مگر اپنے باپ سے ایک درجہ کم تھا کہ وہ جناب
امیر کے خدا ہونے کا قائل نہ تھا مگر تفویض کا قائل ہوا تھا چنانچہ مفوضہ مین اُس کا بیان
آتا ہو اور اسی کتاب مین دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ جناب امیر نے جب عبداللہ کے
اصحاب کو پکڑا تو وہ مدائن کو بھاگ گیا جناب امیرؑ نے حکم دیا کہ ایک گڑھا کھودین
اور اُس مین آگ روشن کرین اور اصحاب عبداللہ کو اُسمین ڈالدین غرض کہ جب انکو اس
آگ مین ڈالا تو انھون نے کہا کہ ہمارا یقین اور زیادہ ہوا کہ تو ہی خدا ہے اسلیے کہ رسول خدا نے
فرمایا ہے کہ خدا بندون کے ساتھ آگ کے عذاب کرے گا اب کہ تو ہمکو آگ سے عذاب کرتا ہے
پس ہمین یقین ہوا کہ تو ہی خدا ہے آخر وہ سب جل گئے مگر اپنے اعتقاد سے نہ پھرے
دوسرا کاملیہ یہ فرقہ ابو کامل کی طرف منسوب ہے یہ شخص سب صحابہ کو کافر بتاتا تھا
اسپر کہ انھون نے حضرت علی سے بیعت نہ کی اور خود حضرت علی کو کافر کہتا تھا اسپر کہ وہ
سے نہ لڑے یہ تناسخ کا قائل تھا اور کہتا تھا کہ امامت نور الٰہی ہے کہ ایک شخص سے
دوسرے شخص مین منتقل ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ نور ایک آدمی مین امامت ہو
اور دوسرے مین نبوت ہو جائے اور کہتا تھا کہ روح الٰہی نے اول آدم مین بعد اُسکے
درجہ بدرجہ تمام انبیا و ائمہ مین حلول کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اس کے نزدیک
کافر کا بھی امام ہونا اور اُس مین روح الٰہی کا حلول کرنا جائز ہے اسلیے کہ حضرت
علی مرتضی کی تکفیر کرتا ہے اور پھر اُن مین روح الٰہی کے حلول کا اور اُنکی امامت کا
قائل ہے شفاے قاضی عیاض مین لفظ کاملیہ کی جگہ کمیلیہ لکھا ہے شارح کہتا ہے
کہ کمیلیہ منسوب ہین کمیل کی طرف جو کامل کا مصغر ہے اس صورت مین کمیلیہ کاف کے ضمہ
سے ہوگا بعض کہتے ہین کہ اس لفظ مین کاف مفتوح ہے اس صورت مین قبیل کے
وزن پر کامل کے معنے مین ہے۔
تیسرا مغیریہ یہ مغیرہ بن سعید عجلی کے اصحاب ہین جو خالد بن عبداللہ قسری گورنر

کوفہ کا غلام تھا اسنے خالد پر کوفے مین بیس آدمی لیکر خروج کیا اُن کو گھیر لیا وہ ممبر
پر بیٹھا تھا انھون نے کہا مجھے پانی پلا دو اس سبب سے وہ بدل دیے گئے نواب
صدیق بن حسن خان نے اسی طرح لکھا ہے اور صحیح یہ ہے کہ خالد کو ہشام بن عبدالملک
نے سنہ ۱۲۰ھ مین ابو المثنی وحیان نبطی کے کہنے سننے سے معزول کرکے یوسف بن عمر ثقفی کو
اُن کی جگہ مقرر کیا تھا یہ دونون ہشام بن عبدالملک کی املاک کے جو عراق مین تھی
متولی تھے ابن خلدون وغیرہ نے اسی طرح لکھا ہے اور معارف مین ابن قتیبہ نے کہا ہے
کہ خالد نے مغیرہ کو واسط مین قتل کرکے قنطرۃ العاشر پر سولی دی تھی اُسکے شنائع مین سے
ایک قول یہ ہے کہ معبود کے اعضا حروف ہجا کی صورت پر ہین اور الف صورت قدمین
ہے اور یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ اللہ ایک مرد ہے نور کا اُسکے سر پر ایک تاج ہے نور کا
اور اُسکا دل حکمت کا منبع ہے وہ اعتقاد رکھتا تھا کہ اللہ ہر مکان مین ہے کوئی مکان
اُس سے خالی نہین ہے اور اللہ نے جب جہان پیدا کرنا چاہا تو اعمال عباد کو اپنی دو
انگلیون سے لکھا پھر اُن کے معاصی سے غضب مین آیا تو اُس سے اللہ کو پسینا چھوٹا اُس
پسینے سے دو دریا مجتمع ہو گئے ایک شیرین ایک تلخ پس خداے تعالی نے دریاے شیرین
مین دیکھا تو عکس اُسکا اُس مین پڑا خداے تعالی نے تھوڑا سا عکس اُس دریا مین سے
نکال کر اُس سے چاند اور سورج بنائے اور باقی کو فنا کر دیا اس واسطے کہ کوئی شریک
اُسکا باقی نرہے پھر دریاے شیرین سے مومن پیدا کیے دریاے تلخ سے کافر بنائے اور اس
آیت کی عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا
تفسیر یون کرتا تھا کہ ہم نے پیش کی امانت آسمان و زمین اور پہاڑون کے سامنے
اور وہ امانت حضرت علیؓ کی امامت تھی کہ تم مین سے کون ایسا ہے کہ اُسکو لینا چاہتا ہے
تو کسی نے اس امانت کو قبول نہ کیا تاکہ یہ حق حضرت علی کا حضرت علی ہی کو پہنچ جائے
مگر انسانون مین سے حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کے مشورے سے اسکو اختیار کر لیا جبکہ
حضرت عمرؓ نے یہ اقرار کر لیا کہ کار امامت مین حضرت ابوبکر کو مدد دیتا رہونگا اور حضرت
عمرؓ نے یہ ذمہداری اس شرط پر اختیار کی کہ حضرت ابوبکر اپنے بعد مجھے خلافت دیدین اور

یہ کہتا تھا کہ آیت کَمَثَلِ الشَّیْطَانِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اکْفُرْ فَلَمَّا کَفَرَ قَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ
مِّنْكَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ یعنی شیطان کی شل ہے جس وقت اُس نے
آدمی کو کہا تو کفر کر جب اُسنے کفر کیا تو کہا تحقیق میں تجھ سے بیزار ہوں میں اللہ سے
ڈرتا ہوں جو سارے جہان کا رب ہے حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ کے حق میں نازل ہوئی
ہے اُسکے نزدیک مہدی زکریا بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہیں اور
وہ زندہ ہیں کوہ حاجر میں مقیم ہیں جب حکم ربی ہوگا تو اُس سے برآمد ہونگے اور محمد بن علی
کے بعد یہ شخص اپنے لیے امامت کا طالب ہوا تھا اور دعویٰ نبوت کا رکھتا تھا
اُسکے زعم میں اسکا معجزہ یہ تھا کہ وہ اسم اعظم جانتا ہے اور مردوں کو زندہ کرتا ہے
اور جب مغیرہ مارا گیا تو اُسکے بعض مرید کہنے لگے کہ وہی امام منتظر ہے۔ منہج المقال میں
آیا ہے کہ امام ابو عبداللہ فرماتے تھے کہ اس آیت میں هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ
الشَّیٰطِیْنُ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِیْمٍ یعنی میں تمکو بتاؤں شیطان کس پر اترتے ہیں
اُترتے ہیں ہر جھوٹے گنہگار پر شیاطین سے مراد یہ سات شخص ہیں مغیرہ بن سعید اور بنان
اور صائد نہدی اور حرث شامی اور عبداللہ بن حرث اور حمزہ بن عمارہ زبیری
اور ابو الخطاب اور نامہ دانشوران میں ابن قبہ کے حالات میں مذکور ہے کہ فرقہ مغیریہ
کا قول ہے کہ امامت حسن بن حسن کو وصیت سے پہونچی تھی اُنکے نزدیک امامت منحصر ہے
حسن بن علی اور اُن کی اولاد میں اور یہ فرقہ انکے غیر میں امامت تجویز نہیں کرتا۔

چوتھا بنانیہ یہ متبع ہیں بنان بن سمعان تمیمی نہدی یمنی کے اور بعض بنان کو
اسماعیل کا بیٹا بتاتے ہیں۔ لفظ بنان کے حروف میں اختلاف ہے میر سید شریف نے
تعریفات میں بائے موحدہ کے بعد نون لکھا ہے اور منتہی المقال و منہج المقال میں آیا ہے
بنان میں بائے موحدہ مضموم ہے اور اُس کے بعد نون ہے اور نون کے بعد الف اور اُسکے
بعد نون ہے اور ابو زید بلخی کی تاریخ میں ہے کہ یہ نام بیان ہے بائے موحدہ کے بعد
یائے تحتانی کے ساتھ اور نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض میں شہاب الدین احمد
خفاجی کہتے ہیں کہ فرقہ بیانیہ منسوب ہے بیان کی طرف اس لفظ میں بائے موحدہ

مضموم اور یائے تحتانی اور الف اور نون ہے اور بعضوں نے بنان بائے موحدہ اور
نونوں کے ساتھ بتایا ہے بنان کے باپ کا نام اسماعیل نہدی تھا یہ شخص بجائے
حلول کے اتحاد کا قائل تھا یعنی اسکا عقیدہ یہ تھا کہ اللہ حضرت علی کے ساتھ متحد ہوگیا
پھر بعد حضرت علی کے محمد بن حنفیہ کے ساتھ پھر انکے بیٹے ابو ہاشم عبداللہ بن محمد کے
ساتھ پھر بعد ابو ہاشم کے بنان بن سمعان کے ساتھ یعنی خود اسکی ذات کے ساتھ اور
اللہ تعالیٰ انسان کی صورت پر ہے اور سب کچھ اُسکا ہلاک اور فنا ہوجائے گا مگر منھ
اُسکا اور دلیل اسپر یہ آیت لاتا تھا كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ کتاب کشی میں
سعد بن عبداللہ کے ذریعہ سے روایت آئی ہے کہ امام صادق نے بنان پر لعنت کی ہے
جیسا کہ اخیار میں مذکور ہے اور کشی میں یہ بھی روایت ہے کہ ابو الحسن رضا نے کہا ہے
کہ بنان علی بن حسین کی تکذیب کرتا تھا پس اللہ نے اُسے دوزخ کی آگ میں ڈالا اور محمد
بن بشیر ابو الحسن موسیٰ کی تکذیب کرتا تھا پس اللہ نے اُس کو بھی آتش دوزخ کے
ساتھ سزا دی اور تاریخ ابو زید بلخی میں مذکور ہے کہ بیانیہ بیان کی نبوت کے قائل ہیں
اور کہتے ہیں کہ قرآن میں جو وارد ہے هٰذَا بَیَانٌ لِّلنَّاسِ یعنی یہ بیان ہے لوگوں کے لیے
اس سے مراد یہی ہمارا پیشوا ہے اور چونکہ یہ شخص تناسخ اور رجعت کا قائل تھا اس لیے
خالد بن عبداللہ قسری نے قتل کردیا۔ منہج المقال میں لکھا ہے کہ ہشام بن حکم کہتے ہیں
میں نے ابو عبداللہ سے عرض کیا کہ بنان اس آیت کی وَهُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ
وَّفِی الْاَرْضِ اِلٰهٌ تاویل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ زمین کا اللہ اور ہے اور آسمان کا اللہ
اور ہے اور آسمان کا اللہ زمین کے اللہ سے اعظم ہے اور باشندگان زمین آسمان کے
اللہ کو جانتے ہیں اُسکی تعظیم کرتے ہیں ابو عبداللہ نے جواب دیا کہ خدا کی قسم کہ زمین
اور آسمان دونوں کا وہ ایک ہی اللہ ہے اُس کا کوئی شریک نہیں بنان جھوٹا
ہے اللہ اُس پر لعنت کرے۔

پانچواں جناحیہ یہ متبع ہیں عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر ذوالجناحین
بن ابو طالب کے وہ تناسخ ارواح کے قائل تھے اور ایک عقیدہ اُنکا یہ بھی تھا کہ

روح الٰہی انبیا میں دائر سائر ہے پھر حضرت علیؓ میں پھر امام حسنؓ و امام حسینؓ و محمد بن
حنفیہ اولاد حضرت علیؓ میں دائر ہوئی پھر عبداللہ کے اندر آئی اس لیے انھوں نے
دعوٰی کیا تھا کہ وہ اللہ ہے اور علم اُس کے دل میں یوں اگتا ہے جیسے زمین سے
پھول زمین کا اور امامت بھی اسی ترتیب سے ظہور میں آئی ہے کیونکہ نبوت اور
امامت کے معنے جناحیہ کے نزدیک یہی تھے کہ روح الٰہی بدن انسانی میں حلول کرے
اس فرقہ کا مذہب یہ ہے کہ شراب و مردار و نکاح محارم و زنا حلال ہے انکا عقیدہ یہ ہے
کہ قرآن میں جو مردار اور خون اور سور کے گوشت کی تحریم آئی ہے یہ کنایہ ہے ایک
قوم سے جن کا بغض لازم ہے جیسے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ و معاویہؓ
اور جس قدر فرائض مامور بہا قرآن میں آئے ہیں وہ کنایہ ہے اُن لوگوں سے
جنکی دوستی لازم ہے جیسے حضرت علیؓ و حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ اور اُن کی اولاد جو
قیامت کے منکر ہیں۔ بہر صورت عبداللہ بن معاویہ نے ۱۲۷ھ میں مروان حمار کی
شروع حکمرانی میں کوفے میں خروج کیا تھا کوفے کے سارے زیدیہ نے اُنکا ساتھ دیا تھا مگر عبداللہ
بن عمر بن عبدالعزیز حاکم عراق سے سخت جنگ کے بعد شکست کھا کر مدائن کو چلے گئے اور
تمام اطراف سے شیعہ اُنکے جھنڈے کے تلے جمع ہوگئے اور اُن کی قوت بہت بڑھ گئی
اور ایک زبردست لشکر کے ساتھ فتوحات شروع کیں اور بڑے بڑے شہر جیسے حلوان
ہمدان۔ قومس رے جبال اصفہان فتح کر لیے ۱۲۹ھ ہجری میں فارس پر چڑھائی کی
اور اُسے بھی مسخر کر لیا اور اصطخر میں اپنا ہیڈ کوارٹر قائم کیا اور اپنی طرف سے جابجا
حکام روانہ کیے اور مال کثیر حاصل کیا بنی ہاشم اور بنی اُمیہ کے بڑے بڑے سردار
جیسے سلیمان بن ہشام بن عبدالملک اور ابو جعفر منصور اور علی بن عبداللہ بن عباس
و عیسیٰ بن عبداللہ بن عباس اُن کے شریک ہوگئے عامر بن ضبارہ اور معن بن
زائدہ نے گھیر کر ایسی شکستیں دیں کہ سارا لشکر پریشان ہوگیا اور عبداللہ بن معاویہ
خود مع اپنے دو بھائی حسن اور یزید اور خاص خاص آدمیوں کے ہرات کی طرف
بھاگ گئے جہاں پر ابو نصر مالک بن ہیثم خزاعی ابو مسلم کی طرف سے حاکم تھا

السلام کے حکم سے عبداللہ کو مروا ڈالا اور حسن و یزید پسران معاویہ کو چھوڑ دیا
جناحیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ عبداللہ ملک اصفہان میں کسی پہاڑ کے اندر زندہ
موجود ہیں عنقریب نکلنے والے ہیں۔

چھٹا منصوریہ۔ یہ ابو منصور عجلی کے متبع ہیں یہ شخص ابتدا میں امام جعفر صادق
بن محمد باقر علیہ السلام کا معتقد تھا جب انھوں نے اپنے پاس سے علٰحدہ کر دیا تو
دعوٰی کیا کہ بعد امام محمد باقر کے امامت اسکی طرف منتقل ہوئی ہے اور وہ
بعد انتقال اس امامت کے آسمان پر گیا اور معبود نے اسکے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا
اور کہا اے بیٹا پہونچا دے میری طرف سے یہ آیت وَإِن يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ
سَاقِطًا يَقُولُوا سَحَابٌ مَّرْكُومٌ یعنی اگر کسی چیز کا ٹکڑا آسمان سے گرتا دیکھیں تو
کہیں یہ گاڑھی بدلی ہے اُسکے زعم میں کسف ساقط من السماء سے مراد اُس کی
ذات تھی اور امامت کے دعوے سے قبل کہتا تھا کہ کسف مذکور سے مراد حضرت علیؓ
بن ابی طالب ہیں اور اس بات کا قائل تھا کہ رسول قیامت تک مبعوث
ہوتے رہیں گے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم نہیں ہوئی ہے اور ایک عقیدہ یہ تھا
کہ جنت سے مراد وہ آدمی ہے جسکی دوستی واجب ہے اور وہ امام ہے جیسے حضرت علیؓ
بن ابی طالب اور اُن کی اولاد اور دوزخ سے مراد وہ آدمی ہے جسکی دشمنی واجب ہے
جیسے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ و معاویہؓ اسی طرح کہتا تھا کہ قرآن میں
فرائض سے حضرت علیؓ اور اُن کی اولاد مراد ہے اور محرمات سے حضرت ابوبکرؓ وغیرہ
مقصود ہیں اور اس تاویل سے مطلب اُسکا یہ تھا کہ جو کوئی امام تک پہونچ جاتا
ہے اُس سے ساری تکالیف شرعیہ اُٹھ جاتی ہیں بے قید ہو جاتا ہے منصوریہ کا
عقیدہ یہ ہے کہ جو شخص ایسے چالیس آدمیوں کو قتل کر ڈالے جو عقائد منصوریہ میں ہم سے
مخالف ہیں تو وہ جنت میں داخل ہوا اور یہ لوگ آدمیوں کے مال حلال جانتے ہیں اور
کہتے ہیں کہ جبرئیل نے پیام رسانی رب العالمین میں خطا کی ہے

ساتواں خطابیہ۔ یہ لوگ ابو الخطاب کے متبع ہیں خلاصہ میں لکھا ہے کہ

کہ ابوالخطاب کو محمد بن مقلاص اور محمد بن ابو زینب کہتے ہیں اور طحطاوی کے حاشیہ در مختار
میں ہے کہ خطابیہ منسوب ہیں ابوالخطاب محمد بن وہب اجدع یا محمد بن ابی زینب اسدی
اجدع کی طرف ابوالخطاب نے کوفے میں خروج کیا اور عیسیٰ بن موسیٰ بن علی بن عبداللہ بن عباس نے اس
اور امام جعفر صادق کی اطاعت کی طرف دعوت کی اور یہ دعویٰ کیا کہ علی مرتضیٰ خدائے اکبر
ہیں اور جعفر صادق خدائے اصغر انتہیٰ کلامہ۔ اور عبدالکریم شہرستانی نے اپنی کتاب ملل
و نحل میں اس طرح لکھا ہے کہ ابوالخطاب اسدی نے اپنے آپ کو حضرت امام جعفر صادق
رضی اللہ عنہ کے منتسبین میں مشہور کرکے لوگوں کا اعتقاد حضرت امام کے اور اپنے ساتھ
خوب مستحکم کیا اور یہ بات ذہنوں میں جمائی کہ حضرات ائمہ جنکی طرف سے میں داعی ہوں
پہلے امام زمان ہوتے ہیں پھر الٰہ ہو جاتے ہیں الوہیت ایک نور ہے جو نبوت کے
پردے میں نہاں ہوتا ہے جس طرح نبوت ایک روشنی ہے جسکی چمک امامت کے لباس
میں ہوتی ہے اسنے بتدریج اپنی تعلیمات میں یہ بات بھی شامل کرلی تھی کہ امام جعفر صادق
اس زمانے کے الٰہ ہیں یہ نہ سمجھو کہ جس صورت کو تم دیکھتے ہو وہی جعفر ہیں وہ تو ایک
لباس ہے جو اس عالم میں اترنے کے وقت خدا نے پہن لیا ہے حضرت امام جعفر صادق
کو جب اسکی خرافات و کفریات پر اسکی اطلاع ہوئی تو اسکو اپنے ہاں سے ذلت کے ساتھ
نکال دیا اور اسپر لعنت کرکے ان تمام اقوال سے اپنی براءت ظاہر کی چونکہ اس کو
امام سے دراصل کوئی تعلق نہ تھا اسکی غرض صرف یہ تھی کہ وہ بھی مقتدا مان لیا جائے
اسوجہ سے اسوقت اسنے امامت کا دعویٰ کیا وہ شعبدے بھی تھا حتی کہ خلیفہ منصور عباسی
کے عہد میں مارا گیا اسکے تابع پچاس فرقے ہیں سب کا اسپر اتفاق ہے کہ ائمہ جیسے
حضرت علی اور ان کی اولاد یہ سب انبیا ہیں اور ہر امت کے لیے دو رسول ہونا ضرور ہیں
ایک ناطق دوسرا صامت سو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ناطق تھے اور حضرت علی نبی صامت
ہیں اور امام جعفر صادق بن محمد باقر نبی تھے پھر انتقال نبوت کا ابوالخطاب کی طرف
ہوگیا بلکہ خطابیہ کو یہانتک غلو ہے کہ ان سب کے نزدیک ائمہ اللہ ہیں اور
امام حسن و حسین ابن اللہ ہیں اور امام جعفر صادق بھی اللہ ہیں اور وہ یہ کہتے ہیں

بعضوں لوگ دیکھتے ہیں بلکہ وہ جب اس عالم کی طرف نزول کرتے ہیں تو یہ انسانی
صورت اختیار کرلیتے ہیں مگر ابوالخطاب جعفر صادق اور حضرت علی سے افضل ہے انکا
عقیدہ یہ ہے کہ ائمہ ان سب کاموں کو جو قیامت تک ہونے والے ہیں جانتے ہیں اور
خطابیہ کہتے ہیں کہ الوہیت نور ہے نبوت اور امامت سے اور عالم ان انوار سے کبھی خالی
نہیں رہتا اور انکا زعم یہ ہے کہ امام جعفر صادق بن محمد باقر نے ان کے پاس ایک کھال
امانت رکھی ہے جس کو جفر کہتے ہیں اس میں ہر شے محتاج الیہ کا علم غیب اور قرآن کی
تفسیر ہے ان کے اعتقاد میں اس آیت میں اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً
یعنی اللہ تم کو فرماتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو بقرہ سے مراد ام المؤمنین عائشہؓ ہیں اور
خمر (شراب) وغیرہ سے مراد حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ ہیں اور جبتؓ و طاغوت سے مراد
معاویہ بن ابی سفیان و عمرو بن العاص ہیں منتہی المقال میں کشی وغیرہ سے نقل
کیا ہے کہ ابوالخطاب علی بن امام حسین کی تکذیب کرتا تھا پس اللہ نے اسے دوزخ
میں ڈالا خطابیہ ہر مومن کی گواہی کو کہ حلف کرے سچا جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مومن
کبھی جھوٹا حلف نہیں کرتا اور بعضوں نے کہا ہے کہ خطابیہ کے نزدیک جھوٹی گواہی
اپنے موافقین کے واسطے دینا جائز ہے اسی واسطے کتب فقہ میں لکھا ہے کہ خطابیہ کی
گواہی نامقبول ہے۔ ابوالخطاب کو کوفے میں سولی دئے جانے کے بعد اس کے اصحاب
کئی فرقے ہوگئے ایک فریق نے معمر بن خیثم (خائے معجمہ اور اسکے بعد یائے مثناۃ
تحتانی اور اسکے بعد ثائے مثلثہ) کی اتباع اختیار کی اور دوسرے نے بزیغ بن یونس
کی یہ شخص جولاہہ تھا اور تیسرے نے عمرو بن بنان عجلی کی اور چوتھے نے مفضل صیرفی
کی اور بعض نے سُریغ کی۔
معمریہ کے زعم میں ابوالخطاب کے بعد معمر نبی ہے جو خاتم الانبیا ہے اور انکا عقیدہ

یہ ہے کہ دنیا فنا نہو گی جنت یہی بہتری بھلائی دنیا کی ہے جو انسان کو پہونچتی ہے اور
دوزخ اسکی ضد ہے ان کے نزدیک شراب پینا زنا کرنا اور تمام بُرے کام حلال و مباح
ہین ان کا مذہب ترک نماز ہے یہ قائل ہین تناسخ کے کہتے ہین لوگ مرتے نہین ہین
بلکہ اُن کی روحین اُن کے غیر مین چلی جاتی ہین خلاصہ مین لکھا ہے کہ سعید بن خیثم
اور اسکا بھائی معمر وغاۃ زیدیہ مین سے ہین۔

بزیغیہ اس لفظ مین اختلاف ہے نسیم الریاض مین مذکور ہے کہ بُرہان حلبی نے
کہا ہے کہ لفظ بزیغ مین باے موحدہ مفتوح اور زاے معجمہ مکسور اور یاے مثناۃ تحتانی ساکن
اور آخر مین غین معجمہ ہے بزیغ ایک شخص کا نام ہے جسکی طرف بزیغیہ منسوب ہین اور بعض کہتے ہین
کہ لفظ بزیغ مین غین معجمہ کی جگہ عین مہملہ ہے اور بعضون نے اور طرح سے بتایا ہے
بزیغیہ کا یہ قول ہے کہ امام جعفر بن محمد خدا ہین اور جنکو یہ لوگ دیکھتے ہین یہ وہ نہین ہین
لوگون کو اُن کی شبیہ معلوم ہوتی ہے اور دوسرے ائمہ خدا نہین مگر وحی انکی طرف ہوتی ہے
اور معراج اور ملائکہ تک پہونچنا سب کے لیے حاصل تھا بلکہ اُن کے عقیدے مین ہر مومن
کو وحی آتی ہے کہتے ہین اصحاب بزیغ مین ایسے لوگ بھی ہین جو جبرئیل و میکائیل سے
بہتر ہین اُن کو زعم ہے کہ بزیغ کے معتقد مرتے نہین بلکہ اُن کو عالم ملکوت پر پہونچا دیا
جاتا ہے اور تعلیقہ مین لکھا ہے کہ بزیغیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہم اپنے مردون کو صبح و شام
دیکھتے ہین اور یہ بھی اُسی مین مذکور ہے کہ بزیغیہ کا زعم یہ ہے کہ اللہ تعالی نے جعفر صادق
مین حلول کیا ہے اور وہ اللہ سے اکمل ہین منتہی المقال مین بزیغ کے ذکر مین ایک
روایت نقل کی ہے کہ ابو عبد اللہ نے فرمایا ہے کہ حرث شامی اور بنان علی پر جھوٹ ہین
کی تکذیب کرتے تھے پھر مغیرہ بن سعید اور بزیغ اور سری اور ابو الخطاب اور
معمر اور بشار اشعری اور حمزہ بن عمارہ زبیری و صائد نہدی کا ذکر کیا اور اُنپر لعنت کی
مفضلیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ جناب امیر کو حق تعالی کے ساتھ وہ نسبت ہے جو مسیح علیہ السلام
کو خداے تعالی کے ساتھ نسبت ہے یعنی لاہوت ناسوت کے ساتھ ملکر ایک چیز ہو گئی اور رسالت
منقطع نہین ہوتی بلکہ جسکو عالم لاہوت کے ساتھ اتحاد حاصل ہو گیا وہ نبی ہے اور اگر

[illegible] وطلق اور ہدایت گمراہان کو اختیار کر لیا تو رسول ہے اسی وجہ سے اُن لوگون مین
[illegible] سے آدمی نبوت اور رسالت کے مدعی گذرے ہین اور مفضلیہ کہتے تھے کہ
[illegible] جعفر بن محمد خدا ہین اسپر جعفر نے اُن کو مطرود و ملعون کر دیا۔

قائل مرتبۂ ذات الٰہی کو عالم لاہوت کہتے ہین اور مرتبۂ صفات الٰہی کو جبروت کہتے
ہین اور مرتبۂ اسماے الٰہی کو ملکوت کہا کرتے ہین اور ناسوت نام ہے عالم اجسام کا
یعنی دنیا اور اس جہان کا۔

سریغیہ (بہ فتح سین مہملہ و کسر راے مہملہ و غین معجمہ) اِن کا عقیدہ بھی مفضلیہ کی طرح
ہے مگر فرق اس قدر ہے کہ یہ پانچ شخصون کی نسبت قائل ہین کہ لاہوت سے ناسوت
مین حلول کیا ہے ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے عباس بن عبد المطلب تیسرے
حضرت علی بن ابی طالب چوتھے جعفر بن ابی طالب پانچو بن عقیل بن ابی طالب۔

آٹھوان غرابیہ غراب غین معجمہ کے پیش سے زبان عربی مین کوے کو کہتے ہین ان لوگون کا
اعتقاد یہ تھا کہ حضرت علی کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے صورت مین بہت مشابہت ہے
جیسے ایک کوے کو دوسرے کوے سے مشابہت ہوتی ہے اس سے بھی زیادہ یہ دونون باہم
مشابہ ہین اسی وجہ سے جبرئیل چوک گئے اللہ نے اُنکو علی بن ابی طالب کے پاس بھیجا
تھا وہ امتیاز نکر سکے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے پس یہ لوگ اپنی اصطلاح
مین جبرئیل کو صاحب الریش کہتے ہین اور اُنپر لعنت کرتے ہین شمس تبریز کے نام سے
ایک دیوان اشعار فارسی کا مشہور ہے جو مطبع نولکشور مین ایک ہزار سے زیادہ صفحون پر
چھپا ہے ہر صفحہ مین ۲۵ سطرین ہین اور ہر صفحہ مین عرض مین چار چار مصرع
درج ہین جس مین ایک غزل ردیف وال مین لکھی ہے اس غزل مین ایک
شعر اس فرقے کے مذہب کے مطابق ہے اور وہ شعر یہ ہے

میں پیش محمد مقصود علی بود و دگر
اول و ہم آخر و ہم ظاہر و باطن
آن رہبر و آن راہ کہ بنمود علی بود

آن دم کہ صفا کرد خداوند بر آن
ہم موعود ہم وعدہ و موعود علی بود
جبرئیل امین راز بر حضرت عزت

جبرئیل کہ آمد ز بر خالق بیچون
در پیش محمد شد و مقصود علی بود
در خدمت بیچون چند آیت و بنمود علی بود
را جبرئیل بیان کرد و خداوند احمد
مقصود جبرئیل آمد و مقصود علی بود

ازمن بشنو ساجد و مسجود علی بود	گویند ملک ساجد و مسجود بُد آدم

نواں ذبابیہ ان کا اعتقاد ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں اور حضرت علی خدا
اور کہتے ہیں ان دونوں نبی اور خدا میں بہت مشابہت تھی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت علی سے اس طرح مشابہ تھے جیسے مکھی سے مکھی مشابہ ہوتی ہے عربی میں ذباب
ذال معجمہ کے پیش سے مکھی کو کہا کرتے ہیں اسی واسطے یہ لوگ ذبابیہ کہلاتے ہیں یہ بھی
حقیقت میں غرابیہ کی ایک شاخ ہے کہ اُس عقیدے سے اِس عقیدے کی جانب متوجہ ہوگئے
دسواں ذمیہ (بفتح ذال معجمہ) انکا عقیدہ ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب اللہ ہیں
اور یہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مذمت کرتے تھے اس گمان پر کہ حضرت علی نے ان کو
اسلیے بھیجا تھا کہ حضرت علی کے مددگار رسرواہ کار رہیں اور لوگوں کو حضرت علی کی طرف
بلائیں لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے نبوت کا دعویٰ کیا اور لوگوں کو اپنی طرف
بلانے لگے اور حضرت علی کو اس طرح پر راضی کر دیا کہ اپنی بیٹی اُن کو بیاہ دی اور یکی غرض
ہوگئے ہیں ان میں ایک علیا یہ ہیں جو علیا بن ذراع الدروسی یا اسدی کے متبع ہیں
وہ حضرت علی کی الوہیت کا قائل تھا اور حضرت علی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل
جانتا تھا اور یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے ساتھ بیعت
کی تھی اور اُن کی متابعت اختیار کر لی تھی بعض علیا یہ یہ بھی کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم اور حضرت علی دونوں خدا تھے۔ لیکن یہ بھی دو فریق ہو گئے بعض محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کو الوہیت میں مقدم رکھتے ہیں اور بعض حضرت علی کو ان دونوں گروہوں کا نام
اثنینیہ ہے کیونکہ یہ آن حضرت کی مذمت نہیں کرتے جس طرح ذمیہ کرتے ہیں بلکہ حضرت علی
اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدائی میں شریک جانتے ہیں اور بعض ان میں سے پنجتن کو یعنی
محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی اور بی بی فاطمہ اور امام حسن اور امام حسین کو اللہ مانتے
ہیں۔ یہ بھی انکا قول ہے کہ پانچوں ایک شے ہیں ان سب میں یکساں روح اُتری
ایک کو دوسرے پر کچھ فضیلت نہیں انکا نام خمسیہ اور مخمسہ ہے یہ لوگ بی بی فاطمہ کو فاطم
کہا کرتے تھے علامت تانیث سے احتراز رکھتے تھے ان کے شاعر کا قول ہے

نبیا و سبطیہ و شیخا و فاطما	تولیت بعد اللہ فی الدین خمستہ

اور المقالہ میں لکھا ہے کہ مخمسہ کا عقیدہ یہ ہے کہ سلمان - ابوذر - مقداد - عمار -
اور عمرو بن امیہ ضمری اللہ کی طرف سے مصالح عالم کے موکل ہیں اور توضیح المقال
فی علم الرجال میں فرقۂ علیایہ کا نام علیا و یہ لکھا ہے اور کہا ہے کہ رئیس انکا بشار شعیری
ہے اور اختیار سے نقل کیا ہے کہ علیا و یہ کا عقیدہ یہ ہے کہ علی کرم اللہ وجہہ رب ہیں
خاندان علوی ہاشمی میں پیدا ہوئے اور ظاہر یہ کیا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور انکی
طرف سے انکا دوست ہوں اور اللہ کا رسول ہوں محمد پر طریق ہیں اور بشار نے
اصحاب ابوالخطاب کے ساتھ ان چار شخصوں میں موافقت کی ہے حضرت علی بی بی فاطمہ
امام حسن امام حسین رضی اللہ عنہم اور اشخاص ثلثہ یعنی بی بی فاطمہ و امام حسن و امام حسین
کے بنے تلبیہ ہیں یعنی حقیقت انکی ایک ہی ہے چار لباس و عنوان میں ظہور کیا ہے اور
وہ حقیقت صرف وجود حضرت علی ہے اسلیے کہ حضرت علی ہی ان سب اشخاص میں صاحب
امامت ہیں اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی مخصوص وجود نہیں ہے بلکہ وہ حضرت علی
کے بندے ہیں اور حضرت علی رب ہیں انھوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح پانچواں
مانا ہے جیسا کہ فرقہ مخمسہ نے سلمان کو پانچواں قرار دیا ہے اور اُن کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا
رسول گردانا ہے اور علیا و یہ نے اُن لوگوں کے ساتھ اباحت اور تعطیل و تناسخ میں
موافقت کی ہے اور علیا و یہ کا نام مخمسہ نے علیا یہ رکھا ہے اس وجہ سے کہ گمان یہ ہے
کہ جب بشار شعیری نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ربوبیت سے انکار کیا اور حضرت علی کو رب
قرار دیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی کا بندہ مانا اور سلمان کی رسالت کا انکار
کیا تو وہ مسخ ہوکر ایک پرند بن گیا جسے علیا کہتے ہیں اور دریا میں رہتا ہے پس جو
انکے متبع ہیں انھیں علیا یہ کہنے لگے اور منتہی المقال میں لکھا ہے کہ مخمسہ کا عقیدہ یہ ہے
کہ حضرت علی رب ہیں اور توضیح المقال میں یہ بھی نقل کیا ہے کہ خطابیہ اور علیا و یہ اور
مخمسہ کا یہ عقیدہ ہے کہ جو شخص یہ دعوے کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل میں سے ہوں
و مبطل ہے اللہ پر جھوٹھ باندھتا ہے ایسے ہی لوگوں کے حق میں اللہ نے یہود و نصاریٰ کا

لفظ اس آیت میں فرمایا ہے وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ یعنی یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے ہیں اور اُسکے پیارے تو کہہ پھر کیوں عذاب کرتا ہے تمہارے گناہوں پر بلکہ تم بھی ایک انسان ہو اُس کی پیدائش میں کیونکہ خطابیہ و مخمسہ کے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم رب ہیں اور علیاویہ کے نزدیک علی رضی اللہ عنہ جن سے خدا پیدا ہوتی ہے اور نہ وہ خود کسی سے پیدا ہوا ہے اور یہ لوگ یعنی آل ہونے کا دعویٰ کرنے والے بشر ہیں تو پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت علی کی آل و اولاد کیسے بن سکتے ہیں اس لیے جو ایسا دعویٰ کرتے ہیں وہ کاذب ہیں یہود و نصاریٰ کی طرح جو اس بات کے مدعی ہیں کہ ہم خدا کی اولاد ہیں۔

گیارھواں اَموِیہ۔ ان کا عقیدہ ہے کہ جناب امیر آنحضرت کی نبوت و رسالت میں شریک تھے۔

بارھواں غمامیہ ان کا نام ربیعیہ بھی ہے ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مکان اصلی آسمان ہے اور وہ موسم بہار میں پردۂ ابر کے اندر ہو کر واسطے سیر گلزار اور باغ و بہار کے زمین کی طرف نزول کرتا ہے اور دنیا کا طواف کرتا ہے پھر آسمان پر چڑھ جاتا ہے پھل پھول میوہ غلہ اور سبزہ یہ سب اثر بہار اُسی کی وجہ سے ہوتا ہے اور انکا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ کے لیے جہت کوئی نہیں کبھی اوپر کبھی نیچے پھرتا رہتا ہے اس فرقے کا ظہور ۲۰۰ھ ہجری میں ہوا تھا۔

تیرھواں رزامیہ تعریفات ابونصر کی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس لفظ میں را مہملہ کے بعد زائے معجمہ ہے یہ فرقہ رزام بن سابق کی طرف منسوب ہے ان کا اعتقاد تھا کہ امامت بعد حضرت علی بن ابی طالب کے محمد بن حنفیہ کی طرف منتقل ہوئی پھر اُن کے بیٹے ابو ہاشم عبداللہ کی طرف پھر علی بن عبداللہ بن عباس کی طرف ابو ہاشم کی وصیت سے آئی پھر اُن کے پسر محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی طرف آئی محمد نے اسکی وصیت اپنے پسر ابوالعباس کو کی جو سفاح کے لقب سے

مشہور تھا اور مروان بن محمد بن مروان بن حکم بن ابوالعاص بن امیہ پر جس کو مروان حمار کہتے ہیں اور خلفاے بنی امیہ میں سے اخیر خلیفہ تھا فتح پا کر بادشاہ ہوا چار برس سے کچھ زیادہ سلطنت کر کے مرگیا اُسکے بعد بھائی اُسکا ابو جعفر منصور جو بہ مقلب کے دوانیقی مشہور تھا سفاح کی وصیت سے امام ہوا اور رزامیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ ابو مسلم مروزی میں جو عباسیہ کی طرف سے داعی تھا اللہ تعالیٰ نے حلول کیا ہے اسی وجہ سے ان کا غلاۃ میں شمار ہوتا ہے اور باوجودیکہ ابو جعفر نے ابو مسلم کو دغا سے قتل کیا تھا مگر رزامیہ کا یہ زعم ہے کہ وہ مارا نہیں گیا ہے اور یہ لوگ محرمات کو حلال جانتے تھے اور فرائض کو چھوڑ دیا تھا۔

چودھواں عزاقریہ یا شلمغانیہ یہ محمد بن علی شلمغانی کے متبع ہیں جس کی کنیت ابو جعفر اور عرف ابن ابوالعزاقر (عین مہملہ و زائے معجمہ و قاف و رائے مہملہ سے) یاقوت حموی نے ابن ابی عون کے ترجمے میں لکھا ہے کہ ابن ابی العزاقر واسط کے علاقے میں سے ایک گاؤں میں جسکا نام شلمغان (شین و غین معجمتین کے ساتھ) ہے پیدا ہوا اسکے اصحاب اس کی الوہیت کے قائل ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ کی روح نے اول آدم علیہ السلام میں حلول کیا بعد آدم علیہ السلام کے شیث علیہ السلام میں اور شیث علیہ السلام کے بعد اور انبیا و ائمہ میں یہانتک کہ حسن بن علی عسکری میں حلول کیا اسکی تصنیف سے ایک کتاب ہے اُسکا نام حاسہ سادسہ رکھا ہے اُس میں زنا و لواطہ کو مباح کر دیا ہے انتہیٰ یہ شخص حسین بن منصور حلاج اور ابو طاہر قرمطی کا معاصر تھا ابتدا میں شیعۂ امامیہ کے فقہاے اکابر میں شمار پاتا تھا اور امامیہ مذہب رکھتا تھا اور مذہب امامیہ کے اصول کے موافق کتابیں تصنیف کرتا تھا مگر شیخ ابوالقاسم حسین بن روح کے ساتھ جس کو امامیہ **باب** کہتے ہیں کیونکہ امام محمد بن حسن عسکری کی طرف سے اُنکی غیبت صغریٰ کے زمانے میں وکیل تھا اس کو حسد پیدا ہو گیا اور

امام مختفی کی طرف سے خود سفارت کا دعویٰ کیا بلکہ پھر ایک نیا مذہب تشیع مین جسکی بنیاد
نہایت غلو اور تناسخ اور حلول حق تعالیٰ پر تھی پیدا کر لیا بنی بسطام اسکی بہت تعظیم
تکریم کرتے تھے مجلسی نے کتاب بحار الانوار کی تیرھوین جلد مین لکھا ہے کہ ابن ابو العزاقر
کا یہ اعتقاد تھا کہ جو شخص ولی اللہ کے دوست سے ضد رکھے اور اُس سے مقابلہ کرتا ہے
وہ نہایت عمدہ اور بہتر ہے اس لیے کہ ولی کو اپنے فضائل کا ظاہر کرنا بغیر اس کے
ممکن نہین کہ کوئی اُسکا مخالف اُسپر طعن کرے جب لوگ اُس ولی کی نسبت اعتراض
سنتے ہین تو اُسکے حالات کی جستجو کرتے ہین اس صورت مین ولی کے فضائل اور کمالات
کے ظاہر ہونے کا یہی مخالفت ذریعہ ہوتی ہے اس لیے ضد ولی سے افضل ہے اس
طریقے کو آدم اول سے آدم ہفتم تک جاری کرتا تھا اس لیے کہ سات آدم اور سات عالم
کا قائل تھا اور اسی بنا پر حضرت موسیٰؑ سے فرعون کو اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
سے حضرت ابوبکر کو اور حضرت علیؑ سے معاویہؓ کو افضل بتاتا تھا اور ضد کی بابت عزاقریہ
مین اختلاف ہے ایک گروہ اِن مین سے یہ کہتا ہے کہ ضد کو ولی مقرر کرتا ہے اور ولی ہی
اُسکو اپنے ساتھ معارضہ کرنے کی قدرت دیتا ہے چنانچہ حضرت علیؑ نے اپنی خوشی سے
حضرت ابوبکر کو مقرر کیا تھا اور بعض عزاقریہ کہتے ہین کہ ضد قدیم ہے ہر وقت ولی کے
ساتھ رہتا ہے۔ محمد بن علی شلمغانی کا قول تھا کہ حق ایک ہی ہے وہ کبھی سفید لباس مین
ظہور کرتا ہے کبھی قرمزی مین اور کبھی نیلے مین ابن اثیر جزری نے کتاب کامل مین بیان
کیا ہے کہ ابن ابی عزاقر اپنی ذات کو الٰہ اور رب الارباب قرار دیتا تھا اور عقیدہ اُسکا
یہ تھا کہ وہ اول ہے قدیم ہے ظاہر ہے باطن ہے رازق ہے تام ہے اور تمام سے مراد یہ
کہ ہر معنے کے ساتھ اُسکی طرف اشارہ ہو سکتا ہو اور کہتا تھا خدا ہر چیز مین اُسکی استعداد
تحمل کے موافق حلول فرماتا ہے اور ضد کو ایجاد کیا تاکہ وہ اپنے مقابل پر دلالت کرے
اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آدم ابو البشر کو پیدا کرکے پھر ابلیس کو پیدا کیا اور اُس مین
حلول کیا اور یہ دونون باہم ضد ہین اور ضد شے کی اُسکی نظیر اور شبیہ کی نسبت
زیادہ نزدیک ہوتی ہے اور خدائے تعالیٰ جب جسد ناسوتی مین حلول کرتا ہے تو اُس

[illegible] معجزہ اور قدرت ظہور مین آتی ہے اور معجزہ و قدرت اس بات پر دلالت
کرتے ہین کہ اس جسد کو خدا کے ساتھ عینیت اور اتحاد حاصل ہے اور جب آدم علیہ السلام
غائب ہو گئے تو لاہوت نے پانچ تن ناسوتی مین ظہور کیا ان پانچ تنون مین سے
ایک غائب ہو جاتا تو دوسرا اُسکی جگہ ظہور کرتا اور ان پانچ تن ناسوتی کے مقابلے
مین پانچ ابلیس ہین جن مین اللہ تعالیٰ نے ظہور فرمایا ہے بعد اسکے لاہوتیت
حضرت ادریسؑ مین اور حضرت ادریس کے ابلیس مین جمع ہوئی اور ان کے بعد
متفرق ہو گئی جیسا کہ حضرت آدم کے بعد متفرق ہو گئی تھی پھر نوحؑ مین اور اُن کے
ابلیس مین جمع ہوئی اور اُنکی غیبت کے بعد متفرق ہو گئی بعد اسکے ہودؑ مین اور اُنکے
ابلیس مین جمع ہوئی پھر ان دونون کے بعد حضرت صالح اور اُن کے ابلیس مین
جس نے اُن کے ناقے کی کونچین کاٹی تھین جمع ہوئی اُن کے بعد حضرت ابراہیمؑ اور
ان کے ابلیس مین کہ نمرود ہے جمع ہوئی اور اِن کے غائب ہونے کے بعد متفرق
ہو کر حضرت ہارونؑ اور اِن کے ابلیس مین کہ فرعون ہے جمع ہوئی اِن کی غیبت کے
بعد حضرت سلیمانؑ اور اُن کے ابلیس مین جمع ہوئی اور اُن کے غائب ہونے کے
بعد حضرت عیسیٰؑ اور اُن کے ابلیس مین جمع ہوئی اور حضرت عیسیٰؑ کے بعد اُن کے
حواریون اور حواریون کے ابلیسون مین جمع ہوئی اور اُن کی غیبت کے بعد حضرت
علیؑ اور اُن کے ابلیس مین جمع ہوئی۔ کہتا تھا کہ اللہ ایک نام ہے جو مفہوم کلی پر
دلالت کرتا ہے اور وہ مفہوم کلی یہ ہے کہ جسکی طرف لوگون کو احتیاج ہے وہ اللہ ہے
اس سے ہر ایک فاضل اپنے مفضولون کا اور ہر ایک مطاع اپنے مطیعون کا اللہ ہونے
کے لائق ہے اسی لیے ابن ابی العزاقر کے متبعون مین سے ہر ایک اپنے آپ کو بمقابلہ
اس شخص کے جو اُس سے کم مرتبہ ہوتا اللہ جانتا اور کہتا مین فلان کا رب ہون اور
فلان رب فلان کا ہے اور فلان میرا رب ہے یہانتک کہ ربوبیت کو ابن ابی العزاقر تک
منتہی کرتے اور اُسکو رب الارباب جانتے اور کہتے ربوبیت ابن ابی العزاقر پر ختم ہو گئی
اس کے آگے کوئی رب نہین وہ کسی کا مربوب نہین اور کہتے کہ امام حسنؑ و حسینؑ حضرت علیؑ کے

فرزند نہین ہین اس لیے کہ جس کے وجود مین ربوبیت جمع ہوئی پھر وہ نہ کسی کا باپ
نہ کسی کا بیٹا اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت مصطفٰےؐ کو خائن بتاتے ہین اسلیے کہ ہارون
حضرت موسیٰؑ کو اور علیؑ نے حضرت محمدؐ کو لوگون کی طرف بھیجا کہ ہماری شریعت کی طرف
بلاؤ اِن دونون نے ان کے ساتھ خیانت کی اور آدمیون کو اپنی شریعت کی طرف
بلایا اور کہتے ہین کہ حضرت علیؑ نے حضرت محمدؐ کو اصحاب کہف کے برسون کے برابر
ساڑھے تیرہ سو سال مین مہلت دی ہے جب یہ مدت پوری ہوجاے گی تو محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کی شریعت منتقل ہوجاے گی اور ملائکہ وہ ہین جو اپنے نفس کے مالک ہون اور حق کو
پہچانتے ہون اور بہشت فرقہ عزاقریہ کو پہچاننے اور اُن کے مذہب کو اختیار کرنے سے
مراد ہے اور دوزخ یہ ہے کہ ان کو نہ جانتا ہو اور اُنکے مذہب کو نہ اختیار کرے اور کہتے
ہین کہ نماز و روزہ وغیرہ عبادت کی ضرورت نہین اور بدون عقد کے نکاح کرنا جائز ہے
اور کہتے ہین کہ چونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سرداران قریش کی طرف جو نہایت سرکش و متکبر
تھے مبعوث ہوے تھے اس لیے اُن کے تکبر ڈھانے اور تعلی توڑنے کے لیے سجدہ
کرنے کا حکم اُن کو دیا اب حکمت کا اقتضا یہ ہے کہ آدمیون پر عورتون کی فروج مباح کرکے
اُن کا امتحان کرنا چاہیئے پس آدمیون کو روا ہے کہ اپنے عزیزون اور دوستون کی دربیٹون کی
عورتون سے مباشرت کرین مگر شرط یہ ہے کہ دونون کا مذہب ایک ہو اور کہتے ہین کہ اگر
فاضل اپنے سے کم درجہ والے کے ساتھ وطی کرے تو یہ بات اُسکے لیے جائز ہے تاکہ وہ اپنے
نور کا وجود اُس مفضول مین داخل کرے اور اگر وہ مفضول اُس فاضل کو وطی نہ کرنے دے
تو وہ مفضول دوسرے دورے مین کہ بعد اس دور کے آنے والا ہے عورت کی صورت مین
بدل جاے گا اسلیے کہ اُنکے مذہب کا مبنی تناسخ پر ہے۔ تاریخ الفی مین لکھا ہے کہ ابو جعفر
شلمغانی سنہ [illegible] ہجری مین بغداد مین آیا یہ دعوی خدائی کا کرتا تھا اپنے متبعون سے کہا کرتا تھا
کہ مین مُردون کو زندہ کرتا ہون بغداد کے ہزارہا آدمی اُس کی باتون کو قبول کرکے اُسکے
مطیع ہوگئے اور بہت سے بڑے بڑے آدمی بھی اُسکے مذہب مین داخل ہوگئے جیسے حسین بن قاسم
بن عبداللہ بن سلیمان بن وہب کہ ایک وقت مین مقتدر باللہ خلیفہ عباسی کا وزیر بھی رہا

اور ابو جعفر اور ابو علی فرزندان بسطام اور ابراہیم بن ابی عون اور ابن شبیب زیات
اور احمد بن محمد عبدوس اور یہ سب اُسکی ربوبیت کے قائل تھے جب ابن شلمغانی اور اُس کے
متبعون کے الحاد کو زیادہ زور ہوا تو ابن مقلہ وزیر نے عہد خلیفہ مقتدر مین اُس کو اور
اُسکے اصحاب خاص کو تلاش کیا مگر یہ لوگ ہاتھ نہ آئے یہانتک کہ شوال ۳۲۲ھ ہجری مین
ابن شلمغانی ظاہر ہوا یہ عہد خلیفہ راضی کا تھا وزیر ابن مقلہ نے اُسے گرفتار کر لیا اور اُسکی
تلاشی لی گئی تو بہت سے خط اُسکے متبعون کے ایسے نکلے جن مین ابن شلمغانی کے حق مین
ایسے مضمون اور الفاظ تھے جنکا اطلاق شرعاً بشر پر جائز نہین ان خطون مین ایک خط
حسین بن قاسم کا بھی تھا وزیر نے ایک مجلس مین علما کو جمع کرکے وہ خط پیش کیے اور
اُن کی شناخت کی گئی ابن شلمغانی نے بھی اعتراف کیا کہ ہان یہ خط میرے نام کے ہین
مگر اپنے مذہب سے انکار کیا کہا مین مسلمان ہون جو کچھ یہ لوگ میرے حق مین مشہور
کرتے ہین افترائے محض ہے اُسکے ساتھ ابن ابی عون اور ابن عبدوس کو بھی گرفتار کرکے
خلیفہ کے حضور مین تینون پیش کیے گئے ابن ابی عون اور ابن عبدوس کو حکم ہوا کہ ابن
شلمغانی کو تماچے مارین دونون نے اس حکم کی تعمیل سے انکار کیا مگر جب اُن پر بہت
تاکید کی گئی تو ابن عبدوس نے ہاتھ بڑھا کر ابن شلمغانی کے سر پر زور سے ایک تماچہ مارا
اور ابن ابی عون نے جب ہاتھ اُسکی داڑھی اور سر پر ڈالا تو اُسکا ہاتھ کانپنے لگا پس
اُسنے ابن شلمغانی کے سر اور مُنہ پر بوسہ دیا اور اُسکو مخاطب کرکے کہنے لگا الٰہی وسیدی
ورازقی خلیفہ راضی باللہ نے ابن شلمغانی سے کہا کہ تو دعوی خدائی سے انکار کرتا ہے اگر
یہ بات سچ تھی تو ابن ابی عون نے تجھ سے یہ بات کیون کہی ابن شلمغانی نے جواب دیا کہ
قرآن مین آیا ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی یعنی اللہ پاک ایک بندے کے
گناہ سے دوسرے پر مواخذہ نہین کرتا مین نے کبھی یہ بات نہین کہی تھی کہ مین خدا ہون
ابن عبدوس نے خلیفہ سے عرض کیا کہ ابن شلمغانی الوہیت کا مدعی نہین بلکہ اس بات کا
دعوی کرتا ہے کہ مین باب ہون امام منتظر کی طرف سے اور ابن روح کا قائم مقام ہون
پھر فقہا و قضاۃ نے ایک طول طویل بحث کے بعد فتویٰ دیدیا کہ ابن ابی عون اور ابن

شلمغانی کا خون مباح ہے اس لیے سہ شنبہ ۲ ذیقعدہ ۳۲۲ھ ہجری کو ابن ابی عون اور ابن
شلمغانی کی خلیفہ کے حکم سے گردن مار کر آگ میں جلوا دیے گئے اور حلی نے کتاب
خلاصہ میں کہا ہے کہ ابن شلمغانی ۳۲۲ھ ہجری میں مارا گیا ہے یہ دونوں اعلیٰ درجے کے
فاضل اور صاحب تصنیفات ہیں۔

پندرھواں اسحاقیہ جلد دوم نامۂ دانشوران حالات ابونعیم اصفہانی میں لکھا ہے
کہ فرقہ اسحاقیہ حقیقت میں عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ کی طرف منسوب ہے جو جعفر طیار
کی اولاد میں سے ہے شرح ابن ابی الحدید میں مرقوم ہے کہ مذہب اسحاقیہ کو جس شخص نے
اختراع کیا اُسکا نام اسحاق تھا اور وہ عبداللہ بن معاویہ کے اصحاب میں سے تھا
اُسکا قول تھا کہ تمام اشیا مباح ہیں انسان کو کسی چیز پر تکلیف نہیں دی گئی ہے
علی علیہ السلام منصب نبوت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک ہیں لیکن اس درجہ پر
پہنچے آدمی جانتے ہیں۔ مؤید الافاضل میں ذکر کیا ہے کہ اسحاقیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ زمین
پیغمبر سے کبھی خالی نہیں رہتی نبوت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم نہیں ہوئی اور
صواعق محرقہ میں بیان کیا ہے کہ اسحاقیہ کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ائمہ کے ساتھ
متحد ہوگیا ہے مگر ان میں باہم اس بات میں اختلاف ہے کہ حضرت علیؑ کے بعد
اللہ تعالیٰ کس سے متحد ہوا ہے۔

سولھواں نصیریہ صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ نصیر کے اصحاب ہیں اور تعلیقہ میں
مذکور ہے کہ یہ محمد بن نصیر فہری کے متبع ہیں انکا قول یہ ہے کہ اللہ علی بن محمد عسکری ہیں
اور محمد بن نصیر علی بن محمد کی طرف سے نبی ہے محارم کو حلال کر دیا تھا اور جن عورات
کے ساتھ نکاح ناجائز ہے اُنکے ساتھ نکاح جائز کر دیا تھا اور کشی میں مذکور ہے کہ نصیریہ
ایک فرقہ ہے جو محمد بن نصیر فہری نمیری کی نبوت کا قائل ہے اور غضائری میں ہے کہ
اس شخص کی طرف فرقہ نصیریہ منسوب ہے اور خلاصہ میں بھی ہے کہ اس شخص سے فرقہ
نصیریہ کی ابتدا ہے اور اسی کی طرف یہ لوگ منسوب ہیں۔ اور منتہی المقال و توضیح المقال
میں لکھا ہے کہ فی الحال شیعہ کے عوام اور اکثر خواص خصوصاً شعرا کے نزدیک یہ بات

[illegible] جو شخص حضرت علی کی ربوبیت کا قائل ہو وہ نصیری ہے اور کتب اہل سنت میں بھی یہی [illegible]
[illegible] کا اعتقاد ہے کہ اللہ تو حضرت علی کے ساتھ متحد ہوگیا ہے یا اُنمیں حلول کیا ہے اور کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ
[illegible] اولاد ہیں کیونکہ سب سے افضل ہیں اور مؤید ہیں ساتھ ایسی تائیدات کے کہ جو اسرار باطنی سے تعلق رکھتی ہیں
[illegible] اللہ تعالیٰ پر ضرور ہوا کہ وہ اُنکی صورتوں میں ظہور کرے اور انکی زبان سے بات کہے پس یہ لوگ [illegible]
[illegible] اعتقاد کرتے ہیں اور دلیل اپنے قول پر یہ لاتے ہیں کہ نبی نے تو مشرکین کے ساتھ جنگ کی اور حضرت علی نے
[illegible] کے ساتھ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر ظاہر حال پر حکم کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ باطن کو دیکھتا ہے
[illegible] میں لکھا ہے کہ مملکت حلب میں ایک پہاڑ ہے جسکا نام سماق ہے اسمیں فرقہ نصیریہ کثرت سے آباد ہیں
[illegible] ہیں انکا عقیدہ یہ ہے کہ گناہگار آدمی کو کبھی مسخ کے ذریعہ سے عذاب ہوتا ہے اسی طرح
[illegible] جاتی ہے کہ ایک بندر یا سؤر وغیرہ کی شکل پر ہو جاتا ہے اور انکا قول ہے کہ نیک آدمی جتنے
[illegible] اعمال کرتا ہے اسی قدر اسکی روح انسانی صورتوں میں بدلتی ہے اور یہ صورتیں روح کے لئے بمنزلے
[illegible] کے ہیں نیک آدمی کی روح طرح طرح سے ترقی کرتی ہے جب ستر قمیص بدل چکتی ہے تو آخر میں
[illegible] میں منتقل ہو جاتی ہے اور بد آدمی کی روح شقاوت کے گڑھوں میں گرتے ہوئے اور
[illegible] بدلتے ہوئے اسفل السافلین میں پہونچ جاتی ہے اور یہ بھی ستر قمیص بدلتی ہے پھر ایک قمیص میں
[illegible] شقاوت بڑھتی ہی جاتی ہے مثلاً ایک جسم میں شقی تھی دوسرے میں اشقی ہوتی ہے اور اسے
[illegible] کی تکلیفیں برداشت کرتے ہوئے اونٹ گھوڑے گدھے خچر بیل بکری کتے سور گوہ وغیرہ حیوانات
[illegible] میں داخل ہو جاتی ہے اور رحمت الٰہی کے نزول سے مایوس ہو جاتی ہے اور جہنمی اسطرح طرح
[illegible] کے قابل قرار پاتی ہے اور اسکو عذاب اسطرح ملتے ہیں کہ حلال ہوتی ہے شکار ہوتی ہے
[illegible] بندھتی ہے سواری میں جوتی جاتی ہے قوت نطق اور گویائی سے محروم ہوتی ہے اللہ تعالیٰ
[illegible] جناب سے محجوب ہو جاتی ہے اور آسمان کے دروازے اُس سے بند ہو جاتے ہیں نہ اُسکی کوئی
[illegible] مقبول ہوتی ہے نہ اُسکا کوئی شکوہ مسموع ہوتا ہے اور ایسی روح نہ کبھی جنت میں داخل
[illegible] ہے نہ جنت کی ہوا اُس تک پہونچ سکتی ہے اور نہ اسکے لئے کبھی آسمان کے دروازے کھلتے ہیں
[illegible] ان اجسام حیوانی میں داخل ہونے کے عذاب اسکو یہاں تک حاصل ہوتے ہیں کہ
[illegible] سے بڑے حیوان کے جسم میں داخل ہو کر حقیر سے حقیر جسم حیوانی میں تنزل کرتی ہے

سرکے کیڑے میں داخل ہوتی ہے قرآن میں جو آیا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا
وَاسْتَکْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی یَلِجَ
الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ وَکَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُجْرِمِیْنَ یعنی جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں
اُن سے تکبر کیا انکے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھلیں گے اور نہ جنت میں داخل ہونگے جب تک
کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہووے اور ہم اسی طرح گنہگاروں کو بدلا دیتے ہیں اس آیت میں
مقصد کی طرف اشارہ ہے کیونکہ جب روح اونٹ کے جسم میں داخل ہوگی اور تنزل کرتے ہو [illegible]
ایسے کیڑے کے جسم میں آئیگی جو سرکے میں پڑتے ہیں تو اس عرصے میں کتنی تبدیلیاں اسکے [illegible]
میں واقع ہونگی اور یہ پچھلا جسم اسکا بمقابلے پہلے جسم کے کتنا حقیر ہوگا اور وہ روح جو اونٹ [illegible]
جسم میں تھی ایسے جسم میں ہوگی جو سوئی کے ناکے میں داخل ہونے کے قابل ہے بعد اسکے [illegible]
نباتات کے اجسام میں داخل ہوتی ہے اور یہاں جلنے کٹنے چرنے وغیرہ ذریعوں سے عذاب [illegible]
بعد اسکے معدنیات میں داخل ہوتی ہے اور طرح طرح کے عذاب باقی ہے پگھلائی بھی جاتی ہے گرم
کی جاتی ہے ہتوڑے سے بھی کوٹی جاتی ہے اسمیں سوراخ بھی کیے جاتے ہیں اور بعد نباتات
میں سے کبھی نہیں نکلنے باقی ہمیشہ یہیں عذابوں میں گرفتار رہتی ہے - اور یہ لوگ حلول
کے بھی معتقد ہیں انکے نزدیک مقصود اصلی اور غایت کلی یہ صورت مریمہ ہی ہے مطلب انکا یہ ہے کہ
اور صورت کے سوا کوئی اور چیز نہیں ظاہر وجود خلق ہے اور باطن وجود خالق ہے اور یہ وجود
موجود میں ظاہر ہوا ہے اور موجودات میں ترقی کرتا ہوا صورت انسانی میں چڑھتا ہے اور
نوع انسانی میں ترقی کرکے صورت خاص اور اعلیٰ میں ترقی کرتا ہے مثلاً حضرت آدم و شیث
نوح ابراہیم ہارون یوسف موسیٰ مسیح اور علی بن ابی طالب کی صورتوں میں ظاہر ہوا
اور ہر صورت کا معنی ایک ہی ہوتا ہے پس صورت کے مظاہر نبوت و امامت ہیں اور ا[illegible]
باطن غیب ہے جو دریافت نہیں ہو سکتا بلکہ خالق مختار ہے اور اسکے لیے دروازہ ہے جسمیں کسی
عالم اور عاقل کے علم و عقل کو بغیر اس دروازے کے رسائی نہیں اگر کوئی چاہے کہ اس سے
واقف ہو جائے تو اسکے لیے اس دروازے میں داخل ہونا ضرور ہے اور بدون اس صورت باطن کو
کسی کی نظر بے پردہ دیکھ سکتی ہے وہ غیب اگر نظر آتا ہے تو پردے کی آڑ میں نظر آتا ہے اور ان کے

[illegible] مراد اس پردے سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس باطن سے مراد حضرت علی ہیں اور
[illegible] سلمان فارسی ہیں - نصیریہ کا کلمہ یہ ہے اللّٰہم صل علیہ الشہادۃ ان لا الٰہ الا مولانا
[illegible] لا حجاب الا السید محمد ولا باب الا السید سلمان فی کل عصر وکل زمان
[illegible] نصیریوں کو علی اللحیان بھی کہتے ہیں - تاریخ سرجان مالکم میں لکھا ہے کہ شیعہ اثنا عشری
[illegible] علی اللٰہیوں کو عداوت ہے اور وہ بھی علی اللٰہیوں کو دشمن جانتے ہیں اور علی اللٰہیوں کی
[illegible] نسبت کہتے ہیں اور اپنے قواعد و رسوم کو مخفی رکھتے ہیں مرزا اسد اللہ خان غالب کہتے ہیں ع

غالب ندیم دوست سے آتی ہے بوے دوست		مشغول حق ہیں بندگی بو تراب میں

[illegible] علیہ السلام خدائے تعالیٰ کے ہمنشین ہیں اور دوست سے ہمنشین کی بو آتی ہے پس جو لوگ بو تراب کی
[illegible] بندگی میں ہیں وہ درحقیقت مشغول حق ہیں ایسے ہی اشعار سے غالب کی نسبت کہا گیا ہے کہ وہ علی اللٰہی تھے یعنی
[illegible] یہی مذہب رکھتے تھے اور فارسی کے مندرجہ ذیل شعر میں تو غالب نے اپنا عقیدہ صاف ظاہر کر دیا ہے

غالب نام آورم نام و نشانم مپرس		ہم علی اللٰہیم و ہم علی اللٰہیم

غالب کے دیوان اردو کی شرح میں اسی طرح لکھا ہے یہ شعر بھی انھیں کا ہے ن

منصور فرقۂ علی اللٰہیان منم		آوازۂ انا اسد اللہ برافگنم	

[illegible] میں لکھا ہے کہ اہل راز اور غالب کی تصنیفات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ انکا مذہب شیعہ تھا اور
[illegible] لطف یہ تھا کہ ظہور اسکا جوش محبت میں تھا نہ کہ تبرا وتکرار میں چنانچہ اکثر لوگ انھیں نصیری کہتے اور
وہ منکر خوش ہوتے تھے - دبستان المذاہب میں لکھا ہے کہ علی اللٰہیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کے
پہچاننے کی طاقت اور استعداد علوی و سفلی میں نہ تھی اسلیے اُسنے چاہا کہ مرتبہ صرفیت اور اطلاق
کو چھوڑ دے تاکہ بندے اسکی پرستش کریں اور اسکو پہچانیں لیکن پس اللہ ہر قرن میں جسم روحی
[illegible] اور نوع انسانی کے اندر ظہور کیا اور انبیا میں حلول فرماتا رہا یہاں تک کہ انکا ظہور حضرت علی
اور انکی اولاد میں ہوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اُسنے اپنا پیغمبر بنا کر بھیجا تھا مگر حق تعالیٰ نے
جو دیکھا کہ ان سے کار رسالت نہیں چل سکتا تو مدد دینے کے لیے خود جسم قبول کیا اسی وجہ
[illegible] جب نبی نے کعبہ میں بت شکنی کی تو اس وقت حضرت علی کو اپنے دوش پر چڑھایا ع

غرض ز بت شکنیہا جز این نبود نبی را	کہ دوش خود بکف پائے مرتضی برسانم

لہ منقول [illegible] ۱۲

ایک علی اللہی جسکا نام احمد تھا بیان کرتا تھا کہ یہ قرآن عمل کے قابل نہیں اسلئے کہ جو مصحف علی اللہ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تھا یہ وہ نہیں بلکہ یہ تو حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ رضی اللہ عنہم کی
تصنیف ہے اور شمس الدین علی اللہی کہتا تھا کہ ہر چند یہ وہی قرآن جو علی اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
لیکن چونکہ جمع اسکو حضرت عثمانؓ نے کیا ہے اسلئے پڑھنے کے قابل نہیں اور بعضے علی اللہی حضرت علیؓ
نظم و نثر کو مصحف میں داخل کرتے ہیں بلکہ اسکو مصحف پر ترجیح دیتے ہیں اسلئے کہ یہ کلام
سے بے واسطہ مخلوق کو پہونچا ہے اور مصحف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے مخلوق کو
سترھوان علویہ یہ علی اللہیون ہی سے ہیں اور اپنے آپکو علی اللہ کی نسل سے جانتے ہیں
علی اللہیون کے ساتھ عقائد میں شریک ہیں فرق دونون فرقون میں یہ ہے کہ علویہ کہتے ہیں کہ
مصحف اب مشہور ہے وہ علی اللہ کا کلام نہیں اسلئے کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے اس میں
تحریف کی ہے اور آخرکار حضرت عثمانؓ نے سب کو دور کر دیا چونکہ یہ فصیح آدمی تھے دوسرا مصحف
اسکے مقابلے میں بنا لیا اور اصلی قرآن کو جلا دیا اور یہ فرقہ جہان مصحف پاتا ہے اُسے جلا دیتا ہے
انکا عقیدہ یہ ہے کہ علی اللہ نے اس جسد عنصری کے بعد اپنے جسم کو آفتاب سے ملا دیا ہے اور وہ
آفتاب ہے اور پہلے بھی آفتاب تھا اور تھوڑے وقت تک جسم عنصری میں رہا تھا اور یہی وجہ
آفتاب علی اللہ کے حکم سے لوٹ آیا تھا اسلئے کہ وہ عین آفتاب ہے اسی سبب سے یہ فرقہ آفتاب
علی اللہ کہتا ہے اور آفتاب کو پکارتا ہے اور اس سے دعا کرتا ہے اور انکے نزدیک آفتاب انکی
قبول کرتا ہے اور انکی مدد کرتا ہے انکے نزدیک جانور کا مارنا جائز نہیں اور گوشت کھانے کے قائل
نہیں اور کہتے ہیں کہ علی اللہ نے گوشت کے کھانیکی ممانعت کر دی ہے اور مصحف میں جو بعضے حیوانات کے
مارنے اور انکا گوشت کھانیکا حکم ہے اس سے مراد خلفائے ثلثہ اور انکے تابعین ہیں اور کہتے ہیں تمام عرب
بھی تینون مراد ہیں اور کہتے ہیں کہ آدم کے قصے میں ابلیس اور سانپ اور طاؤس بھی انہیں تینون سے
عبارت ہے اور شداد اور نمرود اور فرعون بھی انہیں تینون سے عبارت ہے اور بت توڑنا اور بت کی پرستش کر
انہیں تینون سے مراد ہے اور یہ فرقہ تناسخ کا قائل ہے اور کہتے ہیں کہ جو علی اللہ گذشتہ زمانہ میں انبیا کی صورت
میں ظہور کرتا تھا تو اصحاب ثلثہ (یعنی حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ) منکرون کی صورت میں
ظہور کرتے تھے اور آیندہ بھی ایسا ہی ہوتا رہیگا اور انکے نزدیک علی اللہ کی صورت کی پرستش کرنا چاہیے

علویہ نے اپنا نام اہل حق رکھا ہے۔ یورپ کے بعض مصنفین لکھتے ہیں کہ اہل حق کا عقیدہ
یہ ہے کہ حضرت محمدؐ ہی صرف ایک ایسے پیغمبر ہیں جو بارگاہ ایزدی میں انسان کی شفاعت
کرسکتے ہیں صرف خدا ہی حقیقی عالم و عادل ہے۔ حضرت علیؓ کا کشف و الہام ہی وہ ابتدائی
آخری کلام ہے جو خدا نے انسان کے ساتھ کیا یہ فرقہ مذہب اسلام کے پانچ ارکان مثلاً
نماز، روزہ، زکوۃ، حج۔ حتی کہ اظہار ایمان یعنی کلمۂ توحید کو بھی فرض نہیں سمجھتا اہل حق
سمجھتے ہیں کہ روحانیت کے حساب سے حضرت عیسیٰؑ کو وہی مرتبہ حاصل ہے جو حضرت علیؓ کو
حاصل ہے یہ فرقہ حقیقۃً حضرت علیؓ کو خدا کا اوتار سمجھتا ہے۔ یہ فرقہ سلطان قسطنطنیہ کی
خلافت کو تسلیم نہیں کرتا انکے مذہبی عقیدے میں ایک عجیب خصوصیت یہ ہے کہ وہ صوبہ کی
تعلیم یافتہ اشخاص کی جماعت کے سامنے اپنا حقیقی مذہب ظاہر کرنے کے مجاز نہیں لیکن
ناخواندہ جماعت کے سامنے وہ اپنے حقیقی مذہب سے انکار کرنے کے لئے آزاد ہیں۔
علاوہ بریں یہ لوگ اپنا مذہب ترک کئے بغیر دوسرا مذہب اختیار کرسکتے ہیں۔ جہاد کے
متعلق انکا عقیدہ یہ ہے کہ یہ عقل انسانون اور انکے جذبات قبیحہ کے مابین روحانی سعی و جہاد
کا نام ہے۔ اہل حق کے مذہب کے مطابق عورت اور مرد کو مکمل مساوات حاصل ہے
برقع اوڑھنا یا بے نقاب پھرنا عورت کی مرضی پر منحصر ہے۔ لیکن شادی کرنا اسی مذہب کا
قانون ہے۔ جیسا کہ ہم نے کہا ہے روزہ انکے نزدیک فرض نہیں تاہم یہ لوگ عشرۂ محرم
میں ایک عجیب فاقہ کشی کرتے ہیں ان دنون میں وہ تین دن میں صرف ایک دفعہ کھانا
کھاتے ہیں اور جب ایسا نہو سکے تو چوبیس یا بارہ گھنٹون میں صرف ایک دفعہ کھانا کھاتے
ہیں۔ بعض اوقات انہیں قزلباش بھی کہتے ہیں۔ انکے پاس کوئی الہامی کتاب نہیں
چند رجز اور دوسری کتابیں ہیں جن میں حضرت علیؓ کی سوانح حیات درج ہیں اس
فرقے کی ترقی اس امر واقع سے معلوم کی جا سکتی ہے کہ ایشیائے کوچک اور شیراز میں یکسان
طور پر انکے برگزیدہ افراد کی تعظیم و تکریم کی جاتی ہے ایران اور عراق عرب میں اس عقیدے
کے پیروونکی تعداد بیس تیس لاکھ کے قریب ہے تقریباً پچاس ہزار اہل حق حلب کے شمال
میں آباد ہیں اس فرقے کے افراد اودرنہ۔ سمرنا اور سالونیکا میں بھی پائے جاتے ہیں

وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت علیؓ نے حضرت موسیٰؑ کی شخصیت کے ذریعہ دنیا والوں کو ارشاد فرمایا کہ اگر تم پاک زندگی بسر کرتے ہو تو تمہیں اس امر واقع کی مطلق پروا نہیں کرنی چاہیے کہ تمہارا نام مختلف ہے تمہاری فطرت تمہارا گوشت اور ہڈیاں نہیں بلکہ وہ اعمال صالحہ ہیں جو فنا نہیں ہو سکتے۔ علاوہ یہ موت پر بالکل یقین نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں کہ زندگی میں متواتر انقلاب ہوتا رہتا ہے انکا عقیدہ اصول تناسخ کے متوازی ہے اگرچہ اسکے بالکل مطابق نہیں بہشت و دوزخ کے متعلق انکا عقیدہ ہے کہ دوزخ کسی محدود مقام کا نام نہیں اور بہشت اسی دنیا میں ہے وہ عبادات کو رکن مذہب نہیں سمجھتے وہ رسمی وضو و غسل وغیرہ پر یقین نہیں رکھتے وہ مسجدیں تعمیر نہیں کرتے اور نہ وہاں جاتے ہیں۔ وہ حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت موسیٰؑ۔ حضرت داؤدؑ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمدؐ کے پانچوں صحائف کا مطالعہ اور احترام کرتے ہیں بہر نوع اپنے خفیہ اصول راز میں رکھتے ہیں جنکا سلسلہ پشت بہ پشت چلا آتا ہے۔

اٹھارھواں مقنعیہ صواعق محرقہ اور تحفۂ اثنا عشریہ میں مذکور ہے کہ یہ فرقہ حکم بن ہاشم کی طرف منسوب ہے جسکا لقب مقنّع تھا مقنعیہ کا عقیدہ یہ تھا کہ امام حسینؑ کے بعد وہ خدا ہوا اور خدا جا بتاتے تھے جو تھا خدا مقنع کو کہتے ہیں مقنع اگرچہ اسماعیلی تھا مگر اس وجہ سے کہ الوہیت کا دعویٰ کیا غلاۃ میں شمار پایا اور بعض رزامیہ بھی مقنع کی الوہیت کے قائل ہوگئے تھے مقنع اگر الوہیت کا مدعی نہ ہوتا تو اسکا شمار اسماعیلیہ میں ہوتا کیونکہ فی الحقیقت یہ اسماعیلی تھا اور برملا مذہب تشیع کا اظہار کرتا تھا تاریخ الخمیس میں لکھا ہے کہ اسکا نام عطا تھا اور ابن خلدون نے کہا ہے کہ اسے حکیم اور ہاشم کہا کرتے تھے اور طبریؒ نے حکیم المقنع لکھا ہے اور کہا ہے کہ مرو کے علاقے میں سے ایک قریہ کا رہنے والا تھا اور برہان قاطع میں لکھا ہے کہ اسے حکیم بن عطا کہتے تھے اور نگارستان میں لکھا ہے کہ حکیم بن ہاشم ابو مسلم کی کچہری میں تحریر کے کام پر متعین تھا اسنے سنہ ۱۶۱ ہجری میں خلیفہ مہدی بغدادی کے عہد میں ظہور کیا تھا جیسا کہ طبری اور ابن خلدون اور ابن خلکان اور مؤلف تاریخ الخمیس وغیرہ نے تصریح کی ہے اور بعض کتب میں جو لکھا ہے [illegible] ہجری میں ظہور کیا یہ غلطی ہے۔ یہ آدمی نہایت عقیل اور فیلسوف وقت تھا اور ہر صنعت سے واقف تھا خاصکر علم بلاغت و فن شعبدہ و حیل و طلسمات و سحر و نیرنجات اور اکثر علوم فلاسفہ میں ید طولیٰ رکھتا تھا اور عجیب و غریب چیزیں ایجاد کرتا تھا

[illegible] اسنے کوہ سیام (بروزن نظام) کے عقب میں ایک کنواں تیار کرایا۔ اور سیام شہر کش [illegible] و سکون شین معجمہ) کے پرگنے میں جو شہر سبز کے نام سے مشہور ہے ایک گاؤں ہے اور کش شہر نخشب [illegible] واقع ہے جسے اہل عرب معرب کر کے نسف کہا کرتے ہیں اور سمرقند اور تاشقند کے درمیان میں ہے [illegible] کسی قدر قریب ہے اس کنوئیں کے اندر ایک چاند پارے اور اور چیزوں سے بنایا تھا یہ چاند [illegible] کے وقت اس کنوئیں سے نکلتا اور کوہ کے پیچھے سے طلوع کرتا اور آسمان پر روشن رہتا اور دو چاند [illegible] نظر آتے تھے اور اسکی روشنی پندرہ میل تک پہونچتی تھی طلوع فجر سے قبل غائب ہو جاتا تھا [illegible] تک برابر یہ چاند اسی طرح طلوع و غروب کرتا رہا آثار البلاد میں لکھا ہے کہ لوگ دور دور سے [illegible] میں اسکے دیکھنے کو آتے تھے اور دیکھکر تعجب کرتے تھے اور عوام جادو سمجھنے لگے تھے حالانکہ یہ طریقہ [illegible] اور انعکاس شعاع قمر کے یہ عمل کیا تھا اس لئے کہ لوگوں نے اس کنوئیں کی تہ میں ایک [illegible] پارے سے بھرا ہوا پایا شیخ نظامی نے اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے ع [illegible] و آئنہ سیماب بادہ [illegible] نخشب (سیماب زادہ)۔ تاریخ الخمیس میں لکھا ہے کہ مقنع شعبدوں کے ذریعے لوگوں کو بہت عجیب و غریب چیزیں دکھایا کرتا تھا نبوت کا مدعی تھا اور اپنی ذات کو خدا قرار دیتا تھا اور تناسخ کا قائل تھا کہتا تھا کہ خدائے تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا کر کے انکی صورت میں حلول کیا اسلئے ملائکہ نے انکو سجدہ کیا پھر نوحؑ کو پیدا کر کے انکی صورت میں حلول کیا پھر حلول کرتے کرتے یہاں تک نوبت پہونچی کہ ابو مسلم خراسانی کی صورت میں حلول کیا پھر میری صورت میں حلول کیا اور ابو مسلم کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل قرار دیتا تھا ہزاروں ترکمان اس دعوے میں اسکی تصدیق کرنے لگے اور اسکی عبادت کرتے تھے اور وہ نہایت بدشکل اور ہکلا تھا اور لڑائی میں کسی موقع پر اسکی آنکھ میں تیر لگنے سے کانا بھی ہو گیا تھا اسلئے زیادہ بدصورت تھا اس عیب کے چھپانے کے لئے اسنے اپنے لئے ایک مُکھ سونے کا تیار کرایا تھا اپنے منھ پر اسے لگائے رہتا تھا اسلئے مقنع مشہور ہو گیا ابو الفداء نے مقنع کے حالات میں بیان کیا ہے وکان لا یسفر عن وجهه بل اتخذ له وجها من ذهب فتقنع به ولذلك قيل له المقنع یعنی مقنع اپنا منھ نہیں کھولتا تھا بلکہ اسنے ایک منھ سونے کا بنوایا تھا جس سے اپنے کو چھپائے رہتا تھا اسی لئے اسے مقنع کہنے لگے تھے مقنع میں میم مضموم اور قاف مفتوح اور نون مشدد و مفتوح ہے۔ تاریخ کامل میں لکھا ہے کہ مقنع تناسخ کا قائل تھا اور اسکے معتقد اسکو

سمجھا کرتے تھے جس طرف نکلتے ہوتے اور اپنی جنگ و حرب میں کہتے کہ اے یا ہاشم ہماری مدد کر علامہ ابن خلدون
بھی اس بیان کے بعد لکھا ہو کہ خراسان میں اُسنے ظہور کیا تھا اور بخارا و سغد میں ایک گروہ سے
جنکو مبیضہ کہتے تھے مقنع کی طرفداری اور شورش کی اور اُسکی مدد کفار ترک کرنے لگے اور اس
طرف کے مسلمانوں پر تاخت و تاراج شروع کردی ابونعمان اور جنید اور لیث بن نصر بن سیار نے ان
لوگوں سے جنگ کی لیث کا بھائی محمد اور ایک بھتیجا حسان نامی کام آئے مہدی بن محمد بن منصور خلیفہ
بغداد نے جبرئیل بن یحییٰ اور اُسکے بھائی یزید کو فوج دیکر مبیضہ سے جنگ کے لئے بھیجا چار مہینے
تک طرفین میں لڑائی رہی آخر کار مبیضہ کو شکست ہوئی اُنکی طرف سے سات سو آدمی مارے گئے جو
تھوڑے سے باقی رہگئے تھے وہ مقنع سے مل گئے جبرئیل بھی انکا تعاقب کئے ہوئے چلا گیا پھر مہدی نے
مقنع کی تباہی کے لئے سعید حرشی کی ماتحتی میں ایک بھاری لشکر بھیجا مقنع بڑی خونریزی کے
بعد سیام کے قلعہ میں متحصن ہوگیا عساکر اسلامیہ آلات حصار شکن لیکے قلعہ کی طرف بڑھے مقنع کے
ہمراہیوں نے گھبرا کر خفیہ طور سے امان طلب کی سعید حرشی نے امان دیدی تیس ہزار آدمی قلعہ کا
دروازہ کھول کے نکل آئے مقنع کے پاس تقریباً دو ہزار جنگ آور باقی رہگئے۔ صواعق محرقہ میں
مقنع کی ہلاکت کی ایک دلآویز حکایت لکھی ہے کہ جب مقنع محاصرے سے تنگ آگیا تو بہت سی
آگ جلوائی اور اپنے معتقدوں کو خوب سی شراب پلوائی جب وہ نشے میں مدہوش ہوگئے تو سب کو مار کر
آگ میں جلادیا اور مال و اسباب سب کی برباد کردی پھر آپ ایک برتن میں تیزاب بھر کر اُس میں
بیٹھ گیا تیزاب کی تاثیر سے وہ بھی پانی ہوگیا محاصرین کو ابھی تک یہ خیال تھا کہ سب محصورین
قلعہ میں موجود ہیں ایک عورت اس قلعہ میں بیماری کی وجہ سے ایک کونے میں پڑی
ہوئی تھی وہ بچ رہی تھی جب اُسے افاقہ ہوا تو قلعہ میں تنہائی کی وجہ سے گھبرائی اور دیوار پر
چڑھکر پکارا کہ قلعہ میں سوا میرے کوئی نہیں ہے لوگ اوپر چڑھ گئے اور کواڑ کھولدیے لشکر
داخل ہوا دیکھا تو واقعی قلعہ کو خالی پایا مقنع کے بعض معتقد جو پہلے ہی لڑائیوں میں
اُس سے علیحدہ ہوگئے تھے تاسف کرنے لگے کہ فی الحقیقت وہ خدا تھا ہم ساتھ نہوے ورنہ اُسکے
ساتھ آسمان پر چڑھ جاتے وہ عورت اگرچہ مرض میں بیہوش تھی مگر کبھی کبھی آواز و غُل
سنکر کچھ کچھ حالات سے مطلع ہوجاتی تھی اُسنے یہ ساری کیفیت بیان کی تاریخ کامل

میں بھی اس حکایت کو بیان کیا ہے اور اُس میں اس طرح ہے جب مقنع کو یقین
ہوگیا کہ میں اب غنیم کے ہاتھ سے نہیں بچ سکتا تو اپنی سب عورتوں اور بچوں کو
جمع کر کے زہر پلادیا اور آپ بھی پی لیا اور اپنے معتقدوں سے یہ بات کہی
کہ مجھے جلادیجیو تاکہ میری لاش دشمن کے ہاتھ میں نہ پہونچے اور بعض کہتے ہیں
کہ قلعہ میں جس قدر چارپائے اور کپڑے وغیرہ تھے اُن کو جلادیا پھر ساتھیوں سے
کہا کہ جس کو اس بات کی خواہش ہو کہ میرے ساتھ آسمان پر چڑھ جائے وہ اس
آگ میں میرے ساتھ کود پڑے سب نے تعمیل کی اور جلکر خاک ہوگئے جب لشکر
قلعہ میں داخل ہوا تو کچھ نہ پایا جس قدر اُسکے معتقد باقی رہگئے تھے وہ اس بات
سے زیادہ فتنے میں پڑے اُسکے اصحاب ملک ماوراء النہر میں مبیضہ کہلاتے ہیں
مگر اپنے اعتقاد کو چھپاتے ہیں عرصہ دراز تک مبیضہ ماوراء النہر کہتے رہے کہ مقنع
آسمان پر چڑھ گیا ہے زمانہ آئندہ میں وہاں سے اُترے گا بعض کہتے ہیں کہ اُسنے
اپنے ہمراہیوں کو زہر دیدیا تھا اور آپ بھی زہر کھا لیا تھا لشکر نے قلعہ میں گھس کر
اُسکا سر کاٹ لیا اور حلب میں مہدی کے پاس بھیجدیا مقنع یحییٰ بن زید شہید کے
قتل کا منکر تھا جن کا حال فرقہ زیدیہ کے ضمن میں اسی کتاب میں آتا ہے کہتا تھا
کہ یحییٰ روپوش ہوگئے ہیں اپنے دشمنوں کو قتل کرینگے اور نگارستان میں جو لکھا ہے کہ
وہ برقعہ منھ پر ڈالے رہتا تھا اسلیے برقعی مشہور ہوگیا یہ بات پایۂ تحقیق کو
نہیں پہونچی صناجۃ الطرب میں لکھا ہے جب طالبین نے عباسیوں پر خروج
کیا تو اپنے پھریروں کا رنگ سفید رکھا اسی وجہ سے اُنکو مُبَیِّضَہ کہنے لگے یہی
رنگ عبیدی اور قرامطہ میں قائم رہا۔ مورخین فارسی و اُردو مبیضہ کا ترجمہ
سفید جامگان و سفید پوشان لکھتے ہیں منتہی الارب میں لکھا ہے کہ
مبیضہ میم کے ضمہ اور بائے موحدہ کے فتحہ اور یائے مثناۃ تحتانی کی تشدید و کسرہ
اور ضاد نقطہ دار کے فتحہ سے ایک گروہ ہے ثنویہ میں سے جو مقنع کے اصحاب ہیں
چونکہ یہ لوگ سفید کپڑے پہنتے تھے اسلیے مبیضہ کہلانے لگے اور اسی کتاب میں بیان

کیا ہے کہ **شنویہ** ثاے مثلثہ اور نون کے فتحون اور واو کے کسرے کے ساتھ ایک گروہ
ہے جو دو خدا بتاتا ہے۔ **فائدہ جلیلہ** آثار البلاد مین لکھا ہے کہ یہ چاند ابن مقنع
نے ایجاد کیا تھا اور صاحب غیاث اللغات نے کہا ہے کہ اس چاند کو مجازاً مقنع کی طرف
منسوب کرکے ماہ مقنع کہتے ہین حالانکہ اُسکو مقنع کے بیٹے نے بنایا تھا انتہیٰ یہ بیان غلط ہے
روضۃ الصفاے محمد خاوندشاہ اور روضۃ الصفاے ناصری مین جہان خلیفہ مہدی عباسی
کے حالات لکھے ہین وہان اس حکیم مقنع کا بھی مفصل بیان تحریر کیا ہے ان دونون
کتابون مین ہادی بن مہدی کے حالات مین لکھا ہے کہ اس کے عہد مین ایک جماعت
زنادقہ کی ظاہر ہوئی ان مین سے ایک شخص کا نام عبداللہ بن مقنع تھا یہ شخص فصاحت بلاغت
مین بے نظیر تھا اسنے کلیلہ و دمنہ کو فارسی سے عربی مین ترجمہ کیا تھا صالح بن عبداللہ
بن داؤد کہ ابوالعباس سفاح کا چچا زاد بھائی ہے اور عبداللہ ہاشمی وغیرہ امرا بھی
اسی روش اور طریق پر تھے اور ان مسلمانون پر جو نماز و روزہ اور حج ادا کرتے تھے
استہزا کرتے ایک روز ان سب نے یہ مشورہ کیا کہ مسلمانون کا دار و مدار قرآن پر ہے
اگر ہم کوئی کتاب اسکے مقابل بنائین گے تو قرآن کو وقعت نہ رہیگی اور ہمارا کام
چل جائے گا سب نے اسپر اتفاق کیا کہ ابن مقنع یہ کام انجام دے اور سب نے یہ قرار
دیا کہ یہ آیت کہ نہایت فصیح و بلیغ ہے یَا اَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ اَقْلِعِي الی آخرہ
پہلے ابن مقنع اس کے مقابل کلام کہے اگر اس سے یہ کام ہوسکا تو امید ہے کہ وہ
قرآن کے جواب سے عہدہ برآ ہوجائے گا تمام سامان آسائش کا ابن مقنع کے لیے
تیار کرکے ایک مکان مین اُسے بٹھا دیا ابن مقنع نے چھ ماہ تک برابر محنت کی
اور مسودون کا انبار ہوگیا مگر چند لفظ ایسے نہ بنا سکا جو اس آیت سے مشابہت رکھتے یارون نے
کہا جب اتنی مدت مین ایک آیت کا جواب نہ ہوسکا تو پورے قرآن کا کیسے جواب ہوسکے گا
اور اس ارادے سے باز آئے ہادی کو جب انکا حال معلوم ہوا تو سب کو مروا ڈالا

انیسوان راوندیہ یہ فرقہ منسوب ہے عبداللہ یا حرب بن عبداللہ راوندی کی
طرف جو خلفاے عباسیہ کا ایک نقیب اور داعی تھا مرآۃ الجنان مین لکھا ہے کہ راوند
ایک گانون ہے کاسان کے ضلع مین جو سین مہملہ سے ہے اور یہ کاسان اصفہان کے
اطراف مین واقع ہے اور جو شہر کاشان شین معجمہ سے ہے وہ قم کے علاقے مین ہے
اور راوند نیشاپور کے متصل بھی ایک مقام کا نام ہے روضۃ الصفاے ناصری کی جلد
ششم مین اس فرقہ کا نام **روندیہ** بغیر الف کے لکھا ہے اور ان کے داعی کا نام
عبداللہ روندہ بتایا ہے اور بیان کیا ہے کہ اس عبداللہ کے مزاج مین سہولت
تھی اور یہ برخلاف ابومسلم خراسانی کے کشت و خون نہین کرتا تھا اس لیے راوندیہ
نے عبداللہ سے کہا کہ اس شخص کی کوئی فکر کرنا چاہیے تاکہ مخلوق کو اس کے پنجۂ
ظلم سے نجات حاصل ہو عبداللہ نے ابومسلم کو ایک روز سمجھایا کہ آپ کو یہ خونریزی
زیبا نہین پہلے لوگون کو اپنے مذہب کی طرف دعوت کیجیے جب وہ نہ مانین تو پھر جو
دل مین آئے کیجیے ابومسلم نے کہا کہ جو ہم نے سوچ رکھی ہے اُسکا سرانجام بغیر قتل عام
کے دشوار ہے عبداللہ نے کہا کہ اگر آپ کی یہی راے ہے تو میرے بھی بہت سے متبع
ہین آپ اُن سے بھی کام لیجیے ابومسلم نے کہا کہ اُن کے نام لکھکر میرے پاس بھیجدو
عبداللہ نے اس خیال سے کہ ابومسلم ان لوگون کو عمدہ عمدہ منصب دیگا اُنکی اسم نویسی
کی فرد ابومسلم کے پاس بھیجدی ابومسلم نے عبداللہ سے کہا کہ تم ان سب کو میرے پاس
لے آؤ عبداللہ نے سب کو حاضر کیا ابومسلم نے کہا ہر ایک گروہ علٰحدہ علٰحدہ ٹھہرا دیا جائے
جب سب کا انتظام ہوگیا تو عبداللہ کو قتل کرادیا اور پھر اُسکے متبعون سے گروہ
علٰحدہ علٰحدہ بلواتا اور قتل کراتا ان مین سے جو باقی بچے وہ ابومسلم کی پرستش کرنے لگے
اور کہنے لگے یہ خدا ہے روزی رسان یہی ہے ابومسلم نے اپنی نسبت اُن کا یہ عقیدہ
سنکر بہت سے راوندیہ کو تلاش کرا کے قتل کرا دیا۔ راوندیہ تناسخ کے قائل تھے
چنانچہ تاریخ ابوالفدا و کامل مین لکھا ہے کہ عقیدہ اُنکا یہ ہے کہ آدمؑ کی روح عثمان
بن نہیک مین داخل ہوئی تھی اور روضۃ الصفاے ناصری مین کہا ہے کہ ان

عقیدہ یہ تھا کہ منصور کی روح عثمان بن نہیک کی روح سے متعلق ہو گئی ہے اور کہتے تھے کہ رب ہمارا جو کھانے پینے کو پہونچاتا ہے ابو جعفر منصور ہے جو خلفاے عباسیہ کا دوسرا خلیفہ تھا جبکہ یہ بات اُنھوں نے ظاہر کی اور منصور کو اسکا حال معلوم ہوا تو منصور نے اِن کے دو سو سردار پکڑ کر قید کر دیے اور حکم دیا کہ اِس جماعت کے آدمی باہم نہ ملین اور ایک مقام پر جمع نہ ہون یہ لوگ منصور سے ناراض ہو گئے اور ایک خالی تابوت اُٹھا کر بہت سے راوندیہ اُسکے ساتھ چلے جب جیلخانے کے قریب پہونچے تو اُسکو زمین پر ڈالکر اندر گھس گئے اور اپنے سردارون کو چھوڑا لیا اور شہر کے دروازے بند کر دیے تاکہ سپاہ شہر مین داخل نہ ہو سکے اور منصور کے قتل کے ارادے سے اُسکے قصر کی طرف چلے یہ چھ سو آدمی تھے منصور سے لڑے مگر آخر کار شکست پائی اور مارے گئے یہ واقعہ ۱۴۱ھ مین واقع ہوا تھا اور منصور کا دار الخلافت اُسوقت ایک شہر ہاشمیہ تھا جو نواح کوفہ مین اُسکے بھائی نے آباد کیا تھا۔

بیسوان مسلمیہ مقریزی نے شیعۂ غالیہ کے ضمن مین یہ فرقہ لکھا ہے اور کہا ہے کہ یہ فرقہ راوندیہ مین سے ہے ان کا اعتقاد یہ ہے کہ امامت بعد رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت علیؓ اور امام حسنؓ اور امام حسینؓ و محمد بن حنفیہ مین آئی پھر ابو ہاشم عبداللہ بن محمد بن حنفیہ مین آئی پھر اُن سے منتقل ہو کر علی بن عبداللہ بن عباس مین بطور وصیت کے آئی پھر ابو العباس سفاح مین پھر ابو سلمہ صاحب دولت بنی عباس مین حکایت ہے پرگنۂ کش ضلع ماوراء النہر مین ایک شخص نے اہل مرو سے جو آنکھ سے کانا تھا اور اُسکو ہاشم کہتے تھے یہ دعویٰ کیا کہ اللہ کی روح ابو سلمہ مین منتقل ہو کر آئی پھر ابو سلمہ سے اسکے اندر منتقل ہو گئی ہے یہ دعوت اُس یک چشم کی اُس علاقے مین پھیل گئی تھی اپنے اصحاب سے پردہ کرتا تھا اور اپنے لیے اُسنے ایک مُکھوٹا سونے کا بنایا تھا اسلیے **مقنّع** کہلانے لگا اُسکے یارون نے چاہا کہ اُسکو دیکھین اُن سے وعدہ کیا کہ مین اپنے کو تمھین دکھاؤنگا اگر تم جل نہ جاؤ اور اپنے سامنے ایک آتشی شیشہ جلانے والا رکھا جسپر سورج کی دھوپ پڑتی تھی جب بعض معتقد اُسکے پاس آئے جل گئے باقی لوٹ گئے اور فتنے مین پڑ گئے اور معتقد ہو گئے

اور وہ خدا ہے اسکو آنکھین نہین دیکھ سکتین اپنی جنگ و حرب مین اُسکو اللہ کہہ کر پکارتے تھے (انتہی ترجمۂ کلامہ) یاد رکھو کہ صانع زرگر یعنی سونے کے کام کرنے والے کو کہتے ہین تو مصیغ وہ شخص ہوگا جو سونے کو استعمال کرتا ہو کیونکہ لفظی معنی اسکے سونے سے بنا ہوا ہین میرا خیال یہ ہے کہ لفظ مصیغ لفظ مقنع کی تحریف ہے یہ ہاشم وہی شخص ہے جسنے ماہ نخشب تیار کیا تھا کیونکہ یہ حالات اُسی کے حالات سے ملتے ہوے ہین اور ابو ہاشم بن محمد بن حنفیہ کے حالات تفصیل وار کیسانیہ کے فرقون مین سے ہاشمیہ مین بیان ہونگے۔ نواب محمد صدیق حسن خان باوجودیکہ تقلید کو دین و مذہب مین بُرا جانتے تھے مگر تصنیف و تالیف مین بالکل پرائے کلام کو اپنی کتابون مین بھر دیتے ہین اور یہ تقلید سے بدتر ہے اور پھر پرائے مطالب ہی پر بس نہین کرتے بلکہ اُس کی عبارت کو بھی اپنی عبارت بنا لیتے ہین چنانچہ الخطط والآثار مین جس قدر فرقہاے اسلام کو بیان کیا ہے یہ سب بیان نواب صاحب نے کتاب مذکور سے علیحدہ کر کے اُسکا نام خبیئۃ الاکوان رکھدیا ہے اور اسکے ترجمہ کا نام کشف الغمہ عن افتراق الامۃ اگر نواب صاحب اس تقلید مین کسی قدر بھی تحقیق سے کام لیتے تو اُن کو ضرور کتب تواریخ سے اِس بات کا پتہ چلتا کہ یہ مصیغ وہی مقنع ہے جس کے حالات کتب تواریخ مین مذکور ہین اور ابو سلمہ ایک سردار کا نام ہے جو سفاح کے اشارے اور ابو مسلم کی راے سے مرار بن انس کے ہاتھ سے مارا گیا تھا یہ شخص وزیر آل محمد کے لقب سے موسوم کیا جاتا تھا اور ابو مسلم خراسانی امیر آل محمد کے لقب سے مشہور تھا ابو مسلم کو منصور عباسی نے مروا ڈالا تھا۔

اکیسوان حلاجیہ شیخ ابن بابویہ اپنے رسالۂ اعتقادیہ مین کہتے ہین کہ غلاۃ مین ایک فرقہ حلاجیہ بھی ہے جن کا اعتقاد یہ ہے کہ خداے تعالیٰ بندون پر بسبب عبادت کے تجلی فرماتا ہے پھر باوجود اسکے دین انکا ترک نماز و روزہ و جملہ فرائض ہے اور دعویٰ کرتے ہین کہ ہم خداے تعالیٰ کا اسم اعظم جانتے ہین اور کہتے ہین کہ خداے تعالیٰ بندون مین حلول کرتا ہے اور انکا یہ بھی زعم ہے کہ خداے تعالیٰ کا ولی جبکہ مخلص

کامل ہوا اور اپنے دین کو بچانے تو وہ انبیا سے افضل ہے اور اس رسالے کی شرح سے معلوم ہوتا ہے کہ حسین بن منصور حلاج کے ملعونوں سے جدا ہیں جن کا شمار صوفیان اہل سنت میں ہے۔

فرقہ کیسانیہ

واضح ہو کہ کیسانیہ منسوب ہیں کیسان کی طرف کہ حسب تحقیق صاحب صحاح وقاموس وغیرہ اہل لغت نام ہے مختار بن عبید ثقفی کا جو واسطے بدلہ لینے حسین علیہ السلام کے کھڑا ہوا تھا منتہی المقال فی احوال الرجال میں کئی کتابوں سے نقل کیا ہے کہ اصبغ بن بنانہ سے مروی ہے کہ ایک بار میں نے مختار کو حضرت علیؑ کی گود میں بیٹھے دیکھا اور آپ اسکے سر پر ہاتھ پھیر پھیر کر فرماتے تھے یا کیس یا کیس اور تعلیقہ میں بھی اسی طرح ہے اور کیس جید کے وزن پر زیرک کے معنے میں ہے اور کشی نے مختار کے ذکر میں لکھا ہے کہ اسکا لقب کیسان اس لیے مقرر ہوا کہ اسکے ایک افسر ابو عمرہ یہ نام تھا پھر مختار کو بھی اس افسر کی وجہ سے کیسان کہنے لگے مگر ارباب تواریخ کی پیدا ہے کہ کیسان حضرت علی بن ابی طالب کا غلام تھا۔ ملل ونحل شہرستانی میں بھی ایسا ہی لکھا ہے اور تحفۂ اثنا عشریہ میں ذکر کیا ہے کہ سبط اکبر حسن مجتبیٰ کے ایک غلام کا نام کیسان تھا اُسی نے مختار کو حضرت امام حسینؑ کے خون کا بدلہ لینے کو آمادہ کیا تھا اس لیے مختار بھی کیسان مشہور ہو گیا۔

کیسان حضرت علی کی وفات کے بعد محمد بن حنفیہ کی رفاقت میں رہا اور علوم غریبہ اُن سے حاصل کیے غنیۃ الطالبین میں بیان ہے کہ کیسانیہ ان چار شخصوں کی امامت کے قائل ہیں حضرت علیؑ امام حسنؑ امام حسینؑ محمد بن حنفیہ مگر اس فن کی کتب سے عموماً فرقہائے کیسانیہ کے خیالات ترتیب ائمہ کے بارے میں ایسے نہیں ثابت ہوئے اور صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ کیسانیہ کے نزدیک اللہ پر تکلیف واجب ہے اور الخطط والآثار میں آیا ہے کہ کیسانیہ بدا کے جواز کے اللہ پر قائل ہیں اور انکا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ کی بعض مرادیں واقع نہیں ہو سکتیں اور شیطان اور کافروں کی

واضح ہو جاتی ہیں طرفہ یہ ہے کہ کیسانیہ جن لوگوں کو امام بتاتے تھے وہ اس دعوے سے انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ لوگ ہم پر افترا کرتے ہیں کیسانیہ اسکے جواب میں کہتے تھے کہ یہ انکار ہمارے ائمہ کا بوجہ خوف جان کے ہے دشمنوں کے ڈر سے تقیہ کرتے ہیں کیونکہ ابھی مروانیہ مدینے کے حاکم ہیں اُن کی طرف سے اندیشہ ایذا کا ہے بعد اسکے مذہب تشیع میں تقیہ کی رائے نے بہت رواج پا لیا۔ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ کیسانیہ کو حرماقیہ کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں اس وجہ سے کہ ابو مسلم کا لقب حرماق تھا جو ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کا داعی تھا چونکہ بعض کیسانیہ کا یہ عقیدہ تھا کہ ابو ہاشم بن محمد بن حنفیہ کے بعد انکی وصیت سے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کو امامت پہونچی بعد ازاں ان کے بیٹے ابراہیم امام کو اس لیے ابراہیم کے ایک داعی کی طرف منسوب کر کے حرماقیہ کہنے لگے۔ کئی فرقے ہیں ان میں قدر مشترک محمد بن حنفیہ کی امامت کا قائل ہونا ہے۔ یہ محمد حضرت علی کے بیٹے تھے ابن حنفیہ اس وجہ سے کہلاتے ہیں کہ اُن کی ماں ایک عورت بنیۂ فام خولہ بنت جعفر نام قوم بنی حنیفہ سے تھی ابن خلدون مغربی نے لکھا ہے کہ جب امام حسن نے مصلحتاً زمام حکومت معاویہ کے سپرد کر دی تو شیعہ نے اسوقت امام حسینؑ کو بلایا انھوں نے آنے سے انکار تو شیعہ محمد بن حنفیہ کے پاس گئے اور در پردہ انکے ہاتھ پر اس شرط سے بیعت کی کہ جب موقع ہو خلافت ضرور حاصل کرنا محمد بن حنفیہ نے ہر ہر شہر پر اپنی طرف سے ایک شخص کو مقرر کیا جو در پردہ ان کی خلافت کی لوگوں کو ترغیب دیتا تھا ایک مدت تک شیعہ اسی حالت پر رہے اور معاویہ اس کی روک تھام کرتے جاتے تھے کسی کو نظر سیاست ملکی شہر بدر کر دیتے تھے اور جب کوئی اسکا سرغنہ گرفتار کر لیا جاتا تھا تو اسکا قلع وقمع بھی کر دیتے تھے لیکن ساتھ ہی اسکے معاویہ اہل بیت کے راضی رکھنے کی کوشش کرتے اور اُن دعوے تقدم واستحقاق سے چشم پوشی کر جاتے تھے اور ان میں سے بھی کوئی شخص اُن کے منھ نہ آتا تھا۔ نصف رجب سنہ ۶۰ھ میں معاویہ انتقال کر گئے بعد انکے چودھویں ربیع الاول سنہ ۶۴ھ کو

ان کے بیٹے یزید کا انتقال ہوا اسکے مرتے ہی بلا جد و جہد اہل حجاز و یمن و عراق
و خراسان نے عبداللہ بن زبیر کی بیعت کر لی صرف ملک شام و مصر والے ان کی
بیعت سے باہر تھے۔ عبداللہ بن زبیر نے محمد بن حنفیہ سے بیعت کرنے کو کہا تھا
مگر انھون نے انکار کر دیا عبداللہ بن زبیر نے عبداللہ بن ہانی کندی کو آپ کے
پاس بھیجا اسنے سختی کی و درشتی سے پیش آیا لیکن محمد بن حنفیہ برابر صبر و تحمل سے
کام لیتے رہے مجبور ہو کر چھوڑ دیا مگر جب ہوا خواہان علی بن ابی طالب نے کھلم کھلا
محمد بن حنفیہ کی دعوت دینی شروع کی تو عبداللہ بن زبیر نے اس خوف سے کہ
مبادا محمد بن حنفیہ کے بیعت نکرنے سے لوگ برہم ہو جائین بجبر بیعت لینے کا قصد کیا
اور اس غرض کے حاصل کرنے کے لیے مقام زمزم مین اُن کو قید کر دیا اور ایک مدت
مقرر کر دی کہ اگر اس عرصے مین بیعت نکرو گے تو قتل کر ڈالے جاؤ گے انھون نے
مختار کو یہ واقعات لکھ بھیجے جو کوفے مین محمد بن حنفیہ کی امامت کا داعی تھا اور اہل کوفہ
نے اسکی اطاعت کر لی تھی مختار نے اس خط کو لوگون کے روبرو پڑھا سبکے آنسو
بھر آئے ان مین سے چند امرا کو تین سو سوارون کے ساتھ مکے کی طرف روانہ کیا
جنھون نے زمزم پہونچ کر محبس کا دروازہ توڑ کر محمد بن حنفیہ کو نکالا صرف دو دن
مدت مقررہ کے باقی رہ گئے تھے عبداللہ بن زبیر سے جنگ کرنے کی اجازت طلب کی
اُنھون نے فرمایا مین حرم مین جنگ کرنا جائز نہین سمجھتا بعد اس کے بقیہ
لشکر آگیا اس سے ابن زبیر خائف ہو گئے محمد بن حنفیہ نکل کر شعب علی مین
چلے گئے رفتہ رفتہ آپ کے پاس چار ہزار آدمی جمع ہو گئے جب مختار مارا گیا اور عبداللہ
بن زبیر کے قدم حکومت کے زینے پر جم گئے تو محمد بن حنفیہ سے پھر بیعت کرنے کو کہا
آپ نے خائف ہو کر اس واقعہ سے عبدالملک بن مروان کو مطلع کیا اُس نے لکھ بھیجا
کہ آپ شام چلے آئیے جب تک لوگون کا کسی پر اجماع نہو اسوقت تک نہایت عزت
و احترام سے میرے پاس رہئے مین آپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤنگا چنانچہ
وہ مع اپنے ہمراہیون کے روانہ ہوے راستے مین عبدالملک کی بد عہدی سے ڈر کر

شام کر دیا تھوڑے دنون مین جب ان کے معتقدین کا دائرہ وسیع ہو گیا
عبدالملک نے بیعت کرنے کو کہلا بھیجا یہ ایلہ سے مکے کی طرف لوٹے اور شعب ابی طالب
مین پھر مقیم ہو گئے پھر عبداللہ بن زبیر نے یہان سے نکالا تو طائف کی طرف
گئے اور عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد عبدالملک کے ہاتھ پر بیعت کر لی
سال کی عمر پائی [illegible] ہجری مین انتقال کیا فرقہ کیسانیہ کی تفصیل یون ہے
کیسانیہ جو منسوب ہین کیسان مذکور کی طرف یہ شخص حضرت امام حسینؑ کی
شہادت کے بعد بہت سے مسلمانون کو موافق کرکے واسطے بدلہ لینے امام حسینؑ کے
کھڑا ہوا تھا مگر دشمنون پر کامیاب نہوا آخر کار مارا گیا یہ کیسان اور اس کے معتقد
امام حسن علیہ السلام کی امامت کے منکر تھے انکا یہ عقیدہ تھا کہ امام بعد جناب امیر
محمد بن حنفیہ ہین اس لیے کہ جناب امیر نے جنگ جمل و صفین مین نشان انھین کے
ہاتھ مین دیا تھا اور امام حسینؑ نے صلح کے باب مین بھائی کی پیروی کی تو وہ بھی
امامت کے لائق اسکے نہ رہے تھے اس فرقے کا ظہور ۶۶ھ ہجری مین ہوا تھا۔
دوسرے **مختاریہ** یہ لوگ مختار بن ابو عبید بن مسعود ثقفی کے متبع ہین جس کو
بعد قتل کیسان کے اُسکے پیروون نے رئیس بنایا تھا یزید کے مرنے سے چھ مہینے
بعد نصف رمضان کو یہ شخص وارد کوفہ ہوا اور لوگون کو خون حسینؑ کے معاوضہ
کے لیے ابھارنے لگا لوگون نے کہا کہ ہمنے محض اسی کام کے انجام دینے کو سلیمان
بن صرد خزاعی کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور وہ بالفعل اسکو مصلحت نہین سمجھتا ہے
مختار نے کہا کہ سلیمان ایک پست ہمت آدمی ہے وہ لڑائی جھگڑے سے جی
چراتا ہے مجھے مہدی محمد بن حنفیہ نے اپنا وزیر وامین مقرر کرکے بھیجا ہے تم لوگ
میرے ہاتھ پر بیعت کرو اور خون حسین مظلوم کا معاوضہ ان کے قاتلون سے لو
ایک گروہ کثیر ہوا خواہان امیر المؤمنین علی کا اسکی طرف مائل ہو گیا عبداللہ
بن یزید انصاری نے جو عبداللہ بن زبیر کی طرف سے کوفے کا گورنر تھا مختار کو
گرفتار کرکے قید کر دیا بعد اسکے عبداللہ بن عمر کی سفارش سے بادنیٰ شرط رہا کیا گیا

کہ آئندہ وہ بغاوت نکرے گا اور نہ ان لوگون کے خلاف خروج کرے گا اور اگر
ان شرائط کی پابندی نہ کرے تو ایک ہزار قربانی خانہ کعبہ مین اسکو کرنی ہوگی جب
یہ رہا ہوا تو پھر ہوا خواہان حسینؑ بن علی اس کے پاس آنے جانے لگے پھر چند لوگ
کوفے سے محمد بن حنفیہ کے پاس مختار کا حال دریافت کرنے کو گئے آپ نے فرمایا
ہان مین نے خون حسینؑ کا معاوضہ لینے پر مامور کیا ہے جب یہ لوگ واپس ہوکر کوفے
مین آئے اور لوگون سے محمد بن حنفیہ کا بیان کہا تو مختار کی طرف لوگون کا رجحان
بڑھ گیا سنہ ۶۶ھ مین مختار نے خون حسینؑ کا معاوضہ لینے کی منادی کرادی اور قصر امارت
کوفہ پر قبضہ کر لیا صبح ہوئی لوگ مسجد مین جمع ہوئے مختار نے کھڑے ہوکر خطبہ دیا اور
لوگون کو محمد بن حنفیہ کی بیعت کی طرف بلایا شرفائے کوفہ نے کتاب و سنت اور
اہل بیت کی ہمدردی پر بیعت کی۔ بعد اسکے مختار نے اطراف و جوانب پر فوج کشی
کرنے کے لیے چند لوا بنائے اور سردارون کو مرحمت کرکے روانہ کیا عبیداللہ بن
زیاد موصل مین تھا اُس کی فوجون سے اور مختار کے لشکر سے جنگ ہونے لگی اور
شامی ہزیمت پانے لگے پھر بعض وجوہ سے شرفائے کوفہ مختار کی مخالفت پر تل گئے
جن کے سرگروہ شبث بن ربعی۔ محمد بن اشعث عبدالرحمن بن سعد بن قیس۔ شمر بن
ذی الجوشن۔ کعب بن ابی کعب خثعمی۔ عبدالرحمن بن مخنف ازدی وغیرہ تھے
اور یہ سب مسلح ہوکے مختار کے پاس گئے کہ تمنے ہمکو معزول کیا کیونکہ محمد بن حنفیہ نے تجھکو مامور نہین کیا یہ مختار
ابراہیم بن اشتر کو بلوا کر ان پر حملہ کرا دیا خونریز لڑائی کے بعد انکو شکست ہوئی ان کے ہمراہی نہایت ابتری سے
بھاگ کھڑے ہوئے پانسو آدمی ایک مقام سے گرفتار کرکے لائے گئے ان مین سے نصف آدمیون کو جو شہادت
حسینؑ بن علیؓ مین شریک تھے قتل کرڈالا اور باقی کو رہا کردیا شمر بن ذی الجوشن کی مختار کے ایک غلام سے
لڑائی ہوئی سات سو آدمی کے مارے جانے پر لڑائی کا خاتمہ ہوا جسمین آخر اہل یمن تھے اور شمر کو قتل کرکے
لاش کتون کے آگے ڈلوا دی اس واقعہ کے بعد شرفائے کوفہ خوف زدہ ہوکر بصرے کی جانب نکل کھڑے
ہوے اور مختار قاتلین حسینؑ بن علیؓ کو چن چن کر قتل کرنے لگا عبیداللہ بن اسید جہنی مالک بن بشیر کندی حمل
بن مالک محاربی کو قادسیہ سے گرفتار کرکے قتل کیا بعد ازان زیاد بن مالک ضبعی عمران بن خالد قشیری عبدالرحمن

ابن ابی حشکارہ بجلی۔ عبداللہ بن قیس خولانی جنھون نے واقعۂ کربلا مین حسینؑ
بن علی کا اسباب لوٹا تھا پابزنجیر حاضر کیے گئے مختار نے اِن سبھون کے قتل کا
حکم دیا پھر عبداللہ یا عبدالرحمن بن طلحہ۔ عبداللہ بن وہب ہمدانی (اعشی کا
چچازاد بھائی) پیش کیے گئے اور اسی وقت قتل کرڈالے گئے۔ اور عثمان بن خالد
جہنی۔ ابو اسماء بشر بن سمیط قابسی (جنھون نے عبدالرحمن بن عقیل کو شہید کیا اور
ان کا اسباب لیا تھا) قتل کرکے آگ مین جلا دیے گئے۔ خولی بن یزید اصبحی جسنے
امام علیہ السلام کا سر اُتارا تھا خوف جان سے چھپ گیا ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے
لوگ پہونچ گئے اور اسکا سر کاٹ کر مختار کے پاس لائے مختار نے اُس کو جلوا دیا۔
ان لوگون کے قتل ہونے کے بعد عمرو بن سعد بن ابی وقاص کے قتل کا حکم صادر
ہوا اگرچہ اپنے عبداللہ بن ابی جعدہ کی معرفت مختار سے امن حاصل کرلیا تھا لیکن
ابو عمرہ جب حکم مختار اسکا سر کاٹ لایا اتفاق یہ کہ مختار کے پاس اُسوقت اس کا بیٹا
حفص بیٹھا ہوا تھا دریافت کیا تم اسکو پہچانتے ہو جواب دیا ہان لیکن اسکے بعد
زندگی کا مزہ نہین ہے مختار نے اسکے بھی قتل کا حکم دیکر کہا وہ (یعنی عمرو بن سعد)
عوض خون حسینؑ تھا اور یہ (یعنی حفص بن عمرو) علی اصغر بن حسینؑ کے خون کا بدلہ
ہے اور ان دونون کے سر محمد بن حنفیہ کے پاس بھیجدیے اور یہ لکھا کہ قاتلین حسینؑ
بن علیؓ مین سے جن لوگون پر میرا قابو چل گیا تھا اُن کو تو مین نے قتل کرڈالا ہے
اور باقی لوگون کی گرفتاری اور قتل کی فکر مین ہون عمرو بن سعد کے بعد حکیم بن
طفیل طائی بھی پیش کیا گیا جس نے امام حسینؑ پر تیر چلایا تھا۔ اور عباس کا اسباب
لیا تھا عدی بن حاتم نے حاضر ہوکر سفارش کی لیکن ابن کامل نے اس سے
پیشتر بخیال سفارش عدی بن حاتم اُسکو قتل کرڈالا تھا۔ پھر مرہ بن منقذ بن عبدالقیس
قاتل علی اصغر بن حسینؑ کی گرفتاری کا حکم صادر ہوا لوگون نے پہونچکر اس کے
گھر کا محاصرہ کرلیا مرہ گھر سے گھوڑے پر سوار ہوکر نکلا اور نیزہ بازی کے جوہر دکھاتا ہوا
مصعب بن زبیر کے پاس بھاگ کر چلا گیا لیکن اس غلفشار مین ایک ہاتھ بیکار ہوگیا

پھر زید بن رقاد جنانی کی گرفتاری جاری ہوئی چاروں طرف سے سپاہیوں نے
گھیر لیا چونکہ اسنے عبداللہ بن مسلم بن عقیل کو تیر سے شہید کیا تھا ابن کامل نے
اسپر تیر و سنگ سپاہیوں نے تیر مارتے مارتے گرا دیا اور زندہ گرفتار کرکے جلادیا سنان
بن انس بھی جس نے حسین بن علیؑ کو تیر مار کر زمین پر گرا دیا تھا اور بقول بعض
تن شریف سے سر مبارک بھی اسی نے جدا کرکے خولی کے حوالے کیا تھا بعد
بھاگ گیا مختار نے اسکا گھر منہدم کرادیا بعدہ عمرو بن صبیح صدائی کے گرفتار کرانے
سپاہیوں کو متعین کیا مشکیں بندھی ہوئی پیش کیا گیا مختار نے حکم دیا اسکو برچھی
سے مار ڈالو محمد بن اشعث قادسیہ کے قریب ایک قریہ میں تھا انکی گرفتاری کا
محمد بن اشعث یہ سنکر مصعب بن زبیر کے پاس بھاگ گیا مختار نے اسکے مکان کو گروا
اور بقیہ لوگوں کی گرفتاری کا حکم دیا جو شریک واقعہ کربلا اور قتل امام حسینؑ سے
متہم تھے یہ لوگ اس خبر سے مطلع ہوکر مصعب بن زبیر کے پاس چلے گئے اور مختار نے
اُن کے مکانات منہدم کرادیے۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ مختار کو قاتلین حسینؑ سے قصاص لینے کا خیال اس وقت
پیدا ہوا تھا کہ یزید بن شراحیل انصاری ایک مرتبہ محمد بن حنفیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے
محمد بن حنفیہ نے برسبیل تذکرہ فرمایا مختار کا یہ خیال ہے اور وہ اس امر کا مدعی ہے
کہ وہ ہمارا ہوا خواہ ہے حالانکہ اس کے پاس قاتلین حسینؑ کرسیوں پر بیٹھے ہوئے گپ
مارا کرتے ہیں مختار کے کان تک یہ خبر پہونچی تو اسنے قاتلین حسینؑ کی قتل کی قسم کھالی
اور اسی وقت سے انکو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کرانے لگا۔

جس وقت مختار کو آخر ۶۶ھ میں مہم کوفہ سے فراغت حاصل ہوگئی تو اس نے ابراہیم
بن اشتر کو جنگ عبیداللہ بن زیاد کے لیے روانہ کیا اور اپنے نامی نامی مصاحبین اور
ناموروں شہسواروں جنگ آوروں کو مع اس کرسی کے اسکے ہمراہ کردیا جس سے
وہ مدد طلب کرتا تھا یہ ایک کرسی سونے سے منڈھی ہوئی تھی اپنے گروہ والوں سے
اسنے کہہ رکھا تھا کہ جیسا بنی اسرائیل میں تابوت سکینہ تھا ویسا ہی تم میں یہ کرسی ہے

کیا جاتا ہے کہ یہ کرسی امیرالمومنین علی بن ابی طالب کی تھی جسکو مختار نے
طفیل بن جعدہ بن ہبیرہ سے لیا تھا جو ام ہانی بنت ابی طالب یعنی ہمشیرہ علی
بن ابی طالب کا بیٹا تھا بعض کہتے ہیں کہ یہ کرسی طفیل ایک روغن فروش کی دوکان
سے اٹھا لایا تھا امیرالمومنین کی نہ تھی ابراہیم بن اشتر کوفے سے روانہ ہوکر عراق
کی سرحد طے کرتا ہوا سر زمین موصل میں پہونچا جسپر ابن زیاد نے اس سے پیشتر قبضہ کرلیا
تھا لڑائی ہوئی میدان ابراہیم کے ہاتھ رہا اور ابن زیاد کی فوج شکست کھا گئی
ابن زیاد مارا گیا سر کاٹ کر نعش کو جلا دیا گیا اس واقعہ میں شرحبیل بن ذی الکلاع
بھی مارا گیا جو سرداران شام کا سپہ سالار تھا۔ مفتاح النجا میں لکھا ہے کہ واقعہ
میں ملک شام کے ستر ہزار آدمی کام آئے مختار نے تین ہزار آدمیوں کا ایک
لشکر بظاہر ابن زبیر کی اعانت کے نام سے مدینے کی طرف روانہ کیا مگر ابن زبیر کے
خیالات مختار کی طرف سے بدل گئے تھے اس لیے اس فوج کو راستے میں برباد کرادیا
اس واقعہ سے مختار کو ابن حنفیہ اور ابن زبیر کے لڑا دینے کا موقع مل گیا فوراً ایک
عقیدت آمیز خط لکھ بھیجا جس کا یہ مضمون تھا میں نے ایک لشکر آپ کی فرمانبرداری
اور دشمنان اہل بیت کے ذلیل کرنے کو روانہ کیا تھا ابن زبیر نے ان کے ساتھ یہ
برتاؤ کیے ہیں اگر آپ اجازت دیجیے تو میں ایک لشکر مدینے کی طرف روانہ کروں بشرطیکہ
آپ بھی اپنی طرف سے ایک آدمی بھیج دیجیے تاکہ لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ میں آپ کا
مطیع ہوں محمد بن حنفیہ نے جواب لکھا میں تمہارا قصد تمہاری حق شناسی کو جانتا ہوں
میرے نزدیک محبوب ترین امر یہ ہے کہ اللہ تعالی کی اطاعت سے باہر قدم نہ رکھا جائے
پس تم حتی الامکان اللہ تعالی کی اطاعت کرتے رہو اور مسلمانوں کی خونریزی سے
محترز رہو اگر میرا قصد لڑائی کا ہوتا تو میرے پاس لوگ بہت جلد مجتمع ہوجاتے میرے
معین و مددگار بکثرت ہیں لیکن میں نے ان کو معزول کر رکھا ہے اور میں صبر و شکر
کرتا ہوں تا آنکہ اللہ جل شانہ کوئی حکم صادر فرمائے اور وہی خیر الحاکمین ہے۔
شرفائے کوفہ جنھوں نے مختار کے خوف سے جلاوطنی اختیار کرلی تھی رفتہ رفتہ مصعب برادر

عبداللہ بن زبیر والی بصرہ سے آملے جو امام حسینؑ کے داماد اور بی بی سکینہ دختر امام
کے شوہر تھے شبث بن ربعی واغوثاہ واغوثاہ چلاتا ہوا بعدہ محمد بن اشعث آیا
مختار پر حملہ کرنے کی تحریک کی مصعب نے مہلب بن ابی صفرہ کو جو عبداللہ بن زبیر کی
طرف سے فارس کا گورنر تھا بلا بھیجا وہ ایک عظیم الشان لشکر اور ضرورت سے زیادہ مال
واسباب لیکر بصرہ میں داخل ہوا مختار کو مصعب کی چڑھائی کی خبر لگی تو اُس نے اپنے
ہمراہیون کو لڑائی کی ترغیب دیکر ایک چھوٹا سا لشکر احمر بن شمیط کے ساتھ روانہ کیا
مقام مذار مین فریقین نے صف آرائی کی مہلب نے ایسے سخت سخت حملے کیے کہ مختار
کی سپاہ وسردارون کو شکست فاش ہوئی مصعب نے عباد کو حکم دیدیا کہ جس قدر لوگ
قید کیے جائین قتل کرڈالے جائین محمد بن اشعث نے سواران اہل کوفہ کو لیکر منہزم
گروہ کا تعاقب کیا جس کو پایا قتل کرڈالا مصعب نے فتحیابی کے بعد کوفہ کا رخ کیا جب
مختار کو اسکی اطلاع ہوئی کہ ابن شمیط کو سخت ہزیمت ہوئی اور اُسکے تقریبًا کل ہمراہی
معرکۂ جنگ مین کام آگئے اور یہ کہ مصعب برابر بڑھتے چلے آتے ہین تو وہ بقصد مقابلہ
کوفے سے نکلا مختار نے حرورا مین قیام کردیا اس عرصے مین مہلب بھی آپہونچے اور
لڑائی شروع ہوئی تمام رات لڑائی ہوتی رہی چارون طرف ایک شور قیامت برپا تھا
صبح ہونے سے تھوڑا پہلے مختار کے ہمراہی آنکھین بچا بچا کر علیحدہ ہونے لگے مختار یہ
رنگ دیکھکر قصر امارت مین جا چھپا مصعب نے قصر امارت کا محاصرہ کرکے رسد وغلہ بند کردیا
اور یہانتک انتظام کیا کہ مختار اور اُسکے ہمراہیون کا شدت تشنگی سے حال ابتر ہوچلا
پانی مین شہد ملا کر پینے لگے جب اس سے بھی سیری نہ ہوئی تو مختار نے اپنے ہمراہیون سے
امن حاصل کرنے کو کہا کسی نے کچھ خیال نہ کیا تب مختار نے بالون مین تیل ڈالا عطر
لگایا اور تقریبًا بیس آدمیون کو جن مین سائب بن مالک اشعری بھی تھا لیکر قصر امارت
سے نکل کھڑا ہوا سائب ملامت کرنے لگا مختار نے کہا تف ہو تجھپر اے احمق مین نے
دیکھا کہ ابن زبیر نے حجاز پر قبضہ کرلیا اور نجدہ نے یمامہ پر اور ابن مروان نے شام پر
اور مین بھی انھین لوگون کی طرح تھا لیکن مین جبکہ عرب اس سے غافل ہوگیا تھا

اہلبیت کے خون کا بدلہ لینے کا طالب ہوگیا اگر تیری یہ نیت نہو تو اپنے بازو پر لڑ سائب
خاموش ہوگیا اور مختار آگے بڑھا لڑائی ہونے لگی بالآخر طرفہ و طراف پسران
عبداللہ بن دجاجہ حنیفی کے ہاتھ اسکی زندگی کا خاتمہ ہوگیا۔ مختار کے مارے جانے
کے بعد اہل قصر نے مصعب کے پاس پیام بھیجا اور مصعب کے کہنے سے دروازہ کھولدیا
مہلب نے ان کے قتل کرنے سے منع کیا مگر شرفاے کوفہ نے اس سے اختلاف کیا پس
مصعب نے باتفاق راے ان لوگون کے سب کو قتل کرادیا بعد اس کے مصعب کے حکم
سے مختار بن ابی عبید ثقفی کی ہتھیلیان کاٹ کر دروازۂ مسجد پر لٹکادی گئین جن کو
حجاج نے اپنے زمانۂ حکومت مین اُتروایا۔
جلد دوم عقد الفرید مطبوعۂ مصر کے صفحۂ ۳۱۹ مین مرقوم ہے کہ مختار جس وقت قاتلین
حسینؑ اور شرفا کو نیست ونابود کرچکا تو اسنے اور صلحاے امت کے استیصال کی فکر کی
لوگون پر اسکا قصد اور خبث نفس ظاہر ہوگیا اس نے نبوت کا بھی دعوی کیا تھا کہتا تھا
میرے پاس جبرئیل مین وحی لیکر آتے ہین اور طبقات دول اسلام مین ذہبی کہتے ہین
مختار کہتا تھا مجھے علم غیب ہے اور اللہ پاک کے بیے دو ہاتھ ثابت کرتا تھا اور نزل الابرار
مین لکھا ہے کہ مختار کہتا تھا اللہ تعالی نے مجھ مین حلول کیا ہے۔
ترمذی نے عبداللہ بن عمر سے جو روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہی فی ثقیف
کذاب ومبیر یعنی قوم بنی ثقیف مین ایک جھوٹا اور ایک مفسد وبلا کو ہوگا اسی طرح
ابو نوفل معاویہ بن مسلم تابعی سے مسلم نے جو روایت کی ہے کہ جب حجاج نے عبداللہ
بن زبیر کو سولی دی تو اسما اُن کی والدہ نے کہا کہ آنحضرت نے ہم سے بیان کیا تھا
ان فی ثقیف کذابا ومبیرا سو علما کذاب کو اسی مختار پر اور مبیر کو حجاج بن یوسف پر
حمل کرتے ہین۔ مختار اگرچہ صاحب علم وفضل تھا مگر صحابی نہ تھا ہان اسکا باپ جلیل القدر
صحابیون مین سے تھا اور اول اول مختار اہل بیت سے نہایت دشمنی رکھتا تھا
یہانتک کہ اُن کی عداوت مین مشہور تھا اور بعد از شہادت امام حسینؑ اظہار محبت کیا
اور یہ سب واسطے طلب دنیا اور طلب امارت کے تھا چنانچہ ملل ونحل مین شہرستانی

کہتا ہے کہ مختار پہلے خارجی تھا پھر زبیری بنا پھر شیعی اور کیسانی ہو گیا قصہ مختصر
مختار اور اُس کے متبعین جناب امیر کے بعد بلا فاصلہ محمد بن حنفیہ کو امام اور مہدی
جانتے تھے اور بعض نے لکھا ہے کہ مختاریہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی امامت کے بھی
مقر تھے اور کہتے تھے کہ امام حسینؑ کے بعد کار امامت محمد بن حنفیہ سے متعلق ہو گیا
مختاریہ وہی لوگ تھے جنھیں کیسانیہ کہتے تھے مختار نے اُنکا نام مختاریہ مقرر کر دیا
جبکہ مختار مارا گیا اور لوگ اُس کے افعال واقوال پر نکتہ چینی کرنے لگے تو مختاریہ نے
دو بارہ اپنے کو کیسانیہ مشہور کر دیا۔

جب محمد بن حنفیہ نے انتقال کیا تو کیسانیہ امامت میں مختلف ہو گئے بعض نے کہا
ابو ہاشم عبد اللہ بن محمد بن حنفیہ کی طرف امامت منتقل ہو گئی۔ تاریخ فرشتہ میں
جہانکشا سے نقل کیا کہ کیسانیہ کی رائے وعقیدہ یہ ہے کہ اسمٰعیل بن جعفر صادق اپنے
باپ کے بعد زندہ تھے اور وہ اپنے باپ کے بعد امام تھے نہ موسیٰ کاظم اور اسمٰعیل کے
اُن کے بیٹے محمد کو امامت پہونچی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر میں کچھ کیسانیہ
اسماعیلیہ بھی ہو گئے تھے۔

تیسرے کربیبیہ ابو کریب ضریر کے اصحاب ہیں یہ لوگ حضرت علی مرتضیٰ کے بعد محمد بن حنفیہ
کو امام جانتے ہیں اسلئے کہ انھوں نے نشان لشکر بصرہ میں انکو دیا تھا اس امر کو محمد بن
حنفیہ کی امامت پر نص مانتے ہیں اور انکا زعم یہ ہو کہ محمد بن حنفیہ زندہ ہیں مرے نہیں
مدینے کے پاس کوہ رضوی کے ایک درے میں اپنے چالیس اصحاب کے ساتھ مخفی ہیں اور اُن کے
پاس دو چشمے قدرت سے شہد و پانی کے جاری ہو گئے ہیں امام منتظر و مہدی موعود وہی ہیں
ظہور کرینگے تو سارا عالم عدل سے بھر جائے گا کثیر شاعر کہ انکا ایک شیعہ ہے کہتا ہے

الا ان الائمة من قریش	ولاة الامر اربعة سواء
یعنی خبردار ہو کہ امام قریش میں سے چاہیے	اور حاکم دین اسلام کے چار ہیں پورے برابر
فسبط سبط ایمان وبر	وسبط غیبته کربلاء
یعنی ان میں سے ایک حضرت حسنؑ ہیں [illegible]	اور دوسرے حضرت حسینؑ ہیں جنکو کربلا نے غائب کیا

وسبط لا یذوق الموت حتی	یقود الخیل یقدمه اللواء
یعنی حنفیہ ہیں جو نہیں مرینگے یہانتک کہ	سردار ہونگے لشکر کے انکے آگے آگے جھنڈا ہوگا
تغیب فلا یری فیهم زمانا	برضوی عنده عسل وماء
[illegible]	کوہ رضوی میں انکے پاس شہد و پانی کے چشمے ہونگے

[illegible] کہتے ہیں کہ یہ شعر اسمٰعیل بن محمد حمیری کے ہیں جسکا لقب سید ہے کہ وہ پہلے کیسانی
تھا پھر اس عقیدے کو ترک کرکے دین جعفر میں آگیا اور ایک قصیدہ اپنی توبہ اور
[illegible] کے باب میں لکھا جسکا ایک شعر یہ ہے ؎

تجعفرت باسم الله والله اکبر	وایقنت ان الله یعفو ویغفر

[illegible] لوگ اکثر جمعہ کی راتوں کو اس پہاڑ میں جمع ہو کر عبادت کیا کرتے تھے۔
[illegible] میں سے پہلے جو شخص صاحب الزمان کے مخفی ہونے کا قائل ہوا ہے وہ یہی
ابو کریب ہے کہ کہتا تھا امام دشمنوں کے خوف سے چھپ گئے ہیں پھر ایک مدت
کے بعد ظاہر ہونگے اور زمین کو عدل سے بھر دینگے اور یہ بات پھر شیعوں میں خوب
[illegible] ہو گئی اور جو امام جن شیعوں کی مرضی کے موافق تھا وہ اُسی کو صاحب الزمان
[illegible] دشمنوں کے خوف سے انکے غائب ہو جانے کے قائل ہو گئے۔

چوتھے اسحاقیہ یہ لوگ اسحاق بن عمر کی طرف منسوب ہیں یہ محمد بن حنفیہ کی موت
کے قائل ہیں اور انکا عقیدہ یہ تھا کہ امامت نے محمد بن حنفیہ کی وفات کے بعد
اُن کے بیٹے ابو ہاشم عبد اللہ کی طرف انتقال کیا ابو ہاشم کے بعد انکی اولاد میں امامت
منتقل جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہر ایک باپ اپنے بیٹے کے لئے وصیت کرتا گیا تھا
مستفاد از تحفہ اثنا عشری۔

پانچویں ہاشمیہ شہرستانی نے ملل ونحل میں کہا ہے کہ جو لوگ محمد بن حنفیہ کے
بعد امامت کو اُن کے بیٹے ابو ہاشم میں مانتے ہیں انکا نام ہاشمیہ ہے انکا اعتقاد یہ ہے
کہ ابو ہاشم عبد اللہ کو محمد بن حنفیہ سے اسرار علوم پہونچے تھے اور انکو نفسوں پر آفاق
کے مطابق کرنے کے طریقے اور تنزیل کی تاویل اور ظاہر کو باطن سے ملانے کے

حالات معلوم ہوسے تھے ان کے نزدیک ہر ظاہر کے لئے باطن ہے اور ہر شخص کے لئے
روح ہے اور ہر تنزیل کے لئے تاویل ہے اور جو مثال اِس عالم مین موجود ہے
اُسکے لئے اُس عالم مین حقیقت موجود ہے اور جسقدر حکمتین اور اسرار آفاق مین منتشر
ہین وہ سب ایک شخص انسانی مین موجود ہین اور وہ وہ علم ہے جو علی علیہ السّلام نے
اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ کو بتلایا تھا اور اُنھون نے وہ اسرار اپنے بیٹے ابو ہاشم کو سکھائے
اور جس شخص مین یہ تمام مجتمع ہو وہ امام برحق ہے اور بعد انتقال ابو ہاشم کے
ہاشمیہ مین اختلاف پیدا ہو کر پانچ فرقے ہو گئے **ایک** فرقہ کہتا ہے کہ ابو ہاشم جب
ملک شام مین سلیمان بن عبدالملک کے پاس گئے اور اُسنے اُنکو دودھ مین زہر دلوایا
اور یہ قریب المرگ ہو گئے تو حمیمہ (بضم حاے حطی) کو کہ ارض شراط (بہ شین معجمہ)
ضلع بلقا ملک شام مین ایک مقام کا نام ہے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس
کے پاس چلے گئے امامت کے لیے اُن کے حق مین وصیت کی تھی اور اس گھرانے مین
امامت ابوالعباس سفاح تک جاری رہی یہ لوگ کہتے ہین کہ خاندان عباس خلافت
کے لئے اور سب سے زیادہ مستحق ہے کیونکہ نسب مین رسول علیہ السّلام کے ساتھ
اتصال رکھتے ہین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو عباس رضی اللہ عنہ
وراثت کے لئے اولے تھے **دوسرے** فرقے نے کہا کہ ابو ہاشم کے بعد امامت اُنکے
بھتیجے حسن بن علی بن محمد بن حنفیہ کو پہونچی **تیسرے** فرقے نے کہا کہ ابو ہاشم نے
اپنے بھائی علی بن محمد بن حنفیہ کے لیے وصیت کی تھی انکی راے یہ ہے کہ امامت
محمد بن حنفیہ کے گھرانے سے غیر لوگون کی طرف نہین آئی **چوتھے** فرقے نے
یہ کہا کہ ابو ہاشم نے عبداللہ بن حرب کندی کے لیے امامت کی وصیت کی تھی
اور امامت بنی ہاشم سے نکلکر عبداللہ کو پہونچی **پانچوین** وہ لوگ ہین جنھون نے
عبداللہ بن حرب کندی مین بد دیانتی اور کذب وخباثت پاکر اُس سے قطع تعلق
کیا اور کہنے لگے کہ عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب امام ہین۔
اصحاب عبداللہ بن معاویہ اور اصحاب محمد بن علی کے درمیان معاملہ امامت مین

اختلاف ہے ہر ایک دعویٰ کرتا ہے کہ ابو ہاشم نے ہمارے مقتدا کے حق مین
وصیت کی تھی آب ہم دونون عبداللہ اور محمد بن علی کے فرقون کے حالات
علٰحدہ علٰحدہ بیان کرتے ہین۔
ساتوان حربیہ جو کندیہ کے لقب سے بھی ملقب ہین یہ لوگ عبداللہ
بن حرب کندی کے پیرو ہین جو ہاشمیہ مین سے ایک سرگروہ تھا اور ابو ہاشم
بن محمد بن حنفیہ کے بعد عبداللہ بن حرب کو امام جانتے ہین کہتے ہین کہ اُسکی
امامت کے لیے ابو ہاشم نے وصیت کردی تھی اور ابو ہاشم کی
روح نے عبداللہ مین حلول کیا ہے یہ عبداللہ صاحب علم و دیانت نہ تھا
اس کا یہ مذہب ہے کہ روحین ایک شخص سے دوسرے شخص مین تناسخ
کرتی ہین اور روح کو ثواب و عذاب اِسی تناسخ اور تبدیل ابدان کے
ذریعہ سے ہوتا ہے اور دعویٰ کرتا تھا کہ حضرت عیسٰی کی روح نے مجھ مین
حلول کیا ہے اور الوہیت اور نبوت کا مدعی تھا اور کہتا تھا مجھے علم غیب
ہے اُس کے شیعہ اُس کی عبادت کرتے تھے اور قیامت کا انکار کرتے
تھے کہتے تھے کہ تناسخ دنیا مین ہوتا ہے اور ثواب و عذاب انھین
اشخاص مین ہوتا رہتا ہے اور قرآن مین جو آیا ہے لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ
یعنی جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے اُنپر گناہ نہین جو پہلے کھا چکے
جب آگے ڈرے اور ایمان لائے اور نیک کام کئے پھر ڈرے اور ایمان
لائے پھر ڈرے اور نیکی کی اور اللہ دوست رکھتا ہے نیکی کرنے والون کو
اس آیت مین عبداللہ یون تاویل کرتا تھا کہ جو شخص امام تک پہونچ گیا
اور اُسے پہچان لیا اُس سے تمام شرعی احکام اور حرج ساقط ہو جاتے ہین
جو کچھ چاہے کھائے اُسپر کوئی گناہ نہین وہ کامل ہوا اور مقصد اعلیٰ کو پہونچ گیا ہے

شہرستانی کہتا ہے کہ اس گمراہی سے مذہب خرمیہ اور مزدکیہ عراق میں پیدا ہوا
جب عبداللہ نے خراسان میں انتقال کیا تو اُسکے بعض اصحاب کہنے لگے وہ ابھی
مرا ہے زندہ ہے رجوع کرے گا اور کچھ لوگ کہنے لگے کہ مر گیا اُسکی روح نے اسحاق
بن زید بن حارث انصاری میں حلول کیا ہے یہ لوگ حارثیہ کہلاتے ہے
حارثیہ کہتے ہیں کہ آرام سے زندگی بسر کرنا چاہیے کسی پر کوئی تکلیف نہیں اُنھوں
تمام محرمات کو مباح قرار دیدیا ہے۔

ساتوین طیاریہ عمدۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ طیاریہ عبداللہ بن معاویہ
عبداللہ بن جعفر طیار کی طرف منسوب ہیں شفاے قاضی عیاض میں اس کی
طیارہ بھی لکھا ہے انکا عقیدہ یہ تھا کہ ابو ہاشم بن محمد حنفیہ نے عبداللہ بن معاویہ

بن عبداللہ بن جعفر طیار بن ابی طالب کے لیے امامت کی وصیت کر دی تھی
جب ابو ہاشم کے عبداللہ امام ہیں ان عبداللہ کی بیعت خلافت کوفے میں
کی تھی لیکن عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کے غالب ہو جانے سے مداین
چلے گئے اور ان کے پیچھے پیچھے اکثر اہل کوفہ وغیرہ شیعان علی بھی چلے آئے تھے
اُنھوں نے جبال کا رُخ کیا اور اُس پر قبضہ حاصل کر کے حلوان قومس اصفہان
اور [illegible] پر بھی قابض اور متصرف ہو گئے اور اصفہان میں قیام کر دیا۔ جب یزید بن
عمر بن ہبیرہ والی عراق ہو کے آیا تو اُسنے عبداللہ بن معاویہ کو ہزیمت دی عبداللہ
بن معاویہ نے خراسان میں جا کے دم لیا۔ منجملہ اُن لوگوں کے جو عبداللہ بن
معاویہ کے ہمراہیوں میں سے گرفتار کیے گئے تھے عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن
عباس بھی تھے حرث بن قطن ہلالی کی سفارش سے وہ رہا ہو گئے رہائی کے
بعد اُنھوں نے عبداللہ بن معاویہ کے معائب بیان کیے اور اُن کے ہمراہیوں کو
خلاف وضع فطرت افعال کرنے سے متہم کیا آخر کار عبداللہ بن معاویہ نے بامید
امداد ابو مسلم خراسان کا راستہ اختیار کیا جسکے حکم سے ابو نصر مالک بن ہیثم خزاعی
والی ہرات نے اُن کو مار ڈالا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو باوجودیکہ ابو مسلم
لوگوں کو حمایت آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت دیتا تھا ابو نصر
مالک نے عبداللہ بن معاویہ سے نسب دریافت کیا تھا تو اُنھوں نے بتایا مالک نے
کہا عبداللہ و جعفر کو تو میں جانتا ہوں لیکن معاویہ کو میں نہیں جانتا کہ ان
لوگوں میں سے کسی کا نام رہا ہو عبداللہ بن معاویہ نے جواب دیا میرے دادا
عبداللہ بن جعفر جن دنوں شام میں معاویہ کے پاس تھے میرے باپ پیدا ہوے
معاویہ نے ایک لاکھ درم اس تقریب سعید میں بھیجے مگر شرط یہ کی کہ مولود کو
میرے نام سے موسوم کرو مالک بولا چونکہ تم لوگوں نے اسماے خبیثہ کو نہایت ذلیل
و کم قیمت پر خرید کیا ہے لہذا تمھارا کوئی حق ہم پر نہیں۔

آٹھوین حشاشیہ کتاب دوم ناسخ التواریخ کی جلد سوم کے صفحہ ۹۰ میں لکھا ہے

کر جماعت کیسانیہ میں سے ایک فرقہ کو حسانیہ کہتے ہیں یہ حسان سراج کے اصحاب
ان کا قول یہ ہے کہ امام چار ہیں امیر المؤمنین علی اور امام حسنؑ اور امام حسینؑ
امام ہیں اور چوتھے محمد بن حنفیہ ہیں۔

نوین عباسیہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہاشم بن محمد حنفیہ کے بعد امامت حضرت
علی بن ابی طالب کے گھرانے سے نکل گئی اور اولاد عباس عم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے متعلق ہو گئی اس سے پیشتر ہم بیان کر آئے ہیں کہ جبکہ ابو ہاشم عبد اللہ
بن محمد بن حنفیہ سلیمان بن عبد الملک کے پاس سے شام سے آتے ہوئے حمیمہ
(مضافات بلقار) میں محمد بن عبد اللہ بن عباس کے پاس ٹھہرے اور وہیں جان بحق تسلیم
کی تو بوقت وفات خلافت اسلامی حاصل کرنے کی وصیت کر گئے چونکہ اس سے پیشتر
ابو ہاشم نے شیعوں کو جو عراق اور خراسان میں تھے اس امر سے مطلع کر دیا تھا کہ
عنقریب امامت و خلافت **محمد بن علی** کی اولاد میں منتقل ہونے والی ہے اس وجہ
سے ابو ہاشم کی وفات کے بعد انکے ہوا خواہوں نے محمد بن علی کی خدمت میں حاضر
ہو کے خفیہ طور سے اُن کی بیعت کر لی اور انھوں نے بھی عہد حکومت عمر بن عبد العزیز
میں اپنے دعاۃ کو اطراف و جوانب ممالک اسلامیہ کی جانب بھیجدیا از انجملہ میسرہ
عراق کی جانب محمد بن خنیس۔ ابو عکرمۃ السراج (یعنی ابو محمد صادق) اور حیان عطار
(ابراہیم بن سلمہ کا ماموں) خراسان کی جانب بھیجے گئے چنانچہ یہ لوگ خراسان
پہونچ کے درپردہ لوگوں کو خلافت عباسیہ کی ترغیب دینے لگے اہل خراسان نے
عام طور سے بطیب خاطر ان کی دعوت قبول کر لی بعد چند دنوں کے محمد بن خنیس
وغیرہ ان لوگوں کے خطوط لیکر میسرہ کے پاس آئے جنھوں نے ان کی دعوت
قبول کی تھی اور میسرہ نے ان خطوط کو محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس کے پاس
بھیجدیا اس کے بعد ابو محمد صادق نے محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس کے
لیے بارہ نقیب منتخب کئے دعاۃ بنی عباس **نقبا** کہلاتے ہیں جنکے یہ اسما تھے
سلیمان بن کثیر خزاعی۔ لاہز بن قریظ تمیمی۔ قحطبہ بن شبیب طائی۔

ابو علی بن کعب تمیمی۔ خالد بن ابراہیم۔ قاسم بن مجاشع تمیمی۔ ابو النجم عمران بن اسماعیل
(ابو معیط کا آزاد غلام) مالک بن ہیثم خزاعی۔ طلحہ بن زریق خزاعی۔ ابو حمزہ بن عمرو
بن اعین (خزاعہ کا آزاد غلام) ابو علی شبل بن طہمان ہروی (بنو حنیفہ کا آزاد
غلام) عیسی بن اعین۔ اور ان کے بعد ستر آدمیوں کو دعوت دینے کے لئے انتخاب کیا
محمد بن علی نے ایک ہدایت آموز خط ان لوگوں کو لکھ کے مرحمت کیا تاکہ اسکے مطابق
لوگوں کو دعوت دیں اور عمل درآمد کریں ایک مدت تک یہی معمول رہا بعد ازاں
سنہ [illegible] ہجری زمانہ گورنری سعید خذینہ و عہد خلافت یزید بن عبد الملک میں میسرہ
نے اپنے ایلچیوں کو عراق سے خراسان کی طرف روانہ کیا اتفاق سے یہ راز طشت از بام
ہو گیا سعید خذینہ نے میسرہ کے ایلچیوں کو گرفتار کرا لیا عند الاستفسار ایلچیوں نے اپنے
کو سوداگر ظاہر کیا ربیعہ اور یمن کے چند لوگوں نے انکی فعل ضامنی کر لی رہا کر دئے گئے
سنہ [illegible] میں محمد بن علی کا بیٹا عبد اللہ سفاح پیدا ہوا اسی زمانے میں ابو محمد صادق
دعاۃ خراسان کے ایک گروہ کو لئے ہوئے محمد بن علی سے ملنے کو آ گیا محمد بن علی نے
عبد اللہ سفاح کو باہر نکال کے ابو محمد صادق وغیرہ کو دکھلا کے کہا کہ اسکے ہاتھ پاؤں
چومو یہی تمھارا سردار ہو گا اسی کے ہاتھ سے یہ کام انجام پذیر ہو گا اس وقت عبد اللہ
سفاح کی عمر پندرہ دن کی تھی۔ پھر اس دعوت میں بکیر بن ماہان بھی سندھ سے
آ کے شریک ہو گیا یہ جنید کے ساتھ سندھ میں تھا جب جنید معزول کیا گیا تو بکیر
کوفہ میں چلا آیا ابو عکرمہ ابو محمد صادق محمد بن خنیس اور عمار عبادی (ولید ازرق کے
ماموں) سے ملاقات ہوئی ان لوگوں نے بنو ہاشم کی خلافت کی دعوت کا تذکرہ کیا
بکیر نے بطیب خاطر منظور کر لیا یہ واقعہ اواخر [illegible] کا ہے بعد ایکے [illegible] زمانہ گورنری اسد قسری و عہد خلافت
ہشام میں بکیر نے (ابو عکرمہ۔ ابو محمد صادق محمد بن خنیس عمار عبادی اور زیاد) کو مع چند
دیگر شیعوں کے خراسان کی طرف خلافت عباسیہ قائم کرنے کی ترغیب دینے کو
روانہ کیا کسی نے اسد قسری تک یہ خبر پہونچا دی اسد نے جن جن کو ان میں سے پایا
ان کے ہاتھ کٹوائے صلیب دیدی عمار بھاگ کے بکیر کے پاس چلا آیا بعض کا بیان ہے

کہ پہلا جو شخص محمد بن علی کی جانب سے وارد خراسان ہوا وہ ابو محمد زیاد (ہمدان کا آزاد غلام) تھا اسکو سنہ ۱۰۹ھ زمانہ گورنری اسد وعہد خلافت ہشام مین محمد بن علی نے روانہ کیا تھا اور یہ ہدایت کی تھی کہ یمن مین قیام کرنا مضر سے بہ نرمی و ملاطفت پیش آنا اور غالب نیشاپوری سے جو کہ بنو فاطمہ کا ہوا خواہ ہے احتراز کرنا پس زیاد نے سردی کا موسم مرو مین بسر کیا شیعان علی اُسکے پاس آتے جاتے رہے اتفاق سے اسد کو اسکی اطلاع ہوگئی فوراً زیاد کو گرفتار کرا کے مع اور دس آدمیون کے جو کہ کوفے کے رہنے والے تھے قتل کرڈالا۔ اسکے بعد خراسان مین کوفے کا ایک شخص کثیر نامی آیا اور ابو نجم کے مکان پر مقیم ہوا اور ایک برس تک دعوت دیتا رہا اسد بن عبداللہ نے سنہ ۱۱۷ھ اپنے دوبارہ گورنری کے زمانے مین سلیمان بن کثیر۔ مالک بن ہیثم۔ موسیٰ بن کعب اور لاہز بن قریظہ کو گرفتار کرا کے تین تین سو کوڑے پٹوا کے قید کردیا سنہ ۱۱۸ھ کے شروع ہوتے ہی بکیر نے عمار بن زید کو ہوا خواہان بنو عباس کا سردار بنا کے خراسان کی جانب روانہ کیا مرو مین پہونچ کے اسنے اپنے کو خراش کے نام سے موسوم کیا جب لوگ اسکے مطیع ہوچلے تو خرمیہ کی تعلیم دینے لگا۔ عورتون کو مباح کردیا صوم وصلوۃ اور حج کی تاویل کرکے کہنے لگا کہ صوم کے معنے یہ ہین کہ ذکر امام کا روزہ رکھو اور اُسکا نام کبھی بھولکر بھی زبان پر نہ لاؤ اور صلوۃ کے معنے یہ ہین کہ اُسکے لیے دعا کرو حج یہ ہے کہ اسکی طرف قصد کرو خراش ایک نصرانی کوفے مین تھا مالک بن ہیثم اور حریش بن سلیم نے اس کی باتون پر عمل کیا۔ اسد کو اسکی اطلاع ہوئی تو اسنے عمار بن زید یعنی مصنوعی خراش کو گرفتار کرا کے صلیب دیدی محمد بن علی تک یہ خبر پہونچی تو اُنھون نے اہل خراسان سے خط وکتابت بند کردی اس لیے کہ ان لوگون نے خراش کی تقلید کرلی تھی سنہ ۱۲۰ھ مین اہل خراسان کی طرف سے سلیمان بن کثیر حالات عرض کرنے اور عفو تقصیر کرانے کی غرض سے محمد بن علی کی خدمت مین حاضر ہوا آپ نے ایک خط اہل خراسان کے نام لکھکر اُس کے حوالے کیا جسمین سوا بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اور کچھ نہ تھا اہل خراسان یہ دیکھ کے بہت رنجیدہ ہوئے

اور اُنھون نے یہ سمجھ لیا کہ خراش کے کرتوتون کی بدولت امام وقت ہم سے ناراض ہوگئے۔ سلیمان کی واپسی کے بعد محمد بن علی نے بکیر بن ماہان کو ایک خط دیکے روانہ کیا جس مین خراش کی مذمت اور بدزبانیان تھین اہل خراسان نے باور نکیا مجبور ہو کے محمد بن علی کے پاس چلا آیا تب اُنھون نے چند عصا مرحمت فرما کے دوبارہ بھیجا بعض پر لوہا بعض پر تانبا لگا ہوا تھا بکیر نے سبھون کو مجتمع کرکے ہر ایک کو ایک عصا دیا ہوا خواہان دولت عباسیہ کو اس سے یقین ہوگیا اپنے کیے پر پشیمان ہوئے توبہ کی سنہ ۱۲۴ھ کا جون ہی دور شروع ہوا محمد بن علی داعی اجل کو لبیک کہکے راہی ملک جاودانی ہوئے مرتے وقت اپنے لڑکے **ابراہیم** کو اپنا جانشین بنا کے اور دعاۃ کو اُن کی تقلید کی وصیت کر گئے اسی وجہ سے ہوا خواہان دولت عباسیہ انکو **امام** کہا کرتے تھے بکیر بن ماہان محمد بن علی کی خبر موت اور امام ابراہیم کی ہدایتین ودعا لے کے خراسان کی طرف روانہ ہوا مرو مین پہونچ کے قیام کردیا شیعان علی ونقبا مجتمع کرکے امام ابراہیم کی ہدایتین سنائین سبھون نے بسر وچشم قبول ومنظور کیا اور جو کچھ ان لوگون کے پاس زر نقد جمع ہوگیا تھا سب کا سب بکیر کے حوالے کردیا جس کو بکیر نے ابراہیم کی خدمت مین لاکے پیش کردیا ان واقعات کے بعد اسی سنہ ۱۲۸ھ مین ابراہیم امام نے اپنی طرف سے اُن لوگون کے پاس جو خراسان مین دعوت دیتے تھے ابو مسلم کو سند ولایت عنایت کرکے روانہ کیا تاکہ لوگون مین اُن کے احکام قائم رکھے اور اُن کی ہدایات کو جاری کرے۔

خلفائے عباسیہ کی سلطنت کا بانی یہی ابو مسلم ہے اسی کی بدولت عباسی خلافت کی سلسلہ جنبانی جو ایک مدت سے ہو رہی تھی مروان حمار کے عہد مین قوت پکڑ گئی اور اس شخص نے تمام ملک مین سازشون کا جال پھیلا دیا اور مروانی حکومت کی جڑ ہلا دی امام ابراہیم نے ابو مسلم کے پاس دو رایت بھیجے جن مین سے ایک کا نام ظل تھا اور دوسرے کا نام السحاب تھا لڑائی مین یہ اپنے ہم خیالون کو سیاہ کپڑے پہناتے تھے اور علمون کے پھریرے سیاہ رکھتے تھے پھر بنی عباس نے

اپنے علم کے پھریرے کا رنگ سیاہ رکھا اسی وجہ سے انکو مسودہ کہنے لگے تھے اس
لفظ مین میم مضموم اور سین مہملہ مفتوح اور واو مشدد مکسور اور دال مفتوح ہے انتہا یہ تھی
کہ ان علمون کو اپنے ممبرون پر بھی نصب کرتے تھے اور عباسیون سے سیاہ لباس پہننا
اختیار کیا اور یہ رسم ابو جعفر منصور عباسیون کے دوسرے خلیفہ کے وقت سے جاری ہوا
ایک بار ابو مسلم اور سلیمان بن کثیر خزاعی کو قریہ سفیدنج مین عید الفطر کا دن آگیا
سلیمان نے نماز پڑھائی لشکر گاہ مین ممبر تھا اسپر چڑھ کے خطبہ دیا خطبے کے پہلے
نماز بلا اذان واقامت پڑھی اور پہلی رکعت مین چھ تکبیرین کہین دوسری مین پانچ
برعکس اسکے کہ بنی امیہ کرتے تھے کہ انکا دستور تھا کہ خطبہ نماز کے قبل پڑھتے اور نماز
کو اذان واقامت کے ساتھ ادا کرتے تھے پہلی رکعت مین چار تکبیرین کہتے تھے اور
دوسری مین تین اور یہ کل وہ امور تھے کہ امام ابراہیم اور انکے باپ نے اسکی
ہدایت کی تھی۔ ایک بار امام ابراہیم کا ایک خط جو ابو مسلم کے خط کے جواب مین تھا
مروان کے اہلکارون کے ہاتھ پڑ گیا لکھا تھا موقع اور قابو ملجانے سے اگر تم نے نصر
کرمانی کا خاتمہ نکر دیا تو سخت نالائقی کی بات ہے اور دیکھو خبردار خراسان پر متصرف
ہونے کے بعد خراسان مین کسی عربی زبان بولنے والے کو باقی نرکھنا مروان اس خط
پڑھ کے سخت برہم ہوا اور اپنے عامل کو جو بلقا مین تھا لکھ بھیجا کہ حمیمہ جا کے ابراہیم بن
محمد کو پا بزنجیر میرے پاس بھیجدو چنانچہ عامل بلقا نے ایسا ہی کیا اور مروان نے
ابراہیم کو حران مین قید کر دیا چنانچہ انکا وہین انتقال بھی ہوا امام ابراہیم نے
خود ہی اپنی موت کی خبر اپنے اہل بیت کو دی تھی اور ان لوگون کو کوفے
چلے جانے کی ہدایت اور اپنے بھائی ابو العباس **سفاح** کے لیے جسکا نام عبداللہ
ہے امامت کی وصیت کی تھی پس ابو العباس مع اہل بیت اور بھائیون اور
برادرزادون اور چچون وغیرہ کے ماہ صفر مین کوفہ کو چلا گیا ابو سلمہ خلال وزیر
آل محمد اور شیعان علی کوفے کے باہر حمام اعین تک استقبال کو آئے ابو سلمہ نے
ان لوگون کو ولید بن سعد بنو ہاشم کے آزاد غلام کے مکان پر ٹھہرایا اور کل سپہ سالار

شیعان علی سے اس راز کو چالیس راتون تک مخفی رکھا ابو سلمہ نے جیسا کہ خیال
کیا جاتا ہے اس امر کی کوشش کی تھی کہ زمام خلافت آل ابی طالب کے سپرد
کی جائے لیکن شیعون مین سے ابو جہم نے مخالفت کرکے سمجھایا کہ ابھی اسکا وقت
نہین ہے عجلت نکرو ۱۲ ربیع الاول ۱۳۲ھ کو جمعہ کے دن لشکریان وہوا خواہان
دولت عباسیہ مسلح ہو کے خالی سواریان لیے ہوے ابو العباس کی خدمت مین
حاضر ہوے اور انکو مع اہل بیت کے سوار کرا کے دار الامارت مین لے گئے
پھر ابو العباس دار الامارت سے نکل کے مسجد مین آیا اور خطبہ دیا نماز با جماعت
پڑھی حاضرین نے بطیب خاطر بیعت کی بیعت لینے کے بعد دوبارہ ممبر کے اوپر کے
زینے پر چڑھ گیا اور خطبہ دیا جس مین اپنے کو مستحق خلافت اور وارث ہونا بیان کیا تھا اور
لوگون کے وظائف بڑھا دے ابو العباس تپ و اعضا شکنی مین مبتلا تھا تکلیف سے
بیٹھ گیا اسکا چچا داؤد اٹھا اور ممبر کے اوپر کے زینہ پر چڑھ کے بنو امیہ کی مذمت بیان
کرتے ہوئے لوگون کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلعم کی اتباع کی ہدایت کی اور
یہ بھی بیان کیا کہ کوفہ انکا دار الامارت ہے جانشے وہ لوگ کبھی علحدہ نہونگے اور
یہ کہ اس ممبر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی خلیفہ سوائے امیر المؤمنین
علی بن ابی طالب اور امیر المؤمنین عبداللہ بن محمد کے نہین چڑھا اس فقرے کے
کہتے وقت سفاح کی طرف اشارہ کیا تھا اور یہ خلافت و حکومت ہمارے ہی خاندان
مین رہیگی یہانتک کہ ہم اسکو عیسی بن مریم کے سپرد کر دینگے حالانکہ جب سفاح نے
بنی امیہ سے لڑائی شروع کی تھی اور انکا ملک لینے کا ارادہ کیا تھا تو اس وقت
اسکے ظاہر حال سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ اہل بیت پر جو جو ظلم بنی امیہ نے کیے ہین
انکا بدلہ لینا چاہتا ہے اور پھر سلطنت علویین کو دلوانے کا قصد رکھتا ہے رات کے
وقت ابو العباس دار الامارت سے نکل کے ابو سلمہ کے لشکر مین گیا اور اسکے ساتھ اسکے
خیمے مین مقیم ہوا مگر دونون کے درمیان ایک پردہ حائل تھا۔ کوفہ مین بیعت عامہ
لینے کے بعد سفاح نے کوفہ اور سرزمین کوفہ کی نیابت اپنے چچا داؤد کو دی اور

امدادی فوجین بلاد مختلف کی طرف روانہ کین ۱۳۳ھ مین مروان بن محمد مارا گیا
مروان کو مروان حمار بھی کہا کرتے تھے اس وجہ سے کہ مواقع جنگ پر نہایت برد
وتحمل اور دلیری سے کام لیتا تھا اور اسکے مخالفین اسکو جعدی کے لقب سے یاد
کیا کرتے تھے کیونکہ اسنے جعد بن درہم سے مذہب کی تعلیم پائی تھی اور وہ خلق قرآن
قائل اور زندقہ کی طرف مائل تھا اُسکو خالد قسری نے ہشام کے حکم سے قتل کیا
بنو عباس نے کامیابی حاصل کرکے بنو امیہ کے قتل پر کمرین باندھ لین بچے بچے
ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کرنے لگے ایکبار عبداللہ بن علی مع اسی یا نوے نفوس
بنی امیہ کے نہر ابی فطرس کے کنارے ایک دسترخوان پر بیٹھا ہوا کھانا کھا رہا
اتفاقاً شبل بن عبداللہ (بنو ہاشم کا آزاد وغلام) آگیا بنو امیہ کو اس عزت واحترام
دیکھ کے فی البدیہہ یہ شعر پڑھے جن مین ہاشمیون کا بدلہ بنو امیہ سے لینے کی ترغیب
تھی ان اشعار کے سننے سے عبداللہ بن علی کی آنکھین غصے سے سرخ ہوگئین خادمون
کو حکم دیا کہ ان جان باختہ بدبختون کو مار مار کر فرش کردو خادمون نے ایسا ہی کیا
جب وہ سب کے سب بدحواس ہوکے زمین پر لنبے لنبے لیٹ گئے تو انکے اوپر دسترخوان
بچھا کے دوبارہ کھانا چنا گیا عبداللہ بن علی مع اپنے اور ہمراہیون کے کھانا کھانے لگا
اور ان زخمیون کے کراہنے کی آواز برابر آرہی تھی یہانتک کہ مر گئے بعض نے کہا
کہ یہ واقعہ سفاح کے سامنے گذرا ہے اس واقعہ کے بعد بنی امیہ کے ایک ایک گروہ قتل
کرکے لاشون کو راستون مین پھکوا دیا جنکو مدتون کتے کھاتے رہے بنی امیہ کی
قبرین کھدوائی گئین جن مین راکھ کے مشابہ چیز کے سوا کچھ نہ نکلا معاویہ بن ابی سفیان
کی قبر مین ایک موہوم خط سا نکلا عبدالملک کی قبر سے ایک کھوپڑی برآمد ہوئی
کسی کسی قبر مین بعض بعض اعضا بھی ملے مگر ہشام بن عبدالملک کا لاشہ جیون کا تیون
نکلا صرف ناک کی اونچائی جاتی رہی تھی نعش پر کوڑے لگوا کے صلیب پر چڑھایا
پھر اُسکو جلا کے راکھ کو ہوا مین اُڑا دیا۔ اس عام خونریزی سے بنو امیہ کا کوئی متنفس
جانبر نہوا سوائے شیرخوار بچون اور ان لوگون کے جو اندلس کی طرف بھاگ گئے

ان واقعات کے بعد بنو امیہ کے بعض ہوا خواہون اور سپہ سالارون نے سفاح پر
خروج کیا اور انھون نے سفید کپڑے پہنے اور سفید ہی رایات دھریرے نصب کیے
جو شعار عباسیہ کے خلاف تھا اسلیے ان کو کتب تواریخ عربی مین مبیضہ اور کتب فارسی
مین **سفید جامگان** اور کتب اردو مین **سفید پوشان** کے لقب سے یاد
کرتے ہین۔ غرضکہ ذی الحجہ ۱۳۶ھ مین اپنی حکومت سے چار برس آٹھ مہینے کے بعد
ابو العباس سفاح انتقال کرگیا اپنی موت سے پہلے اپنے بھائی **ابوجعفر منصور**
دوانقی کی خلافت کے لئے وصیت کی تھی فرقہ عباسیہ صرف منصور عباسی ہی تک
اس خاندان مین امامت کا قائل ہے مگر جتنے علوی فرقے تھے وہ اس بات کا
انکار ہی کرتے رہے کہ خلافت کا حق کسی طرح بنی عباس یا کسی اور کو نہین پہونچ سکتا
انکا یہ قول تھا کہ ہرگز ابو ہاشم محمد بن حنفیہ تک خلافت نہین پہونچی نہ تو وصیت کے
ذریعہ سے نہ کسی اور طریقے سے جس زمانے مین کہ سفاح نے اپنے خلیفہ ہونے پر
عوام الناس سے بیعت لی اسوقت تک اسلامی لشکر کو یہی خیال تھا کہ پسند عظیم
علویون ہی کا حق ہے اور وہ مرتبۂ غلو جو نصیریون کو ہے اس سے اجتناب کرتے تھے
اس سبب سے جہان سفاح نے یہ ارادہ کیا کہ اپنی سلطنت کی جڑون کو مضبوط کرون
اور اپنی شوکت شاہانہ کو قوی کرون تاکہ کسی طرح میرے بعد امام مہدی تک یہ حق
سلطنت میری اولاد کے سوا کسی اور کو نہ ملے وہان اُسکے بھائی ابوجعفر منصور نے
خلیفہ بنتے ہی یہ ارادہ کرلیا کہ جہانتک ہوسکے علویون کو تباہ وذلیل کردون ایسا نہو
کو میری سلطنت مین مزاحمت کرین۔

فرقۂ اسماعیلیہ

انکا اعتقاد ہے کہ امام بعد وفات جعفر صادق کے اُن کے پسر کلان حضرت اسماعیل
ہین جو اسماعیل الاعرج کرکے معروف ہین اسواسطے کہ امام جعفر نے اُن کی امامت کے
لیے کہدیا تھا کہ ان ہذا الامر فی الاکبر ما لم یکن بہ عاہۃ اور سب اولاد امام جعفر
مین وہ نجیب بھی ہین اسلیے کہ اُن کی ماں جنکا نام فاطمہ ہے حسن بن حسن بن علی

بن ابی طالب کی بیٹی ہین تاریخ فرشتہ مین خواجہ عطاء اللہ ملک جوینی کی جہانکشا سے نقل کیا ہے کہ امام جعفر صادق نے اپنے بڑے بیٹے حضرت اسماعیل کو ولی عہد بنایا تھا جب انھون نے شراب پی لی تو اُن کو معزول کرکے حضرت موسی کاظم کو ولی عہد بنایا لیکن روایت صحیح یہ ہے کہ حضرت اسماعیل جنکی کنیت ابو محمد ہے امام کے سامنے عریض مین کہ مدینے مین ایک وادی ہے جہان اہل مدینہ کے اونٹ چرتے ہین مر گئے تھے اور وہان سے اُن کی لاش مدینے مین لائی گئی اور ۱۳۳ھ مین بقیع الغرقد مین جو مدینے کا ایک قبرستان ہے مدفون ہوئے تھے اور والد اُن کے بیس برس تک زندہ رہے کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ مین مذکور ہے کہ اسماعیل امام جعفر صادق کی ساری اولاد مین بڑے تھے اور اُن کے ساتھ امام موصوف کو بیحد محبت تھی اسلئے اکثر شیعہ کو یہ خیال تھا کہ بعد باپ کے یہی امام ہونگے کیونکہ سب اولاد مین یہ بڑے بھی تھے اور باپ کو انسے محبت بھی زیادہ تھی اور ان کی تکریم بھی کرتے تھے مگر جب وہ اپنے باپ کی حیات مین مقام عریض مین انتقال کر کے بقیع مین مدفون ہوگئے تو ان شیعہ نے اُن کی امامت کے خیال کو دل سے دور کر دیا مگر بعض ایسے شیعہ جن کو امام جعفر صادق سے کچھ خصوصیت نہ تھی اور نہ اُنکے راوی تھے بلکہ دور دور از مقامات پر رہا کرتے تھے اُن کو یہی گمان رہا کہ اسماعیل ابھی زندہ ہین۔ جب امام جعفر نے انتقال کیا تو شیعہ کے تین گروہ ہوگئے **ایک** گروہ نے امام موسی کاظم کی امامت کو مان لیا دوسرے نے جان لیا کہ حضرت اسمٰعیل زندہ نہین ضرور مر گئے ہین مگر اُن کے فرزند محمد امام ہین اسلیے کہ امامت اُن کے باپ مین تھی اور بیٹا بمقابلے بھائی کے زیادہ حقدار ہے **تیسرا** گروہ حضرت اسماعیل کی حیات کا مقر رہا پس یہ پچھلے دونون فرقے **اسماعیلیہ** کہلاتے ہین اور پہلا فرقہ امامیہ مین شمار پاتا ہے۔ اسماعیلیہ کہتے ہین کہ امامت اسماعیل کی اولاد مین

کی امت تک ہی رہیگی یہ اسماعیلیہ بھی امام کے بعد موت کے دنیا مین لوٹ آنے کے قائل ہین۔ انکا قول ہے کہ ایک جزو الٰہی نے ائمہ مین حلول کیا ہے حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے بعد ائمہ بطریق وجوب مستحق امامت ہین جس طرح آدم علیہ السلام سجود ملائکہ کے مستحق تھے یہی عقیدہ فاطمیین کا بلاد مصر مین تھا اور اسماعیلیہ کا دعوی ہے کہ اللہ تعالی قادر و مختار نہین ہے وہ جب کسی چیز کو پسند کرتا ہے تو وہ اسکے بے اختیار موجود ہو جاتی ہے جیسے سورج کے شعاع بے اختیار نکلنے لگتی ہے اور نہ اللہ تعالی صاحب ارادہ ہے بلکہ جو کچھ اُس سے صادر ہوتا ہے وہ اُسکی ذات کو لازم ہے جیسے آگ کو گرمی اور آفتاب کو روشنی اور اسماعیلیہ کے نزدیک ائمہ مین عصمت کا ہونا شرط ہے یہی مذہب امامیہ کا ہے اور اسماعیلیہ کے نزدیک امام مقرر کرنا اللہ پر واجب ہوا اور اس وجوب کے ثبوت پر عقل دلالت کرتی ہے اور وہ اس غرض سے مقرر ہوتا ہے کہ اللہ تعالی کی ذات و صفات کی شناخت کرائے اور جو باتین اللہ کے حق مین جائز و واجب ہین اور جو اُسکے حق مین محال ہین سب کی پہچان بتائے اور معرفت الٰہی کی تعلیم فرمائے کیونکہ ان کے نزدیک بغیر کسی معلم کے اللہ کی معرفت ناممکن ہے۔ اسماعیلیہ کو بابکیہ بھی کہا کرتے ہین اس وجہ سے کہ بابک نام ایک عجمی آدمی تھا اُسنے جب زمانہ معتصم باللہ بن ہارون الرشید مین ۲۰۱ھ ہجری مین آذربائجان مین خروج کیا تھا اور اہل اصفہان و ہمدان نے اُسکی متابعت کرلی تھی تو اس فرقے کے بھی بہت سے آدمی اُسکے شریک و معاون ہوگئے تھے اور اسکو بابک خرم دینیہ کہتے تھے اس لیے کہ اُسنے اس دین کو اختراع کیا تھا تناسخ اور اباحت کا قائل تھا اور اُسکے اصحاب کو خرمیہ بولتے تھے خرم کے معنے فرخ کے ہین اس کا مذہب یہ تھا کہ آدمی اپنی مان بہن بیٹی کے ساتھ نکاح کرنے کا مجاز ہے اسی لیے اسنے اپنے دین کا نام خرم دین یعنی دین فرخ رکھا تھا اور چونکہ محرمات کو حلال کر دیا تھا اسلیے اس کے فرقے کو خرمیہ (حالے حلی کے کسرے اور راے مہلہ کے شکون سے)

بھی کہتے ہین۔ بعض نسخون مین اس لفظ کی جگہ خرمیہ جیم کے فتحہ اور را کے
سکون سے آیا ہے۔ خرمیہ مذہب تناسخ کے معتقد تھے کہتے تھے ارواح جاندار
سے غیر جاندار کی طرف منتقل ہوتی ہین بابک جاویدان بن سہل رئیس کی
صحبت مین رہتا تھا اُسکے انتقال کے بعد بابک نے یہ دعوی کیا کہ جاویدان کی
روح مجھ مین داخل ہوئی ہے اور خرمیہ باطنیہ کا بھی ایک لقب ہے۔ خلیفہ نے
حیدر بن کاؤس معروف بہ افشین کو اُس سے جنگ کے لیے مامور کیا جسکی کوشش
سے بابک مغلوب ہوکر ۲۲۳ھ مین مارا گیا۔ اور اسماعیلیہ کا لقب محمرہ بھی ہے
اور اس لقب کی وجہ یا تو یہ ہے کہ انھون نے بابک کی صحبت مین سرخ لباس پہننا
اختیار کیا تھا یا جو مسلمان انکے مخالف تھے مذہب واعتقاد مین اُنھین حمیر اکہا
کرتے تھے۔ اسماعیلیہ تعلیمیہ بھی کہلاتے ہین وجہ اسکی یہ ہے کہ ان کے نزدیک
کسی شخص کو اللہ کی معرفت بغیر تعلیم امام کے حاصل نہین ہوسکتی ہر ایک شخص امام کی
تعلیم سے اللہ کو پہچانتا ہے۔ نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض مین آیا ہے کہ اسماعیلیہ
معطلہ مین سے ہین اور معطلہ وہ لوگ ہین جو الوہیت اور رسالت اور احکام کے منکر ہین
اسماعیلیہ کے کئی فرقے ہین جن مین قدر مشترک یہ ہے کہ بعد حضرت جعفر صادق
کے حضرت اسماعیل امام ہین۔

ایک مبارکیہ یہ منسوب ہین مبارک کی طرف اور وہ محمد بن اسماعیل بن امام
جعفر صادق کا غلام تھا اور خوشنویسی اور نقش ونگار اور دستکاری مین سرآمد روزگار
تھا بعد انتقال اسماعیل اور محمد بن اسماعیل کے اُسنے کوفے مین جاکر شیعہ کو مذہب
اسماعیلیہ کی ترغیب دی اور اپنے پیروون کا نام مبارکیہ رکھا ان کے نزدیک بعد
اسماعیل کے محمد بن اسماعیل امام ہین اور محمد کو یہ لوگ خاتم الائمہ جانتے ہین اور
کہتے ہین وہی قائم منتظر اور مہدی موعود ہین اس فرقے کا ظہور [illegible] ہجری مین ہوا

اور بعض اس فرقے کو قرامطہ بھی کہتے ہین اس لئے کہ مبارک کا لقب قرمط تھا اور
[illegible] اسکی مین آگے چلکر بیان کرونگا۔

دوسرا میمونیہ یہ لوگ عبداللہ بن میمون قداح اہوازی کے تبع ہین مرآت جہان نما
مین محمد شفیع کا بیان ہے کہ امام فخر الدین رازی نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن میمون قداح
اہوازی امام جعفر صادق اور اُن کے بیٹے اسماعیل کی خدمت مین رہتا تھا اسماعیل
کے انتقال کے بعد اُن کے بیٹے محمد کے پاس رہنے لگا محمد کے ساتھ مصر کو بھی گیا
محمد نے انتقال کیا تو کوئی بیٹا نہ چھوڑا مگر اُن کی کنیز کو حمل تھا ابن میمون نے اُس
کنیز کو مار ڈالا ابن میمون کی کنیز بھی حمل سے تھی جب اُسکے بیٹا پیدا ہوا تو یہ مشہور کردیا
کہ یہ محمد کا بیٹا ہے اور بعد محمد کے یہی امام ہے صواعق محرقہ مین مذکور ہے کہ ابن میمون
فنون شعبدہ وسحر وطلسمات خوب جانتا تھا محمد بن اسماعیل کے غلام مبارک کی صحبت
مین مدتون رہا تھا جب مبارک اسکی صلاح سے کوفے مین جاکر داعی مذہب اسماعیلیہ کا
ہوا تو ابن میمون کوہستان عراق مین پھر شہر بصرہ مین گیا اور وہان کے لوگون کو
بزور طلسمات ونیرنجات اپنا معتقد کرکے میمونیہ اُنکا نام رکھا اور اپنے نائب جا بجا
روانہ کیے اسکا عقیدہ یہ تھا کہ قرآن وحدیث کے ظاہری مضمون پہ عمل کرنا حرام ہے
اور حشر کا اور جزا وسزا کا بھی منکر تھا اور اسی نے اول طریقہ باطنی نکالا کہتا تھا
کہ نصوص قرآن وحدیث کے باطن پہ عمل کرنا فرض ہے نہ اُن کے ظواہر پر اسی واسطے
اس فرقے کو باطنیہ بھی کہا کرتے ہین جب اسنے عراق کے کوہستانیون کو معتقد کرلیا
تو خلف نامی ایک شخص کو اپنا نائب کرکے خراسان اور قم اور کاشان اور طبرستان
کی طرف بھیجا تھا خلف نے وہان کے لوگون کو مذہب میمونیہ کی طرف دعوت کی اور
کہا کہ اہل بیت کا یہی مذہب ہے مسلمانون نے اپنی طرف سے مذہب تراش لئے ہین
تکلفات اور تشریعات کی تنگی مین پھنس گئے ہین لذتون اور مزون سے محروم
ہورہے ہین اسنے نیشاپور کے بعض دہات مین سکونت اختیار کرلی جب رؤسا
اہل سنت کو خلف کی باتون کی خبر پہونچی تو اُسکے قتل کی فکر کی وہ چھپ رہنے کی طرف

چلاگیا اور وہان کے لوگون کو اس مذہب مین لانے لگا خلف کے انتقال کے بعد احمد نام اسکا بیٹا باپ کا جانشین ہوا اس نے غیاث نامی ایک شخص کو جو نہایت فصیح وبلیغ اور شاعر اور چالاک تھا اپنا نائب بنایا اور عراق کی طرف بھیجا اس شخص نے پہلے پہل ایک کتاب اصول مذہب باطنیہ مین تصنیف کر کے اُس کا نام بیان رکھا غیاث نے اس کتاب مین وضو نماز روزہ حج زکوۃ وغیرہ احکام کے معانی نہایت دلکش عبارتون مین بطور باطنیہ کے بیان کر کے اُنپر لغت سے شواہد قائم کئے ہین اُس کتاب مین کہتا ہے کہ شارع کی یہی مراد ہے اور جو کچھ عوام نے سمجھا ہے بالکل غلط ہے اِسکے وقت مین مذہب باطنیہ کو بڑی رونق ہو گئی تھی آدمیون کو یہ نئی روش جس مین کمال بیباکی تھی بہت پسند آئی ہزارون جاہل اُسکے معتقد ہو گئے اور دور دور دراز ملکون سے اُس کے پاس لوگ آکر جمع ہو گئے یہ واقعہ سنہ ۲۴۲ہجری کا ہے اِس وقت تشیع مین فلسفہ اور الحاد مل گیا۔

غیاث اسی کارروائی مین تھا کہ کسی نے اُسکو خبر دی کہ رؤسائے اہل سُنت نے تیرے قتل کے لیے فکر کی ہے یہ سُنکر غیاث مروشاہجہان کو بھاگ گیا اور وہان چھپ کر اپنے کام مین مشغول رہا مدت کے بعد پھر رے کا قصد کیا اور اہل سنت کے خوف سے دوبارہ وہان سے بھاگ نکلا اور راستے مین مرگیا عبداللہ بن میمون قداح یہ خبر سُنکر از حد اندوہگین ہوا اور اسی غم مین مرگیا۔

تیسرا خلفیہ صواعق محرقہ مین لکھا ہے کہ یہ فرقہ خلف کا متبع ہے ان کا عقیدہ یہ ہے کہ جو کچھ قرآن اور احادیث مین نماز روزہ زکوۃ حج وغیرہ کا ذکر ہے یہ سب چیزین معانی لغوی پر محمول ہین یعنی جو کچھ ان کے معانی لغت سے سمجھے جاتے ہین وہی شارع کی مراد ہین کوئی اور معانی ان سے مراد نہین مگر قیامت اور بہشت و دوزخ کے منکر ہین۔

چوتھا قرامطہ غنیۃ الطالبین مین لکھا ہے کہ یہ کہتے ہین محمد بن اسماعیل بن جعفر موافق وصیت اپنے باپ کے امام ہین اور محمد نہین مرے ہین وہی مہدی ہین اور زندہ ہین

تاریخ ابوالفدا مین لکھا ہے کہ رئیس اور پیشوا اس فرقے کا جس نے انکی دعوت اپنے مذہب کی طرف کی تھی کوفے کے علاقے مین ایک مقام پر بیمار ہو گیا وہانکا ایک آدمی اسے اپنے مکان پر لیگیا جسے بسبب سرخی چشم کے کرمیتہ کہا کرتے تھے کہ سواد کوفہ والون کی زبان مین یہ لفظ سرخی چشم کے معنے مین ہے جب شیخ قرامطہ کو آرام ہوا تو یہی اسی شخص کے نام کے ساتھ مشہور ہو گیا پھر مخفف ومعرب کر کے قرمط کہنے لگے اور علامہ ابن خلدون نے کہا ہے کہ فرقہ قرامطہ کی ابتدا اس طرح ہوئی ہے کہ ایک شخص کوفے کے ضلع مین سنہ ۲۷۸ہجری مین ظاہر ہوا جو نہایت زہد و ورع مین مشہور تھا اُسے قرامطہ کہا کرتے تھے ہر صبح ہوتے کو وہ ایک بیل پر سوار ہوتا تھا جس بیل کے مالک کو کرمیتہ کہتے تھے پس قرامطہ اسی لفظ کرمیتہ کا معرب ہے اور بعض کہتے ہین کہ فرقہ قرامطہ کے سرغنہ کا نام حمدان اشعث اور لقب قرمط ہے اور حمدان کو قرمطہ اسلیے کہتے ہین کہ کوتاہ پا تھا چلنے مین قریب قریب قدم رکھتا تھا تاج اللغات مین لکھا ہے کہ قرمطیط زنجبیل کے وزن پر اس شخص کو کہتے ہین جو قریب قریب قدم رکھے اور صواعق محرقہ مین لکھا ہے کہ فرقہ قرمطیہ جس شخص کی طرف منسوب ہے اُسکا نام حمدان بن قرمط ہے اور بعض کہتے ہین کہ قرمط ایک جگہ کا نام ہے واسط کے علاقے مین جہان حمدان رہا کرتا تھا نسیم الریاض مین مذکور ہے کہ قرامطہ کا پیشوا احمد بن قرمط ہے جو واسط کے علاقے کے ایک گانون کا رہنے والا تھا اسکی آنکھین اور بشرہ نہایت سرخ تھا اس لیے کرمیتہ کاف فارسی سے مشہور ہو گیا جسکے معنے فارسی مین سرخی کے ہین پس اسی لفظ کرمیتہ مین تخفیف و تعریب ہو کر قرمط ہو گیا بعض کہتے ہین کہ یہ لفظ عربی الاصل ہے قرمط البعیر سے نکلا ہے جب اونٹ قریب قریب قدم رکھتا ہے تو کہتے ہین قرمط البعیر اور روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ چونکہ قرامطہ کا ایک رئیس ابتدائے ظہور اس مذہب مین اپنے خط کو مقرمط یعنی گنجان اور باریک لکھا کرتا تھا اس لیے اُس گروہ کو قرامطہ کہنے لگے تاج اللغات مین مذکور ہے کہ قرمطت خفی طور پر اور گنجان لکھنے کو کہتے ہین صاحب نہایہ نے کہا ہے کہ حضرت علی کا قول کر فرج ما بین السطور و قرمط بین الحروف یعنی بین السطور مین

کشادگی رکھو اور حروف کو گا تخۂ کرد آورد لکھو اس شخص نے اپنے متبعین کا نام قرامطہ رکھا تھا اور یہ لقب اُسکے ماننے والون پر اتنا غالب ورائج ہو گیا کہ پھر کوئی مبارکیہ کو قرامطہ نہین کہتا تھا صرف اُسی کے پیرون کو قرامطہ کہا کرتے تھے والا قرامطہ لقب سارے مبارکیہ کا ہے اسلیے کہ مبارک کا بھی یہ لقب بتاتے ہین۔ اور قرمط لوگون کو اس بات کی دعوت کرتا تھا کہ اہل بیت مین امام منتظر یعنی مہدی موجود ہین تم اُن کی اطاعت کرو عباس نے اُسکی متابعت کر لی ہیصم نے کہ کوفے کا حاکم تھا قرمط کو پکڑ کر قید کر دیا تھا مگر کسی ترکیب سے قید خانے سے نکل گیا اور لوگون پر ظاہر کیا کہ مجھے قید چند نہین روک سکتی ہے اور کہتا تھا مین وہی ہون جسکی بشارت احمد بن محمد بن حنفیہ نے دی تھی اور ایک تحریر لایا تھا جس کی نقلین قرامطہ نے بڑی عقیدت کے ساتھ لی تھین جس مین بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد یہ مضمون تھا کہتا ہے فرج بن عثمان اور وہ رہنے والا قریۂ نصرانہ کا ہے کہ وہ داعی ہے مسیح کا اور وہ مسیح عیسیٰ ہے اور وہی عیسیٰ کلمہ ہے اور وہی مہدی ہے اور وہ مسیح احمد بن محمد بن حنفیہ ہے اور وہی جبرئیل ہے اور تحقیق مسیح انسان کی صورت بن گیا اور کہا تحقیق تو ہی بلانے والا ہے تو ہی حجت ہے اور تو ہی ناقہ ہے اور تو ہی دابہ ہے اور تو ہی یحییٰ بن زکریا ہے اور تو ہی روح القدس ہے اور اُسکو بتایا کہ نماز چار رکعت ہین دو رکعت طلوع شمس کے قبل اور دو رکعت غروب آفتاب کے قبل اور اذان ہر نماز مین یون دینا چاہیے اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان آدم رسول اللہ اشہد ان نوحاً رسول اللہ اشہد ان ابراہیم رسول اللہ اشہد ان عیسیٰ رسول اللہ اشہد ان محمد رسول اللہ اشہد ان احمد بن محمد بن الحنفیۃ رسول اللہ اور قبلہ بیت المقدس کی طرف ہے اور جمعہ دوشنبے کا دن ہے اس دن کوئی کام نکرنا چاہیے اور ہر ایک رکعت مین استفتاح پڑھنا چاہیے جو احمد بن محمد بن حنفیہ پر نازل ہوئی ہے بعد اُسکے رکوع مین جانا چاہیے اور وہ صورت یہ ہے الحمد للہ بکلمتہ وتعالیٰ باسمہ المنجد لاولیائہ باولیائہ قل ان الاھلۃ مواقیت

للناس ظاہرھا لیعلم عدد السنین والحساب الشہور والایام وباطنہا اولیائی الذین عرفوا عبادی سبیلی واتقونی یا اولی الالباب وانا الذی لا اسئل عما افعل وانا العلیم الحلیم وانا الذی ابلو عبادی وامتحن خلقی فمن صبر علی بلائی ومحبتی واختیاری ادخلتہ فی جنتی وادخلتہ فی نعمتی ومن زال عن امری وکذب رسلی ادخلتہ مہاناً فی عذابی واتممت اجلی واظہرت امری علی السنۃ رسلی وانا الذی لم یعل جبار الا وضعتہ ولا عزیز الا ذللتہ وبئس الذی اصر علی امرہ ودام علی جہالتہ وقال لن نبرح علیہ عاکفین وبہ مؤمنین اولئک ہم الکافرون یعنی تمام تعریفین اللہ کے لیے ثابت ہین ساتھ کلے اس کے اور برتر ہے ساتھ نام اپنے کے اور قوت دینے والا ہے اپنے دوستون کو ساتھ دوستون اپنے کے کہ ہلال وقت ٹھہرے ہین واسطے لوگون کے ظاہر ہین اُن سے معلوم ہوتی ہے تعداد برسون اور حساب اور مہینون اور دنون کی اور باطن ہلالون کا میرے دوستون کے لیے ہے ایسے دوست جنھون نے میرے بندون کو میری راہ بتلائی ہے اور ڈرو تم مجھ سے اے صاحبان عقل اور مین وہ ہون کہ نہین سوال کیا جاؤنگا اُس سے جو مین کرونگا اور مین عالم ہون بردبار ہون اور مین وہ ہون کہ مبتلا کرتا ہون اپنے بندون کو اور امتحان کرتا ہون اپنی مخلوق کا جو صبر کرے گا میری بلا اور میری محبت اور میرے اختیار پر داخل کرونگا اُسے مین جنت مین اور ہمیشہ رکھونگا اسکو اپنی نعمت مین اور جسنے میرے حکم سے سرتابی کی اور میرے رسولون کو جھٹلایا مین اُسکو ہمیشہ اپنے عذاب مین ذلیل رکھونگا اور اپنی اجل کو مین نے تمام کر دیا ہے اور مین نے اپنے امر کو رسولون کی زبان سے ظاہر کر دیا ہے اور مین وہ ہون کہ نہین تعلی کرے گا کوئی سرکش مگر پست کر دونگا مین اُسے اور نہ کوئی زبردست مگر ذلیل کر دونگا اُسے اور وہ آدمی بُرا ہے جو اپنے کام پر اصرار کرے اور اپنی جہالت پر جما رہے اور یہ بات کہے کہ ہم اس کام پر ٹھہرے رہین گے۔

اس تحریر مین جس فرج کا ذکر ہے یہ فرج قرامطہ کا داعی ہے تاریخ ابو الفداء مین

اس کے باپ کا نام عثمان لکھا ہے اور ابن خلدون نے یحییٰ کا بیٹا بتایا ہے غرض
قرامطہ ذکرویہ بن مہرویہ کہا کرتے تھے پس ۲۹۴ھ ہجری مین لشکر بغداد کے ہاتھ سے
مارا گیا جس کی تفصیل یہ ہے کہ اسنے اپنی جماعت کے ساتھ عراق کے راستے مین
حاجیون کو پکڑ کر قتل کرایا ان کا مال واسباب لوٹ لیا مکتفی خلیفہ بغداد نے قرامطہ
کی سرکوبی کے لیے لشکر بھیجا جسنے اُنکو مار کر بھگا دیا ذکرویہ زخمی ہوا اور سات دن کے
بعد مر گیا اُسکا سر بغداد مین تشہیر کرایا گیا۔ قرمط نے اپنا نام قائم بالحق رکھا تھا بعض
آدمیون کا خیال یہ ہے کہ قرمط فرقہ ازارقہ کی راے کو جو خوارج کا ایک گروہ ہے پسند
کرتا تھا بہرصورت اول اول قرمط نے جنگل کے رہنے والون کو جو بے علم و بے عقل
نیم وحشی تھے اپنے مذہب کی طرف بلانا شروع کیا وہ لوگ اُسکی متابعت مین آگئے
اور پھر اُسکے پیروون کی جماعت بڑھنے لگی اسکے پیرو اپنے قول کو علم باطن کہتے ہین
شرائع اسلامیہ کی تاویل کرتے ہین ظاہر سے اپنے امور رمز کی طرف پھیرتے ہین آیات قرآن
کو مأول بتاتے ہین اور یہ لوگ حرام چیزون کو مباح جانتے ہین ابو الفدا مین لکھا ہے کہ شیخ
قرامطہ کی شرائع مین سے یہ بات تھی کہ نبیذ کو حرام اور شراب کو حلال بتاتا تھا اور جنابت
یعنی ناپاکی کے بعد غسل کرنا اُسکے نزدیک ضروری نہ تھا صرف وضو کر لینا کافی سمجھتا تھا اور
اسنے حلال کیا تھا گوشت نیش والے درندے کا جو شکار کرتا ہوا اپنے نیش سے اور ان طائر پنجہ گیر
چنگل والے کا جو شکار کرتے ہون اپنے چنگل یعنی ناخنون سے جو فی الحقیقت حرام ہین اور
پارسیون کے دو دنون مین اسنے روزہ رکھنا تجویز کیا تھا ایک نوروز کے دن دوسرے
مہرگان کے دن کہ وہ نام ہے ماہ مہر کی سولھوین تاریخ کا نسیم الریاض سے ثابت ہوتا ہے
کہ قرامطہ کو اباحیہ بھی کہتے ہین سنہ ۲۹۰ ہجری مین قرامطہ کی شوکت ایسی بڑہ ہو گئی کہ
اُنھون نے دمشق کو گھیر لیا مگر اطراف کے لشکر نے جمع ہو کر اُنکے سردار پیشوا یحییٰ نامی کو
قتل کر ڈالا جب یہ مارا گیا تو اسکا بھائی حسین جانشین ہوا جب اسکی قوت بہت بڑھ گئی تو اہل
دمشق نے کچھ مال اُسکو دیکر صلح کر لی پھر اسنے حمص پر چڑھائی کی اور اسپر غالب آیا
اور اپنا خطبہ ممبرون پر پڑھوایا اور اُسکا لقب امیر المومنین مہدی مقرر ہوا اور اپنے

بھائی کے بیٹے کو اُسنے اپنا ولی عہد مقرر کر کے اسکا لقب مدثر رکھا اور کہا کہ یہ وہی مدثر ہے
جسکا ذکر قرآن مین ہے پھر حماۃ اور معرہ وغیرہ پر یورش کی اور وہان اتنا قتل عام
کرایا کہ عورتون اور بچون کو بھی نہین چھوڑا پھر سلمیہ گیا اور بے جنگ و جدل قبضے
مین لا کر رعایا کو مع مکتب کے لڑکون کے جلا دیا جب اسکی حکومت بہت قوی ہو گئی
تو مکتفی خلیفۂ بغداد نے تیاری کر کے اسکے استیصال کے لیے خود بغداد سے حرکت کی اور
آپ رقہ مین ٹھہر گیا قرامطہ کے پیچھے لشکر کو بھیجا ۲۴ محرم ۲۹۱ھ ہجری کو قرمطیون
اور بغدادیون سے حماۃ سے دس کوس کے فاصلے پر جنگ ہوئی قرامطہ کو شکست
ہوئی حسین اور اُسکا چچازاد بھائی مدثر خلیفہ کے حضور مین گرفتار ہوکر آے خلیفہ نے
دونون کی گردن مروا دی اور حسین کا سر تشہیر کرایا۔ اسکے بعد ذکرویہ بن مہرویہ نے
قرامطہ کی سرغنائی کی ۳ سال کے بعد ۲۹۴ھ مین مکتفی کے ہاتھ سے اس کی تمام
شوکت برباد ہو کر خود بھی مارا گیا۔ صناجۃ الطرب مین لکھا ہے کہ قرامطہ نے اپنے
پھریرون کا رنگ سفید رکھا تھا۔ نزہۃ المجالس مین لکھا ہے کہ ۲۹۳ھ ہجری کو صنعاے
یمن مین ایک قرمطی داخل ہوا اُسکا نام علی بن فضل تھا یہ شخص یمنی تھا نسب اُسکا
خنفری تھا کہ خنفر بن سبا الاصغر کی اولاد مین سے تھا اس زمانے مین صنعاے یمن
کا حاکم مکتفی بن معتضد عباسی کی طرف سے اسعد بن ابی یعفر تھا یہ قرمطی نہایت
بد مذہب تھا اسکو نبوت کا دعوی تھا اُس کی مجلس مین ایک شخص پکار کر کہتا
اشہد ان علی بن الفضل رسول اللہ اسنے اپنے اصحاب کے لیے شراب پینا اور
بیٹیون کے ساتھ نکاح کرنا مباح کر دیا تھا اور جب اپنے کسی معتقد کو تحریر کرتا تو
عنوان تحریر کا یون ہوتا من باسط الارض وداحیہا ومزلزل الجبال ومرسیہا
علی بن الفضل الی عبدہ فلان یعنی یہ تحریر ہے زمین کے پھیلانے والے اور
[illegible] والے اور پہاڑون کے ہلانے والے اور ٹھہرانے والے علی پسر فضل کی جانب سے
فلان بندے کے نام اسنے اپنے مذہب مین تمام حرام چیزون کو حلال کر دیا تھا بعض
اشراف بغداد نے اُسکی ہلاکت کی فکر کی اور ۳۰۳ھ مین زہر دیکر مار ڈالا۔

تاریخ فرشتہ مین سلطان علاءالدین کے حالات مین لکھا ہے کہ اُس کے عہد
دہلی مین آدمیون کا ایک گروہ جمع ہوا جو اباحیہ تھے اُن کی عادت تھی کہ سال
مین ایک مرتبہ رات کو سب ایک جگہ جمع ہوتے اپنی مان بہنون بیٹیون اور کل
محرمات کو جمع کرتے اور جس کا جی چاہتا وہ اُس عورت سے مباشرت کرتا سلطان کو
جب یہ حال معلوم ہوا تو اُن کو پکڑوا کر آرے سے چروا ڈالا اور ان کا نام
ونشان باقی نہ رہا۔

تاریخ الخلفا مین سیوطی نے اور طبقات دول اسلام مین ذہبی نے ۳۰۱ھ کے
حالات مین لکھا ہے کہ خلیفہ مقتدر عباسی کے عہد مین حسین بن منصور حلاج
کو اونٹ پر سوار کرا کر تشہیر کیا پھر اُسے لٹکا کر منادی کرائی گئی کہ یہ فرقہ قرامطہ کا
داعی ہے اور قید کر دیا یہانتک کہ ۳۰۹ھ ہجری مین قتل کروا ڈالا اور لوگون مین
یہ بات مشہور ہوئی کہ یہ الوہیت کا مدعی تھا اور حلول کا قائل تھا وفیات الاعیان
مین ابن خلکان نے حلاج کے حال مین لکھا ہے کہ ماہ ذیقعدہ ۳۰۹ھ مین وزیر نے
حلاج کے قتل کا حکم دیا تو جیلخانے سے اُسے نکال کر باب الطاق کے پاس لے گئے
اور وہان ہزارون آدمی جمع ہو گئے جلاد نے اُسکے ہزار کوڑے لگائے پھر دونون
ہاتھ پاؤن کاٹے پھر سر کاٹا اور بدن کو جلا دیا اور راکھ کو دجلے مین ڈلوا دیا اور
سر کو بغداد مین پل پر لٹکا دیا اُسکے معتقد خیال کرتے تھے کہ وہ دنیا مین چالیس
دن کے بعد رجوع کرے گا جب اتفاق سے دجلے مین پانی بڑھ گیا تو یہ لوگ سمجھنے
لگے کہ یہ حلاج کی راکھ کا اثر ہے اور بعض معتقد کہتے تھے کہ حلاج نہین مارا گیا بلکہ
اسکی شبیہ اُسکے دشمنون کے سامنے پیدا ہو گئی تھی اس کے بعد کہا ہے کہ امام الحرمین
جوینی نے کتاب الشامل فی اصول الدین مین لکھا ہے کہ ان تین شخصون نے باہم
مصلاح اور وصیت کی تھی کہ سلطنت کو لوٹ دو اور ممالک مین فساد پھیلا دو اور
تمام آدمیون کی تالیف قلوب کر کے اُن کو مرتد کر دو اور ہر ایک نے یہ چاہا تھا کہ
ہر ایک ملک مین یہ خرابیان پھیلائے اُن مین سے جنابی نے ممالک احسا مین

اور مقفع نے ممالک ترک مین اور حلاج نے علاقہ بغداد مین مکروارتداد کا جال
پھیلا دیا تھا اس لیے حلاج مروا ڈالا گیا ابن خلکان کہتا ہے کہ اس روایت کی
صحت مین کلام ہے اس لیے کہ یہ تینون ایک وقت مین جمع نہ تھے اگرچہ جنابی کا
اور حلاج کا ایک عہد تھا اس لیے اُن کا جمع ہونا ممکن ہے مگر یہ تحقیق نہین کہ یہ
دونون جمع ہوئے اور باہم ملے بھی یا نہین۔ اور مراد جنابی سے ابو طاہر سلیمان بن
ابو سعید حسن بن بہرام قرمطی رئیس قرامطہ ہے کتب تواریخ وغیرہ مین لکھا ہے کہ
حلاج ساحر تھا اور سحر مین نہایت مہارت اور کمال رکھتا تھا اور عبداللہ بن
ہلال کوفی کا شاگرد تھا اور وہ ابو خالد کابلی کا شاگرد تھا اور وہ زرقانی یمامہ کا
شاگرد تھا اور زرقانی وہ شخص تھا جس نے سجاح بنت حارث بن سوید تمیمہ سے
جادو سیکھا تھا یہ عورت کاہنہ تھی اور خاندان بنی عنبر سے تھی جو قبیلۂ بنی تمیم کی
ایک شاخ ہے حضرت ابوبکر کے عہد مین اس نے نبوت کا دعوی کیا تھا چنانچہ
قبیلۂ بنی تمیم اور قبیلۂ تغلب اور قبیلۂ بنی ربیعہ کے لوگ اس کے مرید ہو گئے تھے۔
حلاج زہد و تصوف ظاہر کرتا تھا کرامات دکھلاتا تھا گرمی کا میوہ سردی کے موسم
مین سردی کا گرمی کے موسم مین لوگون کیواسطے موجود کرتا لوگ جو کچھ گھرون مین کھاتے
اور کرتے اور جو کچھ اُن کے دلون مین ہوتا یہ بتا دیتا تھا اور اپنا ہاتھ ہوا مین پھیلا کر
غیب سے درم پیدا کر دیتا جنپر یہ لکھا ہوتا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور ان کا نام دراہم قدرت
رکھا تھا لوگون کے خیالات اُسکی نسبت مختلف ہو گئے تھے بعض کہتے تھے اُس مین
جزو الٰہی نے حلول کیا ہے بعض اُسے ولی جانتے تھے بعض کہتے تھے کہ وہ شعبدہ باز
ساحر کاہن جھوٹا ہے حلاج برس روز تک مکے مین حجر اسود کے پاس رہا کبھی سائے
مین نہین گیا دن بھر روزہ رکھتا شام کو پانی سے افطار کر کے تین نوالے روکھی روٹی
کے کھاتا اسکے سوا کچھ نہ کھاتا بغداد مین آیا تو حامد وزیر مقتدر عباسی سے لوگون نے
بیان کیا کہ حلاج خدائی کا دعوی کرتا ہے اور کہتا ہے مین مردے کو زندہ کرتا ہون
اور جن میری خدمت کرتے ہین اور جس چیز کے لیے مین کہتا ہون وہ اُسے میرے

پاس سے آتے ہین اور مین معجزات انبیا دکھلاتا ہون بہت سے لوگ اسکے تابع ہوگئے
اور اسکو خدا جاننے لگے اور ایک شخص نے بنی ہاشم مین سے دعوی کیا کہ حلاج
خدا ہے اور مین اسکا نبی ہون وزیر نے ان لوگون کو بلا کر دریافت کیا تو سب نے
اقرار کیا کہ ہان ہم حلاج کو خدا جانتے ہین اور ہمین یقین ہے کہ وہ مردے کو زندہ
کرتا ہے اور جب حلاج کو بلا کر پوچھا تو وہ مکر گیا اور کہا کہ یہ لوگ جھوٹے ہوتے ہین
اور مجھپر تہمت کرتے ہین مین دعوی خدائی کا نہین کرتا اور نہ پیغمبری کا دعوی کرتا ہون
مین بندہ خدا کا ہون اور نماز و روزہ اور خیرات کرتا رہتا ہون وزیر نے قاضی ابو عمر و
ابو جعفر اور فقہا کی ایک جماعت کو حاضر کیا اور اُسکے قتل کے بارے مین فتوی چاہا سب نے
کہا کہ جب تک ہمارے نزدیک اسکا دعوی کرنا خدائی کا ثابت اور متحقق نہوگا ہم اس کے
قتل کا حکم نہ دینگے ایک شخص نے جو بصرے کا رہنے والا تھا کہا کہ مین حلاج کے صاحبون کو پہچانتا ہون
کہ جو شہرون مین پھیلے ہوے ہین اور خلائق کو حلاج کی الوہیت کی طرف دعوت کرتے ہین
اور یہ بصری بھی اصحاب حلاج سے تھا مگر جبکہ اسکو معلوم ہوا کہ یہ ساحر ہے تو اُسکو
چھوڑ کر ابو علی ہارون بن عبد العزیز کاتب انباری کے پاس آکر بیان کیا کہ حلاج
نے اپنے کیش و مذہب کے موافق ایک کتاب لکھی ہے اور اُس زمانے مین حلاج سرائے
سلطانی مین نصر حاجب کے پاس قید تھا اور حلاج کے دو نام تھے ایک حسین بن منصور
اور دوسرا احمد بن فارسی اور ایک خوبصورت لڑکی حلاج کے کسی مصاحب کی ایک
مدت سے سرائے سلطانی مین حلاج کے پاس آمد و رفت رکھتی تھی اُس لڑکی کو
وزیر کے پاس لائے ابو القاسم زنجی کہتا ہے کہ مین اُس وقت وزیر کی خدمت مین
حاضر تھا اور ابو علی احمد بن نصر بھی حاضر تھا وہ لڑکی کمال فصیح اور خوش گو تھی وزیر نے
اُس سے حال پوچھا لڑکی نے کہا مجھے میرا باپ حلاج کے پاس لیگیا تھا حلاج نے
بہت سی چیزین مجھے دین اور کہا مین نے تجھکو اپنے بیٹے سلیمان کو کہ مجھے وہ سب
فرزندون سے زیادہ عزیز ہے دیا مگر شوہر و زن کے درمیان اسوقت کوئی بات آسکے
کہ جب تو اُس روز روزہ رکھے اور پچھلے دن مین کوٹھے پر جاکر خاکستر اور نمک مین

بیٹھ اور پھر اُس سے تو روزہ کھولے اور بعد اُسکے میرے پاس آکر جو کچھ تو کہیگی مین
وہ بات سنونگا اور اُس لڑکی نے یہ بھی کہا کہ ایک روز مین کوٹھے سے اُترتی تھی
اور حلاج کی بیٹی میرے ساتھ تھی اور حلاج ہم سب سے پہلے کوٹھے سے نیچے اُترا تھا اور
مجھے وہ دیکھتا تھا حلاج کی بیٹی نے مجھ سے کہا کہ تو میرے باپ کو سجدہ کر مین نے کہا کیونکر
مین سوائے خدا کو سجدہ کرون حلاج نے کہا کہ وہ خدا آسمان کا ہے اور مین خدا زمین کا ہون
اور مجھے آگے بلا کر اپنی جیب سے ایک ڈبہ مشک کا نکالکر دیا اور کہا کہ عورتون کو خوشبو
کی ضرورت اکثر احتیاج ہوتی ہے اسکو لے اور اپنے کام مین لا اور پھر کہا کہ بوریے کا کونہ اٹھا
اور جو کچھ اُسکے نیچے ہو اُسکو لے لے مین نے بوریے کا کونہ اُٹھایا دیکھا تو تازہ سکے کی
اشرفیون سے تمام گھر بھرا ہوا ہے یہ دیکھ کر مین مبہوت سی رہگئی۔ وزیر نے اُسکے اصحاب کو
طلب کیا حمید اور سمیری اور محمد بن علی قنائی ایک خواص حلاج کے گھر مین چھپے ہوے
تھے اُس گھر مین سے ایک کتاب نکالکر لائے سونے سے لکھی ہوئی اور پارچہ دیبا مین
لپیٹی ہوئی تھی اور اُس مین اُسکے اصحاب کے نام بھی لکھے ہوئے تھے ایک اُن مین سے
ابن کیش تھا کہ وہ حلاج کا شاگرد تھا غرض کہ وزیر نے اصحاب حلاج کو تلاش کرکے
پایا کہ یہ دو شخص حلاج کے داعی ہین کہ خراسان مین خلق کو حلاج کی طرف دعوت
کرتے ہین اور حلاج کی کتاب مین کئی خط تھے کہ ان دو شخصون نے حلاج کو بھیجے
تھے اور اُنکے جواب مین حلاج کے خطوط بھی تھے جن مین حلاج نے اُن کو لکھا تھا
کہ اس طرح دعوت میری طرف لوگون کو کرنی چاہیے اور ہر شخص سے موافق اُسکی
عقل کے کلام کرنا چاہیے اور جواب اُنکا ایسے رمز و کنایات مین لکھا تھا کہ بغیر اُس شخص
کے جس نے لکھا اور جسکو لکھا اور کوئی نہین سمجھ سکتا تھا ابو القاسم زنجی کہتا ہے کہ ایک روز
مین اپنے باپ کے ساتھ وزیر کے پاس گیا وزیر اُٹھکر اُس طرف جدھر حلاج تھا گیا ہم بھی
اُس طرف گئے اور ہارون بن عمر بھی حاضر تھا اور میرے باپ سے بات کرنے مین
مشغول تھا کہ ایک غلام نے اُسکو اشارے سے بلایا ہارون اُٹھکر اُسکے پاس گیا اور
تھوڑی دیر کے بعد لرزتا اور کانپتا خوفناک رنگ زرد آیا بیٹھے یہ حالت دیکھ کر پوچھا

کہ خبر تو ہے اُسنے کہا کہ یہ غلام جسنے مجھے اشارے سے بلایا تھا حلاج پر محافظ ہے اور ہر روز
اُسے کھانا پہونچایا کرتا ہے وہ کہتا ہے میں جو اس وقت اُسکے واسطے کھانا لیکر گیا تو دیکھا
کہ سارا گھر زمین سے چھت تک اُسکے بدن سے بھرا ہوا ہے اور اتنی جگہ باقی نہیں کہ میں
کھانا اُسکے واسطے اُس گھر میں رکھوں اور وہ غلام اس قدر ڈرا ہے کہ بخار چڑھ آیا ہے
وزیر نے اُس غلام کو بلایا اور پوچھا اُسنے سب حال بیان کیا وزیر نے کہا کہ تو حلاج کے
سحر سے ڈر گیا - وزیر کو حلاج کے قتل پر بڑا اصرار تھا اس لیے اُس سے وزیر نے بہت
بحث کی مگر کوئی بات اُسکے منہ سے ایسی نہ نکلی جو شرع اسلام کے خلاف سمجھی جاتی
آخرکار اُس کتاب میں کئی ورق پائے جن میں مرقوم تھا جب مسلمان حج کا ارادہ
کرے اور وہ اُس سے بن نہ پڑے تو اپنے مکان میں سے ایک کوٹھری پاک صاف
منتخب کرے اُسمیں کوئی شخص نہ گھسے جب حج کے دن آئیں تو یہ شخص اُس کا طواف
کرے جو کچھ حجاج عمل کرتے ہیں وہ یہ بھی کرے پھر تیس یتیم اُس کوٹھری میں جمع کرے
اچھا کھانا جو اُس سے ہو سکے اُن کو کھلائے اور کپڑے پہنائے اور ہر ایک کو سات درم
دیدے یہ شخص بمنزلے اُس شخص کے ہوگا جس نے حج کیا ہے وزیر نے یہ کتاب قاضی ابو عمرو
کو سنوائی قاضی نے حلاج سے دریافت کیا کہ یہ تو نے کہاں سے لکھا ہے اُسنے جواب دیا
حسن بصری کی کتاب اخلاص سے قاضی کے منہ سے نکل گیا کہ اے حلال الدم میں نے
وہ کتاب مکہ میں پڑھی ہے اُس میں یہ کہاں ہے وزیر نے قاضی کا یہ لفظ پکڑ لیا اور اصرار کر کے
اُسکا خون مباح ہونے کا فتویٰ لکھا لیا جب حلاج کو خبر ہوئی کہ میرے قتل پر فتویٰ
لیا گیا ہے تو بولا میرا خون تمکو حلال نہیں میرا دین اسلام ہے اور مذہب سنت ہے
اور میری اس باب میں کتابیں موجود ہیں میرے خون سے درگذرو اور خدا سے ڈرو مگر وزیر
نے حلاج کی ایک نہ سنی اور خلیفہ سے اجازت لیکر اُسی طرح عذاب کے ساتھ قتل کرایا۔
سید محمد بن جعفر مکی حسنی کہ چراغ دہلی کے خلیفہ ہیں اور بحر المعانی اور بحر الانساب اُنکی
تصنیفات سے ہیں لکھتے ہیں کہ ابن عربی صاحب فصوص کہتے ہیں کہ حسین منصور
حلاج کو تجلی ذات حاصل تھی اور افراد کا مقام رکھتا تھا لیکن میں کہتا ہوں کہ اُسکو

تجلی ذات ہوتی تو ہرگز انا الحق نہ کہتا اور ایسا لفظ زبان پر نہ لاتا اسلیے کہ تجلی ذات
میں محویت ہوتی ہے اور محو کو کیا معلوم کہ میں کون ہوں اور کیا ہوں جو ایسے کہا
میں کیا کروں کہ ابن عربی آج زندہ نہیں ورنہ میں یہ اُن سے کہتا اور ضرور اپنی
بات کی داد پاتا شیخ فریدالدین عطار کہتے ہیں کہ مجھے اس سے تعجب ہے کہ درخت موسیٰ
سے تو انی انا اللہ کی آواز آئے اور درخت درمیان میں ہو پھر کیونکر روا نہیں رکھتے کہ
منصور سے انا الحق کی آواز آئے اور منصور درمیان میں ہو مولانا جلال الدین رومی
نے اپنی وفات کے وقت مریدوں سے کہا کہ میرے مرنے سے غمگین ہونا کہ منصور کے
مرنے سے ڈیڑھ سو برس کے بعد شیخ فریدالدین عطار کی روح پر تجلی کی تھی اور اُنکا مرشد
ہوا لواقح الانوار فی طبقات الاخیار معروف بہ طبقات کبریٰ شعرانی میں حضرت
غوث اعظم کے حالات میں مذکور ہے کان رضی اللہ عنہ یقول عثر الحسین الحلاج
عثرة فلم یکن فی زمنہ من یاخذ بیدہ یعنی حضرت غوث اعظم فرمایا کرتے تھے
کہ حسین حلاج کو ایک قسم کی لغزش ہو گئی تھی کوئی ایسا شخص اُس زمانے میں
نہ تھا جو حلاج کو سنبھال لیتا مجدد الف ثانی نے عوارف لدنیہ میں کہا ہے غلبہ حال
سے پہلے کفر اور اسلام میں تمیز نکرنا جس طرح اہل شریعت کے نزدیک کفر ہے اہل
حقیقت کے نزدیک بھی کفر ہے اگر کوئی اختلاط ہو تو غلبہ حال کی صورت میں ہے
اہل شریعت ایسے مغلوب الحال کو جو کفر و اسلام میں تمیز نکرتا ہو کافر جانتے ہیں اور
اہل حقیقت کے نزدیک وہ کافر نہیں یہی وجہ ہے کہ فقہا منصور حلاج کو کافر جانتے ہیں
اور اہل حقیقت تکفیر نہیں کرتے تاہم یہ بھی اُسے ناقص جانتے ہیں کاملین میں سے
نہیں گنتے اور مسلمان حقیقی نہیں سمجھتے منصور کا یہ شعر اس مطلب پر گواہ ہے ؎

کفرت بدین اللہ والکفر واجب	لدی وعند المسلمین قبیح

یعنی میں نے دین الٰہی کے ساتھ کفر کیا اور کفر میرے نزدیک واجب ہے اور مسلمانوں
کے نزدیک مذموم ہے حلاج کے حق میں ایک فرمان لعنت صاحب الزمان محمد بن حسن عسکری
کی طرف سے کتب امامیہ میں نقل کرتے ہیں مولوی جامی نے نفحات الانس میں

اور لواقح الانوار مین قطب شعرانی نے بیان کیا ہے کہ زیادہ تر مشائخ نے حسین کو
رد کیا ہے کہتے ہین کہ اسکو تصوف سے کوئی لگاؤ نہین بعض مشائخ نے اسکو قبول
کیا ہے چنانچہ ابوالعباس بن عطا اور ابوعبداللہ خفیف اور ابوالقاسم نصرآبادی
اور شبلی اور ابوالعباس شریح اسکے ماننے والون مین سے ہین اور یہ اسکے قتل پر
راضی نہین اور خواجہ جنید اور ابوالقاسم قشیری بھی اُسکی صحت حال کے مقر ہین
اور قشیری نے اپنے رسالے مین اس کے تزکیے کی طرف اشارہ کیا ہے اور اس کا
عقیدہ اہل سنت کے مطابق بتایا ہے کشف المحجوب مین آیا ہے کہ حسین کو صوفیہ
متاخرین نے قبول کیا ہے اور بعض صوفیہ متقدمین نے جو اسکو مہجور کیا ہے تو یہ اُسکی
بیدینی کی وجہ سے نہین معاملے کا مہجور اصل مہجور نہین ہوتا۔ شیخ ابوسعید ابوالخیر
اور شیخ ابوالقاسم گرگانی اور شیخ ابو علی فارمدی اور شیخ یوسف ہمدانی اُس کے
حال مین متوقف ہین کہتے ہین کہ ہم نہین جانتے کہ حسین کی اُن باتون سے کیا
مراد ہے اور شیخ الاسلام نے کہا ہے مین حسین بن منصور کو دو وجہ سے قبول نہین کرتا
(۱) مشائخ سلف نے اُسے قبول نہین کیا (۲) اُسکے قبول کرنے مین دین اور
شرع کی رعایت ملحوظ ہے مگر مین رد بھی نہین کرتا اور جو اُسے قبول کرتا ہو اُسے پسند کرتا ہون
شیخ فریدالدین عطار تذکرۃ الاولیا مین کہتے ہین کہ حسین کو ساحر یا حلولی جاننا تحقیق
کے خلاف ہے وہ پکا موحد تھا حسین منصور حلاج ساحر ایک اور شخص تھا جسنے شیخ کی
اُسکی تقلید کرکے ظہور کیا تھا اور وہ مارا گیا اس کا مذہب حلول تھا اور یہ منصور
ولی کامل تھا شہر بیضا ملک فارس کا باشندہ تھا خواجہ عمرو بن عثمان مکی کا مرید تھا
خواجہ جنید اور خواجہ سہل بن عبداللہ تستری وغیرہ کے ساتھ مدتون صحبت رکھی تھی
پانچوان شمیطیہ یہ لوگ یحیی بن ابی الشمیط احمسی کی طرف منسوب ہین جو
مختار کے لشکر کا ایک سردار تھا اسکو لشکر بصرہ پر امیر کردیا تھا وہ مصعب بن زبیر
سے جنگ کرتا رہا اور مقام مذار مین مارا گیا اسکے نزدیک جعفر صادق کے بعد امامت
اُن کے پانچون بیٹون کو پہونچی کہ اول اسماعیل امام ہوے پھر محمد پھر موسی کاظم

پھر عبداللہ افطح پھر اسحاق اور محمد بن اسماعیل کی امامت کا منکر تو نہ تھا مگر یہ کہتا
تھا وہ مرگئے ہین اور پھر دنیا مین نہین آئینگے اس فن کی بعض کتابون مین
اسی طرح لکھا ہے لیکن بالاتفاق کتب تواریخ سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ بصرے
پر مختار کا تسلط نہین ہوا تھا بلکہ وہ عبداللہ بن زبیر کے قبض وتصرف مین تھا
انھون نے اوائل ۶۶ھ یا اواخر ۶۶ھ مین حرث بن ربیعہ کو حکومت بصرے سے معزول
کرکے اپنے بھائی مصعب کو سند گورنری مرحمت کی تھی اور اُنھون نے شرفاے
کوفہ کی تحریک سے مختار پر چڑھائی کی مختار نے ایک چھوٹا سا لشکر مع اُن سردارون
کے جو ابراہیم بن اشتر کے ہمراہ تھے ابن شمیط کے ساتھ مصعب کے مقابلے کو روانہ کیا
مقام مذار مین طرفین نے صف آرائی کی مصعب کی فوج نے ابن شمیط کو سخت
ہزیمت دی اور اُسکے تقریبًا کل ہمراہی جنگ مین کام آگئے۔
چھٹا برقعیہ یہ پیرو ہین محمد بن علی برقعی کے جسنے سنہ ۲۵۵ ہجری مین اہواز مین
خروج کیا تھا اور اپنے آپ کو علویہ کی طرف منسوب کرکے امامت کا دعوے کیا
اور علوی عین اور لام کے فتحون سے حضرت علی کی اُس اولاد کو کہتے ہین جو حضرت
فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سوا اور کسی بی بی سے ہو حالانکہ یہ علوی نہ تھا بلکہ اس کی
مان کے ساتھ ایک علوی نے نکاح کرلیا تھا اور اپنی مان کے ساتھ یہ بھی اُس
علوی کے ہان آیا تھا اور یہین پرورش پائی تھی بصرہ اور اہواز کے بعض
علاقون پر غالب آگیا اور ہزارون آدمیون کو اپنی بیعت مین لے لیا اور آخر کار
معتضد خلیفۂ عباسی کے لشکر سے سنہ ۲۷۰ مین شکست کھاکر قید ہوا اور بغداد مین اُسکو
معتضد نے سولی پر چڑھایا اور تمام شیعون کے فرقون مین اول جس نے تقیہ ترک
کیا وہ یہی محمد بن علی برقعی ہے کہ برملا مذہب تشیع کو ظاہر کرنے لگا اور برقعی اور مقنع
اور قرملی کے درمیان مین خط وکتابت بھی اپنے عقائد کے پھیلانے اور اہل سنت وجماعت
کا مذہب مٹانے مین رہا کرتی تھی اسکے ماننے والے معاد اور احکام شرائع کے
منکر ہین اور نصوص کی تاویل کرتے ہین اور بعض انبیا کی نبوت کا بھی انکار کرتے ہین

اور اُنپر لعنت کرنے کو واجب جانتے ہین۔

ساتوان جنابیہ یہ لوگ ابو سعید بن حسن بن بہرام جنابی کے متبع ہین اس شخص نے معتضد عباسی کے عہد مین خروج کیا اور بحرین کے تمام علاقے مین اپنے اس مذہب کو رفتہ رفتہ پھیلا دیا کہ جعفر اور فنشر اور معاویہ کی ساری باتین جھوٹے قصے ہین اور احکام شرع پر عمل کرنا نہ چاہیے بلکہ ایسے شخص کا قتل کرنا واجب ہے چنانچہ تیسری صدی مین ابو سعید جنابی موسم حج مین مکے مین بہت سی جمعیت لیکر چڑھ آیا اور تین ہزار حاجیون کو قتل کیا جب سنہ ۳۰۱ ہجری مین اپنے ایک خدمتگار کے ہاتھ سے حمام مین مارا گیا تو اُسکا بیٹا ابو طاہر سلیمان اُسکا قائم مقام ہوا اور ہجر اور احسا اور قطیف اور تمام ملک بحرین پر قابض و متصرف ہو گیا اور سنہ ۳۱۵ مین کوفے پر چڑھائی کی اور معتمد عباسی کی سپاہ کو بسپا کر کے اُسے لوٹ لیا اور دریائے فرات کی طرف بہت سے شہر غارت کئے اور کام اُسکا بڑھتا رہا اور اُسنے مذہب باطنیہ کو رواج عظیم دیا اور سنہ ۳۱۷ مین موسم حج مین مکۂ معظمہ مین بہت سی جمعیت کے ساتھ آیا امیر مکہ ابن محلب و رائس کے ساتھیون کو قتل کیا اور مسجد الحرام مین گھوڑے پر سوار ہوکر داخل ہوا اور شراب کا پیالہ ہاتھ مین تھا جسے وہان پیا اور اپنے گھوڑے کو سیٹی دی تو اُسنے مسجد مین پیشاب کر دیا اور حاجیون کو بڑی بے دردی سے قتل کرا کر چاہ زمزم مین ڈلوا دیا اور باقی کو مسجد حرام مین دفن کرا یا اور خانۂ کعبہ کا غلاف اُتروا کر اپنے یارون پر تقسیم کر دیا اور دروازۂ کعبہ کو اُکھڑوا ڈالا اور میزاب کو بھی اکھیڑنے کے لیے ایک آدمی کو چڑھایا کہ وہ گر کر مر گیا اور حجر اسود کو اُکھڑوا کر مقام ہجر کو لے گیا جو اُسکا دار الحکومت تھا اور وہان سنڈاسون مین ڈلوا دیا اور پھر اٹھوا کر رکھ لیا اور بائیس برس تک حجر اسود اُسکے پاس رہا یہانتک کہ سنہ ۳۳۹ مین خلیفہ عباسی مطیع للہ ابو القاسم مفضل بن مقتدر بن معتضد نے تیس ہزار دینار کو اُس سے خرید کے بدستور خانۂ کعبہ مین رکھوا دیا اور مطلب ان کا حجر اسود کے اکھیڑنے سے یہ تھا کہ آدمی بد اعتقاد ہو جائین اور پھر کبھی یہان طواف کرنے آئین ابو طاہر

قرمطی نے یہانتک زور پکڑ لیا تھا کہ سنہ ۳۲۲ مین تمام بحرین اور یمامہ کا مالک ہو گیا اور حج کو بالکل ترک کر دیا اور ان مین سے چھ شخصون نے ابو سعید کے عہد سے سنہ ۳۷۵ تک حکمرانی کی۔

تنبیہ

اور ہے کہ میمونیہ - خلفیہ - شمیطیہ - برقعیہ اور جنابیہ - ان پانچون فرقون کا شمار قرامطہ مین ہے اور تمام فرقون کو باطنیہ بھی کہتے ہین اس لیے کہ ان کا زعم یہ ہے کہ قرآن کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی ہے اور مراد باطن قرآن کی اور اسی پر یہ عمل کرتے ہین اور ان کے زعم مین ظاہر قرآن جو لغت سے مفہوم ہوتا ہے عمل کے قابل نہین ہے بلکہ ہر ایک کار شرعی کا مقصود باطن ہے نہ ظاہر مثلاً روزے کا باطن یہ ہے کہ مذہب کو مخفی رکھے اور حج کا باطن امام کے پاس پہونچنا ہے اور نماز کا باطن امام کی فرمانبرداری ہے اسی لیے امام مالک بن انس نے کہا کہ فرقۂ باطنیہ کی توبہ مقبول نہین اسلیے کہ شاید ان کی توبہ کا بھی باطن ہو اور باطنیہ تمام باتون کی تاویل کرتے ہین اور کہتے ہین ہر ظاہر کا باطن ہے اور وہ باطن اُس ظاہر کا مصدر ہے اور وہ ظاہر اُس باطن کا مظہر ہے اور کوئی ظاہر نہین جس کا باطن نہو ورنہ وہ فی الحقیقت کچھ بھی نہین اور کوئی باطن نہین جسکا ظاہر نہین ورنہ وہ خیالی ہے اللہ نے عالم ظاہر و باطن پیدا کئے ہین عالم باطن عالم ارواح و نفوس و عقول ہین اور عالم ظاہر عالم اجسام علوی و سفلی و اعراض ہین امام عالم باطن کا حاکم ہوتا ہے کسی کو بغیر اُسکی تعلیم کے عالم بالا تک رسائی نہین اور نبی عالم ظاہر اور شریعت کا حاکم ہوتا ہے جس کی طرف لوگ محتاج ہوتے ہین اور یہ کام سوا نبی کے تمام نہین ہوتا اور شریعت کا ایک ظاہر ہوتا ہے جسے تنزیل کہتے ہین اور ایک باطن ہوتا ہے جسے تاویل بولتے ہین اور زمانہ نبی یا شریعت سے خالی نہین ہوتا اسی طرح امام سے یا اُس کی دعوت سے خالی نہین ہوتا اور دعوت کبھی مخفی ہوتی ہے اگرچہ امام ظاہر ہو اور کبھی دعوت ظاہر ہوتی ہے اگرچہ امام مخفی ہو جس طرح نبی کو معجزۂ قولی و فعلی سے جانتے ہین اسی طرح امام کو دعوت اور دعوے سے جانتے ہین اور اللہ کو بغیر امام کے نہین

پہچان سکتے اور امام کا ہر زمانے مین موجود ہونا ضرور ہے ظاہر ہو یا مستور جس طرح کوئی
وقت روشنی روز یا تاریکی شب سے خالی نہین ہوتا اور اصول اعتقاد مین یہ سارے
باطنیہ مخالف نہین البتہ بعض فروع مین باہم مخالفت کرتے ہین اور باطنیہ خاص
اس باب مین کہ نصوص قرآن وحدیث ظاہر پر محمول نہین منصوریہ اور خطابیہ کے
خوشہ چین ہین جنکا ذکر غلاۃ شیعہ مین ہو چکا ارشاد مین ابوالمعالی نے کہا ہے کہ
باطنیہ کی راے یہ ہے کہ صفات مین سے کسی صفت کے ساتھ خدا اور مخلوق کو
مشترک جاننا اشتباہ کا موجب ہے اس لیے باری تعالیٰ کو صفت وجود کے ساتھ بھی
موصوف نکرنا چاہیے یعنی موجود نہ ماننا چاہیے بلکہ یون سمجھنا چاہیے کہ وہ معدوم نہین
اور نہ اسکو عالم اور قادر اور حی کہنا چاہیے بلکہ یون کہنا چاہیے کہ وہ عاجز نہین جاہل
نہین میت نہین۔ اور ابن خلدون نے اپنی تاریخ مین اسماعیلیہ کے باطنیہ کہلائے
جانے کی یہ وجہ لکھی ہے کہ یہ امام باطن یعنی امام مستور کے قائل ہین مگر صرف یہی
وجہ نہین اس لیے کہ ایسے تو امام باطن کے قائل شیعہ کے بہت سے فرقے ہین پھر خاص
انہی کے باطنیہ مشہور ہونے کی کیا وجہ ہے انکی وجہ تسمیہ مین صحیح قول وہی ہے جو مشہور ہے
بعض کتب مین لکھا ہے کہ فرقہ باطنیہ حکیم بندقلیس یونانی کے فلسفے کا ماہر تھا اس حکیم کا
فلسفہ بعض ایسے نکات اور رموز پر شامل ہے کہ اُنپر کسی کو بہت کم عبور ہو سکتا ہے
قرطبہ اندلس کا نامور عالم محمد بن عبداللہ بن مرہ جبلی باطنی بندقلیس کے فلسفے سے
اُنس رکھتا تھا اور اُس کا درس دینے مین خوب مشاق تھا فرقہ باطنیہ کا فلسفہ اسی
بندقلیس کے فلسفے سے ماخوذ ہے بندقلیس پہلا شخص ہے جس نے یہ بات کہی کہ خداے تعالیٰ
کے تمام اسماے صفات کے معانی ہر پھر کر ایک ہی مرکز یعنی اسم ذات واجب تعالیٰ
ہی طرف راجع ہوتے ہین مثلاً خداے پاک کو عالم، جواد اور قادر کہنے کا یہ مطلب نہین
کہ اُسکی ذات بے مثال ان معانی سے ہر ایک کے ساتھ الگ الگ متمائز ہوتی ہے
بلکہ وہ ذات پاک حقیقی واحد ہے جو بخلاف تمام دیگر موجودات کے کسی طرح بھی
کثرت کو قبول نہین کرتی دنیا کی تمام واحد اور مفرد چیزین خود اپنے معانی کے اعتبار سے

اپنے اجزا اور نظائر کے لحاظ سے کثرت اور تعداد کو قبول کر سکتی ہین لیکن ذات باری
اس نقص سے بری اور منزہ ہے۔
شوان مہدویہ یہ لوگ اس بات کے قائل ہین کہ عبداللہ جنھون نے اپنا لقب
مہدی رکھا تھا امام ہین اور یہ مہدی اپنے آپ کو حضرت اسماعیل بن حضرت
جعفر صادق کی اولاد سے بتاتے تھے اور اپنے تابعین کا مہدویہ نام مقرر کیا تھا
اور امامت کا دعوے کرتے تھے اسی لیے انکا خاندان اسماعیلیہ بھی کہلاتا ہے فرقہ
مہدویہ کا یہ عقیدہ تھا یہ عبداللہ مہدی موعود ہین اور دلیل اس بات پر پیغمبر
علیہ السلام کی یہ حدیث بیان کرتے تھے علے راس ثلثمأۃ تطلع الشمس من مغربہا
یعنی تیسری صدی کے سر پر آفتاب مغرب سے طلوع کریگا اور کہتے تھے کہ اس حدیث
مین آفتاب سے مراد عبداللہ مہدی ہین اور مغرب سے مراد ملک مغرب ہے تاریخ فرشتہ
مین لکھا ہے کہ ایک شیعہ کا قول ہے کہ مہدی مغربی کی ولادت سنہ ۲۶۰ ہجری مین ہوئی تھی
اور محمد بن حسن عسکری بقول اثنا عشریہ سر من راے عرف سامرہ مین سنہ ۲۵۵ ہجری
مین پیدا ہوئے تھے پس اس حدیث کی صحت کی تقدیر پر لفظ شمس سے محمد بن حسن عسکری
مراد ہین۔ یافعی کی روایت کے مطابق مہدی نے سنہ ۲۹۹ ہجری مین بلاد افریقہ مین
خروج کیا تھا اور تاریخ ابوالفدا مین لکھا ہے کہ ائمہ مہدویہ کی سلطنت کی ابتدا افریقہ مین
سنہ ۲۹۶ ہجری سے ہوئی ہے ان مین سے پہلے جس شخص نے ملک گیری کی وہ ابو محمد
عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن میمون بن محمد بن اسمٰعیل بن جعفر بن محمد بن علی بن
حسین بن علی بن ابی طالب ہے اور بعض کتابون مین انکا سلسلہ یون ملایا ہے
عبداللہ بن احمد بن اسماعیل ثانی بن محمد بن اسماعیل بن جعفر بن محمد بن علی
بن حسین بن علی بن ابی طالب بعض کہتے ہین کہ ابو محمد عبداللہ مہدی بیٹے تھے
محمد کے جنھین حبیب کہتے ہین اور حبیب کا نسب نامہ یون ہے محمد حبیب بن جعفر بن محمد
بن اسماعیل بن جعفر صادق اور بعض نے یون لکھا ہے عبداللہ مہدی بن جعفر بن حسن
بن محمد بن جعفر شاعر بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے

کہ مہدی مغربی کی نسبت امام جعفر صادق تک روایت مشہورہ کے مطابق اس طرح ہے
عبداللہ بن رضا بن تقی قاسم بن وفی احمد بن رضا محمد بن اسماعیل بن امام جعفر صادق
بعض مورخ ایسے بھی ہیں جنہوں نے مہدی کا نام عبداللہ کی جگہ محمد لکھا ہے اور سلسلہ
نسب یوں بتایا ہے (۱) بقول عیون التواریخ مولفہ ابو طالب علی بغدادی
مہدی محمد بن رضا عبداللہ بن تقی قاسم بن ولی احمد بن وصی محمد بن اسماعیل بن
جعفر صادق۔ اور حمداللہ مستوفی نے بھی تاریخ گزیدہ میں یوں ہی لکھا ہے مگر لفظ
ولی احمد کی جگہ وفی احمد واقع ہے (۲) بقول مرآت عالم ابو القاسم محمد بن عبداللہ
بن قاسم بن احمد بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق۔ اور جمہرۃ النسب میں لکھا ہے
کہ مہدی نے ایک بار یہ دعوی کیا تھا کہ میں حسن بجیض بن جعفر بن محمد بن اسماعیل
بن امام جعفر صادق کا بھائی ہوں اور دوبارہ یہ بیان کیا کہ حسین بن محمد بن اسماعیل
بن جعفر صادق کا بیٹا ہوں حالانکہ محمد کا بیٹا حسین کوئی نہیں۔

علما کو ان کی نسب کی صحت میں بڑا اختلاف ہے جو لوگ ان کی امامت کے مقر ہیں
وہ کہتے ہیں کہ نسب ان کا صحیح ہے اور وہ بلاشبہہ سید علوی فاطمی ہیں اور بہت سے
علمائے علوی بھی کہ نسب ناموں کے بڑے واقف کار تھے اس بات کی تصدیق کرتے
ہیں اور شریف رضی نے بھی ان کی سیادت کی نہایت شد و مد سے تصدیق کی ہے
مگر بعض علما کہتے ہیں کہ یہ نسب نامہ بالکل غلط ہے اس لیے کہ اسماعیل بن جعفر اپنے
باپ کے سامنے مدینے میں مر گئے اور اسماعیل کے بیٹے محمد حضرت جعفر صادق کے
ہمراہ بغداد میں آئے اور وہاں لاولد فوت ہوئے عمدۃ الطالب میں لکھا ہے کہ محمد بن
اسماعیل بن جعفر صادق اپنے چچا موسیٰ کاظم کے ساتھ رہتے تھے اور موسیٰ کاظم سے
در پردہ مخالفت رکھتے تھے جب ہارون الرشید حجاز میں آیا تو انھوں نے اپنے

چچا کی اس سے چغلی کھائی رشید نے موسیٰ کاظم کو قید کر دیا جہاں انکا انتقال ہوا محمد بن
اسماعیل رشید کے ہمراہ عراق کو چلے گئے بغداد میں انتقال کیا موسیٰ کاظم نے ان کے
حق میں بددعا کی تھی محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق کے بعد دو فرزند باقی رہے تھے
اسماعیل ثانی اور جعفر شاعر۔ اسی جعفر شاعر کی اولاد سے خلفائے مصر ہیں مگر عباسیوں
نے ان کے نسب کے بطلان پر بڑا زور دیا تھا اور ان کے اعتقادات فاسدہ نے
اسکو اور قوت دیدی۔ تاریخ فرشتہ میں بعض تواریخ کے حوالے سے لکھا ہے کہ محمد بن
اسماعیل اپنے دادا جعفر صادق کے عہد میں رے کی طرف گئے تھے محمد آباد رے انکی
طرف منسوب ہے انکی اولاد زیادہ ہوئی قندھار۔ خراسان۔ اور سندھ کی طرف جا کر آباد
ہو گئے۔ ملک مغرب کے نسب نامے جاننے والے کہتے ہیں کہ مہدی عبداللہ بن سالم بصری
کی اولاد سے ہیں اور انکا باپ بصرے میں نان بائی کی دوکان کیا کرتا تھا اور عراق
کے نسب نامے جاننے والے کہتے ہیں کہ وہ یہودی کی نسل سے ہیں اور ان کا نام
عبداللہ نہیں بلکہ سعید نام ہے اور وہ بیٹے تھے احمد بن عبداللہ قداح بن میمون
بن دیصان کے دیصانیہ اسی دیصان کی طرف منسوب ہے اور بعضوں نے
عبداللہ بن محمد بن عبداللہ قداح بیان کیا ہے اور بعضوں نے سعید بن حسین بن محمد
بن احمد بن عبداللہ قداح یہ حسین جب مقام سلمیہ علاقہ حمص میں گئے تو ایک
یہودن کے حسن و جمال کا ذکر ان کے سامنے ہوا اور شوہر اسکا جو لہار تھا مر چکا تھا
حسین نے اس سے نکاح کر لیا اس عورت کے ایک لڑکا پہلے شوہر لہار سے تھا
حسین اس لڑکے کو بہت چاہنے لگے اور اسکی تعلیم میں بڑی کوشش کی چونکہ
حسین لاولد تھے تو اسی کے واسطے وصیت کی اور اسے دعوت کے اسرار سکھائے
اور سارا مال اور کل علامات اسے دیدیں پھر اسنے بڑی ترقی پکڑی اور عبداللہ مہدی
کے نام سے شہرت حاصل کی۔ المعرب فی اخبار المغرب مطبوعہ شہر لیڈن کے صفحہ ۱۰۷
میں مذکور ہے کہ قاسم بن طبا طبا علوی کہتے ہیں کہ قسم ہے خدائے پاک کی کہ عبداللہ
ہم میں سے نہیں ربیع الثانی سنہ ۴۰۲ ہجری میں قادر باللہ خلیفہ بغداد کے حکم سے

ایک محضر لکھا گیا جسپر علویین اور قضاۃ اور جماعت فضلا اور ابو عبد اللہ بن نعمان حج
شیعہ کا نام لکھا گیا اِس محضر کا مضمون یہ تھا کہ یہ وہ محضر ہے جسپر گواہان حاشیہ نے
اس بات کی گواہی دی ہے کہ معد بن اسماعیل بن عبد الرحمن بن سعید منسوب ہے
دیصان کی طرف جو فرقہ دیصانیہ کا سرغنہ ہے اور یہ بدمذہب یعنی منصور بن نزار
جسکا لقب حاکم ہے معد کا پوتا ہے اور معد اسماعیل کا بیٹا ہے اور وہ عبد الرحمن بن
سعید کا اور یہ لوگ خارج از نسب ہین ان کو اولاد علی بن ابی طالب کے نسب
مین کچھ دخل نہین ہے یہ لوگ جھوٹا دعویٰ کرتے ہین کہ ہم علی بن ابی طالب کی اولا
سے ہین اور یہ بدمذہب لوگ مع اپنے بزرگون کے جو اُنسے پہلے گذرے ہین کافر او
فاسق اور ملحد اور زندیق اور غیر مسلم تھے ہمیشہ اسلام سے انکار کرتے رہے ہین اِن لوگون
نے زنا کو مباح کر دیا شراب نوشی جائز بنا دی انبیا کو گالیان دیتے ہین اور خدائی کا
دعویٰ کرتے ہین (انتہیٰ) اور مقاتل نے اُن کے سلسلہ نسب کی نسبت کہا ہے کہ وہ
عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمن بصری ہین اور نجم الجمان مین ابن قطان نے کہا ہے
کہ بعض مورخین کا قول ہے کہ جعفر بن علی کی ایک کنیز تھی ایک شخص کے ساتھ جو قرملی
یا یہودی تھا اُس کی آشنائی ہو گئی اُس عورت نے بہت سا مال اُس مرد کو دیدیا
اور اپنے مالک کو مار ڈالا اُس مرد سے اُس کنیز کے ایک بیٹا پیدا ہوا جوان عبد اللہ
مہدی کا دادا ہے اور حلی نے خلاصہ مین لکھا ہے کہ عبد اللہ قداح بن میمون بن اسود
بنی مخزوم کا آزاد غلام تھا اور تیر بنایا کرتا تھا اسلیے قداح کہلاتا ہے اُس کا باپ
امام محمد باقر اور امام جعفر صادق سے روایت کرتا ہے اور وہ خود بھی حضرت جعفر صادق
سے راوی ہے اور کتاب نجاشی مین مذکور ہے کہ اُسکی تصنیف سے دو کتابین ہین
ایک مین حضرت پیغمبر کی بعثت کے اخبار مذکور ہین دوسری مین صفت جنت و دوزخ
کا حال لکھا ہے اور انساب سمعانی مین آیا ہے کہ میمون جعفر صادق کا غلام تھا اور
عبد اللہ اُسکا بیٹا محمد بن اسمٰعیل بن جعفر کے ساتھ مکتب مین رہتا تھا جب محمد نے
وفات پائی تو حضرت اسماعیل کی خدمت مین رہنے لگا اور جب اسماعیل نے بھی

وفات پائی تو اُسنے دعویٰ کیا کہ مین اسماعیل کا بیٹا ہون حالانکہ وہ میمون کا بیٹا تھا۔
چونکہ مین عبد اللہ قداح ابن میمون کے باب مین بڑی قیل و قال کرتے ہین تاریخ فرشتہ
مین مذکور ہے کہ سیادت علویہ مصر کی مورخین اور نسابین کے اعتبار سے مشکوک ہے مگر
حضرت رسالت پناہ نے عالم رویا مین برہان نظام شاہ سے کہا تھا کہ میرا فرزند شاہ طاہر
جو کچھ تجھسے کہتا ہے اُسپر عمل کر ایسی خواب اِس حدیث کے بموجب من رآنی فی المنام
فقد رآنی فان الشیطان لا یتمثل فی صورتی یعنی جس شخص نے مجھکو خواب مین دیکھا
تو تحقیق اُسنے مجھی کو دیکھا اس لیے کہ شیطان میری صورت مین نہین بن سکتا اور ایضاً
من رآنی فقد رای الحق یعنی جس نے مجھکو دیکھا تو تحقیق حق دیکھا یعنی اس کا خواب
سچا ہے اُسنے مجھی کو دیکھا ہے نہ غیر میرے کو شیطانی نہین ہو سکتی اس سے یقین ہے کہ
سادات اسماعیلیہ صحیح النسب ہین کیونکہ یہ شاہ طاہر عبد اللہ مہدی کی اولاد سے تھا وائل
دولت اسماعیلیہ مین شاہ طاہر کے آبا و اجداد مین سے ایک عالم و فاضل شخص ترک دنیا کرکے
درویشی کے زمرے مین آگیا تھا اور مذہب اثنا عشری اختیار کر لیا تھا اور اپنے دادا اسماعیل
کی امامت کا منکر تھا مگر تمام حالات لکھنے کے بعد تاریخ فرشتہ کا مولف کہتا ہے کہ یہ خواب کا قصہ
بالکل بے بنیاد ہے شیعون نے اپنے مذہب کے جاری اور رائج کرنے کے لیے گھڑ لیا
ہوگا جیسا کہ اُن کی عادت ہے تاریخ ابو الفدا مین مرقوم ہے کہ میمون بن دیصان نے
میزان نام ایک کتاب زندیقون کی تائید مین لکھی ہے اور لوگون کے سامنے یہ ظاہر
کیا کرتا کہ مین آل نبی کا شیعہ ہون میمون کے بیٹا پیدا ہوا اس کا نام عبد اللہ رکھا اور چونکہ
عبد اللہ آنکھین بنایا کرتا تھا اس لیے اُسے قداح کہتے تھے میمون نے عبد اللہ قداح کو
بڑا کارگر دیا اور دعوت کے طریقے سکھا دیے اور وہ اسرار بتا دیے جو آل نبی کے ساتھ نسب
ملانے مین کارآمد تھے پھر عبد اللہ اصفہان کی طرف سے اہواز اور بصرہ اور سلمیہ مین آیا لوگونکو
تشیع اور اہل بیت کی طرف بلانے لگا اُسکے انتقال کے بعد احمد یا محمد نام اُسکا بیٹا قائم مقام ہوا
اور اُسنے رستم بن حسین بن حوشب بن زادان نجار کوفی کو یمن کی طرف بھیجا کہ وہ لوگون کو
اس کے مذہب کی طرف دعوت کرے اور پھر ایک شخص ابو عبد اللہ شیعی جس کا نام

حسین بن احمد بن محمد بن زکریا ہے کوفے کی طرف کا رہنے والا اُسے ملگیا ابن حوشب نے
اسکو بہت سا مال واسباب دیکر رعایاے مغرب کو مذہب مہدویہ کی طرف دعوت کے
لیے بھیجا اگرچہ ابھی تک اس مذہب کا نام مہدویہ نہیں ہوا تھا مگر دراصل بنیاد اس
مذہب کی اِسی وقت سے سمجھنا چاہیے اسلیے کہ جب محمد نے سلیہ مین انتقال کیا اور اپنے
بیٹے عبداللہ کے واسطے خلافت ونیابت کی وصیت کردی اور دعاۃ کا حال وپتا بتادیا
تو عبداللہ نے اپنا لقب مہدی باللہ رکھا اِسی لیے اُن کی اولاد **بنو مہدی** کہلاتی ہے
جب مکتفی باللہ خلیفہ عباسی کو اُن کا حال معلوم ہوا تو اپنے حضور مین طلب کیا
ابو محمد عبداللہ مہدی اور اُن کے بیٹے ابوالقاسم جنھون نے بعد عبداللہ کے اپنا
لقب قائم بامراللہ رکھا تھا دونون سوداگرون کے بھیس مین مصر ہوتے ہوئے اُدھر
مین طرابلس المغرب کی طرف بھاگ گئے زیادۃ اللہ فرمان رواے افریقہ کو جو آخری
بادشاہ بنی اغلب کا تھا اُن کی تلاش تھی جا بجا حاکمان ضلع کو اُن کی گرفتاری
کے لیے حکم بھیجدئے تھے مہدی سجلماسہ مین جاکر ٹھہرے یسع بن مدرار یہان کا حاکم
تھا مہدی نے یہان یہ ظاہر کیا کہ مین ایک سوداگر ہون اور تجارت کی غرض سے
یہان آیا ہوا ہون اس عرصے مین یسع کے نام زیادۃ اللہ کا خط پہونچا کہ یہ وہی
شخص ہے جسکی طرف ابو عبداللہ شیعی دعوت کرتا تھا یسع نے مہدی کو قید کرلیا مگر
ابو عبداللہ شیعی نے افریقہ مین ایسے ہاتھ پانون پھیلائے کہ زیادۃ اللہ کی قوت
بربادی کے قریب پہونچ گئی اور ابو عبداللہ شیعی وہان قابض ہوگیا اور ابو عبداللہ
شیعی ماہ رمضان ۲۹۶ھ ہجری مین رقادہ سے سجلماسہ کو گیا جب اُس کے قریب پہونچا
تو یسع نے اُسکا مقابلہ کیا مگر اپنے آپ کو کمزور پاکر شب مین مقابلے سے بھاگ گیا ابو عبداللہ
شیعی نے سجلماسہ مین داخل ہوکر مہدی اور اُن کے بیٹے کو قیدخانے سے نکالا اور
دونون کو سوار کرا کے پھیلا اور قبائل کے تمام سردار اُن کے آگے چلتے تھے ابو عبداللہ
مہدی کی طرف اشارہ کرکے کہتا تھا کہ تمھارے مولا یہ ہین مہدی شدت خوشی
سے روتے تھے یہانتک کہ اُس خاص خیمے مین جو اُن کے لیے کھڑا کیا گیا تھا پہونچے

ان یسع حاکم سجلماسہ کو اپنے سامنے بلاکر قتل کیا مہدی چالیس دن سجلماسہ مین
افریقہ کو گئے کہ ۲۹۷ھ مین رقادہ پہونچے وہان دفترون کو ترتیب دیا اور عمال
کیا اور شہرون مین حاکم اپنی طرف سے روانہ کیے ۳۰۰ھ مین مہدی سارے
کے شہرون کے مالک ہوگئے اور خلفاے عباسیہ کی حکومت سے وہ ملک
کیا صناجۃ الطرب مین لکھا ہے کہ مہدی اور اُن کے جانشینون نے اپنے
ون کا رنگ سفید رکھا تھا۔
طرح مہدی کی نسبت مین امام جعفر صادق کی طرف مختلف روایتین ہین اسی طرح
ن کے اپنے نام اور اُن کے بیٹے قائم کے نام مین بھی اختلاف ہے تاریخ ابوالفدا
جنات الفردوس مین مہدی کا نام صاف عبید اللہ اور کنیت **ابو محمد** مندرج ہے
اور اُن کے بیٹے قائم کا نام **محمد** اور کنیت **ابوالقاسم** لکھی ہے اور لفظ عبید مین کے
اور یا سے موحدہ کے فتح سے عبد کی تصغیر ہو اور عبید اللہ بھی کتابون مین لکھا ہے اور
صورت مین لفظ عبد مُکبّر ہے نہ مُصغّر اور بوہرون کے درود وظائف اور
اون کے کلمات مین صاف عبداللہ ہے مُکبّر نہ عبیداللہ جو مصغر ہے۔ مرآت عالم
روضۃ الصفا حبیب السیر اور تاریخ گزیدہ مین مہدی کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم تحریر
ی ہے اور اُن کے بیٹے قائم بامراللہ کا نام احمد بیان کیا ہے اور پھر یون کہا ہے کہ
اسماعیلیہ مین سے جس نے اول ظہور کیا اور صاحب ملک وحکومت ہوا وہ ابوالقاسم
محمد بن عبداللہ ہین اُن کو مہدی کہتے تھے ۳۲۲ھ ہجری مین مہدویہ مین اُنھون نے
انتقال کیا اُن کے بعد جانشین اُن کے القائم بامراللہ احمد ہوے جو اُن کے بیٹے
تھے مگر یہ اقوال صحت سے عاری ہین۔
مختصر یہ کہ جبکہ مہدی کی بادشاہت جم گئی تو تمام معاملات سلطنت کو بذات خود انجام
دینے لگے ابو عبداللہ شیعی اور اُسکے بھائی ابوالعباس کو بیدخل کردیا چونکہ ترک عادت
بلا سخت ہے یہ امر اُنکو ناگوار ہوا ابوالعباس اپنے بھائی کو ملامت کرتا تھا اور کہتا تھا
کہ تو نے بادشاہت اپنے ہاتھ سے نکال کر غیر کو سونپ دی ابو عبداللہ شیعی بھائی کو

سمجھاتا تھا کہ ایسی بات مُنہ سے مت نکال یہانتک کہ مہدی کو خبر لگی کہ وہ سرداران قبائل سے یہ کہتا ہے کہ یہ مہدی وہ مہدی نہیں ہے جس کی طرف ہمنے تمھین بُلایا تھا مہدی نے دونون کو اپنے پاس بلاکر سنہ ۲۹۸ ہجری مین اور بقولے سنہ ۲۹۹ ہجری مین قتل کرڈالا۔ سنہ ۳۰۳ ہجری مین مہدی نے افریقہ مین کنارۂ دریا پر ایک شہر آباد کرکے اسکا نام مہدیہ رکھا اور اُسکو اپنا دارالسلطنت بنایا خلفاے مصر کے مورث اعلیٰ یہی مین بلاد افریقہ مین ان خلفا کی حکومت نے بڑی قوت پکڑی مذہب اسماعیلیہ کو برملا جاری کرنے لگے اُن کے داعی زمین مصر کی طرف پھیل گئے ایک خلق کثیر نے اُن کی دعوت قبول کی پھر معزلدین اللہ ابو تمیم معد بن اسماعیل منصور بن قائم محمد بن مہدی عبداللہ سنہ ۳۵۸ ہجری مین ابوالحسین جوہر اپنے والد کے غلام کی کوشش سے بعد وفات کافور اخشیدی والی مصر کے مصر کے مالک بن بیٹھے جہان جوہر نے قاہرہ آباد کیا اور اپنا لشکر شام کی طرف روانہ کیا تمام ملک افریقہ ومصر وبلاد شام مین بھی یہ مذہب پھیل گیا مگر سنہ ۴۴۳ ہجری سے انکا قبضہ افریقہ سے اُٹھ گیا وہان جو ان کی طرف سے حاکم تھے وہ خود مختار ہو گئے مصر ان کے قبضے مین رہا معز نے سنہ ۳۶۲ ہجری مین دارالحکومت افریقہ سے مصر مین بدلا تھا۔ اِن کی سلطنت کو **دولت عبیدیہ** اور **عبیدی** اور **عبیدیئین** کہا کرتے ہین اور **دولت اسماعیلیہ** بھی انھین سے عبارت ہے اور انکے طرفدار ان کے خاندان کو **علوی فاطمی** جانتے ہین۔ سیوطی نے رسالہ زینبیہ مین لکھا ہے کہ صدر اول مین لفظ **شریف** کا اطلاق ہر ایک اُس آدمی پر ہوتا تھا جو اہل بیت سے تھا خواہ حسنی ہوتا یا حسینی یا علوی یا محمد بن حنفیہ کی اولاد سے یا حضرت علی کے دوسرے بیٹون کی اولاد سے یا جعفری یا عقیلی یا عباسی جبکہ فاطمیون کا مصر پر قبضہ ہوا تو اُنھون نے فقط اولاد امام حسن وحسین پر استعمال اِس لفظ کا مقصور کر دیا انتہی ملخصًا اور حافظ ابن حجر نے کتاب القاب مین لکھا ہے کہ بغداد مین ہر عباسی اور مصر مین ہر علوی لفظ شریف کے ساتھ ملقب تھا تاریخ ابوالفدا مین مرقوم ہے کہ قاضی ابو بکر باقلانی کہتے ہین کہ عبداللہ الملقب بہ مہدی باطنیہ کا عقیدہ

رکھتے تھے دین اسلام کی بربادی کے بڑے درپے تھے علما کو قتل کراتے تھے تاکہ اُن کی مخالفت پر لوگون کو وعظ ونصیحت نکوین اور اُن کی اولاد بھی اسی عادت کی تھی زناکاری اور مے نوشی کو مباح کردیا تھا اور بیان المعرب مین لکھا ہے کہ قاضی ابو بکر باقلانی کہتے ہین کہ عبداللہ مہدی قرامطہ مین سے ہین اور یہ مذہب اور نسب اُن کے لئے ابو عبداللہ شیعی نے اختراع کیا ہے مہدی موصوف ہمیشہ اصحاب وازواج رسالت مآب کی ہجو کیا کرتے تھے سوائے حضرت علی اور مقداد بن اسود اور سلمان فارسی اور ابو ذر غفاری کے اور کہتے تھے کہ سرور عالم کی رحلت کے بعد یہ تمام لوگ مرتد ہو گئے تھے سواے اُن پانچ صحابیون کے۔ اور فقہا کو حکم دیدیا تھا کہ سوا اس مذہب کے جو انکا جاری کیا ہوا تھا دوسرے مذہب پر فتوی ندین اُن کا مذہب یہ تھا کہ بیٹی پوری میراث کی وارث ہو جاتی ہے اور طلاق بائنہ سے عدت ساقط ہو جاتی ہے۔ تاریخ فرشتہ مین تاریخ جہان کشا کے حوالے سے لکھا ہے کہ اسماعیلیہ کے دو پیشوا تھے ایک کو **میمون قداح** کہتے تھے اور دوسرے کو **عبداللہ بن میمون** یہ عبداللہ کوفہ اور عراق کو گئے اور اُن کا بیٹا ہمراہ تھا اور وہان کے لوگون کے سامنے ظاہر کیا کہ مین امام کا داعی ہون اور امام جلدی ظاہر ہوا چاہتے ہین اور ایک شخص کو جسکا نام ابوالقاسم تھا یمن مین دعوت کے لئے بھیجا اہل یمن نے دعوت قبول کی اور ایک شخص کو جو ابو عبداللہ شیعی کرکے مشہور تھا مغرب کو بھیجا پیچھے سے آپ بھی مع بیٹے کے مغرب کو گئے ابو عبداللہ نے استقبال کیا عبداللہ نے مغرب مین جاکر یہ دعوی کیا کہ مین امام ہون اور کبھی مصلحت کے طور پر یہ بھی کہدیتے تھے کہ امام کے ظہور کا وقت قریب ہے اور اپنے آپ کو اسماعیل بن جعفر کی اولاد قرار دیتے تھے اور اپنا خطاب مہدی مقرر کیا تھا۔ عبیدیین سے پیشتر اسماعیلیہ کے پاس سوا کتاب البیان باطنیہ مولفہ غیاث کے اور کوئی کتاب نہ تھی جب عبیدیہ نے مصر اور افریقہ پر تسلط حاصل کیا تو ان کے خاندان مین بڑے بڑے علما صاحب تصانیف اور داعی پیدا ہوئے جیسے نعمان بن محمد بن منصور قاضی اور علی بن نعمان اور محمد بن نعمان اور عبدالعزیز

اور محمد بن مسیب اور مقلد بن مسیب العقیلی اور ابو الفتوح برجوان اور محمد بن عمار کتابی
یہ امام الدین وغیرہ خاصکر مستنصر کے عہد میں عامر بن عبداللہ رواحی یمنی اور علی
بن قاضی محمد صلیحی یمن کا قاضی زادہ یہ دو بڑے بڑے داعی تھے یہانتک کہ علی بن
محمد نے ۴۲۹ھ ہجری سے یمن میں ایسا قدم جمایا اور مسمی نجاح رئیس تہامہ کو زہر
دلوا کر ۴۵۲ھ سے دو برس کے عرصے میں یعنی ۴۵۵ھ تک ساری قلمرو یمن کا خود
مالک ہو گیا اور اہل یمن کو مذہب مہدویہ میں کر لیا یمن میں قوم بنی یام اور قوم بنی
ہمدان اسماعیلی المذہب ہیں علی بن محمد صلیحی ابتدا میں سنی المذہب تھا عامر بن عبداللہ
رواحی کی کوشش سے شیعہ اسماعیلی ہو گیا تھا یہ اور اسکا بیٹا احمد بن علی بن محمد صلیحی
دونوں یمن کے حکمران بھی رہتے اور بعد انکے اور بڑے بڑے داعی بھی گذرے ہیں جیسے
صالح بن رزیک ارمنی وزیر فائز بن ظافر اور فقیہ عمارہ یمنی صاحب تاریخ یمن بھی
باطن میں شافعی تھا اور ظاہر میں مہدویہ کا داعی حسین بن عبداللہ بن حسن بن علی
بن سینا کو بھی اسماعیلی المذہب بتاتے ہیں اور احمد بن عبداللہ مصنف رسائل
اخوان الصفا کا بھی یہی مذہب تھا اور فوائد المجموعہ میں لکھا ہے کہ رسائل اخوان الصفا کا
واضع زید بن رفاعہ ہے اور حکیم ناصر خسرو کو بھی اسماعیلی بتایا ہے سات برس تک
مستنصر کے پاس مصر میں رہا تھا ہر سال یہاں سے حج کو جاتا اور پھر مصر کو لوٹ آتا آخر
مکہ سے بصرہ ہوتا ہوا خراسان کو چلا گیا اور وہاں پر لوگوں کو مذہب اسماعیلیہ کی طرف
ہدایت کرنے لگا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ اسماعیلیہ الموتیہ کی صحبت میں رہا تھا اور
اسنے ایک ندامت نامہ شائع کیا تھا کہ میں اسماعیلیہ الموتیہ کی صحبت میں رہنے پر مجبور
تھا عمداً میں نے انکی صحبت نہیں اختیار کی تھی یہ بات بالکل غلط ہے ناصر خسرو کو
اسماعیلیہ الموتیہ کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا نہ ان کے پاس وہ کبھی رہا مہدویہ میں سے
بعض کا قول یہ ہے کہ امام حکومت و ولایت کے وقت گناہوں سے معصوم ہوتا ہے
نہ قبل اسکے اور بعض کہتے ہیں کہ قبل اس سے بھی معصوم ہوتا ہے اور کہتے ہیں کہ امام کا
حکم ہر ایک مرد و عورت پر لازم الاتباع ہے اگرچہ مرضی کے خلاف ہو پس اگر امام کسی

عورت کا عقد کسی مرد کے ساتھ کر دے تو یہ عقد دونوں پر لازم ہو جاتا ہے اور فسخ
نہیں کر سکتی اسی طرح اور تمام معاملات بیع و اجارہ میں امام کا حکم نافذ ہے اور یہ
بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ امام کو خدا تعالیٰ کے ساتھ مانند حضرت موسیٰ کے ہم کلام
ہونا چاہیے اور حاکم بامر اللہ عبیدی کو اس باب میں بڑے بڑے دعوے تھے
اور اکثر کوہ طور پر جاتے اور لوگوں پر ظاہر کرتے کہ مجھ سے خدا نے کلام کیا ہے اور
مہدویہ کے نزدیک امام کے واسطے علم غیب کا ہونا ضرور ہے جیسا کہ شیعہ اثنا عشری کا
مذہب ہے ان کا اعتقاد ہے کہ لفظ علی جو برابر اوپر کا ترجمہ ہے درود میں آل پر داخل کرنا
نہیں یوں کہنا حرام ہے اللھم صل علی محمد و علی ال محمد بلکہ یوں کہنا چاہیے
اللھم صل علی محمد وال محمد اور اس حرمت کے استدلال میں یہ حدیث موضوع
بیان کرتے ہیں من فصل بینی و بین الی بعلی لم ینل شفاعتی یعنی جس نے مجھ میں
اور میری آل میں لفظ علی کے ساتھ فاصلہ دیا وہ میری شفاعت سے محروم ہے
اور کہتے ہیں کہ ایک مرد کو اٹھارہ عورتوں کے ساتھ نکاح کر لینا جائز ہے اور تمسک
اس آیت کے ساتھ کرتے ہیں فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ
وَرُبٰعَ یعنی نکاح کرو جو خوش لگے تم کو عورتوں سے دو دو اور تین تین اور چار چار
پس ان کے نزدیک سب اعداد کا مجموعہ یعنی اٹھارہ عورتوں کا ایک شخص کے
نکاح میں ہونا جائز ہے اور امامان مہدویہ اگرچہ باطنیہ تھے مگر تالیف
قلوب رعایا کے لیے بظاہر احکام شرع کی پابندی کرتے تھے اور در پردہ اپنے
عقائد کے جاری کرنے میں برابر مصروف تھے اور اپنے بھیجے دوستوں کو بطور باطنیہ
کے بھی تعلیم دیا کرتے تھے ان کے عہد میں تمام مصر میں رواج مذہب اسماعیلیہ کا
ہو گیا تھا قاضی مفتی شیعہ ہوتے تھے جو کوئی ان کے خلاف کرتا اسکو سزا دیتے
یہانتک کہ سوا اس عقیدے کے کوئی عقیدہ اس زمین میں باقی نہ رہا اگرچہ مذہب
شیعہ پیشتر سے بھی زمین مصر میں معروف تھا یزید بن ابی حبیب نے کہا ہے نشأت
مصر و ھی علویۃ فقلبتھا عثمانیۃ یعنے جب میں نے مصر میں ہوش سنبھالا تو وہاں

شیعہ مذہب تھا میں نے اسکو عثمانی مذہب یعنی حنفی کر ڈالا۔

ناصر خسرو اپنے سفرنامے میں عہد مستنصر کا حال لکھتا ہے کہ میں شام سے قیروان تک گیا تمام شہروں اور گاؤں میں جو جو مسجدیں تھیں سب کا خرچ وکیل سلطان کے ذمے تھا چراغ کا تیل۔ چٹائی۔ بوریا۔ کمبل۔ مؤذن اور فراش وغیرہ کی تنخواہ یہ سب چیزیں وہی بہم پہونچاتا تھا ایک بار والی شام نے لکھا کہ روغن زیتون کم ہے اگر حکم ہو تو مساجد میں مولی اور شلجم کے بیجوں کا تیل دیا جائے سلطان کی طرف سے اسکو جواب ملا کہ تم فرمانبردار ہو نہ وزیر دخیر جو چیز خانۂ خدا سے تعلق رکھتی ہے اسمیں تغیر و تبدل جائز نہیں۔ قاضی القضاۃ دو ہزار دینار مغربی پاتا تھا اور اسی طرح دوسرے قاضیوں کی بھی تنخواہیں تھیں تاکہ لوگوں سے رشوت کی طمع نکریں ماہ رجب میں تمام مساجد میں حکم سلطانی سُنایا جاتا تھا کہ اے مسلمانو! موسم حج قریب آگیا ہو سلطان کی طرف سے جو سامان اور فوج اور بار برداری اور خرچ مقرر ہے وہ بدستور دیا جائیگا اور رمضان میں بھی یہی منادی کی جاتی اول ذی قعدہ سے آدمی شہر سے نکلنا شروع ہوتے اور ایک مقام معین میں ٹھہرتے نصف ذی قعدہ میں قافلے کا کوچ ہو جاتا تمام لشکر کا خرچ ایک ہزار دینار روزانہ ہوتا تھا اور تنخواہ نوکروں کی اسکے علاوہ ہوتی ساٹھ ہزار کے قریب دینار صرف میں آجاتے تھے اور جو اہل مکہ اور اعیان مکہ کیلئے انعام واکرام اور وظیفہ بھیجا جاتا وہ اسکے علاوہ ہوتا اور سال میں دو بار جامۂ کعبہ بھیجا جاتا تھا

مہدویہ کے نزدیک امامت کے ثبوت کا طریق نص ہے مہدویہ جس طرح عبداللہ مہدی کے اسلاف کو امام جعفر صادق تک امام منصوص جانتے ہیں اس لیئے کہ ہر ایک باپ اپنے بیٹے کی امامت کے لیے فرمادیتا تھا اسی طرح مہدی کے بعد اُن کے جانشینوں کو امام منصوص مانتے ہیں مستنصر تک تمام مہدویہ ائمہ کے باپ میں متفق ہیں اسکے بعد بعض فرقے میں امام کے متعلق اختلاف ہوگیا اور پھر آگے چلکر آمر کے بعد سے دوبارہ اختلاف پیدا ہوگیا جس کی تفصیل آگے چل کر معلوم ہوگی۔ ائمۂ مہدویہ کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) **عبداللہ مہدی باللہ** افریقہ میں ان کی حکومت کی ابتدا سنہ ۲۹۶ھ سے سمجھی جاتی ہے کیونکہ زیادۃ اللہ ماہ رمضان سنہ مذکور سے افریقہ سے

[illegible] کا تھا ۲۰ برس حکومت کرکے باسٹھ برس کی عمر میں سنہ ۳۲۲ھ میں انتقال کیا مہدیہ میں مدفون ہوئے جو اب مملکت ٹونس میں واقع ہے۔ سنہ ۲۶۰ھ میں پیدا ہوئے تھے۔

(۲) **ابوالقاسم محمد الملقب قائم بامر اللہ بن مہدی** باپ کے مرنے کے بعد تخت نشین ہوئے ان کے وقت میں ابو یزید خارجی نے خروج کیا تھا تو اسماعیلیہ اسے دجال کہا کرتے تھے تاریخ گزیدہ میں مذکور ہے کہ مہدویہ کا اعتقاد یہ ہے کہ دجال ابو یزید سے کنایہ ہے اور ایک حدیث اس مضمون کی روایت کرتے ہیں کہ دجال مہدی یا قائم پر خروج کریگا قائم کو ابو یزید نے مہدویہ میں محصور کر لیا حالت محاصرہ میں بیمار ہوئے اور وہیں شوال سنہ ۳۳۴ھ میں مرے بارہ سال حکومت کی۔

(۳) **ابو طاہر اسماعیل الملقب منصور بقوۃ اللہ بن قائم** یہ بڑے شجاع تھے تخت پر بیٹھ کر انھوں نے ابو یزید کو شکست دی سنہ ۳۳۶ھ میں اسے گرفتار کرکے کھال نکلوا کر اس میں بھس بھروادیا انھوں نے شوال کی آخری تاریخ کو سنہ ۳۴۱ھ میں ۶ سال حکومت کرکے ۳۹ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

(۴) **ابو تمیم معد الملقب معز لدین اللہ بن منصور** سلطنت نے ان کے زمانے میں عروج پکڑا مغربی مصر کو انھوں نے اپنا دارالخلافت قرار دیا اور پھر برابر سلاطین اسماعیلیہ کا یہی دارالحکومت رہا ۱۹ ربیع الثانی سنہ ۳۶۵ھ ہجری روز جمعہ کو راہی ملک آخرت ہوئے ۲۳ سال ۵ ماہ حکومت کی ۴۵ سال عمر پائی۔

(۵) **ابو منصور نزار الملقب عزیز باللہ بن معز** شام سے اندلس تک تمام ممالک غربی پر انکا قبضہ تھا رمضان سنہ ۳۸۶ھ ہجری میں مرگئے ۴۲ سال عمر پائی ۲۱ سال امامت کی

(۶) **ابو علی منصور الملقب حاکم بامر اللہ بن عزیز** یہ بڑے متشرع بادشاہ تھے انھوں نے عورتوں کے پردے میں سختی کی مسکرات کی خرید و فروخت بند کرادی

ان کے وقت میں انتظام شہر بھی اچھا تھا قاہرہ میں مسجد ازہر انھیں کی بنوائی ہوئی ہے
لیکن بعض مورخ ان کو فرعون ثانی لکھتے ہیں اور ان کی سختیوں کو حدود شرعی
سے متجاوز بتاتے ہیں انھوں نے حکم دیا تھا کہ کوئی یہودی اور نصرانی گھوڑے پر
سوار نہ ہو گدھے اور خچر پر سوار ہو مگر لوہے کی رکاب استعمال نہ کرے اور ہمیشہ چند گھونگرو
لٹکتے رکھے اور حمام میں جائے تو پاؤں میں گھنگرو رکھے تاکہ مسلمان سے امتیاز رہے ان کو
یہ معلوم ہوا کہ ان کی بہن کی سپہ سالار کے ساتھ آشنائی ہے اسلیے دونوں کو سزا دینا چاہا
سپہ سالار نے انکے ارادے سے مطلع ہو کر کچھ آدمی گھات میں لگا دئے جنھوں نے ۴۱۱ھ
میں مار ڈالا ۳۶ سال کی عمر پائی ۲۵ سال حکومت کی۔

(۷) ابو الحسن علی الملقب ظاہر لاعزاز دین اللہ بن حاکم یہ بڑے
نیک نام تھے انکی ایک نامی لشکر عائد خراسان حج کر کے لوٹے تو مصر ہوتے آئے
اور وہاں سے خلعت لائے محمود غزنوی کو اس کی خبر لگ گئی انھوں نے فوراً خلیفہ
بغداد قادر باللہ کو مطلع کیا حجاج ابھی مصر سے لوٹ کر بغداد ہی میں ٹھہرے تھے کہ
خلیفہ نے ان سے باز پرس کی اور خلعت کے کپڑے جلائے گئے ظاہر نے سپہ سالار
اور اپنی پھوپھی کو مروا ڈالا انکا انتقال شوال ۴۲۷ھ میں ہوا ۳۳ سال کی عمر پائی
۱۶ سال حکومت کی۔

(۸) ابو تمیم معد الملقب مستنصر باللہ بن ظاہر ابو الفدا نے بیان کیا ہے کہ
مستنصر کے عہد میں انکی والدہ حکمرانی میں اکثر غالب تھیں آخرکار ناصر الدولہ نے زور
باندھ کر مستنصر کی والدہ کو قید کر دیا اور حکمرانی کے عوض انکو پچاس ہزار دینار دیئے
اور مستنصر کو ان کی اولاد اور بی بی سے علیحدہ کر کے نظر بند کر لیا اور انکی یہاں تک
تحقیر و تذلیل کی کہ ان کی شان و شوکت میں بٹہ لگ گیا مستنصر کی یہ نوبت پہونچی
کہ ایک مسند پر بیٹھے رہتے تھے اور اسکے سوا کچھ ان کے پاس نہ تھا آخر الامر ناصر الدولہ
کو دوسرے امرا نے مار ڈالا اور ۴۶۶ھ میں فوج کے ایک سردار نے جسکا نام بدر جمالی ہے
از سر نو مستنصر کا اقتدار جمایا اور تمام سلطنت کی نیابت بدر کرنے لگا ۴۸۷ھ میں
بدر نے انتقال کیا تو اسکا بیٹا افضل نائب سلطنت ہوا مستنصر ایسے صابر و شاکر تھے
کہ ان پر بڑی بڑی مصیبتیں اور سختیاں پڑیں تمام مال و اسباب اور خزانہ انکا خرچ میں آ گیا
سوائے ایک مسند کے جس پر وہ بیٹھے رہتے تھے ان کے پاس کچھ باقی نہ رہا لیکن انھوں نے
صبر کو ہاتھ سے نہ دیا مستنصر نے ۴۸۷ھ ہجری میں رحلت کی ۶۷ سال کی عمر پائی
۶۰ سال امامت و خلافت کی تاریخ گزیدہ میں مسطور ہے کہ مستنصر بے سبب قیمتی
جواہرات کو ہاونوں میں پسوا کر پانی میں بہا دیتے تھے سپاہ کی تنخواہ وقت پر نہیں دیتے
تھے یہاں تک کہ ایک بار تنگ آ کر سپاہ نے انپر بلوا کر دیا اور ان کو پکڑ کر چڑھی ہوئی تنخواہ
وصول کی مگر ناصر خسرو اپنے سفرنامے میں ان کی فیاضی کی بڑی تعریف کرتا ہے

اور کہتا ہے کہ رعایا کو سلطان پر بڑا اعتماد ہے کوئی شخص چلچوزا اور سرکاری نوکر سے
نہین ڈرتا سلطان نہ کسی پر ظلم کرتا ہے اور نہ کسی کے مال پر لالچ کرتا ہے۔

(۹) ابوالقاسم احمد الملقب مستعلی باللہ بن مستنصر ۴۹۵ھ ہجری مین اسکا
انتقال ہوا سات سال دو ماہ امامت کی اجل طبعی سے مرے تھے مگر روضۃ الصفا
مین لکھا ہے کہ نزار کے ایک طرفدار نے مارڈالا ۲۸ سال کی عمر پائی۔

(۱۰)۔ ابوعلی منصور الملقب آمر باحکام اللہ بن مستعلی ان کے وقت مین شمالی
عیسائیون سے بڑی لڑائی ہوئی اور مسلمان غالب رہے ان شمالی عیسائیون کو مسلمان
مورخ اہل فرنگ لکھتے ہین ان کے وقت مین حسن صباح اور نزاریہ کو شام مین بہت
قوت حاصل ہو گئی اور کچھ ملک علویون کا اُس خاندان کے قبضے مین آگیا ان کے کوئی
بیٹا نہ تھا اس لیے اپنے چچا کے بیٹے عبدالمجید حافظ بن ابی القاسم بن مستنصر کو
ولی عہد کیا ۴ ذیقعدہ ۵۲۴ھ ہجری کو ایک فدائی کے ہاتھ سے شہید ہوئے ۲۹ برس
۵ ماہ ۱۵ دن حکومت کی حافظ ابرو کے نزدیک کچھ کم ۳۴ سال کی عمر پائی اور تاریخ
گزیدہ سے ۳۰ سال کی عمر ثابت ہے بوہرون مین یہ روایت چلی آتی ہے کہ آمر کا
صلبی بیٹا ۹ مہینے کی عمر کا اس وقت مین موجود تھا جسکا نام ابوالقاسم طیب تھا اور
اسمعیلیون کی امامت کے لیے آمر نے نص کی انکو امراے دولت لیکر قاہرہ سے چلے گئے
اور مستور ہو گئے۔ اسی لیے بوہرے آمر کے بھائی کی امامت کو تسلیم نہین کرتے۔

(۱۱) ابومیمون عبدالمجید الملقب حافظ لدین اللہ بن امیر ابوالقاسم بن مستنصر
عرصۂ دراز تک حافظ کی بیعت نکی گئی اس خیال سے کہ آمر کے محل مین شاید کسی عورت
کو حمل ہو بطور نیابت کے کام کرتے رہے ان کی وزارت ابوعلی احمد بن افضل بن بدر جمالی
کے ہاتھ مین تھی اور وہ حافظ پر بجد غالب تھا یہانتک کہ ۵۲۴ھ مین علانیہ باغی ہوگیا
اور حافظ کو قید کر کے اپنا خطبہ جاری کیا اور اذان مین سے حی علی خیر العمل کا لفظ موقوف
کردیا یہ بات شیعہ پر شاق گذری غلامون کی ایک جماعت نے اُس کو قتل کر کے
تمام سامان اُسکا لوٹ لیا اور حافظ کو قیدخانے سے نکالا اور اُس وقت اُنکی بیعت

کی گئی ابوالفدا نے اسی طرح لکھا ہے مگر حبیب السیر و روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ ابوعلی
فدائیون کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اور بعد اُسکے حافظ کے دوسرے وزیر کو بھی فدائیون نے
مار ڈالا اور زوال سلطنت علویہ شروع ہوا جمادی الاخری ۵۴۴ھ ہجری مین یہ خلیفہ
فوت ہوا ۷۰ سال کی عمر پائی اور ۲۰ سال خلافت و امامت کی۔

(۱۲) ابومنصور اسماعیل ثانی الملقب ظافر باللہ بن حافظ
ان کو اپنے وزیر عباس بن تمیم کے بیٹے نصر کے ساتھ عشق پیدا ہو گیا ایک محلہ اُسکو
عطا کرتے تھے اور اُسکو ایک آباد قریہ عطا کیا ظرفاے مصر کی زبانون پر یہ بات جاری
ہوئی کہ نصر کا مہر تو اس سے بھی زائد ہے وزیر کو اس مطعونی سے غیرت آئی اور اپنے
گھر دعوت کے بہانے سے بلا کر مروا ڈالا یہ واقعہ ۵۴۹ھ ہجری کا ہے کچھ کم پانچ سال
سلطنت کی ۲۱ سال کی عمر پائی۔

(۱۳) ابوالقاسم عیسی الملقب فائز بنصر اللہ بن ظافر اہل فرنگ سے
ان کے وقت مین بھی لڑائی رہی بلاد غربی پر اہل فرنگ کا جو قبضہ ہو چکا تھا وہ
مستحکم ہوا اور کچھ حصہ فائز نے اُن سے واپس بھی لے لیا صفر ۵۵۵ھ ہجری مین وفات
پائی پانچ سال حکومت کی اور تھوڑے چھ سال اور چند ماہ حکومت کی ۲۱ سال کی عمر پائی۔

(۱۴) ابومحمد عبداللہ الملقب عاضد لدین اللہ بن یوسف بن حافظ
انھون نے اپنے وزیر شاور کے ہاتھ سے تنگ آکر اتابک نورالدین سلطان موصل
و دمشق سے مدد چاہی سلطان نے اپنی فوج شیرکوہ کے ساتھ روانہ کی وزیر نے اہل
فرنگ سے مدد چاہی شیرکوہ نے لشکر مصر و فرنگ دونون کو شکست دی اور مصر کو فتح کر کے
دو مہینہ اور پانچ دن کی حکومت کے بعد فوت ہوگیا پھر اُسکا بھتیجا صلاح الدین حاکم مصر ہوا اور
جمعہ کے دن ۲ محرم ۵۶۷ھ کو عاضد کے انتقال کے بعد خلفاے بغداد کے نام کا خطبہ
پڑھا یہ پورا حال جامع التواریخ مؤلفہ رشید الدین فضل مین دیکھنا چاہیے۔

دول اسلامیہ میں لکھا ہے کہ ابتدا اسماعیلیہ کی مصر میں ۲۹۶ھ یا ۲۹۷ھ ہجری سے ہوئی اور خاتمہ اُن کی دولت کا ۵۶۷ھ میں ہوا مدت حکومت دو سو ستر سال ہے اور ائمہ اسماعیلیہ کی تعداد ۱۴ ہے اور جامع التواریخ کے ایک مقام سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ خاتمہ دولت اسماعیلیہ کا ۵۶۷ھ میں ہوا اور لطائف اخبار الدول میں قاضی محمد عبد المصطفےٰ نے کہا ہے کہ انکی سلطنت کی مدت میں مصر میں ۲۶۸ سال ۵ ماہ ہے سلطان صلاح الدین اور قاضی صدر الدین ماراتی مذہب اشاعرہ پر تھے ان دونوں نے ابتدائے خدمت سلطان نور الدین سے دمشق میں اسی طریقہ پر نشو و نما پایا تھا بلکہ صلاح الدین نے بچپن میں عقیدہ کہ مولفہ قطب الدین مسعود نیشاپوری کو حفظ کر لیا تھا اور اپنے چھوٹے بچوں کو یاد کرا دیا تھا اس وجہ سے وہ اسی عقائد اشعری پر جمے ہوئے تھے جب مصر کے بادشاہ ہوئے تو سارے لوگوں کو التزام عقائد اشاعرہ پر آمادہ کیا اور تغیر مذہب اسماعیلیہ و مہدویہ و ازالہ تشیع میں کوشش کرنی شروع کی اور مصر میں واسطے فقہائے شافعیہ و مالکیہ کے کئی عالی شان مدرسے[1] تیار کرائے اور سارے قضاۃ شیعہ کو مصر سے نکالدیا اور صدر الدین عبد الملک بن درباس مارانی شافعی کو قاضی القضاۃ مقرر کیا تب سے اقلیم مصر میں جو کوئی قاضی مقرر ہوتا وہ شافعی المذہب ہوتا لوگ کھلم کھلا مذہب شافعی و مالکی چلنے لگے اور مذہب شیعۂ اسماعیلیہ و امامیہ چھپ گیا یہانتک کہ زمین مصر سے بالکل جاتا رہا تنبیہ عاضد فائز کے بیٹے نہ تھے جیسا کہ صاحب تحفۂ اثنا عشری نے جانا ہے بلکہ عاضد یوسف کے بیٹے ہیں اور یوسف بیٹے ہیں عبد المجید حافظ لدین اللہ کے اور اس خاندان میں سوائے حافظ اور عاضد کے کوئی اور ایسا آدمی خلیفہ نہیں ہوا جسکا باپ خلیفہ نہو اور امیر یوسف خلیفہ نہ تھے جیسا کتاریخ ابو الفدا اور تاریخ الخلفا مؤلف سیوطی وغیرہ میں لکھا ہے اور شاہ عبد العزیز صاحب نے تحفۂ اثنا عشریہ میں حافظ کو احمد مستعلی کا بیٹا بتایا ہے اور حبیب السیر میں مستنصر کا بیٹا کہا ہے بعض کتابوں میں ان کے باپ کا نام ابو القاسم محمد بن مستنصر لکھا ہے اور ابو الفدا نے بھی انھیں ابو القاسم بن مستنصر کا بیٹا بتایا ہے اور تاریخ گزیدہ میں کہا ہے کہ وہ عبد المجید بن مستنصر کے

[1] شاید مصر میں صلاح الدین نے پہلا مدرسہ شافعیہ نامی ۵۶۶ھ ہجری میں قائم کیا دیکھو روضتین جلد اول صفحہ ۱۹۱۔

پوتے ہیں مستنصر کے تین بیٹے تھے نزار احمد عبد المجید اور حبیب السیر میں لکھا ہے کہ مستنصر کے بعد خود عبد المجید بن مستنصر تخت خلافت پر بیٹھ کر حافظ کہلائے۔

غلط میں ان خلفا کے ناموں کی نسبت کئی غلطیاں واقع ہوئی ہیں اور مجالس المؤمنین میں غلطی سے ابو تمیم معد مستنصر کو قاہر کا بیٹا لکھا ہے حالانکہ ان خلفا میں قاہر کسی کا لقب نہ تھا اور معد مستنصر کے بیٹے ہیں علی بن منصور کے اور علی کا لقب ظاہر لاعزاز دین اللہ ہے اور اس باب میں روضۃ الصفا حبیب السیر تاریخ گزیدہ اور عیون التواریخ وغیرہ میں مکرم یہ بڑی بھاری غلطی ہوئی ہے کہ خود مہدی کا نام محمد بتایا ہے اور ابو القاسم انکی کنیت لکھی ہے مگر مرآت عالم کے مؤلف نے انتہائے غلطی یہ کی ہے کہ کہا ہے کہ ابو القاسم محمد منصور نے اپنا لقب مہدی مقرر کیا تھا اور جنکو اسماعیلیہ مہدی آخر الزمان جانتے ہیں اور مہدویہ کے بانی وہی تھے جب انھوں نے ۳۲۲ھ میں رحلت کی تو اُن کی جگہ ان کا بیٹا القائم بامر اللہ نزار مسند نشین ہوا حالانکہ نزار مہدی سے پانچویں پشت میں ہیں اور اُن کا لقب عزیز باللہ تھا مہدی تو عبد اللہ کا لقب ہے اور قائم ان کے بیٹے محمد کا اور جمہرۃ النسب میں جو عبد اللہ کے ساتھ قائم کا لفظ استعمال کیا ہے وہ بھی اسی قبیل سے ہے اور تاریخ فرشتہ میں مستنصر اور علی ظاہر کے درمیان ایک نام محمد لکھا ہے اور وہ زائد معلوم ہوتا ہے کیونکہ دوسری کتب سے ثابت نہیں۔

مہدویہ کا امامت میں اختلاف

مستنصر کے بعد سے مہدویہ میں اختلاف واقع ہو گیا اور دو فرقے بن گئے وجہ اسکی یہ ہے کہ مستنصر نے اولاً اپنے بڑے بیٹے المصطفےٰ لدین اللہ نزار کی امامت کے لیے اپنے بعد نص کی پھر ان سے ناراض ہو کر چھوٹے بیٹے ابو القاسم احمد الملقب مستعلی باللہ کی امامت کے لیے نص کر دی سو ایک جماعت نے نص ثانی کو نص اول کا ناسخ قرار دیا اور مستعلی کو امام جانا چنانچہ ان لوگوں کو مستعلویہ کہتے ہیں اور ایک جماعت مستنصر کی نص اول کے موجب نزار کو امام ماننے لگی اور کہنے لگی کہ نص ثانی لغو ہے اسلیے کہ نص اول پکا کام

پورا کر چکی تھی اور دلیل اسپر یہ بیان کی کہ حضرت جعفر صادق کے بعد ان کی نص
کے بموجب اسماعیل امام ہوے نہ موسیٰ کاظم تو بیان بھی نزار کی نسبت حق و بجا
باطل نہین ہو سکتا اس فرقے کو نزاریہ کہتے ہین یہ لوگ نزار کی دعوت دینے
لگے حسن صباح اسی مذہب کا سرگرم داعی تھا اور شیخ نزاری قہستانی بھی مذہب
نزاریہ کا پابند تھا اسی لیے نزاری تخلص کرتا ہے اور مرآت عالم مین جو لکھا ہے کہ
نزاری قہستانی حسن صباح کا عرف تھا یہ غلط ہے تحفۂ اثنا عشریہ مین نزار کو مستنصر
کا بھائی بتایا ہے۔ اور دبستان المذاہب۔ تاریخ فرشتہ حبیب السیر اور مرآت عالم
اور روضۃ الصفا وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مستنصر کے بیٹے تھے اور مجالس سیفیہ سے
بھی ثابت ہوتا ہے چنانچہ اس مین لکھا ہے کہ مستنصر باللہ نے دنیا سے رحلت کی
ان کے پسر اکبر نزار پہلے ولی عہد تھے اسکے بعد وہ خارج ہوے اور اُن کے چھوٹے
بھائی مستعلی ولیعہد ہوے مستنصر کی وفات کے بعد مستعلی نے تخت قاہرہ معزیہ پر جلوس
فرمایا اور نزار نے علحدہ نشان حکومت قائم کیا دونون بھائیون مین جنگ عظیم ہوئی فدائیان
قلعۂ الموت ایران سب نزار کے طرفدار تھے اور اہل یمن سب مستعلی کے طرف دار تھے کما
یاد رکھو کہ جب احمد مستعلی مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو نزار اسکندریہ کو بھاگ گئے وہان
مستنصر کا ایک غلام حاکم تھا اُس نے تعظیم و تکریم کر کے سریر فرمان روائی پر بٹھا دیا
مستعلی نے ایک بھاری فوج اسکندریہ کو بھیجی جسنے پہونچکر غلام کو مار ڈالا اور نزار کو
قاہرہ مین پکڑ لائے مستعلی نے اُن کو قید کر دیا قید ہی مین انتقال ہوا۔ نزاریہ کا نام
صباحیہ اور حمیریہ بھی ہے اور یہ نسبت ہے حسن بن محمد صباح حمیری
اسماعیلی کی طرف اور یہ سارے مہدویہ مین سے اکفر تھے اسلیے انکو ملاحدہ بھی
کہتے ہین اور حقیقت مین اسماعیلیہ کی ایک شاخ ہین بلکہ ابن خلدون نے تو لکھا ہے
کہ سارے اسماعیلیہ ملاحدہ کہلاتے ہین کیونکہ اُن کے مقالے مین الحاد بھرا ہوا ہے
مگر اس مین شک نہین کہ مہدویہ بظاہر ہر ایک حکم شرع کی پابندی کرتے تھے
اور اُنھون نے ظاہر مین بھی رعایت شرع کی اٹھا دی تھی نزاریہ کو بھی

الطفیہ کہتے ہین اس حسن کی نسبت ارباب تواریخ مین یہ بات مشہور ہے کہ اسکا نسب
محمد بن صباح حمیری سے ملتا ہے مگر خواجہ نظام الملک نے اپنے وصایا مین اس افواہ
کی تردید کی ہے اور کہا کہ جب حسن نیشاپور مین طالبعلمی کو آیا تو لوگون سے بیان
کرتا تھا کہ مین نسل عرب سے ہون خاندان صباح حمیری سے میرا باپ یمن سے
کوفے مین کوفے سے قم مین قم سے رے مین آرہا تھا مگر اہل خراسان خصوصًا اہل طوس
کہتے ہین کہ یہ قول اُسکا صحیح نہین اسکے اسلاف اس ملک کے کسان تھے خواجہ نے
اپنے وصایا مین حسن کی عیاری اور غداری کی طول طویل داستان لکھی ہے اور
اس مین اسکے تخت شاہی مین اور اسکے باپ کا نام علی لکھتے ہین اور اسکے بھی
عقیدۂ فاسد اور خباثت طینت کو بیان کرتے ہین یہ علی رے کا باشندہ تھا ابو مسلم
حاکم رے ایک دیندار شخص تھا اسلیے علی سے نفرت رکھتا تھا علی ہمیشہ ابو مسلم کے سامنے
اپنے عقیدے کی صفائی ظاہر کرتا اور قسمین کھاتا اس زمانے مین نیشاپور مین امام موفق
جنکی عمر ۸۵ سال سے متجاوز تھی طلبا کو درس دیا کرتے تھے اور اُن کے درس کی یہ برکت
تھی کہ اُن کے یہانکے طالب علم غالبًا کسی مرتبے کو پہونچ جاتے تھے حسن کے باپ نے
کہ اسماعیلی المذہب تھا مسلمانون کی اپنی طرف سے اُس بدظنی کے دفعیہ کے لئے حسن کو
نیشاپور لیجا کر امام موفق کے حلقۂ درس مین داخل کیا حسن اور خواجہ نظام الملک طوسی
اور حکیم عمر خیام تینون ہم درس تھے اور آپس مین یہ معاہدہ ہو گیا کہ ہم مین سے
جو شخص مرتبۂ امارت کو پہونچے اُس کی دولت تینون مین علی السویہ مشترک ہے
خواجہ نظام الملک جب الپ ارسلان کے وزیر اعظم مقرر ہو گئے تو عمر خیام انسے ملے
خواجہ نے اُنکا معقول بندوبست کر دیا عمر خیام نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور علوم
کے پھیلانے مین مشغول ہو گئے خواجہ نے حسن کے ساتھ الپ ارسلان کے عہد مین کوئی
سلوک نہ کیا سلطان ملک شاہ سے حسن کو ملا دیا لیکن خواجہ حسن سے کھٹکتے رہے
حسن نے سلطان کے مزاج مین بہت دخل پیدا کر لیا سلطان نے ایک روز خواجہ سے
کہا کہ بھلا کتنے دنون مین تمام ممالک کے جمع خرچ کا حساب منقح و مرتب کر لوگے خواجہ نے کہا

کہ دو برس مین سلطان نے کہا کہ یہ مدت بہت زیادہ ہے حسن نے سلطان سے وعدہ
کیا کہ اس خدمت کو فدوی چالیس دن مین انجام دے سکتا ہے چنانچہ وہ اس کام پر
مامور ہوا اور سارا حساب طے کر کے پیش کرنے کے لیے لے گیا حسن کے نوکر کے پاس
یہ دفتر تھا اور وہ دربار سے باہر لئے کھڑا تھا خواجہ نے وہ کاغذات اُس سے
دیکھنے کے نام سے لیکر زمین پر ڈالدیے تمام پریشان ہوگئے نوکر نے اُن کو جمع کر کے
رکھ لیا اور حسن سے یہ بات نہ کہی حسن جب وہ کاغذات سلطان کو ملاحظہ کرانے لگا
انکو بالکل ابتر پایا حسن سے جب سلطان نے سوال کئے تو ہان ہون کرنے لگا سلطان
نے ملول ہو کر فرمایا کہ تعلل کا کیا سبب ہے نظام الملک نے عرض کیا کہ اتفکار لوگ
جس کام مین دو برس کی مہلت چاہتے ہون اُسکو ایک ناواقف چالیس دن مین
کیسے پورا کر سکتا ہے مین نے تو سابق مین حضور سے عرض کر دیا تھا کہ اس شخص کی طبیعت
مین تیزی اور مزاج مین طیش ہے اعتماد کے قابل نہین سلطان حسن سے ناخوش ہوگیا
حسن چھپکر رودبار کو چلا گیا پھر یہان سے اصفہان پہونچا یہان بھی زیادہ نہ ٹھہرا
اور مصر کو چلا گیا مستنصر اسماعیلی یہان امامت کرتے تھے اُنھون نے حسن کی بہت خاطر
کی مگر ڈیڑھ برس سے زیادہ حسن اُن کے پاس نہ ٹھہر سکا اسلئے کہ حسن نزار کا
جانبدار تھا اور مستعلی کی امامت کے لئے جو مستنصر نے نص کی تھی اسکا مخالف تھا اور
یہ بات سپہ سالار اور افواج مصری اور تمام اعیان دربار کے خلاف تھی حسن کو مصر
بھی چھوڑنا پڑا اور یہان سے حلب کو حلب سے بغداد کو بغداد سے خوزستان کو
خوزستان سے اصفہان کو گیا اور اسی طرح ولایت عراق اور آذربائیجان مین پھرنے لگا
اور لوگون کو طریقۂ اسماعیلیہ اور امامت نزار کی طرف دعوت کرنے لگا اور چند روز
دمشق مین رہنے کے بعد اُسنے قہستان مین جاکر دعوت اسماعیلیہ کا سلسلہ جاری کیا
اور بہت سے آدمی خفیہ طور پر اُسکی اطاعت کرنے لگے۔ روضۃ الصفا مین لکھا ہے
کہ اسماعیلیہ حسن کو سیدنا کہتے ہین اور حسن نے رودبار پہونچنے سے پیشتر کچھ
اپنے آدمی الموت کو بھیجے تاکہ وہان کی رعایا کو مذہب نزار کی طرف دعوت کرین

حسین قاینی ایک داعی کی کوشش سے رعایائے الموت اس مذہب مین داخل
ہوگئی سلطان جلال الدین ملک شاہ کی طرف سے یہان کا حکمران مہدی علوی تھا
جو ظاہر اسماعیلیہ کی طرفداری کرتا تھا اور باطن مین اِن کے مخالف تھا جب مہدی
نے دیکھا کہ اسماعیلیہ نے یہانتک قوت پیدا کر لی ہے کہ قلعہ ہاتھ سے جاتا ہی تو ایک دن
شب کے وقت فریب سے سارے اسماعیلیہ کو قلعہ سے نکالدیا اور کہا یہ قلعہ سلطان کا ہے
تمکو اس مین کیا کام اسماعیلیہ مین اور مہدی مین بہت سی گفتگو ہوئی جس کا آخری
نتیجہ نکلا کہ مہدی نے سب کو قلعہ مین واپس بلالیا اب اسماعیلیہ اُس سے ہوشیار
رہنے لگے بلکہ ایک شب اچانک مہدی کی غفلت مین حسن کو قلعہ پر بلالیا - یہ واقعہ
ماہ رجب ۴۸۳ھ ہجری کا ہے حسن نے مہدی کے ساتھ بڑی چال یہ کی کہ اس سے کہا
کہ مین یہان اتنی زمین اپنی سکونت اور عبادت کے لئے لینا چاہتا ہون تین ہزار دینار
کو میرے ہاتھ چرسہ بھر زمین فروخت کردو مہدی راضی ہوگیا حسن نے اُس چرسے کے
باریک تسمے کٹوا کر تمام قلعہ کے آس پاس بچھوادئے اور اُس قیمت کے ادا کر دینے
کے لیے ایک رقعہ حاکم گردکوہ کے نام جسے رئیس مظفر کہتے تھے اور مخفی طور پر وہ حسن کی
دعوت قبول کرچکا تھا لکھدیا اور قلعہ مین سے مہدی کو نکال دیا مہدی نے کچھ عرصے
کے بعد رئیس مظفر کو وہ رقعہ دیکر دینار وصول کرلئے حمارت خان اصفہانی بہجۃ العالم
مین کہتا ہے رودبار قزوین کے شمال مین چھ فرسخ کے فاصلے پر ہے اُس مین پچاس قلعہ
موجود ہین جن مین سے بہتر قلعہ الموت ہے یہ قلعہ اسماعیلیہ کا دار الملک تھا اور اقلیم
چہارم مین داخل ہے ۴۸۳ھ مین حسن کے قبضے مین آیا ہے اس قلعہ کی وجہ تسمیہ
برہان قاطع مین یہ لکھی ہے الموت الف اور لام کے فتحون سے جبروت کے وزن پر
مشہور قلعہ کا نام ہے جو قزوین اور گیلان کے درمیان مین واقع ہے اس قلعہ کو نہایت
بلند ہونے کی وجہ سے اُلہٰ آموت کہا کرتے تھے جسکے لفظی معنے عقاب کا گھونسلا ہے
اس لئے کہ الہ (الف کے فتح لام کے ضمہ کے ظہور سے) عقاب کو کہتے ہین اور آموت
(لاہوت کے وزن پر) گھونسلے کے معنے مین ہے عقاب اونچے مقامات پر گھونسلا رکھتا ہے

بلندی کی وجہ سے اس قلعہ کا نام بھی اَلُہْ آموت مقرر کیا گیا تھا جو کثرت استعمال
سے الموت ہوگیا اس نام کے حروف سے عدد بحساب جمل لیکر جمع کیے جائیں تو حسن
بن صباح کے اُس قلعہ مین داخل ہونے کی تاریخ نکلتی ہے۔ فردوس بریں میں
عبدالحلیم صاحب شرر نے اس قلعہ کا نام التمونت لکھا ہے اور یہ صحیح نہیں ہے[1]۔ تک
قہستان اور رودبار کے سارے قلعے حسن کے قبضے مین آ گئے اور مذہب نزاریہ کو بڑی
رونق حاصل ہوئی اور حسن نے اس مذہب مین بہت سی کتابین تصنیف کین انسائکلوپیڈیا
برٹانیکا کی جلد دوم کے صفحہ ۲۳ ۷ مین مرقوم ہے کہ حسن نے سنہ ۱۰۹۰ء مین دھوکے
سے قلعہ الموت پر جو شمالی ایران مین ہے قبضہ کرکے مع اپنے مقلدون کے وہان چلا گیا اور وہان
اس کے پیروون کو حشاشین کا لقب ملا اور حسن شیخ الجبل[2] بھی کہلا نے لگا
جسکا ترجمہ پہاڑ کا بزرگ ہے یہان سے ثابت ہوا کہ تمدن عرب مین صفحہ ۴۰۴ پر جو ایک
نوٹ مین لکھا ہے حشیشین قرامطیون (قرامطہ) کے ایک گروہ کا نام تھا جنکو حسن
نیشا پوری نے سنہ ۱۰۹۰ء مین جمع کیا اور انھون نے اپنا قلعہ لبنان مین بنایا تھا جسکی
وجہ سے حسن کو شیخ الجبل کہتے تھے انتہیٰ یہ صحیح نہین اسلیے کہ کسی کتاب تاریخ سے
حسن کو لبنان کے قلعہ کی وجہ سے شیخ الجبل کہنا ثابت نہین ہوتا حسن کا لبنان مین
جانا ثابت ہے منتہی الارب مین لکھا ہے لبنان[3] عثمان کے وزن پر ایک پہاڑ کا نام ہے
جو شام مین واقع ہے اور حسن نے ایران مین فتوحات حاصل کی تھین اگرچہ اُس کے
متبع شام تک پھیل گئے اور لبنان مین اپنے قلعے بنائے تھے چنانچہ ابن جبیر نے اپنے

[illegible]

سفرنامہ مین اسکا ذکر دمشق کے سفر مین حلب۔ انطاکیہ۔ لاذقیہ۔ حمص اور معرہ مقامات
کا تذکرہ اس کیا ہے اور کہا ہے کہ حمص سے بلاد معرہ چھ میل ہے اس کے دوسری طرف
جبل لبنان واقع ہے جبل لبنان کے دامن مین اسماعیلیہ کے قلعے ہین یہ مرتدون کا
ایک گروہ ہے شیطان نے اُن کی گمراہی کے واسطے سنان نامی ایک شخص کو اُن پر
مسلط کردیا تھا یہ لوگ اُسکو پوجتے تھے اور اُس پر اپنی جانین نثار کرتے تھے اگر وہ حکم
دیتا کہ پہاڑ پر سے گر پڑو تو کوئی دریغ نکرتا انتہیٰ مگر حسن شیخ الجبل قلعہ لبنان[1] کی وجہ
سے نہین کہلایا بلکہ یہ لقب اسکا قلعہ الموت کی وجہ سے ہوا ہے جہان وہ رہا کرتا تھا اور
قلعہ الموت ایران خصوصاً عراق عجم[2] مین واقع ہے۔ انسائکلوپیڈیا برٹانیکا کی جلد دوم
مین ہے کہ حسن سے دوسرے درجے پر داعی الکبار تھے جو اُن تین ضلعون پر
حکومت کرتے تھے جن پر حسن کا قبضہ تھا اور اُن کے ماتحت عام داعی تھے جو
پورے طور پر خفیہ اصولون سے واقف تھے اور اُن کو پھیلاتے تھے اور چوتھے
درجہ پر رفیق تھے اور یہ رفیق ترقی پاکر داعی کے رتبے کو پہونچ جاتے تھے اور
اُن کے بعد پانچوان درجہ فدائیون کا تھا یہ سب جوان آدمی ہوتے تھے اور
انھین مین سے کسی کے قتل کرنے یا کسی اور سخت ضرورت کے لیے منتخب کیے جاتے
تھے جب حسن کو کسی کام کی ضرورت ہوتی تو فدائیون کو حشیش[3] پلائی جاتی جو کہ
بھنگ کے پتون سے بنتی تھی اسی وجہ سے انھین حشاشین کہنے لگے اور بہت ہی
تھوڑے سے تغیر سے یہ لفظ اَسَاسِن ہوگیا اور یورپ کی کل زبانون مین موجود ہے
اساسن کے معنے یورپ کی زبان مین اُس قاتل کے ہین جو گھات سے مار ڈالے
جس وقت کہ فدائی اس بیہوشی کی حالت مین شیخ کے نہایت خوبصورت باغ مین
پہونچا دیے جاتے تھے تو اُن کو یقین دلایا جاتا تھا کہ یہ جنت کا باغ شیخ کی وجہ سے

[illegible]

مل سکتا ہے اور اُن کو اُسکے احکام کی تعمیل کی ترغیب دلائی جاتی تھی
کے لوگ لاسک تھے جس کا ترجمہ نوآموز اور مبتدی ہے اور ساتویں درجے میں
عوام تھے اِس گروہ نے بڑی بڑی سختیاں کی تھیں دو صدی تک اطراف وجوانب
میں ایک تہلکہ ڈالدیا تھا بڑے بڑے آدمیوں کو جو شیخ سے مخالفت رکھتے تھے
انھوں نے مارڈالا سب سے اول نظام الملک کو مارا پھر اُسکے بیٹے کو خنجر سے مارا سلطان
ملک شاہ کا زہر سے مرنا بھی انھیں کی سازش سے سمجھا جاتا ہے اور یہ فدائی ممالک میں
پھیل گئے تھے اب بھی اُن کے چھوٹے چھوٹے گروہ شام کے پہاڑوں میں موجود ہیں
ہامرپرگستال نے اس فرقے کی تاریخ میں ایک کتاب لکھی ہے جو جو علما فرقۂ اسماعیلیہ
کے خلاف تھے اُن کو بیں بیں کر ان فدائیوں نے ہر ایک طرح کی گھات سے قتل کرڈالا کسی کے خادم
بنکر مارڈالے کسی کو خدمتگار بنکر قتل کرڈالتے اس لئے ہر ایک مذہب کے علما ڈرنے لگے
اور حسن کے خلاف مُنہ سے کوئی لفظ نہیں نکالتے تھے اِن فدائیوں کا یہ حال تھا کہ جب
سلطان سنجر نے قلعہ الموت کی تباہی کے لئے کئی بار سپاہ بھیجی تو حسن نے اُسکے ایک
نوکر کو جو نہایت مقرب تھا اور حسن سے حُسن عقیدت رکھتا تھا حکم دیا کہ جب سلطان
سوتا ہو تو اُسکے سرہانے ایک چھری زمین میں گاڑدے اُسنے ایسا ہی کیا سلطان بیدار
ہوا تو اس بات سے اُس کے دل میں بڑا اندیشہ پیدا ہوا تھوڑے دنوں کے بعد
حسن نے سلطان سے کہلا بھیجا کہ اگر مجکو آپسے محبت نہ ہوتی تو وہ چھری جو زمین سخت میں
گاڑدی گئی تھی آپ کے سینۂ نرم میں گاڑدی جاتی سلطان نے حسن سے صلح کرلی اور
اس وجہ سے حسن کا کام زیادہ ترقی کرنے لگا حسن نے اپنے ایک بیٹے حسین نامی کو
حسین قائینی فاتح قہستان کے جرم قتل کی سزا میں مرواڈالا اور دوسرے بیٹے کو
شراب نوشی کی علت میں مروادیا ۸- ربیع الثانی سنہ ۵۱۸ ہجری مطابق ۱۱۲۴ء
کو حسن کا انتقال ہوگیا۔ حسن مذہب نزاریہ اسماعیلیہ کا داعی تھا۔
نزاریہ نزار کے بعد اُسکے بیٹے **ہادی** کو امام جانتے ہیں مگر مورخین کی تحقیق یہ ہے
کہ نزار نے کوئی اولاد باقی نہیں چھوڑی تھی احمد مستعلی نے حکومت پائی تو نزار کو

کے دو بیٹوں کے قید کردیا تھا جنھوں نے قید ہی میں جان دی اور نزاریہ یوں
بناتے ہیں کہ ابوالحسن سعیدی مستنصر علوی کے انتقال کے بعد مصر سے
میں حسن بن محمد صباح حمیری کے پاس آیا اُسکے ساتھ ایک لڑکا تھا نزار
ولاد میں سے جس کے حال سے حسن بن صباح حمیری کے سوا کوئی واقف نہ تھا
لیے حسن نے اُس لڑکے کو نہایت تعظیم کے ساتھ اپنے پاس رکھا اور بعض یوں
کہ خود حسن بن صباح حمیری مصر میں آیا اور نزار کی ایک عورت سے جو
تھی ملا اُسکے پاس سے ایک صغیر السن بچے کو لے لیا اور لوگوں سے بیان کیا
ار کا فرزند ہے اور اُس لڑکے کو شہر سے کولے گیا اور نام اُسکا ہادی مقرر کرکے
اُسکے نام سے شروع کی ہزارہا آدمی اُسکے حلقۂ اطاعت میں آگئے پھر ابن
صباح نے طبرستان کے قلعے فتح کرلیے اور قلعۂ الموت پر قبضہ کرکے اُسے دارالحکومت
یا اور نام اُسکا بلدۃ الاقبال رکھا اور اُسنے اپنے مرض الموت میں ایک شخص
ی کو خلیفہ بناکر وصیت کردی کہ ہادی کی تعلیم وتربیت میں جو ابھی لڑکا تھا
ی کوشش کرے اور کیا نے انتقال کے وقت اپنے بیٹے محمد کو اپنا نائب مقرر کیا
دن جو ہادی کو شہوت کا غلبہ ہوا تو محمد ابن کیا کی عورت کو بلاکر اُس سے
ت کی کیونکہ اُنکے نزدیک امام کے لیے ہر ایک حرام حلال ہے وہ عورت حاملہ ہوگئی
ہادی کے انتقال کے بعد ایک لڑکا جنی جسکا نام حسن رکھا گیا یہ بیان اُسی
ت کا تھا جسے ہادی کے اکثر متبعوں نے باور کرلیا اور کچھ لوگوں کو شک پیدا
ہوگیا اور یہ کہنے لگے کہ ہادی جس عورت سے ہم بستر ہوا تھا وہ اور تھی اور محمد بن کیا
کی زوجہ کو بھی اُسی زمانے میں جب ہادی نے اُس عورت کے ساتھ صحبت کی
اپنے شوہر سے حمل رہگیا اور اتفاقاً دونوں عورتوں کے ایک ہی وقت میں
پیدا ہوے محمد بن کیا کی بی بی نے اپنے لڑکے سے اُس لڑکے کو جو ہادی کا
تھا بدل لیا بہرصورت بعد محمد بن کیا کے حسن نے ظاہر کیا کہ میں نزار کی اولاد
سے ہوں اور ہادی کا بیٹا ہوں اور امامت کا دعویٰ کیا جس کو نزاریہ نے

تسلیم کیا اور بعض نے سلسلہ نسب اسکا یون لکھا ہے حسن بن مہدی بن ہادی بن نزار بہر صورت حسن بن ہادی نہایت عاقل بلیغ حاضر جواب اور خوش محاورہ تھا بہت خطبے دیتا تھا اور لوگون مین اس بات کو تاکید سے بیان کرتا تھا کہ امام کو حق حاصل ہے کہ جو چاہے کرے اور امام تکالیف شرعیہ کو دور کرسکتا ہے اور مجھے خدا کا حکم غیب سے یہ پہونچا ہے کہ تم سے ساری تکالیف شرعی کو اٹھا دون اور تمام محرمات کو تمپر مباح کردون جو کچھ چاہو کرو بشرطیکہ باہم جنگ و جدال و کشت و خون نکیا کرو اور اپنے امام کی اطاعت سے انحراف نکرو نزاریہ اسکو امام برحق جانتے تھے اور اس کی ذات کو **قیامت** کہتے تھے اس لیے کہ انکا اعتقاد یہ تھا کہ اسوقت قیامت قائم ہوگی جب آدمی خدا رس ہوجائینگے اور تکالیف شرعیہ اٹھ جائینگی اور قیامت سے یہی مطلب ہے حسن نے اپنی امامت کے زمانے مین خلائق کو خدا سے ملا دیا اور شریعت کے رسوم اٹھا دیے۔ کہتے ہین کہ جب یہ امام ہوا تو ۵۵۹ھ ہجری مین ساکنان الموت کو عیدگاہ مین جمع کیا اور ایک ممبر رکھوایا جس کے چارون کونون پر چار علم سرخ زرد سبز اور سفید کھڑے کرادیے اور ۱۷ تاریخ رمضان سنہ مذکور کو ممبر پر بیٹھکر فرمایا مین امام زمانہ ہون مین نے تکلیف اہل جہان سے مین نے اٹھا دین اور تمام احکام شرعی کو موقوف کردیا اب زمانہ قیامت کے قائم ہونے کا ہے چاہیے کہ مخلوق کا باطن خدا کی طرف متوجہ ہو اور ظاہر مین جو کچھ چاہین کرین اور ممبر سے اُتر کر روزہ افطار کرلیا اور تمام آدمیون کو حکم دیا کہ مثل عید کے خوشی منائین اور اس دن کا نام **عید القائم** رکھا اور الموتیان اُسے **علی ذکرہ السلام** کہتے تھے شعرائے ملاحدہ نے اُسکی مدح مین قصائد لکھے تھے اس کی مدح مین یہ ایک شعر ہے۔

بردا شت غل شرع بتائید ایزدی	مخدوم روزگار علی ذکرہ السلام

اس حسن کے زمانے مین امام فخر الدین رازی رے مین رہتے تھے اور تصنیف اور وعظ و نصیحت سے مسلمانون کو فیض پہونچاتے تھے مسائل خلافی مین جب اُن سے کوئی بات دریافت کی جاتی تو فرماتے خلافا للملاحدۃ لعنہم اللہ خذلہم اللہ حسن نے ایک فدائی کو متعین کیا وہ امام کے پاس آیا اور طالبعلمون کے لباس مین رہا اور فرصت کا منتظر

رہا تھا ۷ ماہ کے بعد اتفاق سے امام رازی کو تنہا حجرے مین پالیا اندر سے دروازہ بند کرکے امام کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور خنجر کھینچ کر اُن کی چھاتی پر رکھدیا اور کہنے لگا کس لیے ہمیشہ ہمارے پیشواؤن پر لعن وطعن کرتے رہتے ہو امام نے اُسکو قسم دی اور بہت کچھ الحاح کی تب اُسنے کہا کہ مجھکو تمھارے قتل کا حکم نہ تھا ورنہ ہرگز نہ چھوڑتا ہمارے سید نے تمکو سلام کہا ہے اور یہ کہا ہے کہ ہمکو عوام کی باتون کا خوف نہین تمھاری باتون کا خیال ہے کیونکہ جو بات تمھارے منھ سے نکلے گی وہ ہمیشہ باقی رہے گی اور اس سے ہماری بدنامی قائم رہے گی آپ قلعہ مین تشریف لائیے تاکہ شرط خدمتگذاری ادا کی جاے امام نے کہا کہ میرا وہان چلنا تو ممکن نہین مگر آئندہ کبھی بُرائی کے لفظ سے یاد نکیا جاے گا بعد اسکے فدائی نے تین سو مثقال سونا اور دو یمانی چادرین امام کے سامنے رکھدین اور کہا کہ یہ وظیفہ تمھارا ایک سال کا ہے اور آیندہ ہر سال اسی طرح پہونچتا رہے گا اور خود حجرے سے چلا گیا کہ پھر کسی نے اُسکو وہان نہ دیکھا اس واقعہ کے بعد سے امام جب کبھی خلافی مسئلہ بیان کرتے تو کہتے خلافا للاسماعیلیۃ ایک شاگرد نے عرض کیا کہ اس کلمے کے اختیار کرنے کا کیا سبب ہے امام نے جواب دیا کہ وہ برہان قاطع رکھتے ہین حسن کے مارے جانے کے بعد اُسکا بیٹا محمد امام ہوا محمد کو اُسکا بیٹا جلال الدین حسن ہلاک کراکر خود امام ہوا اور اُسنے اپنے باپ دادا کے مذہب کو چھوڑ دیا مسلمان پاک ہوا یہانتک کہ اپنے اسلاف کا کتب خانہ بھی جلوا دیا اور اُنپر طعن کرنے لگا اور مذہب باطنیہ کو مٹانا شروع کردیا اور اپنی تمام رعایا کو بھی مذہب اہل سنت پر چلنے کی تاکید کرنے لگا اور اپنے حسن اعتقاد پر خلیفہ اور اہل بغداد کو بھی اطلاع کردی اور اپنی ماں کو بہت سے تحائف اور ہدایا دیکر خانۂ کعبہ کو حج کے لیے بھیجا جلال الدین حسن کے بعد اُسکا بیٹا علاء الدین محمد امام ہوا تو اُسنے طریقۂ ملاحدہ باطنیہ کو اختیار کرلیا اس علاء الدین کے عہد مین ناصر الدین عبد الرحیم بن ابو منصور حاکم قہستان نے محمد بن حسن عرف خواجہ نصیر الدین طوسی کو قہستان مین پابند کرلیا تھا خواجہ نے اخلاق ناصری اسی کے نام پر لکھی ہے علاء الدین محمد کے مارے جانے کے بعد اُسکا بیٹا رکن الدین بجاے

بزرگون کے طریق پر ہوا ہادی کی ذریات مین امامت وحکومت ایک سو اکہتر برس تک رہی رکن الدین پورے ایک سال بھی حکومت نکرنے پایا تھا کہ قرکان تتار یعنی چنگیز خانیون کے ہاتھ سے اسکی دولت برباد ہوئی غرضکہ ان اسماعیلیہ کا خاتمہ تاتاریون نے ایران مین اور گرزُون نے شام مین ہمیشہ کے لیے ساتوین صدی مین کیا۔
نزاریہ کا مستقطیہ اور سقطیہ بھی نام ہے اس لیے کہ ان کا مذہب یہ ہے کہ امام فروع کے ساتھ مکلف نہین ہے بلکہ اُسکو یہ بھی اختیار ہے کہ بعض تکالیف یا تمام تکالیف کو آدمیون سے دور کردے اور نزاریہ کی راے یہ ہے کہ امام ایکبار کسی بات کی وصیت کردے اور پھر اُسکے خلاف پر نص کرے تو نص اول ہی پر عمل کرنا چاہیے اور ثانی لغو ہے بخلاف مستعلویہ کے کہ اُن کے نزدیک نص دوم ناسخ ہے نص اول کی نزاریہ اسی لیے مستنصر کے بعد نزار کو امام منصوص جانتے ہین اور نزار کے بعد ہادی کو اور ہادی کے بعد حسن کو اور ملاحدہ امام کا معارف مین لطف ہونا مانتے ہین بخلاف اثنا عشریہ کے کہ وہ واسطے واجبات عقلیہ یا حجت نقل شریعت وغیرہ مین اُسکا لطف ہونا قرار دیتے ہین اور نزاریہ کہتے ہین کہ عالم قدیم ہے اور زمانہ غیر متناہی ہے اور ارواح تناسخ کرتی ہین اور معاد جسمانی کا انکار کرتے ہین جنت و دوزخ کے بھی منکر ہین کہتے ہین کہ معاد روحانی ہے اور بہشت و دوزخ معنوی چیزین ہین اور کہتے ہین کہ ہر شخص کے لیے قیامت اُسکی موت ہے اور ملاحدہ کے نزدیک کسی شے کا وجوب عقل کے ذریعہ سے ثابت نہین ہوتا پس ایمان باللہ کو عقل واجب نہین کرتی اور نہ عقل سے ایمان کی خوبی اور کفر کی بُرائی دریافت ہوسکتی ہے بلکہ یہ سب باتین شرع سے جانی جاتی ہین۔

اسماعیلیہ کے مناصب اور دعوت کے طریق

فرقۂ اسماعیلیہ کا نام سبعیہ بھی ہے اور یہ نام اس وجہ سے مقرر ہوا ہے کہ کہتے ہین کہ انبیا شریعت کے پہچاننے والے صرف یہ سات شخص ہین۔ آدمؑ۔ نوحؑ۔ ابراہیمؑ۔ موسیٰؑ عیسیٰؑ۔ محمدؐ اور مہدیؑ اور درمیان دو رسولون کے سات امام ہوتے ہین جو ایک رسول کی

شریعت کو تمام کرتے ہین اور احکام کا اجرا فرماتے ہین جب تک دوسرا رسول مبعوث ہو امام اول حضرت علی امام دوم حضرت حسن امام سوم حضرت حسین امام چہارم حضرت علی زین العابدین امام پنجم حضرت محمد باقر امام ششم حضرت جعفر صادق امام ہفتم حضرت اسماعیل بن جعفر ہین جو درمیان محمد علیہ السلام اور مہدی کے شریعت قائم رکھتے ہین اور شرح مقاصد مین لکھا ہے کہ ان کو سبعیہ اسلیے کہتے ہین کہ ان کے نزدیک سات امام ہین الدین محمد بن اسماعیل ہین بعض سبعیہ ان پر توقف کرتے ہین اور بعض کہتے ہین کہ سات ائمہ کا اس طرح دوران رہتا ہے جس طرح ہفتون کا اور دونون کا شرح مواقف مین ذکر ہے کہ اس فرقے کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر عصر مین واسطے ہدایت لوگون کے سات آدمیون کا ہونا ضرور ہے اول امام کہ جانب غیب سے اُسکو علم اور احکام بے واسطہ پہونچتے ہین اور سلسلہ علوم کی انتہی اسی کی ذات ہوتی ہے۔ دوسرا حجت کہ امام سے حاصل کرکے دوسرے آدمیون تک پہونچاتا ہے تیسرا ذومصہ یہ حجت سے علم حاصل کرتا ہے چوتھا داعی اکبر مومنون کے درجات کو بڑھاتا ہے اور امام اور حجت کے نزدیک اُن مین ترقی دیتا ہے پانچوان داعی ماذون یہ طالبین سے عہد وپیمان لیکر امام کی بیعت مین داخل کرتا ہے اور لوگون کو علم و معرفت سکھاتا ہے چھٹا مکلّب یہ شخص اگرچہ بڑے درجے کا آدمی ہوتا ہے لیکن اس کو دعوت کا اذن نہین ہوتا اسکا صرف یہی کام ہے کہ غیر مذہب والے کے مقابلہ مین حجت اور دلیل کے ساتھ شبہات ڈالدے اور اُسکے احتمالات کا جواب دے اور جب وہ متحیر ہوکر طلب حق کی درخواست کرے تو یہ داعی ماذون کو بتا دیتا ہے کہ اُس آدمی کے پاس جاؤ اُس سے یہ مقصد بخوبی حاصل ہوجاے گا پھر داعی ماذون اس سے عہد وپیمان لیکر ذومصہ کے حوالے کردیتا ہے اگر استعداد طالب کی ذومصہ کے مبلغ علم سے بڑھکر ہوتی ہے تو وہ حجت کے پاس پہونچا دیتا ہے اسی طرح حجت امام کے پاس اگر موجود ہو ساتوان مومن۔
علامہ ابن خلدون کا... انجواہر فی احوال الجواہر مین لکھا ہے کہ کتب اسماعیلیہ کی سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ دعاۃ اسماعیلیہ خصوصًا دعاۃ فاطمیین نو دعوتین ارشاد کرتے ہین مگر داعی جس مومن

جس قدر شوق اور قابلیت پاتا ہے اُسی قدر دعوتین اُسکو کرتا ہے۔
دعوت اول داعی نہایت وقار سے مسند ارشاد پر بیٹھا ہوتا ہے جسکو دعوت
کرتا ہے اول اُس سے تاویل آیات اور معانی امور شریعت کی مشکل باتون کے اور
تھوڑے سے علم طبیعیات وغیرہ کے مشکل مسئلون کے بھی سوالات کر کے کہتا ہے
کہ اے شخص اسرار دین پوشیدہ ہے اور اکثر آدمی اُس سے منکر اور جاہل ہین اگر
امت محمدی کے لوگ ان باتون کو جان لیتے جو اللہ تعالی نے ائمۂ اہل بیت سے
مختص کی ہین تو آدمیون مین اختلاف پیدا نہوتا جب مدعو یہ بات سُنتا ہے تو داعی
کے پاس جو کچھ معلومات ہوتی ہے اُسکے سننے کا مشتاق ہوتا ہے پھر داعی اُسکی رغبت
پاکر بیان کرنا شروع کرتا ہے اور بڑی عمدگی سے آیات قرآن اور شرائع دین کے
مطالب بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جو کچھ اختلاف لوگون مین آیا ہے اور گمراہی مین
پڑے ہین یہ سب اس وجہ سے ہے کہ ائمۂ دین اور حافظان دین نبی سے روگردانی
کی ہے اور غیرون کی اتباع کرتے ہین اور حق یہ ہے کہ ائمۂ ہدی شرع رسول کے حافظ
ہین اُسکی حقیقت کو اچھی طرح جانتے ہین معانی ظاہری و باطنی اور تاویل و تفسیر
قرآن سے آگاہ ہین جب مسلمانون نے دوسرون کی اتباع کی اور اپنی عقل سے
دلائل نکالنے لگے تو گمراہی مین پڑ گئے اللہ تعالی نے علم دین کو پردہ مین مخفی رکھا ہے
تاکہ اسرار الہی مبتذل نہو جائین پس اللہ کے بھید سوائے فرشتۂ مقرب اور نبی مرسل یا بندۂ مومن
کے جسکا دل خدا نے تقوے مین امتحان کر لیا ہے کوئی نہین جان سکتا جب مدعو کا دل داعی
کی باتون سے خوب مربوط ہو جاتا ہے اُسوقت داعی دوسری باتین شروع کرتا ہے کہتا ہے کوئی

کو کس صفا کیا ہے اور کس لئے حائضہ کو روزے کی قضا کا حکم ہے اور قضائے نماز کی
ممانعت ہے اور کیا سبب ہے کہ جنابت کے پیچھے غسل کا حکم ہوا ہے اور بول و براز کے
واسطے غسل کا حکم نہوا اور کیا سبب ہے کہ خدا نے مخلوق کو چھ دن مین پیدا کیا کیا
ایک گھڑی مین پیدا کرنے سے عاجز تھا اور صراط کے کیا معنے ہین اور کراماً کاتبین کیا ہین
اور کراماً کاتبین کو جو ہم نہین دیکھتے اسکا کیا سبب ہے کیا وہ ہم سے مکابرے کے
سبب سے خائف ہین اور ہم سے اس خوف سے چھپ کر گواہ بنے ہین اور ہمارے اعمال
لکھتے ہین اور زمین کا بدل دینا قیامت کو اور عذاب جحیم کیا ہے اور یہ کیونکر صحیح
ہو سکتا ہے کہ عاصی کی جس جلد نے گناہ کیا ہے وہ ایک اور جلد سے بدل دیجائیگی جو گناہ مین
شامل نہین تاکہ اُسکو عذاب دیا جائے اور اس آیت کے کیا معنی ہین وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ
فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ اور شیطان اور اُسکی صفت کیا ہے اور وہ کہان رہتا ہے اور
یاجوج ماجوج اور ہاروت و ماروت کیا ہین اور کہان رہتے ہین اور سات دوزخین

اور آٹھ بہشتیں کس وجہ سے ہیں اور کیا ہیں اور زقّوم کا درخت اور وا جد الارحمٰن اور
یُوعَقُ الشیاطین ہیں اور شجر ملعونہ اور تین اور زیتون کیا ہیں اور اس آیت کے کیا معنی ہیں
فَلَآ اُقۡسِمُ بِالۡخُنَّسِ الۡجَوَارِ الۡکُنَّسِ اور حروف مقطعات کے کیا معنے ہیں اور سات آسمان
اور سات زمین اور سبع المثانی اور بارہ مہینے کس وجہ سے ہیں اور قرآن و سنت پر عمل کر
تمھارے حق میں کیا کرے گا اور فرائض لازمی کے کیا معنے ہیں ۔ اور اول اپنے نفس کی تکر

ان جا ہیے کہ کمان ہے اور تمھاری روح اور نفس کی صورت کس طرح کی ہے اور وہ
جسم میں کس جگہ رہتی ہے اور روح کا حال کیا ہے اور انسان کیا ہے اور کیا ہی تفاوت
انسان اور بہائم اور حشرات کی زندگی اور حیات میں اور کیا فائدہ ہے حشرات کے
پیدا ہونے اور نباتات کے اُگنے میں اور اسکے کیا معنے ہیں کہ حوا آدم کی پسلی میں سے
پیدا ہوئی ہے اور فلاسفہ کے اس قول کے کیا معنے ہیں کہ انسان عالم صغیر ہے اور عالم
انسان کبیر ہے اور انسان کا قامت کیون کھڑا پیدا ہوا اور حیوان کا خلاف اس کے رہا
اور کس واسطے پاؤن اور ہاتھون کی دس دس انگلیان ہوئین اور کیا وجہ ہے کہ
ہر انگلی میں تین تین ٹکڑے ہین اور انگوٹھے میں دو اور چہرے میں سات سوراخ
کیون مقرر ہوے اور باقی بدن میں صرف دو ہی سوراخ کیون رکھے گئے اور کیا وجہ ہے
اس بات کی کہ پشت کی ہڈی میں بارہ گرہے ہین اور گردن میں سات اور کس واسطے
آدمی کی گردن کی شکل میم کی سی ہے اور دونون ہاتھون کی شکل حاے حطی کی سی ہے
اور شکم کی شکل میم کی سی اور پاؤن کی شکل دال کی صورت پر کیون ہے جس سے
آدمی کے قامت میں اُن حروف کا مجموعہ ثابت ہوتا ہے جو لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
میں جمع ہین اور کسواسطے آدمی کا قامت الف کی طرح سیدھا ہے اور رکوع مین
لام کی صورت پر ہو جاتا ہے اور سجدے مین ہا بن جاتا ہے کہ مجموعہ ان تین حروف
کا وہ ہے جو لفظ اللہ مین موجود ہین اور کس واسطے انسان کی ہڈیان اسقدر ہین
اور دانت کیون اسقدر واقع ہوئے اور اُسکے اعضاے رئیسہ اور رگون کی اتنی مقدار
کیون ہے اسی طرح داعی تمام تشریح اعضا کا ذکر کرتا ہے پھر داعی کہتا ہے تم اپنے
نفس پر غور و خیال کیون نہین کرتے ہو کہ ہمارا پیدا کرنے والا حکیم اور علیم ہے اور
اُسکے سب کام حکمت سے لبالب ہین حالانکہ اُسنے قرآن مین جا بجا غور کرنے کے
واسطے تاکید فرمائی ہے فی الارض آیات للموقنین و فی انفسکم افلا تبصرون
زمین مین نشانیان ہین یقین لانے والون کے لیے اور خود تمھارے اندر کیا تم نہین
دیکھتے ہو دوسری جگہہ فرمایا ہے سنریھم آیاتنا فی الآفاق و فی انفسھم حتّٰی

يتبين لهم انه الحق اب ہم اُن کو اپنے نمونے دنیا مین اور خود اُن کی جانون مین
دکھائینگے جب تک کہ اُنپر کھل جائے کہ یہ حق ہے اِس قسم کی آیات سراسر دلالت
کرتی ہین کہ خدا کا ارادہ یہ ہے کہ تمکو اپنے اسرار مخفی جتلائے اگر تم متنبہ ہوجاؤ اور جہان
کو تم سے سب حیرت زائل ہوجائے اور شبہہ و شک مٹجائے اور معارف سنیہ تمپر ظاہر ہوجائین
کیا یہ نہین خیال کرتے کہ تم اپنے نفوس سے بھی بے خبر ہو حالانکہ خدا نے فرمایا ہے
من کان فی هذه اعمیٰ فهو فی الاخرة اعمیٰ واضل سبیلا جو کوئی اس جہان
مین اندھا رہا سو وہ پچھلے جہان مین اندھا ہے اور نہایت گمراہ یعنی ہدایت سے اندھا ہے
ویسا ہی آخرت مین بہشت کی راہ سے اندھا ہے اور دور پڑا ہے۔ جب داعی دیکھتا ہے
کہ مدعو کو میری باتون کی طرف بخوبی رغبت ہے تو اُس سے کہتا ہے اے شخص جلدی
مت کر خدا کا دین اعلیٰ ہے اِس سے کہ نا اہل آگاہ ہون بدون معاہدے کے آگاہ
کرنا مناسب نہین کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یہ عادت ہے کہ جس کو ہدایت کرتا ہے اُس سے اول
عہد و پیمان کر لیتا ہے چنانچہ قرآن مین ہے واذ اخذنا من النبیین میثاقهم و
منك ومن نوح وابراهیم وموسی وعیسی بن مریم واخذنا منهم میثاقا غلیظا
اور جب لیا ہمنے نبیون سے اُنکا عہد اور تجھ سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے
اور عیسیٰ بن مریم سے اور لیا ہمنے اُنسے گاڑھا عہد اور فرمایا ہے ومن المومنین رجال
صدقوا ما عاهدوا الله علیه بعض ایمان والون مین سے وہ مرد ہین کہ سچ کر دکھایا
اُنھون نے اُس چیز کو کہ عہد کیا تھا اللہ تعالیٰ سے اور فرمایا ہے یا ایها الذین امنوا
اوفوا بالعقود اے ایمان والو پورا کرو اقرار اور فرمایا ہے ولا تنقضوا الایمان
بعد توکیدها مت توڑو قسمون کو اُن کی مضبوطی کے بعد اسی قسم کی آیات پڑھکر کہتا
ہے کہ بیعت پر ہاتھ دو اور ہم سے عہد استوار کرلو کہ ہرگز بیعت کو نہ توڑو گے اور راز کسی پر
افشا نکرو گے اور ہمارے دوست کو دوست اور دشمن کو دشمن سمجھو گے جب مدعو نے بیعت
کرلی تو اُسوقت داعی اُسکے مال مین سے بقدر حیثیت کچھ امام کی نذر مین مانگتا ہے
اگر مدعو دیتا ہے تو داعی کی مجلس مین بار دیگر حاضر ہوسکتا ہے اور نصیحت وغیرہ

کا مجاز ہوتا ہے ورنہ اُسکو بار نہین ملتا۔
دعوت دوم جبکہ مدعو سب باتین پہلی دعوت کی تسلیم کرلیتا ہے اور مال بھی
نذر کردیتا ہے تو دوسری مجلس مین داعی بار دیگر کہتا ہے کہ اللہ راضی نہین ہوتا اپنی
عبادات سے اور جو کچھ بندون پر مقرر کیا ہے اُسکی بجا آوری سے جب تک ائمہ حق کی
اطاعت نکرے جن کو اللہ تعالیٰ نے آدمیون کی ہدایت کے لیے مقرر کیا ہے اور اُنکو
شریعت کا محافظ بنایا ہے پھر اُن امور کی تشریح کرتا ہے اور اپنے کلام پر دلائل لاتا ہے
جو اس فرقے کی کتب مین مفصل مذکور ہین جب داعی کو معلوم ہوا کہ مدعو کے دل مین
ائمہ کی طرف سے اعتقاد راسخ ہوگیا تو تیسری دعوت ارشاد کرتا ہے۔
دعوت سوم جب تیسری دعوت کی مجلس مین مدعو حاضر ہوتا ہے تو داعی کہتا ہے
کہ ائمہ حق سات ہین حضرت علی حسن حسین زین العابدین محمد باقر جعفر صادق ساتوین
قائم صاحب الزمان اور جاننا رہ کہ قائم مین اختلاف ہے بعض محمد مکتوم بن اسماعیل بن
امام جعفر صادق کو جانتے ہین اور بعض اسماعیل بن جعفر کو جب دلائل اور توجیہات سے
مدعو کے دل مین ثابت ہوجاتا ہے کہ امام سات ہین تو شیعہ اثنا عشری سے برخلاف
ہوجاتا ہے جو دوازدہ امام کے قائل ہین اور داعی بیان کرتا ہے کہ صاحب الزمان کو
علم باطنی اور مخفی وہ کچھ ہے کہ اُس سے زیادہ اور بہتر خدا کے پاس بھی علم نہین اور وہی
تاویل تفسیر قرآن اور تاویل تاویلات کے ماہر ہین اور اُنھین کو تمام اسرار الٰہی کا علم
ہے اور دعاۃ اُنکے وارث ہین اور کوئی دعاۃ کی ہمسری نہین کرسکتا اور داعی اپنے ان
مطالب پر بڑی بڑی دلیلین لاتا ہے جو اس فرقے کی کتب مین مذکور ہین جب داعی نے
خیال کیا کہ میری تقریر نے اُسکے دل مین اثر کیا تو دعوت چہارم شروع کرتا ہے۔
دعوت چہارم اس دعوت مین داعی بیان کرتا ہے کہ مجددین شرائع کے سات
ہین اور ہر ایک کو ناطق کہتے ہین اور ہر ناطق کی شرائع کے رواج دینے والے اور وصی
بھی سات آدمی ہوتے ہین جنکو صامت بولتے ہین پہلے ناطق آدم ہین جنکے صامت اول
شیث علیہ السلام تھے جب ان سب صامتون کا زمانہ گذر چکا تو دوسرے ناطق نوح علیہ السلام

ہوئے جنہوں نے ناطق اول کی شرع کو یک قلم موقوف کردیا ان کے صامت اول سام
تھے تیسرے ناطق ابراہیم علیہ السلام ہین اور انکے جانشین یعنی صامت اول اسماعیل
ذبیح اللہ تھے ان کے بعد ناطق چہارم موسیٰ علیہ السلام ہوئے اُن کے وصی اول
ہارون علیہ السلام تھے اُن کے بعد قرون پانچوین ناطق عیسیٰ علیہ السلام تھے اور
اُن کے وصی اول شمعون تھے اور ناطق ششم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور اُن کے
وصی اول حضرت علی پھر امام حسن پھر امام حسین پھر علی بن امام حسین پھر محمد باقر پھر
جعفر صادق پھر اسماعیل بن جعفر آخر خموشان صامت ہفتم ہین ساتوین ناطق
صاحب الزمان محمد بن اسماعیل ہین کہ اُنھین پر جملہ علوم اولین وآخرین تمام
ہوئے ہین اور اُن کی اطاعت مین ہدایت ونجات منحصر ہے جب اِس ترتیب
کو عمدہ عمدہ تقریرون کے ساتھ ۔ ان کی کتب مین مذکور ہین دلنشین کردیتا ہے
تو پانچوین دعوت آغاز کرتا ہے۔

دعوت پنجم داعی اِس مین کہتا ہے کہ ہر امام صامت کے ساتھ بارہ آدمی مطابق
عدد مہینون اور ابرجون کے ہوتے ہین کہ ہر ایک حجت کہلاتا ہے خدا نے انسان کے
جسم کو زمین کی طرح پیدا کیا ہے اور چارون انگلیون کو جزائر کی طرح بنایا ہو ہر انگلی
مین تین تین ٹکڑے رکھے ہین جو کل بارہ ٹکڑے ہوئے اور یہ بارہ ٹکڑے اُنھین
حجتون کی طرف اشارہ ہین اور انگوٹھا کہ کف دست کو اُس سے استحکام اور قوام ہے
اس مین دو ٹکڑے ہین سو اسمین اشارہ ہے کہ رسول اور امام یعنی وصی جدا جدا ہین
اور خدا تعالیٰ نے پشت مین جو بارہ گُریان پیدا کی ہین وہ بھی اُنھین بارہ حجتون
کی طرف اشارہ ہین اور گردن باوجودیکہ پشت سے افضل واعلیٰ ہے مگر اس مین
سات گُریان بنائی ہین سو وجہ اسکی یہ ہے کہ اس مین سات ناطقون کی ذات کی
طرف اشارہ منظور ہے اور انکے ائمہ جانشین کی طرف بھی یہ اشارہ ہے اور اسی اشارے
کی وجہ سے آسمان اور زمین اور دریا اور ہفتے کے دن اور کواکب سیارہ بھی سات سات
ہین جو تمام عالم کے مدبر ہین اور اسی سبب سے چہرے مین بھی سات سوراخ

[illegible] ہین جب داعی تقریر طویل کے ساتھ اس مطلب کو بھی مدعو کے ذہن نشین
[illegible] ہے تو دعوت ششم شروع کرتا ہے۔

دعوت ششم اس مین آیات قرآن کی تفسیر کرتا ہے نماز اور روزہ اور زکوۃ
اور غسل ورحج اور جہاد اور طہارت وغیرہ امور مختلفہ شرعی کے قاعدے اور طریقے
بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ سب امور ہین کہ واسطے مصلحت اور سیاست عام کے
جاری کیے گئے ہین تاکہ اس مین مشغول ہوکر آپس مین فتنہ وفساد نہ پھیلائین اور
حاکم وقت کی حکومت اور تابعداری سے انحراف نکرین ورنہ فی الحقیقت وضو سے
مراد امام کی دوستی ہے اور تیمم سے مراد یہ ہے کہ امام کی غیبت مین حجت سے مرویات
کا اخذ کرنا اور احتلام عبارت ہے راز کے ظاہر کردینے سے ایسے شخص کے سامنے جو اپنا
ہم مذہب نہو بغیر قصد ہدایت کے اور صوم سے مراد امام کے اسرار کی حفاظت ہے اور
[illegible] اسرار دین کے ظاہر کرنے کو کہتے ہین اور غسل سے مقصود تجدید عہد وپیمان ہے اور
[illegible] سے مراد یہ ہے کہ امورات دینی سیکھ کر نفس کو پاک کرنا اور بعض کتابون مین یون
لکھا ہے کہ نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے سے یہ مراد ہے کہ امام معصوم کی متابعت کرے
اور زکوۃ سے یہ مطلب ہے کہ اپنے مال مین سے پانچوان حصہ امام معصوم کو دے اور کعبے سے
مراد پیغمبر علیہ السلام ہین اور باب سے حضرت علی اور صفا سے نبی علیہ السلام اور مروہ سے
وصی اور حاجیون کے لبیک کہنے سے یہ مراد ہے کہ امام کی دعوت کو قبول کرے اور
خانہ کعبہ کا سات بار طواف کرنے سے مراد یہ ہے کہ ائمہ سبعہ سے دوستی رکھے اور جنت سے
مراد بدن کو تکلیف سے بچانا ہے اور دوزخ سے مراد بدن کو مشقت اور تکالیف مین
ڈالنا ہے وغیرہ وغیرہ جب مدعو کے دل مین یہ باتین جم جاتی ہین تو داعی فلسفے کی
باتین شروع کرتا ہے اور اقوال فلاطون وارسطو وفیثاغورس وغیرہ کو دلائل عقلی
کے ساتھ سمجھاتا ہے اور جب یہ مطالب بھی ذہن نشین ہوجاتے ہین تو ایک عرصہ
دراز کے بعد ساتوین دعوت شروع کرتا ہے۔

دعوت ہفتم اس مین کہتا ہے کہ صاحب ولایت اور ناصر شریعت کے لیے

ایک مددگار اور مصاحب کی ضرورت ہے تاکہ جو کچھ ارشاد کرے یا اسکو دوسروں کے
خاطر نشین کر دے اور ان میں ایک بجائے اصل کے ہے اور دوسرا نائب کی مثل
ہوتا ہے اور نظیر اسکی یہ ہے کہ مدبر عالم اصل ترتیب و نظام عالم میں ایک ہی ہے
اور جو کچھ مدبر عالم سے پہلے پہل بلا واسطہ و بلا سبب صادر ہوا ہے وہ بھی ایک ہے
جس کو عقل کامل کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں اور صادر اول بھی کہتے ہیں اس وجہ سے
کہ پہلی مرتبہ صادر ہوا ہے اور سب سے اول پیدا ہوا ہے چنانچہ اس مطلب کی طرف قرآن
و حدیث میں بھی کئی جگہ اشارہ ہوا ہے انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول
لہ کن فیکون یعنی اسکا حکم یہی ہے کہ جب کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اسکو
کہتا ہے کہ ہو پس وہ ہو جاتی ہے اس آیت میں اول فی الرتبہ کی طرف اشارہ ہے اور دوم
فی الرتبہ کی جانب اس آیت میں اشارہ فرمایا ہے انا کل شیئ خلقناہ بقدر
یعنی ہمنے ہر چیز کو پہلے اسکا اندازہ کرکے پیدا کیا ہے اور اس حدیث میں بھی آنحضرت نے عقل کی
جانب جس نے ابتداءً اللہ تعالیٰ سے صدور پایا ہے اشارہ کیا ہو ان اول ما خلق اللہ العقل

... اللہ تعالیٰ نے جو چیز کہ اول پیدا کی ہے وہ قلم ہے اور اس قسم کی بہت سی
احادیث ہیں جو ان لوگوں کی کتب میں مندرج ہیں اور دراصل یہ قول فلاسفہ کے
کلام سے ماخوذ ہے جنکی رائے یہ ہے الواحد لا یصدر عنہ الا الواحد یعنی ایک سے
صادر نہیں ہوتا مگر ایک ہی جب یہ دعوت تمام ہو جاتی ہے تو داعی دعوت ہشتم شروع کرتا ہے

دعوت ہشتم اس دعوت میں داعی کہتا ہے کہ ان دونوں ذاتوں میں کہ
ایک مدبر الوجود ہے اور دوسری اس سے صادر ہوئی ہے اس طور کا تقدم و تاخر
ہوتا ہے جیسے کہ علت کو معلول پر تقدم ہے خلاصہ یہ ہے کہ سابق (یعنی مدبر الوجود)
علت ہے اور لاحق (یعنی صادر اول) معلول ہے اور مدبر الوجود نے جس ذات کو
سب سے اول پیدا کیا ہے اسی سے عالم کی تمام چیزیں پیدا ہوئی ہیں اس طرح کہ
مدبر الوجود یعنی اللہ تعالیٰ نے عالم علوی میں اول اپنے امر کے ذریعہ سے عقل کامل
کو کہ جس کو عقل کلی اور عقل اول اور اول موجود اور صادر اول بھی کہتے ہیں پیدا کیا
اور پھر اُسکے ذریعہ سے نفس ناقص کو جسے نفس کلیہ اور نفس اولی بھی کہتے ہیں پیدا کیا
پھر نفس کو عقل سے کمال حاصل کرنے کا ذوق و شوق پیدا ہوا پس نقصان سے کمال
کی جانب نفس نے حرکت کی مگر بدون آلے کے حرکت پوری نہیں ہو سکتی تھی اسلئے
اجرام فلکی پیدا ہوئے انکو نفس نے حرکت دوری کرائی اور اجرام فلکی کے حرکات
کے سبب سے اربعہ عناصر کی طبیعتیں پیدا ہوئیں اور اربعہ عناصر کے ذریعہ سے مرکبات
یعنی نباتات اور جمادات اور حیوانات پیدا ہوئے اور ان سب مرکبات میں افضل
و اشرف انسان ہے اسلیئے کہ اس میں انوار قدسی کے حاصل کرنے کی استعداد ہے
اور عالم علوی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور جبکہ عالم علوی میں عقل کامل کلی اور نفس
ناقص کلی موجود ہیں جنھوں نے کائنات کو ایجاد کیا ہے تو عالم سفلی میں بھی ایسی
عقل کامل کا ہونا ضرور ہے جو نجات کا وسیلہ ہو اور اصطلاح شرع میں اسی عقل کامل
سفلی کو رسول کہتے ہیں اور رسول کی نیابت میں ایک نفس ناقص نجات کے طریقے
بیان کرنے کے لیے ہوتا ہے جسکو اس باب میں رسول کے ساتھ وہ نسبت ہوتی ہے

جو نفس کلیہ کو عقل کلی کے ساتھ کائنات کے ایجاد کرنے کے بارے مین نسبت ہوا کرتی
اس نفس ناقص کو جو رسول کا نائب ہوتا ہے امام اور رسول کا وصی کہتے ہین اور
جس طرح افلاک کو عقل اول اور نفس اولی حرکت دیتے ہین اسی طرح رسول اور
امام انسانون کے نفوس کو نجات کی طرف حرکت دیتے ہین۔ مگر ان اسماعیلیہ کے
ہان مدبر الوجود یعنی اللہ تعالی کے لئے نہ کوئی نام ہے نہ نشان نہ بیان نہ صفت
اور نہ اسکو الفاظ کے ساتھ بیان کرتے ہین پس ان کے زعم مین خدا نہ موجود ہے
نہ معدوم نہ عالم نہ جاہل نہ قادر نہ عاجز وغیرہ وغیرہ کیونکہ انکا زعم یہ ہے کہ ان اوصاف
کے ثابت کرنے سے خدا کی مشارکت موجودات کے ساتھ لازم آجائے گی اور ان
اوصاف کی اُس ذات پاک سے نفی کرنے سے تعطیل لازم آتی ہے اس لیے یہ
کہتے ہین کہ جو کچھ قدیم ہے وہ خدا کا امر اور کلمہ کن ہے اور جو کچھ حادث ہے وہ
مخلوق ہے اور اسکی فطرت ہے بعد اسکے داعی مدعو سے کہتا ہے کہ یہ دوسرا جسے
عقل کامل کے ساتھ تعبیر کرتے ہین اعمال ذات مین مدبر الوجود کی اتباع اختیار
کرتا ہے یہانتک کہ یہ مدبر الوجود کے مرتبہ کو پہونچ جاتا ہے اسی طرح امام جسے صامت
اور وصی بھی کہتے ہین اپنے اعمال مین رسول کی پیروی کرکے رسول کے مرتبے کو
جسے ناطق بھی کہتے ہین پہونچ جاتا ہے اور دونون مین ذرہ بھر تفاوت نہین
رہتا اسی طرح داعی وصی کے مرتبے کو پہونچ جاتا ہے غرض کہ عالم کے کاروبار اسی
طریق پر جاری ہین اسکے بعد داعی کہتا ہے کہ رسول کا معجزہ یہی چیزین ہین
جن سے انسانون کی سیاست کا کام متعلق ہے سوا اسکے کچھ بھی نہین اور انتظام
عالم کی غرض ہی سے نبی زمین وآسمان جواہر واعراض کی حقیقت بیان کرتا ہے
کبھی ایسی وضاحت کے ساتھ کہ لوگ اُسے سمجھ لیتے ہین اور کبھی ایسے رمز کے ساتھ
کہ علما بھی اُسکے ادراک سے عاجز آتے ہین اور اسی تدبیر کے ساتھ رسول کی شریعت
کو انتظام حاصل رہتا ہے اور آدمی اُسے مانتے ہین۔ اور داعی کہتا ہے کہ قیامت
اور ثواب وعذاب کے معانی کچھ اور ہی ہین جو عام طور پر ہر ایک کی سمجھ مین آتا

ہین اور وہ یہ ہین کہ کواکب کے دورے ختم ہوکر دوسرے دورے شروع
ہو جاتے ہین ورنہ سیارات اور ثوابت مین کسی طرح کون و فساد نہین آسکتا انکی طبائع
پیدا ہونے اور فنا ہونے سے بری ہین پس قیامت کے یہ معنے کسی طرح درست نہین ہین
کہ اجرام علوی فنا ہوجائین گے اس کے بعد داعی دعوت نہم شروع کرتا ہے۔

دعوت نہم یہ دعوت سب دعوات کا نتیجہ ہے جب داعی مدعو کی طرف سے مطمئن
ہوجاتا ہے تو اُسے ہدایت کرتا ہے کہ فلاسفہ کی کتابین دیکھا کرے اور علوم الٰہی وطبعی کا
مطالعہ کرتا رہے جب داعی سمجھ لیتا ہے کہ مدعو کو فلاسفہ کے اقوال پر خوب واقفیت
حاصل ہوچکی تو اب داعی اپنے رازون کو کھولنا شروع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جو کچھ
ہم نے اصول وحدود سے ابتک اطلاع دی ہے یہ سب رموز اور اشارات ہین
بطرف معانی ومبادی اور انقلاب جواہر کے اور وحی صرف نفس کی صفائی کا نام ہے
اور رسول یا نبی کا کام یہ ہے کہ جو بات اُس کے دل مین آتی ہے اور اُسے بہتر
معلوم ہوتی ہے وہ لوگون کو بتا دیا کرتا ہے اور اُسکا نام کلام الٰہی رکھدیتا ہے تاکہ
لوگون کے دلون مین یہ قول اثر کر جاے اور اسے مان لین تاکہ سیاست اور مصلحت عام
مین انتظام رہے اور جبکہ نبی کی حقیقت یہ ٹھہری تو اُسکے تمام اقوال پر عمل کرنا کیا ضرور
اُسی قدر پر عمل کرنا چاہیے جو اپنی مصلحت اور حاجت کے مناسب ہو بلکہ عارف کے واسطے
تو نبی کے کسی قول پر عمل درآمد اور پابندی ضرور نہین اُسکے لیے صرف معرفت ہی کافی ہے
کیونکہ معرفت ہی اصل الاصول ہے اور سب کمالات کی انتہا اسی کی طرف ہے اور
جو کچھ قیدین اور اعمال کی پابندیان مقرر ہین وہ کافرون کے واسطے واجب ہوئی ہین جو
معرفت سے آگاہ نہین ہوتے اور عارف کے حق مین یہ باتین بالکل عبث اور بار گران ہین
اور اقسام معرفت سے ان لوگون کے نزدیک ایک یہ ہے کہ انبیاے ناطق صاحب
شرائع واسطے سیاست عام کے مقرر ہین اور جن انبیا کے پاس حکمت خاص ہے وہ فلاسفہ
کی جماعت ہے اور عالم کا وجود روحانی ہے اور جو کچھ ریاضت کتب معارف کے مطالعہ مین
کی جاتی ہے یہی ناظر کو امام تک پہونچا دیتی ہے اور امام کے ظہور کے معنی یہ ہین کہ وہ عادة کے

ذریعہ سے اُنکے احکام امر و نہی جاری ہوں یعنی یہی امر و نہی کا ظہور بعینہٖ امام کا ...
قائم متقدایان اسماعیلیہ طالبین اور اپنے معتقدین کو غیر مذہب والوں کی
اہل اسلام میں سے کتب دیکھنے سے منع کرتے ہیں بلکہ جس قدر بیانات متقدمین اسماعیلیہ
نے اپنی کتب میں مندرج کئے ہیں اُن کے سیر و مطالعہ سے بھی علماے متاخرین
اسماعیلیہ روکتے ہیں اور اُن میں خوض و فکر کرنے سے منع کرتے ہیں تاکہ ذکی الطبع
ہمارے فضائح و قبائح پر مطلع نہو جاوے۔

بوہرے

یہ ایک اسماعیلی المذہب قوم ہے قلائد الجواہر فی احوال البواہر میں لکھا ہے کہ جب
سلطان صلاح الدین کی کوشش سے ملک مصر سے مذہب مہدویہ اُکھڑ گیا تو اکثر وہاں
اسماعیلیہ اپنے داعی کے ساتھ ملک مصر اور مغرب سے نکلکر چندے یمن میں رہے
جو کہ وہاں شہر حراز میں قدیم سے ان کا داعی موجود تھا اسلیئے ہندوستان کو چلے آئے
اب گجرات۔ دکن۔ مالوہ۔ کوکن۔ راجپوتانہ میں بوہرے کے نام سے مشہور ہیں
ابجد العلوم اور سبحۃ المرجان میں لکھا ہے کہ بیوپار ہندوستانی زبان میں تجارت
کو کہتے ہیں اور بوہرہ کے معنے تاجر ہیں اور بوہرے تجار کے معنے میں اس لفظ کی جمع ہو
چونکہ یہ ساری قوم تجارت پیشہ ہے اسلئے بوہرے کہلاتی ہے اور اسی وجہ سے یہ لوگ
مرفہ حالی کے ساتھ رہتے ہیں اور ان کے داعی سابق میں احمد آباد ملک گجرات اور
برہانپور ملک خاندیس اور اجین ملک مالوہ میں رہتے تھے اب کئی پشت سے
بندر سورت میں رہتے ہیں اور دس لاکھ روپیہ کے قریب سالانہ قوم بوہرہ سے
انھیں پہونچتا ہے امیرانہ ٹھاٹھ سے بسر کرتے ہیں قاضی نور اللہ شوستری اثنا عشری
(جو ۱۰۱۹ھ ہجری میں عہد جہانگیر میں بوجہ تصنیف کتاب مجالس المومنین کے درۂ خاردار
سے ستر برس کی عمر میں بادشاہ کے حکم سے اتنے پٹوائے گئے کہ آخر دم نکل گیا)
مجالس المومنین کی جلد اول میں کہتے ہیں کہ اس زمانہ سے تخمیناً تین سو برس پیشتر
ایک فاضل ملا علی نامی کی ہدایت سے یہ لوگ مسلمان ہوئے ہیں ملا علی کی قبر کھنبایت میں ہے

... ی بعض کتب تواریخ میں بھی لکھا ہے کہ بوہرے اصل میں ہندو تھے اس کی
... کتاب گجرات اینڈ گجراتی مؤلفہ بہرامجی ملباری کے صفحہ ۱۵۲ مطبوعہ لندن
... میں ہے اور مرآت احمدی کے ترجمۂ انگریزی کے صفحہ ۲۸۹ کے نوٹ
میں مندرج ہے کہ بوہرے دراصل ہندو تھے اور کسی قدر ہندوؤں کے رسم و رواج
و عقیدے پر ابتک وہ چلتے ہیں۔ راس مالا کے ترجمۂ گجراتی کی جلد اول کے صفحہ ۲۹۵
میں لکھا ہے کہ بھاٹ لوگ کہتے ہیں کہ احمد شاہ نے برہمن اور مہاجنوں کو مسلمان
... تھا وہ بوہرے بن گئے۔ اور پریچنگ آف اسلام مؤلفہ آرنلڈ کے صفحہ ۲۲۵
میں لکھا ہے کہ محمود بیگڑہ کے عہد میں جس کی حکومت ۱۴۵۹ء سے ۱۵۱۱ء تک
گجرات میں رہی ہے بوہروں کی جماعت اسلام لائی ہے اور یہ گیارھویں صدی
اور چودھویں صدی میں غالباً مسلمان ہوئے ہونگے کیونکہ شمالی گجرات کے ہندو
راجہ انہل واڑے والے شیعہ داعیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے اور غالباً
... نسلوں میں وہاں اسلام پھیلا ہوگا الیٹ نے تاریخ ہندوستان کی پہلی جلد
میں الادریسی سے ترجمہ کیا ہے کہ شہر نہروالہ (یعنی انہل واڑہ) میں بہت سے
مسلمان بیوپاری آتے جاتے ہیں اور وہاں کا راجہ اور اُس کا نائب اِن کی عزت
کرتے ہیں اور وہاں اِن کی پوری طرح حفاظت کی جاتی ہے الادریسی کا مؤلف
ابو عبداللہ ہے جو گیارھویں صدی عیسوی میں پیدا ہوا تھا۔ سائکلوپیڈیا آف انڈیا کی
جلد اول کے صفحہ ۳۰۴ میں لکھا ہے کہ ولسن صاحب تحریر کرتے ہیں کہ بوہروں کی بنیاد
گجرات میں ہوئی ہے اور ایسا پایا جاتا ہے کہ وہاں پر ہندوؤں کو مسلمان بنالیا گیا ہے
مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سندھ کی طرف سے آئے ہوئے ہیں۔
تاریخ تحفۂ راجستان میں مولوی عبید اللہ فرحتی نے بیان کیا ہے گجرات کے بوہرہ لوگ
کسی وقت ناگروں وغیرہ میں سے مسلمان بنائے گئے ہیں جو تجارت کے ذریعہ سے اکثر
گذر کرتے ہیں اور اسماعیل یعنی کے پیرو ہونے کے سبب اسماعیلی کہلاتے ہیں اس بیان میں غلطی ظاہر ہو
ایک فاضل بوہرے نے جسکا نام عبدالعلی سیف الدین ہے اور سیفی تخلص ہے ایک کتاب

دبان عربی مین بنائی ہے اسکا نام مجالس سیفیہ ہے اور ۱۰ ذیقعدہ سنہ ۱۲۲۲ ہجری کو
یہ کتاب تمام ہوئی ہے اس سے بھی یہ ثابت ہے کہ بوہرے ہندو سے مسلمان ہوئے
ہین اور تفصیل اسکی مجالس سیفیہ کی نوین مجلس مین اس طرح مذکور ہے کہ شیخ آدم
صفی الدین بن زکی الدین نے کہا ہے کہ مستنصر باللہ نے اپنے پاس مصر کے دو آدمی بلائے
اُن مین سے ایک کا نام عبد اللہ اور دوسرے کا نام احمد تھا اور اُن کو اعیان مین سے
پاس بھیجا اور اُن کو حکم دیا کہ اِن دونون کو ہندوستان کی طرف روانہ کر دیا جائے
حسب الحکم وہ دونون یمن سے چلکر ہند مین آئے اور شہر کھنبایت کے ساحل پر اُترے
یہان کا راجہ ایک راجپوت تھا جسکا نام سدھ راؤ جے سنگھ تھا تمام ملک گجرات اُسی کے
زیر نگین تھا اور دار الحکومت اُسکا شہر پٹن مین تھا۔ سدھ راؤ کے وزیر کا نام بھارمل
تھا اور وہ بھی راجپوت تھا اور عقیل و مدبر آدمی تھا تمام ملک کی عنان حکومت اُسکے
قبضۂ و اقتدار مین تھی اور بڑے استقلال سے کام چلاتا تھا سدھ راؤ جے سنگھ
نہایت متعصب تھا مسلمانون سے دلی بغض رکھتا تھا جو مسلمان اُسکے ہاتھ لگتا اُسکو
قتل کرا دیتا اسلام کا سخت دشمن تھا اور بتون کی بڑی عقیدت کے ساتھ پرستش
کرتا تھا بہر صورت شیخ عبد اللہ یمن سے زبان ہندی سیکھ کر آئے تھے اور کھنبایت
کے ساحل پر اُترے اور اُنکو اپنی جان کا بہت اندیشہ تھا خوف و رجا کی حالت مین
رہے اور ساحل کے باغون مین چھپ رہے ایک روز کھیتون کی طرف اُن کا گذر ہوا
ایک آدمی مع اپنی جورو کے کام کر رہا تھا عبد اللہ اُسکے پاس گئے اور پانی دریافت
کیا تاکہ پیوین جواب دیا کہ پانی تو اس کنوین مین تھا لیکن چند روز ہوئے کہ ہم اس سے

محروم ہو گئے ہین اور وہ نیچے اُتر گیا اور خشک ہو گیا ہے عبد اللہ نے کہا مجھے دکھا دو وہ
کنوان کہان ہے اُن دونون نے کہا کنوان یہ ہے کیا کرو گے تم اس مین پھر پانی نکال
سکتے ہو عبد اللہ نے جواب دیا نہین بلکہ اللہ ہر شے پر قادر ہے اور جو چاہے کرے
اور اسکا حکم کیا گیا پھر رد نہین ہو سکتا ہے پھر عبد اللہ نے اُن دونون سے کہا کہ اگر
اللہ تعالی اِس وقت اِس کنوے کے پانی سے تم پر اپنا احسان کرے تو اُسوقت تم دونون
میرے ہاتھ پر مسلمان ہو جاؤ گے اور میرے رب پر ایمان لاؤ گے دونون بولے ہان جو تم
کہتے ہو اگر اللہ کر دے تو ہم وہی کرینگے جو تم کہو گے پس عبد اللہ کنوین مین اُترے اور
اُسکی تھاہ مین ایک نیزہ جو اُن کے ہاتھ مین تھا گاڑ دیا پانی کا سوت جاری ہو گیا
عبد اللہ باہر نکل آئے اور پانی کنوین سے اُبلنے لگا یہانتک کہ بھر گیا اور وہ دونون عورت
و مرد یہ حال دیکھکر مسلمان ہو گئے اور ایمان لائے اور عبد اللہ نے جو کچھ اُن سے کہا
قبول کیا مرد کا نام **کاکا اکیلا** اور عورت کا نام **کاکی اکیلی** تھا عبد اللہ اِن دونون
کے پاس ٹھہرے رہے دونون اُن کی خدمت و حفاظت کرتے تھے یہانتک کہ اُن سے
محبت پیدا ہو گئی اور دونون سے عبد اللہ نے زبان ہندی کی تکمیل و ترقی کی بعد اسکے
اُن دونون سے ظاہر کیا کہ مین اسلیے بھیجا گیا ہون کہ ہند مین اسلام ظاہر کرون اور
اہل ہند کو ایمان کی طرف دعوت کرون اور اُن سے اِس بارے مین مشورہ کیا
دونون نے جواب دیا کہ یہ جو تم چاہتے ہو اُسوقت تمھین ممکن ہوگا کہ جب کوئی ایک
شخص ہند کے راجاؤن اور رعایون مین سے مسلمان ہو جائے اور اِس ملک مین تمھاری
کوشش کا اُسوقت نفع ظاہر ہوگا جبکہ راجہ کا وزیر بھارمل قابو مین آ جائے اور بھارمل
بڑے بت کے پوجاریون مین سے ایک شخص کے ساتھ بہت عقیدت رکھتا ہے اور اُسکی
بزرگی کا معترف ہے اور بچپن سے ہر ہفتے مین ایک مرتبہ اُسکی قدمبوسی کے لیے جایا
کرتا ہے اور اُسکے حکم سے سر مو اختلاف نہین کرتا بہت مانتا ہے اُسکی رائے پر چلتا ہے
پس اگر تم اُس پوجاری کے پاس پہونچ جاؤ اور وہ تمھارے ہاتھ پر ایمان لے آئے تو
جو کچھ تم چاہو گے اسکا ظہور ممکن ہوگا عبد اللہ اس مشورے کے بموجب روانہ ہوئے

اور شہر کھنبایت مین پہونچے اور اُس مورت کے مندر تک چلے گئے جہان وہ پوجاری
رہتا تھا وہ لڑکون کو پڑھاتا تھا اور گکّو (क) کھکھو (ख) کر کے حرف بتاتا تھا
شیخ صاحب سنکر کہنے لگے کہ پنڈت جی ایک عجیب بات تمھاری تعلیم مین دیکھی کہ تم لکھاتے
تو ایک حرف ہو اور بولتے ہو چار حروف پنڈت انکی بات سنکر متعجب ہوا اور بھید اسکا
دریافت کرنے لگا اُنھون نے خلوت کا اشارہ کیا پس خلوت مین جاکر اُسکے ساتھ
بات چیت کی کہ جس سے اسکا دل اپنی طرف کھینچ لیا اور جب کہ وہ انکی طرف مائل ہو گیا
اور گرد آکر گفتگو کرنے لگا تو اسکو راز ہاے حقانی سے مطلع کیا اور یہ کہا کہ تم ہندی مین
لکھتے ہو ایک حرف ک (क) اور پڑھتے ہو چار حرف ککو وہ تین کاف ہین اور ایک
اُن کے واو پس ان مین پہلے دونون کاف ہر دو اصل روحانی کی مثال ہین اور وہ
دونون ایک جنس سے ہین اور وہ عقل ہے اور تیسرا کاف اور واو ہر دو اصل جسمانی
کی مثال ہین اور دونون کے درمیان مین ایک جہت سے فاصلہ ہے ادھر ایک ہر دو
اصل مین سے ایک متحرک ہے اور دوسرا ساکن اور وہ دلیل اس بات کی ہے کہ
ایک دونون مین سے مفید اور دوسرا مستفید ہے اسی قسم کی باتین ہوتی ہین یہانتک
کہ پنڈت عبداللہ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا اور ایمان لایا پھر عبداللہ اُس کے پاس
ٹھہرے رہے اور اُسکی تعلیم و تادیب و تہذیب مین سرگرم رہے اور بچاتے رہے کہ بھارمل
کو اس راہ پر لے آوے پوجاری عبداللہ کی راے پر عمل کرتا رہا جب بھارمل اُسکے پاس آتا
تنہائی مین باتین کرتا بتون کے نقصان اور اُن کی عبادت کے عیوب اُسکے سامنے
بیان کرتا تھا جب اُسکے کلام نے اثر کیا بھارمل دین اسلام کی تعظیم و تکریم کرنے لگا
وہ ہمیشہ شرف اسلام بیان کرتا تھا بھارمل وزیر اُسکی مراد اور میل جانب اسلام
سمجھ گیا اور کہنے لگا کہ آپ صاف صاف بیان کیجیے کہ اگر آپ نے اپنا دین قدیم ترک
کیا ہے اور اُسکے سوا اور دین اختیار کیا ہے تو مین بھی آپ کے ساتھ ہون جس دین پر
آپ ہون جبکہ بزرگی اُسکی آپ نے پہچانی بھارمل کے سامنے اُس پنڈت نے اپنا حال
بیان کیا اور عبداللہ کا اظہار کیا یہانتک کہ بھارمل داخل اسلام ہوا اور اُس سے

عہد لیا پھر بھارمل مومن مخلص ہو گیا اور ایمان پوشیدہ رکھتا تھا اور چھپ کر نماز
پڑھتا تھا اور پٹن سے کھنبایت جاتا رہتا تھا اور پنڈت کے پاس ٹھہر کر عبداللہ
خلیفہ آداب دین اسلام اور اخلاق ایمان اور علوم ائمہ آل محمد علیہم السلام
سیکھا کرتا تھا رفتہ رفتہ اُسکے دین اسلام مین آجانے کے حال سے اسکا ایک
[illegible]کار واقف ہو گیا اور سدھراو جے سنگھ سے یہ سارا حال بیان کر دیا راجہ نے کہا
کہ اگر مین اُسکو اپنی آنکھ سے نماز پڑھتا ہوا دیکھ لون تو جیسا کہ اور لوگون کے ساتھ کیا
جاتا ہے اُسکو ویسی سزا دون پھر حاسد چغل خور ایسے وقت مین راجہ کو لاے کہ بھارمل
نماز پڑھ رہا تھا بھارمل نے جب یہ بات سنی کہ راجہ یہان آیا ہوا ہے اُٹھ کھڑا ہوا
اور سلام کیا راجہ نے کہا اے بھارمل یہ جو تم کر رہے تھے بُری بات ہے وزیر نے
عرض کیا کہ یہ جو کام مین کر رہا تھا کوئی ایسی چیز نہین ہے جو میرے مخالف حضور سے
عرض کیا گیا ہے بلکہ مین نے اس وقت ایک سانپ دیکھا تھا کہ نکل کر اس صندوق
تلے جو میرے پاس رکھا ہوا ہے چلا گیا پس مین کھڑا ہوا اُسے ڈھونڈھتا رہا پھر جھک کے
دیکھنے لگا تو بھی نہ پایا پھر مین زمین پر سر لگا کر دیکھتا تھا کہ شاید نظر آجاے راجہ نے
اس صندوق کے نیچے سانپ کو ڈھونڈھنے کا حکم دیا یکایک اُس کے نیچے سے
ایک سانپ بل کھاتا ہوا نکل آیا راجہ نے بھارمل کی بات کو سچ جانا اور چغل خور
جھوٹے پڑے اور بھارمل کی آبرو خدا نے بچائی اور اُس پر وثوق زیادہ ہو گیا۔
اس مندر مین لوہے کا ایک ہاتھی سطح سے بلا کسی تعلق کے لٹک رہا تھا اور بڑے
بت کے بعد اسکی تعظیم و تکریم کی جاتی تھی اور سدھراؤ جے سنگھ ہر سال ایک مرتبہ
کھنبایت مین زیارت کے لیے آکر بڑے بت کی پوجا کرتا تھا جو قربانیان ممکن
ہوتی تھین چڑھاتا تھا اس سال جبکہ راجہ کھنبایت مین آیا اور یہ ارادہ کیا کہ صبح
کے وقت بت کی زیارت کے لیے مندر مین جاے عبداللہ نے پوجاری سے کہا کہ
راجہ سے جاکر کہو کہ شب کو ہاتھی نے مجھ سے خواب مین بیان کیا کہ مدت دراز سے
معلق ہون بغیر سہارے کے کھڑے کھڑے اکتا گیا ہون اب مین چاہتا ہون کہ ایک بارگی

زمین پر ٹیک دو دن یہ بات سنکر راجہ اور اُسکے ساتھی متحیر ہوئے جب رات ہوئی تو
اُٹھا کر ہاتھی کے پاس گئے اور بغور دیکھا تو وہ ہوا مین معلق پایا گیا اور اُسکے چارون
طرف ہر سطح مین سنگ مقناطیس مرصع جڑا ہوا تھا اور ہر سنگ اپنی طرف کھینچے
ہوا تھا پس ایک پتھر جو ایک پانون کے مقابل تھا اُکھیڑ لیا ہاتھی نے ایک پانون
زمین پر ٹیک دیا جب صبح ہوئی یہ خبر لوگون مین منتشر ہوئی اور ہجوم عام ہوا راجہ
سنا تو حیرت وغم مین گرفتار ہوا پھر کئی روز کے بعد عبداللہ نے پوجاری سے کہا
جاؤ اور راجہ سے کہو کہ ہاتھی چاہتا ہے کہ دوسرا پانون بھی زمین پر ٹیکے اور ویسا ہی
جیسا پہلے کیا تھا چندروز مین چارون طرف سے پتھر اُکھیڑ ڈالے یہانتک کہ وہ ہاتھی
چارون پانون سے زمین پر آرہا اور راجہ کو نہایت غم والم اور حیرت دامنگیر ہوئی
بعض آدمیون نے راجہ کو خبر دی کہ پوجاری نے اپنا دین ایک عرب مسلمان کے لیے
چندروز سے اُسکے پاس ٹھہرا ہوا ہے تبدیل کر ڈالا ہے عرب اور پنڈت دونون نے
کچھ کرتب کیا ہے راجہ سنکر پوجاری اور عبداللہ پر نہایت خشمگین ہوا گرفتار کرنے کے
لیے سپاہی بھیجے اُسوقت عبداللہ ظاہر ہوئے اور مندر کی سیڑھیون پر چڑھکر بیٹھے
اور کچھ آیات وادعیات حرز پڑھتے رہے جب لشکری اُنکے قریب پہونچ گئے تو پھر آگے
نہ بڑھ سکے سپاہی اُن کی طرف دیکھتے تھے اور بڑھ نہ سکتے تھے بلکہ بھاگتے تھے جب یہ
راجہ کو پہونچی تو خود لشکر عظیم لیکر چلا جب تنے قریب پہونچ گیا کہ شیخ عبداللہ اچھی طرح
نظر آنے سکتے تو پانون اُسی جگہ جم گئے اور اُن مین آگ بھڑک اُٹھی راجہ نے اس
حالت سے فریاد کی اور توبہ کرکے عہد کیا کہ مین تمہارے دین مین داخل ہوتا ہون
عبداللہ نے اُسپر نظر رحمت کی تو گویا راجہ اور اُسکے ساتھی زنجیرون سے آزاد ہوگئے اب راجہ
شیخ صاحب کے پاس آیا اور اُن کا حال پوچھنے لگا عبداللہ نے کہا کہ اے راجہ
اگر یہ بڑا بت جسکی تم پوجا کرتے تھے میرے سامنے ذلیل ہوکر میری خدمت کرنے لگے
تو تم اسلام لاکر میرے دین مین داخل ہو جاؤ گے جواب دیا جو کچھ تم کہتے ہو کر دکھاؤ گے
تو ایسا کرونگا عبداللہ نے کہا واللہ علی ما نقول وکیل (یعنی جو کچھ ہم کہتے ہین خدا اُسکا

[illegible] اور بت کی طرف دیکھ فرمایا او ملعون اُٹھ اور میرا ڈول لیکر جا تالاب سے
پانی بھر لا اور جلد لوٹ آ پس یکبیک بحکم خدا وہ بت کھڑا ہوا اور جواب دیا
[illegible] وسعدیک اور ڈول لیکر تالاب پر گیا اور اُس مین تمام پانی جس قدر تالاب
مین تھا بھر لیا اور تالاب کو خالی چھوڑ دیا کہ مچھلیان تڑپنے لگین اور ڈول بھرکر
عبداللہ کے پاس لاکر رکھدیا لوگون نے شور وغل مچایا کہ جاندار بغیر پانی کے فنا
ہوجائینگے اور عرض کرنے لگے کہ آدمیون اور جانورون پر لطف فرماکر بت کو حکم دیجیے
کہ پانی پھر تالاب مین چھوڑ دے چنانچہ انھون نے حکم دیا بت نے پانی ڈالدیا اور تالاب
بھر گیا شیخ عبداللہ کی یہ کرامات دیکھکر بہت سے ہندو مسلمان ہوگئے جسقدر برہمن مسلمان
ہوے اُن کے زنار ایک من سے زیادہ وزن مین تھے۔
[illegible] اس کارروائی کے بعد شیخ عبداللہ پٹن کو گئے اور وہان بھی بہت آدمی مسلمان
ہوے اور سدھپور کے بھی بہت سے آدمی مسلمان ہوے بعد اسکے شیخ عبداللہ نے بھارمل
کے بیٹے **یعقوب** کو علم دین سکھایا اور موت کے وقت اُن کو اپنا جانشین کیا
یعقوب ہند کے داعی رہے پھر یعقوب نے اپنے چچا تارمل (تاسے فوقانی اور رائے
موقوف سے) کے بیٹے **فخر الدین** کو باگڑ مین جو راج ڈونگرپور ملک راجپوتانہ
مین واقع ہے بھیجا اور وہان اسلام قائم ہوا اور فخر الدین کفار کے ہاتھ سے باگڑ
مین مقتول ہوکر موضع **گلیا کوٹ**[1] مین مدفون ہوے اُنکی قبر بوہرون مین
زیارت گاہ عام ہے یعقوب نے داعیان یمن کے اذن سے ہندوستان مین کار
دعوت انجام دیا اور وفات کے وقت اپنے بیٹے **اسحاق** کو اپنا جانشین کیا اسحاق
نے اپنے بیٹے **علی** کو اپنا قائم مقام بنایا۔ علی بن اسحاق نے ملا آدم اور پیر حسن
اور اپنے فرزند داؤد کو علم وادب سکھاکر ملا آدم کو احمد آباد پیر حسن کو سدھپور بھیجا
اور داؤد کو اپنے پاس پٹن مین رکھا وفات کے وقت پیر حسن کو اپنا جانشین کیا اور
پیر حسن مقتول ہونے کے وقت اپنا جانشین ملا آدم کو کر گئے پھر ملا آدم نے اپنے بیٹے
ملا حسن کو اپنا جانشین کیا ملا حسن نے اپنے فرزند ملا راج کو اور ملا راج نے اپنے بیٹے

[1] گلیا کوٹ کاف فارسی مفتوح لام ساکن یاے تحتانی مفتوح الف ساکن کاف عربی مضموم واو مجہول تاے ہندی ۱۲

ملا جعفر کو اپنا قائم مقام بنایا۔ یہانتک داعیان گجرات و اعیان یمن کے تابع ہو[...]
ملا جعفر کے زمانے مین یمن کی دعوت اُنکی کا رتبہ منتقل ہو کر ہند مین داعی یوسف
پر آگیا اور داعی ملا جعفر داعی یوسف کے مطیع ہوئے اور جب سے سلسلہ دعوت ا[...]
اولاد و اخلاف بھارل مین چلا آرہا ہے۔

ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے جرنل جلد ۴۰ کے صفحہ ۲۴۴ سے بوہرون کی ابتدا کے
حالات راس مالا کے ترجمہ گجراتی صفحہ ۱۵۰ مین اس طرح نقل کیے ہین کہ یعقوب نامی
ایک آدمی اپنے گھر کے فساد کی وجہ سے اپنا ملک چھوڑ کر سنہ ۵۳۲ ہجری مطابق سنہ ۱۱۳۷ء
مین مصر سے کھنبایت کو آیا اُسکے مذہب والون مین سے ہندوستان مین پہلا قدم رکھنے وا[لا]
وہی آدمی تھا اُس وقت مین اُس مذہب کا سب سے بڑا ملا جو کئی برس سے یمن مین
رہتا تھا ظہری (ذویب) بن موسیٰ نامی تھا مصر مین خلیفہ مستنصر باللہ کا عمل تھا اور
سدھراس سنگھ (سدھراج جے سنگھ) ہندوستان مین پیران پٹن کا راجہ تھا۔
بہت سے ایسے ثبوت ملتے ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مستنصر سنہ ۴۸۷ ہجری مین
مر چکے تھے اور اُن کا پوتا حافظ گیارھوان خلیفہ جسنے سنہ ۵۲۴ ہجری سے سنہ ۵۴۴ ہجری تک
حکومت کی حکمران تھا اس وقت کے بارے مین گجرات کی تواریخ کا سلسلہ گو بڑے
بھرا ہوا ہے تو بھی اوپر کے وقت کے ساتھ ملتا ہوا ہے کیونکہ سدھراج جے سنگھ کہ جس نام سے
بگڑا ہوا لفظ سدھراس بنا ہوا معلوم ہوتا ہے سنہ ۱۰۹۴ء (مطابق سنہ ۴۸۷ ہجری) مین
انہل واڑے (پٹن) کا راجہ تھا اس بیان کے بعد راس مالا مین اس قصے کو اس طرح
پورا کیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یعقوب کھنبایت مین آ کر ایک مالی کے شامل ہوا
جس کو اُسنے اپنے مذہب مین داخل کیا پھر اُسنے ایک برہمن کے لڑکے کو مسلمان کیا
سدھراس راجہ اور اُسکے دو دیوان تارمل (دتا سے فوقانی سے) اور بھارمل دو بھائی
تھے وہ کھنبایت کے ایک مندر مین اکثر جایا کرتے تھے وہان پر ایک لوہے کا ہاتھی
سنگ مقناطیس کے زور سے لٹکا رکھا تھا یعقوب نے اُن پتھرون کو نکال ڈالا اور
برہمنون کے ساتھ بحث ہوئی جس مین بھی یعقوب جیتا سدھراس اور اُسکے درباریون کو

[...] کرامت دکھائی جس سے اُنھون نے اُسکا مذہب اختیار کر لیا اور اُنکی متابعت دو بھا[ئیون]
[...]ون نے بھی کی اور ان نو مسلمون نے عربستان کے ساتھ بیوپار جاری کیا جس سے وہ
[بیوپاری] یعنی بوہرے کہلائے۔
[...] کے صحیح نامون اور حالات مین بہت گڑبڑی پائی جاتی ہے سدھراس سنگھ
[...] مین سدھراجے سنگھ ہوگا گجرات مین اس نام (سدھراجے سنگھ) سے سدھراج
[مشہور] ہے لیکن تارمل اور بھارمل یہ دونو دیوان جو لکھے ہین قیاس ایسا جاتا ہے کہ [...]
[...] (کھیل) کے دیوان دو بھائی تیج پال اور وستو پال تھے یہ وہی دو ہون
[...] جن کو تارمل اور بھارمل مشہور کر دیا ہے اور پھر کمار پال یا اجے پال کی باتین
[...] دوسری جگہ لکھی ہوئی ہین اور جنکے مطابق راجہ نے دوسرا مذہب اختیار کر لیا تھا
سدھراج جے سنگھ کی طرف منسوب کر دی ہین کیونکہ یہ بات محقق ہے کہ سدھراج نے
اپنا مذہب نہین بدلا تھا وہ ہندو مذہب پر مرا ہے۔
سدھراج جے سنگھ سولنکی راجپوت تھا اسکے حالات کتب تواریخ مین مفصل مذکور ہین
گجرات اور مالوہ اور برہانپور اسکے زیر نگین تھے قلعہ بھروچ اُسی نے بنایا تھا اور
سدھپور بھی اُسی نے آباد کیا ہے
جامع الحکایات ایلیٹ نے تاریخ ہندوستان کی دوسری جلد مین ایک قصہ کا ترجمہ کیا ہے
جس کی نسبت اسکا مؤلف محمد عوفی کہتا ہے کہ مین نے اس قصے سے بہتر دوسرا قصہ نہین سنا
محمد عوفی ایک دفعہ کھنبایت مین تھا جو سمندر کے کنارے پر آباد ہے اور جس مین بہت سے
سنی مسلمان رہتے تھے جو مذہب کے نہایت پابند اور نیک تھے وہان اُسنے سنا کہ شہر کھنبایت
گجرات کے راجہ جے سنگھ کے قبضے مین تھا جسکا دارالحکومت نہروالہ (انہل واڑہ) تھا اور
اُسکے عہد مین یہان آتش پرستون اور مسلمانون کی بڑی آبادی تھی مسلمانون کی ایک
مسجد تھی اُسکے پاس ایک مینار بھی تھا جس مین کھڑے ہو کر مؤذن اذان دیتا تھا
آتش پرستون نے غیر مذہب والون کو مسلمانون پر حملہ کرنے کے لیے بھکایا جنھون نے
وہ مینار توڑ ڈالا اور مسجد جلا دی اور اسی مسلمان مارے گئے مسجد کے خطیب کا نام

قطب علی تھا وہ بچ کر نہروالہ کو گیا اور اُسنے تمام مظالم کی فریاد کی مگر راجہ کے
درباریون مین سے کسی نے اُسکے حال پر توجہ نکی اور نہ مدد دی ہر ایک درباری اسکے
ہم مذہبون کے بچانے کی کوشش کرتا رہا قطب علی نے یہ سنا کہ راجہ شکار کو جانیوالا ہے
وہ جنگل مین جاکر راجہ کی رہگذر پر ایک درخت کے تلے بیٹھ گیا جب راجہ اُدھر پہونچا تو
قطب علی نے عرض کیا کہ آپ ہاتھی کو ٹھہرا کر میری جو شکایت ہے وہ سُن لیجیے راجہ نے
ہاتھی روک لیا قطب علی نے ایک نظم جو ہندی کی شاعری مین بنائی تھی اور اسمین
یہ تمام واقعہ لکھا تھا راجہ کے ہاتھ مین دیدی راجہ نے وہ نظم پڑھکر اپنے ایک نوکر کو حکم دیا
کہ قطب علی کو اپنے ساتھ حفاظت سے رکھے اور جب مین کہون اُسکو دربار مین پیش کرے
اسکے بعد راجہ لوٹا اور اپنے نائب کو بلاکر فرمایا کہ تمام ریاست کا کام تم کرتے رہنا مین عبادت
کے لیے تمام کام چھوڑکر زنانے مین رہونگا اس عرصے مین کسی ریاستی کام سے مجھے دق کیا جائے
اور اسی شب کو راجہ ایک سانڈنی پر سوار ہوکر نہروالہ سے کھنبایت کو راہی ہوا اور چالیس
فرسنگ کے فاصلے کو ایک رات دن مین طے کیا اور سوداگر کے بھیس مین شہر مین داخل
ہوا بازار اور کوچون مین الگ الگ ہوکر پھر کر قطب علی کی شکایت کے متعلق حالات سُنتا رہا
راجہ کو خوب محقق ہوگیا کہ مسلمانون پر بڑا ظلم ہوا ہے اور وہ قتل کیے گئے ہین بعد اس کے
ایک برتن مین سمندر کا پانی بھر کر اور لیکر نہروالہ کو لوٹ گیا جہان پر اپنی روانگی سے تیسری
رات کو پہونچ گیا۔ صبح کو اُسنے دربار کیا اور قطب علی کو بلایا فرمایا کہ تم اپنا سارا واقعہ بیان کرو
اُسنے تمام وکمال حقیقت سنائی درباری گروہ کے غیر مذہبی آدمیون نے چاہا کہ اُسکو جھوٹا
بنائین اور دھکائین اسپر راجہ نے اپنے پانی والے کو حکم دیا کہ وہ پانی کا برتن حاضرین
کو دیدے تاکہ وہ سب اُس مین سے پیوین ہر ایک شخص نے اُسکو پینا چاہا اور چکھ کر چھوڑ دیا
اور سمجھ لیا کہ سمندر کا پانی ہے پینے کے قابل نہین اسکے بعد راجہ نے کہا کہ چونکہ اس علاقے مین
جدا جدا مذہب والون کا ایک دوسرے سے تعلق تھا اس لیے مین نے کسی پر بھروسا نکیا
اور خود کھنبایت کو جاکر تمام حالات کی تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ مسلمانون پر فی الواقع ظلم
وجبر ہوا ہے پھر اُسنے کہا کہ میرا یہ فرض ہے کہ اپنے تمام رعایا کے حال کی نگرانی رکھون اور انکی

حفاظت کرون کہ وہ امن کے ساتھ رہ سکین اسکے بعد اُسنے حکم دیا کہ غیر مذہب والون
برہمنون اور آتش پرستون اور دوسری ذات والون مین سے دو دو معزز آدمیونکو
سزا دیجائے اور ایک لاکھ بالوترے (چاندی کا سکہ) اُس مینار ومسجد کی دوبارہ تیاری
کے لیے دیے اور چار بادیے کا خلعت عطا کیا اس خلعت کے کپڑے ابتک حفاظت سے
رکھے ہوے ہین اور کسی بڑے تیوہار کی تقریب مین دکھائے جاتے ہین۔ وہ مسجد ومینار
اور وہ ملن پہلے تک کھڑے تھے لیکن جب الالا (مالوہ) کے لشکر نے ملک نہروالہ پر حملہ کیا
اس وقت مین وہ توڑ ڈالے گئے سید شرف تمین (جانے توقانی سے بروزن نگین) نے
اچھی طرح سے اُنھین پھر بنوالیا اور ایک کے بجائے چار مینار تعمیر کراکر اُنپر سونے کے کلس
چڑھوائے ہین وہ اپنے مذہب کی اس عمارت کو غیر مذہب والون کے ملک مین چھوڑ گیا
اور وہ عمارت ابتک موجود ہے غرضکہ بقول محمد اوفی جے سنگھ ہندوستان کے اُس زمانے
کے والیان ملک مین سب سے بڑا اور نہایت مدبر تھا وہ بڑی نرمی کے ساتھ حکومت کرتا تھا
اور دوسرے سردارون کو اپنے دباؤ مین رکھتا تھا جامع الحکایات شمس الدین التمش کے
وقت مین سنہ ۱۲۱۱ھ کے قریب بنی ہے۔

بوہرون کے ہان ائمہ کی ترتیب

بوہرے مستنصر باللہ کے بعد مستعلی باللہ کو امام بحق جانتے ہین مستعلی کے انتقال کے بعد اُنکے
بیٹے آمر باحکام اللہ تخت سلطنت پر متمکن ہوے ۴۔ ربیع الثانی ۵۲۴ھ ہجری کو آمر
کے ہان بیٹا پیدا ہوا جن کا نام ابوالقاسم طیب رکھا اور جس مکان مین اُنکی ولادت
وقوع مین آئی تھی اُسکا نام بیت حق معمور رکھا گیا ان ائمہ کے خوارق عادات
بھی مجالس سیفیہ مین مذکور ہین چنانچہ مجلس سوم مین آمر کا ایک معجزہ لکھا ہے جو ناظرین کی
دلچسپی سے خالی نہوگا کہا ہے کہ آمر کا وزیر افضل ابن بدر جمالی اپنے دین مین مذبذب
تھا ایک شخص فن جادوگری سے ماہر افضل کے ساتھ بیٹھا تھا اور ایک خوان لبریز اُٹھانے والے
کے خود بخود اُٹھا چلا آتا تھا لوگ تعجب کرتے تھے یہ خبر آمر کو پہونچی افضل کو لیکر اُسے

بلایا آمر کے سامنے بھی اُسنے یہی شعبدہ دکھایا پردے پر شیر کی ایک تصویر تھی آمر نے
اس تصویر کو حکم دیا مجسم شیر بنکر ساحر کو کھا گیا انفضل شرمندہ ہوا۔

۳۔ ذیقعدہ ۵۲۴ھ ہجری کو آمر قاہرہ میں سرِراہ زخمی ہوئے تو اپنی جانشینی کے لیے
طیب کے واسطے وصیت کی اور ابن مدین کو بلاکر طیب کو تربیت کے لیے اُن کے
حوالے کیا اور کہا کہ اپنے بعد اپنے داماد ابو علی کو **باب** مقرر کیجیو اور وصایا کرکے رات
میں آمر نے رحلت کی اور امرائے دولت طیب کو لیکر قاہرہ چھوڑکر چلے گئے اور مستور ہو گئے
جب یہ خبر یمن میں پہونچی تو حرۂ ملکہ اور داعی ذویب دعوت میں قائم ہوئے اور
طیب بن آمر کی بیعت لیتے رہے قاہرہ میں مسند نشین خلافت عبدالمجید ہوئے جن کا
لقب الحافظ لامر اللہ تھا ان کو بوہرے نہیں مانتے۔

بوہروں میں وصی اور ائمہ کی ترتیب اس طرح ہے (۱) وصی حضرت علیؑ (۲) امام حسنؑ
(۳) امام حسینؑ (۴) امام زین الدین علیؑ (۵) امام محمد باقرؑ (۶) امام جعفر صادقؑ
(۷) امام اسماعیل (۸) امام محمد (۹) امام عبداللہ (۱۰) امام احمد (۱۱) امام حسین
(۱۲) امام مہدی (۱۳) امام قائم (۱۴) امام منصور (۱۵) امام معز (۱۶) امام عزیز
(۱۷) امام حاکم (۱۸) امام ظاہر (۱۹) امام مستنصر (۲۰) امام مستعلی (۲۱) امام آمر
(۲۲) امام طیب پس بوہرے صدویہ میں **مستعلویہ** ہیں اور مستعلویہ میں **طیبیہ** ہیں۔
اور جعفر صادق کے بعد چار اماموں کے مستور و مخفی ہونے کے قائل ہیں اور وہ چار
یہ ہیں عبداللہ۔ احمد۔ حسین۔ اور طیب اور عبداللہ مہدی کا سلسلۂ نسب امام
جعفر صادق تک اس طرح ملاتے ہیں مہدی بن حسین بن احمد بن عبداللہ
بن محمد بن اسماعیل بن امام جعفر صادق۔

علمائے دعوت اور داعیوں کا بیان

مجالس سیفیہ میں حرۂ ملکہ کی بڑی تعریف لکھی ہے کہا ہے کہ وہ علم تنزیل و تاویل
[illegible]

... ائمہ و رسول میں متبحر تھیں اور داعیان زمان اُنسے پس پردہ سے مسائل پوچھتے تھے
... احکام حاصل کرتے تھے اور مشکلات دین میں اُنکے پاس رجوع کرتے تھے پس جس
... کے طالب ہوتے تھے اُن کے پاس پاتے تھے اور اس کو علم و زہد و ورع و عبادت
... امور سیاست و تدبیر میں بھی کمال حاصل تھا ملوک یمن اُنکی بندگی کے خواہان اور
... میں اُن کی اطاعت میں پویان تھے وہ اپنی حیات میں دعوت و حکومت پر اپنے
... ان صاحب فضل کی وفات کے بعد قائم رہیں اور انھیں کے عہد میں ستر واقع ہوا
... طیب بن آمر مستور ہوئے اور جب تک یہ ملکہ زندہ رہیں انتظام میں کچھ خلل واقع نہیں
ہوا حرۂ ملکہ نے بانوے سال اور چند ماہ کی عمر پاکر شعبان ۵۳۲ھ ہجری میں وفات پائی
اور جامع مسجد ذی جبلہ میں بائیں جانب قبلے کے مسجد کی ایک منزل میں مدفون ہوئیں
اُن کی قبر آج تک زیارت گاہ ہے مسجد مذکور کی دیوار جانب قبلہ میں اُنکے حکم سے تمام
اماموں کے نام علی بن ابی طالب سے اُن کے زمانے کے امام تک لکھے گئے ہیں حرۂ ملکہ
... کے لیے ائمہ طاہرین کے نزدیک مقام محمود اور مرتبۂ عالی تھا اور خاصکر آمر باحکام اللہ
... نے اُن کو ہر طرح کے فضل سے مخصوص کیا تھا اور تمام آدمیوں سے اُن کے مرتبے کو
... بڑھا دیا تھا انھیں مقام نور کا **حجاب** اور بیت حق معمور کا جنہیں طیب ابی القاسم
پیدا ہوئے تھے **باب** مقرر کیا تھا اور آمر نے حرۂ ملکہ کو حکم دیا تھا وہ طیب ابی القاسم
کی حالت ظہور میں اور استتار کے بعد اُنکی طرف دعوت کریں اور دعوت کو اُن کی طرف
اور اُن ائمہ کی طرف جو اُن کی اولاد سے ہوں برابر جاری رکھیں پس حرۂ ملکہ کو جس
بات کے لیے اُن کے مولا نے حکم دیا تھا اسپر مستعد اور قائم رہیں۔ ابوالفدا نے
بھی اس ملکہ کا حال لکھا ہے مزید واقفیت کے لیے اسکو ہم نقل کرتے ہیں لکھا ہے
کہ نام ان کا **سیدہ** اور لقب حرہ تھا ان کے باپ کا نام احمد بن جعفر بن موسیٰ
صلیحی ہے ۴۴۰ھ ہجری میں پیدا ہوئی تھیں اور شہاب کی بیٹی اسما نے اُن کی پرورش
کی تھی ۴۶۱ھ میں اسما کے بیٹے احمد الملقب بہ ملک مکرم بن علی بن قاضی محمد بن علی صلیحی نے
جو صنعا میں سلطنت کرتا تھا اُن سے نکاح کیا تمام کام حرۂ موصوفہ انجام دیتی تھیں

احمد مکرم نے اپنی حیات میں اُن کو تخت پر بٹھا دیا تھا حرہ ملکہ انتظام سلطنت اور تدبیر مملکت اور لڑائیوں کے بندوبست کرتی تھیں احمد مکرم کھانے پینے اور عیش و عشرت میں مشغول رہتا تھا سنہ ۴۸۴ھ میں احمد مکرم نے وفات پائی تو اُسکے چچا کا بیٹا ابو حمیر سبا بن احمد بن مظفر بن علی صلیحی والی ریاست ہوا تمام عمر ریاست کرتا رہا یہانتک کہ سنہ ۴۹۵ھ میں سبا نے انتقال کیا یہ شخص صلیحیوں کا سب سے پچھلا بادشاہ گذرا ہے اسکے عہد میں بھی سلطنت کے تمام کاروبار حرۂ ملکہ ہی کے ہاتھ میں رہے ابن سبا کے مرنے کے بعد حرۂ ملکہ کی ایام حکومت میں ابن نجیب الدولہ مصر سے آکر سنہ ۵۱۳ھ میں سلطنت پر قابض ہوگیا اور یمن کے پہاڑوں میں پڑا رہا یہانتک کہ بادشاہ مصر نے اُسکے سر پر پہونچکر سنہ ۵۲۰ھ کے بعد ابن نجیب الدولہ کو گرفتار کرلیا اور اب سلطنت ابن زریع بن عباس بن مکرم کے ہاتھ میں آگئی آل زریع کا نام آل عدن ہے اور یہ لوگ آل ذیب بھی مشہور ہیں مگر ان تمام انقلابات میں حرۂ ملکہ کا اقتدار برابر قائم رہا یہانتک کہ سنہ ۵۳۲ھ میں راہی ملک آخرت ہوئیں ان کے عہد میں ملک مفضل ابو البرکات بن ولید حمیری حاکم ثغر کا کہنا سننا بہت چلتا تھا بلکہ یہ شخص اُن کے سامنے احکام جاری کرتا تھا۔

مجالس سیفیہ میں بیان کیا ہے کہ داعی عماد الدین ادریس بن حسن نے کہا ہے کہ حرۂ ملکہ نے داعی ذؤیب بن موسیٰ کو اپنا قائم مقام کرکے اور دعاۃ یمن کا اُن کو قدوہ بناکے اور داعی خطاب کو اُن کا معاون کرکے دنیا سے رحلت کی پس وہ دونوں طیب بن آمر کی حیات و وفات میں اُنکی طرف دعوت کرتے رہے اور قواعد دعوت کو بلند کیا اور طیب کے نشان ظاہر کئے اور داعی ذؤیب دعاۃ مطلقین میں سے یمن اور مضافات و جزائر یمن میں طیب کے مخفی ہوجانے کے بعد اول ہیں اور داعی یحییٰ بن لمک نے بھی اُن کے لیے رتبہ تسلیم کیا تھا۔ داعی ذؤیب داعی لمک کے شاگرد تھے اور داعی لمک نے المؤید فی الدین شیرازی سے علم تحصیل کیا تھا مجلس بستم میں ذکر فضائل عید غدیر کے بعد بیان کیا ہے کہ علوم دعوت کا مبدء داعی المؤید فی الدین شیرازی ہیں جو امام مستنصر باللہ کی طرف سے حجت تھے اور تفصیل اُنکی اس طرح ہے

داعی علی بن محمد صلیحی کے ہاتھ سے جب اللہ نے امر ائمہ ظاہر کیا اور اُن کو بلاد یمن میں تمکین دی تو صلیحی نے داعی لمک بن مالک حمادی کو مصر میں بھیجکر اجازت طلب کی لمک مصر میں پہونچے اور وہاں گھر داعی مؤید فی الدین کے مکان میں ٹھہرنے کی اجازت ملی سات برس تک داعی لمک داعی مؤید سے علوم ائمہ کے حاصل کرتے رہے اور جب وہ یمن کی طرف واپسی کی اجازت مانگتے تھے تو قیام کے لیے حکم ہوتا تھا یہانتک داعی لمک نے ۷۰ مسائل دقیق داعی مؤید سے دریافت کیے جبکہ مؤید نے کہا کہ ان کا جواب میں نہیں دے سکتا امام دینگے اور اُن کو امام کی خدمت میں لے گئے تو ہر مسئلے کے جواب کے ساتھ خلعت ملتا گیا داعی علی بن محمد صلیحی کے انتقال کے بعد داعی لمک یمن کے داعی قلم مقرر ہوئے اور بڑے عالم شخص تھے داعی لمک سے بہت سے داعیوں نے علم حاصل کیا اور یوں تو ان کے بہت سے شاگرد تھے مگر اعلیٰ درجے کے دو ہی ہوئے ایک ان کے بیٹے داعی یحییٰ اور دوسرے داعی ذؤیب بن موسیٰ جب داعی ذؤیب کی عمر پوری ہوئی تو اُنھوں نے اپنے قائم مقامی کے واسطے داعی ابراہیم بن حسین کے لیے نص کی اور اُنھیں اپنی طرح امام کے لیے باب مقرر کیا اور ابراہیم نے اپنی وفات کے وقت اپنے بیٹے حاتم کے حق میں ایسا ہی کیا اسی طرح ابراہیم کے بعد دعاۃ میں سب کرتے رہے اور اپنے قائم مقام کے لئے نص کرتے رہے اسی طرح سلسلہ دعوت ایک دوسرے سے منتقل ہوتے ہوتے خلف عن سلف داعی عماد الدین ادریس بن حسن تک پہونچا یہ عالم متبحر تھے اس وقت دعوت میں بڑا اختلاف پیدا ہوگیا تھا اور یہ بات کہی جاتی تھی کہ دعوت ہندوستان کو منتقل ہوگی۔ پھر ہند سے تحصیل علم کے لیے چند شخص بلائے گئے یہ چار شخص کمال حسب و فضل سے تھے ہند سے یمن میں بھیجے گئے (۱) داعی یوسف بن سلیمان ساکن سدھ پور (۲) داعی جلال الدین (۳) داعی داؤد بن قطب شاہ (۴) داعی داؤد بن عجب شاہ یہ تینوں شخص احمد آباد کے رہنے والے تھے۔ آخر کار داعی ادریس بن حسن نے جو یمن کے آخری داعی تھے دعوت کی نص یوسف بن سلیمان کے لیے کی اُسوقت سے دعوت یمن سے ہند کو منتقل ہوگی

یوسف اپنے زمانۂ حیات میں دعوت میں قائم رہے انھوں نے اپنے بعد داعی جلال الدین
کے لیے نص کی اور داعی جلال الدین نے داعی داؤد بن عجب شاہ کو اپنا جانشین
بنایا اور داعی داؤد بن عجب شاہ نے داعی داؤد بن قطب شاہ کے لیے اپنی
قائم مقامی کی نص کی یہ چاروں شخص بڑے کامل و ماہر تھے خاصکر داعی داؤد بن
قطب شاہ علما سب سے زیادہ اور علما سب سے بزرگ تھے ان سے بھی علمائے دعوت
نے علوم حاصل کئے مثلاً (۱) داعی شیخ آدم صفی الدین (۲) داعی عبد الطیب
زکی الدین بن داعی داؤد بن قطب شاہ (۳) شیخ امین الدین جی ابن جلال
اور داعی عبد الطیب زکی الدین سے اُنکے بھائی داعی قطب الدین نے
علم سیکھا اور قطب الدین سے داعی شجاع الدین پیر خان نے تحصیل علم کی اور
داعی شجاع الدین سے اُن کے بیٹے شیخ نجم خان نے فضل و کمال کی تکمیل کی پھر
اُنسے اُنکے شاگرد خان جی بھائی ابن پیر خان نے علم و ادب حاصل کیا
اور یہ اپنے اُستاد کی طرح فاضل متبحر اور پرہیزگار تھے اور اجل علمائے دعوت سے تھے
جو اُن کے بعد ہوئے داعی بدر الدین نے خانجی بھائی کو خدمت دعوت کا متولی
کرکے احمد آباد کو بھیجا تھا اور اُنکے پاس تحصیل علم کے لئے داعی کلیم الدین اور
شیخ صفی الدین کو بھیجدیا تھا جب صفی الدین اپنے اُستاد کے پاس سے تحصیل علم
کرکے واپس آئے تو اپنے آبائی وطن نگر میں علوم پڑھانے لگے اور احکام دین کے
کام میں معروف ہوگئے انھیں سے شیخ عبد القادر حکیم الدین بن ملا خان جی
علم تحصیل کیا اور شیخ عبد القادر سے اُن کے بھتیجے شیخ حبیب اللہ بن آدم بھائی
بن ملا خان نے علم حاصل کیا اور شیخ حبیب اللہ سے شیخ رحمت اللہ بن ملا حسن
نے سیکھا۔ شیخ خان جی بھائی جب احمد آباد سے مراجعت کرکے اودیپور ملک میواڑ میں آئے
تو یہاں ایک مدرسہ قائم کیا اور درس علوم و عبادت میں مشغول رہے۔ شیخ لقمان
جی ملا حبیب اللہ عنفوان شباب میں رام پورے سے چلکر اودیپور میں آئے اور
شیخ خانجی بھائی بن پیر خان جی سے تحصیل علم کرنے لگے اور شیخ لقمان جی سے

پوتے ہبتہ اللہ بن ملا ولی محمد بن شیخ لقمان جی نے تحصیل علم کی۔
بھائی کا مزار اودیپور میواڑ میں ہے اور بوہرے بڑے ذوق و عقیدت سے
زیارت ہمیشہ کرتے ہیں ناریل لیجاتے ہیں وہاں توڑکر کھوپرہ تقسیم کرتے ہیں
لوبان جلاتے ہیں مروے کے پتے چڑھاتے ہیں ان سے بہت ہی ست خوشبو
غرضکہ خانجی سے علمی فیض کی دو شاخیں ان کے دو شاگردوں کے ذریعہ سے
(۱) شیخ صفی الدین بن داعی زکی الدین (۲) شیخ لقمان جی ملا حبیب اللہ
تحصیل تھے سن لی شیخ عبد العلی سیف الدین مجالس سیفیہ کے مؤلف کہتے ہیں
دونوں شمل یعنی متفرق جماعتوں کے علوم مجھ میں جمع ہوئے اور دونوں شاخیں
طرف وارد ہوئیں میں نے ابتدائے عمر میں شیخ رحمۃ اللہ سے اور بعد بلوغ
شیخ ہبتہ اللہ سے تکمیل علوم کی اور پھر رتبۂ دعوت پر بھی فائز ہوئے وہ کہتے ہیں کہ
علمی نسب اور سلسلہ اُس کا یہ ہے کہ داعی المؤید فی الدین شیرازی سے
داعی لمک بن مالک پر اور اُنسے داعیان یمن پر ایک دوسرے سے رتبۂ
دعوت از سلف تا خلف منتقل ہوا یہاں تک کہ داعی ادریس بن حسن یمنی سے
داعی یوسف بن سلیمان کو اُن سے داعی جلال الدین کو اُنسے داعی
داؤد بن عجب شاہ کو اُن سے داعی داؤد بن قطب شاہ کو اُنسے اُنکے فرزند
داعی عبد الطیب زکی الدین کو اُنسے اُنکے بھائی داعی قطب الدین
کو اُن سے داعی شجاع الدین کو اُن سے اُن کے فرزند شیخ نجم خان کو اُن سے
شیخ خانجی بھائی کو اُن سے شیخ صفی الدین کو اُن سے شیخ کلیم الدین
کو اُن سے شیخ حبیب اللہ کو اُن سے شیخ رحمت اللہ کو اُن سے داعی
سیف الدین کو علم دعوت پہونچا۔ اور شاخ دوم سیفی تک یوں منتہی ہوتی ہے کہ
شیخ خانجی بھائی سے شیخ لقمان جی نے اُنسے شیخ ہبتہ اللہ نے اُن سے
داعی سیف الدین نے علم پایا۔
اِن لوگوں کی علمی و تاریخی تحقیق پر افسوس ہے جو سورت والے بڑے ملاجی کو

بوہرون کا امام لکھ مارتے ہین نواب صدیق حسن خان مرحوم کو بھی داعی اور امام مین فرق
نہ معلوم ہوا اور اُنپر یہ امر منقح نہ ہوا کہ داعی ہین امام نہین اسی لیے انھون نے اپنی
کشف الغمہ اور خبیئۃ الاکوان مین امام لکھا ہے فرقہ اسماعیلیہ مین امامت منحصر ہے بی بی
فاطمہ علیہا السلام کی اُس اولاد مین جو اسماعیل بن جعفر صادق کے سلسلہ نسب مین ہین
اور سورت والے ملاجی اُن کے نسب سے نہین ہین اور بوہرون کے امام آمر کے بعد
طیب ابوالقاسم مستور ہو گئے ہین اس لئے اُن کی اولاد کا بھی پتہ نہین اور بغیر اولاد طیب
ابوالقاسم کے دوسرا امام ہو نہین سکتا پس سورت والے ملاجی داعی ہین یہ نہ اپنے آپ کو
اولاد اسماعیل کہتے ہین نہ امامت کا ادعا کرتے ہین مین نے ملا نجم الدین عبدالقادر مرحوم
کی مہر ایک کاغذ پر دیکھی تھی جس مین صاف داعی کا لفظ اُن کے نام کے ساتھ تھا
ملا نجم الدین عبدالقادر جبکہ اودیپور مین تشریف لائے تو میرے والد کے ساتھ انکو بہت
محبت پیدا ہو گئی اور انکے علم و فضل کی بڑی قدر و منزلت کرتے تھے کچھ تحائف بھی
دئے تھے۔ فی الحال ملا ابو محمد طاہر سیف الدین اُن کے جانشین ہین ان کے اور ملا
نجم الدین کے درمیان تین داعی گذر چکے ہین ایک ملا برہان الدین اور دوسرے ملا حسام الدین
تیسرے عبداللہ بدرالدین۔ داعی حال کے عزیز ۱۳۲۱ھ ہجری مطابق ۱۹۰۳ء مین
اودیپور مین آئے تھے جن کا نام نعمان بھائی ہے اور نہایت خوش سیرت اخلاق مجسم
ہین مجھ سے بوجہ مشورۂ طبی کے محبت پیدا ہو گئی تھی بڑی دھوم دھام سے اُنکی دعوتین
بوہرون نے کین اور ہزارون روپیہ اُن کے لیے جمع کیا جو لوگ دعوت نہین کر سکے اُنکی
نسبت یہ قرار پایا کہ نعمان بھائی اُن کے مکان مین جائین اور اہل خانہ قدمبوسی کر کے
جو کچھ توفیق ہو نذر پیش کردین۔ تاریخ الاولیا منشی کریم علی نے لکھا ہے کہ بوہرے پیادہ پا
داعی کی اردلی مین دوڑتے ہین دست بستہ اُن کے روبرو کھڑے رہتے ہین [illegible]
اُن کے روبرو نہین جاتے ہین جب تک اجازت بیٹھنے کی نہین پاتے نہین بیٹھتے ہین
جب ملا صاحب وضو کرتے ہین بوہرے کلی تک کا پانی ہاتھون ہاتھ لیکر پی جاتے ہین
اگر ملا صاحب نے مسجد یا کسی اور جانب کا پیادہ پا قصد کیا اُن کی زیر قدم کی خاک کو

بوہرون نے آنکھون کا سرمہ کیا۔
مولانا سیف الدین مؤلف مجالس سیفیہ سے منقول ہے کہ اصول علم دعوت مین چار کتابین ہین
اول اور اعلیٰ اُن کی رسائل اخوان الصفا دوم کتاب راحۃ العقل سوم کتاب
تاویل الدعائم چہارم المجالس المؤیدیہ۔ جو شخص اُن کتب کا عارف ہو اور مبلغ
علم کو پہونچا ہو وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اُس سے مسائل حاصل کئے جائین اور اُس کے
قول پر وثوق کیا جائے اور ہر ایک علم رسائل اخوان الصفا مین موجود ہے جو چاہے
اُس کا التزام کرے مجھے بوہرون کے علما سے معلوم ہوا کہ رسائل اخوان الصفا
کے مصنف احمد بن عبداللہ ہین۔

تنبیہ

مولانا طاہر سیف الدین داعی حال کے رسالہ ضوء نور الحق المبین سے معلوم ہوتا ہے
کہ بوہرون کے آخری داعی کا نام مولانا محمد بن داعی حسن ہے اور انھون نے اپنے بعد دعوت
کی تفویض ہندوستان کے داعی یوسف پر کی تھی اور اس رسالے مین انھون نے
ایک عجیب بات لکھی ہے کہتے ہین کہ مولانا محمد بن داعی حسن کے وقت مین ہندوستان
کے اسماعیلیہ بوہرون مین سے ایک شخص نے یہ دعوی کیا کہ اُسکو صاحب عصر کے ساتھ
ایک جن کے ذریعے سے اتصال ہے بعض بوہرون نے اُسکی بات مان لی نذرون اور
صدقات و عطیات اور خمس کا مال اُسے دینے لگے دینے والون کا زعم یہ تھا کہ یہ شخص
امام کے پاس پہونچا دیگا کیونکہ اُسنے انسے کہہ رکھا تھا کہ امام ایک جن کو اُس کے پاس
بھیجا کرتے ہین داعی یوسف نے جو داعی محمد کی طرف سے منصوص تھے اپنے مولا کے حکم سے
لوگون کو نصیحت کی اور سمجھایا اور کہا کہ یہ محض جھوٹا اور فریبی ہے اور دعوے
اس کا بالکل بے بنیاد ہے اور فرمایا کہ اس مدعی کاذب کو چھوڑ دو سب نے اُن کی
ہدایت قبول کی اور توبہ کرکے اُسکو ترک کردیا۔

داعیون کے سلسل نام

داؤدی بوہرے ایک فاتحہ دعاۃ مطلقین کے لیے پڑھتے ہین جس مین یہ نام ہین

(۱) ابوالقاسم (۲) ابوعبداللہ (۳) جعفر بن منصور (۴) قاضی خان بن [illegible]
(۵) ابویعقوب سجستانی (۶) ابوحاتم رازی (۷) ابویعقوب وزیر (۸) [illegible]
(۹) احمد حمید الدین (۱۰) ہبتہ اللہ (۱۱) ابوبرکات (۱۲) بدرجمالی (۱۳) علی
محمد صلیحی (۱۴) حرۂ ملکہ (۱۵) لمک (۱۶) یحییٰ (۱۷) ذویب (۱۸) [illegible]
(۱۹) ابوابراہیم (۲۰) حاتم (۲۱) محمد بن طاہر (۲۲) علی بن حاتم (۲۳) علی
محمد بن ولید (۲۴) علی بن خنظلہ (۲۵) احمد بن مبارک (۲۶) حسین بن علی
(۲۷) علی بن حسین (۲۸) ادریس (۲۹) حسن (۳۰) حسین (۳۱) علی
(۳۲) محمد (۳۳) یوسف (۳۴) جلال الدین (۳۵) برہان الدین اول
(۳۶) برہان الدین دوم (۳۷) صفی الدین (۳۸) زکی الدین (۳۹)
شمس الدین (۴۰) زین الدین (۴۱) قطب الدین (۴۲) شجاع الدین
(۴۳) بدرالدین (۴۴) زکی الدین (۴۵) کلیم الدین (۴۶) نورالدین
(۴۷) بدرالدین (۴۸) وجیہ الدین (۴۹) ہبتہ اللہ (۵۰) عبدالطیب
زکی الدین (۵۱) یوسف نجم الدین (۵۲) عبدالعلی سیف الدین (۵۳) محمد عزالدین
(۵۴) طیب زین الدین (۵۵) محمد بدرالدین۔

ایک دوسری فہرست بھی دعاۃ مطلقین کے ناموں کی پیش کرتا ہوں جو فائدے سے خالی نہیں
(۱) حرۂ ملکہ بنت احمد (۲) لمک بن مالک (۳) یحییٰ بن لمک (۴) ذویب
بن موسیٰ (۵) ابراہیم بن حسین (۶) حاتم بن ابراہیم (۷) علی بن حاتم (۸)
علی بن محمد بن ولید (۹) علی بن خنظلہ (۱۰) احمد بن مبارک (۱۱) حسین بن علی
(۱۲) علی بن حسین (۱۳) علی بن حسن (۱۴) ابراہیم بن حسین (۱۵) محمد ابن حاتم
(۱۶) علی ابن ابراہیم (۱۷) عبدالمطلب ابن محمد (۱۸) عباس ابن محمد (۱۹) عبداللہ
ابن علی (۲۰) حسن ابن عبداللہ (۲۱) علی ابن عبداللہ (۲۲) ادریس بن حسن
(۲۳) حسن بن ادریس (۲۴) حسین بن ادریس (۲۵) علی بن حسین
(۲۶) محمد بن حسن (۲۷) یوسف بن سلیمان (۲۸) جلال الدین بن حسن

(۲۹) داؤدجی ابن عجب شاہ (۳۰) داؤدجی ابن قطب شاہ (۳۱) شیخ آدم
ابن طیب شاہ (۳۲) زکی الدین بن داؤد (۳۳) علی بن حسن (۳۴) قاسم جی
ابن پیر خان (۳۵) قطب الدین شہید بن داؤدجی (۳۶) پیرخان شجاع الدین
ابن احمد جی (۳۷) اسماعیل جی بن ملا راج (۳۸) زکی الدین بن بدرالدین
(۳۹) موسیٰ بھائی بن کلیم الدین (۴۰) نورالدین بن موسیٰ بھائی (۴۱)
[illegible] الدین بن شیخ آدم (۴۲) وجیہ الدین بن حکیم الدین (۴۳) موید الدین
بن وجیہ الدین (۴۴) زکی الدین بن بدرالدین (۴۵) نجم الدین بن زکی الدین
(۴۶) عبدعلی سیف الدین بن زکی الدین (۴۷) محمد عزالدین بن جیون جی
(۴۸) طیب زین الدین بن جیون جی (۴۹) محمد بدرالدین بن سیف الدین
(۵۰) عبدالقادر نجم الدین (۵۱) عبدالحسین حسام الدین (۵۲) محمد برہان الدین
(۵۳) ابوالفضل عبداللہ بدرالدین (۵۴) ابومحمد طاہر سیف الدین۔

علمی وادبی کیفیت ومذہبی رازداری

بوہروں میں بڑے بڑے ادیب زبان عربی کے ہوتے ہیں نظم ونثر فصاحت و بلاغت
کے ساتھ لکھتے ہیں ہمیشہ کتب عربی دیکھتے ہیں زبان فارسی وار دو وغیرہ کی کتابیں
عمل میں نہیں رکھتے علما خط وکتابت بھی آپس میں عربی زبان میں کرتے ہیں
اور جو بے علم ہیں وہ گجراتی اور اردو میں لکھتے ہیں زبان گجراتی انکے ہاں کی
عام مادری زبان ہے ۔ بوہروں کے علما کسی سے مناظرہ نہیں کرتے خاصکر
مذہبی مناظرے سے بالکل بچتے ہیں ۔ نہ اپنے مذہب کے اصول وفقہ وحدیث
وتفسیر وعقائد کی کتابیں غیر مذہب والے کو دکھاتے ہیں اس باب میں ان کا
عہد ہے ۔ اور مجھکو جو کچھ کتابیں ان کے ہاں کی دیکھنے کو ملیں ایک بڑی
تدبیر سے داؤدیہ بوہروں سے ہاتھ لگی ہیں جس کا ان میں سے خاص خاص
آدمیوں کو اتنا قلق ہے کہ بہت سے گمنام خط مجھکو بڑے الفاظ کے لکھکر ڈاک میں

ڈالے ایک خط مین یہ دو شعر بھی مجھکو لکھ بھیجے تھے۔

انجو غنی لعین	نجم الغنی
فلانت بآللہ دنی ابن الدل	آ تسبُّ آل اللہ یا نجم الغنی
فلانت من اتباع شرّ ابا	جہلاً تسبُّ بنی النبی محمد

شرّاب منی کے معنے گانڈو ہین۔ اس کے ترجمے مین تین شخصون کے نام لکھے ہین
جن مین سے ایک امیر المؤمنین عمر ہین۔

بوہرون کا طرز معاشرت

یہ سارا فرقہ نماز و روزہ کا پابند ہے اور اپنے مرشد کی اطاعت مین سرگرم ہے
کوئی داڑھی نہین منڈاتا۔ بلکہ داڑھی کو کبھی قینچی بھی نہین لگاتا۔ اور سر
بال نہین رکھتا۔ نہ حقہ پیتا ہے۔ نہ تنباکو کھاتا ہے نہ سونگھتا ہے۔ یہ لوگ مسکرات
کے قریب بھی نہین پھٹکتے۔ جس قصبے یا شہر مین بوہرے رہتے ہین وہان انکی تمام
جماعت ایک محلے مین سکونت رکھتی ہے دوسرے مذہب والے کو اُس مین جگہ
نہین دیتے اور اپنی مسجد اور جماعت خانہ اور قبرستان بھی سب سے علیحدہ رکھتے ہین
اور اپنی شادی وغمی مین سوا اپنی برادری کے دوسرے کو دخل نہین دیتے۔
اپنی ہی قوم مین بیاہ شادی کرتے ہین۔ ناچ رنگ وغیرہ نہین کرتے صرف
آتشبازی چھوڑتے ہین اور باجہ بجواتے ہین کسی غیر مذہب والون کی مسلمانون
مین سے بیٹی نہ لیتے ہین نہ اُسے دیتے ہین۔ بوہرے باوجودیکہ ہندوون سے سخت
پرہیز رکھتے ہین مگر اب تک اُن مین کچھ باتین ہندوون کی باقی ہین مثلاً انکے یہان
مستورات کے پردے کا رواج نہین۔ عورتین باہر بے حجاب پھرتی ہین۔ لہنگے
پہنتی ہین یہ لوگ سود علانیہ دیتے لیتے ہین۔ اور دیوالی مین جگمگٹ کی رات کو
ہندوون سے زیادہ روشنی اور سامان خوشی کا اہتمام کرتے ہین۔ اُسی شب
حساب وکتاب کی نئی بہیان تبدیل کرتے ہین اور اس مین عامل کے فائدے کی

بار لکھی گئی ہے کہ ہر دوکان پر عامل جاکر بہی پر تیمناً بسم اللہ لکھ دیتا ہے
اور صاحب دوکان کچھ اُسکی نذر کرتا ہے۔ مگر اب اس رسم کو یکم محرم کی طرف کھینچنے
لگے ہین۔ ہندی مہینون اور تاریخون کے اعتبار سے حساب وکتاب رکھتے ہین
اسی وجہ سے مرآت احمدی کے ترجمۂ انگریزی کے نوٹ مین مندرج ہے
کہ بوہرے کسی قدر ہندوون کے رسم و رواج اور عقیدے پر اب تک چلتے ہین مگر عجیب
بات ہے کہ ہندوون کے یہان کے کھانے پانی سے حتی الوسع بہت بچتے ہین۔
اس کام کے واسطے ملا لقمان جی نے انکو چالیس سکھاون مین یون نصیحت کی ہے

ہندوونے ہاتھ نی سرنی کھاجو   مومن تھئی نے کافر نہ تھاجو

یعنی ہندو کے ہاتھ کی مٹھائی مت کھالیو۔ مومن ہوکر کافر مت بنیو۔
اگر ہندو دھوبی کپڑا دھوکر لاتا ہے تو پھر اُسے پاک اور نماز کے قابل کرتے ہین
مردے کو دفن کرتے ہین تو قبر مین تختے نہین دیتے۔ تھوڑی سی مٹی ہاتھون سے
صاف کرکے باریک نکال کے اُسے اول میت کے اوپر ڈالتے ہین اور اُسے ہاتھون
سے دب دباتے ہین۔ بعد اسکے دوسرے لوگ مٹی دیتے ہین اور دستور ہے کہ جو قبر
ہوتی ہے اُسی کی مٹی دیجاتی ہے۔ دوسری جگہ کی نہین ڈالتے اسے کار گناہ سمجھتے ہین
جب سب مٹی بھر جاتی ہے تو قبر کو ہموار کردیتے ہین اور اُسپر چھڑکاؤ کرکے پھول
ڈال دیتے ہین۔ بعد اس کے تمام آدمی اُس قبر کو درمیان سے بوسہ دیتے ہین۔
اس کا نام زیارت کرنا ہے بعد اس کے میت کے وارث سے سب بغلگیر ہوتے ہین
اور تعزیت کی کوئی بات زبان سے نہین کہتے۔

عاشورے کے دن کسی سنت وجماعت کو اپنی مجلس مرثیہ خوانی مین
شریک نہین ہونے دیتے۔ اس کا بڑا انتظام رکھتے ہین۔ سوائے عاشورے کے
اور دنون مین شریک ہونے دیتے۔

انکے ہان قومی تفریق نہین نہ کوئی شیخ ہے۔ نہ سید ہے۔ نہ مغل ہے۔ نہ پٹھان
اگر کوئی سید بوہرہ بن جائے تو بنی فاطمہ ہونے کی فوقیت اُس مین نہین رہتی۔

ان مین لڑکی کا ختنہ ہوتا ہے۔ اور وہ بوڑھی عورت کرتی ہے جو مدینہ
اور مکہ معظمہ اور کربلائے معلی ہو آئی ہو اور حضرت فاطمہ زہرا کے روضے کے جالی
بوسہ دے چکی ہو۔ اس ختنے کی تقریب مین مرد شامل نہین کیا جاتا۔ پانچ سال
سال کے اندر ختنہ ہو جاتا ہے۔ ایک چھوٹا سا نشتر ہوتا ہے جس سے ایک گیہون کے
دانے کے برابر لمبا سا شگاف جلدی سے کر دیا جاتا ہے۔ جس کو چار پانچ روز
کے اندر ہی آرام ہو جاتا ہے۔

بابا فخر الدین شہید گلیا کوٹ والے اور مولانا قطب الدین داعی احمد آباد والے
(جو ۲۷ جمادی الاخری ۱۰۵۶ ہجری کو احمد آباد مین عالمگیر کے حکم سے جب وہ اپنے
باپ کے حکم سے گجرات کے بند و بست پر مامور تھا مقتول ہوئے) اور خانجی پیر اود
والے اور داؤد بھائی اودیپور والے اور ملا لقمان جی اودیپور والے ان پانچ بزرگوں
کے نام کی چٹھیان اپنے لڑکون کے سرون پر وہ عورتین رکھتی ہین جنکے بچے نہین
فخر الدین شہید کے نام کی چاندی کی بیڑی پہنتے ہین اور ان کا ایسا خیال ہوتا ہے
کہ روضے کے پاس جاتے ہی وہ بیڑی از خود کھل جاتی ہے۔ اسی طرح خانجی پیر
اودیپور والے کے نام کی بیڑی بھی پہنتے ہین۔

جو کوئی بوہرہ مانتا ہے کہ اگر میرا یہ کام بابا فخر الدین ولی شہید یا داعی قطب الدین
شہید پورا کر دینگے تو مین دس روز یا بیس روز یا چالیس روز تک زائر بنکر
رہونگا تو اُس پر اس نذر کا ایفا واجب ہو جاتا ہے۔

کہتے ہین کہ بابا فخر الدین شہید کے روضے کے آس پاس بے شمار سانپ ہین
مگر وہ کسی زائر کو کاٹتے نہین۔ بوہرون مین یہ بھی دستور ہے کہ خواہ غم ہو یا خوشی
اسمین مرثیہ خوانی کراتے ہین۔

ان مین عورتون کا نکاح ثانی بے تکلف جاری ہے۔ تاریخ مالوہ مین لکھا ہے
کہ اگر اس قوم کی عورت نے زنا کرایا یا کوئی اور قصور کیا تو شوہر نے عورت کے
خفیہ پانچ روپے اُسکے دوپٹے مین باندھ دیے جب عورت نے روپے دیکھے معلوم کیا

شوہر نے اُسے طلاق دی۔ وہ اپنے ماں باپ کے گھر چلی گئی۔

کلمہ۔ نماز۔ زکوۃ۔ صدقہ فطر۔ لیالی مکرمہ صوم مسنونہ وغیرہ

بوہرون کا کلمہ یہ ہے لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ مولانا علی ولی اللہ وصی رسول اللہ
بوہرے وضو مثل اہل سنت کے کرتے ہین اذان مین اشہد ان محمدا رسول اللہ
کے بعد اشہد ان مولانا علیا ولی اللہ دو بار کہتے ہین اور حی علی الفلاح
کے بعد حی علی خیر العمل محمد و علی خیر البشر و عترتہما خیر العتر
دو بار کہتے ہین اور بعد اذان کے دعا پڑھ کے باتین کر کے چند قدم چلتے پھرتے ہین
اللہ اکبر کہکر نماز پڑھتے ہین اور نماز کا اتنا سامان تہ بند کرتا ٹوپی مصلا جدا رکھتے ہین
نماز کے وقت ملبوس مستعمل اتار کر نماز کے کپڑے پہن لیتے ہین مگر یہ بات مسجد مین ہوتی ہے
گھر اور جگہ مستعمل کپڑون سے بھی نماز پڑھ لیتے ہین۔

سبحانک اللہم کی جگہ پڑھتے ہین وجہت وجہی للذی فطر السموات
والارض حنیفا مسلما وما انا من المشرکین ان صلوتی ونسکی ومحیای
ومماتی للہ رب العلمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا من المسلمین
علی ملۃ ابراہیم ودین محمد وولایۃ علی وابرء الیہ من اعداء الظالمین
اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ رکوع مین تین بار سبحان ربی العظیم
وبحمدہ کہتے ہین اور سجدے مین سبحان ربی الاعلی وتعالی تین بار کہتے ہین
اور پہلے سجدے کے بعد بیٹھکر ایکبار یون کہتے ہین اللہم اغفرلی وارحمنی واجبرنی
وارفعنی اور دوسرے سجدے کے بعد کھڑے ہوتے ہین تو یون کہتے ہین اللہم
بحولک وقوتک اقوم واقعد فجر کی دو رکعتون کے بعد چھوٹا تشہد اس طرح
پڑھتے ہین بسم اللہ وباللہ والحمد للہ والاسماء الحسنی کلہا للہ اشہد
ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ
اللہم صل علی محمد نبیک وتقبل شفاعتہ فی امتہ وصل علیہ وعلی

اھل بیتہ الطاھرین۔ اور بڑا تشہد اس طرح ہوتا ہے التحیات الطیبات
الصلوات الطاھرات الزاکیات الناعمات السابغات الغادیات
الرائحات للہ الخ نماز تین وقت پڑھتے ہین۔ ایک بار فجر کو پڑھتے ہین۔ دوسری
ظہر کو اور ظہر و عصر کو ملا لیتے ہین دن کے بارہ بجنے کے بعد جب آدھا گھنٹہ گذرا تو ظہر
کی نماز شروع کرتے ہین اور اُسکو ختم کرکے پیش امام اور مقتدی بیٹھے رہتے ہین
اور ایک بجتے ہی عصر کی نماز پڑھا دیجاتی ہے۔ غرضکہ ڈیڑھ بجے تک دونون
نمازین ختم ہو جاتی ہین۔ تیسری بار مغرب کے وقت پڑھتے ہین اور مغرب و عشا کو
ملا لیتے ہین اور مغرب کی نماز بہت اول وقت پڑھتے ہین اُسکو پڑھ چکنے کے بعد
باو بیسا کرتے ہین۔ پھر بعد اسکے عشا کی نماز پڑھ لیتے ہین ایک بوہرے سے
ایسا ہی بیان کیا ہے۔ باو بیسا مین اول دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے پہلی رکعت
مین الحمد اور قل ھو اللہ احد پڑھتے ہین اور دوسری رکعت مین الحمد اور
قل یا ایھا الکافرون پڑھتے ہین۔ سلام کے بعد مولانا محمد بن طاہر کی دعا پڑھتے
ہین جس مین عقول عشرہ کا بیان ہے اور اسی لئے اُسے عقل اول کہتے ہین اُسکے
بعد پنجتن کی تسبیح مقررہ قاعدے کے ساتھ پڑھتے ہین اور سجدہ کرتے جاتے ہین اور
مختلف تعدادون مین اُن کے نامون کے ساتھ ندا کرتے ہین۔ سب سے بعد امام طیب
کے نام سے کئی بار ندا کی جاتی ہے اور کچھ پڑھکر سجدہ کیا جاتا ہے اور پھر ایک دعا بھی
پڑھی جاتی ہے۔ اور ایک بڑا باو بیسا ہے جس مین عقل اول کی دعا پڑھکر دو رکعت
پڑھتے ہین اور ہر رکعت کے بعد دعا پڑھتے ہین تو اللہ تعالی مقامات ربانیہ کے
وسیلے سے پڑھنے والے کے تمام گناہ بخشتا ہے۔ یہ لوگ جمعہ کی نماز نہین پڑھتے
اُس دن خطبہ وغیرہ کچھ نہین ہوتا جمعہ کے دن بھی ظہر کی نماز پڑھتے ہین۔ مسجد مین
عورتون کے واسطے بھی ایک حصہ علیحدہ رکھتے ہین۔ پیش امام بطور عامل و رقاعی
کے داعی کی طرف سے ہر بستی مین بوہرون کے لیے مقرر ہوتا ہے اُسکی معرفت
سالانہ نذرانہ ہر ایک اپنے مقدور کے موافق اور زکوۃ کا روپیہ داعی کو بھیجتا ہے

کی ساتوین مجلس مین لکھا ہے کہ زکوۃ فطر ایک صاع گیہون یا ایک صاع جو یا
صاع چھوارے یا ایک صاع سویز مین اگر گیہون اور جو اور چھوارے اور سویز نہ ملین
عوض نقد دام قبل افطار کے دیوے۔ مجالس سیفیہ کی چوتھی مجلس مین ذکر کیا ہے
راتین ۱۷- ۱۹- ۲۱- ۲۳ تاریخ کی ہین اور مسنون روزے یہ ہین
اور ہر ماہ کا پنجشنبۂ اول و آخر اور ہر ماہ کا درمیانی چہارشنبہ اور
الصلوۃ مین ذکر کیا ہے کہ رمضان کی سترھوین۔ انیسوین اور اکیسوین رات
ہے۔ اور لیلۃ القدر ہزار مہینون سے افضل ہے یہ رات حضرت بی بی فاطمہ کی
سوب ہے۔ رات بھر جگنے کا حکم ہے۔ انکے ہان عقیقہ کرنا واجب ہے یہانتک
ادا ہو تو جب مقدرت حاصل ہو قضا کرے دو برس سے چھوٹی بکری کام
آتی اور تمام اعضا اُس کے درست ہونا چاہیین کمی زیادتی نہو بکری کی
بغیر توڑے جدا کی جاتی ہین اور فرزند کے بالون کے برابر سونا یا چاندی
کی جاتی ہے۔

میثاق

۱۸ ماہ ذیحجہ کو واقعۂ غدیر خم کی یادگار مین عید مناتے ہین۔ روزہ رکھتے
کرتے ہین زوال کے وقت دو رکعت نماز کی پڑھتے ہین اور نیت مین بعبارت
یہ کہتے ہین کہ نماز پڑھتا ہون مین اس روز مبارک شریف کی کہ عید غدیر خم کی ہو
تعالی کی شکر گذاری کے لیے دو رکعتین اللہ کے لیے وغیرہ وغیرہ اس نماز کی
کعتون مین الحمد ایک بار قل ھو اللہ احد دس بار اور آیت کرسی دس بار
اور انا انزلناہ دس بار پڑھتے ہین۔ عید غدیر خم کے دن ہر مقام پر عامل بوہرون سے
میثاق لیتا ہے اور پندرہ برس سے جسکی عمر کم ہو اُس سے میثاق نہین لیا جاتا اُس
میثاق مین عقائد اور مذہب کی باتون پر قائم رہنے اور بری باتون سے بچنے کا اقرار
جاتا ہے اور ہر ایک اپنی مقدرت کے موافق عامل کو نذر دکھاتا ہے تمام نذر سے
چہارم حصہ عامل کو ملتا ہے اور تین حصے داعی کی سرکار مین جمع ہوتے ہین۔

رویت ہلال - روزۂ رمضان، عید اور حج

اس فرقے کی یہ خصوصیات مین سے ہے کہ ماہ رمضان مین ایک یا دو روز قبل روزے
رکھتے ہین اور جب ایک یا دو روز باقی رہتے ہین تو عید منا لیتے ہین کیونکہ ان مین
ہلال کا مدار اماوس یعنی بدی کی پندرھوین تاریخ پر ہے جو ہندوونکا حساب ہے
اور پورے تیس روزے رکھتے ہین اور روزہ اول وقت افطار کرتے ہین جیسا کہ شیعہ
افطار کرتے ہین اور مغرب کے فرض پڑھکر سنتون سے پہلے افطارتے ہین اور افطار
مین بہت جلدی کرکے سنتین پڑھ لیتے ہین - نماز مغرب بھی حنفیہ کی طرح اول وقت
پڑھتے ہین - بوہرے عشرۂ محرم کے مراسم بھی قبل سے ادا کر لیتے ہین اور مقام عرفات مین
بھی ایک دو روز قبل حج بجا لاتے ہین اور وہ اس تدبیر سے ہوجاتا ہے کہ اہل سنت کو
محض تک نہین ہوتی - مقام عرفات مین حج سے کئی دن قبل سے حاجیون کی آمد شروع
ہو جاتی ہے اور وہ کوئی چھوٹی سی جگہ نہین کہ اگر تھوڑے سے آدمی کچھ کرین تو سب کی
نظرین اُنپر پڑین بس اپنے طور پر مراسم حج علیحدہ اور مخفی طور پر ادا کر لیتے ہین۔
مجھ سے ایک بوہرے نے بیان کیا کہ ہم قبل سے عرفات مین پہونچ گئے اور یمن کی
طرف کے اسماعیلی بھی شامل تھے - یمن مین اسماعیلیون کی بڑی آبادی ہے -
ہم سب اسماعیلیون نے دو روز قبل کھڑے ہو کر مراسم حج ادا کرنے شروع کئے اور
ایک ذی علم اسماعیلی ساکن یمن یہ کام کرا رہا تھا کہ بہت سے اہل سنت ہماری جماعت
کو کھڑا دیکھ کر وہان آگئے اور پوچھا کہ تم یہ کیا کرتے ہو ہمنے جواب دیا کہ ہم کچھ دعا کرتے
ہین وہ اس سادے سے جواب کو سنکر ہٹ گئے پھر ہمنے مزدلفہ مین جاکر اس طرح
شب گذاری کہ جو راستہ اُدھر کو ہے وہ طائف کے مسافرون کا راستہ بھی ہے طائف
کے آنے والے اسی راستے سے خانۂ کعبہ کو جاتے ہین پس ہم سب مزدلفہ کو روانہ ہوئے
راستہ مین جو لوگ عرفات کو آنے والے ملتے اور ہم سے دریافت کرتے کہ عرفات
سے ابھی واپس کیون جاتے ہو تو ہم جواب دیتے کہ طائف سے آرہے ہین

[...] ہو کر عرفات کو آئین گے اور اس حیلے سے مزدلفہ مین رات گذار کر پھر
[...] لوٹ آئے اور بدستور تمام حجاج کے شریک رہے۔

ماہ رمضان کے ہمیشہ سے روزہ ہونیکی وجہ

[بوہرون] کی ایک کتاب مین لکھا ہے معلوم تھا سکہ ورس نا بارہ مہینہ چھے تھا سے
[...] کامل انے چھ مہینہ ناقص چھے تو عقلا واجب تھیو کہ ورس نو اصل انے
[...] نقصان نادرون کمال پر ہوے تیجو اسطے ورسلو پہلو مہینو محرم سے شروع
[...] کامل مہینو چھے انے مہینو صفر نوتہ ناقص ایجشل ربیع الاول کامل انے
[...] الآخر ناقص انے جمادی الاول کامل انے جمادی الآخر ناقص انے شہر رجب
[...] انے شعبان ناقص انے شہر رمضان کامل انے شوال ناقص انے ذیقعدہ
[...] انے ذی حجہ ناقص نبی صاحب صلوات اللہ علیہ نو فرمان چھے کہ کوئی وقت
[...] کامل نتھا سے انے شہر رمضان ناقص نتھا سے ہوئے نبی صاحب نو آقول
[...] مہینے نا کمال انے نقصان اوپر دلیل چھے انے شعبان نا ناقص تھانے لیلۃ النصف
[...] دلیل چھے کہ شہر رجب انے شہر رمضان ماہی لیلۃ النصف نتھی -
مطلب اسکا یہ ہے کہ برس کے بارہ مہینے ہوتے ہین جن مین سے چھ مہینے کامل ہوتے ہین
[...] مہینے ناقص ہوتے ہین پس عقل کی رو سے واجب ہوا کہ برس کی اصل اور جڑ
نقصان اور کمال پر ہوئی پس برس کا پہلا مہینہ محرم سے شروع ہوا اسلیے
وہ کامل مہینہ ہے اور اس سے دوسرا مہینہ صفر کا ناقص ٹھہرا اسیطرح ربیع الاول
کامل اور ربیع الثانی ناقص اور جمادی الاول کامل اور جمادی الآخر ناقص
اور ماہ رجب کامل اور شعبان ناقص اور ماہ رمضان کامل اور شوال ناقص
اور ذی قعدہ کامل اور ذی حجہ ناقص۔
حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شعبان کسی وقت کامل یعنی تیس
دن کا نہین ہوتا اور رمضان ناقص یعنی انتیس ۲۹ دن کا نہین ہوتا۔

حضور پر نور کا یہی ارشاد ان دونوں مہینوں کے کامل وناقص ہونے پر دلیل ہے
اور شعبان کے ناقص ہونے کی دلیل لیلۃ النصف کا ہونا بھی ہے کہ یہ ماہ رجب اور
رمضان میں نہیں ہوتی۔ اور لیلۃ النصف سے مراد یہ ہے کہ شعبان کی چودھویں
تاریخ کے بعد جو پندرہویں شب آتی ہے تو اس شب کو بوجہ اس مہینے کے ۲۹ دن کے
ہونے کے نصف مہینے کے پہلے آدھے حصے کی طرف گنتے ہیں اور نصف آخر کے
آدھے کی طرف اس رات عبادت کرتے ہیں اور تین گھنٹے کے قریب کھڑے
رہتے ہیں اور اس کا ثواب اتنا ہے جتنا بیس حجوں کے کرنے کا ہوتا ہے تین
افضل ہیں رجب شعبان رمضان ان میں رجب وشعبان تیس دنوں کا ہو
کی وجہ سے ان میں لیلۃ النصف کی ضرورت نہیں شعبان ۲۹ دن کا ہے اس
اس میں یہ ضرورت ہے یہ مہینے کثرت عبادت کے لیے مخصوص ہیں جنکو خدا نے توفیق
دی ہے وہ لگاتار ان میں روزے رکھتے ہیں۔ یہ ایک بوہرے کا بیان ہے حدیث میں پندرھویں
شب شعبان کا نام لیلۃ النصف من شعبان آیا ہے وہ حدیث یہ ہے مامن لیلۃ
بعد لیلۃ القدر افضل من لیلۃ النصف من شعبان۔

کبیسہ یعنی لوند

نسخہ صحیفۃ الصلوۃ بمبئی میں نور الدین جیوا خان اسماعیلی کے مطبع میں داعی
مولانا نجم الدین عبد القادر مرحوم کے حکم سے چھاپا ہے اسمیں کبیسہ کا حساب یوں مندرج ہے
کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت کبیسہ کے بیان میں آئی ہے جسمیں ابجد کا قاعدہ کام آتا ہے اور وہ یہ ہے

ا	ب	ج	د	ه	و	ز	ح	ط	ی
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص	ق	
۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	
ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ	
۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰	

سات حروف قرن کبیر کے ہیں ز ه ج ا و د ب
اور قرن صغیر کے تیس حروف ہیں جن میں سے ہر ایک حرف برس برس
کا شمار ہوتا ہے هـ ب ز د ا و ج ز هـ ب و ز د ا
و ج ز هـ ب ز د ا و ج ز هـ ب د ا و۔
اور یہ حروف بارہ مہینے کے مشہور ہیں ایک ایک حرف کیواسطے ایک ایک مہینہ مقرر ہوا

محرم	صفر	ربیع الاول	ربیع الآخر	جمادی الاول	جمادی الآخر
ز	ب	ج	ه	ف	ا

رجب	شعبان	رمضان	شوال	ذیقعدہ	ذیحجہ
ب	د	ه	ز	ا	ج

اس قرن صغیر کے حروف میں سے جس حرف پر سکون ہے اس حرف کا سال
کبیسہ کا سال ہے یعنی اس سال کا ذیحجہ تیس دن کا ہوتا ہے۔ ان
[illegible] ون میں بھی بات مذکور ہے۔

[illegible] لون السنون الدهر تلقے	لهجرة احمد الزاکی المغارس
ثانیة وخامسة جمیعًا	وثامنة وعاشر الکبائس
کذلک ثلث عشر ثم ست	وتسعٌ فی القیاس لکل قائس
وعادیة وثانیة وسبعٌ	وتسعٌ بعد عشرین الکبائس

غرض یہ ہے کہ ہر تیس برس میں گیارہ بار کبیسہ واقع ہوتا ہے اور وہ یہ ہیں سال دوم
پنجم۔ ہشتم۔ دہم۔ سیزدہم۔ شانزدہم۔ نوزدہم۔ بست ویکم۔ بست وچہارم
بست وہفتم۔ بست ونہم۔
کوئی شخص چاہے سنہ ۱۲۹۰ کے محرم کی پہلی تاریخ نکالے یا جس مہینے کی چاہے
اسکی نکالے تو اسکا قانون اس طرح ہے کہ اسی قرن کبیر کا حرف زے ہے اسکے
ابجد کے حساب سے سات عدد ہوتے ہیں اور قرن صغیر کا حرف واو ہے جس کے ابجد کے
حساب سے چھ عدد ہوتے ہیں اور محرم کا حرف زے ہے جسکے سات عدد ہوتے ہیں

پس ان تمام اعداد کا مجموعہ (کہ دو جگہ سات ہین اور ایک جگہ چھ) بیس ہے
جس مین سے سات سات نکالے تو باقی چھ رہے ان کو اس طور سے گنا تو بارہ سو
کے سال کے محرم کی پہلی تاریخ جمعہ آتا ہے اسی طرح جس مہینے کی پہلی تاریخ نکالنا
چاہین اس مہینے کے حروف لیکر جمع کرنے کے بعد سات سات نکالون اور جو باقی رہے
اسکو اسی طور سے گنین جبتک لگن ہوپنچے وہی دن مہینے کی پہلی تاریخ کا دن ہوگا۔
صناجۃ الطرب فی تقدمات العرب مین جو ملک شام مین عربی زبان مین چھاپی
گئی ہے لکھا ہے کہ کبیسے حساب کرنے والے نساۃ لوگ ہوا کرتے ہین۔ نساۃ نسی
سے مشتق ہے یعنی مہینون کے بھلا دینے والے۔ اس طریقے مین یہ ہوتا ہے کہ
چند دن مہینون پر حساب کسور بڑھا دیتے ہین جس سے تین برس مین ایک مہینہ
پورا نکل آتا ہے۔ یہ طریق مصری عربون مین اب تک رائج ہے مگر اسلام نے اسکو
لغو ٹھہرایا ہے اور فقط کسری حساب رویت ہلال کے مطابق جاری رکھا ہے اسلام
کے تمام فرقے اپنے عام احکام شرعیہ رویت ہلال کے لحاظ سے کرتے ہین سوا ے فرقہ
شیعہ (مہدویہ) کے۔ اسلامی سال محرم کے مہینے سے شروع ہوتا ہے اور عموماً ایک مہینہ
تیس دن کا اور ایک مہینہ انتیس دن کا حساب کیا جاتا ہے تاکہ قمری سال تین سو
چوّن روز اور ایک خمس اور ایک سدس کا ہو (۳۵۴ $\frac{1}{5}$ $\frac{1}{6}$)۔ مقریزی کے
بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی کسر کی وجہ سے مسلمانون نے ذی الحجہ کے مہینے
مین ایک دن کا اضافہ کردیا ہے بشرطیکہ وہ کسر نصف دن سے زیادہ ہو اس سبب
سے اُس سال مین ذی الحجہ تیس دن کا ہوجاتا ہے اُس سال کو سال کبیسہ کہتے ہین
اس حساب سے پورے سال کے دن تین سو پچپن ہوجاتے ہین اسی طرح جمع ہوتے
ہوتے ہر تیس برس مین گیارہ دن بڑھ جاتے ہین مقریزی کا مطلب تیس برس سے
قمری سال مراد ہین۔ ان تیس برسون مین انیس برس تو بغیر کبیسہ کے ہونگے اور
گیارہ برس مین کبیسہ پڑیگا وہ گیارہ برس وہی ہین جو اوپر مذکور ہوے۔
مسلمانون کا پہلا مہینہ۔ آٹھوین پندرھوین اور انتیسوین مین اور قومون کے

[...]ون سے موافقت رکھتا ہے لیکن اگر محرم کی پہلی یکشنبے کے روز واقع ہو تو
[صفر] کی پہلی کو سہ شنبہ ہوگا اور ربیع الاول کی پہلی کو چہار شنبہ۔ ربیع الثانی
کی پہلی کو جمعہ ہوگا۔ جمادی الاولی کی پہلی کو چہار شنبہ۔ جمادی الاخری کی
پہلی کو دوشنبہ۔ رجب کی پہلی کو سہ شنبہ۔ شعبان کی پہلی کو پنجشنبہ ہوگا
[ا]ور صیام کی پہلی کو جمعہ ہوگا۔ شوال کی پہلی کو یکشنبہ ہوگا۔ ذیقعدہ کی پہلی کو
[دو]شنبہ ہوگا۔ ذی الحجہ کی پہلی کو چہار شنبہ ہوگا۔ اور اگر محرم کی پہلی دوشنبے کو
[ہو] تو صفر کی پہلی کو چہارشنبہ ہوگا۔ ربیع الاول کی پہلی کو پنجشنبہ۔ اور اگر محرم
کی پہلی کو ہفتہ ہوا تو صفر کی پہلی کو دوشنبہ ہوگا اور ربیع الاول کی پہلی کو
[...]شنبہ ہوگا۔ علی ہذا القیاس سمجھ لو۔

صحیفہ جو مردے کے ساتھ قبر مین رکھتے ہین

ایک صحیفہ مرنے کے بعد غسل وکفن دیکر مردے کے ہاتھ مین دیکر اُسکے ساتھ قبر مین
رکھا جاتا ہے اس مین مرد کے واسطے مذکر کی ضمیر اور عورت کے واسطے مؤنث کی ضمیر
[ہو]نے کے سوا کوئی تفریق نہین یہ صحیفہ حقیقت مین عقائد میت کی تصدیق کرنے کو
[د]اعی کی جانب سے جو اُس موقع پر داعی وقت کی طرف سے مقرر ہو شہادت ہے
اس مین سیدنا ومولانا کے بعد داعی وقت کا نام درج کیا جاتا ہے اور ماذونہ سیدی کے بعد
[ماذ]ون کا نام لکھا جاتا ہے اور مکاسرہ سیدی کے بعد مکاسر کا نام تحریر کیا جاتا ہے
نقل اُس کی یہ ہے۔

[اع]وذ باللہ العظیم و بوجھہ الکریم من الشیطان الرجیم۔
اللھم ھذا عبدك الضعیف الفقیر المحتاج الی رحمتك جلدته اوقات
التی ختمتها علیه۔ اللھم فتلقه بالروح والریحان والتجاوز عن سیئاته
بالاحسان الیه وارفع روحه مع ارواح النبیین والصدیقین والشھداء
والصالحین وحسن اولئك رفیقا ذلك الفضل من اللہ وکفی باللہ علیما۔

اللهم ارحم جسمه اللابث فی التراب وآنس اليه من سوارى لطفك
ما يكون ضمينًا له بالتخلص من العذاب وقاضيًا بكريم الرجعیٰ وحسن
المآب بحق ملائكتك المقربين وبحجك الروحانيين وملائكتك
النورانيين وانبيائك المرسلين الخيرة والصفوة من خلقك اجمعين
وبحق نبيك المصطفیٰ وامينك المجتبیٰ محمد خير من مشیٰ علی الغبراء
واظلته الخضراء وبحق وصيه علی ابن ابی طالب ابی الائمة النجباء والحامل
عن نبيك ثقل الاعباء وبحق مولاتنا فاطمة الزهراء الانسية الحوراء
وبحق الائمة من نسلها والصفوة من نجلها الحسن والحسين سبطی نبيك
وبعلی ابن الحسين ومحمد ابن علی وجعفر ابن محمد واسماعيل ابن جعفر ومحمد
ابن اسماعيل وعبد الله المستور واحمد المستور والحسين المستور ومولانا
المهدی ومولانا القائم ومولانا المنصور ومولانا المعز ومولانا العزيز
ومولانا الحاكم ومولانا الظاهر ومولانا المستنصر ومولانا المستعلی ومولانا
الآمر ومولانا الامام الطيب ابی القاسم امير المؤمنين وبحق ابوابهم
وحججهم ودعاتهم وبحق قائم آخر الزمان وحجته وائمة دور ه
صلوات الله عليهم اجمعين۔ وبحق داعی الوقت ولاوان سيدنا ومولانا
وماذونه سيدی ومكاسره سيدی وحدوده الفضلاء الذين
يقضون بالحق وبه يعدلون حسبنا الله ونعم الوكيل ونعم المولیٰ
ونعم النصير ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظيم۔

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ بارخدایا یہ تیرا بندہ ضعیف حقیر محتاج تیری رحمت کا ہے اسکی
وفات مقررہ آئی اسکو آسائش اور خوشبو سے ملا اور اسکے گناہوں سے احسان
کے ساتھ درگذر کر اور اسکی روح کو ارواح انبیا و صدیقین و شہداء کے ساتھ درجہ
عالی عطا کر اور کچھ اور دعائیہ کلمات کے بعد ان سب کا موں کے لیے ملائکہ اور
انبیا اور حضرت محمد مصطفٰے اور حضرت علی اور بی بی فاطمہ زہرا اور حضرت امام حسن ؑ

امام طیب ابو القاسم اور مہدی آخر الزمان تک تمام ائمہ کو اور ان کے بابوں
اور حجتوں اور داعیوں اور داعی وقت اور اُسکے ماذون و مکاسر و حدود کو
درگاہ الٰہی میں وسیلہ گردانا ہے۔

بوہرون کے مذہب مین فلاسفۂ یونان کی باتونکو دخل

مولانا محمد بن طاہر کی دعا مین عقول عشرہ کو اور اُن کے قواے روحانی اور
جواہر مجردہ کو جناب الٰہی مین وسیلہ بنایا ہے جسکے الفاظ یہ ہین۔

اللهم انی اسئلك يا هو يا من لا يعلم ما هو الا هو يا من هو كما هو
واتوسل اليك اللهم بالعقل الاول وبتاليه وبالسبعة العقول التی
تليه وبعاشرهم القائم المقام الاول لمن فی افقه والحائز بمواده
الجارية ولحظاته اليه السارية شرف سبقته بمن فی ضمن كل واحد
من القوی الروحانية والاشباح القدسانية واتوسل اليك اللهم
بصاحب الرتبة العلية وصفوة الصفو من اهل الجنة الابداعية الذی
له تحركت الحركات الجرمانية والجسمانية وصار مطرح اشعة العقول
الجبروتية والملكوتية وبالسبعة والعشرين الملبين لدعوة المصار عين
الی اجابته وبمن قام بعدهم من المقامات الانبعاثية والانوار
الشعشانية الی انقضاء مدتهم وانتهاء عدتهم وبخاتم ادوارهم
وآخر ساعة من ساعات نهارهم۔

یعنی اے اللہ مین تجھ سے مانگتا ہون۔ اے اللہ۔ اے وہ ذات پاک کہ کوئی نہین
جانتا کہ وہ کیا ہے مگر خود وہی یعنی وہ اپنے آپ اپنی ذات کو جانتا ہے۔
اے وہ ذات پاک کہ وہ موجود ہے جیسا کہ وہ تھی۔ اور مین وسیلہ پکڑتا ہون
اے اللہ تیری جناب مین عقل اول کے ساتھ اور جو اُسکے پیچھے ہے یعنی عقل دوم
کے ساتھ اور اُن سات عقلون کے ساتھ جو دوسری عقل کے پیچھے ہین اور دسوین

عقل کے ساتھ جو پہلی کی قائم مقام ہے اُس شخص کے لئے جو اُسکی علمداری مین ہے
اور جو گھیرنے والی ہے اپنے مادے کے ذریعے سے کہ وہ جاری ہے اور جو گھیرنے
والی ہے ساتھ ملاحظے اپنے کے جو سرایت کرنے والا ہے طرف اُس شخص کے جو اُسکی
علمداری مین ہے سبقت کرنے والی ہے اُسکی بزرگی کو یعنی عقل اول نے تقدم کی
وجہ سے جو شرف حاصل کیا ہے وہ شرف دسوین عقل نے اپنی عنایت کی وجہ سے
حاصل کیا ہے اور اِس وجہ سے دونون مرتبے مین برابر ہوگئے ہین یعنی ایک
تقدم کی وجہ سے بزرگ ہے اور ایک اپنی مہربانیون کی وجہ سے اور مین توسل
کرتا ہون اے اللہ تیری جناب مین اُن روحانی قوتون اور پاک صورتون کے
ساتھ جو ہر ایک عقل کے اندر موجود ہین اور وسیلہ پکڑتا ہون مین تیری جناب مین
اے اللہ اُس صاحب مرتبۂ عالی اور برگزیدہ ترین کے ساتھ جس کا بدن بلا مادے
کے پیدا ہوا ہے اور اُسکی وجہ سے آسمانون اور عناصر نے حرکت پائی ہے اور عقول
جبروتی وملکوتی کے انوار کے گرنے کی جگہ ہوگیا ہے اور اے اللہ مین توسل کرتا ہون
تیری جناب مین اُن ستائیس کے ساتھ جو دسوین عقل کے کہنے کو قبول کرتے ہین
اور اُسکے فرمانبردار ہین اور اُسکے حکم کی تعمیل مین جلدی کرنے والے ہین اور وسیلہ
کرنے والا ہون تیری جناب مین اُس شخص کے ساتھ جو بعد اُن کے ایسے مقامات
کا جانشین ہوا جو برانگیختہ کرنے والے اور لمبی لمبی روشنی رکھنے والے ہین اُن کی
مدت کے تمام ہونے اور اُن کی تعداد کے پورا ہونے تک اور اے اللہ مین
توسل کرتا ہون تیری جناب مین اُس شخص کے ساتھ جس کے اوپر اِن مدبرون کے
دورون کا خاتمہ ہے انتہائے زمانہ تک۔

اِس مضمون مین اول سے آخر تک فلاسفۂ یونان کے عقائد اور مسلمات کی
اتباع کی ہے اور اِس سے صرف اللہ تعالیٰ کا علۃ العلل ہونا ثابت ہوتا ہے اور
اُسکے لئے صرف تقدم ذاتی کا حاصل ہونا پایا جاتا ہے نہ تقدم زمانی کا جیسا کہ
بیٹے کو باپ پر تقدم زمانی حاصل ہے کیونکہ خدا کے لیے علیت کا تقدم ثابت ہوتا ہے

اور خاصیت اِس تقدم کی ہے کہ متاخر کا وجود بغیر اُسکے نہین ہوتا اور اُس کے
حاصل ہوتا ہے یعنی اول علت کو کہ متقدم ہے وجود حاصل ہوتا ہے بعد اِس کے
معلول کو کہ متاخر ہے وجود حاصل ہوتا ہے اور متقدم بعلیت بغیر متاخر کے نہین
ہو سکتا اسکو متقدم بالذات کہتے ہین۔ مثال اِسکی ممکنات مین انگلی کی حرکت کا
تقدم ہے انگوٹھی کی حرکت پر۔ اور اِس سے عالم کا قدیم ہونا لازم آتا ہے اور
اہل اسلام جس خدا کو مانتے ہین اور رسول مقبول نے جس خدا کی تعریف کی ہے
وہ ایسا خدا نہین ہوسکتا اُسکی ذات قدسی ایسے خدا سے عالی ہے جس کا ذکر مولانا
[illegible] صاحب نے کیا ہے کارخانۂ عالم کی ایجاد مین ایسے اللہ کو کوئی دخل نہو گا بجز اسکے
کہ اُنے اول ایک عقل کو پیدا کیا بعدہ اُس عقل نے دوسری عقل اور ایک آسمان
پیدا کیا۔ اور بعد اسکے دوسری عقل نے تیسری عقل اور ایک آسمان پیدا کیا۔ بعد اسکے
اُس تیسری عقل نے چوتھی عقل اور ایک آسمان پیدا کیا۔ اور بعد اُسکے چوتھی عقل نے
پانچوین عقل اور ایک آسمان پیدا کیا۔ اِسی طرح دس عقلین اور نو آسمان پیدا ہوگئے
اور انہین دس عقلون کو عقول عشرہ کہتے ہین۔ جو لوگ عقول کو ملائکہ خیال کرتے ہین
وہ یونانی حکما کی اصطلاح کو اسلام کے پردے مین چھپاتے ہین۔ کیونکہ حقیقت
مین اِن دونون باتون مین بڑا فرق ہے۔ اسلام مین ملائکہ کہتے ہین اجسام لطیف
نورانی کو کہ مشکل اور شاق کام کرنے پر قادر ہین اور مختلف اشکال کے ساتھ
متشکل ہو جاتے ہین اور اُنکے پر اور حواس ہوتے ہین اور حکما کے نزدیک عقل
ایک ایسا موجود ممکن ہے کہ نہ جسم ہے اور نہ حال ہے جسم مین اور نہ جسم کا جزو ہے
بلکہ جوہر مجرد ہے مادے سے اپنی ذات اور فعل مین یعنی نہ جسم ہے نہ جسمانی اور نہ
اُسکے کام موقوف ہین جسم کے ساتھ متعلق ہونے پر۔ دوسری عبارت مین یون
کہو کہ وہ جوہر مجرد ہے جسم کے ساتھ اُسکا تعلق صرف تاثیر کے لیے ہے نہ تصرف
وتدبیر کے لیے اور متکلمین اسلام جوہر مجرد کو باطل کرتے ہین۔
یہی حال طاہر سیف الدین صاحب کے رسالۂ ضوء نور الحق المبین سے بھی

معلوم ہوتا ہے کہ منتہائے نظر ان بزرگوار کا فلاسفۂ یونان کی باتین ہین مثلاً اس رسالہ میں
حال و محل اور عالم الطبیعۃ اور مطرح اشعۃ عالم العقول اور عالم نفس کا ذکر آیا ہے
کہ نہ ان الفاظ کا وجود قرآن سے ثابت ہے اور نہ اقوال رسول سے اور نہ ائمہ
اطہار کی زبانون پر یہ الفاظ تھے۔

ہر نبی کے لئے ایک مقیم اور ایک وصی ہوتا ہے اور ہر امام کے لئے باب اور حجت اور داعی اور ماذون اور مکاسر ہوتے ہین

بوہرون کے نزدیک حضرت عیسیٰ تک ہر ایک پیغمبر کے لیے ایک مقیم ہوتا تھا اور
ایک وصی بھی ہوتا تھا اور اسکے زمانۂ نبوت میں ائمہ اور دین کے حدود ہوا
کرتے تھے چنانچہ حضرت آدمؑ کے مقیم ہُنَید تھے اور اُن کے وصی ہابیل تھے
اور حضرت نوحؑ کے مقیم ہودؑ تھے اور وصی سام تھے اور حضرت ابراہیم کے مقیم
صالح تھے اور وصی اسماعیل اور حضرت موسیٰؑ کے مقیم اذ اور وصی ہارون تھے
اور حضرت عیسیٰؑ کے مقیم خزیمہ اور وصی شمعون تھے۔ چنانچہ دعائے مولانا محمد بن
طاہر کے الفاظ یہ ہین وَاَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ اَللّٰھُمَّ بِسَیِّدِنَا اٰدَمَ وَمُقِیْمِہٖ
مَوْلَانَا ھُنَیْدَ وَوَصِیِّہٖ مَوْلَانَا ھَابِیْلَ وَاَئِمَّۃِ دَوْرِہٖ وَحُدُوْدِ دِیْنِہٖ
وَبِتَابِعِیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ۔ واتوسل الیک اللھم بسیدنا نوحٍ ومقیمہ مولانا
ھُوْدٍ ووصیہ مولانا سام وائمۃ دورہ وحدود دینہ وبتابعیہم اجمعین
واتوسل الیک اللھم بسیدنا ابراھیم ومقیمہ مولانا صالحٍ ووصیہ مولانا
اسماعیل وائمۃ دورہ وحدود دینہ وبتابعیہم اجمعین واتوسل الیک
اللھم بسیدنا موسیٰ ومقیمہ مولانا اذ ووصیہ مولانا ھارون وائمۃ
دورہ وحدود دینہ وبتابعیہم اجمعین واتوسل الیک اللھم بسیدنا عیسیٰ ومقیمہ مولانا
خُزَیْمَۃ ووصیہ مولانا شمعون الصفا وائمۃ دورہ وحدود دینہ وبتابعیہم اجمعین
واتوسل الیک اللھم بالمقامات الرَّبَّانِیَّۃِ والھیاکل النورانیۃ

اور مولانا قیذار بن اسماعیل الی مولانا ابی طالب بن مولانا
عبد المطلب صلوات اللہ علیہم اجمعین۔
اس دعا میں حضرت علیؑ کے تمام باپ دادون پر ابوطالب سے لیکر قیذار بن اسماعیل
ابن ابراہیم تک درود بھیجی ہے اور اُن کو وسیلہ جناب الٰہی مین بنایا ہے اور
ان کے لئے مقامات ربانی اور اجسام نورانی مانے ہین۔
بوہرون کے عقیدے کے مطابق ہر امام کے لئے باب اور حجت اور داعی
اور ماذون اور مکاسر ہوتے ہین۔ چنانچہ مولانا محمد بن طاہر کی دعا مین ہے۔
واتوسل الیک اللھم بابوابھم و حُجَجِھِمْ و دُعَاتِھِمْ ومَاذُوْنِیْھِمْ
ومکاسریھم و مُسْتَجِیْبِیْ اٰذوادِھِمْ الیٰ آخرہ۔
ہو ملکہ ۵۲۶ھ ہجری سے امام مستور ہین اس لیے اُن کی طرف سے تمام کام
داعی انجام دیتے ہین اور اُن کی ماتحتی مین دوسرے مذہبی عہدہ دار
ان کے حکم سے کام کرتے ہین۔
داعی کی نسبت بوہرے یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ گویا یہ امام الزمان کے قائم مقام
ہین اور انکی عزت کرنا ایسا ہے جیسے امام الزمان کی عزت کرنا اور یہ بھی زعم ہے کہ
امام الزمان نے داعی کو اس مسند پر بیٹھنے کی اپنی طرف سے اجازت دی ہے اور
امام الزمان اس وقت مستور ہین جس وقت وہ ظاہر ہونگے اپنی مسند پر قائم ہوجائینگے
اور داعی انکی طرف دعوت کرتے رہینگے۔
داعی طاہر سیف الدین ادیپور ملک راجپوتانہ مین آئے تو بوہرون کی عورتین
گتی تھین علی جی آئے علی جی آئے یعنی امیرالمؤمنین علی علیہ السلام آئے۔
ماذون یہ شخص داعی کے دوسرے درجے پر ہوتا ہے۔ اسکو اس بات کا اذن ہے کہ
داعی کی عدم موجودگی مین وہ کام جو داعی کرتے ہین یہ انجام دے اور جب داعی
موجود ہون تو تمام معاملات کی تحقیق کرکے داعی کے سامنے پیش کرے۔
مکاسر ماذون کا نائب سمجھا جاتا ہے اور چھوٹے چھوٹے دینی کام کو طے

کرتا ہے اگر مناسب سمجھتا ہے تو ماذون تک پہونچا دیتا ہے۔
مکاسر کے بعد **مشائخ** کا درجہ ہے ان لوگون کا یہ کام ہے کہ سب کو مجلس میں
بالترتیب بٹھائین اور داعی کا جو حکم ہو وہ مومنین کو سنائین۔ انھین مشائخون
مین سے عامل بھی مقرر ہوتے ہین۔
ملا وہ ہوتا ہے جو روزے نماز کے مسئلے جانتا ہو اسکا درجہ شیخ سے کم ہے اور
داعی کی طرف سے اسکو بطور اعزاز کے ایک گول پگڑی ملتی ہے۔
میان صاحب عامل سے چھوٹا ہوتا ہے اور بعض وقت عامل کسی سبب سے
مسجد یا مجلس مین نہ آسکے تو میان صاحب کو وہ اپنی قائم مقامی کی اجازت دیدیتا ہے
اسکے پاس ایک سفید چادر رہتی ہے کسی وقت وہ اسکو اوڑھ لیتا ہے اور کسی وقت
بغل مین داب لیتا ہے اکثر میان صاحب جامہ بھی پہنے رہتا ہے۔ میان صاحب
بھی عامل بنا دیا جاتا ہے۔
عامل کے سوا کسی کو پیش امامی کی اجازت داعی کی طرف سے نہین ہوتی
عامل اپنی طرف سے کسی ملا یا شیخ کو دوسری مسجد مین نماز پڑھانے کے وقت
پر اجازت دیدیا کرتا ہے اور حاضرا اجازت بھی ہوتی ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ
نماز کا وقت آجائے اور عامل سے اجازت لانے مین دیر متصور ہو تو جو ملا یا شیخ
حاضر ہو وہ نماز پڑھا دیتا ہے۔ اسلیئے مسجد کے سوا بوہرے جماعت نہین کر سکتے۔
اگر کوئی شخص بغیر اجازت کے نماز پڑھا دے تو وہ نماز ناجائز ہے امام اور مقتدی
دونون کو لوٹانا چاہیے۔

بوہرون کے سفید لباس اختیار کرنیکی وجہ

جب طالبین نے عباسیون پر خروج کیا تو اُن کی ضد سے اپنے پھریرون کا رنگ سفید
رکھا کیونکہ اُنھون نے سیاہ رنگ اختیار کیا تھا۔ اسی وجہ سے انکو مبیضہ کہنے لگے
جسمین میم مضموم بائے موحدہ مفتوح اور یائے مثنات تحتانی مشدد مکسور اور ضاد

[illegible] مفتوح ہے یہی رنگ قرامطہ اور عبداللہ مہدی اور انکے متبعون مین قائم رہا
[illegible] بوہرے مہدویہ ہین اسلیے ان کے ہان بھی سفید کپڑون کو ترجیح دیجاتی ہے
[illegible] اور اردو کی تاریخون مین مبیضہ کا ترجمہ سفید جامگان اور سفید پوشان لکھتے ہین

امام اور داعی کے تقرر کا طریق

بوہرون کے نزدیک وجوب امامت کا طریق نص ہے اسی طرح ہر منصب کا حال ہے
[illegible] امام یا داعی اپنی حیات مین جسکے لیے اپنی قائم مقامی کی نص کر دیتا ہے وہ ہی
اسکا جانشین مانا جاتا ہے پس نہ کوئی اپنی مرضی سے اس منصب کا دعوی کرنے سے
حقدار سمجھا جاتا ہے اور نہ دوسرون کے انتخاب کو اس مین دخل ہے اگر چند آدمی
مل کر کسی شخص کو کسی کی قائم مقامی کے لیے منتخب کرلین اور اس کے ساتھ
بیعت کرلین تو حقدار اور وارث جائز قرار نہین پا سکتا جب تک کہ اگلے کی طرف سے
منصوص نہ واقع ہو یہی وجہ ہے کہ آمر کے بعد ابو القاسم طیب کو تو امام حق مانتے ہین
کیونکہ ان کے لیے آمر نے نص کی تھی اور حافظ وغیرہ کو امام نہین جانتے اور انکے
نزدیک نص دوم نص اول کی ناسخ ہے یعنی اگر امام ایکبار یہ نص کردے کہ میرے بعد
فلان میرا جانشین ہوا۔ بعد اسکے یہی امام کسی دوسرے شخص کے لئے نص کردے تو
دوسری نص واجب العمل ہے اور پہلی منسوخ ہے یہی وجہ ہے کہ نزار کو امام نہین
مانتے اور مستعلی کو امام جانتے ہین کیونکہ اول مستنصر نے نزار کی امامت کے لئے اپنے
عہد نص کی تھی پھر مستعلی کی امامت کی نص کردی۔
داعی برہان الدین صاحب نے سنہ ۱۹۳۲ء مین ۲۰۵ نمبر کے مقدمے مین جو بچاؤ نامہ
دیا اُس مین لکھتے ہین کہ سورت کے ملاجی صاحب کی گادی مذہبی گادی ہے اس
گادی پر کوئی شخص اپنا حق بتلا کر نہین آسکتا مگر جس شخص کو قرآن شریف کے
مطابق خدا اور امام الزمان کے حکم کے موافق اگلے ملاجی صاحب قائم کرین وہ کر سکتا ہے
اور وہ شخص گادی کی مالکی کی ملکیت کا متولی ہے اور وہ شخص قرآن شریف کے

فرمان کے مطابق کاروبار کرسکتا ہے اگر وہ شخص قرآن کے خلاف عمل کرے تو گادی
علیحدہ کر دیا جائے اور اسکو حق نہیں کہ اپنے بعد کسی دوسرے کو بٹھلا سکے۔

بوہرے اکثر اپنے آپ کو طیبیہ کہتے اور ابوالقاسم طیب کی طرف اپنی جانون کو
منسوب کرتے ہیں اور کبھی بڑی شاخ کی طرف لیجا کر اپنی جانون کو اسماعیلیہ کہنے
لگتے ہیں مہدویہ کا لفظ انکے موتھ سے نہیں سنا جاتا۔ عام طور پر اس سلسلے کے انتساب سے
ناواقف ہیں۔ ان میں علمی آدمی البتہ اس سلسلے سے واقفیت رکھتے ہیں۔

بوہرون میں جو شخص ان کے امام کے بعد تمام فرقے کا واجب الاحترام اور ساری
جماعت کا مطاع عام سمجھا جاتا ہے وہ داعی ہیں ان کی طرف سے بلاد مختلفہ میں نائب
جنکو عامل بولتے ہیں رہا کرتے ہیں۔

طیبیہ کا افتراق

زمانے کی رفتار ہمیشہ ایک ہی عنوان پر نہیں رہتی اور اطاعت کا قلادہ بڑی مشکل
سے زیب گلو رہ سکتا ہے اغراض نفسانی کی وجوہ سے اس جماعت کے بعض لوگون
نے اپنے دعاۃ کے سلسلۂ اطاعت سے علیحدہ ہو کر اپنی جماعتیں الگ الگ قائم
کرلیں اور ہر ایک اپنی جماعت کا پیشوا بن بیٹھا۔

چنانچہ طیبیہ کئی فریق ہو گئے ہیں۔ داؤدیہ۔ سلیمانیہ۔ علیہ۔ نگوسفیہ۔ ناگپوری
مگر ان میں ائمہ کی بابت کوئی اختلاف نہیں داعیون کی بابت اختلاف ہے
جو داعی داؤد بن عجب شاہ کے بعد سے شروع ہوا ہے۔

داؤدیہ وہ بوہرے ہیں جو سورت والے حضرت بڑے ملا صاحب کو اپنا داعی اور
دینی مقتدا مانتے ہیں اور انکو داؤدیہ اسلئے کہتے ہیں کہ انھون نے داعی داؤد بن
عجب شاہ کے بعد داعی داؤد بن قطب شاہ کو انکا جانشین تسلیم کیا۔

سلیمانیہ وہ لوگ ہیں جو داعی داؤد بن عجب شاہ کے بعد سلیمان بن یوسف کو
انکا جانشین اور داعی مانتے ہیں یمن میں زیادہ انھیں کی کثرت ہے۔ داعی

داؤد بن عجب شاہ کی بی بی زہرا کے بھائی یوسف کے بیٹے سلیمان تھے جو داعی
داؤد بن عجب شاہ کی طرف سے یمن میں عامل ہوئے داعی داؤد بن عجب شاہ نے
ہند میں انتقال کیا تو سلیمان نے یمن میں یہ دعویٰ کیا کہ داعی مرحوم اپنی جانشینی
کے لئے میرے حق میں نص کر گئے ہیں اور تحریری سند داعی مرحوم کی مہری قوم کو دکھائی
انھون نے اس سند کو تسلیم کیا اور داعی داؤد بن قطب شاہ کو نہ مانا وہ سلیمانیہ
کہلائے داؤدیہ کہتے ہیں کہ یہ سند جعلی تھی اور اس سند کے تیار ہونے کی وجہ یہ ہوئی
جب داؤد بن قطب شاہ داعی ہوئے تو سلیمان انکی ماتحتی میں چار برس تک یمن کے
عامل رہے داعی داؤد بن عجب شاہ کے بیٹے ابراہیم جو ایک حبش کے بطن سے تھے اور
انکی بی بی زہرا اور انکے کاتب محمد نے سرکاری کچھ روپیہ کھا لیا جب ان تینوں کو مواخذے
اور مطالبے کا خوف ہوا تو یمن میں سلیمان کو ایک خط لکھا کہ تم داعی داؤد بن عجب شاہ
کی طرف سے اس مضمون کی نقل کا کاغذ لکھکر یہاں بھیجدو کہ ہمارے بعد سلیمان داعی
ہیں تو اسپر داؤد بن عجب شاہ کی مہر لگا دیجائے کیونکہ وہ مہر ابھی تک انکے کاتب
محمد کے پاس موجود ہے چنانچہ سلیمان نے ایک تحریر اس مضمون کی یمن سے بھیجدی
جسپر محمد نے مہر لگا کر ایک شخص کے ہاتھ جو بکری کے نام سے مشہور تھا سلیمان کے
پاس روانہ کر دی جب داعی داؤد بن قطب شاہ کو اس کارروائی کا حال معلوم
ہوا تو انھون نے زہرا سے کہا کہ تمھارے بھتیجے کی نسبت ایسی خبر پہونچی ہے ہم انکو
معزول کرنا چاہتے ہیں اور یہ آیت پڑھی وَمَا كُنتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ عَضُدًا
یعنی میں گمراہ کرنے والون کو یار و مددگار بنانے والا نہیں ہون زہرا نے جواب دیا
کہ یہ بات غلط معلوم ہوتی ہے ہم غریب آپ کے سایے میں پرورش پا رہے ہیں
آپ انکو معزول نہ کیجیے مگر مولانا داؤد بن قطب شاہ نے نہ مانا اور انکی معزولی کا
حکم بھیجدیا مگر بہت سے طیبیہ نے اس حکم کو لغو سمجھا اور سلیمان کی اتباع اختیار کرلی۔
سلیمان اور ابراہیم نے داعی داؤد بن قطب شاہ کو بہت دق کیا سلیمان یمن سے
ہند میں چلے آئے تھے ابراہیم نے اکبر شہنشاہ ہندوستان کے حضور میں یہ دعویٰ

کیا کہ داعی داؤد بن عجب شاہ کا بیٹا تو مین ہون پھر داعی داؤد بن قطب شاہ اسکے
وارث کیسے بن گئے ہین اس وجہ سے بادشاہی افسرون کے ہاتھ سے داعی داؤد بن
قطب شاہ کو بہت سی تکلیفین جھیلنا پڑین قید بھی کیے گئے اکبر نے اس معاملے کی
تحقیقات اور تجویز حکیم علی کے ہاتھ مین دیدی اور حکم دیا کہ تم اسکا واجبی فیصلہ کرو
تحقیقات کے بعد علی کو ثابت ہوا کہ داؤد بن قطب شاہ حق پر ہین اس لئے وہ
رہا کئے گئے اور اب ابراہیم اور سلیمان پر عتاب نازل ہوا انکو ملازمان شاہی
کے ہاتھ سے بہت سی تکلیفین اُٹھانا پڑین اور آخر کار رشوت مین روپیہ خرچ
کرکے اس عذاب سے نجات پائی سلیمان کی قبر احمد آباد مین ہے اور سلیمانیہ کے
داعی کا مقام یمن مین ہے۔

سلیمانی بوہرے بمبئی - بڑودہ - حیدر آباد دکن - اور یمن مین کثرت سے آباد ہین
انکے سربر آوردگان جسٹس مرحوم بدرالدین طیب جی مسٹر حیدری - ہز ہائنس
بیگم صاحبہ زنجیرہ - علی اکبر صاحب اور جج حسین بدرالدین وغیرہ ہین۔

علیہ علی بن ابراہیم کی طرف منسوب ہین جو شیخ آدم صفی الدین کے نواسے ہین
یہ فرقہ داعی داؤد بن قطب شاہ کے بعد شیخ آدم صفی الدین کو تو داعی مانتا ہے
مگر اُن کے بعد عبد الطیب زکی الدین کو داعی نہین مانتا اور فرقہ داؤدیہ شیخ
آدم صفی الدین کے بعد عبد الطیب زکی الدین کو بھی داعی مانتا ہے علی نے
جہانگیر شہنشاہ ہندوستان کے عہد مین شیخ آدم صفی الدین کے بعد عبد الطیب
زکی الدین سے مخالفت کی اور شہنشاہ تک انکی شکایت پہونچائی اور اپنی ایک
جماعت علیحدہ قائم کرلی جسکا نام علیہ مقرر ہوا۔

نگوشیہ (نون کے فتح سے) یہ فرقہ علیہ مین سے نکلا ہے اور تیرھوین صدی
کے خاتمے پر قائم ہوا ہے اسکا بیان ہے کہ تیرہ سو برس کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کا دور ختم ہوگیا اب گوشت نکھانا چاہیے۔

ناگپوری یہ منسوب ہین ملا عبد الحسین کی طرف جن کا وطن گنجر درج ملک

گجرات تھا سنہ ۱۳۱۴ھ مین شہر بمبئی کے اندر انھون نے یہ دعوی کیا کہ مین امام کی طرف سے
حجت ہوں بہت سے داؤدیہ بوہرون نے ان کی اتباع کی اِس قوم کے
۱۵ بڑے بڑے عالم بھی اِن سے مل گئے - داؤدیہ بوہرون نے ملا عبد الحسین سے
بحث کرکے مار کٹائی بھی کی - ملا عبد الحسین کہتے تھے کہ مین داؤدیہ بوہرون کے
داعی محمد برہان الدین صاحب سے مناظرہ اِس شرط پر کرنے کو تیار رہون کہ
ہر دین و مذہب کے دس دس علما جمع ہون دس اہل سنت وجماعت کے
عالم دس شیعہ اثنا عشری کے عالم دس پادری وغیرہ وغیرہ اور داعی صاحب آئین
اگر مین جھوٹا نکلون تو مین اپنا یہ دعوی چھوڑ کر اُن کی متابعت کرلونگا اگر مین
سچا قرار پاؤن تو وہ اور اُن کی جماعت میری مطیع ہوجائے - ملا عبد الحسین
بمبئی سے ناگپور کو گئے اور اُسکے قریب مہندی باغ نامی مقام پر مسکن بنایا اور ایک
نیا فرقہ قائم کیا اور دم واپسین تک یہین رہے - انکے اتباع بمبئی - ناگپور - اُجین
گنجر درج مین رہتے ہین سنہ ۱۳۲۰ ہجری مین اُنھون نے انتقال کیا اُن کا قائم مقام
اُنکا ایک شاگرد ہوا جسکا نام حافظ غلام حسین ہے۔

بعض بوہرون کا مذہب اہل سنت اختیار کرلینا

(۱) سلطان ظفر نے جو سلطان فیروز شاہ والی دہلی کا امیر اعظم تھا گجرات پر
تسلط پایا تو بہت سے بوہرے اُسکی وجہ سے سنت وجماعت بھی ہوگئے - چنانچہ
اس ملک مین سنت وجماعت بوہرے موجود ہین جلد ثالث ابجد العلوم موسوم بہ
رحیق مختوم اور سبحۃ المرجان مین لکھا ہے کہ محمد طاہر ساکن پٹن مصنف مجمع البحار نے
کہ قوم کا بوہرہ تھا مہدویہ بوہرون کے عقائد کی درستی کا مصمم ارادہ کرلیا یہانتک اصرار
کیا کہ جب تک یہ کام پورا نہوگا سر پر عمامہ نرکھونگا - جب اکبر شہنشاہ ہندوستان
نے سنہ ۹۸۰ ہجری مین گجرات فتح کیا تو ملا شہنشاہ کے حضور مین مدد کی التجا لیکر
حاضر ہوا - شہنشاہ نے اپنے ہاتھون سے ملا کے سر پر عمامہ رکھا اور کہا کہ مین تمھارے

مدعا کے موافق اِس قوم کی بدعت دفع کرنے مین پوری کوشش کرونگا۔ اور شہنشاہ
نے اِس غرض سے حکومت گجرات پر خان اعظم مرزا کوکا کو مقرر فرمایا۔ خان اعظم نے
بوہرون کی بدعت دفع کرنے مین کوشش کی یہانتک کہ اِس قوم کے اکثر شخص
تقیہ کرنے لگے اور جا بجا چھپ گئے ابھی یہ بدعت بخوبی دفع نہونے پائی تھی کہ
خان اعظم کی جگہ عبدالرحیم خان خان خانان مقرر ہو گیا یہ شیعہ مذہب رکھتا تھا
بوہرے کھُلم کھُلا پھر اپنے اعمال کو ادا کرنے لگے اور مذہب مہدویہ ظاہر ہو گیا
شیخ نے یہ حالت دیکھکر پھر عمامہ اپنے سر سے اُتار ڈالا اور تدارک کے لئے درگاہ
اکبری کی طرف رجوع کی۔ شہنشاہ اُن دنون اکبر آباد مین تھا۔ بوہرون نے ملا کا
پیچھا کیا۔ یہانتک کہ اُجین مین ملا کو سنہ ۹۸۶ ہجری مین مار ڈالا۔

(۲) گجرات مین ایک قوم بوہرون کی ہے جو گجراتی بوہرے اور جعفریہ
کہلاتے ہین اور جعفر کی طرف منسوب ہین جو پٹن کا رہنے والا تھا یہ شخص احمد آباد کے
عامل ملا داؤد کی مرضی کے خلاف تحصیل علم کے لیے یمن کو داعی کے پاس چلا گیا
یہان سے ملا داؤد نے داعی کو لکھ بھیجا کہ یہ شخص باوجود میرے منع کرنے کے وہان چلا گیا ہے
اگرچہ داعی نے جعفر کو طلب علمی سے نہ روکا مگر جبکہ تحصیل علم کے بعد وطن کی طرف
واپس ہوا تو کوئی منصب عطا نہ کیا جو اُسپر بہت ہی شاق گذرا۔ ہندوستان مین
واپسی کے بعد اُسنے مقام بھڑوچ مین بوہرون کے اصرار سے اُنکو نماز پڑھا دی
حالانکہ پیش امامی کی بھی اُسکو اجازت نہ تھی ملا داؤد کو جب اِس بات کی
خبر ہوئی تو اُنھون نے جعفر کو کہا کہ تم اُن مقتدیون کو لکھ بھیجو کہ چونکہ مجکو نماز پڑھانے
کی اجازت نہ تھی اس لیے وہ نماز تمھاری نہین ہوئی تم اسکو لوٹاؤ چونکہ یہ بڑا
عالم و فاضل تھا اسلیے خود ایسا لکھنے سے شرمایا اور کہا کہ آپ ہی اپنی طرف سے
اُن لوگون کو لکھ بھیجے ملا داؤد نے جواب دیا کہ میرا لکھنا مناسب نہین جس سے
گناہ صادر ہوا اُسی کو لکھنا چاہیے جعفر کو اِس امر سے نہایت غیرت آئی اور اِس
عداوت کی وجہ سے پٹن مین پہونچکر طیبیہ بوہرون کو اِس مذہب کے خلاف نصیحت

کرنی شروع کی اور اہل سنت کے عقائد پر آمادہ کیا بارہ لاکھ بوہرون نے جیسا کہ
مولوی محمد صاحب اسماعیل سرپاوہ کا قول ہے اُسکی متابعت اختیار کرلی مذہب
اسماعیلیہ کو چھوڑ کر سُنی ہو گئے اور اسماعیلیہ بوہرون سے نہایت عداوت رکھنے لگے
یہ لوگ آج کل شہر پاٹن۔ کڑی۔ احمد آباد۔ سورت۔ راندیر۔ بھڑوچ۔ گودڑہ۔
پنچ محال۔ ناسک۔ احمد نگر۔ پونہ۔ بمبئی اور اِسکے اطراف و اکناف کے بلاد
و اماکن مین پھیلے ہوئے ہین۔ اِن بزرگ کا مزار احمد آباد مین ہے مگر شیمۃ الاخلاص
مین لکھا ہے کہ یہین یہ کہین سے پتہ نہین چلتا کہ جعفر نہروالی وہی بزرگ ہین جو
جعفر شیرازی کے نام سے احمد آباد مین مدفون ہین۔

بعض شہرون کے بوہرون کا داعی طاہر سیف الدین صاحب سے انحراف

(۱) بھوپال ملک مالوہ کے فساد کے موقع پر داعی صاحب نے داؤدیہ بوہرون کی
مدونہ کی تو ایک جماعت اُن سے شاکی اور ناراض ہو گئی اور ۳۶ بوہرون
کے دستخط سے ایک رسالہ شائع کیا جسکا تاریخی نام مناظر المناک ہے۔
اِس رسالے مین لکھا ہے کہ سوموارہ بازار مین اہل سنت کی ایک مختصر سی
مسجد ہے جسکے قریب ملا یوسف علی کا مکان ہے ایک روز جبکہ مسجد کا مؤذن باہر
کی زنجیر کھولکر اندر آیا تو اُسنے صحن مسجد مین حوض کی نالی کے قریب غلاظت آلود
ایک کپڑا پایا جسکی نسبت اُسنے یہ خیال کیا کہ یہ کپڑا ملا یوسف علی نے اپنی کھڑکی مین سے
پھینکا ہے اسلیے عدالت سٹی مجسٹریٹی مین ملا یوسف علی پر اہل سنت والجماعت
کی طرف سے استغاثہ دائر کیا گیا قبل اِسکے کہ بعد تحقیقات عدالتی فیصلہ مشتہر بطور
نافذ ہو کئی ہزار مسلمانون نے ماہ صفر سنہ ۱۳۴۳ ہجری مین بلوہ کرکے بوہرون کی
ایک سو بیس دوکانون کو لوٹ لیا اور جو بوہرہ ملا اُسکو مارا اور زخمی کیا اکثر
بوہرے بچے خوف کھا کر غیر قوم کے گھرون مین پناہ لیگئے جو دو دو تین تین
روز مین اپنے والدین سے ملے۔ یہان بوہرون کی آبادی سات آٹھ سو نفوس

ومرد کی ہے تیسرے روز والیہ بھوپال شاہ جہان بیگم صاحبہ بمبئی سے بھوپال
آئیں اکثر بوہرے مع زن وفرزند کے . اجین، سرونج اور جبل پور وغیرہ
چلے گئے اور مہینوں باہر رہے . فرزندان سیٹھ آدم جی پیر بھائی بمبئی والے
باوجودیکہ بواہر بھوپال سے اُنکا کوئی خاص تعلق نہ تھا مگر اپنی امداد دینے والی
اور خالصتہً للّٰہ خدمت کرنے والی سرشت کے موافق اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیکر
ایک بیرسٹر بوہروں کی امداد کے لیے بھوپال روانہ کیا جسکی کوشش سے بیگم صاحبہ نے
وعدہ فرمایا کہ دادرسی کی جائے گی اور نقصان کا معاوضہ دیا جائے گا اور آئندہ
جان ومال کا پورا بندوبست رکھا جائیگا اسی اثنا میں بوہروں کے پیر صاحب
عبداللہ بدرالدین صاحب کا وصال ہوگیا اور پیر طاہر سیف الدین صاحب داعی
مطلق قرار پائے اُنھوں نے بے سوچے سمجھے ناعاقبت اندیش صلاح کاروں وٹٹی کی
آڑ شکار کھیلنے والے بوہروں کے مشورے پر جنکو سر آدم جی پیر بھائی کی سخاوت کی
کے باعث حسد پیدا ہوگیا تھا اور اپنے خیال کے مطابق اُن کی نیک نامی میں دھبہ
لگانا چاہتے تھے عمل کرکے بلا حصول اختیارات بنے بنائے معاملے کو اس طرح خراب کر دیا
کہ ضامن حسین کو اپنی طرف سے برسم رسالت والیہ بھوپال کے پاس اس پیام کے
ساتھ بھیجا کہ بواہر کو سرکارِ عالیہ نے جو مالی امداد دینے کا وعدہ کیا ہے اُس کے
ایفا کی فکر نہ فرمائی جائے جتنے دس لاکھ روپیہ اُن میں تقسیم کرنیکا بندوبست کیا ہے
برآمدگی مال اور سزادہی مجرمان کی کوئی ضرورت نہیں جو ہونا تھا وہ ہوگیا
اور آئندہ جان ومال کی حفاظت کی بابت لکھا پڑھی بھی بے سود ہے کیونکہ
ایسی وارداتیں شاذ ہوا کرتی ہیں اور ذمہ دار حکام کو اسکا خیال رہتا ہے
ریاست نے اس پیام کو منظور کر لیا . بھوپال سے پانچ بوہرے اور بمبئی سے
شرف علی ماموں جی سورت جا کر ملا صاحب سے شاکی ہوئے تو انھوں نے پیام
مذکورۂ بالا بھیجنے سے انکار کیا اور ضامن حسین سے جو سورت پہونچ گیا تھا خدا و
رسول اور بزرگانِ دین کی قسمیں کھلوا کر کہلوا دیا کہ مجھکو ملا صاحب نے بھوپال نہیں

بھیجا تھا لیکن بعد میں ضامن حسین یہ بھی کہنے لگا کہ سیدنا نے فرمایا کہ موقع
نازک آگیا ہے تم قسمیں کھا کر انکار کر دینا اور پھر کفارہ دیدینا۔ اور خود بھی
بھوپال والوں سے یہی وعدہ کرتے رہے کہ تمھارا فیصلہ بمبئی والوں کی موجودگی
میں ہوگا اور میں ہرگز دخل نہیں دونگا اور سیٹھ محمد بھائی سر آدم جی پیر بھائی
کو تمام اپنے ہاتھ سے خط لکھا اُس میں بھی یہی زور دیا کہ جب تک حسب منشا
دادرسائی نہو تب تک بھوپال میں دوکانات کا کھلنا مناسب نہیں اور دوسرے
موقع پر ارشاد کیا کہ ساعت مقدمہ بموجودگی فریقین اجین میں ہوگی جبتک
[illegible] خواہ فیصلہ نہو بھوپال میں بوہرے نہ جائیں بھائی صاحبان کے لقب کا
جن پر اطلاق ہوتا ہے فرداً فرداً سب کے یہاں جا کر اہل بھوپال نے
انتہائی منت اور عاجزی کے ساتھ عرض کی کہ آپ ہمارے معاملے سے سروکار
نہ رکھیں بظاہر سب نے اقرار کیا کہ ہم مداخلت نہ کرینگے مگر باطن میں بیخ کنی کرتے رہے
جب وہ پانچوں بوہرے سورت سے اجین چلے گئے تو بھوپال کے تین افسر
سورت گئے اور پیر صاحب نے بھوپال والے بوہروں کو انکی آمد سے بے خبر رکھ کر
انکے حسب منشا فیصلہ کر دیا جس سے تمام بوہروں کی امید و پر پانی پھر گیا۔
حالانکہ بھوپال والوں سے کہدیا تھا کہ بھوپال سے جو کوئی آدمی آئیگا میں اُسکو
تار دیکر بلا لونگا اور تمھارے بغیر اس معاملے کے متعلق کسی سے کوئی بات چیت نہ کرونگا۔
بھوپال کے بوہروں نے پھر سورت پہونچکر ملا صاحب سے شکوہ کیا تو انھوں نے
فیصلہ کرنے سے لاعلمی ظاہر کی۔

بعد اسکے پیر صاحب نے سورت سے دو بوہرے اُجین بھیجکر بھوپال کے پناہ گزینوں کو
کہلوایا کہ بڑے ملا صاحب کا حکم ہے کہ تم سب بھوپال جاؤ اور دوکانیں کھولو۔
مسلمان بھائیوں کو دعوت دو کھانا کھلاؤ اور ان سے معافی چاہو ملا صاحب
نے اطمینان کر لیا ہے لیکن بھوپال والے یہی کہتے رہے کہ جبکہ یہ حادثہ ہم پر
وہاں گذرا اور اب تک نہ کوئی ملزم گرفتار ہوا نہ مال مسروقہ برآمد کیا گیا نہ

معاوضہ ملانہ دربار نے آئندہ ہماری حفاظت جان و مال کے بابت کچھ انتظام فر
ایسی صورت مین ہمارا جانا کیونکر ہو سکتا ہے اور اب اُجین کے بوہرے بھوپال
بوہرون سے اس وجہ سے ناراض ہونے لگے کہ یہ سیدنا کا حکم نہین مانتے تھے تو مجبو
اِنھون نے اُجین سے سکونت اُٹھالی اور برہان پور چلے گئے۔ بڑے ملا صاحب
عجیب بات یہ کی ایجنٹ گورنر جنرل کے پاس اندور کو تار دیدیا کہ ہمنے فیصلہ کر دیا
بوہرے لوگ بھوپال جاکر دوکانین کھول رہے ہین جسکے جواب مین شاباشی ملی
یہ بات بالکل غلط ثابت ہوئی یعنی ایک دوکان بھی نہین کھلی تو پھر انھون نے
شیخ یوسف علی کو اسلیے بھوپال بھیجا کہ وہ بہر طور اپنے ذاتی رسوخ کو کام مین لا کر
دوکانات کھلوادین تاکہ بے بنیاد تار کے باعث حکام کے نزدیک جو ندامت
ہوئی ہو اُس مین کچھ تو تخفیف ہو۔

دمِ رحلت آپکے والد پیر عبداللہ بدرالدین صاحب نے فرمایا تھا کہ مین دو داغ
ہمراہ لیے جاتا ہون ایک تو جوانمرگی سیدی طیب بھائی صاحب زین الدین کی
جسکے باعث ایک اعلیٰ مقصد فوت ہوگیا دوسرے عدم کامیابی مومنین بھوپال۔
لیکن آپ کے قائم مقام پیر صاحب نے ایک داغ بھی مٹانے کی کوشش نہین کی
جیسا کہ سب کو معلوم ہے آپ نے اپنے عالم و فاضل عابد و زاہد جوان بڑے بھائی
صاحب کا پورے چھ ماہ بھی سوگ نہین منایا۔ اور اُسکے پہلے ہی اپنے آن جہانی
بھائی کی بیوہ کو حبالۂ نکاح مین لے لیا۔ اختتام سال پر جو مجلس فاتحہ خوانی کیلیے
منعقد ہوئی تھی اُس مین اُن بھوپال کے بوہرون کی جنھون نے عدول حکمی کی تھی
ہجو کہلا کر پڑھوائی اور اس طور پر در پردہ خوشی منائی اور بواہر بھوپال کی کامیابی
کا تو خاتمہ ہی کر ڈالا۔ اور اُنکی جان بچانے اور پرورش کرنے کے لیے ایک حبہ
نہین دیا برخلاف ازین اپنی جانشینی کی خوشی مین مصروف تھے نہایت تکلف
اور اہتمام سے دعوتین دیجاتی تھین ہزارون روپیہ صرف کیا جاتا تھا شال دوشالے
عنایت ہوتے تھے۔ بھوپال والے غریب الوطن بوہرون کی جو مومنین امداد

اُن کی عزت پر ہاتھ ڈالا والیہ بھوپال کو دستگیری سے باز رکھا اور جب
پولیٹیکل ایجنٹ خود والیہ بھوپال کی تحریک سے کمشنر نربدا ڈویژن
حدود ارضی کے اندر بھوپال کے بوہرون کا قیام تھا اطمینان حفاظت لاکر
بھوپال کو روانہ کر دیا تو ان کے بھوپال مین چلے آنے کے بعد چین سے بیٹھنے نہین دیا
اقامت بند کی کسی کو شادی کی رضا دینے سے انکار کیا۔ اکثر بوہرون
کہا جاتا ہے کہ بھوپال والون نے بڑے ملا صاحب کا حکم نہین مانا
اس لیے اُن پر عتاب ہوا۔

ضمیمہ۔ اسی رسالے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ برہان پور کے تعلیم یافتہ بوہرون سے
اور داعی صاحب سے اَن بَن ہو گئی ہے بنیاد فساد یہ ہے کہ وہان کے روشن خیال
بوہرون نے جو قومی مدرسہ بنایا ہے اُسکے نصاب تعلیم کے متعلق ملا صاحب مین
اور اُن مین خلاف واقع ہو گیا ہے اور اب اسکے بابت اخبارون مین مضامین
نکلنے لگے ہین جن مین منتظمین مدرسہ کی جانب سے یہ شکایت ہوتی ہے کہ ملا صاحب
در پردہ چندہ دینے والے داؤدیہ بوہرون کو روکتے ہین اگرچہ بظاہر اجازت
دیتے ہین مگر مخفی طور پر عاملون کے ذریعہ سے روک تھام کرتے ہین۔

(۳) بمبئی والے سیٹھ چاند بھائی کے مزار کے وقف کے متعلق بمبئی کے نامی
بوہرے آدم جی پیر بھائی کے بیٹون اور دوسرے چند معزز بوہرونکا داعی صاحب
سے بے حد خلاف ہو گیا ہے اور اُنکی طرفداری پر اور بھی کئی مقامات کے بوہرے
مخالف ہو گئے ہین۔ اُنکے ایما سے ایڈوکیٹ جنرل نے جنکو گورنمنٹ بمبئی نے اوقاف
کے لیے مختار عام بنایا ہے بحیثیت امین اوقاف عامہ جناب داعی صاحب پر ایک
مقدمہ دائر کیا کہ چاند بھائی سیٹھ پیر ہین ولی ہین اور اُنکی قبر کے نزدیک جو تجوری
مین گولک رکھی ہے اور اُسمین سے ہزار ہا روپیہ سالانہ نذر و نیاز کا نکلتا ہے
اور اُسکے سواے ہزار ہا روپیہ سالانہ کے جاوداد وقف وغیرہ ہین اور جنپر ملا صاحب
کا تصرف ہے وہ پبلک فنڈ قرار دے جاکر حسب قانون مروجہ اُنپر ٹرسٹ قائم کیا جائے

اور اُنکے ضوابط ہائی کورٹ وضع فرمائے اور اُسکی نگرانی ایک کمیٹی کے سپرد ہو
ممبر منجانب ہائی کورٹ نامزد ہوں اور باقاعدہ اُس کے حسابات پبلک
پیش کیے جائیں۔

اِسکے جواب میں ملا طاہر سیف الدین صاحب نے ہائی کورٹ میں جواب
یہ دیا کہ چاندا بھائی سیٹھ نہ پیر ہیں نہ ولی ہیں اور اُن کی قبر کے نزدیک جو گولک
رکھی ہے وہ نہ ٹرسٹی سخاوتی فنڈ ہے بلکہ وہ گولک اُنکی ملکیت ہے وہ جیسا چاہ
اس گولک کا روپیہ خرچ کریں کوئی امین اُن اوقاف کے لئے جو اُنکے تسلط
ہیں نہیں مقرر کرایا جا سکتا وہی خود دنیوی اور دینی حیثیت سے اُنکے محافظ ہیں
کسی شخص کو حساب فہمی کا کوئی حق نہیں ہے وہ سوائے امام وقت کے اور کسی شخص
حساب نہیں دے سکتے کیونکہ وہ داعی المطلق ہیں اور اُنکے اور خدا سے براہ راست
بلا کسی واسطے کے تعلق ہے خدائے تعالیٰ نے جو اختیارات جناب رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وسلم کو دئے تھے وہی اختیارات اُنکو دئے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ
رسول تھے اور طاہر سیف الدین صاحب داعی ہیں ورنہ اُنکے اور اُنکے اختیارات
کوئی فرق نہیں ہے اور داعی صاحب کو خدا سے سیدھا تعلق ہے ملا صاحب موصوف نے
یہ بھی فرمایا کہ میں بوہرہ قوم کے ہر ایک فرد کے خیال جان و مال اور ملکیت وغیرہ
مالک ہوں اور بوہرہ قوم کا ہر اک فرد جو کچھ کہ میں حکم کروں اُسکے بجالانے کے
قول ہارا ہے اور کوئی شخص میرے حکم اور کام کے خلاف چون و چرا نہیں کر سکتا
میں قوم بواہر کے ہر ایک فرد کی ذاتی ملکیت لینا چاہوں تو لے سکتا ہوں اور اگر کسی شخص
نے وقف یا ٹرسٹ کیا ہو تو میں اُسکو اپنی مرضی کے مطابق بدل سکتا ہوں بلکہ
کر سکتا ہوں اور کل ملکیت اپنے قبضے میں لے سکتا ہوں علاوہ اسکے قوم بواہر کا کوئی
شخص ہمیشہ کے لیے کوئی سخاوتی کام اپنی مرضی کے موافق اور میری مرضی کے خلاف
نہیں کر سکتا اور اگر بذریعہ کورٹ بھی اُسنے کوئی سخاوتی کام کیا ہو یا کوئی ملکیت وقف
کی ہو یا ٹرسٹ کیا ہو اور وہ میری مرضی کے خلاف ہو تو اُسکو میں رد کر سکتا ہوں

دعوت کی جتنی ملکیتیں ہیں اور بوہرہ قوم کی ذاتی ملکیتوں کا اور سخاوتی
کا اور ٹرسٹ کی ملکیتوں کا سب کا میں اکیلا مالک ہوں اس لیے مجھسے
حساب نہیں لے سکتا اور نہ میں ٹرسٹی مقرر کیا جا سکتا ہوں۔
اگست سنہ ۱۹۲۰ء کو دوران مقدمہ میں ملا صاحب کے حکم سے اُنکے وکیل نے
کہا کہ ملا صاحب بغیر کسی واسطے کے خدا کے نائب ہیں بلکہ سچ پوچھو تو خدا ہیں
قوم اُنکو خدا مانتی ہے گونڈوے کے مقدمے میں ایک شخص احمد علی نے ملا علی
سوال کیا کہ تم ملا صاحب کو کیا جانتے ہو اُسنے جواب دیا کہ زمین کا خدا
ہوں ملا صاحب نے یہ بھی کہا تھا کہ بوہرہ قوم کی ہر ایک مسجد بند کرنے کا مجھکو
حاصل ہے جب چاہوں بوہرہ قوم کی ہر ایک مسجد بند کر سکتا ہوں۔
۱۰ ستمبر سنہ ۱۹۲۰ء کو ملا صاحب کے فرمان کے مطابق اُن کے وکیل نے ظاہر کیا
لا صاحب کو قوم بواہر کی کوئی بھی مسجد بند کرنے کا حق نہیں ہے ہاں صرف اتنا
ہیں کہ اپنے مریدوں کو کسی مسجد میں جانے سے منع کر سکتے ہیں۔ ملا صاحب نے
کہا تھا کہ اُنکو ہمیشہ الہام ہوتا ہے اور وہ ہر ایک امر الہام سے کرتے ہیں
جسٹس مارٹن نے یہ سوال کیا کہ بمبئی میں جو دو ملکیتیں ہیں (۱) ایک
مریم بائی صاحبہ (۲) موقوفہ وزیر بائی صاحبہ اُنکے خط و قبالہ میں
کے پیشرو ملا عبد اللہ بدر الدین صاحب ٹرسٹی کروائے گئے تھے اور اُن
اُن کے دستخط موجود ہیں اسی طرح اپریل سنہ ۱۹۱۸ء میں آپ نے بھی
کیے ہیں اور آپ بھی ٹرسٹی مقرر ہوئے ہیں اس سے پایا جاتا ہے کہ
قوم کے اوقاف ملکیت مسجد۔ قبر۔ دعوت فنڈ۔ گولک وغیرہ کے آپ ٹرسٹی
مالک کیسے ہو سکتے ہیں اسپر ملا صاحب نے جواب دیا کہ میں نے وہ خط و قبالہ
پڑھا تھا کیونکہ وہ انگریزی میں لکھا ہوا تھا اور نہ وکیل نے پڑھکر سنایا تھا
مارٹن صاحب نے کہا کہ آپ داعی مطلق ہیں اور بقول آپ کے آپ کو
سے براہ راست تعلق ہے اور آپ ہر اک کام الہام سے کرتے ہیں تو کیا دستخط

ملا برہان الدین صاحب نے تحریری یہ جواب دیا کہ یہ فنڈ میرے فائدے کے لئے نہین ہے اور اس فنڈ سے مجھکو کوئی تعلق بھی نہین ہے اسی طرح اس فنڈ کے ٹرسٹیون نے بھی یہی بچاؤ کیا کہ یہ داؤدی بوہرہ فنڈ ملا برہان الدین صاحب کے قرض ادا کرنیکے لیے نہین کیا گیا ہو اور اس فنڈ مین اُنکا کوئی حق نہین ہے۔
مقدمۂ مذکورۂ بالا مین جب مدعی ناکامیاب ہوا تو اُسنے ملا صاحب کے نئے مکان پر قرقی کا حکم چاہا اسکے جواب مین ملا برہان الدین صاحب نے یہ تحریری بچاؤ کیا کہ یہ مکان میرا نہین ہے یہ تو میرے دو صغیر لڑکون کا ہے۔
مدعی کو مجبورًا نیا مقدمہ سنہ ۱۹۱۰ء مین اس مضمون کا دائر کرنا پڑا کہ ان دونون صغیر لڑکون کی ملکیت کے مالک ملا صاحب ہین۔ ملا صاحب نے جواب دیا کہ مین اپنے دونون صغیر لڑکون (طیب بھائی اور طاہر بھائی یعنی موجودہ ملا صاحب) کی ملکیت کا مالک نہین ہون اور میرا اور دعوت کی گادی کا اُنپر کوئی حق نہین ہے اور یہ ملکیت اُنھون نے اپنے ذاتی روپیون سے خریدی ہے وہ اس طرح کہ مین داعی ہون اور یہ میرے فرزند ہین جس وقت مین کہین اپنے مرید کے یہان کھانے جاتا ہون تو ان کو بھی ساتھ لیجاتا ہون وہان انکو جو کچھ نذرانہ ملتا ہے اُس سے اُنھون نے یہ ملکیت خریدی ہے جس وقت یہ کاغذ جسٹس مارٹن نے پڑھے تو نہایت ہی تعجب کے ساتھ کہا کہ ملا طاہر سیف الدین تو خوب ہوشیار ہین وہان جب مکان جانے کی نوبت آئی تو یہ کہدیا کہ داعی کا اور دعوت کی گادی کا ہم پر کوئی حق نہین اور جب خود داعی ہوے تو بوہرون کی جان مال کی ملکیت کے مالک بنتے ہین اخبارات بمبئی مین یہ بیان بڑی تفصیل سے لکھے گئے ہین۔
بلکہ ۲۱ نومبر سنہ ۱۹۲۱ء کے اخبار دبدبۂ سکندری جلد ۵۸ مین تو یہان تک مرقوم ہے کہ سنہ ۱۹۱۰ء مین ملا برہان الدین صاحب پر مبلغ ۵۰۰۰۴ ہزار کی ڈگری ہوئی تھی اُسکی وصولی کے لئے مدعا علیہ نے ملا برہان الدین صاحب کو جیلخانہ بھیجنے کے لئے تجویز کی تھی اور وارنٹ نکالا تھا مگر کورٹ نے محض وارنٹ کو

[ملتوی کر] دیا جب کہ مدعی اور مدعا علیہ کے درمیان یہ معاہدہ ہو چکا تھا کہ جیلخانے [سے] بھیجو نگا قسط سے روپیہ وصول کرونگا۔ مذکور مدعی عبد الطیب شالچ اور [دوسرے] افراد تھے جو فرقۂ بواہر سے تھے اور ملا برہان الدین صاحب اُسوقت داعی تھے اور وہ شخص مرید تھے۔

ایک سنسنی پیدا کرنے والا انکشاف

[ملا] عید کے نام سے ایک مثنوی چھپی ہے اُس مین یہ چند شعر مندرج ہین۔

جا کر سیف سے پوچھے کوئی	نجم الدین پہ کس نے نص کی
داعی چار جو گذرے پہلے	وہ ہرگز منصوص نہ تھے
داعی اُن کے بعد ہے تم	دعوت کا اسباب ہوا گم
نص ہی ثابت نہین ہے تم پر	داعی تم کو مانین کیون کر

کتاب ضوء نور الحق المبین مصنفہ ملا طاہر سیف الدین صاحب شیخ البواہر

اس کتاب کے بعض مضامین مولوی ولی محمد اسماعیل سریا وہ ساکن ریاست جونا گڈھ علاقہ کاٹھیاواڑ نے اہلِ سنت وجماعت اور امامیہ کو اشتعال دلانے کے لیے شائع کرائے جس سے داعی صاحب کی نسبت اُردو کے بہت سے اخبارون مین وہ مضامین نکلے جو اُن کی شان کے خلاف تھے۔ اور فتوی نگاران اہل سنت و جماعت و اثنا عشریہ نے اپنی تحریرون مین اُنکو ایسے سخت و درشت الفاظ سے یاد کیا ہے کہ ہمین تو بحیثیت نقل بھی اُنکا اعادہ یہان مناسب نہین معلوم ہوتا اس مین شبہ نہین کہ ملا صاحب نے جعفریہ بوہرون کے سرغنہ ملا جعفر نہروانی اور سلیمانیہ بوہرون کے پیشوا ملا سلیمان اور فرقۂ علویہ کے مقتدا علی بن ابراہیم اور ملا عبد الحسین ناگپوری وغیرہ کو ایسے الفاظ سے یاد کیا ہے جو اکابر کے لیے

نازیبا ذرائع خدا جانے کب کے گڑے مُردے اکھیڑ کر آتش نفاق کو خوب بھڑکایا ہے
ان لوگوں کو ابلیس کا مصاحب گمراہ - گمراہ کرنے والا - شیطان - رحمت خدا سے
ناامید - دشمن آل محمد - فتنہ پرداز - مدعی - عدو اللہ - کافر - راندۂ بارگاہ
بیمار دل - وادی ہلاکت وضلالت میں سرگردان - پریشان - مفتری - ظالم
کاذب - اندھی اور بہری جماعت کا سردار - کذاب - مدعی وحی - نکما شیطان
کہ جو عالموں کے بھیس میں لوگوں کو نظر آیا اور بڑے علمائے راشدین کو قتل
ڈالا - شیطان وقت - مرتد - مارق - فاسق - وغیرہ وغیرہ بتا کر کہا ہے کہ یہ اور
انکے متبعین سب کے سب جہنم کے ایندھن ہیں - باقی مطالب اس میں وہ ہیں
جو اُن کی خاص قوم سے تعلق رکھتے ہیں اسی لیے اُنھوں نے کتاب کے آخر میں
یہ عبارت لکھدی ہے هذه مخصوصة للفرقة الداؤدية پس یہ کتاب زود
نہیں ہوئی صرف ملا صاحب کے مریدوں میں تقسیم ہوئی علم ادب کے لحاظ سے
یہ ایک بہترین کتاب کہی جا سکتی ہے - نمونے کے طور پر تھوڑا سا بیان اصل کتاب
سے نقل کرکے میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ ملا صاحب بوہروں کو کس بات کی
نصیحت کس نہج پر کرتے ہیں -

ونذكر ههنا فصلاً جاء عن بعض العلماء الموحدين في الرسالة النجم الثاقب
للمهتدين والعذاب الواتب للمعتدين اعلى الله قدسه في عرفات الخلد
(ومثيل المومنين) واخواني المحسنين الموفين بعهد الله وايمانهم والموكدين
كتابهم بايمانهم - اعلموا احسن الله توفيقكم وسددكم على الهدى طريقكم
ان اول المعارف في الدين توحيد رب العالمين وانه منتهى طاعة العابدين
وغاية خشية المتقدمين وعباده وملائكته المقربين وانه هو الذي دعا
اليه كل قائم من الانام وادعاه كل فرقة من فرق الاسلام ولا نعلم احدا
يقول بغير التوحيد مقالا لفظه او معتقد السرة وعلانيته وهم لتشبه
غير موفين ولحقوقه غير مؤدين فلا يغني توحيدهم عنهم فتيلا ولا نقيرا

الا غير طائفة اهل الحق سبيلا - وذلك ان توحيد العبد للمعبود
لا يكون الا بمعرفة ما بينه وبينه من الحدود فالمسلمون الذين يشهدون
بكلمة الاخلاص وهم كافة اهل الجماعة والسنة - وكلمة الاخلاص هي
التي قال فيها رسول الله صلى الله عليه وآله انه من قالها مخلصاً دخل
الجنة وهي لا تقبل منهم وترد عليهم لانهم لم يقروا الا بالرسول وحده
وانكروا مرتبة الوصي الذي هو اول الحدود بعده ولو كان اقرار الرسول
دون اقرار الوصي صادق القول كانت الشهادة لله كافية دون الشهادة
للرسول وابى الله ان يقبل ممن اخل بحد من الحدود شهادة او يرفع
له عملا او يشكر له عبادة بل لا يقبل شهادة لا اعلى منهم دون شهادة
الادنى ولا ينفعها اقراره للاول اذا جحد للاخرى مقامه الاسنى - لانه
حبل الله الذي طرف منه بيد الله وطرف منه بيد العباد - وانه لا نجاة
لاحد دون معرفة عاليهم ودانيهم في المعاد قال الله تعالى واعتصموا
بحبل الله جميعا واذا عرفتم هذا بالوجيز من المقالة - لان الرسالة لا
تحتمل الاطالة فنقول ان الحبل الذي ندبكم الله الى الاعتصام به احد
طرفيه بايديكم هو اخوكم واقل عبيد امامكم الذي يدعوكم اليه ويهديكم
والطرف الاخر الذي بيد الله هو منتهى حد ودعا لم النفس وهو رسول
ربكم المؤيد بروح القدس الحال من عالم الدين محل الشمس وان امام
زمانكم محله من الدين محل الرسول - فهو في وقته منتهى حدود عالم
الطبيعة ومطرح اشعة عالم العقول فمن زعم ان معرفته لنبيه او وصيه
او امام زمانه تكفيه دون معرفة داعيه او انه ضل عن قصد
السبيل وباء من عذاب الوبيل وكانت شهادة لله غير مقبولة لان
اسبابه بجميع الحدود غير موصولة -

ترجمہ عبارت مذکورۂ بالا کا تھوڑی سی توضیح کے ساتھ یوں ہے -

اور ذکر کرتے ہین ہم ایک فصل کو کہ آئی ہے بعض علماے موحدین سے رسالۂ انجواء
للمهتدین والعذاب لوا شب لله للمعتدین مین بلند کرے خداے تعالیٰ اُس عالم کی
مخلدین کی غرفات مین ۔ اے گروہ مومنین وبرادران نیکوکار ادا کرنے والے خدا
عہد وقسم کو کہ دیجائیگی اُنکی کتاب (نامۂ اعمال) اُنکے سیدھے جانب سے ۔ جانو
بہتر کرے خدا تمھاری توفیق اور کھولدے ہدایت پر تمھارا راستہ کہ تحقیق معارف
شروع رب العالمین کی توحید ہے اور وہ عابدون کی طاعت کی انتہا ہے اور متقیون
کے خوف کی غایت ہے اور ملائکہ مقربین کی عبادت ہے اور تحقیق بات یہ ہے اور
وہی ہے وہ شے کہ دعوت کی اُسکی طرف ہر قائم نے اور دعوی کیا اُسی کا ہر فرقۂ
اسلام نے اور نہین جانتے ہم کسی ایک کو کہ کہے بغیر توحید کے کوئی قول اپنی نجات
کے لئے با اعتقاد رکھے اپنے ظاہر وباطن کے لئے اور وہ اُسکی شرائط کے وفا کرنیوالے
نہین ہین اور نہ اُسکے حقوق کے ادا کرنے والے ہین پس نہ فائدہ پہونچائیگی اُن کو
اُن کی توحید اور نہ ہدایت اسکی طرف سواے اہل حق کے گروہ کے (یعنی توحید کا
راستہ صرف ایک ہی جماعت اہل الحق کو ملا ہے اور وہ داؤدی بوہرے ہین ۔ آگے
ملا صاحب اس بات کا بیان کرتے ہین کہ دوسرے فرقہاے اسلام کو انکی توحید ذرہ بھر
کام نہ آنے کی وجہ یہ ہے کہ) نہین ہوتی بندے کی توحید اپنے معبود کے لیے بغیر معرفت
اُن حدود کے جو اُسکے اور اُسکے درمیان ہین پس مسلمان کہ شہادت دیتے ہین
کلمۂ اخلاص کی اور وہ اہل سنت وجماعت ہین اور کلمۂ اخلاص وہ ہے کہ فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکی بابت کہ جو اُسے اخلاص کے ساتھ کہیگا وہ جنت مین
داخل ہوگا اور وہ کلمۂ اخلاص اُنسے نہین قبول کیا جائیگا بلکہ اُنپر واپس کیا جاے گا
کیونکہ اُنھون نے صرف رسول کو مانا ہے اور وصی رسول (یعنی امیر المؤمنین علی)
کے مرتبے کا انکار کرتے ہین جو پہلی حد ہے رسول کے بعد اور اگر ہوتا اقرار رسول بدون
اقرار وصی کے لائق قبول تو ضرور کافی ہوتی شہادت خدا بدون شہادت رسول کے
حالانکہ انکار کیا ہے خدا نے اس سے کہ قبول کرے شہادت کو اُس شخص سے جس نے

اور بھی ہو داہو کسی حد کو جملہ حدود سے یا بلند کرے اُسکے لئے کوئی عمل یا اُسکی کوئی عبادت
قبول و پسند فرمائے ۔ بلکہ نہین مقبول ہوتی بندون سے شہادت اعلیٰ بدون شہادت
اولی کے اور نہین نفع پہونچاتا اُسکا اقرار کرنا حد اول کا جبکہ انکار کرتا ہے حد آخر
امام علی کا کیونکہ یہ خدا کی رسی ہے کہ ایک سرا اُسکا خدا کے ہاتھ مین ہے اور ایک
دوسرا بندون کے ہاتھ مین ہے ۔ اور حقیقت مین نہین ہے نجات کسی ایک کے لئے
بدون معرفت اعلیٰ وادنیٰ کے ۔ فرمایا خداے تعالیٰ نے کہ پکڑے رہو خدا کی رسی
مضبوطی سے اور جبکہ جان لیا اس امر کو اختصار کے ساتھ کیونکہ یہ رسالہ طوالت کا متحمل نہین
اس لئے ہین ہم کہ تحقیق خدا کی وہ رسی کہ خدا نے اُسکے پکڑے رہنے کا حکم دیا اسکا ایک
سرا تمھارے ہاتھ مین ہے اور وہ سرا ہین تمھارا بھائی اور تمھارے امام کا (جسکی طرف
ان تکو دعوت کرتا ہون) کمترین بندہ ہون اور دوسرا سرا جو خدا کے ہاتھ مین ہے
وہ منتہاے حدود عالم نفس ہے اور وہ تمھارے رب کا رسول ہے (جو روح القدس
کے ساتھ مدد دیا گیا ہے جسکا محل عالم دین مین آفتاب کا محل ہے) اور نیز امام وقت بھی
جس کا محل دین مین محل رسول ہے (یعنی رسول کا قائم مقام ہے) پس وہ امام
اپنے وقت مین منتہاے حدود عالم الطبیعۃ ہے اور عالم عقول کی شعاعون کے جذب
ہونے کا مقام ہے اب جو کوئی یہ خیال کرے کہ نبی اکرم کی معرفت یا وصی (حضرت علی)
یا امام وقت کی معرفت دائی وقت کی معرفت کے بغیر اُسکو کافی ہے تو وہ شخص سیدھے
رستے سے بھٹک گیا ہے اور اُسنے عذاب سخت کو اُٹھایا ۔ اور اسکا خدا کے لئے گواہی
دینا نامقبول ہوا کیونکہ اُسکے اسباب تمام حدود سے غیر موصول ہین ۔

مذکورۂ بالا عبارت کا ایک مقام سنیون سے متعلق ہے اور دوسرا شیعہ غیر داؤدیہ
سے پہلے مقام مین اجمالاً تمام مسلمانون کی توحید کو باستثناے اپنی جماعت کے شرائط
وحقوق توحید کے ادا اور وفا نکرنے سے بالکل غیر نافع قرار دیا ہے اور سبب اُسکا
عبد ومعبود کے درمیانی حدود کی عدم معرفت بتا کر تعریفاً اور تخصیصاً سنیون کے
کلمے کو غیر مقبول ومردود قرار دیا گیا ہے اور دوسرے مقام مین بالتخصیص غیر عارف

شیعون سے تعرض کیا گیا ہے اور اُن کے لیے فقط نبی و وصی نبی و امام زمان کی معرفت
بغیر معرفت داعی وقت غیر کافی جان کر انھین گمراہ اور مستحق عذاب سخت اور غیر
مقبول الشہادت بنایا گیا ہے۔

عبارت کتاب سے یہ نہ معلوم ہوا کہ جناب مصنف رسالۂ مذکور کے نزدیک کن شرائط
کے ادا اور وفا کرنے سے توحید سی عادتہ النفع شے بالکل بیکار ہو جاتی ہے اور
کونسی شرائط ہین جنکو مصنف موصوف کے متبع (جنکو انھون نے طائفہ اہل حق
سے تعبیر کیا ہے) ادا اور وفا کر رہے ہین اور وہ عبد و معبود کی درمیانی حدود کیا ہین
جنکی معرفت کے بغیر توحید کامل نہین ہوتی ممکن ہے کہ انکا ایک سچا ارادت مند
سیاق عبارت کو دیکھکر کہہ سکے کہ حضور کا یہ سکوت حضور کے انکسار پر محمول ہے
اور مراد ان شرائط و حدود سے خود حضور ہی کی ذات فیض آیات ہے کیونکہ جب
سنیون کا کلمہ فقط اس وجہ سے غیر مقبول و مردود ہے کہ وہ توحید کے بعد اکیلی رسالت
ہی کے مقر ہین اور شیعہ اس لیے ان ناسزا کلمات کے مستحق ہین کہ وہ معرفت نبی
و وصی اور امام زمانہ کے بعد داعی وقت کی معرفت نہین رکھتے تو یہ امر صاف
واضح ہوا جاتا ہے کہ مراد ان شرائط و حدود سے خود حضرت ہی کی ذات ہے حالانکہ
یہ ایک ایسا تحکم ہے جسکو بجز انکے متبعون کے دوسری قوم اور دوسرا فرقہ گوارا نہین کر سکتا
کہتے تو یہ ہین اقل عبید اما مکمہ یہ ایک سیدھی سادی بات ہے لوگ سمجھین گے کہ
امام زمانہ جو اہل بیت سے ہین انکے ساتھ کسقدر خوش اعتقادی و نیاز مندی اس شخص
کو ہے لیکن اس نیاز مندی مین بھی اپنا جوہر دکھا گئے ایک تنی ہوئی رسی کے
ایک طرف خدا ہے اور دوسری طرف داعی صاحب ہین نبی و وصی و امام زمان بیچ
بیچ مین ہین گویا احاطہ کرنے والون مین صرف دو ہین ایک خدا اور دوسرے
داعی صاحب۔ لیکن اس خود غرضی کا کیا کیا جاے کہ دین اسلام کا ہر فرقہ آپس مین
کٹا مرتا ہے اور ایک دوسرے کی تکفیر کو اپنا نصب العین بنائے ہوے ہے اور ہر ایک
دوسرے کے معتقدون پر لعنت بھیجکر آتش نفاق کو خوب بھڑکا رہا ہے اپنے گروہ کو

اسی اور مخالفین کو ناری بتاتا ہے اور اتحاد اسلامی کے فوائد کو جو پیغمبر اسلام
کی تعلیم کا نچوڑ ہے ذہن مین نہین آنے دیتا اسی اصول کی بنا پر داؤد بوہرون
کے ملا صاحب نے بھی اپنے پیروون سے خطاب کیا ہے۔ اور یہی مسلمانون کے
ایسے الزامات ناخنون سے گوشت جدا کرنے اور احیا و اموات دونون کو مستحق شتم
اور وہ اسمین کامیاب ہو رہے ہین اور اسلام کا بول بالا کرنے کے عوض اسقدر پست
کیا جا رہا ہے کہ اس بول کے بولنے والے اور اس کلمے کے کہنے والے بالکل اسلام
ہی سے خارج کیے جا رہے ہین اور انھین مشرک و کافر تک بنائے ہین تامل نہین
کیا جاتا حالانکہ کلمہ گویون کی تکفیر تا وقتیکہ وہ کھلم کھلا دین کے منکر نہون
بالاتفاق جائز نہین۔

خوجے

وہ در اصل ہندو ہین اور اب تک انکی ایک تعداد سوامی نراین پنتھ کی پیرو ہے جو
مسلمان ہو گئے ہین اُن مین تین فرقے ہین (۱) اسماعیلی (۲) سُنی
(۳) اثنا عشری۔ جو فرقہ تعداد مین سب سے بڑا ہے اسماعیلی ہے۔ سوامی نراین
پنتھیون کی تعداد بہت قلیل ہے اور ریاست بھاونگر کے قصبہ گڈھڑا مین ایک دو مکان
انکے پائے جاتے ہین۔ ایک دفعہ ان مین سے ایک شخص مر گیا چونکہ وہ آسودہ حال تھا
اور اسنے مندر مین کچھ روپیہ بھی دیا تھا اسلیے سوامی نراین پنتھ والون نے اسکی
آخری کریا کی مگر ایک دوسرے خوجے کے مرنے پر انھون نے لاش اُٹھانے سے انکار
کیا ریاست کے متعلقین اثنا عشری خوجون سے مستدعی ہوئے کہ وہ جنازہ اُٹھائین
اثنا عشری خوجون نے اس شرط پر جنازہ اُٹھایا اور اپنے قبرستان مین میت کو دفن
کیا کہ آیندہ سوامی نراین خوجے اثنا عشری مذہب رکھین گے اس واقعے سے پہلے بھی
سوامی نراین خوجے ختنہ کرواتے تھے اور اب بھی کرواتے ہین۔ مسلمانون کے ساتھ بیٹھکر
ایک ہی دسترخوان بلکہ ایک ہی برتن مین کھانا کھانے مین بھی انھین کوئی عذر نہین۔
البتہ وہ گوشت سے پرہیز کرتے ہین مگر گوشت خوارون سے کوئی نفرت نہین رکھتے۔

اسماعیلی خوجے

یہ فرقہ امامی اسماعیلی بھی کہلاتا ہے اور بمبئی و مدراس وغیرہ میں پھیلا ہوا ہے خاصکر کاٹھیاواڑ کے جزیرہ نما میں زیادہ رہتا ہے اور انھون نے اپنی تجارتی نوآبادیان افریقہ کے مشرقی کنارے پر قائم کی ہین۔ نو دس سال قبل بمبئی کے خوجون میں ہزار ہا اہلسنت جماعت لوگون کے سوا باقی تمام خوجے آغاخانی تھے اور ہزہائنس آغاخان کو حاضر امام اور اپنا پیشوائے مذہب تسلیم کرتے تھے مگر فروری ۱۹۱۰ء سے آغاخانی جماعت کے دو حصے ہوگئے ہین ایک وہ جو آغاخانی یعنی امامی اسماعیلی ہین اور دوسرے وہ ہین جو اثنا عشری مذہب رکھتے ہین آخر الذکر جماعت نے اپنی ایک بڑی مسجد۔ امام باڑہ اور مدرسہ تعمیر کر لیا ہے اور ان کی جماعت میں پانچہزار سے زیادہ نفوس ہین اور ان لوگون مین متمول اور تعلیم یافتہ لوگ بکثرت دکھائی دیتے ہین۔

پریچنگ آف اسلام مولفہ آرنلڈ کے صفحہ ۲۲۵ مین مذکور ہے کہ پیر صدر الدین آج سے چار سو برس پہلے ہندوستان مین آئے تھے اور اسماعیلی مذہب رکھتے تھے اُنھون نے اپنا ایک ہندو نام رکھا تھا اور ہندوون کے مذہب کی مناسبت سے اُنھون نے ایک کتاب بنائی تھی جسکا نام اُنھون نے دسا اوتار (دس اوتار) رکھا تھا اور اُس کتاب مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دسوان اوتار مانا تھا خوجون نے اُس کتاب کو ابتدا ہی سے بطور آسمانی کتاب کے مانا اور مرنے کے وقت وہ کتاب ہمیشہ برکت کے لئے پڑھی جاتی ہے اور اسی طرح بہت سے دستورات مین اسکو پڑھتے ہین اُس کتاب مین اُنھون نے برہما تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور وشنو حضرت علی کو اور حضرت آدم کو شیو بنایا سب سے پہلے پیر صدر الدین کے مرید علاے سندھ کے گانون اور قصبون مین ہوئے اور اُنھون نے کچھ مین جاکے سلام پھیلایا اور وہان سے اُنکے اصول جنوب کی طرف گجرات اور بمبئی تک

پہنچ گئے پیر صدر الدین پہلے اسلامی مشنری نہین ہین جو ہندوستان مین آئے بلکہ اُن سے ایک صدی پہلے اسماعیلیون مین سے ایک شخص الموت سے بھیجا گیا تھا اور یہ گجرات مین پہونچا وہان سدھ راج کی حکومت تھی اس اسماعیلی نے اپنا ہندو نام رکھا اور مسلمانون سے کہا میرا اصلی نام سعادت ہے اس شخص نے کُن بی۔ کہار اور کوری ادنی قسم کے ہندوون کو مسلمان کیا۔ مگر ہم جو آگے چلکر ایک مقدمے کے کاغذات سے کے حالات پر مزید روشنی ڈالین گے اُن سے یہ ثابت ہوگا کہ ہندوستان مین سب سے پہلے خوجون کے اسماعیلی بنانے کے لیے پیر صدر الدین ہی آئے تھے اور یہ مضمون خود سلطان محمد شاہ آغاخان کے بیان سے ماخوذ ہوگا۔

سائکلو پیڈیا آف انڈیا کی دوسری جلد کے صفحہ ۱۳۵ مین حالات حیدرآباد کے ضمن مین لکھا ہے کہ خوجون کو ایران مین ہلاکو خان نے مارا تو وہ اُس وقت بھاگ کر ہندوستان مین آئے اور امپیریل گزیٹیر آف انڈیا تالیف ہنٹر جلد سوم صفحہ ۵۲ مطبوعہ ۱۸۸۶ء مین لکھا ہے کہ خوجے ہندوون سے ایمان لائے ہین اور اُن لوگون نے آغاخان کو اسماعیلی خاندان کا امام اور اپنا روحانی پیشوا تسلیم کیا ہے اور آغاخان گویا اساسین کے جبکی اصل حشیشین ہے اور یہ حسن صباح حمیری کا گروہ ہے قائم مقام سمجھے جاتے ہین اس فقرے سے کہ آغاخان گویا حشاشین کے قائم مقام سمجھے جاتے ہین یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آغاخان خاندان نزاریہ مین سے ہین نہ مستعلویہ مین سے یہی وجہ ہے کہ بوہرے جو مستعلویہ کی روش پر ہین آغاخان کی امامت کے منکر ہین اور بوہرون کے بڑے ملاجی جن کا مقام سورت مین ہے اور آغاخان مین یہ فرق ہے کہ آغاخان خود اسماعیلی نسل مین ہونے کی وجہ سے اپنے متبعون کے نزدیک امام ہین اور بوہرون کے ملاجی داعی ہین امام نہین پریچنگ آف اسلام اور سائکلوپیڈیا کا حاصل مطلب بھی یہ ہے کہ خوجے نزاریہ کے سلسلے مین داخل ہین کیونکہ الموت مین یہی خاندان حکومت کرتا تھا اور چنگیز خانیون کے ہاتھ سے اسی خاندان کی سلطنت برباد ہوئی خاندان نزاریہ کا آخری فرمان روا امام رکن الدین ۶۵۴ھ ہجری مین مسند نشین ہوا

اور وہ ایک سال بھی حکومت و امامت نکرنے پایا تھا کہ چنگیز خان کے پوتے ہلاکو خان
نے اُسے گرفتار کر کے ہزاروں ملاحدہ کو بے تیغ کیا اور پھر اُسکے بعد بغداد کی طرف توجہ کی
خلفائے بغداد اور والیان الموت کی بربادی کا ایک زمانہ ہے اور ۵۶۷ھ ہجری میں
سلاطین اسماعیلیہ مصر کا خاتمہ سلطان نور الدین والی موصل و دمشق کے ہاتھ سے
ہو چکا تھا قیاس یہ چاہتا ہے کہ ریاست الموت کی بربادی کے بعد آغا خان کے اجداد
نے مشرقی حصہ ایران میں سکونت اختیار کی مگر صحیفۂ زرّین کے بیان سے جو آغا خان
سلطان محمد شاہ آغا خان کی واقفیت کے ساتھ لکھا گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ جب
سلاطین اسماعیلیہ کی حکومت کا مصر میں زوال آیا تو آغا خان کے اجداد مشرقی حصہ
ایران میں آباد ہو گئے اس پچھلی روایت سے یہ نتیجہ مترتب ہوتا ہے کہ آغا خان
ائمہ الموت کے جانشین و یادگار نہیں لیکن مشہور یہی ہے کہ آغا خان کا خاندان اسماعیلیہ
الموت سے ہے اور فرقۂ نزاریہ سے جو مستنصر کے بعد نزار کی امامت کا معتقد ہے جدا نہیں ہے
کیونکہ کتب و دلائل سے جنکی تفصیل اوپر ہو چکی یہ بات ثابت ہے کہ خوجوں کے عقائد
کی لڑی اسماعیلیہ الموت کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور آغا خان ائمہ الموت کے قائم مقام ہیں
بہر صورت ایران میں سکونت اختیار کرنے کے بعد عرصۂ دراز تک آغا خان کے اسلاف
کے خاندان کے تاریخی حالات کا پتا نہیں لگتا انمیں جو پچھلا شخص نامور ہوا وہ مرزا ابو الحسن خان
قمی کے نام سے مشہور ہے یہ شخص سلاطین زندیہ کے عہد سے آغا محمد شاہ کے سلطنت ایران
حاصل کر لینے تک کرمان کا حاکم رہا مرزا ابو الحسن کے انتقال کے بعد اُن کے فرزند
شاہ خلیل اللہ نامی محلات قم میں رہنے لگے اسلیے محلاتی مشہور ہوے شاہ
خلیل اللہ اسماعیل بن امام جعفر صادقؑ کی اولاد میں ہونے کی وجہ سے فرقۂ اسماعیلیہ میں
نہایت واجب التعظیم اور امام سمجھے جاتے تھے شاہ خلیل اللہ اسماعیلی کے پاس اسماعیلیہ
فرقے کے ہزاروں آدمی ایران توران بلکہ ہندوستان تک کے آتے اور زکوٰۃ بہ شاہ
پہونچاتے تھے یہ اعلیٰ درجے کے امیرانہ ٹھاٹھ سے رہتے تھے پھر شاہ خلیل اللہ یزد کو
چلے گئے وہاں دو برس رہنے پائے تھے کہ اتفاق سے ایک دن انکے کارندوں

[illegible] سے ایک دوکاندار کا جھگڑا ہو گیا اُسنے نواب مرزا جعفر صدر الممالک سے
شکایت کی نواب نے شاہ خلیل اللہ کے آدمیوں کو سزا کے لئے طلب کیا وہ شاہ خلیل اللہ
کی حویلی میں چھپ گئے مرزا جعفر نے اُن کی گرفتاری میں اصرار کیا شاہ صاحب نے
اُن کو نواب کے نوکروں کے حوالے کرنے سے انکار کیا ملا حسین یزدی نواب کا ایک
مصاحب بہت سی سپاہ اور عوام کا ہجوم لیکر شاہ خلیل اللہ کی حویلی پر چڑھ گیا اسماعیلیوں
نے حویلی کے کواڑ بند کر کے اُس میں سے مقابلہ کرنا شروع کیا ملا حسین کے آدمی دیوار
توڑ کر اندر گھس گئے شاہ خلیل اللہ اور بہت سے اسماعیلیہ مارے گئے حاجی محمد زمان خان
حاکم یزد نے مفسدوں کو گرفتار کر کے فتح علی شاہ قاچار والی ایران کے حضور میں
رپورٹ کی وہاں سے حکم آیا کہ ملا حسین یزدی اور نواب مرزا جعفر کو مع تمام مفسدوں
کے حضور میں بھیجو بڑی سفارش کے بعد مرزا جعفر تو جرمانے میں بہت سا روپیہ ادا کر کے
رہا ہوا ملا حسین کو جسمانی سزا اور بہت ذلت پہونچائی گئی اور شاہ خلیل اللہ کا قصاص
کسی پر اسلیے عائد نہوا کہ ہنگامہ میں بلوائیوں یا کسی خاص شخص پر اُن کے خون کا جرم
ثابت نہوا اور بادشاہ نے اُنکے بیٹے حسین الحسینی (حسن علی شاہ) کی بہت خاطر
داشتی کی اور اُن کی تربیت اور تقویت کی غرض سے اُن کے ساتھ اپنی بیٹی کا
نکاح کر دیا فتح علی شاہ کی وفات کے بعد محمد شاہ کے جانشین ہونے میں جھگڑا پیدا
ہوا اُسوقت حسن علی شاہ کرمان کا غدر فرو کرنے کے لیے بھیجے گئے اور اس بلوے کی
سرکوبی میں کامیاب ہوے اس صلے میں انکو صوبۂ مذکورہ کا عہدۂ گورنری تفویض ہوا
اور دو برس کے قریب اس عہدے پر رہے پھر محمد شاہ نے اُن کو وہاں سے علیحدہ
کر کے اپنے پاس بُلا لیا یہ بادشاہ کے حضور میں تو نہ گئے قلعۂ بم میں متحصن ہو گئے نواب
فیروز مرزا گورنر فارس کی سفارش سے انکا قصور معاف ہوا اور محلات کے حاکم
مقرر کیے گئے حسن علی شاہ کے پاس چونکہ دولت و ثروت اور معتقدوں کی کثرت تھی
اس لیے سلطنت کی طرف سے ان کے خیالات اچھے نہیں رہتے تھے ۱۲۵۵ ہجری میں
محمد شاہ نے اثنائے سفر عراق میں بخشی علی خان کو شاہزادہ فرخ سیر مرزا والی ہمدان کی

گرفتاری کے لیے بھیجا حسن علی شاہ کو یہ توہم ہوا کہ میری گرفتاری کے لئے مامور کیا
گیا ہے اسلئے کوہستان نراق مین چلے گئے حسن علی شاہ کے باپ کے وقت کے اور
خود انکے زمانے کے بھی بہت سے آدمی ان کے مرید کرمان مین تھے اور اُس ملک مین
انکی شجاعت وسخاوت کی بڑی دھوم تھی کرمان مین تمام اسماعیلیہ ان کی جان نثاری
کو موجود تھے حیدرآباد سندھ اور بندر عباس مین بھی انکے بہت سے ماننے والے تھے
حسن علی شاہ نے اپنی سواریان محلات سے اُٹھا کر عتبات عالیات کی طرف روانہ
کردین اور اپنے لئے بھی مکہ معظمہ کی روانگی کا حکم حاصل کیا پھر جعلی احکام سلطنت کی
جانب سے اس مضمون کے تیار کرکے کہ کرمان کی حکومت حسن علی شاہ کو دی گئی اپنے دوستون
کے پاس بھیجدئے اور اپنی طرف سے انکو لکھا کہ رعایا کو میری اطاعت اور دوستی کی طرف
مائل کیا جائے اور خود بندر عباس کی راہ سے طائف اور نجد کے بندرگاہون کو عبور
کرکے کرمان پہونچنے کا تہیہ کیا جب یہ خبر شاہی حکام کو ہوئی تو بہمن مرزا بہاء الدولہ حاکم
یزد اور فضل علی خان حاکم کرمان کے نام حسن علی شاہ کی گرفتاری کے لیے احکام صادر
ہوئے حسن علی شاہ یزد پہونچے تو حاکم یزد دو توپین اور فوج لیکر بڑھا اور مقام مہریز مین
حسن علی شاہ کو روک لیا اچھی طرح جنگ نہونے پائی تھی کہ رات ہوجانے کی وجہ سے
حسن علی شاہ وہان سے آگے کو نکل گئے اور شہر بابک مین پہونچکر تمام افسران کرمان کو
اپنی تشریف آوری کے احکام لکھے کرمان مین ایک بڑا آدمی مرجع خلائق رہتا تھا اُس کو
لکھا کہ مین بیت اللہ کی زیارت کے ارادے سے مکہ معظمہ کو جا رہا تھا کہ راستے مین بادشاہ
کی طرف سے کرمان کی حکومت کی سند مجھکو پہونچی اس لیے مین کرمان کو آتا ہون آپ میرے
استقبال کی تیاری کرین حسن علی شاہ کے دادا مدتون کرمان مین حاکم رہ چکے تھے
اور خاندان عطاراللہی اور خراسانی آدمی ان سے بہت عقیدت رکھتے تھے اسلئے تین چار
ہزار آدمیون نے ان کے استقبال کی تیاری کی کہ اسی عرصہ مین فضل علی خان حاکم
کرمان کے پاس سلطنت کی طرف سے یہ حکم جا پہونچا کہ حسن علی شاہ وہان آئین تو انھین
گرفتار کرلینا چاہیے حسن علی شاہ نے اول شہر بابک کو فتح کیا اور یہان سے بہت کچھ زر

حاصل کرکے کرمان کی طرف بڑھے اور اپنے بھائی محمد باقر خان کو سیرجان پر قبضہ
کرنے کے لیے روانہ کیا باقر خان زید آباد تک پہونچنے پایا تھا کہ فضل علی خان حاکم
کرمان نے یورش کرکے اُسکو گھیر لیا حسن علی شاہ مدد کو پہونچے اور بہت سے کشت وخون
کے بعد حسن علی شاہ کو شکست ہوئی میدان جنگ سے بھاگ گئے پھر حسن علی شاہ نے
فوج جمع کرکے اسفندقہ کا قصد کیا اور اُسپر قبضہ کرکے بہت سی رسد جمع کرلی اور اہل کے
اس رودبار اور بلوچستان کے آدمی کثرت سے جمع تھے فضل علی خان نے دو توپین
اور فوج لیکر یہان بھی حسن علی شاہ کو گھیر لیا اور ایسی شکست دی کہ وہ فرار ہوگئے اور
سردی کے سارے موسم مین مقام میناب مین رہکر فوج کے جمع کرنے مین مصروف رہے
موسم بہار آتے ہی کئی توپین اور بہت سی جمیعت لیکر بڑے تزک اور احتشام کے ساتھ
فتح کرمان کے قصد سے متحرک ہوئے فضل علی خان نے اپنے بھائی اسفندیار خان اور
عبداللہ خان وغیرہ افسرون کی ماتحتی مین فوج حسن علی شاہ کے مقابلے کو روانہ
کی حسن علی شاہ نے ہر ایک کو شکست دی اسفندیار خان مارا گیا اور حسن علی شاہ
اس جوش مین بڑھے چلے گئے کہ بردسیر مین جو کرمان سے پندرہ فرسنگ ہے جاکر
ٹھہرے اور اب ان کی شجاعت اور فتحمندی کا تمام ملک مین شہرہ ہوگیا اور قلعہ مشیز
مین بڑے استحکام کے ساتھ رہے اور جا بجا فتحنامے روانہ کیے فضل علی خان کرمان مین
حسن علی شاہ سے جنگ کرنا نامناسب سمجھکر اپنے چیدہ اور خاص آدمیون کو ہمراہ لیکر
حسن علی شاہ سے لڑنے کے لئے مشیز کو روانہ ہوا حسن علی شاہ کے دل پر فضل علی خان
کا کچھ ایسا رعب چھایا کہ اُسکی آمد آمد کا آوازہ سنتے ہی بغیر مقابلہ بم اور نرماشیر کی طرف
بھاگ گئے فضل علی خان نے بھی تعاقب نہ چھوڑا یہانتک کہ بلوچستان کے ملک کی طرف
حسن علی شاہ نے رخ کیا اور وہ پیچھے تھا اور مقام ریگان مین جہان سے نرماشیر کا ضلع
ختم ہوکر بلوچستان کی حد شروع ہوتی ہے فضل علی خان نے حسن علی شاہ کو گھیر لیا
اور اتنا کشت وخون کیا کہ دو تہائی آدمی حسن علی شاہ کے مارے گئے اور خود حسن علی شاہ
شب کے وقت تمام مال واسباب اور توپین اور ہمراہی چھوڑ کر وہان سے بھاگ نکلے

فضل علی خان نے تمام سامان پر قبضہ کر لیا حسن علی شاہ کا لڑائی جھگڑا جاری
رہا تھا پھر حسن علی شاہ قندھار ہوتے ہوئے سندھ مین داخل ہوگئے[1]۔

حسن علی شاہ کی کچھ جائداد ہندوستان مین تھی اُن کے آنے سے ہندوستان کے
طرفدار بہت خوش ہوے یہ نہایت [illegible] لیاقت و فراست کے آدمی تھے انھون
یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ ایرانیون اور انگلستانیون کے اصول و برتاؤ مین کس قدر
فرق ہے انکو برٹش انتظام سے موافقت ہوئی اور اُنھون نے جلد تر اسکا ثبوت
کہ اول افغانی جنگ[2] اور سندھ[3] کی لڑائی مین قیمتی خدمات انجام دین اور جب
سر چارلس نیپیر صاحب سے ملاقات کرکے انکے ساتھ سندھ کی جنگ و جدل مین شریک
رہے اور جو سرحدی جرگے اُنکی سرغنائی کو تسلیم کرتے تھے اُنپر اپنا اثر ڈالا اس کے بعد
اُنھون نے بمبئی اور پونہ مین سکونت اختیار کی اور گورنمنٹ سے اُنکو پنشن ملی اور
ہز ہائنس خطاب عطا ہوا اور ان کو دربار فارس سے آغا خان خطاب ملا تھا جو
ان کے اور ان کی اولاد کے نام کے ساتھ لگایا جاتا ہے اماموں سے اسکا کچھ تعلق نہین
جب ۱۸۸۱ء مین آغا حسن علی شاہ نے چوراسی برس کی عمر مین انتقال کیا تو اُن کے
بڑے بیٹے آغا علی شاہ اُن کے جانشین ہوے۔

آغا علی شاہ سر جیمس فرگسن صاحب کے عہد گورنری مین اُن کی مجلس واضع آئین
قوانین کے ممبر مقرر ہوے اُنھون نے ۱۸۸۵ء مین قضا کی وہ صرف چار برس اسماعیلیہ
فرقے کے مقتدا رہے اُنھون نے انتقال سے ایک سال قبل اپنے خلف الرشید
سلطان محمد شاہ کے سامنے گلو کو جو اُن کا فارسی کا ترجمان تھا گُنان[4] پڑھنے کا حکم
دیا اسکا مطلب یہ تھا کہ خوجے شیعہ امامیہ اسماعیلیہ کے مذہب مین آگئے ہین اور سلطان شاہ
اس زمانے کے امام بتلائے گئے تھے اور اُن کی گادی کے جانشین کو ہمیشہ امام سمجھنا
چاہیے اور اسکو بخوشی دسونڈ[5] نذر کرنا چاہیے اور آغا علی شاہ اپنی زندگی مین

[illegible]

سلطان محمد شاہ کو کھودہ مین احمد آباد کے قریب اپنے مرنے سے ایک ماہ پہلے اپنا جانشین
مقرر کر دیا تھا اور یہ رسم اس طرح ادا ہوئی کہ جماعت خانے مین ان کو لے گئے اور
ان کو تخت پر بٹھا کر جماعت کو حکم دیا کہ ان کے ہاتھ چومین دس برس کی عمر مین
سلطان محمد شاہ آغا خان کو موروثی ذمہ داری ملی انکی والدہ ایرانی فلاسفر
نظام الدولہ کی دختر تھین جو نہایت عقیل و فہیم تھین اُنھون نے تسلیم کیا کہ اگر مناسب
طور پر اعلیٰ درجہ معمور کرنا منظور ہے تو اعلیٰ درجے کی تعلیم دیجائے عربی فارسی کی کتابین تو
وہ دیکھ چکے تھے لیکن ان کے انگلش اتالیقون نے ان مین مغربی خیالات کو بڑی ترقی
دی انگلش کے عمدہ عمدہ مصنفون کی تصانیف کے پڑھنے کا ان کو ذوق و شوق ہو گیا
اس وجہ سے انکا انگلش زبان کا لب و لہجہ نہایت درست ہے وہ انگریزی انتظام کو
بہت پسند کرتے ہین اور کہتے ہین کہ قدیم قواعد کی بہ نسبت جدید قواعد و انتظامات عمدہ ہین
سنہ ۱۸۹۶ء مین آغا خان نے اپنے چچا آغا جنگی شاہ کی بیٹی سے شادی کی۔ آغا جنگی شاہ
کو اثنائے سفر حج مین اُنکے مخالفون نے مار ڈالا تھا سنہ ۱۸۹۸ء مین آغا خان کو جی سی آئی ای کا
تمغہ ملا اور وہ یورپ کی سیر کو گئے اور ایران و ونڈزر مین ملکہ وکٹوریہ کی بجا آوری آداب
کا شرف حاصل ہوا اُسوقت آغا خان ایڈورڈ ہفتم کے کہ ولی عہد تھے روبرو پیش
کیے گئے اور اون کے ہندوستان آنے کے قبل یہ ملاقات رفتہ رفتہ دوستی کے درجے کو پہونچ گئی
آغا خان جب سے یورپ کی سیر کو گئے تھے تب سے اُنکے ساتھیون کے دو گروہ ہو گئے
اور جو لوگ انکے پیرو ون سے جدا ہو گئے وہ اثنا عشری خوجون کے نام سے موسوم ہوئے
اس علحدگی کا خاص سبب یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگون نے اس مذہب کو عمل کے
قابل اور آغا خان کو مذہبی سرغنائی کے لائق نہین سمجھا جدید فرقے نے اپنی ایک مسجد
پالا لین متصل سیمویل اسٹریٹ مین افتتاح کی وہ خوجے جو آغا خان کی سرغنائی کو
قبول نہین کرتے تھے اُنھون نے لوکل اخبارات مین اس بات کو شائع کرا دیا
آخر مین ۹ مارچ سنہ ۱۹۰۱ کی صبح کو یہ بات پھر مشتہر ہوئی۔ جب کہ آغا خان کے بمبئی
مین داخلے کی خبر گرم ہوئی اس تفریق سے جو بدمزگی پیدا ہوئی تھی اس سے آغا خان کو

ساتھیوں کو بری ہوئی اور بدلہ لینے کا خیال پیدا ہوا چنانچہ جب انکا پیشوا ۱۹ مارچ
کو بمبئی میں داخل ہوا تو ان کو اپنی آرزو پوری کرنے کا موقع ملا مسجد کا ایک متولی جب
مسجد سے نکل کر اپنے گھر کو جا رہا تھا تو اسپر حملہ کیا گیا اور اسکے سر و سینہ اور چہرے پر چھریاں
ماری گئیں جس سے وہ بیجان ہو کر گرا اسکے بعد انھوں نے لال جی بھن اور قاسم
تاجی میانی دو دوسرے متولیوں پر حملہ کیا اور ان کو شدید مجروح کیا۔

۱۸۔ مارچ کو آغا خان نے اسماعیلیہ خوجوں کے سامنے زبان فارسی میں اس واقعہ
کے متعلق اسپیچ دی انھوں نے کہا میں نے تمکو تحریری اور نیز زبانی وعظ کے طریقے
عوام میں اور پرائیوٹ طور سے سمجھایا اور تمکو مشورہ دیا کہ صلح کل کا برتاؤ برتو اور باتوں
برداشت کرو اور اپنے کاموں میں مصروف رہو اور زبانی یا دوسرے طریقوں سے
اپنے ان بھائیوں سے مداخلت نکرو جو تمھارے ہم خیال نہیں مگر مجھے بڑا افسوس ہوا کہ
ہمارے گروہ کے بعض متعصب ممبروں کو میرے وعظ کا مطلق اثر نہیں ہوا میں نے تمکو آج
یہاں اس غرض سے جمع کیا ہے کہ میں تمکو متنبہ کروں کہ اگر آئندہ کوئی متعصب ممبر خون
کرے گا یا کسی طرح کا فساد برپا کرے گا تو میں عوام میں اپنے ہند کے مقلدین و مشرقی افریقہ
شام۔ وسط ایشیا اور دیگر ملکوں کے سفیروں کو مطلع کر دونگا کہ میرا کوئی مذہبی تعلق
خواجگان بمبئی سے نہیں ہے اور آئندہ تمکو اپنے مذہبی مقلدین میں نہ سمجھونگا۔ اور نہ میں
تم کو لکھونگا نہ تمھاری کوئی چٹھی قبول کرونگا۔ اصل یہ ہے کہ میں تمکو بالکل برادری سے
خارج کر دونگا۔ تمھارا فرض ہے کہ تم اپنے عزیزوں اور دوستوں کو اطلاع دو جو میں
تم سے کہتا ہوں اور تم ان سے کہدو کہ ایسے تعصب آمیز جرائم جیسے ۹۔ مارچ کو بزدلی
اور بزدلی سے ہوئے تھے بے شک ایک وحشت انگیز حملہ ہے جو اپنے فوائد اپنے مذہب
اور اپنے بھائیوں پر کیا جائے۔ بھائیو جب میں تم سے کہتا ہوں تو میں اس بات کا
یقین کرتا ہوں کہ اپنے مذہب کے متعصب ممبروں کو مطلع کر دو گے کہ کیسا سخت روحانی
نتیجہ تم سب کے لیے پیدا ہوگا تم کو معلوم کرلینا چاہیے کہ دوسرے لوگوں کے مذہب کا ادب
کرو اور اپنے مذہب کی سچائی پر کامل طور سے اتفاق رکھو اور یقین مانو کہ خون اور قتل

کو ایسے سفاکانہ اور وحشیانہ جرائم کے مرتکب ہونے والے کو کبھی سلطنت آسمانی میں داخل
ہو گی کیونکہ منصف اور پیارے خدا کو جسپر ہم ایمان لائے ہیں جرائم کی کثرت سے
سخت نفرت ہو گی علی الخصوص جبکہ وہ عبادت کے نام سے کئے جاتے ہیں۔

اگست ۱۹۰۲ء میں بادشاہ ایڈورڈ ہفتم نے جو تاج پوشی کا جشن لندن میں کیا تو
اس موقع پر آغا خان بھی ہندوستان سے بلائے گئے اور اس تاج پوشی کے اعزاز
میں ۲۶۔ جون سنہ مذکور کو جی سی ایس آئی خطاب عطا ہوا جرمن مغربی افریقہ
میں آغا خان نے عمدہ خدمات کیں اور لوگوں کو اس کام پر راضی کیا جس کو وہ لوگ
ابتداءً ناپسند کرتے تھے شہنشاہ جرمن نے ان خدمات کے جلدو میں آغا خان کو تمغہ
اسٹار آف پرو شیا عطا کیا۔

ناظرین کی دلچسپی بڑھانے کی غرض سے آغا خان کی تسخیر کی داستان بطور مشتے
نمونہ از خروارے پیش کی جاتی ہے اس سے ہر شخص اندازہ کرلیگا کہ انکی خداداد عزت
اور جاہ و جلال مسلمانوں کے تنزل اور افلاس کے زمانے میں درحقیقت الف لیلیٰ کی
کہانیوں سے کم نہیں ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کلکتہ میں آغا خان کی تشریف آوری کی
خبر آئی خوجہ لوگوں کے کلکتے میں بڑے بڑے کاروبار ہیں بس کلکتے کے متقدر خوجہ تجار
نے ایک جلسہ کیا آناً فاناً میں تیس چالیس ہزار روپیہ آغا خان کے استقبال کے
لیے جمع کرلیا آغا خان کا استقبال بالکل اس طرح عمل میں آیا جیسا کسی شاہنشاہ وقت
کا ممکن ہوتا ہے ریلوے سٹیشن نہایت مکلف طریقے میں آراستہ تھا اور پلیٹ فارم
سے باہر تک مخمل اور قالینوں کا فرش بچھا ہوا تھا خوجے لوگ اور دیگر معتقدین نہایت
ادب اور انتظار سے صف بستہ پلیٹ فارم پر کھڑے تھے کہ آغا خان گاڑی سے اترے
اگرچہ استقبال کرنے والوں میں بڑے بڑے درجوں کے رؤسا اور تاجر موجود تھے
اور ان لوگوں کی آمدنی و دولت ان کے لیے قارون زمان کا خطاب خاص کر سکتی
تھی مگر کسی کی مجال نہ تھی کہ آگے بڑھکر ہاتھ ملا سکے سب نے نہایت ادب سے
جھک جھک کر دونوں ہاتھوں سے سلام کیا اور آغا خان نے نہایت خندہ پیشانی سے

دونون ہاتھون سے سلام لیا پلیٹ فارم سے باہر جم غفیر اُن کی زیارت کے لیے موجود تھا اور ایک
چار گھوڑون کی گاڑی انکو قیام گاہ پر لیجانے کے لیے تیار تھی آغاخان نے چارون
طرف سب کے سلام لینے کے لیے نگاہ دوڑائی اور پھر گاڑی مین سوار ہوگئے جسوقت
گاڑی کو چلانے کے لیے حکم دیا گیا اُن کے چہرے پر کچھ پسینے کے آثار دکھائی دیتے
تھے آغاخان نے ایک ریشمی رومال جیب سے نکالا اور پسینہ پونچھکر یہ رومال اپنے
معتقدین کی طرف پھینکدیا معتقدین جنکے گھرون مین دنیا کی دولت بڑی افراط سے
موجود تھی بے تحاشا اس رومال پر جھپٹے اور آناً فاناً مین اُس رومال کی سیکڑون
دھجیان اُڑگئین جس کسی کے ہاتھ مین رومال کا ذرا سا حصہ بھی پڑا اُسنے اُسے
آنکھون سے لگایا اور بڑی احتیاط سے جیب مین رکھ لیا دوسرے دن آغاخان نے اپنے
معتقدین کے لیے دربار بازدید منعقد کیا اس مکان کی زیبائش اور آراستگی قابل
دید تھی آغاخان کے لیے ایک سونے کی کرسی بچھائی گئی تھی اور سنہری میز پر ایک سُنہری
پیالہ بڑے سائز کا رکھا ہوا تھا معتقدین چارون طرف نہایت ادب سے ساتھ کرسیون پر
بیٹھے ہوئے تھے اور ان مین سے ایک ایک نمبروار اُٹھ اُٹھ کر آغاخان کے سامنے آتا تھا
اور سر تسلیم خم کرتا تھا اُسوقت آغاخان پاؤن مین موزے نہین پہنے ہوئے تھے پس
ہر مرید اپنی جیب سے عطر کی شیشی نکالکر آغاخان کے پاؤن پر عطر چھڑکا کرتا تھا اور
اس عطر سے اپنے چند رومالونکو معطر کرتا تھا سونے کے پیالے کو عطر سے خالی کرکے اُنمین
اپنی حیثیت کے موافق اشرفیان ڈال جاتا تھا۔

سر آغاخان نے دہلی کانفرنس مین اپنی اسپیچ مین ذکر کیا تھا کہ اسلامی تاریخ مین
دو دن نہایت سیاہ گذرے ہین اول وہ دن جس روز حضرت عمر الخطاب شہید کیے گئے
اور دوسرا وہ دن جس روز سلطنت عباسیہ کا خاتمہ ہوا تھا۔

خوجون کے عقائد وغیرہ کی تفصیل

حاجی بی بی بیوہ آغا مسعود شاہ نے آغا سلطان محمد شاہ پر بمبئی کی عدالت عالیہ

مین بی بیت دختر آغا جنگی شاہ سنہ ۱۹۰۸ء مطابق سنہ ۱۳۲۶ ہجری مین دعویٰ دائر کیا
... مشترکہ خاندانی جائداد کی جو ہندوستان اور ایشیاے کوچک مین ہے اور جس کی
مالیت دو کروڑ روپے کی ہے حصہ دار ہے اور مدعیہ نے حسب قانون شرع محمدی
اور اثنا عشری اپنا حق طلب کیا لیکن مدعا علیہ کی طرف سے کہا گیا کہ وہ اسماعیلیہ
شیعہ امامیہ ہے جن کے ہان عورتون کو ترکہ ملنے کا رواج نہین تو اس مقدمے کے
سلسلے مین اس فرقے کی بہت سی مذہبی و تاریخی باتین مختلف پیشیون مین خود
آغا اور اُن کے متبعون نے بیان کین جن مین سے کچھ مناسب موقع باتین
بیان لکھی جاتی ہین۔

خوجون کا عقیدہ یہ ہے کہ آغاخان فرقۂ اسماعیلیہ کے امام ہین اور انمین سے ہر ایک
امام اپنے پیشرو اامامون کے سلسلے کے ذریعے سے علی کی روشنی حاصل کرتا ہے اور
ان سب ائمہ کا سلسلہ علی تک پہونچتا ہے امامون مین آغا سلطان محمد شاہ کا نمبر
اڑتالیسوان ہے آغاخان کے اور بھی بہت سے معتقد سوائے خوجون کے ہین
ان مین سے کپتیون کا ایک بڑا گروہ ہند اور افریقہ مین ہے امامی اسماعیلیون
کی تعداد ایران افغانستان روسی ایشیاے متوسط چینی ترکستان شام مصر اور
شمالی افریقہ مین بحر روم کے کنارے پر ہے لوگ کپتیون کو ہندو خیال کرسکتے ہین
مگر آغاخان کہتے ہین کہ مین انھین شیعۂ اسماعیلیہ سمجھتا ہون۔ خوجے مشرقی
افریقہ مین بھی پائے جاتے ہین امامی اسماعیلی ایران مین اللہ عطائی کہلاتے
ہین ایشیاے متوسط اور چینی ترکستان ہین وہ مولائی کہلاتے ہین اور شام مصر
اور شمالی افریقہ مین اسماعیلیہ کہلاتے ہین شام مین انکو دُرُوش بھی
کہتے ہین افغانستان مین وہ مولائی کہلاتے ہین جبکہ وہ ہند مین آتے ہین تو وہ
بول چال مین بدخشانی کہلاتے ہین یہ تمام معتقد آغاخان کو نذرین دیتے ہین
اور ہند مین وہ انکے پاس اپنے قائم مقام بھیجتے ہین جہان کہین وہ ہون وہان اپنے
ملک سے روپیہ اور سامان لاتے ہین وہ آداب بجالاتے ہین اور روپیہ اُنکے

سامنے رکھدیتے ہیں غرض سے بھی قائم مقام آتے ہیں اور اسی طرح نذر کرتے ہیں ایران اور افغانستان والے بھی ایسا ہی کرتے ہیں شمالی افریقہ کے معتقدین کم تعداد میں ہیں اور جب آغاخان یورپ کو جاتے ہیں تو وہ آتے ہیں اور وہ اُنھیں مارسلیز میں دیکھتے ہیں اسکے قبل وہ ہندوستان میں آتے تھے مشرقی افریقہ والے آغاخان کو جہاں جاتے ہیں روپیہ دیتے ہیں یا اُنکے حکم سے اُن کے ساہوکاروں کو روپیہ بھیجدیتے ہیں یہ خیال کرنا غلط ہے کہ آغاخان کو نذر میں قرآن کی ہدایات کے موافق دیجاتی ہیں جو کہ سیدوں اور غربا اور مسافروں وغیرہ کو دینے کا حکم دیتا ہے۔ خوجے اپنی آمدنی میں سے دسواں حصہ آغاخان کو دیتے ہیں اور اس نذر کو دسوان بولتے ہیں گنان میں اسکی ہدایت ہے یہ خوجوں کا فرض ہے کہ اپنے امام کو نذر دیں گنان میں بہت سے بیانات ہیں جو کہ اس بات کی صلاح معتقدوں کو دیتے ہیں کہ دسوں امام کو دیں یہ لوگ جو اپنی آمدنی کا ایک بڑا حصہ آغاخان کو دیتے ہیں تو وہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ اگر وہ اپنے امام کو نذر دیں تو وہ اس جہان میں سرسبز ہونے اور صلہ حاصل کرنے کے علاوہ دوسرے جہان میں بھی نجات حاصل کرینگے بعض نذریں آغاخان کو ڈاکٹر اور وکیل کی دیجاتی ہیں اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ آغاخان کو اسلیے دیجاتی ہیں کہ وہ ڈاکٹروں اور وکیلوں کی اُجرت ادا کریں بلکہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ دینے والے کو ڈاکٹروں اور وکیلوں کے متعلق نقصان سے بری رکھینگے اور اُن کو بیمار نہ ہونے دینگے اور نہ اُنکو وکیل کی ضرورت پڑنے دینگے اسکا سبب یہ ہے کہ آغاخان کو گو خدا نہیں سمجھتے یا خدا کی طرح پرستش نہیں کرتے لیکن اُنکو دنیا میں خدا کا قائم مقام تصور کرتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اُن میں علی کا نور ہے جو امام زندہ اور موجود ہو اُسکو حاضر امام کہتے ہیں۔

یہاں بعض خوجونکے جوابات لکھے جاتے ہیں جو بالکل بدیہی سوالات بھی بعض بعض مقامات پر درج کیے جاتے ہیں

جوابات

حاضر امام ۱۹-۲۱-۲۳- رمضان کو نماز پڑھاتے ہیں۔

ہم بارہ اماموں کی زیارت نہیں پڑھتے۔

علی خدا ہے علی کے پہلے دس اوتار ہوئے ہیں۔

ہم نمازوں میں کبھی نہیں پڑھتے۔

کوئی خوجہ حج کرنے اور کاظمین اور سامرہ کو نہیں گیا۔

قرآن کو ہم نہیں مانتا جب قرآن نازل ہوا ہیں موجود نہ تھا۔

(سوال) قرآن کو بحیثیت مسلمان ہونے کے مذہبی کتاب جانتے ہو۔

(جواب) جس کی ہوگی وہ جانے۔

(سوال) تم مسلمان ہو۔

(جواب) ہاں مگر دوسرے فرقے کے۔

(سوال) قرآن پر عمل کرتے ہو۔

(جواب) نہیں۔

(سوال) لا الٰہ الا اللّٰہ کو مانتے ہو۔

(جواب) ہاں ہمارے مذہب میں بھی ایسا ہے۔

(جواب) نماز سال بھر میں دو دفعہ پڑھ سکتے ہیں۔

تمھارے میں یوں نہیں ہوتی کہ وہاں حاضر امام نہیں ہوتا۔

علیؑ دسویں اوتار ہیں محمدؐ اُنکے پیغمبر تھے۔

علاوہ ان جوابات کے بعض اور سوالات کے جوابات میں حضرت علیؑ خدا ظاہر کئے گئے ہیں اور آغا سلطان محمد شاہ کو اُنکا مظہر قرار دیا گیا ہے۔

۳- اگست سنہ ۱۹۰۸ء مطابق ۵- رجب سنہ ۱۳۲۶ ہجری یوم دوشنبہ کے روزانہ پیسہ اخبار میں بھی یہ بیان درج ہے اور ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۰۸ کے ٹائمز آف انڈیا میں ذرا تفصیل سے چھپا ہے۔

دس اوتار سے مراد یہ ہے کہ خدا نے دس جسم اختیار کئے تھے اور گواہ نے یہ بھی کہا کہ میں علی اللہ سے یہ سمجھتا ہوں کہ علی میں خدا کا نور ہے گواہ نے پھر کہا کہ اسکا سبب

کہ کیوں ہم دس اوتار کی عزت کرتے ہیں یہ ہے کہ ان میں دسواں اوتار بھی شامل ہے
جس کو ہم مانتے ہیں ہم اُن کو مقدس مانتے ہیں کیونکہ اُنکو پیر صدرالدین نے لکھا ہے
آغا حسن علی کی نسبت کہا کہ وہ امام تھے لیکن دنیا کے دوسرے حصص میں وہ پیر بھی
کہلاتے تھے اور گنان میں یہ لکھا ہوا ہے کہ حاضر امام کے پیشکش میں کچھ چھوارہ بنایا جاتا
ان کے ہاں دعا میں تمام اماموں کے نام پڑھے جاتے ہیں اور تمام پیروں کے نام
نہیں لئے جاتے لیکن چند کے نام دہرائے جاتے ہیں مسٹر مجتبا بھائی جان محمد سوداگر
و شریعت بمبئی نے بیان کیا جو ۹ جولائی سنہ ۱۹ء کے ٹائمز آف انڈیا میں چھپا ہے کہ
حاضر امام کا نام دعا میں ۲ دفعہ لیا جاتا ہے اور ہر دفعہ جب اُنکا نام لیتے ہیں سجدہ
کیا جاتا ہے عدالت کے سوال کرنے پر گواہ نے کہا کہ تمام معتقدین جبکہ حاضر
امام کا نام آتا ہے سجدہ کرتے ہیں جبکہ اُن کا حاضر امام آتا ہے جھکتے ہیں۔
گواہ نے پھر **تل سفرہ** کی رسم بیان کی جو کھانے کی چند چیزوں کا نیلام ہے
جس کے لیے جماعت خانے کے ممبر بولی دیتے ہیں اور جو کہ بڑی بڑی قیمتوں کو
خریدی جاتی ہیں جو کہ اُن کی اصلی قیمت سے بہت زیادہ ہوتی ہیں کیونکہ یہ چیزیں
آغاخان کے لیے خریدی جاتی ہیں۔
آبِ شفا (کربلا کی خاک کے ساتھ ملا ہوا پانی) معتقدین کو دیا جاتا ہے جو کہ
اُسکے لیے اپنے حاضر امام کو ثواب حاصل کرنے کے لئے روپیہ دیتے ہیں۔
خاص پیر (معمولی دعا کے بعد یا ہفتے کے خاص دنوں میں جلسہ کرتے ہیں اور وہ
چند اختیاری نذریں حاضر امام کو دیتے ہیں اور یہ لوگ خاندان کے کسی دوسرے شخص کو
سوائے آغاخان کے متبرک نہیں سمجھتے خوجے اپنے جماعت خانے میں ایک چھپا ہوا
کارڈ جس پر پنجتن یعنی محمد علی فاطمہ حسن حسین علیہم السلام کے نام ہوتے ہیں
اپنے سر پر رکھتے ہیں۔ ۲۳ رمضان کو ایک رسم ہوتی ہے جس سے خوجوں کے
گناہ دھل جاتے ہیں یہ وہ دن ہے جس میں خوجے اپنے گناہوں کا افسوس کرتے
ہیں۔ آغاخان کے چلے جانے پر دسا اوتار پڑھتے ہیں اس رات کو حاضر امام کا

ہاتھ نہیں چوما جاتا کیونکہ یہ ماتم کی رات ہے۔

پیر

ان لوگوں میں پیر بھی ہوتا ہے پیر کا کام یہ ہے کہ امام کی عدم موجودگی میں اُسکی
نیابت کرے اور لوگوں کو امامی اسماعیلی بنائے آغا سلطان محمد شاہ کا بیان ہے کہ
ہمارے وقت میں کوئی پیر نہیں پیر صدرالدین ان میں بہت نامی گذرے ہیں
ہندوستان میں پہلے پیر صدرالدین آئے تھے جنکو خوجوں کے اسماعیلی بنانے کے لیے
اسلام شاہ نے بھیجا تھا انہیں نے **گنان** اور دسا اوتار یہ دو کتابیں بنائی
ہیں جو خوجوں کی مقدس کتابیں ہیں۔ خوجے صدرالدین کے ہاتھ سے اسماعیلی
بنے ہیں۔ حاضر امام پیر کو مقرر کرتا ہے۔

علی جی کا مندر

۹۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء مطابق یکم رمضان سنہ ۱۳۲۵ ہجری یوم چہارشنبہ کے روزانہ
پیسہ اخبار میں مندرج ہے کہ پیر صدرالدین نے ہندوستان میں آکر ہندو قوموں کے
عقائد معلوم کرکے دعویٰ کیا کہ کرشن جی کے جس اوتار کا انتظار ہے وہ عرب میں ظاہر
ہو گیا حضرت علی کرشن جی کے اوتار تھے اور میں اُنکا نائب ہوں یہ دعویٰ ہندو
قوموں کے رسم و رواج اور مذہبی جذبات کی رعایت رکھکر پیش کیا گیا تھا دیسی
زبانوں میں صوفیانہ اور موحدانہ بھجن جن میں خدا و رسول اور علی کی تعریف اور
صوفیانہ نصائح تھیں تصنیف کئے گئے اور ہر علاقے میں داعیوں اور مکھیوں کے
ذریعہ سے پھیلائے گئے اور پوشیدہ طور پر ہر علاقے میں علی جی کے مندر قائم کئے گئے
جن میں علی جی کے پجاری اور بھگت جمع ہوتے اور داعیوں سے توحید الٰہی نعت
رسول اور علی کے بھجن سنتے تھے بعض مندروں میں علی جی کی فرضی تصویریں بھی
رکھی گئیں تاکہ ہندوؤں کو اپنے قدیمی بتوں سے کوئی واسطہ و تعلق و میلان باقی رہے
اور وہ من علی جی کے سچے بھگت بن جائیں جب اس میں کامیابی ہوئی اور
لاکھوں آدمی اس خفیہ مذہب میں شریک ہوگئے تو رفتہ رفتہ اُن کے خیالات کو

اسلامی عقائد کی طرف مائل کیا گیا یہان تک کہ وہ اسلام مین جذب ہونے لگے
مگر یہ سب پوشیدہ اور خفیہ عمل در آمد ہوا اور ہوتا ہے کیا مجال کہ کسی غیر مسلم کو ذرا بھی
خبر ہو جائے جو اس طریقے مین داخل ہوتا ہے ایسا پختہ ہو جاتا ہے کہ کسی کے سامنے
اپنے عقائد کے بھید ظاہر نہین کرتا آج کل اس جماعت کے پیشوا آغا سلطان محمد شاہ ہین
لاکھون ہندوان کو کرشن کا اوتار یعنی مظہر سمجھتے ہین ۔

گپتی کی تحقیق

اُسی اخبار مین یہ بھی ہے کہ آغا خان اول کے پوتون مین سید امام الدین
نامی ایک شخص گدی نشین خاندان سے جدا ہو کر احمد آباد مین چلے آئے اور یہان
اُنھون نے اپنا علیحدہ مشن قائم کیا یہ امام الدین جنکو پیر امام شاہ کہا جاتا ہے
اول تو علم سنسکرت حاصل کرتے رہے اور مدت تک جوگیون اور ہندو فقیرون کی
صحبت مین رہکر ویدانت کے طریقے معلوم کئے اس کے بعد کام شروع کیا کہتے ہین کہ
ایک دفعہ ہندوون کی ایک جماعت کاشی کے تیرتھ کو جا رہی تھی امام شاہ نے
اُنکو روکا اور کہا کہ تیرتھ تو خود تمھارے دل مین ہے اسکے بعد ویدانت کے طریقے سے
ایک تقریر کی جس مین وجود ذات باری اور انسانی ہستی کے تعلقات کا بیان تھا
ہندو امام شاہ کی دل آویز صوفیانہ باتون مین ایسے محو ہوے کہ وہ دن وہین بسر کیا
اور سفر چھوڑ دیا رات کو ان سب نے خواب مین کاشی کا جاترا کیا اور ایسی مسرت اس
جاترا سے ہوئی کہ وہ صبح بیدار ہو کر شاہ صاحب کے قدمون مین گر پڑے اور چیلا بنانے
کی خواہش کی شاہ صاحب نے اُن کی بیعت لی اور حسب ذیل تعلیم دی خدا کو ایک مانو
اُسکے رسول محمد پر ایمان لاؤ علی کو کرشن کا اوتار سمجھو امام شاہ کو نائب علی یقین کرو
اپنے عقائد کو چھپاؤ اور گپتی رہو لباس ہندوانہ رکھو رسم و رواج قدیم پر قائم رہو
گوشت مت کھاؤ نام مت بدلو پانچ وقت کی نماز تم کو ضرور نہین صرف یہ چاہیے
کہ ان وقتون مین لا الہ الا اللہ الحمد للہ اللہ اکبر قل ھو اللہ کا وظیفہ چپکے چپکے

[...] وضو نکرو ورنہ تم پر شبہہ کیا جائے گا اسکے بدلے غسل کیا کرو روزے
[...]ضان مین نرکھو لوگ شک کرینگے رجب کے مہینے مین پر فرض ادا کیا کرو زکوۃ تم پر
[...] آمدنی کا دسوان حصہ اپنے گرو امام شاہ کو دیا کرو چنانچہ ان سب احکام کی تعمیل
[...]ی گئی اور گپتی لوگون کی تعداد بڑھنے لگی اس وقت امام شاہ نے ایک کتاب لکھی
[...]س کا نام ست دینی ہے یعنی سچا کلام یا کلام الحق یہ گجراتی زبان مین مثنوی
[...] روم کی طرز پر ہے جس کے شروع مین یہ ہے ۔

پہلا شر جن ہار دکھانو		اس کو جپتا کچھ شک نہ آنو

[...]ین اول خالق کائنات کی حمد کرو اور اسکی عبادت و یاد مین شک و شبہہ نہ لاؤ
[...] شاہ کے نائب ہندوانہ لباس مین ست دینی بھجن گاتے پھرتے ہین اور لوگون کو
[...] کے پنتھ مین داخل کرتے ہین اُنھون نے جگہ جگہ علی کے مندر بنائے جہان
[...] لوگ جمع ہو کر دعائین کرتے اور بھجن سنتے ہین گپتی لوگون مین جب کوئی مرجاتا ہے
[...] وہ جلایا جاتا ہے مگر اُسکی ایک اُنگلی یا عضو کاٹ کر پیر کے زیر سایہ دفن کرتے ہین
[...] رفتہ ان گپتیون کو بھی اسلام کی طرف کھلم کھلا کھینچا گیا اور ان مین سے
[...] علانیہ مسلمان ہونے لگے جو گپتی ظاہرا مسلمان ہوتا تو اُسکا جنیو پیر کو دیا جاتا
[...]ر پیر اُس کو پرگھٹی (ظاہرا) اور مومن یا شیخ کا خطاب دیتا تھا آج کل پیر کی درگاہ
مین ظاہری مسلمان ہونے والون کے جنیوون کا ایک بہت بڑا انبار لگا ہوا ہے
[...]یادگار کے طور پر بحفاظت رکھا جاتا ہے گپتیون مین اس وقت پانچ چھ لاکھ
ہندو شریک ہین جن مین برہمن چھتری مرہٹہ بلیہ شرادت کنبی چارڑ معیظ بھنگی
سبھی قومین ہین اور ڈیڑھ لاکھ کے قریب پرگھٹی ہین یعنی جو علانیہ مسلمان
ہو گئے ہین یہ لوگ اسلام اور علی کے نام پر فدا ہین گپتی لوگون کو شناخت کرنا
ناممکن ہے وہ ظاہر و باطن مین ہندو نظر آتے ہین مگر ایک گپتی دوسرے گپتی کو
دیکھتے ہی فوراً پہچان لیتا ہے ایسا ہی ایک پرگھٹی گپتی کو اور گپتی پرگھٹی کو نظر
ڈالتے ہی سمجھ جاتا ہے کہ یہ ہمارے طریقے کا ہے امام شاہ کی اولاد مین گدی موجود ہے

اور فقرا و مساکین کو حسب معمول سدا برت یعنی لنگر دیا جاتا ہے اور تمام علائے
مریدین کے نذرانے برابر جاری ہین جو ہندو نائبون کے ذریعہ سے وصول ہوتے
اور ہندو نائب کے واسطے سے خرچ ہوتے ہین اس گیتی ہندو نائب کو کاکا کہا جاتا ہے

فرقۂ دروز

تمدن عرب کے صفحہ ۲۸ مین مذکور ہے کہ دروز لبنان مین ایک فرقہ ہے چھٹے فاطمی
خلیفۂ مصر حاکم بامر اللہ کا پیرو ہے انکی تعداد اسوقت اڑھائی لاکھ نفوس کی ہے
یہ نیم مسلمان اور نیم نصرانی ہین یہ لفظ دروس بھی آیا ہے۔

انسائکلوپیڈیا مطبوعہ ۱۸۹۵ء کی جلد ساتوین کے صفحہ ۲۴۳ و ۲۴۴ مین
لکھا ہے کہ حاکم بامر اللہ کا زعم یہ تھا کہ وہ خدائے تعالیٰ سے براہ راست گفتگو کرتے ہین
بلکہ عقل الٰہی کے اوتار ہین اُنھون نے اپنے دعوے کا ۴۰۸ھ ہجری مین قاہرہ کی
مسجد مین اظہار کیا اور اسماعیل درازی کی شہادت پیش کی۔ نئے طریقہ مذہب کی
لوگون نے اتنی مخالفت کی کہ درازی کو جان بچانے کی غرض سے بھاگنا پڑا
لیکن وہ اپنے معبود حاکم بامر اللہ کی علیحدگی کے زمانے مین اُنکا وفادار رہا اور لبنان
کے نادان دروس لوگون کو اس مذہب مین لانے مین کامیاب ہوا۔
دروس کے اقوال کے بموجب سنہ ۴۰۸ھ ہجری مین یہ مذہب قبول کیا گیا ہے۔
اس عرصے مین حاکم بامر اللہ اپنی خدائیت کے دعوے کے منوانے کی کوشش کرتے رہے
حسن بن حیدر فرغانی کی حمایت ناکامیاب ثابت ہوئی لیکن ۴۰۸ھ ہجری مین
ایک اچھا داعی اس مذہب کا ظاہر ہوگیا یعنی حمزہ بن علی بن احمد۔ وہ ایک ایرانی
تھا اور وہ حاکم کا وزیر ہوگیا اُسنے صورت اور مادہ اس نئے مذہب کو عطا کی
اور اپنی ہوشیارانہ کوشش سے اس مذہب کے مختلف اصولون کو موجودہ فرقون کے
توہمات سے ملانے مین کامیابی حاصل کی اور اس طرح بہت سے آدمی اس نئے
مذہب مین شامل ہوگئے ۴۱۱ھ ہجری مین حاکم مارے گئے تو حمزہ نے یہ بیان کیا

کہ وہ صرف کچھ عرصہ بسر کرنے کے واسطے چلے گئے ہین اور اُنکے حمایتیونکو تسلی دی گئی
کہ وہ اُن کی کامیابی کے ساتھ لوٹنے کی امید رکھین۔ درازی جو حمزہ سے علیحدہ
ہوکر اس مذہب کی دعوت کرتا تھا اُسکو حمزہ نے کافر ظاہر کیا اور دروس
بھی اُس سے نفرت کرنے لگے۔ مذہب کی اشاعت پر حمزہ کے حکم سے اسمٰعیل
بن محمد تیمی اور محمد بن وہاب اور ابو خیر سلمہ بن عبد الوہاب بن سموری اور ہبرہ بن رکمتانہ
بہاء الدین مامور ہوئے انہین سے آخر الذکر اپنی تصانیف کی وجہ سے قسطنطنیہ سے
ہندوستان کی حد تک مشہور تھا وہ خطون مین جو اُسنے شہنشاہ قسطنطین ہشتم اور
مائیکل لیفلگومین کو لکھے ہین اُن مین وہ اس امر کے ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے
کہ مسیح حمزہ کی شکل مین دوبارہ ظاہر ہوئے ہین۔ دروس اپنے آپ کو موحد کہتے ہین۔
اُن کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا ایک ہے اُسکی تعریف نہین ہوسکتی اُسکا مقام نہین وہ غلطی نہین
کرسکتا اس مین جہات نہین اس نے اپنے آپ کو دنیا مین مختلف اُوتارون کی صورت
مین سلسلہ وار ظاہر کیا جنکی تعداد قریب ستر کے پہونچ گئی ہے۔ اُن مین حضرت عیسیٰؑ
شامل ہین اور حضرت محمدؐ شامل نہین اور آخری اُن مین حاکم بامر اللہ ہین اُن مین
دس نام بھی داخل ہین (۱) حضرت علی بن ابی طالب (۲) البرد (۳) علیہ
(۴) موسل (۵) قائم (۶) معز (۷) عزیز (۸) ابوزکریا (۹) منصور۔
اب کوئی اوتار ظاہر نہین ہوسکتا۔ حاکم کی صورت مین خدانے آخری دفعہ ظہور کیا۔
اور رحم کا دروازہ ۲۶ سال کھلا رہنے کے بعد ہمیشہ کے لئے بند ہوگیا جبکہ اہل زمین
کی تکلیفین اور ذلتین انتہا کو پہونچ جائینگی تو حاکم پھر دنیا کو فتح کرنے اور اپنے
مذہب کو فوق دینے کے واسطے ظاہر ہونگے۔ خدا کی مخلوقات مین سے پہلی مخلوق
عقل الٰہی ہے جسنے حمزہ کی صورت مین آخری دفعہ ظہور کیا باقی دوسرے درجے کی
ادنیٰ مخلوقات کو اُسی نے بنایا ہے خدائے تعالیٰ سے براہ راست تعلق صرف
عقل الٰہی ہی کو ہے۔ عقل الٰہی کے بعد درجے مین یہ چار مخلوقات اور ہین۔ روح
مطلق۔ سید حابازو۔ اور اُشابازو۔ یہ چارون عقل الٰہی کے ساتھ بلکہ خدا کا تحت

سنبھالے ہوئے ہین اور یہ چارون مخلوقات بالترتیب اسماعیل درازی۔ محمد
سلمہ بن عبدالوہاب اور بہارالدین کی شکل مین ظاہر ہوئین اور ان سے بھی
مین دوسرے روحانی کارپرداز مختلف مرتبے کے ہین۔ انکا عقیدہ یہ بھی ہے کہ انسان
کی تعداد نہ گھٹ سکتی ہے نہ بڑھ سکتی ہے اور ایک باقاعدہ تناسخ کا سلسلہ جاری
نیکون کی روحین مرنے کے بعد چینی دروسون کی شکل مین حلول کرتی ہین اور بدون
اونٹ یا کتون کی شکل مین ظاہر ہوتی ہین۔ اگلے تمام مذہب سچے مذہب کا
اور اُن کی متبرک کتابون اور تصانیف کا ترجمہ باطنی طور پر کرنا چاہیے اور
مذہب مین داخل نہین کیے جا سکتے۔ اسلئے ایماندارون کو اپنے اصولون کو چھپا
رکھنا چاہیے اور غرض اس چھپانے سے یہ ہے کہ دروس کے مذہبی عقائد اُن
لئے کسی خطرے کا باعث ہون اور اسی احتیاط کی وجہ سے اُنکو یہ اجازت
کہ ظاہری طور پر اُسی مذہب مین ہونے کا اظہار کر سکتے ہین جو کہ اُن کے قرب
مین عام طور پر رائج ہو خاص اسی آخری اصول کی وجہ سے وہ مسلمانون کی
مین بھی شریک ہوتے ہین اور عیسائیون کے گرجون مین بھی عیسوی رسم
مین حصہ لیتے ہین۔ حمزہ کے سات حکمون کی پابندی لازم ہے (۱) پہلا اور
یہ ہے کہ بول چال مین سچائی اختیار کرنا چاہیے۔ لیکن صرف دروس کو دروس کے
(۲) اپنے بھائیون کی حفاظت کے لیے ہوشیار رہنا چاہیے (۳) ہر ایک کو دوسرے
مذہب سے علیحدہ رہنا چاہیے (۴) جو لوگ غلطی مین مبتلا ہین اُنسے قطعی علیحدگی
اختیار کرنی چاہیے (۵) ہر وقت خدائے تعالی کے ہونے کا عقیدہ رکھنا چاہیے
(۶) خدا کی مرضی پر کامل بھروسا رکھنا چاہیے (۷) خدا کے احکام کی
پوری فرمان برداری کرنی چاہیے۔

دروس کا عقیدہ یہ ہے کہ عبادت خدائے تعالی کے ساتھ ایک قسم کی گستاخانہ
مداخلت ہے اور انسان قضا و قدر کی طرف سے مجبور نہین ہے بلکہ اُسکو بالکل
اور آزادی حاصل ہے۔ اپنے عقائد کو غیر لوگون سے پوشیدہ رکھنے کے اصول

مستحکم رہنا چاہیے بلکہ مذہب کے خاص خاص راز اپنے ہم مذہبون مین سے
اس خاص خاص آدمیون کے عام آدمیون کو بھی نہ بتانا چاہیے اور یہ خاص خاص
بلکہ واسطے اسرار مذہب بتانے کی اجازت دی گئی ہے **عاقل** کہلاتے ہین
لفظ عقل سے نکلا ہے اور ان عاقلون کے علاوہ باقی تمام دروس خواہ
درجے پر ہون **جاہل** کہلاتے ہین۔ بالغ آبادی مین سے پندرہ فی صدی
ہوتے ہین۔ ہر کوئی دروس خواہ مرد ہو یا عورت عاقلون کے حلقے مین شامل
ہے جو کہ اس بات کی مرضی ظاہر کرے کہ اس جماعت کے قوانین کی پابندی رکھے گا
ایک سال تک آزمائش مین پختہ رہکر دکھا دے کہ اُسکے ارادے پختہ اور عقیدے
ہین عاقلون کے درمیان مین کوئی قاعدہ درجون کے امتیاز کا نہین ہے اور
امیر بشیر شہاب عاقلون کا ایک شیخ مقرر کرتے تھے لیکن اس شیخ کو باقی عاقلون پر
خاص فوقیت حاصل نہین ہوتی تھی بلکہ خاص اثر زہد و تقوی اور قابلیت کی
شہرت پر منحصر ہے۔ اور ہر ایک عاقل کو تمباکو اور شراب سے بچنا پڑتا ہے۔
دروس کے عبادت خانے **خلوت خانے** کہلاتے ہین اور نیکا مین ایک عبادت خانہ
ہے کہ جس مین ایک چراغ رات دن جلا کرتا ہے۔ دروس اپنی مذہبی خاص رسم
دوسرے مذہب والون کو آنے دیتے ہین اور جب کوئی ایسا آدمی آ جاتا ہے
اس وقت قرآن خوانی کرنے لگتے ہین۔ ان کے عقائد کا ماخذ باطنیہ خصوصاً
کے عقائد ہین اور اُن کو یہ یقین ہے کہ یہ چین سے آئے ہوئے ہین اور اب بھی
چین مین اُن کے ہم مذہب موجود ہین حالانکہ چین مین کوئی دروس نہین اور نہ
سے انکی شکل و شباہت ملتی ہوتی ہے۔

شمسی

آغا خان اسماعیلی کے معتقدون کی ایک جماعت کثیر ہندوون کا پردہ اپنے اوپر
ہے یہ آغا خانی ہندو **شمسی** کہلاتے ہین یہ گروہ پیر **شمس الدین** کی طرف
منسوب ہے۔ گوجرانوالہ۔ راولپنڈی۔ ملتان۔ ڈیرہ اسماعیل خان۔ ڈیرہ

غازی خان اور بعض دوسرے اضلاع مین شمسیون کی تعداد بہت ہے پنالہ اور… قوم کے لوگ ہین ان کی مذہبی کتابون کے مجموعے کا نام اتھروید ہے یہ لوگ آغا خان کو اپنا مقتدا مانتے ہین اور مثل اوتار کے اُنکا ادب و احترام کرتے ہین۔
شمسی ہندوون کا فرقہ اپنے اور ہندو بھائیون سے بالکل علٰحدہ ہے ان لوگون کے تمام ہندوون کے سے ہین اور ان کے گوترون اور ذات کے نام بھی ویسے ہی ہین مگر طرز معاشرت مین کسی قدر تبدیلی ہوگئی ہے یہ اپنے مردون کو دفن کرتے ہین شادی کا نام نکاح ہے جس کو انکا خاص پرُہت انجام دیتا ہے یہ لوگ ذبیحہ کے علاوہ اور کسی قسم کا گوشت نہین کھاتے اور نشئی اشیا سے بالکل محترز ہین۔
مرید ہونے کے وقت چھینٹے کی رسم ادا کی جاتی ہے جس مین انکا پیر اُن کے مُنھ پہ پانی چھڑکتا ہے اور اس مین مرید کو کچھ نذرانہ دینا پڑتا ہے جسکی تعداد شاید پانچ روپے تک ہے اسکے علاوہ اور کئی مراسم ہین جس مین کچھ نہ کچھ مرید کو چڑھانا پڑتا ہے سب سے بڑی رسم وَڈِی رِیت ہے جس مین کچھ تبرک دیے جاتے ہین۔عبادت کا طریقہ یہ ہے کہ صبح اور شام اور رات کو سندھیا کرتے ہین یہ لوگ جب اپنے مرشد سے ملاقات کرتے ہین تو ضرور کچھ نہ کچھ نذرانہ دیتے ہین جن مقامات مین شمسی ہندو آباد ہین وہان ایک جماعت خانہ ہوتا ہے جہان تمام مرید اپنی آمدنی کا آٹھوان حصہ جمع کردیتے ہین اور مکھیا اور کامری جو اسکے محافظ ہوتے ہین وہ اس رقم کو براہ راست اپنے مرشد کے پاس روانہ کردیتے ہین اسمین بیت کی خیرات اشیا بھی جمع رہتی ہین اور نیلام کے بعد اُن کی قیمت روانہ کی جاتی ہے بیان کیا جاتا ہے کہ پنجاب مین شمسیون کی تعداد بیس پچیس ہزار ہے۔

شمسیون کے عقائد

روز اول سے ذات پاک کہ وحدہٗ لاشریک اُسے کہتے ہین آرام تمام مقام لامکان مین شراب استغنا پی کر قیام رکھتی تھی یکایک عشق نے مثل قطرۂ باران اُس

…مخفی الصفات پر اثر کیا اُس سے جوش ہوا اُسنے چاہا کہ اپنی ذات وصفات کو ظاہر کرے تو اپنی ذات سے نور محمدی یعنی نور امامت یعنی نورست گورو برہما کو علٰحدہ کیا اور اسکے دیدسے آپ عاشق اپنا ہوا جس سے کل عالم ظہور مین آیا اور اسی شجرے سے سری کرشن مہاراج بھاگوت مین فرماتے ہین کہ کل سرشٹی کا ظہور مجھ سے ہوا ہے اور کل سرشٹی کا منبع مین ہون اور اسی شجرے سے گورو برہما یعنی محمد مصطفٰے نے فرمایا ہے کہ انا من نور اللہ وخلق من نوری یعنی مین خدا کے نور سے ہون اور میرے نور سے خلق اللہ ہے آج اُسی نورست گورو برہما سے کوئی زمانہ یعنی پل گھڑی پہر دن ہفتہ مہینہ برس صدی خالی نہین کیونکہ سری کرشن جی مہاراج فرماتے ہین کہ اے ارجن اگر میرا چرن پرتھمی پر نہو تو پرتھمی پرلے ہوجاے اور حضرت محمدؐ نے بھی فرمایا ہے کہ زمین امام سے کبھی خالی نہین رہتی۔
۱۹۱۱ء سے شمسیون نے ہندوون کا پردہ اپنے اوپر سے اٹھانا شروع کردیا ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ آریہ سماجی اخبارات نے سر آغا بہادر سلطان محمد شاہ کو اپنے اخبارات مین برا لکھنا شروع کیا یہ امر انکو ناگوار گذرا۔

زیدیہ

یہ گروہ زید بن علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب کی طرف منسوب ہے یہ لوگ حضرت علی کے بعد حضرت حسنؓ کو اُن کے بعد حضرت حسینؓ کو انکے بعد علی زین العابدینؓ کو اُن کے بعد انکے بیٹے زیدؓ کو امام مانتے ہین۔
۱۲۱ھ ہجری اور بقولے ۱۲۲ھ ہجری مین زید بن علی نے ہشام بن عبد الملک مروانی پر خروج کیا تھا لوگون نے انکے خروج کے سبب بیان کرنے مین اختلاف کیا ہے بعضے کہتے ہین کہ یہ عہد گورنری خالد بن عبد اللہ قسری مین عراق گئے خالد نے معقول طور سے جانی اور مالی انکی خدمت کی تھی پس جب یوسف بن عمر ثقفی گورنر عراق ہوا تو اُسنے ہشام بن عبد الملک کو یہ تمام حال لکھ بھیجا ہشام نے مدینے سے انکو بلوا کے خالد کے سامنے تصدیق کرانے کی غرض سے یوسف کے پاس عراق کو

روانہ کردیا مدینے کو واپسی کے وقت قادسیہ مین پہونچ کے قیام کیا اہل کوفہ نے پھر خط
پاکے خط وکتابت کی پس زید اُن کی طرف چلے گئے داؤد بن علی بن عبد اللہ بن
عباس نے جو ہمراہ تھے کوفے کی طرف واپس جانے پر زید کو بہت کچھ سمجھایا امام حسین
کا ماجرا سنایا شیعہ بولے یہ خود امیر بننا چاہتے ہین اس وجہ سے آپ کو کوفے مین
جانے سے روکتے ہین زید دم پٹی مین آکر کوفہ واپس گئے۔

اور بعض اسکا سبب یہ بیان کرتے ہین کہ زید بن علی اور عبد اللہ بن حسن مثنی مین
ایک مال موقوفہ جناب امیر کی بابت نزاع تھی رفع نزاع کی غرض سے یہ دونون
اکثر عامل مدینہ خالد بن عبد الملک بن حرث کے پاس جایا کرتے تھے ایک روز
اتفاق سے خالد کی مجلس مین دونون بھائی گتھ گئے باتون باتون مین لعن وتشنیع
کی نوبت آگئی خالد ان دونون کو حکمت عملی سے مشتعل کرتا جاتا تھا زید کو اُس کا
یہ فعل ناگوار گذرا سخت وناملائم کلمات کہہ کے اٹھ آئے دوسرے دن مدینے سے دمشق
کی جانب روانہ ہوگئے ایک مدت تک ہشام نے حاضری کی اجازت نہ دی حیلہ وحوالہ
کرکے ٹالتا رہا بالآخر زمانہ دراز کے بعد اجازت دی دیر تک باتین کرتے رہے اثناے
کلام مین ہشام نے کہا مین نے سنا ہے کہ تم میری مخالفت کرتے ہو اور خلافت کے
مستحق ہو حالانکہ تم اسکے اہل نہین ہو پھر کچھ سوچ کے کہا اور اگر تمھارا یہ خیال قائم
ہوگیا ہے تو بسم اللہ ہمپر خروج کرو آپ نے جواب دیا ہان مین ایسا خروج نہ کرونگا
جو تم کو جبرۃً گذرے ہشام یہ سن کے خاموش ہوگیا اور آپ دمشق سے کوفے کی
جانب چل کھڑے ہوئے محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب نے اللہ تعالی کا واسطہ
دیکے کہا کہ تم کوفے کو نہ جاؤ اُنکے قول وقسم کا کچھ اعتبار نہین ہے اُنھون نے ہمارے
اور تمھارے جد امجد کے ساتھ جو کچھ کیا ہے وہ تم سے پوشیدہ نہین ہے زید بن علی نے
اسپر کچھ توجہ نہ کی جون تون طے مسافت کرکے کوفے پہونچے پوشیدہ طور سے قیام کیا
اور بعض کہتے ہین کھلم کھلا قیام فرمایا تھا عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب نے
زید بن علی کو ایک خط نصیحتانہ لکھا اور اس ارادے سے روکا لیکن انھون نے کچھ سماعت نہ کی

آپ کے پاس کوفے مین عورت ومرد بکثرت آتے اور بیعت کرتے تھے تھوڑے ہی
دنون مین ایک معقول جماعت ہوگئی جنکی تعداد بارہ ہزار تک پہونچ گئی تھی اور
بعض کہتے ہین کہ تیس ہزار آدمی شیعہ تبرائیہ مین سے کہ اکثر اُن مین کیسانیہ اور
مختاریہ تھے اور تھوڑے سے وہ لوگ تھے جو حضرت زین العابدین کی امامت کے قائل
تھے جمع ہوگئے آپ نے تیاری کا حکم دیدیا اُن دنون کوفہ اور عراقین کا گورنر ہشام کی
طرف سے یوسف بن عمر ثقفی تھا یوسف کو یہ خبر لگی تو اُسنے آپ کو تلاش کرایا لیکن آپ
ملے آپ نے یوسف کے خوف سے خروج مین تعجیل کی یوسف ان دنون حیرہ مین تھا
کوفہ مین حکم بن الصلت امارت کررہا تھا شیعان علی یہ سن کے کہ یوسف آپ کو تلاش
کررہا ہے گھبرائے کیونکہ جان جانے اور محبت کے امتحان کا وقت قریب آگیا تھا ایک
جماعت نے زید شہید سے دریافت کیا کہ آپ شیخین کے حق مین کیا کہتے ہین زید نے کہا
مین اُن کو اچھا جانتا ہون اور میرے خاندان مین سے جس نے اُن کا ذکر کیا اُن کو
نیکی کے ساتھ یاد کیا ہم مین سے کسی نے اس سے زیادہ نہین کہا کہ نبی علیہ السلام کی
خلافت کے لیے سب سے زیادہ ہم مستحق تھے شیخین نے ہمارا حق ہمکو نہین پہونچنے دیا مگر
اس بات سے اُن کا کفر لازم نہین آتا اُنھون نے مخلوق مین عدل وانصاف کیا
قرآن اور سنت رسولؐ پر عمل کیا کسی پر ظلم نہین کیا شیعہ بولے کہ بنی امیہ بھی تو
کہتے ہین کہ ہم کتاب خدا اور سنت رسول پر عمل ورآمد رکھتے ہین تو انکے ساتھ جنگ کے لئے
تم کیون ہم کو بلاتے ہو اس صورت مین یہ بھی ظالم نہونگے، زید شہید نے فرمایا کہ بنی امیہ
کو حضرت ابو بکرؓ وعمرؓ سے کیا مناسبت یہ تمام مسلمانون پر ظلم کرتے ہین شیعہ کہنے لگے تم
ہمارے امام نہین ہمارے امام گذر گئے مراد اس سے امام محمد باقر تھے اور اب اُن کے بعد
جعفر اُن کے بیٹے امام ہین اور بیعت توڑ کر اپنے گھرون کو چلے گئے مگر خالص مخلص
ہمراہ رہ گئے ان واقعات کے بعد حکم بن صلت نے یوسف کے حکم سے اہل کوفہ کو
جامع مسجد مین جمع کیا اور زید بن علی کو تلاش کرایا آپ رات ہی کے وقت نکل کھڑے ہوئے
چند شیعہ نے آپ کے پاس مجتمع ہوکے آگ روشن کی اور یا منصور کی ندا دیدی

حکم نے مسجد کے دروازے بند کرا کے یوسف کو اس واقعہ سے مطلع کیا یوسف
پاتے ہی کوفہ کے قریب آپہونچا اور دو ہزار سواروں اور تین سو پیادوں کو کوفہ کی
بڑھنے کو کہا سفیہ یہ شن کے دائین بائین آنکھین چرا گئے زید بن علی نے دریافت
یہ سب لوگ کہان گئے جواب دیا گیا جامع مسجد مین محصور ہین حاضرین شمار کئے گئے
دو سو بیس نکلے جو سپاہ زید بن علی پر حملے کو آئی تھی اسکو نصر بن خزیمہ عیسیٰ اور زید
علی نے اپنے مردانہ حملے سے ہزیمت دی اور زید بن علی لڑتے بھڑتے انس بن عمارہ دی
مکان تک پہونچے چونکہ اسنے بھی بیعت کی تھی آپ نے آواز دی باہر آنا تو درکنار
صدائے برنخاست کا مضمون ہوا رفتہ رفتہ کناسہ پہونچے جہان پر اہل شام کا مجمع
تھا زید نے اُنپر بھی حملہ کیا اہل شام ہزیمت کھا کے منتشر ہوگئے شامیون نے پھر
تعاقب کیا کوفے کی گلیون مین ہڑبڑ سا مچا ہوا تھا آگے آگے زید بن علی تھے اور
پیچھے اہل شام تھے زید بن علی اہل کوفہ کی ایفائے بیعت سے نا امید ہو کے نصر بن
سے بولے افسوس ہے کہ تم لوگون نے میرے ساتھ بھی حسین کا جیسا برتاؤ کیا نصر نے
عرض کیا لیکن ہم ہین- واللہ ہم تمھارے ساتھ جان دینگے زید نے مع نصر کے دار الرزق
مین رات بسر کی صبح ہوتے ہی یوسف نے عباس بن سعد مزنی کو بسر گروہی لشکر
شام زید بن علی کے مقابلے پر بھیجا آپ کمال مردانگی سے میدان جنگ مین آ
نصر بن خزیمہ اور معاویہ بن اسحاق بن زید بن ثابت دونون بازوؤن پر تھے اور
آپ قلب مین ایک سخت اور خونریز لڑائی کے بعد نصر مارے گئے مگر لشکر شام بھی میدان
جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا مغرب کا وقت آگیا تھا لڑائی موقوف ہوگئی عشا کے وقت
یوسف نے اپنے ہمراہیون کو دوبارہ مرتب کرکے زید پر شبخون مارنے کو بھیجا لیکن
جان نثارون نے نہایت دلاوری سے پسپا کر دیا یوسف نے یہ رنگ دیکھ کے تیر اندازون کو
تیر باری کا حکم دیا جنگ کا عنوان بدل گیا لڑائی نہایت سختی سے جاری ہوگئی معاویہ
بن اسحاق مارے گئے اتفاقاً ایک تیر زید کی پیشانی پر لگا جس کے صدمے سے طائر
نفس بدن سے اُڑ گیا تاریخ الخمیس مین لکھا ہے کہ یوسف نے زید کے جسد کو برہنہ

کرکے سولی دی اور چار سال تک انکا جسد یونہی سولی پر رہا اور اُن کے بعد
کسی نے جلا کر دیا تھا جو لوگ زید شہید کے ساتھ تھے وہ اپنے آپکو شیعہ خالص
کہنے لگے اور کہا کہ امام برحق یہی تھے کہ اپنے اسلاف کی طرح ظالم دشمنون سے لڑ کر
مارے گئے اور اپنی جان امامت کی راہ مین دیدی اور امام کو یہی چاہیئے کہ راہ خدا
مین کسی سے نہ ڈرے اور تلوار کے ساتھ نکلے اور کسی کی پشتی و رفاقت یا ترک
مدد کی پروانہ کرے اور جو لوگ اُنسے جدا ہوگئے تھے اُنھین روافض کہنے لگے
بلکہ جب اُن جھوٹے شیعون نے ترک رفاقت کی تو خود زید شہید نے کہا تھا کہ یہ لوگ
روافض ہین[1]- غنیۃ الطالبین مین لکھا ہے کہ شیعہ وہ ہے کہ تفضیل دے حضرت علی کو
اور رافضی وہ ہے کہ تفضیل دے حضرت علی کو حضرت عثمان پر-
مولوی شبلی صاحب نے سیرۃ النعمان مین کہا ہے کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے تحفہ
مین لکھا ہے کہ زید بن علی نے بنی امیہ کے عہد مین جو بغاوت کی تھی امام ابو حنیفہ
اس مین شریک تھے نامۂ دانشوران کے مولفون نے بھی ایسا ہی گمان کیا ہے
لیکن ہم اسپر یقین نہین کرسکتے جسقدر تاریخین اور رجال کی کتابین ہمارے سامنے ہین
ان مین کہین اسکا ذکر نہین حالانکہ اگر ایسا ہوتا تو ایک قابل ذکر واقعہ تھا غالبًا
اس غلط فہمی کا منشا یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کا خاندان اہل بیت کے ساتھ ایک
خاص ارادت رکھتا تھا امام صاحب نے ایک مدت تک امام باقر کے دامن فیض مین تربیت
پائی تھی کوفے کی ہوا مین ایک مدت تک شیعہ پن کا اثر تھا ان اتفاقی واقعات نے
امام ابو حنیفہ کی نسبت یہ گمان پیدا کر دیا- اور تاریخی شہادتین بالکل اس کے
خلاف ہین- انتہیٰ کلامہ حاصل حال یہ ہے کہ زمخشری نے کشاف مین اس آیت کی
تفسیر مین لا ینال عہدی الظالمین لکھا ہے کان ابو حنیفۃ یفتی سرا بوجوب نصرۃ
زید بن علی رضوان اللہ علیہ وحمل المال الیہ والخروج معہ علی اللص المتغلب المسمی
بالامام والخلیفۃ کالدوانقی واشباھہ یعنی امام اعظم کوفی مخفی طور پر لوگونکو فتوی
دیتے تھے کہ زید بن زین العابدین کی مدد کرنا چاہیئے اور لڑائی مین متغلب چورون

[1] [illegible]

مذاہب الاسلام
مولوی محمد نجم الغنی خاں رامپوری
ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور ۔ کراچی ۔ پاکستان

مثل منصور دوانقی اور اُسکی طرح کے لوگون کے مقابل اُنکا ساتھ دینا چاہیے: زمخشری
کے اس قول کو نامہ دانشوران اور فواتح سبعہ مین بھی نقل کیا ہے اور اسکی نقل کے
بعد کوئی تکذیب نہین کی ہے اور جلد اول تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ یہ قصہ بھی مشہور ہے
کہ زید بن علی نے ہشام بن عبد الملک مروانی پر خروج کیا تو امام ابو حنیفہ لوگونکو مخفی
طور پر فتوی دیتے کہ زید بن علی کی مدد کرنا اور ان کی رفاقت مین جنگ کرنا واجب ہے
اور امام صاحب نے مدد کے لیے مال و اسباب زید بن علی کے پاس بھیجا اور صواعق محرقہ
مین زید بن علی کے حق مین بیان کیا ہے ومن القائلین بصحة امامته وجواز خروجه
علی الظلمة ووجوب اتباعه ابو حنیفة نعمان بن ثابت الکوفی یعنی زید بن علی کی امامت
کی صحت کے امام ابو حنیفہ قائل تھے اور ان کے خروج کو اس وقت کے حکام ظالم پر جائز
قرار دیتے تھے اور اُن کی مدد اور شرکت کو واجب بتاتے تھے شاہ صاحب نے تحفہ مین
اسی صواعق محرقہ کی اتباع کی ہے اگرچہ مولوی شبلی صاحب کی تحریر پر جو ہمارے
وقت مین فن تاریخ مین کوس لمن الملکی بجا رہے ہین اور اُن لوگون کی نظرون مین
جو علوم عربیہ سے نابلد ہین اور اُن کے مبلغ تحقیقات کا مدار اخبارات کی تحریر اس
پر ہے اور جو کسی قدر ترقی یافتہ ہین وہ تعلیم انگریزی کے کسی درجے مین پاس یا فیل ہین
اعلے درجے کے مورخ اور محقق ہین کسی امر مین شبہہ ظاہر کرنا چھوٹا منھ بڑی بات ہے مگر
مولوی صاحب نے اس واقعہ کا بے اصل ہونا جن وجوہ اور قرائن سے قرار دیا ہے
اُن سے اس واقعہ کی غلطی ثابت نہین ہوتی۔ ہم مولوی شبلی صاحب سے دریافت کرتے ہین
(۱) شاہ صاحب کی تحریر اتنی شہادتون کے سامنے قابل وثوق ہے یا نہین اور یہ شہادتین
معتبر ہین یا نہین اگرچہ زمخشری کو علم تاریخ سے مس نہ تھا جیسا کہ شبلی صاحب نے الفاروق
کی جلد ۲ صفحہ ۲۷۲ مین اسکی تصریح کر دی ہے لیکن امام فخر الدین رازی نے جنکی تفسیر
نہایت صحیح اور مستند خیال کی جاتی ہے اس واقعہ کی تغلیط کیون نہین کر دی۔
اور نامہ دانشوران کے مولفون نے اس روایت پر جو زمخشری نے تحریر کی کیون نہ اعتراض
کیا بلکہ اعتراض تو درکنار اسکو صحیح سمجھ کر خود بھی روایت کر دی۔

(۲) مولوی صاحب کا یہ قول کہ تاریخی شہادتین بالکل اسکے خلاف ہین پکار کر یہ
کہہ رہا ہے کہ مورخین نے اس قصے کی تغلیط اور تردید کی ہے یا یہ لکھدیا ہے کہ امام
ابو حنیفہ صاحب نے زید بن علی کی مدد نہین کی تھی حالانکہ اکثر تواریخ کے ورق ورق
الٹ کر دیکھ لیے گئے کسی مورخ نے کوئی اس قسم کا لفظ نہین لکھا جس سے اس بات پر
استدلال ہو سکے کہ امام صاحب نے زید بن علی کی مدد نہین کی یا اُن کے خروج کو بُرا
جانتے تھے یا یہ واقعہ غلط ہے نہایت کار یہ ہے کہ طبری ابن الاثیر ابن خلکان ابن
خلدون ابو الفدا وغیرہ نے اس قصے کو نہین لکھا ہے مگر جائے انصاف ہے کہ ان مورخون نے
اس قصے کو غلط بھی نہین قرار دیا پس اُن کی خاموشی سے یہ غلط نہین ہو سکتا۔
(۳) اگر واقعی یہ قصہ غلط تھا تو مولوی شبلی صاحب کو لازم تھا کہ اس بات کو
بدلائل ثابت کرکے وضاحت سے تحریر کرتے کہ امام صاحب کے زید بن علی کی مدد
نہ کرنے مین کیا قباحت تھی حالانکہ انھون نے ابراہیم کی علانیہ تائید کی تھی جو فرزند زید بن
حسن مثنی کے تھے اور انھون نے منصور دوانقی پر خروج کیا تھا اور یہ کہنے لکھا ہے کہ امام صاحب نے
زید کی مدد نہین کی صرف اپنے قیاس وتخمین سے تغلیط کرنا قابل وثوق نہین۔
(۴) خاندان اہل بیت کے ساتھ اُس وقت کے اور بھی مقدس آدمی عقیدت رکھتے
تھے پھر اُن کی نسبت ایسی غلط روایت کیون نہ مشہور ہو گئی۔
(۵) مولوی شبلی نے کسی روایت ضعیف یا قوی کا کسی تاریخ کے حوالے سے تذکرہ تحریر
نہین کیا کہ فلان تاریخ یا روایت مین یہ قصہ خلاف روایت مشہورہ کے موجود ہے۔
(۶) اکثر کتب اہل سنت مین اس واقعہ کو تحریر کیا ہے اور آج تک کسی عالم
اہل سنت یا شیعہ نے اس قصے کی تردید نہین کی۔
(۷) کیا طبری یا کامل وغیرہ تواریخ مین کوئی کلی یا جزئی واقعہ فروگذاشت
نہین ہو گیا کیا بالاستیعاب سب واقعات لکھ لیے گئے ہین۔
(۸) کیا امام ابو حنیفہ کے تمام مخفی وعلانیہ واقعات قلمبند ہو گئے ہین۔
(۹) کیا زمخشری یا امام فخر الدین رازی یا مولف صواعق محرقہ وغیرہ کوئی تاریخ کی

کتاب لکھتے تو ان کا پایہ طبری یا کامل یا تاریخ ابن خلدون یا وفیات الاعیان
یا ابوالفدا وغیرہ کے سامنے قابلِ اعتبار نہ ہوتا۔
(۱۰) کیا جن لوگوں نے اِس واقعہ کو لکھا ہے اُن سے مولوی شبلی زیادہ نقاد
علوم عربیہ و تواریخ کے زیادہ ماہر ہیں۔
(۱۱) کیا مولوی شبلی کی نظر تمام تواریخ اور اسماے رجال کی کتابوں پر حاوی ہو گئی
بوجوہ مذکورہ جس طرح یہ قصہ مشہور ہے اسی طرح اُس کی صحت ہوتی ہے۔
خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس قدر مخلص زید کے ساتھ رہے تھے انھوں نے اپنی جانوں کو
زید کی طرف منسوب کر دیا اور مذہب جداگانہ نکال لیا ان میں سے عمدہ داعی یہ لوگ تھے
یحییٰ بن زید بن علی بن حسین شہید کربلا بعض زیدیہ ان یحییٰ کو امام مانتے ہیں
اور یحییٰ بن حسین بن ہاشم کہ حسن بن حسن بن علی کرم اللہ وجہہ کی نسل سے تھے
انھوں نے اپنا لقب ہادی رکھا اور ۲۸۰ ہجری میں خروج کیا اور یمن اور حجاز کے
شہروں پر قبضہ کر لیا اور احکام نام ایک کتاب فقہ زیدیہ میں تصنیف کی اور انکے بیٹے
مرتضیٰ بھی زیدیہ کے مذہب کے داعی تھے اور حسن بن احمد بن یحییٰ بن حسین اور
یحییٰ بن احمد بن یحییٰ بن حسین یہ دونوں بھی زیدیہ کے دعاۃ میں سے تھے اور
یہاں تک زیدیہ کا مذہب خالص رہا کہ اصحاب کبار پر تبرا نہیں کرتے اور زید سے بہت سے
نصوص اس مدعا پر نقل کرتے ہیں اور سب کو نیکی کے ساتھ یاد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگرچہ
امامت جناب امیر کا حق تھا مگر انھوں نے خود خلفاے ثلثہ کو دیدی اور کہتے ہیں کہ بیعت
خلفا کی خطا نہ تھی اس لیے کہ جناب امیر اُس سے راضی تھے اور معصوم خطا و باطل سے
راضی نہیں ہوتا ہے زیدیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کے خلیفہ مقرر کرنے میں مصلحت تھی
اِس لیے کہ حضرت علیؓ کی تلوار ابھی دشمنانِ دین کے خون سے خشک نہ ہوئی تھی
اور عداوتیں دلوں میں موجود تھیں اگر انھیں خلیفہ کر دیتے تو شاید دین میں خلل پڑ جاتا
اور انتظام بگڑ جاتا اور حضرت ابوبکرؓ کے مقرر کرنے میں جھگڑوں کے دفعیہ کا خیال تھا
اِن کا سارا مذہب امامت کے باب میں اہل سنت و جماعت کے مذہب کے موافق تھا

اِسقدر ہے کہ ان کے نزدیک امام کا فاطمی ہونا شرط ہے اور جب وہ فاطمی
فاطمی کو امامت سپرد کر دے تو اُس کی امامت منعقد ہو جاتی ہے لیکن یہ حال
لوگوں کا تھا جو خاص زید شہید کے متبع تھے پھر بعض زیدیہ نے بعض باتیں
امامیہ کے مذہب میں سے لیکر مذہب زیدیہ میں داخل کرکے آپ داعی
مذہب کے بنے اور ہر ایک کے متبعین سے ایک ایک فرقہ مقرر ہو گیا جیسے
جارود کہ کنیت اُس کی ابوالنجم ہے اور سلیمان بن جریر اور ابتر نومی اور حسین
صالح اور نعیم بن یمان اور یعقوب وغیرہ مگر سب زیدیہ میں شمار ہوتے ہیں اور ان
کی رائے یہ ہے کہ امام کا مقرر کرنا اللہ پر واجب ہے بعض زیدیہ کے نزدیک یہ
دلیل عقلی سے ثابت ہے اور اکثر زیدیہ کے نزدیک دلیل سمعی سے اور
کے نزدیک امام کا معصوم ہونا واجب نہیں۔ زید بن علی بن امام حسین بن
امیرالمومنین علی واصل بن عطا رئیس معتزلہ کے شاگرد تھے اصول عقائد کو اسی سے
واصل اپنے وقت کا امام معتزلہ تھا اور جنگ صفین و جمل میں حضرت علیؓ کے
صواب ہونے میں اس کو تردد تھا ایک دن زید نے اِس عقیدے کو بسبیل تذکرہ
کیا محمد باقر انکے بھائی نصیحت کرنے لگے بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم ایسے
سے علم حاصل کرتے ہو جو تمھارے دادا سے بدظن ہے۔ نواب صدیق حسن خان نے
ہے کہ سارے زیدیہ اصول میں معتزلی ہیں مگر مسئلہ امامت میں معتزلہ سے مخالف ہیں
علی کا مذہب واصل بن عطا سے لیا گیا ہے انتہی سید شریف نے شرح مواقف
لکھا ہے کہ ہمارے زمانے میں زیدیہ مقلد ہیں اصول عقائد میں اعتزال کے طریق
اور فروع میں مذہب حنفیہ کے طریق پر مگر چند مسائل میں خلاف رکھتے ہیں
الراغبین میں لکھا ہے کہ زید کے شاگرد واصل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا
اُسکے مذہب پر ہوں۔ کتاب الازہار میں کہ فقہ زیدیہ میں ایک معتبر کتاب ہے

کتاب السیر کے اندر لکھا ہے کہ زیدیہ کے نزدیک وجوب امامت کا طریق شرع
زیدیہ کہتے ہیں کہ جب شخص میں چھ صفتیں ہوں علم زہد شجاعت اور اولاد فاطمہ زہرا
حسنی ہو یا حسینی اور بعض نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ صبیح الوجہ بھی ہو اور کسی طرح کی آ
اُس میں نہو اور وہ تلوار کے ساتھ خروج کرے اور لوگوں کو اپنی امامت کی طرف بلا
تو امامت اُسکی منعقد ہو جاتی ہے کتاب الازہار میں مذکور ہے کہ کوئی آدمی ند
سے امام بن سکتا ہے نہ امام مقرر کئے جانے سے جب تک اُس میں امامت کی شرطیں
موجود نہ ہوں جن میں سے کچھ خلقی (پیدائشی) ہیں اور کچھ اکتسابی۔ شرائط خلقی یہ ہیں
(۱) مکلف (یعنی بالغ ہو) (۲) مرد ہو (۳) آزاد ہو (۴) علوی فاطمی ہو اگر
آزاد کیا ہوا ہو اس طرح کہ کوئی مرد فاطمی کسی کی کنیز سے عقد کرے اور اُس کنیز سے
پیدا ہو تو یہ بیٹا فاطمی علوی ہے مگر مملوک ہے جب اس بیٹے کو کنیز کا مالک آزاد کر
تو اس میں امامت کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی مگر ایسا مرد جس کی نسبت علوی
دعوی کرے کہ میرے نطفے سے ہے اور غیر علوی کہے کہ میرے نطفے سے ہے اُس وقت تک
امامت کے قابل نہیں جب تک یہ مقرر نہو جائے کہ یہ علوی کا نطفہ ہے غیر کا نطفہ نہیں
(۵) حواس اور اعضا درست ہوں۔
اور شرائط اکتسابی یہ ہیں (۱) علوم دینی کا مجتہد ہو (۲) صاحب عدالت ہو
(۳) سخی ہو اس بات میں کہ جہاں مال خرچ کرنا مناسب ہو وہاں خرچ
کرے بیکار نہ خرچ کرے (۴) مدبر ہو یعنی اُس کی رائے زیادہ تر صائب ہو
(۵) جری اور بہادر ہو ایسے محل پر جہاں اپنے سلامت رہنے کی امید ہو (۶) ایسے
وقت میں دعوت کرے کہ اس کی دعوت سے پہلے کسی شخص جامع الشرائط کی
جانب سے دعوت امامت نہو چکی ہو اور کوئی اور ایسا آدمی امام نہ مان لیا گیا ہو
کیونکہ جب امامت کی دعوت اسکی دعوت سے قبل شروع ہو کر تسلیم کر لی گئی ہے
تو وہ پہلا شخص امام ہے پھر دوسرے جامع الشرائط کو اپنی ذات کی طرف دعوت
نکرنا چاہیے بلکہ پہلے شخص کی طرف دعوت کرنا چاہیے نہیں تو یہ دوسرا شخص باغی

ے گا اور ایک زمانے میں دو اماموں کا ہونا صحیح نہیں۔
امام کو ان نو کاموں کے سوا اور کچھ نکرنا چاہیے (۱) حدود یعنی اُن سزاؤں کا
جاری کرنا جو شرع میں معین ہیں (۲) جمعہ اور جماعت کا قائم کرنا (۳) مسلمانوں میں
قاضی مقرر کرنا (۴) احکام جاری کرنا (۵) جس پر کسی کا حق ہو تو اسکو ادا کرنے
کے لئے مجبور کرنا (۶) واجبات دینی جیسے نماز و روزہ وغیرہ کی لوگوں سے تعمیل
کرانا اور ان چیزوں پر ان کو پابند کرنا (۷) مصالح عامہ کے لئے والی مقرر کرنا
اور ان لوگوں کے لیے ولی مقرر کرنے کی ضرورت ہو اُنکے ولی مقرر کرنا (۸) کفار سے
جہاد کرنا باغیوں کو زیر کرنا (۹) زکوۃ وغیرہ حقوق مالیہ لوگوں سے وصول کرنا۔
جب امامت کی دعوت متواتر طور پر کسی مسلمان کو پہونچے تو اُسکو چاہیے کہ اُنہیں شروط
امامت کو تلاش کرے جب کامل الشروط ثابت ہو تو اُسکی دعوت قبول کرلے کیونکہ
اگر دعوت ایسی حالت میں قبول نکریگا تو اُسکی عدالت ساقط ہو جائیگی یعنی اُس کا
تقوی اور پرہیزگاری اور مروت باقی نہ رہیگی گواہی اُسکی قبول نہوگی غنیمت میں سے
مال نہ پائیگا اور جو امام کے ساتھ دل سے عداوت کرے وہ مخطی ہے اور جو زبان سے
عداوت ظاہر کرے وہ فاسق ہے اور جو ہاتھ سے بھی مخالفت کرے وہ محارب ہے
اور اس باغی کے لیے غنیمت سے حصہ ہے جو امام کی بعض معاملات میں مدد کرے اور
مجتہد مصیب ہے اصح یہی ہے اور زندہ امام کی تقلید مرے ہوے امام کی تقلید سے
اولی ہے اور جو امام زیادہ علم رکھتا ہو خواہ مردہ ہو یا زندہ اُسکی تقلید اولی ہے اور
اہل بیت میں سے ائمہ مشہور اپنے غیر سے تقلید کے لیے اولی ہیں۔ اور کتاب مذکور
میں لکھا ہے کہ امامت کا طریق دعوت ہے۔ شارح کہتا ہے کہ اکثر زیدیہ جیسے جارودیہ
اور تبریہ اور صالحیہ کے نزدیک ثبوت امامت کا طریق دعوت ہے اور دعوت کے معنے
یہ ہیں کہ لوگوں کو بلائے کہ کفار سے جہاد کریں حدود اور جمعہ اور جماعت قائم کریں
باغیوں کو مغلوب کریں غزوات میں ساتھ دیں ظالموں اور کافروں کی صحبت سے
حتی الامکان بچیں ابن جبیر نے اپنے سفرنامے میں واقعات ماہ جمادی الاولی ۵۷۹ ہجری

مین لکھا ہے کہ حرم شریف مین اہل سنت کے چار امام ہین اور فرقۂ زیدیہ کا ایک
امام ہے اِس شہر مین اکثر شرفا کا مذہب زیدیہ ہے اور یہ لوگ اذان مین
حي علی الفلاح کے بعد حي علی خیر العمل اور اضافہ کرتے ہین نماز جماعت
کے ساتھ نہین پڑھتے ظہر اور عصر ملاکر پڑھتے ہین اور مغرب کی نماز اہل سنت کے
امامون کے بعد ادا کرتے ہین ابن خلدون نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ زید کی
شہادت کے بعد زیدیہ مین امام کی نسبت اختلاف ہوگیا کچھ زیدیہ اُن کے بیٹے
یحییٰ کو امام ماننے لگے جو خراسان مین گئے اور امامت کے لیے ریشہ دوانی کرنے لگے
اور بلخ مین پہونچ کے حریش بن عمرو کے مکان پر مقیم ہوے پس جب ولید تخت نشین
ہوا تو یوسف نے نصر بن سیار گورنر خراسان کو لکھ بھیجا کہ حریش کے مکان سے یحییٰ بن
زید کو گرفتار کرکے بھیجدو نصر نے یحییٰ کو گرفتار کرکے قید کر دیا اور ایک اطلاعی عرضداشت
ولید کے پاس بھیجدی مگر ولید نے یحییٰ اور اُن کے ہمراہیون کو رہا کرا دیا یحییٰ مع اپنے
ہمراہیون کے بلخ سے روانہ ہوکر سرخس مین پہونچے نصر نے وہان سے اُن کو نکلوا دیا
مجبور ہو کے نیشاپور مین چلے آئے یحییٰ کے ساتھ ستر آدمی تھے چونکہ روزانہ سفر کی تکان
سے سب تھک گئے تھے اس وجہ سے ان لوگون نے چند سواریان خرید کی تھین عمرو
بن زرارہ حاکم نیشاپور نے یہ حال نصر کو لکھ بھیجا اُسنے جنگ کرنے کا حکم دیدیا عمرو دس ہزار
کی جمعیت سے مقابلے پر آیا لڑائی ہوئی عمرو اور اُسکے بہت سے ساتھی مارے گئے میدان
جنگ یحییٰ کے ہاتھ رہا خاتمۂ جنگ کے بعد یحییٰ نے ہرات کی طرف کوچ کیا نصر نے یہ خبر پاکر
مسلم بن احوز مازنی کو یحییٰ کے تعاقب مین روانہ کیا جوزجان مین مڈبھیڑ ہو گئی ایک نہایت
خونریز جنگ کے بعد یحییٰ مارے گئے اور آپ کے کل ہمراہی بھی کام آئے مسلم نے یحییٰ کا سر
ولید کے پاس دمشق بھیجدیا اور نعش جوزجان مین صلیب پر چڑھادی وہ برابر صلیب پر
چڑھی رہی یہانتک کہ ابومسلم خراسانی خراسان پر مسلط ہوا اور اُسنے نعش کو صلیب پر سے
اُترواکے دفن کر دیا اور یحییٰ کے جو جو قاتل ملے اُن کو قتل کر ڈالا یحییٰ بن زید نے
محمد بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن حسن مجتبیٰ کی امامت کے لیے وصیت کی تھی ان کو

نفس زکیہ کہتے ہین نفس زکیہ نے حجاز مین خروج کیا اور مہدی کے لقب کے ساتھ
مشہور ہوے نفس زکیہ منصور عباسی کے لشکر سے شکست کھاکر مارے گئے اُنھون نے اپنے
بھائی ابراہیم کے لیے وصیت کر دی تھی ابراہیم نے بصرے مین خروج کیا ابراہیم کے
ساتھ عیسیٰ بن زید بن علی سجاد بھی تھے فوج منصور کے ہاتھ عیسیٰ اور ابراہیم دونون
مارے گئے پس یہ ابراہیم زیدیہ کے آٹھوین امام ہین اور بعض کتابون مین محمد نفس زکیہ
کو زیدیہ کا چھٹا امام اور ابراہیم کو ساتوان امام بھی لکھا ہے اور یہ اُن لوگون کی راے
کے مطابق صحیح ہو سکتا ہے جو یحییٰ بن زید شہید کو مذہب زیدیہ کا داعی قرار دیتے ہین
اور زیدیہ کہتے کہ محمد نفس زکیہ کے بعد محمد بن قاسم بن علی بن عمر امام ہوے
عمر زید بن علی سجاد کے بھائی تھے محمد بن قاسم نے طالقان مین خروج کیا مگر معتصم
کے لشکر نے اُن کو مغلوب کرکے گرفتار کر لیا اور ایک گروہ زیدیہ کا کہتا ہے کہ یحییٰ بن زید
کے بعد اُن کے بھائی عیسیٰ امام ہین اور یہ وہی عیسیٰ ہین جو ابراہیم کے شریک ہوکر
منصور سے لڑے اور مارے گئے اور یحییٰ کے بعد امامت اُن کی اولاد مین قرار دیتے ہین
اور ایک جماعت کہتی ہے کہ محمد نفس زکیہ بن عبداللہ کے بعد اُن کے بھائی ادریس
بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ امام ہین جب حسین بن علی بن حسن مثنیٰ نے خلیفہ ہادی
عباسی کے عہد مین خروج کیا تو یہ ادریس اُن کے ہمراہ تھے اور ۱۶۹ھ مین مقام فخ مین جو
مکے کے قریب طائف کی طرف واقع ہے لشکر ہادی کے ہاتھ سے حسین مارے گئے تو ادریس
مصر کی طرف بھاگ گئے اور وہان سے اندلس کی جانب چلے گئے اور اقصاے مغرب کے
شہر طنجہ مین دعوت شروع کی زنگیون نے اُنکی دعوت قبول کی اور بہت سا ملک اُنکے
قبضہ مین آگیا جب ادریس کی شوکت و قوت بڑھ گئی تو رشید عباسی نے سلیمان بن جریر
کو کہ زیدیہ کا متکلم تھا ادریس کے پاس بھیجا جسنے ان کو زہر دیکر مار ڈالا ادریس کی ایک
لونڈی کو حمل تھا جس سے ایک لڑکا پیدا ہوا اُسکا نام بھی ادریس رکھا اور وہ بڑھکر
باپ کا قائم مقام ہوا جنات الفردوس مین لکھا ہے کہ جب سلطنت اندلس بنی مروان
کے ہاتھ سے نکل گئی تو یہ ولایت بھی بنی ادریس کے ہاتھ مین آگئی لیکن بڑے بڑے شہر

اور اچھے اچھے مقام آل تاشفین کے ہاتھ مین رہے اور اُنکے بعد بنی عبدالمومن
اُن پر قبضہ کر لیا اُن کے بعد بنی مرین کے قبض و تصرف مین آ گئے یہانتک
[illegible] مین تمام ملک افریقہ بنی ادریس کے زیر نگین ہو گیا جب بنی ادریس
حکومت مٹ گئی تو زیدیہ کا کام ابتر ہو گیا۔ ابو نصر بخاری کہتا ہے کہ ابراہیم
بن امام موسی کاظم نے یمن مین مامون عباسی خلیفۂ بغداد کے عہد مین خروج کیا
اور وہ فرقہ زیدیہ کے ایک امام تھے۔ زیدیہ کے ایک داعی تھے جنکا نام حسن بن زید
بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید شہید ہے ۲۵۰ھ ہجری مین طبرستان
مین خروج کیا انکو داعی کبیر اور داعی اول کہتے تھے ۲۵۲ھ مین انھون نے
سلیمان بن طاہر پر حملہ کیا اور اسکو طبرستان سے نکالکر تمام ملک پر قبضہ کر لیا
نہایت خونریز تھے ان کی حکومت مین بہت سے آدمی مارے گئے اور اکثر
سادات قتل ہوئے بیس سال حکومت کرکے ۲۷۰ھ مین وفات پائی داعی کبیر کے
اُن کے بھائی محمد داعی کے لقب سے ملقب ہوئے اور احمد ابو الحسن کو جو داعی کبیر کے
بہنوئی تھا شکست دیکر تمام حکومت طبرستان پر ۲۷۱ھ مین قبضہ کر لیا اور سترہ سال
۷ ماہ حکومت کرکے محمد بن ہارون سرخسی صاحب اسماعیل بن احمد سامانی کے مقابلہ
مین مارے گئے یہ محمد ایسے نیک سیرت تھے کہ ایک شخص کو جس نے اقرار کر لیا تھا
کہ مین یزید بن معاویہ کی اولاد سے ہون اُس قدر حصہ دیا جس قدر بنی
عبد مناف مین سے ایک ایک شخص کو دیا تھا اور فرمایا کہ اللہ ایک شخص کو دوسرے
کے گناہ کی وجہ سے عذاب نہ دیگا۔ لہذا خون حسین کا مجھ سے مواخذہ نہین۔
زیدیہ مین سے ناصر اطروش نے دیلم مین اس مذہب کی طرف دعوت شروع
کی ہزارون آدمی اُن کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اُنکا نام حسن بن علی بن حسن
بن علی بن عمر ہے اور یہ عمر زید بن علی سجاد کے بھائی ہین۔
یعقوب بن داؤد بن طہمان شیعی جب مہدی خلیفۂ عباسی کا وزیر ہوا تو اُسنے
زیدیہ کو کل ممالک محروسہ کے معزز و ممتاز عہدون پر مقرر کر دیا۔

زیدیہ کے بعض عقائد

زیدیہ کا مثل امامیہ کے یہ عقیدہ ہے کہ اللہ کا ارادہ حادث ہے اور اُسکا ارادہ
موجودات پر عام و محیط نہین بلکہ بہت سے موجودات اُسکے بلا ارادہ پیدا ہو گئے ہین
اور آفت اور کفر اور معصیت اور یہ بھی کہتے ہین کہ اللہ کی بعض مرادین واقع نہین
اور شیطان اور کافرون کی واقع ہو جاتی ہین اور زیدیہ یہ بھی کہتے ہین کہ اللہ بعض
کی ہدایت کا ارادہ کرتا ہے مگر شیطان اور مغویان بنی آدم اُسے گمراہ کر دیتے ہین
اللہ تعالی کا ارادہ اُنکے سامنے نہین چل سکتا یہی عقیدہ امامیہ کا ہے اور کہتے ہین
اللہ تعالی پر واجب ہے یہی مذہب امامیہ کا ہے برخلاف اہل سنت کے
نزدیک اللہ پر تکلیف واجب نہین بلکہ وہ ابرار پر فضل ہے اور فجار کے حق مین عدل
مواقف مین لکھا ہے کہ زیدیہ آٹھ فرقے ہین جن مین قدر مشترک زید بن علی کی
ہے ان مین سے اکثر کے نزدیک ائمہ کا ایک وقت بلکہ ایک مقام مین متعدد
جائز ہے مروج الذہب مین کہا ہے الزیدیۃ کانت فی عصرھم ثمانیۃ فرق
زیدیہ اپنے زمانے مین آٹھ فرقے تھے اور اُن مین مرتبہ اور ابرقیہ اور عقبیہ اور
اصحاب محمد بن یمان کوفی یہ چار نام لکھے ہین بغیر تفصیل کے اور چار نام یہ لکھے ہین
اور ابتریہ اور جریریہ اور جارودیہ اور نفائس الفنون مین کہا ہے کہ زیدیہ
فرقے ہین جارودیہ سلیمانیہ صالحیہ چوتھا فرقہ ناصریہ کہ یہ شریف ناصر الکبیر کے
ہین جنکی قبر آمل مین ہے پانچوان فرقہ ابو الحسین جو متبع ہین شریف ابو الحسین کے
مین مدفون ہین ہم جس ترتیب سے یہان فرقے لکھینگے وہ شرح مواقف کے مطابق ہے
اول فرقہ جارودیہ صاحب کشاف اصطلاحات فنون نے اِس فرقے کے
حروف کی عجیب تصحیف کر دی ہے صفحہ ۱۹۵ مین کہا ہے جارودیہ زیدیہ کا
فرقہ ہے ذکران کا باب زائے معجمہ کی فصل دال مہملہ مین کیا جائیگا اور صفحۂ مذکور مین
رودیہ کا لفظ راے مہملہ و واو و دال مہملہ کے ساتھ لکھا ہے مگر اعراب نہین لکھے

اور زیدیہ کے بیان میں صفحہ ۲۱۴ میں جارودیہ کے عقائد بھی ذکر کیے ہیں جو
وغیرہ میں موجود ہیں اور صفحہ ۲۲۳ میں جارودیہ رائے بہلا اور واو ورا
ساتھ لکھا ہے اور کہا ہے کہ ابی الجارود کے اصحاب ہیں۔ کشکول بہائی میں
کہ جارودیہ ابوالجارود بن زیاد بن معبد عبدی کے اصحاب ہیں اور مجمع
بیان کیا ہے کہ اس فرقے کا رئیس خراسان کا باشندہ تھا اور اسے ابوالجارود
بن منذر عبدی کہتے تھے۔

شرح مواقف میں مسطور ہے کہ امام محمد باقر نے اسکا نام سرحوب رکھا تھا سرحوب
شیطان ہے نابینا کو دریا میں مقیم ہے اور مجمع البحرین سے معلوم ہوتا ہے کہ سر
طویل کے معنے میں ہے اسی لیے اس فرقہ کو سرحوبیہ بھی کہتے ہیں اس فرقے کا
تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کی امامت کے لیے نص کردی
مگر نص وصف کے ساتھ تھی نام کے ساتھ نہ تھی جناب سرور کائنات نے حضرت
نام نہیں لیا تھا بلکہ وہ خصلتیں اور علامتیں اور نشانیاں اپنے بعد امام میں
تھیں ارباب فراست نے اُن سے جان لیا کہ مراد آپ کی جناب امیر کی
فائض البرکات ہے کوئی اور نہیں اس لیے کہ وہ سب خصائل انھی میں موجود
دوسروں میں موجود نہیں پس جبکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب
امامت پر ایسی نص کی جو نام لینے کی برابر ہے اور صحابہ نے سرور کائنات کے
کے بعد حضرت ابوبکر کو اختیار کرکے انکو خلیفہ بنایا تو یہ کام نص رسول کے خلاف
اور لوگ حضرت علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ اور اُن کی اولاد کی بیعت کے ترک کرنے
کافر ہو گئے مواقف میں لکھا ہے کہ جارودیہ کا مذہب یہ ہے کہ امامت حسنؑ اور
کے بعد اُنکی اولاد میں شوریٰ ہے جو کوئی ان میں سے تلوار کے ساتھ خروج کر
حق کی طرف بلاتا ہوگا اور امور دین کا عالم اور شجاع ہوگا وہی امام ہے اُس
اطاعت واجب ہے اسی لیے یہ کہتے ہیں کہ اگر دو امام ایک زمانے میں دو
حکومت کرتے ہوں اور اُن میں امامت کی شرطیں جمع ہوں اور اطاعت

اور اُن نے تسلیم کر لی ہو اور مفترض الطاعت مان لیا ہو تو یہ بات جائز ہے اور یہ
اجماع سلف کے خلاف ہے۔ شرح مقاصد میں لکھا ہے کہ جارودیہ معتزلہ اور
اور اہل سنت کے ساتھ اس بات میں متفق ہیں کہ امامت اہل حل و عقد
کے اختیار کر لینے سے بھی ثابت ہو جاتی ہے اور ان کو ائمہ کی ترتیب اور توقف
اور امام منتظر میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ حضرت علی سے امامت حضرت حسنؑ
کو پہنچی اور حضرت حسنؑ سے حضرت حسینؑ شہید کربلا کو اور امام حسینؑ سے امام علی زین العابدین
کو اور اُن سے زید شہید کو اور زید سے اولاد امام حسنؑ کو اور اس سلسلے میں محمد بن
عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن حسن سبط میں امامت کے تمام خصائل جمع تھے وہی امام
منتظر ہیں یہ محمد منصور کے عہد میں دعوت امامت کی وجہ سے مدینہ میں مقتول ہوئے
یہ لوگ اُن کے مقتول ہونے کے منکر ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ محمد بن عبداللہ
مہدی خروج کرینگے اور زمین کو عدل سے بھر دینگے اور بعض جارودیہ کی رائے یہ ہے
کہ وہ واقعی مقتول ہو چکے ہیں اور اُن کے بعد امامت محمد بن قاسم بن علی بن عمر بن
علی بن امام حسین بن علی بن ابی طالب کو پہونچی جنھیں صاحب طالقان کہتے ہیں
وہی امام منتظر ہیں انھوں نے معتصم کے زمانے میں خروج کیا اور گرفتار ہوئے معتصم
نے انھیں قیدخانے میں رکھا وہیں انتقال کیا پس یہ لوگ اُن کی موت کے منکر ہیں
اور بعض کہتے ہیں کہ امامت اُنکے بعد یحییٰ بن عمر بن یحییٰ کو پہونچی جو حسین ذی الدمعہ
بن زید شہید بن علی زین العابدین کی نسل سے تھے ان یحییٰ نے مستعین باللہ کے
عہد میں محمد بن عبداللہ بن طاہر حاکم عراق پر خروج کیا تھا کتب تواریخ اور انساب
کی کتابوں میں ان کا نام صاحب شاہی ذکر کرتے ہیں یحییٰ مستعین کے عہد میں مارے
گئے مگر یہ لوگ اُن کی موت کے منکر ہیں اور ملل و نحل شہرستانی میں جو یحییٰ کو عمر بن
یحییٰ بن زید شہید کا فرزند لکھا ہے یہ غلطی ہے اسلیے کہ نسابین کا اسپر اتفاق ہے کہ یحییٰ

بن زید شہید نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی نامہ دانشوران میں ابن عقدہ جارودی کے حالات میں اس کی صراحت کی ہے یحیٰی نے چونکہ کوفہ میں خروج کیا تھا اس لیے صاحب کوفہ مشہور ہیں۔

دوسرا فرقہ کینیہ یہ فضل بن دکین کے پیرو ہیں اور تمام باتوں میں جارودیہ کے موافق ہیں مگر طلحہ اور زبیر اور ام المومنین عائشہ کو کافر بتاتے ہیں باقی صحابہ کو برا کہتے ہیں

تیسرا فرقہ سلیمانیہ ہے جسے جریریہ بھی کہتے ہیں یہ لوگ سلیمان بن جریر کے متبع ہیں اور عمدۃ الطالبین میں سلیمان کے باپ کا نام کثیر لکھا ہے اس فرقے کا اعتقاد یہ ہے کہ امامت نام شوریٰ کا ہے درمیان خلق کے اور دو مسلمانوں کے مقرر کرنے سے بھی منعقد ہو جاتی ہے کشکول بہائی میں لکھا ہے کہ ان کے نزدیک امامت طریق بیعت ہے اور بیعت و اجتہاد کے ذریعہ سے حضرت ابوبکر و عمر کی امامت کے منعقد ہو جانے کا اعتراف کرتے ہیں پھر کبھی یہ لوگ اس اجتہاد کو صواب قرار دیتے ہیں اور کبھی خطا جانتے ہیں اور انکے نزدیک امامت مفضول کی فاضل کے موجود ہوتے صحیح ہے اور سلیمان یہ کہتا تھا کہ لوگ ترک بیعت حضرت علیؑ سے کافر نہیں ہوئے بلکہ خطاوار ہوئے کہ افضل کو چھوڑ دیا یہ جارودیہ کی تکفیر کرتے ہیں اسلیے کہ وہ صحابہ کی تکفیر کرتے ہیں مگر سلیمانیہ طلحہ اور معاویہ اور بی بی عائشہؓ کو کافر جانتے ہیں اس وجہ سے کہ انھوں نے حضرت علیؑ سے جنگ کی تھی اور حضرت عثمان بن عفان کو بھی کافر بتاتے ہیں بسبب اُن خلاف امورات جاری کرنے کے جو انھوں نے اپنی خلافت میں نکالے تھے اور اہل سنت کہتے ہیں کہ وہ سارے فتور اُن کے اقارب بنی امیہ کے تھے نہ حضرت عثمانؓ کے اُن لوگوں نے مخلوق پر دست درازی کرنا شروع کی تھی چھیڑ کرنے لگے تھے وہ جبر انپر آن پڑا اختلاف کثیرہ پیدا ہو گئے عثمان رضی اللہ عنہ پر مواخذات کیے گئے اور سلیمانیہ کے نزدیک حضرت علیؑ نے کسی کی امامت پر نص نہیں کی بلکہ بعد اُنکے امر شوریٰ پر ہو گیا۔

چوتھا فرقہ بتریہ کہ ثومیہ بھی کہلاتے ہیں تحفۂ اثنا عشری میں لکھا ہے کہ مغیرہ

بن سعد کے اصحاب ہیں جو ابتر کے لقب سے مشہور تھا لب اللباب فی تحریر الانساب اور انساب ذوی الالباب میں لکھا ہے بتریہ بفتح باے موحدہ و سکون تاے فوقانی اور شرح مواقف میں ہے کہ بتیریہ بتیر ثومی کے اصحاب ہیں اور تعریفات سید شریف اور تعریفات ابونصر مکی میں بھی لکھا ہے کہ بتیریہ بتیر ثومی کی طرف منسوب ہیں اور بتیریہ میں باے موحدہ کے بعد تاے فوقانی اور اُسکے بعد یاے تحتانی ہے اور مروج الذہب سے معلوم ہوتا ہے کہ اس فرقے کا نام ابتریہ ہے چنانچہ حالات اسلام میں ہے ثم الفرقة السادسة المعروفة بالابترية وهم اصحاب كثير الابتر والحسن ابن صالح جنى اور ملل و نحل شہرستانی میں ہے البترية اصحاب كثير النوى الابتر اور کشف الغمہ عن افتراق الامہ میں ہے بتریہ اتباع ہیں حسن بن صالح بن کثیر ابتر کے اور ترجمۂ ملل و نحل میں بتریہ کو اصحاب کثیر بن بتری لکھا ہے اور بہائی نے تعلیقہ میں لکھا ہے البترية بضم الباء وقيل بكسرها منسوبون الى كثير النوى لانه كان ابتر اليد وقيل الى المغيرة ابن سعيد یعنی بتریہ میں باے موحدہ مضموم ہے اور بعض کے نزدیک مکسور ہے اور یہ فرقہ کثیر نوی کی طرف منسوب ہے چونکہ اسکا ہاتھ کٹا ہوا تھا اسلیے ابتر کہلاتا تھا پس اسکے فرقے کو بھی بتریہ کہنے لگے کیونکہ عربی میں ابتر مقطوع اور ناتمام کو کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ فرقہ مغیرہ بن سعید کی طرف منسوب ہے اور صواعق محرقہ کی یہ عبارت ہے البترية ويقال لهم التومية اصحاب بتير التومى وهو المغيرة بن سعد الملقب بالابتر یعنی بتیریہ کو تومیہ بھی کہتے ہیں اور یہ بتیر تومی کے متبع ہیں جسکا نام مغیرہ بن سعد اور لقب ابتر تھا بہر صورت اس نام میں بڑا اختلاف ہے کوئی بتریہ لکھتا ہے کوئی بتیریہ بیان کرتا ہے کوئی ابتریہ بتاتا ہے اسی طرح کوئی ثومیہ تحریر کرتا ہے کوئی تومیہ اور کوئی نومیہ یہ لوگ امامت میں سلیمانیہ کے موافق ہیں مگر کہتے ہیں کہ حضرت علی امامت کے لیے اولی و افضل ہیں گو حضرت ابوبکرؓ بھی امام تھے اور انکی امامت خطا نہ تھی نہ کفر بلکہ خود حضرت علی نے اُن کو امامت دیدی اور حضرت عثمان کی تکفیر نہیں

کرتے ہین اُن مین متوقف ہین اسواسطے کہ اُن کے حق مین جناب [illegible]
اور رضامندی ان کے خاطر خواہ ثابت نہوئی اور کہتے ہین کہ جناب [illegible]
کے بعد سے امام ہوئے توضیح المقال مین بعض فضلا سے نقل کیا ہے کہ [illegible]
تقدیم مفضول کی فاضل پر جائز ہے۔

پانچوان فرقہ نعیمیہ ہے یہ نعیم بن یمان کے مقلد ہین اور غنیۃ الطالبین [illegible]
بن یمان لکھا ہے یہ سارے عقائد مین جریریہ کے موافق ہین مگر حضرت عثمان [illegible]
جانتے ہین باقی صحابہ کو نیکی سے یاد کرتے ہین۔

چھٹا فرقہ یعقوبیہ ہے یعقوب بن علی کوفی کے اصحاب ہین یہ حضرت [illegible]
اور حضرت عمرؓ کی امامت کے قائل ہین اور رجعت کے منکر ہین مگر بعضے [illegible]
حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے تبرا کرتے ہین اور اموات کے دنیا مین [illegible]
سے پہلے رجوع کرنے کے قائل ہین۔

ساتوان فرقہ خشبیہ صواعق محرقہ مین لکھا ہے کہ یہ لوگ خلف بن عبد [illegible]
اصحاب ہین خشبیہ انکا اس وجہ سے نام ہے کہ جب سلطان وقت پر انھون [illegible]
خروج کیا تھا تو ان کے پاس اسباب جنگ اور ہتھیار نہ تھے صرف لکڑیان [illegible]
لیکر مقابل ہوئے تھے اور خشب زبان عربی مین لکڑی کو کہتے ہین جیسا کہ [illegible]
مین لکھا ہے انکا عقیدہ یہ ہے کہ امامت نام ہے شورے کا اولاد بی بی فاطمہ [illegible]
اگر کوئی شخص امام بن جائے تو اُسپر خروج کرنا واجب ہے معارف مین ابن [illegible]
لکھا ہے کہ جب ابراہیم بن اشتر نے عبید اللہ بن زیاد سے بغاوت کی تو [illegible]
ساتھیون کے پاس لکڑیان تھین اسلیے خشبیہ کہلائے پس اس سے معلوم [illegible]
ابراہیم بن اشتر کے اصحاب ہین میرے نزدیک زیدیہ مین جو فرقہ خشبیہ لکھا [illegible]

[illegible] منسوب نہین ہوسکتا اسلیے کہ ابراہیم پہلے کیسانی تھا اور مختار کا
[illegible] جس کو محمد بن حنفیہ نے خون حسین کا معاوضہ لینے پر مامور کیا تھا اور وہ
[illegible] حنفیہ کی دعوت دیتا تھا ابراہیم نے عبداللہ بن مطیع کی جو عبداللہ
[illegible] طرف سے کوفہ کا گورنر تھا تمام قوت پامال کرکے مختار کی حکومت
[illegible] اسی نے موصل مین ابن زیاد اور اہل شام کو زیر و زبر کیا تھا اور
[illegible] ابراہیم کے ساتھ زبردست لشکر اور بہت سا سامان جنگ اور نامی نامی
[illegible] اور تھے اور مختار کے مارے جانے کے بعد ابراہیم زبیری ہوگیا تھا اور
[illegible] عبداللہ بن زبیر کے ساتھ عبدالملک بن مروان کے مقابلے مین مارا گیا تھا

[illegible] فرقہ صالحیہ یہ حسنؒ بن صالح بن حی کی طرف منسوب ہین انکا عقیدہ
[illegible] کوئی فاطمی صفت شجاعت و سخاوت و علم کے ساتھ متصف ہو اور تلوار
[illegible] کرے وہ امام ہے اور یہ لوگ حضرت ابوبکرؓ کی امامت کو ثابت رکھتے ہین
[illegible] کے نزدیک فاطمی اور علوی ہونا امامت کے شرائط مین سے نہین ہے
[illegible] کہ امام قریش مین سے کسی ایک خاندان کا آدمی ہونا چاہیئے۔ اور حضرت
[illegible] تمام صحابہ پر تفضیل دیتے ہین اور حضرت عثمان کے حال مین متوقف ہین
[illegible] مومن جانتے ہین نہ کافر اس لیے کہ حضرت علیؓ کی زبان سے اُن کے
[illegible] فضائل بھی منقول ہین اور رذائل بھی۔

امامیہ

[illegible] سے سنو کہ امام کا مقرر کرنا زمانۂ نبوت کے ختم ہونے کے بعد واجب ہے
[illegible] واجب ہے تو کیا خدائے تعالیٰ پر واجب ہے یا خلق پر واجب ہے اور
[illegible] اس وجوب کا دلیل شرعی کے ساتھ ہے یا عقلی کے۔
[illegible] کہتے ہین کہ امام کا مقرر کرنا مطلقاً واجب نہین جائزات مین سے ہے

اور شیعہ اسماعیلیہ اور امامیہ اور غلاۃ کہتے ہیں کہ امام کا مقرر کرنا اللہ پر واجب ہے
اور اس وجوب کے ثبوت پر عقل دلالت کرتی ہے اور ملاحدہ کا بھی یہی مذہب ہے
مگر شیعہ کے یہ فرقے اس بات میں باہم مختلف ہیں کہ امام کا تقرر کس ضرورت
کے لئے ہے اسماعیلیہ کہتے ہیں کہ امام اس غرض سے مقرر ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ
کی ذات وصفات کی شناخت کرائے اور جو باتیں اللہ کے حق میں جائز اور واجب ہیں
اور جو اُسکے حق میں محال ہیں سب کی پہچان بتائے اور معرفت الٰہی کی تعلیم فرمائے کیونکہ
ان کے نزدیک بغیر کسی معلم کے اللہ کی معرفت ناممکن ہے اور امامیہ کہتے ہیں کہ معصوم
یعنی امام کی طرف حاجت معرفت الٰہی کی تعلیم کے لیے نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ وہ
واجبات عقلی وشرعی کے ادا کرنے اور قبائح عقلی وشرعی سے بچنے میں لطف ہو غرضکہ
اسماعیلیہ کے نزدیک امام کا تقرر اللہ کی معرفت کے لئے واجب ہے اور امامیہ کے نزدیک
قوانین شرع کی محافظت کے لئے واجب ہے اور اسماعیلیہ امام کو اللہ کی معرفت کا معلم
قرار دیتے ہیں اور امامیہ اُسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے حق میں لطف
مانتے ہیں اور امامیہ کے نزدیک امام اداے واجبات میں لطف ہے اسماعیلیہ کے
نزدیک معارف میں لطف ہے اور غلاۃ کہتے ہیں کہ امام کا تقرر لغات کی تعلیم کرنے
اغذیہ اور ادویہ اور سموم اور حروف اور صناعات کے احوال بتانے اور آفات
ومصائب سے بچانے کے لیے ہے اور اہل سنت اور معتزلہ اور زیدیہ کی یہ رائے ہے
کہ امام کا مقرر کرنا مخلوق پر واجب ہے مگر بعض معتزلہ اور بعض زیدیہ کے نزدیک
وجوب دلیل عقلی سے ثابت ہے۔

شرح مقاصد میں لکھا ہے کہ ہشام بن عمرو غوطی معتزلی اور اُسکے اصحاب کے نزدیک
امن وامان کی حالت میں امام کا مقرر کرنا واجب ہے تاکہ شعائر اسلام کو ظاہر کرے
اور فتنہ وفساد کی حالت میں واجب نہیں اس لئے کہ سرکش لوگ اُسکی اطاعت
نہ کرینگے تو خونریزی ہوگی اور ابوبکر اصم معتزلی اور اُسکے اصحاب کی یہ رائے ہے کہ
فتنہ وفساد کے وقت میں امام کا مقرر کرنا واجب ہے اور امن واطمینان کی حالت میں

واجب نہیں کیونکہ اس وقت میں امام کی کیا حاجت ہے انتہیٰ شرح مواقف اور
نہایۃ العقول میں لکھا ہے کہ جاحظ اور کعبی اور ابوالحسن بصری یہ کہتے ہیں کہ امام کا
مقرر کرنا مخلوق پر عقلاً وشرعاً دونوں طرح واجب ہے انتہیٰ اور اہل سنت وجماعت
کے نزدیک تقرر امام کا وجوب مخلوق پر دلیل سمعی (شرعی) سے ثابت ہے اور عامۂ معتزلہ
اور اکثر زیدیہ کا بھی یہی مشرب ہے۔ اور تمام امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ
کوئی آدمی صرف امامت کی صلاحیت رکھنے سے امام نہیں ہوسکتا بلکہ امام مقرر
ہونے کے لیے کچھ اور بھی چیزوں کی ضرورت ہے اور وہ چیزیں یہ ہیں۔

(۱) اللہ اور رسول کی طرف سے نص وارد ہونا یا امام سابق کا ولی [illegible]
(۲) امامت کے لیے دعوت کرنا (۳) اعیان وارکان کا بیعت کر[illegible]
نص منصوص علیہ کے امام ہونے کا سبب مستقل ہے پچھلے دونوں طریق [illegible]
کہ ان کے سبب مستقل ہونے میں اختلاف ہے امامیہ ان دونوں طریق [illegible]
مانتے مگر معتزلہ اور اہل سنت اور خوارج اور زیدیہ میں سے صالحیہ [illegible]
کر لینا بھی امامت کے ثبوت کا طریق ہے اور صرف زیدیہ کا مذہب [illegible]
ثبوت امامت کا طریق ہو شرح مقاصد میں لکھا ہے کہ صالحیہ اسکے قائل [illegible]
کتاب الازہار کا شارح صالحیہ کا بھی یہی مذہب بتاتا ہے اور [illegible]
کہ جس میں شرائط امامت کے جمع ہوں وہ مظلوموں کی مدد کرے امر معروف اور نہی [illegible]
اور اپنی متابعت کے لیے لوگوں کو بلائے اسی لیے ان کی رائے [illegible]
لیکر خروج کرے اور اللہ کی راہ کی طرف دعوت کرے وہ امام ہے پس ان [illegible]
دعوت حصول امامت کا سبب مستقل ٹھہرا اہل مذاہب میں سے سوائے [illegible]
ان کی اس تجویز کے ساتھ موافقت نہیں کی ہے۔

امامیہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی امامت کی دعوت کرے اُسکی شوکت [illegible]
اُسکی دعوت قبول کرے مگر امامت اُسکی صحیح نہیں معتزلہ اور اہل سنت [illegible]
بیعت کا منعقد ہوجانا حصول امامت کا سبب ہے اور امامیہ کے نزدیک [illegible]
امامت نہیں حاصل ہو سکتی اور امامیہ بلکہ تمام شیعہ کہتے ہیں کہ فاضل کے [illegible]
مفضول کی امامت درست نہیں اور اہل سنت میں سے شیخ ابوالحسن [illegible]
اسی جانب ہے اور شیخ ابوالمنصور کا مذہب یہ ہے کہ امامت مفضول کی [illegible]
موجود ہوتے ہوئے منعقد ہوجاتی ہے۔

اور امامیہ کہتے ہیں کہ خلافت جامع وشامل ہے امامت اور [illegible]
خواہ حقیقت کے ساتھ ہو جیسے حضرت علیؑ کی خلافت کہ وہ [illegible]

[illegible] نہایۃ العقول [illegible] مقاصد [illegible] ۱۲ [illegible]

[illegible] دونوں باتوں کو جامع تھی یا صرف غلبے اور تسلط کے ساتھ ہو جیسے
[illegible] کی کہ وہ حقیقت کے ساتھ نہ تھی ورنہ وہ امامت کو جامع تھی۔
[illegible] ہے یعنی صرف نبی کی نیابت بدون سلطنت وامامت وحکومت کے
[illegible] خلفائے ثلثہ کو امام نہیں جانتے اور ائمہ اثنا عشر کو امام مانتے ہیں اور
[illegible] خلافت عامہ اور امامت دونوں کو مترادف جانتے ہیں اور [illegible]
[illegible] کے لیتے ہیں جو واسطے انتظام دین اسلام کے پیغمبر علیہ السلام
[illegible] ہو اور رکھتے ہیں کہ جب خلیفہ میں دین اسلام کا انتظام کرنے کے
[illegible] اور حکم اُسکا جاری ہو تو یہ بادشاہی اُسکے لیے موجب گناہ نہیں
[illegible] ہو یا نہو اور امامیہ کہتے ہیں کہ افضل امت ہو کر حکم الٰہی میں اُسکی
[illegible] امت پر واجب ہے بادشاہ اور فرمان روا ہو یا نہو۔

[illegible] نے لکھا ہے کہ امامیہ کے نزدیک امام کا معصوم ہونا واجب ہے اور معتزلہ نے بھی امام کا معصوم ہونا [illegible]
[illegible] معتزلہ کے نزدیک امام نماز کا بھی معصوم ہونا واجب ہے اگر معصوم
[illegible] پیچھے نماز ناجائز ہوگی مگر سالمی کا یہ قول غلط ہے نہایۃ العقول میں
[illegible] نے لکھا ہے کہ تمام امت میں سے سوائے ملاحدہ اور امامیہ کے کوئی بھی
[illegible] عصمت شرط نہیں قرار دیتا بلکہ اربعین میں تو امام صاحب نے صاف
[illegible] کہدیا ہے کہ اہل سنت اور معتزلہ اور زیدیہ اور خوارج کے نزدیک
[illegible] معصوم ہونا واجب نہیں اسماعیلیہ اور اثنا عشریہ کے نزدیک معصوم ہونا
[illegible] معارف شرح صحائف میں بھی کہا ہے کہ اہل سنت اور معتزلہ اور زیدیہ
[illegible] کے منکر ہیں ان کے نزدیک عدالت ظاہری کافی ہے۔

[illegible] کہ عصمت ایک ایسی صفت ہے کہ جس میں وہ ہوتی ہے اُس شخص سے
[illegible] سرزد ہوتے ہیں نہ سہواً نہ خطاءً اور نہ اُس سے حکم شرعی میں خطا سے
[illegible] واقع ہو سکتی ہے اور اس وجہ سے ائمہ کا قول مثل قول انبیا کے

[illegible] الخلافۃ [illegible] الامامۃ [illegible] ۱۲ [illegible]

[illegible] عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ منہ

واجب الاتباع ہے اور اُن کا ارشاد بعینہ اللہ کا فرمان ہے اور اُن کی نسبت
آنحضرت کے ساتھ ایسی ہے جیسے اور انبیا کی حضرت موسیٰ کے ساتھ تھی جو توراۃ پر
عمل کرنے کے لیے منجانب اللہ مامور تھے اور اہلِ سنت کے نزدیک ایسی عصمت
انبیا سے خصوصیت رکھتی ہے خاص اُن امور میں جنکی خبر وحی کے ذریعے سے اُنکو
حاصل ہوتی ہے اور اُنپر وہ مستقر ہوتے ہیں ائمہ اہلِ بیت کا حال دوسرے
مجتہدین کا سا ہے اُن کے اجتہاد میں خطا جائز ہے جبکہ انبیا سے اجتہادات میں
خطائیں سرزد ہوئیں تو ان سے کیونکر سرزد نہیں ہو سکتیں ہیں

اور اہلِ سنت کے نزدیک مسئلہ افضلیت ظنی ہے اسکی قطعیت پر کوئی دلیل قائم نہیں
اور مسئلہ ترتیب خلافت پر متفرع نہیں اور نہ ترتیب خلافت پر موقوف ہے اگر
فرض کیا جائے کہ خلافت اِس ترتیب پر نہ ہوتی تب بھی ترتیب افضلیت اسی
نہج پر ہوتی کہ سب اصحاب رسول میں سے افضل ابوبکر صدیقؓ ہیں پھر عمرؓ پھر عثمانؓ
پھر علی رضی اللہ عنہم تمام **اہلِ سنت وجماعت** اور قدمائے معتزلہ اسی مذہب
پر ہیں اور **خوارج** اور **نواصب** کے نزدیک بھی صرف حق شیخین میں یہی ترتیب ہے
اور **خطابیہ** کے نزدیک سب سے افضل حضرت عمرؓ ہیں اور فرقۂ **عباسیہ**
جو امامت حضرت عباسؓ اور انکی اولاد کا قائل ہے افضل اصحاب عباس بن عبد المطلب
کو جانتا ہے اور **شیعہ** تمام علی الاتفاق حضرت علی کو سب سے افضل کہتے ہیں اور
معتزلہ متاخرین کا بھی یہی مذہب ہے۔

لوگوں نے امام میں بعد سرورِ کائنات کے اختلاف کیا ہے جمہور کا مذہب یہ ہے کہ
ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں عباسیہ کا مذہب یہ ہے کہ عباس بن عبد المطلب ہیں اس
کہ وہ حضرت کے چچا اور وارث تھے تو وہ ابن عم سے زیادہ حقدار ہیں اور کشف الغمہ
عن افتراق الامہ میں لکھا ہے کہ یہی مذہب راوندیہ کا ہے جو ابوہریرہ راوندی
یا عباس راوندی کے اصحاب ہیں اور شرح مقاصد میں راوندیہ کی جگہ راوندیہ
پیروان قاسم بن راوند لکھا ہے اور عثمانیہ اور بنو امیہ نے کہا حضرت عثمان

بن عفان ہیں اور **حشویہ** نے کہا کہ سوائے بنو امیہ کے اور کوئی امام نہیں پھر
اور دن نے کچھ اور کہا شیعہ کا قول یہ ہے کہ حضرت علیؑ بن ابی طالب امام ہیں
پھر شیعوں کے یہاں امامت میں ایک بڑا اختلاف پڑا یہاں تک کہ اس باب میں
تین سو فرقے ہو گئے۔ شیعۂ زیدیہ میں سے بعض فرقے امامت حضرت ابوبکرؓ کے مقر ہیں
جمہور اہلِ سنت اور معتزلہ اور خوارج اور مرجیہ کا یہ مذہب ہے کہ نبی علیہ السلام نے
اپنے بعد کسی کے امام ہونے کی نسبت نص نہیں کی تھی ان کے سوا اسلام کے اور
فرقے قائل ہیں اس بات کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نص کی ہے پھر اس میں
اختلاف ہے کہ نص کس شخص کے لیے کی ہے بکریہ یا ابوبکریہ کہتے ہیں کہ
حضرت ابوبکر کے لیے نص کی ہے پھر اس فرقے میں بھی باہم اس بات کا اختلاف ہے
کہ بعضے حضرت سے نص خفی ثابت کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنی بیماری کے ایام میں حضرت ابوبکرؓ کو امام نماز بنایا تھا اور یہ حسن بصری کی
رائے ہے بعض اہلِ حدیث نص جلی کے قائل ہیں اور وہ یہ ہے ائتونی بقرطاس
اکتب لابی بکر کتابا لا یختلف فیہ اثنان کذا فی نہایۃ العقول یعنی لاؤ کاغذ
کہ میں لکھوا دوں ابی بکرؓ کے لیے ایک تحریر کہ پھر اس میں دو شخصوں کو بھی خلاف
کرنے کا موقع نہ ملے اور دوسری روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مرض الموت میں بی بی عائشہؓ سے فرمایا ادعی لی ابا بکر اباک واخاک حتی
اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قائل انا ولا ویابی اللہ
والمسلمون الا ابا بکر کذا فی صحیح المسلم یعنی تم اپنے والد ابوبکرؓ اور اپنے بھائی
کو میرے پاس بلاؤ تاکہ ایک کاغذ لکھ دوں کیونکہ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ کوئی
تمنا کرنے والا یہ آرزو کرے اور کوئی کہنے والا یہ کہے کہ میں مستحق ہوں حالانکہ وہ
مستحق نہ ہوگا اللہ اور مسلمان انکار کرتے ہیں مگر ابوبکرؓ سے کسی کا انکار نہیں شیعہ
کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے حق میں نص کی تھی اور تمام
شیعہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جناب امیر کی امامت کے باب میں نص خفی ثابت ہے

اور نص خفی اسے کہتے ہین کہ جس سے مراد بالبداہت نہ معلوم ہوتی ہو اور نص جلی
جناب امیر کے حق مین وارد ہونے کے زیدیہ تو منکر ہین اور امامیہ اسکے قائل
وہ نص یہ ہے کہ آنحضرت نے صحابہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا تھا سلموا
علیہ بامرۃ المومنین واسمعوا واطیعوا لہ وتعلموہ ولا تعلموہ یعنی سلام کرو علی کو
بطور امیر المؤمنین کے اور سنو اُس سے اور اطاعت کرو اُسکی اور سیکھو اس سے
اور نہ سکھلاؤ اُسے اور جناب رسالت آب نے حضرت علی سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا
یا علی انت اخی وانت وارث علمی وانت الخلیفۃ من بعدی وانت قاضی دینی
یعنی اے علی تم میرے بھائی ہو اور تم میرے علم کے وارث ہو اور تم میرے بعد خلیفہ ہو
اور تم میرے قرض کے ادا کرنے والے ہو۔
اور جو لوگ عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کے قائل ہین انھون نے
نص کا ذکر تو نہین کیا مگر اُن کے امام ہونے کے باب مین آنحضرت کے ایسے اقوال
ذکر کرتے ہین جن سے سمجھا جاتا ہے کہ اورون کی بہ نسبت خلافت کے لیے وہی حقدار ہین
کتاب میسر مین لکھا ہے کہ بعض اہل حدیث کا یہ قول ہے کہ حضرت سرور عالم نے اپنے چچا
عباس کی امامت کے لیے کہدیا تھا اور عمدہ نسفی مین مذکور ہے کہ بعض راوندیہ
یہ کہتے ہین کہ امامت کا ثبوت وراثت کے ساتھ ہے صناجۃ الطرب مین بیان کیا ہے
کہ خراسانی بنی عباس کے شیعہ کا گروہ راوندیہ کے نام سے پکارا جاتا تھا ان
لوگونکا اعتقاد یہ تھا کہ بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے امامت کا استحقاق سب سے
زیادہ اُن کے چچا عباس کو تھا کیونکہ وارث بھی وہی تھے اور اُنکی وفات کے وقت
زندہ بھی تھے اور اپنی سند مین یہ آیت پیش کرتے ہین واولوا الارحام بعضہم
اولی ببعض فی کتاب اللہ جس کے معنے یہ ہین کہ بعض قرابتدار بعض قرابتدارون سے
زیادہ استحقاق رکھتے ہین مگر لوگون نے اُن کو امام نہ ہونے دیا اور اُنکا حق غصب
کیا یہانتک کہ خدائے تعالی نے وہی حق اُن کی اولاد تک پہونچا دیا یہ لوگ ابو بکر
اور عمر اور عثمان کو خلیفہ نہین مانتے اور بالکل اُن سے بری ہوتے ہین مگر

حضرت علی کی بیعت کو جائز سمجھتے تھے اس سبب سے کہ عباس نے اُنسے کہا تھا کہ اے
بھتیجے آؤ مین تم سے بیعت کرون تاکہ کوئی شخص تمھاری امامت مین اختلاف نکرے
اصول الدین مین لکھا ہے کہ اکثر مشائخ نے کہا ہے کہ طریق اثبات امامت کا ارث ہی
اور اہل سنت کہتے ہین کہ خلافت اور امامت کا وجود ان دو طور سے ہوا ہے
ایک اہل حل وعقد کی بیعت سے دوسرے استخلاف سے۔ ان کے نزدیک امامت کا
مبحث مسائل فقہیہ سے ہے اس لیے کہ امام کا مقرر کرنا امت پر بدلیل سمعی واجب ہی
اور حکم مکلف سے متعلق ہے جو فقہ کا موضوع ہی مگر اہل سنت اور غیر اہل سنت کا اختلاف کھولنے کی
غرض سے علم کلام مین لے آتے ہین اور امامیہ مسئلہ امامت کو اصول عقائد سے جانتے
ہین اس لیے اپنی جانون کو امامیہ کہتے ہین اور اُنکا اعتقاد یہ ہے کہ زمان تکلیف
امام عاملی سے خالی نہین ہوتا اور امامت اولاد بی بی فاطمہ مین ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی نص جلی کی وجہ سے اور قدر مشترک ان کے سارے فرقون مین یہی عقیدہ ہی
اور ان کے نزدیک سارے صحابہ مرتد ہوگئے مگر حضرت علی اور اُن کے دونون صاحبزادے
امام حسن وامام حسین اور ابوذر غفاری اور سلمان فارسی اور کچھ اور تھوڑے سے لوگ زندہ رہے
تھے ان کے نزدیک امام وہ شخص ہے کہ معصوم ہو گناہان صغیرہ وکبیرہ سے اور خطا
اور غلطی سے مثل نبی کے اور محدث ہو یعنی ملک نے اس سے کلام کیا ہو بغیر
اسکے کہ ملک اسکے سامنے ظاہر ہوا ہو ہان پیام آلہی اسکو پہونچایا ہو امامیہ کے نزدیک مثل
پیغمبر کے امام کی اطاعت خلائق پر واجب ہے اور تحریم وتحلیل وغیرہ تمام امور دینی
اسی پر مفوض ہوتے ہین جو چاہے کرے اور جو تصرف چاہے عمل مین لائے اور
کسی کو اسکے قول وفعل پر مجال دم زدن نہین ہوتی نہ یارائے عدم فرمان بری ہو جاتے
اصل ومحل سخن اور امام کے لیے دعوئی امامت اور اظہار معجزہ مشروط گردانتے ہین
اور اُن کے نزدیک امام کا مقرر کرنا لُطف ہے اور لطف اللہ پر واجب ہی پس امام کا
مقرر کرنا اللہ پر واجب ہے اور ان کے نزدیک امامت کا ثبوت نص سے ہوتا ہے بدون
نص رسول کے یا نص امام سابق کے لاحق کے لیے امامت مسلم نہین سب سے پہلے

جسنے مذہب امامیہ میں کلام کیا علی بن اسماعیل ہیثم تمار اور ہشام بن الحکم اور ہشام
بن سالم جوالیقی و محمد بن علی بن نعمان کوفی و زرارہ بن اعین کوفی ہیں کہ بعد
قتل زید شہید کے ان لوگون نے شیعہ کیسانیہ و مختاریہ کو امام محمد باقر و امام جعفر صادق
کی امامت کی طرف دعوت کرنا شروع کی اور انکے گروہ بڑھ گئے اور اپنے واسطے خاص
امامیہ کا لقب اختیار کر لیا اور زید شہید کے اتباع کو زیدیہ کہنے لگے اور ان دعاۃ امامیہ
نے اپنے نفسون کو امام زین العابدین اور انکی اولاد کی طرف منسوب کیا اور
محمد بن حنفیہ اور اُن کی اولاد کی امامت سے انکار کرنے لگے جسقدر مختاریہ رہ گئے تھے
وہ اور جماعت تفضیلیہ ان میں مل گئی اور مذہب امامیہ کی صورت پیدا ہو گئی۔ یہی
لوگ مذہب امامیہ کے پیشوا اور اسلاف ہیں اور ان کے مذہب کے راوی بھی یہی ہیں
انھیں سے امامیہ نے اپنے دین و مذہب کو لیا ہے اور ان کے قول و فعل پر اعتماد
رکھتے ہیں اور زرارہ بن اعین اور بکر بن اعین و سلیمان جعفری و محمد بن مسلم وغیرہ کو
عیون الطائفہ و وجوہ الطائفہ کہتے ہیں حالانکہ یہ مجسمہ ہیں کہ اپنے واسطے معبود
موہوم و ذہنی تراش کے اسکے واسطے جسم اور صورت اور جہت ثابت کرتے ہیں
چنانچہ علی بن اسماعیل ہیثم اور ہشام بن حکم اور ہشام بن سالم اور محمد بن علی بن
نعمان کوفی متفقاً یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جب اللہ تعالی آسمان دنیا پر نزول کرتا ہے
تو ملائکہ آسمانہائے بالا اور حاملان عرش و کرسی اور ساکنان جنت اُس کے اوپر
ہو جاتے ہیں پس انکے مقابلے میں اللہ تعالی جہت تحت میں ہوتا ہے اور جن
ائمہ کے یہ داعی بنے کے مدعی تھے وہ ان باتون سے متنفر تھے شرح مسلم الثبوت میں لکھا ہے
کہ امامیہ کے نزدیک حسن و قبح ہی اللہ کی طرف سے حکم کا موجب ہوتا ہے پس اگر
شرع نہ ہوتی اور اللہ افعال ایجاد کرتا تو احکام اسی طرح واجب ہوتے جیسا کہ اب
شرع میں واجب کیے گئے ہیں اور ان کے نزدیک اللہ تعالی کا ارادہ حادث ہے
اور اسکا ارادہ سارے موجودات پر عام و محیط نہیں بلکہ بہت سے موجودات اسکے
بلا ارادہ پیدا ہو گئے ہیں جیسے شر اور آفت اور کفر اور معصیت اور یہ بھی کہتے ہیں

اور اللہ بعض بندون کی ہدایت کا ارادہ کرتا ہے مگر شیطان و مغویان بنی آدم
انکے گمراہ کر دیتے ہیں اور اللہ تعالی کا ارادہ اُنکے سامنے نہیں چل سکتا اور کہتے ہیں
تکلیف اللہ تعالی پر واجب ہے اور امامیہ اکثر صحابہ کی تکفیر کرتے ہیں کہ اُنھوں نے
حق حضرت علی کو چھین لیا اور چھپایا۔ اور ان فرقہائے امامیہ کی دو قسمیں ہیں
ایک قسم میں وہ فرقے ہیں جو جناب امیر کے بعد حضرت امام حسن اور انکی اولاد میں
امامت کو منحصر سمجھتے ہیں دوسری قسم میں وہ فرقے ہیں جو حضرت امام حسنؑ کے بعد
حضرت امام حسینؑ کو امام جانتے ہیں اور ان کے بعد اُنکی اولاد کو۔

وہ فرقے جو حضرت علیؑ کے بعد حضرت حسنؑ اور اُنکی اولاد میں امامت کو منحصر سمجھتے ہیں

ایک حسنیہ انکا ظہور ۱۹۵ھ ہجری میں ہوا انکا اعتقاد یہ ہے کہ جناب امیر کے بعد
حضرت حسن مجتبیٰ کو امامت پہونچی پھر اُن کے بیٹے حسن مثنیٰ کو امام حسن کی وصیت
سے امامت پہونچی ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ حسن مثنیٰ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ
(یعنی میں جسکا مولا ہوں اُسکا علی مولا ہے) کو حضرت علی کی خلافت پر نص نہیں جانتے تھے
اور کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس قول سے خلافت کا ارادہ رکھتے تو
مسلمانوں کے سمجھنے کے لئے واضح کر کے بیان کرتے اسلیے کہ حضرت تمام آدمیوں سے
زیادہ فصیح اور تمام آدمیوں سے زیادہ صاف بولنے والے تھے تو ضرور فرما دیتے
یا ایہا الناس ھذا والی امری والقائم علیکم بعدی فاسمعوا واطیعوا
یعنی اے لوگو یہ والی میرے امر کا اور قائم مقام تمپر میرے بعد ہے سو تم اُس کے
حکم کو سنو اور اُسکی اطاعت کرو پھر انھوں نے کہا کہ خدا کی قسم اگر اللہ اور اُسکا رسول
حضرت علی کو اس کام کے لیے اختیار کرتا اور حضرت علی اُس کی تعمیل نکرتے اور اس
کام میں پیش قدمی نفرماتے تو ضرور فرمان الٰہی اور فرمان حضرت رسالت پناہی
کے ترک کرنے کی وجہ سے بڑے خطاوار لوگون میں ہوتے ایک آدمی نے حسن مثنیٰ کا
یہ کلام سنکر کہا کہ کیا جناب سرور کائنات نے نہیں فرمایا ہے من کنت مولاہ فعلی مولاہ

حسن مثنیٰ نے جواب دیا آگاہ ہو کہ خدا کی قسم رسول خدا اگر اس قول سے خلافت
کا ارادہ کرتے تو وہ اپنی مراد کو خوب کھول دیتے اور تصریح کر دیتے جس طرح نماز اور
زکوٰۃ کو صاف صاف بیان کیا ہے حسن مثنیٰ کے بعد اُن کے بیٹے عبداللہ محض
امام ہوئے اور ان عبداللہ کے ساتھ امام جعفر صادق کا مناقشہ طول طویل اور رنگین
بہت کچھ رد و بدل واقع ہوا تھا جو کتب اثنا عشریہ میں مذکور ہے اور ایک تقریب
ملا رفیع واعظ نے بھی ابواب الجنان میں کلینی سے نقل کیا ہے منصور خلیفۂ بغداد نے
عبداللہ محض کو قید کر دیا وجہ اسکی یہ ہوئی کہ ان کے دو بیٹے محمد اور ابراہیم منصور سے
چھپ گئے تھے منصور کو یہ خیال ہوا کہ کہیں یہ امامت کا دعویٰ کر کے خروج نہ کریں
منصور نے عبداللہ محض کو محمد کے حاضر کرنے میں مجبور کرنا شروع کیا عبداللہ نے سلیمان
بن علی سے اس بابت مشورہ کیا سلیمان نے کہا اگر منصور درگذر کرنے کا عادی ہوتا
تو اپنے چچا عبداللہ بن علی سے درگذر کرتا عبداللہ یہ سن کے متنبہ ہو گئے اور اُسوقت سے
برابر اپنے بیٹوں کے چھپانے میں سعی بلیغ کرنے لگے منصور نے جاسوسوں کو حجاز کے
تمام جنگلوں میں محمد کی جستجو کے لیے پھیلا دیا کوئی چشمہ کوئی مقام ایسا نہیں تھا جہاں پر
منصور کے جاسوس نہ بیٹھے ہوں جب اس میں بھی منصور کو کامیابی نہ ہوئی ایک
منصور نے عقبہ بن سالم ازدی کو بلا کے ایک خط محمد کے ہواخواہان خراسان کی جانب
سے لکھ کے دیا اور بہت سامال و اسباب دیکے عبداللہ محض کے پاس روانہ کیا جو ن
عقبہ نے عبداللہ کے پاس پہونچ کے ہواخواہان خراسان کا جعلی خط اور مال اسباب
دیا عبداللہ نے خط پھینک دیا جھڑک کے بولے میں ان لوگوں کو نہیں جانتا تم
میرے پاس سے چلے جاؤ اُسوقت تو عقبہ چلا آیا لیکن وقتاً فوقتاً آتا جاتا رہا یہانتک
کہ عبداللہ اس سے مانوس ہو گئے اور اپنے دلی حالات کہنے لگے عقبہ نے عرض کیا
خط کا جواب لکھ دیجیے عبداللہ نے جواب دیا خط کا جواب تو نہ لکھونگا مگر اُن لوگوں سے
میرا سلام کہدینا اور یہ کہدینا کہ میرے دونوں بیٹے فلاں وقت خروج کریں گے عقبہ
لوٹ کے منصور کے پاس آیا کل حالات عرض کیے منصور نے بقصد حج کوچ کر دیا اور

ہو تو بنو حسن ملنے کو آئے عبداللہ بھی اُن کے ساتھ تھے منصور نے عبداللہ سے
خطاب کر کے کہا کیوں صاحب آپ نے تو اقرار کیا تھا کہ ہم کبھی مخالفت نہ کرینگے
اور نہ تمھاری حکومت میں خلل اندازی کرینگے عبداللہ بولے میں اس وقت تک
اسی اقرار پر ہوں منصور نے عقبہ سے مقابلہ کرایا عقبہ نے عبداللہ کے سامنے ایک ایک
بات بیان کی منصور نے یہ باتیں سن کے عبداللہ کے قید کا حکم دیدیا پھر سنہ ۱۴۴ھ میں
منصور حج کرنے کو آیا اور عبداللہ کو ان کے دونوں بیٹوں محمد و ابراہیم کے حاضر
کرنے پر مجبور کیا زعاد عامل مدینہ نے ضمانت کی تو غریب کی جان بچی سنہ ۱۴۴ھ میں
ریاح بن عثمان بن حیان مزنی کو مدینۂ منورہ پر مقرر کر کے روانہ کیا اس نے
مدینہ میں پہونچ کے عبداللہ کو لڑکوں کے نہ حاضر کرنے پر دھمکی دی عتاب شاہی
سے ڈرایا عبداللہ نے کہا واللہ تو آج ایسا قسی القلب ہو رہا ہے جیسا کہ قصاب
بکری کے ذبح کرنے کے وقت ہو جاتا ہے بعد اسکے ریاح نے بنو حسن کو گرفتار کرا کے
قید کر دیا جنکے یہ اسما تھے۔ عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن حسن سبط بن امیرالمومنین علی
حسن و ابراہیم و جعفر پسران حسن مثنیٰ۔ سلیمان و عبداللہ پسران داؤد
ان لوگوں میں علی بن حسن بن حسن بن علی العابد نہ تھے اگلے دن ریاح کے
پاس گئے فرمایا میں تیرے پاس اس غرض سے آیا ہوں کہ تو مجھکو بھی میری قوم
کے ساتھ قید کر دے ریاح نے ان کو بھی اُنھیں لوگوں کے ساتھ قید کر دیا منصور
کو اسکی اطلاع دی گئی تو اُسنے لکھا کہ انھیں لوگوں کے ساتھ محمد بن عبداللہ بن
عمرو بن عثمان بن عفان معروف بہ دیباج کو بھی قید کر دو یہ عبداللہ محض کے
اخیافی بھائی تھے کیونکہ ان دونوں کی ماں فاطمہ بنت الحسین ہیں ریاح نے
اس فرمان کے مطابق محمد بن عبداللہ کو پکڑوا کے قید کر دیا انھیں ایام میں گورنر
مصر نے علی بن محمد بن عبداللہ محض کو گرفتار کر کے منصور کے پاس بھیجدیا تھا اُنکو
ان کے باپ نے دعوت دینے کی غرض سے مصر بھیجا تھا بعض کا بیان ہے کہ پہلے
عبداللہ محض قید کیے گئے تھے اور ایک مدت تک قید میں رہے بعد چندے منصور کے

مشیرون نے بقیہ اولاد حسن مثنیٰ بن حسن سبط کے قید کردینے کی رائے دی
چنانچہ سب کے سب گرفتار ہوکے قید خانہ بھیجدیے گئے اس واقعہ کے بعد
مین منصور حج کرنے کو گیا مکہ معظمہ پہونچا عبداللہ محض نے حاضری کی اجازت مانگی
کی منصور نے کہا واللہ میری آنکھین اُسکو اُس وقت تک نہ دیکھین گی جب تک
اپنے دونون بیٹون کو میرے پاس حاضر نکرے گا عبداللہ محض نہایت حسن
خلائق اور بیحد خلیق تھے جس سے جو کچھ کہتے تھے وہ قبول کرلیتا تھا اس
کے بعد منصور ربذہ کی طرف روانہ ہوا ریاح بھی بنظر مشایعت ساتھ ساتھ
نے اولاد حسن کو مع اُن لوگون کے جو اُن کے ساتھ تھے عراق بھیجدینے کا حکم
ریاح نے اِن لوگون کو قید خانے سے نکال کے ہتکڑیان۔ طوق اور
پہنا کے بغیر کجاوے کے اونٹون پر سوار کرا کے عراق کے جانب روانہ کیا
جعفر الصادق پردے کی آڑ سے یہ سب معاملات دیکھتے جاتے تھے اور آنکھون سے
آنسو جاری تھے دوران سفر مین محمد و ابراہیم بدوون کے لباس مین اپنے
عبداللہ کے پاس اکثر آیا کرتے تھے اور خروج کی اجازت چاہتے تھے جب
کہا کرتے تھے میرے نور نظر و عجلت نکرو جب تک مناسب موقع ہاتھ نہ آئے
تمھاری کرہمانہ زندگی کا مخالف ہو تو تم لوگ اس سے باز نہ آنا کرہمانہ موت
پہونچا تو منصور کی خدمت مین محمد بن عبداللہ عثمانی پیش کیے گئے منصور
سے پیش آیا گالیان دین اُسپر بھی صبر نہ آیا تو ایک سو پچاس دُرّے لگوائے
بیان ہے کہ ریاح نے منصور کو اس جبر و تعدی پر آمادہ کیا تھا اور یہ ظاہر کیا تھا
کہ اہل شام ان کے ایسے ہوا خواہ ہین کہ اُن مین سے ایک بھی انکی مخالفت
اس واقعہ کے بعد ابو عون گورنر خراسان نے منصور کے پاس ایک عرضداشت
بایں مضمون روانہ کی کہ اہل خراسان مین اندرونی سازشین بہت ہو رہی ہین
اور یہ لوگ محمد بن عبداللہ کے خروج کا انتظار کررہے ہین منصور نے اس عرضداشت کے
ہوتے ہی محمد بن عبداللہ عثمانی کو قتل کی غرض سے جلاد کے حوالے کردیا اور

...خراسان بھیجدیا اس سر کے ساتھ چند آدمی ایسے بھیجے گئے تھے جنہون نے
...ہون نے قسم کھائی تھی کہ یہ سر محمد بن عبداللہ محض کا ہے اور انکی والدہ
...فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ پھر منصور ربذہ سے روانہ ہوکے
...اور بنو حسن کو قصر ابن ہبیرہ مین قید کردیا بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے انمین سے
...ابراہیم بن حسن مثنیٰ شہید کیے گئے اس طرح پر کہ زندہ ستون مین چُن دیے گئے
...عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ بعدہ علی بن حسن مثنیٰ نے وفات پائی کہا جاتا ہے
...کے حکم سے یہ لوگ شہید کیے گئے اِن مین پھر سلیمان و عبداللہ پسران داؤد
...اسحاق و اسماعیل پسران ابراہیم بن حسن اور جعفر بن حسن کے اور کوئی جانبر نہوا
...سب کمال بے کسی سے منصور کے پنجۂ ظلم کے نذر ہوگئے۔
...محض کے بعد اُنکے بیٹے محمد الملقب بہ مہدی جنکا عرف نفس زکیہ ہے
...ریاح حاکم مدینہ انکی تلاش مین سرگرمی سے کام لینے لگا اور یہ ایک مکان
...سے مکان مین چھپتے پھرتے تھے اس روپوشی اور اختفا کی نوبت اس
...پہونچ گئی تھی کہ ایک دفعہ کنوین مین ڈول کی طرح لٹک کے جان بچائی
...دو مین ایک پہاڑ پر سے ان کی بیوی گر پڑین جس کے صدمے سے حمل
...ہوگیا غرض ریاح ہر وقت محمد کی جستجو و تلاش مین رہتا تھا اور یہ چھپتے پھرتے
...بھاگتے اور چھپنے سے تنگ آگئے تو بصلاح و شورے اپنے ہمراہیون کے
...کا قصد کردیا اور مذار مقام سے ایک سو پچاس آدمیون کی جمعیت سے ۱۴۵ھ
...خروج کردیا ان کے ساتھی تکبیرین کہتے جاتے تھے قید خانے کی طرف آئے
...قیدیون کو رہا کیا دار الامارت پر پہونچے اپنے ہمراہیون کو ندا کرتے جاتے تھے کہ
...قتل نکرنا کسی کو قتل نکرنا دار ان داخل ہوکے ریاح اور اُسکے بھائی عباس
...ابن مسلم بن عقبہ کو قید کردیا بعد ازان مسجد کی طرف آئے ممبر پر چڑھ کے خطبہ
...مین منصور کی اُن عادات خبیثہ و خصائل رذیلہ کا ذکر کیا جسکا وہ خوگر ہوگیا تھا
...لوگون کے ساتھ عدل و انصاف کے برتاؤ کرنیکا وعدہ کیا اور اُنسے امداد کے

خواستگار رہے مدینہ منورہ کے انتظام سے فارغ ہو کے مکے کی جانب روانہ ہوئے
بوقت خروج اہل مدینہ نے امام مالک سے محمد کے ساتھ خروج کرنے کی بابت
باظہار اس امر کے استفسار کیا تھا کہ ہماری گردنون مین منصور کی بیعت کا بار پڑا
ہوا ہے امام مالک نے جواب دیا کہ منصور نے تم سے جبراً بیعت خلافت لی ہے
اور مجبور پر یمین نہین ہے اس سے لوگون کے خیالات بدل گئے اور بہ طیب خاطر
محمد کے اعوان و انصار مین شامل ہو گئے منصور اس وجہ سے امام مالک سے
ناراض ہو گیا مگر امام مالک نے اپنا مکان نہ چھوڑا اور امام ابو حنیفہ نے بھی
مسلمانون کو فتویٰ دیا کہ اُن کے ساتھ خروج کرین[1] - محمد مہدی نے اسمٰعیل بن
عبد اللہ بن جعفر کو بھی بیعت کرنے کے لیے طلب کیا تھا یہ ایک معمر شخص تھے انھون نے
کہلا بھیجا اے بھتیجے واللہ تم مارے جاؤ گے مین تمھاری بیعت کیسے کرون تھوڑے سے
آدمی اس جواب کو سُن کے پھر گئے اور بنو معاویہ بن جعفر نے محمد مہدی کا ساتھ
دینے مین عجلت کی حمادہ بنت معاویہ نے اپنے چچا اسماعیل بن عبد اللہ کے پاس
حاضر ہو کے اپنے بھائیون کی شکایت کی کہ اے چچا جان آپ کے اس کلام سے
کچھ لوگ محمد سے جدا ہو گئے ہین اور ہنوز میرے بھائی انھین کے ہمراہ ہین مجھے خوف ہے
کہ مبادا یہ لوگ بھی مارے نہ جائین اسماعیل نے حمادہ کو ناکام لوٹا دیا بیان کیا
جاتا ہے کہ اس سے حمادہ کو عداوت پیدا ہو گئی چنانچہ موقع پا کے اُسنے اسمٰعیل کو
قتل کر ڈالا - محمد مہدی کے ظہور کے نوین دن ایک شخص آل اویس بن ابی سرح
سے جسکا نام حسین بن صخر تھا طے مسافت کر کے منصور کی خدمت مین حاضر ہوا اور
ان واقعات سے اسکو آگاہ کیا منصور بولا تو نے اسکو دیکھا ہے عرض کیا ہان مین نے
بچشم خود دیکھا ہے منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مین نے اُن سے باتین کی ہین
منصور کو اسکے کہنے کا یقین نہ ہوا اگلے دن سے مہدی کے خروج کی متواتر خبرین
آنے لگین تب تو منصور کو خوف و ہراس پیدا ہوا اور کوفہ پہونچ کے قطع حجت کے
خیال سے محمد مہدی کے پاس ایک خط مشعر امان لکھ کے روانہ کیا محمد نے اسکے اقوال کو

[1] اسعاف الراغبین مین ابراہیم کے حالات مین لکھا ہے روی ان الامام ابا حنیفۃ بایعہ وافتی الناس بالخروج معہ ومعہ اخیہ محمد ...

رد کیا اور اپنے شریف النسب ہونے پر فخر کیا اور لکھا کہ ہمارا باپ علی وصی اور امام تھا
پس تم کیسے ان کی ولایت کے وارث ہو گئے حالانکہ اُن کے بیٹے قید حیات مین
ہین اُسکا بیٹا ہون جسکا جنت مین سب سے بڑا درجہ ہو گا (یعنی رسول صلی اللہ
علیہ وسلم) اور بیٹا ہون اُسکا جسپر دوزخ مین کمتر عذاب ہو گا (مراد اس سے ابو طالب ہے)
منصور نے اُن کے خط کا جواب ویسا ہی ترکی بترکی دیا جیسا کہ انھون نے لکھا تھا
جس کے بعض بعض فقرات کا ترجمہ یہ ہے تمھارے فخر کا دارومدار عورتون کی
قرابت پر ہے جس سے جُہال اور بازاری دھوکا کھا سکتے ہین حالانکہ اللہ تعالیٰ نے
عورتون کو چچاؤن - باپون - عصبہ اور ولیون کی طرح نہین بنایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے
چچا کو باپ کا قائم مقام بنایا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ عورتون کی قرابت کا لحاظ
و پاس کرتا تو آمنہ (مادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ان مین سے نہایت قریب
عزیز اور بڑی حق والی ہوتین اور جنت مین داخل ہونے والون سے اولیٰ ہوتین
اور تم نے جو فاطمہ ام ابو طالب اور اُس سے پیدا ہونے کا ذکر کیا ہے تو اسکی حالت
یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکے کسی لڑکے اور کسی لڑکی کو اسلام نصیب نہین کیا اور اگر
اللہ تعالیٰ مردون مین سے کسی کو بوجہ قرابت دائرۂ اسلام مین داخل کرتا تو عبد اللہ
کو کرتا اور وہ بے شک ہر طرح سے دنیا و آخرت مین بہتر تھے - اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کو مبعوث کیا اور اس وقت آپ کے چار چچا تھے پس اللہ عزوجل نے آیۂ
کریمہ وانذر عشیرتک الاقربین (یعنی ڈراؤ اپنے قریب ترین عزیزون کو)
نازل فرمائی چنانچہ آپ نے اُن لوگون کو عذاب الٰہی سے ڈرایا دین حق کی طرف
بلایا ان مین سے دو نے اس دین کو قبول کر لیا از انجملہ ایک میرا باپ تھا یعنی
عباس اور دوسرے حمزہ اور دو نے دین حق قبول کرنے سے انکار کیا ان مین سے ایک
تمھارا باپ تھا یعنی ابو طالب اور دوسرا ابو لہب اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان دونو کا
سلسلہ ولایت آپ سے منقطع کر دیا اور آپ مین اور ان دونون مین کوئی ذمہ میراث
نہ قائم کی اور یہ کہنا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لڑکے ہو سو اللہ تعالیٰ تو اپنی

کتاب مین یون ارشاد فرماتا ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ
(محمد تم لوگون مین سے کسی کے باپ نہین) لیکن تم لوگ انکی بیٹی کے بیٹے ہو اور
بیشک قرابت قریبہ ہے مگر اُسکو میراث نہین پہونچ سکتی اور نہ یہ ولایت کی
وارث ہوسکتی ہے اور نہ اسکو امامت جائز ہے پس کیونکر اس قرابت کے ذریعہ سے
تم وارث ہوسکتے ہو اور تمھارے باپ نے ہر طرح اسکی خواہش کی تھی فاطمہ (رضی اللہ عنہا)
کو دن مین نکالا اور در پردہ اُن کو بیمار کیا اور رات کے وقت دفن کیا باوجود اسکے
لوگون نے سوائے شیخین (ابو بکرؓ و عمرؓ) کے کسی کو منظور نکیا اور جو کہتے علی رضی اللہ عنہ
اور اُن کے سابق الاسلام ہونے کی وجہ سے فخر کیا تو اسکا جواب یہ ہو کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقت وفات دوسرے کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا بعد ازان
لوگ ایک کے بعد دوسرے کو امام بناتے گئے اور انکو منتخب نکیا حالانکہ یہ بھی اُن چھ
بزرگون مین تھے لیکن سبھون نے انکو اس امر کے قابل نہ سمجھ کے چھوڑ دیا اور اُن
لوگون نے اس مین انکو حقدار نہ خیال کیا اور عبدالرحمن نے تو انپر عثمان کو مقدم کر دیا
اور وہ اس معاملے مین متہم بھی ہین اور طلحہ و زبیر ان سے لڑے اور سعد نے ان کی
بیعت سے انکار کیا دروازہ بند کر لیا بعد ازان معاویہ کی بیعت کی بعد اسکے تمھارے
باپ نے خلافت کی پھر تمنا کی اور لڑے اور ان سے اِن کے مصاحبین علیحدہ ہوگئے
اور قبل حَکَم مقرر کرنے کے اِن کے ہواخواہ اُن کے مستحق ہونے کی بابت مشکوک
ہوئے پھر انھون نے دو شخصون کو برضامندی حَکَم مقرر کیا اور انکو اللہ کا عہد و میثاق
دیا اُن دونون شخصون نے انکی معزولی پر اتفاق کر لیا پھر حسن خلیفہ ہوئے انھون نے
حکومت و خلافت کو معاویہ کے ہاتھ کپڑون اور دراہم کے بدلے فروخت کر ڈالا اور حجاز
چلے آئے اور اپنے ہواخواہون کو معاویہ کے سپرد کر دیا اور حکومت کو نااہل کے حوالے
کر دیا پس اگر تمھارا کچھ حق بھی تھا تو اُسکو تمنے فروخت کر ڈالا اور قیمت وصول کر لی
شاید تمنے یہ گمان کیا ہے کہ تمھارے باپ کو حمزہ و عباس اور جعفر پر مقدم ہونے کی وجہ سے
ہم ذکر کیا کرتے ہین حالانکہ یہ ایسا نہین ہے جیسا کہ تمھارا گمان ہے البتہ یہ لوگ

دنیا سے ایسے صاف گئے ہین کہ سب لوگ ان کے مطیع اور ان کے افضل ہونے کے
قائل تھے اور تمھارا باپ جدال و قتال مین مبتلا گیا بنو امیہ انپر لعنت ویسا ہی کرتے
تھے جیسا کہ کفار پر نماز فرائض مین کی جاتی ہے پس ہمنے جھگڑا کیا اُن کے فضائل
بیان کئے بنو امیہ پر سختی کی اور بوجہ حرکات ناشائستہ کے اُنکی ہمنے گوشمالی کی۔
محمد بن عبداللہ کو دعوی تھا کہ وہ مہدی موعود ہین اور اپنے دعوے پر وہ اس
حدیث کو سند سمجھتے تھے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے ان المهدی من ولدی اسمه
اسمی واسم ابیه ابی یعنی مہدی میری اولاد مین سے ہوگا جس کا اپنا نام میرے
نام کے مطابق ہوگا اور اُسکے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق اور نفس زکیہ
اُن کو اس لیے کہتے ہین کہ جب وہ فتح سے مایوس ہوئے تو وہ رجسٹر جسمین اُنسے
بیعت کرنے والون کے نام تھے جلوا دیا تا کہ کوئی انھین جان نہ سکے پس وہ اس حدیث
رسول خدا کا مصداق ہوگئے یُقتل باحجار الزیت من ولدی نفس زکیة
یعنی میرے فرزندون مین سے نفس زکیہ احجار زیت مین مقتول ہوگا اور وہ قتل
بھی اسی مقام پر ہوئے تھے کہتے ہین کہ نفس زکیہ امام جعفر صادق سے موافق نہ تھے
منصور نے عیسی بن موسی بن علی بن عبداللہ بن عباس کو محمد سے جنگ کرنے
کے لئے مدینے کو روانہ کیا روانگی کے وقت منصور نے یہ ہدایت کی تھی کہ اگر تم کو انپر
کامیابی حاصل ہو جائے تو اپنی تلوار کو میان مین کر لینا امان دیدینا اگر محمد
روپوش ہوجائین تو اہل مدینہ کو گرفتار کر لینا یہ اُن کے حالات کو جانتے ہین اور
آل ابو طالب مین سے جو شخص تم سے ملاقات کرے اُس کا نام میرے پاس لکھ بھیجنا
اور جو شخص نہ ملے اُسکا مال و اسباب ضبط کر لینا چنانچہ جعفر صادق منجملہ اُن لوگون
کے تھے جو روپوش ہوگئے تھے پس عیسی بن موسی نے اُن کے مال و اسباب کو ضبط
کر لیا الغرض عیسی نے مدینے کے قریب پہونچ کے چند لوگون کی طلبی کے خطوط روانہ
کئے پس عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب مع اپنے بھائی ابو عمر اور
ابو عقیل محمد بن عبداللہ بن محمد بن عقیل کے مدینے سے نکل آئے مہدی کو عیسی بن

جس کو انھون نے بعوض ایک مطالبے کے جو انپر واجب الادا تھا ایک تاجر کو
دیدیا تھا پس جب جعفر بن سلیمان والی مدینہ منورہ ہوکے آیا تو اُسنے اُس مطالبہ
کو ادا کرکے ذوالفقار علی تاجر سے لیلی خلیفہ مہدی کو اُسکی اطلاع ہوئی تو اُسنے
جعفر بن سلیمان سے لے لی چونکہ اُسکی پشت پر مہرون کی قطار بنی ہوئی تھی
اسلیے ذوالفقار کہتے تھے یہ مہرے اُبھرے ہوسے نہ تھے اور تعداد مین اٹھارہ تھے
اور اس زمانے مین جو ذوالفقار کی نقل دو زبان والی شمشیر کی اُتارتے ہین
تحقیق کے خلاف ہے بعض متاخرین نے اپنے تخیلات سے یہ بات پیدا کرلی ہے
محمد مہدی کے ساتھ اس جنگ مین مشاہیر بنی ہاشم سے محمد کا بھائی موسیٰ بن [illegible]
حمزہ بن عبداللہ بن محمد بن علی بن حسین - اور حسین و علی پسران زید بن علی بن
حسین تھے منصور حسین و علی کے نام پر کہا کرتا تھا کہ مین نے تو انھین دونون کے
باپ کا بدلہ لیا ہے پھر انھون نے کیون محمد کی اعانت کی علی و زید پسران حسن بن [illegible]
بن حسن تو محمد کے ساتھ تھے اور ان دونون کے باپ حسن بن زید منصور کے ہمراہ [illegible]
اور حسن و زید و صلح پسران معاویہ بن عبداللہ بن جعفر - قاسم بن اسحاق بن [illegible]
بن جعفر اور علی بن جعفر بن اسحاق بن علی بن عبداللہ بن جعفر محمد کے معین و مددگار
تھے اور ان کا باپ منصور کے لشکر مین تھا - محمد نفس زکیہ کے ظہور کے بعد اُنکے بھائی
ابراہیم نے جنکا عرف امیر المؤمنین تھا علم امامت بلند کیا انکی جستجو پانچ برس
سے برابر ہو رہی تھی اور ابراہیم ہمیشہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل ہوتے
رہتے تھے گاہے فارس گاہے کرمان گاہے جبل گاہے حجاز گاہے یمن اور کبھی شام مین
بھی جا پہونچتے تھے ایک بار موصل مین منصور کے دسترخوان پر حاضر ہوئے تھے اور [illegible]
بغداد مین منصور کو اس کی خبر لگ گئی فوراً آدمیون کو ان کی گرفتاری پر مامور
کردیا ابراہیم لوگون مین ایسے چھپ رہے کہ وہ لوگ بے نیل مرام واپس گئے یحیی بن
زیاد بن حیان نبطی نے انکو بصرے مین بلایا اور اپنے مکان مین ٹھہرایا اور لوگون کو
ان کے بھائی کی بیعت کی طرف بلانے لگا لوگون مین انکی دعوت پھیل گئی ایک

[illegible] قضاۃ واہل علم کی مجتمع ہوگئی چار ہزار آدمیون نے بیعت کرلی بصرے
[illegible] کوچے مین ابراہیم کے کام کی شہرت ہوگئی ان دونون منصور کوفے کے باہر
[illegible] تھا اور چند سپہ سالارون کو سفیان کے پاس بھیجدیا تھا اور یہ ہدایت
کی تھی کہ بروقت ظہور ابراہیم سفیان کی مدد کرنا پہلی رمضان ۱۴۵ھ کو ابراہیم نے
[illegible] خروج ظہور کیا جامع مسجد مین آئے نماز صبح ادا کی پھر مسجد سے نکل کے دارالامارت
[illegible] داخل ہوے سفیان کو مع اُن سپہ سالارون کے جنکو منصور نے اسکی کمک پر
[illegible] تھا قید کردیا جعفر و محمد پسران سلیمان بن علی یہ خبر پاکے چھ سو آدمیونکی جمعیت
[illegible] بڑھے ابراہیم نے معین بن قاسم جزری کو پچاس آدمیون کے ساتھ مامور کیا
[illegible] اُن دونون کو بھگا دیا جعفر و محمد کی ہزیمت اور دارالامارت پر قبضہ کرنے کے
[illegible] ابراہیم نے امان کی منادی کرادی اور بیت المال سے بیس لاکھ درہم برآمد کرکے پچاس پچاس
[illegible] آدمیون مین تقسیم کردیے بعد اسکے اہواز اور فارس اور واسط کی طرف فوجین
[illegible] اہواز اور فارس پر قبضہ حاصل ہوگیا اور واسط پر پوری کامیابی کا
[illegible] انھین اُڑ سکا اس کے بعد ہی محمد مہدی کے مارے جانے کی خبر ابراہیم کے پاس
[illegible] الفطر پہونچی لوگون کے ساتھ نماز عید ادا کی اور ان لوگون کو اس حادثہ
[illegible] سے مطلع کیا لشکریون اور عوام الناس کو منصور سے اور زیادہ نفرت بڑھگئی
[illegible] چونکہ شجاعت اور دلیری کے ساتھ بہت بڑے عالم اور مقتداے عام تھے
[illegible] کی دعوت خلافت پر ہر طرف سے لبیک کی صدائین بلند ہوئین خاص کوفے مین
[illegible] لاکھ آدمی اُن کے ساتھ جان دینے کو تیار ہوگئے اور پیشوایان مذہب کے
[illegible] امام ابوحنیفہ نے بھی اُن کی تائید کی اور امام صاحب علانیہ ابراہیم کے طرفدار
[illegible] اسکے کہ خود شریک جنگ نہو سکے اور ہر طرح پر اُن کی مدد کی اور اُن کی
[illegible] کی اور مسلمانون کو اُن کی شرکت کے لئے فتویٰ دیا امام ابوحنیفہ نے ابراہیم کو
[illegible] ان الفاظ لکھا تھا اما بعد فانی قد ارسلت الیک اربعۃ آلاف درھم
[illegible] عندی غیرھا ولولا امانات الناس عندی للحقت بک فاذا القیت

القوم وظفرت فافعل کما فعل ابوك فی اهل صفین اقتل مدبرهم فاجهز علیٰ جریحهم ولا تفعل کما فعل ابوك فی اهل الجمل فان القول لهم فیه
یعنی چار ہزار درم حاضر تھے وہ تمھارے واسطے بھیجتا ہوں اس وقت اس سے زیادہ پاس نہ تھا اگر میرے پاس لوگوں کی امانتیں نہ ہوتیں تو خود بھی تمھارے لشکر میں پہونچتا اور جبکہ تم سپاہ دشمن کو دیکھو اور ان سے فتح پاؤ تو ان کے ساتھ وہ کام کرنا جو تمھارے باپ حضرت علی نے اہل صفین کے ساتھ کیا تھا مدبر کو مارا ہو اور زخمی کو بھی زندہ نہ چھوڑا ہو اور ایسا مت کیجیو جیسا کہ تمھارے باپ نے جنگ جمل میں کیا تھا کہ انھوں نے اپنے لشکر کو حکم دیدیا تھا کہ زخمیوں کو تکلیف نہ دیں اور مقتولین کی عیال کو قید نہ کریں اور ان کا مال نہ لوٹیں اس لیے کہ یہ قوم لائق ایسے ہی سامان کے ہے کہتے ہیں کہ یہ مکتوب منصور کے ہاتھ لگ گیا اور اسکو امام ابوحنیفہ کی طرف سے بیحد عداوت پیدا ہوگئی۔

نامۂ دانشوران میں ابراہیم کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ اصول عقائد میں معتزلہ کے آئین پر تھے اور جلد پنجم ناسخ التواریخ حالات حضرت امام حسن میں بھی یہی لکھا ہے کوفیوں کے اصرار سے ابراہیم نے کوفے پر چڑھائی کی منصور نے انکے مقابلے کے واسطے عیسیٰ بن موسیٰ کو عجلت کے ساتھ بلالیا اور کئی سپہ سالاروں کو ابراہیم کی طرف بڑھنے کو تحریر کیا منصور نے نہایت حزم واحتیاط سے ہر سمت کی محافظت فوجیں روانہ کیں بعدہ شہر بغداد کے دروازے کو نہایت ہوشیاری سے بند کیا پچاس روز تک مصلے پر بیٹھا رہا اور اس اضطراب میں دو مہینے تک کپڑے نہیں بدلے سرہانے سے تکیہ اٹھا لیتا تھا اور کہتا تھا کہ میں نہیں جانتا یہ تکیہ میرا ہے یا ابراہیم کا جب کسی ضرورت سے باہر آتا تھا تو شاہی سیاہ کپڑے پہن لیتا تھا اور جس وقت اندر پہونچتا تھا اتار ڈالتا تھا انھیں دنوں مدینۂ منورہ سے دو عورتیں فاطمہ بنت محمد بن عیسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ اور امۃ الکریم بنت عبداللہ (خالد بن اسید کی نسل سے) تحفۃً بھیجی گئی تھیں مگر منصور نے انکے ساتھ خلوت کی اور یہ کہا

اور عورتوں کے ساتھ لہو و لعب کرنے کے نہیں ہیں جب تک میں ابراہیم کا سر اپنے روبرو نہ دیکھ لوں یا ابراہیم کے سامنے میرا سر نہ دیکھا جائے جونہی عیسیٰ بن موسیٰ دارالخلافت میں حاضر ہوا پندرہ ہزار فوج کے ساتھ ابراہیم کی جنگ پر بھیجدیا اسکے مقدمۃ الجیش پر حمید بن قحطبہ تین ہزار کی جمعیت سے تھا ابراہیم بصرے سے ایک لاکھ فوج لے کے آئے ہوئے تھے اور عیسیٰ بن موسیٰ کے مقابلے پر کوفے سے سولہ فرسنگ کے فاصلے پر پڑاؤ کیے ہوئے تھے مسلم بن قتیبہ نے کہلا بھیجا کہ اپنے ارد گرد خندق کھدوا لو ابراہیم کے ہمراہیوں نے نہ مانا اور کہا کہ ہم غالب ہیں اور ابوجعفر گویا ہمارے قبضے میں ہے اگلے دن بہ قصد جنگ صف آرائی شروع کی لڑائی تیزی کے ساتھ شروع ہوگئی حمید بن قحطبہ مع اپنی ہمراہ کی فوج کے بھاگ کھڑا ہوا اسکے ساتھ اکثر لشکری بھاگ گئے عیسیٰ کے ساتھ ایک جماعت قلیل باقی رہ گئی مگر یہ سب نہایت استقلال کے ساتھ مرنے پر آمادہ ہوکے لڑ رہے تھے کہ اس اثنا میں جعفر و محمد پسران سلیمان بن علی ایک لشکر لیے ہوئے ابراہیم کے لشکر کے پیچھے سے آپہونچے ابراہیم کے ہمراہی اس اچانک حملے سے گھبرا کے ان کی جنگ و مقاومت کی طرف متوجہ ہوئے تو عیسیٰ کے لشکریوں نے انکا تعاقب کیا منہزمین یہ رنگ دیکھ کے سب کے سب لوٹ پڑے درمیان میں ابراہیم کا لشکر تھا نہ تو آگے بڑھ سکتا تھا اور نہ چاروں طرف سے گھر جانے کی وجہ سے دونوں کے مقابلہ کر سکتا تھا مجبور ہوکے بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے صرف چھ سو یا چار سو فوج باقی رہ گئی حمید برابر حملے پر حملہ کر رہا تھا اتفاق سے ایک تیر ابراہیم کے حلق میں آکے ترازو ہو گیا ہمراہیوں نے گھوڑے سے اتار لیا اور چاروں طرف سے حلقہ کرکے اپنے حریف کے حملوں کا جواب دینے لگے حمید نے اپنی رکاب کی فوج کو پوری قوت سے حملہ کرنے کا حکم دیا ان لوگوں کا حملہ کرنا تھا کہ ابراہیم کے ہمراہی بدحواس ہوکے منتشر ہوگئے حمید کے لشکریوں نے ابراہیم کا سر اتار کے عیسیٰ کے سامنے لا کے رکھدیا عیسیٰ نے سجدۂ شکر ادا کرکے منصور کے پاس بھیجدیا یہ واقعہ

پچیسوین ذیقعدہ سنہ ۱۴۵ھ کا ہے اور بعض کہتے ہین کہ ذیحجہ مین مارے گئے ...
کی عمر تھی اور یہ فرقہ حسنیہ کے چھٹے امام تھے امام اول حضرت علی امام ...
حسن امام سوم حسن مثنیٰ امام چہارم عبداللہ محض امام پنجم محمد نفس ...
امام ششم ابراہیم۔

منصور نے بعد اسکے یہ ارادہ کر لیا کہ جہانتک ہوسکے علویون کو ذلیل ...
جاندار اور جیالا نظر آئے اُسکو مار ہی ڈالو ایسا نہو کہ میری سلطنت مین ...
منصور کے بعد جتنے خلفا ہوئے اُن سب نے یہی رسم جاری رکھی کہ جہانتک ...
سیدون کو قتل کرو جب منتصر کی خلافت کا زمانہ آیا تو اُسنے اپنے گورنرون ...
کہ خبردار کوئی سید علوی کسی کا ہدیہ نہ قبول کرنے پائے نہ کبھی گھوڑے ...
نہ اپنے قصبے سے کسی طرف سفر کرنے نکلے ایک غلام سے زیادہ غلام نہ ...
کسی قسم کا جھگڑا سید اور غیر سید مین پڑے تو غیر سید کو ترجیح دیجائے اور ...
رسول کے نواسون کا نام لیکر فریاد کرے اسے سخت سزا دو اور بہت بُری ...

دوسرے نفسیہ یہ فرقہ بھی حسنیہ مین سے ہے مگر اس بات مین اس ...
کہ اسکا اعتقاد یہ ہے کہ نفس زکیہ مارے نہین گئے بلکہ غائب اور مخفی ہین ...
کے بعد ظہور کرینگے اسی لیے ان لوگونکا نام نفسیہ مشہور ہے۔

تیسرے محمدیہ اس فرقے کا عقیدہ یہ ہے کہ امام قائم محمد معروف بہ نفس ...
بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن امام حسن بن علی بن ابی طالب ہین اور ...
ابو منصور کی طرف امامت کی وصیت کی تھی نہ بنی ہاشم کی طرف جیسا ...
موسیٰ علیہ السلام نے یوشع بن نون کے لیے وصیت کی تھی اور ...
بھتیجے کے لیے وصیت نہ کی[1]۔

چوتھے حسینیہ یہ فرقہ کہتا ہے کہ نفس زکیہ کی وصیت سے ابو منصور کو امامت ...
پہونچی اور ابو منصور نے اپنے بیٹے حسین کے لیے امامت کی وصیت کی تھی ...
ابو منصور کے بعد وہ امام ہوئے[2]۔

... محمد نفس زکیہ اور اُن کے بھائی ابراہیم فرقۂ زیدیہ کے ائمہ مین
... ہین اس لیے کہ زیدیہ کے ایک گروہ کا اعتقاد یہ ہے کہ یحییٰ بن زید
... کے چھٹے امام ہین اپنے بعد نفس زکیہ کی امامت کے لیے وصیت
... نفس زکیہ نے ابراہیم کی امامت کے لیے وصیت کر دی تھی۔

... فرقے جو حضرت حسن مجتبیٰ کے بعد حضرت حسین شہید کربلا اور اُنکی اولاد مین امامت مانتے ہین

... جو حضرت علی کے بعد حضرت حسنؑ کو اور اُن کے بعد حضرت حسینؑ کو اور اُنکے ... اولاد کو امام مانتے ہین ان سب کا طریقۂ امامت مین امام محمد باقر تک اتفاق ہے ... ان کے اختلاف کرتے ہین ان مین سے بعض فرقے امام جعفر صادق تک ... کو نہین پہونچاتے ہین باقی سب فرقے جعفر صادق تک امامت ... مین مشترک ہین۔

وہ فرقے جو محمد باقر کے بعد جعفر صادق کو امام نہین مانتے

اول باقریہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ امام حسنؑ کے بعد امام حسینؑ کو امامت پہونچی ... بعد علی زین العابدینؑ کو ان کے بعد محمد باقرؑ کو اور محمد باقر مرے نہین ... اور مہدی منتظر ہین۔

دوم ناصریہ انکا عقیدہ یہ ہے کہ محمد باقرؑ کے بعد اُنکے بیٹے ذکریا امام ہین اور ... ناصر مین چھپے ہوئے ہین جب اُنکو اللہ حکم دیگا تو نکلین گے۔

... فرقے جو جعفر صادقؑ تک امامت کے معاملے مین مشترک ہین اور جو اُن کے بعد امام مین اختلاف کرتے ہین

اول ہشمیہ یہ فرقہ علی بن اسماعیل بن میثم تمار کی طرف منسوب ہے جو حضرت علی کے

اصحاب سے تھا جیسا کہ مجمع البحرین کی جلد دوم میں لکھا ہے کتاب خرائج ...
کہ میثم تمار ایک عورت کا اہل کوفہ میں سے غلام تھا جناب امیر نے اُسے خرید کر
آزاد کر دیا اور حلی نے اُسے کتاب خلاصہ میں ثقہ میں میں ذکر کیا ہے اور ...
میں مذکور ہے کہ اسکا خاندان بیت التمارین کے نام سے مشہور تھا اس ...
قول یہ ہے کہ حضرت علیؓ کے بعد امام حسن رضی اللہ عنہ کو امامت پہونچی پھر امام ...
پھر علی بن حسینؓ کو پھر محمد باقرؓ کو پھر جعفر صادقؓ بن محمد کو پھر اُنکے بیٹے موسیٰ کاظم ...
میثم تمار کا قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم ہے اور اُسکے لیے اعضا ہیں[1]

(۲) حکمیہ ہشام بن حکم کندی شیبانی کوفی کے اصحاب ہیں انکو ہشامیہ بھی کہتے ...
ہشام کا قول ہے کہ صانع اور مصنوعات کے درمیان کوئی مشابہت ضرور ...
ورنہ مصنوعات صانع پر دلالت نہیں کرسکتے اور اسکا قول یہ بھی ہے کہ اللہ ...
محدود ہے اور چاندی کے ٹکڑے کی طرح سفید اور صاف اور ستھرا ہے اور ...
چمکتا اور روشن ہے اور انسان کی صورت پر طویل و عریض و عمیق ہے طول ...
عرض کے اور عرض اُسکا مثل عمق کے ہے اور اپنے بالشت سے سات بالشت ...
رنگ اور مزہ اور بو رکھتا ہے اور یہ تمام صفات اُسکی ذات کے مغائر نہیں ...
وہ کھڑا ہوتا اور بیٹھتا اور ہلتا اور ٹھہرتا اور چلتا پھرتا بھی ہے اور ما تحت ...
بذریعۂ شعاع نوری کے جانتا ہے جو اُسکے جسم سے نکل کر اُس طرف پڑتی ...
اور عرش پر رہتا ہے جب اُس سے لوگوں نے پوچھا تیرا اللہ بڑا ہے یا کوہ ...
کوہ احد حکمیہ مقاتل بن سلیمان پر طعن کرتے ہیں کہ وہ اس بات کا قائل ہے ...
دخون رکھتا ہے اور ہشام کہتا ہے ارادہ آلٰہی ایک حرکت ہے جو نہ اُسکی عین ...
نہ غیر ہے اور اللہ تعالیٰ کو اشیا کا علم اُن کے پیدا ہو جانے کے بعد حاصل ...
قبل اُن کے وجود کے وہ اُنھیں نہیں جان سکتا اور اسکا علم نہ قدیم ہے اور ...
حادث ہے اور کلام اُسکی صفت ہے جو نہ مخلوق ہے اور نہ غیر مخلوق اور ...
اعراض دلالت نہیں کرسکتے بلکہ اجسام اسپر دلالت کرتے ہیں کیونکہ اجسام ...

... مشابہت ہے اور یہ شخص اللہ تعالیٰ پر بدا بھی تجویز کرتا تھا اور اُسکے نزدیک ... میں
... عصمت جائز نہیں ہے اور انبیا پر جائز ہے اور کہتا تھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے
... بدر میں اسیران بدر سے عصیان خدا کیا تھا مختار کشی میں ہشام کے چچا عمر بن
... منقول ہے کہ وہ اوائل میں جہم بن صفوان کے مذہب پر تھا پھر امام
... صادق کی ہدایت سے شیعۂ جعفریہ میں داخل ہو گیا[1]
... کی تالیفات سے بہت سی کتابیں ہیں مختلف بیانوں میں جیسے توحید اور
... اجسام اور جبر و قدر اور امامت اور ابطال امامت مفضول اور رد معتزلہ اور
... اور رد علم و تدبیر اور استطاعت وغیرہ میں اور اسنے ایک کتاب اللہ تعالیٰ
... کے بیان میں لکھی ہے[2]
... کا قول یہ بھی ہے کہ اہل جنت و دوزخ کی یہ نوبت پہونچے گی کہ وہ اپنی حالت
... بیہوش اور بیہوش ہو جائینگے اپنی جانوں پر اُن کو قابو نہ رہیگا جیسے کسی کو
... ہے ایسے متوالے ہو جائینگے[3]
... کا ظہور ۱۹۰ھ میں ہوا تھا ابن حزم وغیرہ کہتے ہیں کہ جس شخص نے اول
... اسلام میں یہ بات کہی کہ اللہ جسم ہے وہ یہی ہشام بن حکم ہے[4]
(۳) جوالقیہ ہشام بن سالم جوالقی جوزجانی کوفی کی طرف منسوب ہیں جو بشر بن
... بن حکم کا غلام تھا اسکا قول یہ تھا کہ اللہ انسان کی صورت پر ہے نصف
... اسکا مجوف ہے یعنی خالی اور نصف اسفل مصمت ہے یعنی ٹھوس اللہ کے سر کے بال
... ہیں وہ گوشت اور خون نہیں رکھتا ہے بلکہ ایک چمکتا نور ہے اُسکے حواس خمسہ
... حواس انسان کے ہیں اور حواس اُسکے باہم متغائر ہیں اس طرح کہ جس حس سے
... سنتا ہے وہ وہ نہیں ہے جس سے دیکھتا ہے[5]

[1] دیکھو مجالس المومنین [illegible]
[2] دیکھو [illegible]
[3] [illegible]
[4] [illegible]
[5] [illegible]

یا تھ پاؤں منھ آنکھ کان سب کچھ رکھتا ہے مگر شرمگاہ اور داڑھی نہیں
فرقے کا ظہور ۱۱۳ھ میں ہوا خلاصہ میں مذکور ہے کہ وہ امام جعفر صادقؑ اور موسیٰ
اصحاب سے تھا اور اس فرقے کو سالمیہ بھی کہتے ہیں انکو ہشامیہ بھی
(۴) زراریہ زرارہ بن اعین شیبانی کوفی کے متبع ہیں یہ کہتا تھا کہ اللہ
صفات حادث ہیں اور قبل حدوث صفات کے اللہ نہ عالم تھا اور نہ سمیع اور
نہ قادر اور نہ حی یہانتک کہ اُسنے اپنے لئے یہ سب کچھ اکتساب کیا اس فرقے
میں ہوا زرارہ مسئلہ امامت میں عمائیہ کے قدم بہ قدم ہے جنھیں فطحیہ بھی کہتے
کہتے ہیں کہ اُسنے بیدا سے ترک کردی تھی اُسنے عبداللہ بن جعفر صادق سے
دریافت کئے جب نہ تباسکے تو موسیٰ بن جعفر کے پاس چلا گیا یہ مشبہ بھی تھا
میں مرقوم ہے کہ زرارہ امام محمد باقر و امام جعفر صادق و امام موسیٰ کاظم کے
سے ہے ۱۵۰ھ ہجری میں انتقال کیا اُسنے ایک کتاب استطاعت اور جبر
میں لکھی ہے ۱۲۵ میزان ذہبی میں مذکور ہے کہ ابن ابی حاتم نے کہا ہے
امام محمد باقر سے روایت کی ہے اور سفیان ثوری کہتے ہیں کہ اُسنے باقر کو نہیں
(۵) یونسیہ یونس بن عبدالرحمٰن قمی کے پیرو ہیں اسکا اعتقاد تھا کہ
پر ہے جسکو ملائکہ اُٹھائے ہوئے ہیں اور اُس کی قوت ملائکہ کی قوت سے
منتہی المقال میں لکھا ہے کہ یونس امام جعفر سے کوہ صفا و مروہ میں ملا تھا مگر
روایت نہیں کی ہے ابوالحسن موسیٰ کاظم اور اُن کے بیٹے علی رضا سے روایت کی
اور امام رضا کا وکیل اور مخلص دوست تھا اور کتاب خلاصہ میں مذکور ہے کہ امام
اہل علم و فتویٰ سے شمار کرتے تھے فرقہ واقفیہ نے اسکو بہت کچھ مال و اسباب
کہ ان سے اس بات میں اتفاق کرے کہ امام موسیٰ کاظم پر امامت منتہی ہوگئی
قبول نہ کیا اور مختار میں مذکور ہے کہ فضل بن شاذان کہتا ہے کہ یہ جو مشہور
آل یقطین کا غلام ہے یہ غلط ہے اسلیے کہ یونس ہشام بن عبدالملک کے
پیدا ہوا تھا اور آل یقطین اس عہد میں نہ تھے بلکہ بنی عباس کے زمانے میں

میں یونس فوت ہوا۔ حلت متعہ کے بیان میں یونس نے ایک کتاب
ہے اور یہ بڑا بھاری مشبہ تھا اور بدا کا قائل تھا بدا کے بیان میں اسکی
ہے اور ایک کتاب غلاۃ کے رد میں ہے۔
مفوضہ یا تفویضیہ اس فرقہ کا ظہور ۱۳۵ھ ہجری میں ہوا تھا ان کا
کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کرکے خلق عالم و تدبیر عالم
کے سپرد کردیا ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے اُن کے لیے مباح کردیا ہے
عالم انھی کا پیدا کیا ہوا ہے اور ان میں سے بعض نے یہ کہا ہے کہ حضرت
ابی طالب کے سپرد فرمایا ہے اور ایک فرقہ انھیں سے یہ کہتا ہے کہ دونوں
ہے اور بعض کہتے ہیں کہ سب ائمہ کے سپرد کیا ہے مفوضہ جب بادلوں کو
ہیں تو اُسے سلام کرتے ہیں اس گمان سے کہ اس میں علی کرم اللہ وجہہ ہیں
ترجمۂ اُردو جلاء العیون میں لکھا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق نے
خدا غالیوں پر لعنت کرے کہ ہم اہل بیت کے حق میں غلو کرتے ہیں اور حد سے
ہیں اور خدا مفوضہ پر لعنت کرے جو کہتے ہیں کہ خدا نے تمام عالم کو ائمہ کے
کیا ہے واضح ہو کہ مفوضہ نے معصیت خدا کو صغیر جانا اور اپنے خدا سے کافر ہوگئے
ایک خدا کے لیے قرار دیا ہے اور گمراہ ہوگئے ہیں اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا ہے
خدا پر اقامت منکر ہیں اور حقوق خدا اور خلق خدا انکر ہیں اور ابو ہاشم جعفری
امام رضا نے غالیوں کو کافر اور مفوضہ کو مشرک کہا ہے ارشاد یہ ہیں بیان
کہ مفوضہ عبید اللہ بن عبداللہ بن سبا کے متبع ہیں جو سب سے پہلے تفویض کا
ہوا تھا یعنی کہتا تھا کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے سب کام پیغمبر خدا اور حضرت علی
کردیئے ہیں اور آپ معطل ہوگیا ہے یہی حضرات پیدا کرتے ہیں اور یہی مارتے
اور یہی رزق بانٹتے ہیں غرض جو کام کہ خدا کے ہیں وہ سب عبیداللہ اور اُس کے
کے نزدیک پیغمبر خدا اور حضرت علی مرتضیٰ کرتے ہیں اور خدائے تعالیٰ کچھ نہیں
در حقیقت یہ فرقہ غلات میں داخل ہے اسی سبب سے صاحب ملل و نحل نے

مفوضہ کو غلات مین شمار کیا ہے مگر چونکہ غالیون اور مفوضہ مین اتنا فرق [illegible]
امیر کی الوہیت کے قائل ہین اور انکو خدا جانتے ہین اور مفوضہ انکی الوہیت [illegible]
نہین مگر تفویض کے قائل ہین اور اسی سبب سے بعض روایات مین ذکر مفوضہ [illegible]
غلات کے آیا ہے پس اس وجہ سے قسیم یعنی مقابل غلات کے ہونگے [illegible]
فرقے حد شرع سے تجاوز کرنے والے ہین اور معنی غلو کے کسی کام کے کرنے [illegible]
گذر جانے کے ہین مفوضہ اور غلات کہتے ہین کہ علماے قم نے جناب امیر کی [illegible]
(۷) نعمانیہ یہ محمد بن علی بن نعمان کوفی صیرفی کی طرف منسوب ہین جسکو [illegible]
شیطان الطاق اور شیعہ مومن الطاق کہتے ہین اور وجہ اسکی یہ ہے کہ [illegible]
ایک مقام طاق کے نام سے مشہور ہے وہان اسکی دوکان تھی [illegible]
بیٹھا ہوا درم و دینار پرکھا کرتا تھا اور اہل سنت کی کتب مین یہ فرقہ [illegible]
نام سے زیادہ مشہور ہے مگر شہرستانی وغیرہ نے نعمانیہ کے نام سے لکھا ہے [illegible]
ابو جعفر اور لقب احول ہے اسی لیے ابو جعفر احول کہلاتا ہے اسکی تالیف [illegible]
ہین ایک حضرت علیؑ کی امامت کے بیان مین احتجاج نام کتاب ہے اور دو [illegible]
خوارج کے رد مین[1]۔ یہ شخص معتزلہ و شیعہ دونون کے مذاہب مین [illegible]
اسکا مذہب یہ تھا کہ اللہ کو اشیا پیدا کرنے سے قبل اسکا علم نہین ہوتا اگر اللہ [illegible]
کے افعال کا عالم ہوتا تو یہ بات مستحیل ہوتی کہ بندونکا امتحان اختیار کرتا اور [illegible]
زعم تھا کہ اللہ تعالی ایک نور ہے غیر جسمانی اور باوجود اسکے اس بات [illegible]
قائل تھا کہ اللہ تعالی انسان کی سی صورت رکھتا ہے اور یہ شخص رجعت کا قائل [illegible]
اس فرقے کا ظہور [illegible] مین ہوا ہے۔

(۸) بدائیہ یہ لوگ اسکے قائل ہین کہ اللہ پر جائز ہے یعنی جائز ہے یہ بات کہ اللہ [illegible]
کسی شے کا ارادہ کرے اور پھر اس سے پشیمان ہو جائے اسلیے کہ اسپر وہ چیز [illegible]
پہلے سے اسپر ظاہر نہ تھی جس طرح کہ آدمی مین تبدیل راے ہوتی ہے یہ لوگ [illegible]
کہ خلافت خلفاے ثلثہ رضی اللہ عنہم کی بھی اسی طرح پر ہوئی کہ اللہ تعالی [illegible]

[illegible] ہوا اور اُن کی تعریف مین جس قدر آیات نازل کین وہ سب آخرکار
[illegible] موجب ندامت کا ہوئین صواعق محرقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا ظہور
[illegible] ہجری مین ہوا اور یہ قول مسامحت سے خالی نہین اسلیے کہ اس سے قبل شیعہ
[illegible] بدا کے قائل ہو چکے تھے چنانچہ کیسانیہ کا یہ عقیدہ ہے حالانکہ اس فرقے کا
[illegible] ہجری مین ہوا تھا اور فرقہ جوالیقیہ مین بھی جسکا دوسرا نام سالمیہ ہے اس
[illegible] تھا اس فرقے کا ظہور [illegible] مین ہوا صواعق محرقہ مین ان فرقونکے سنہاے
[illegible] بہت کچھ تسامح ہوا ہے چنانچہ لکھا ہے ثم ظهرت الزرارية واليونسية
[illegible] والكيسانية والبدائية والغامية منهم وبدو ظهورهم في حدود
[illegible] و اربعین و مأۃ حالانکہ انکے ابتداے ظہور کے سنین مین بڑا تفاوت ہے
[illegible] یہ اور دوسرے امامیہ جیسے مالک جہنی و دارم بن حکم و ریان بن صلت
[illegible] تعالی پر بدا کے قائل ہین۔ امامیہ اپنے اوپر سے اعتراض اٹھانے کے لیے
[illegible] مین تاویلین کرنے لگے ہین اور کہتے ہین جو کچھ اہل سنت نے سمجھا ہے بدا کے
[illegible] وہ معنے نہین بلکہ اسکے اور معنے ہین جو لائق انکار نہین ابو الفتوح نے
[illegible] مین اسکی تحقیق و تفصیل کی ہے۔ امامیہ کہتے ہین کہ خداے تعالی کی راے
[illegible] مین کبھی خطا اور غلطی واقع نہین ہوتی کیونکہ وہ عواقب امور اور مصالح امور سے
[illegible] آگاہ ہے اور کوئی شے اسپر مجہول نہین سب حال اسپر ظاہر اور ہویدا ہے جو وہ کرتا ہے
[illegible] کرتا ہے نہ خطا سے کہ پشیمان ہو کر راے اول سے راے دوسری کی طرف عدول
[illegible] وہ بایں معنی شیعون کے نزدیک خداے تعالی پر محال ہے بلکہ شیعہ کی اصطلاح
[illegible] عبارت ہے تغیر و تبدل سے احکامات مین بسبب اختلاف مصالح اور اوقات
[illegible] ایک وقت مین باعتبار ایک مصلحت کے ایک حکم دیا دوسرے وقت مین باعتبار
[illegible] مصلحت کے اُس حکم کو بدل ڈالا اسکو نسخ تشریعی کہتے ہین اور تغیر عالم کون مین
[illegible] وہ تغیرات جو دنیا مین ہوتے ہین جیسے موجود کرنا اور معدوم کرنا اور زندہ کرنا
[illegible] مردہ کرنا اسکو نسخ تکوینی کہتے ہین پس بدا بایں معنی فرقہ شیعہ کے نزدیک

خدائے تعالیٰ پر جائز ہے اسلئے کہ خدائے تعالیٰ ہر وقت ایک شان مین
جو مصلحت دیکھتا ہے وہ کرتا ہے اور جس مین مصلحت نہین دیکھتا
اُسکو نہین کرتا کبھی مارتا ہے کبھی جلاتا ہے کبھی بیمار ڈالتا ہے کبھی صحت دیتا ہو
ہر وقت موافق مصلحت کے کام کرتا ہے کیونکہ وہ اپنے بندون کی مصلحتون سے آگاہ ہے
پس یہ معنی صحیح ہین کہ اِن مین کسی طرح کا فساد نہین اور بدا اِس معنے مین آیا ہے
اور احادیث کثیرہ سے ثابت ہے اور یہ آیات اور اخبار اِس پر دلالت کرتے ہین
خدا نے دو لوحین پیدا کی ہین اور اُن مین جمیع کائنات اور حوادثات کو لکھا ہے
ایک کا نام **لوح محفوظ** ہے پس اُس لوح مین جو کچھ خدا کے حکم سے لکھا جاتا ہے اُس
مین کسی طرح کا تغیر واقع نہین ہوتا اور مطابق علم الٰہی کے ہوتا ہو اور دوسری لوح کا
لوح محو و اثبات ہو کہ اُس مین موافق مصلحت کے خدا کے حکم سے بعض چیزین
لکھی جاتی ہین اور بعض محو کی جاتی ہین جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے یمحوا اللہ ما یشاء
و یثبت وعندہ ام الکتاب توضیح اسکی یہ ہے کہ پہلے مثلاً اس لوح مین لکھا کہ
کی عمر پچاس برس کی ہے یعنی مقتضائے حکمت یہ ہے کہ عمر اُسکی اس قدر ہو جب تک
کہ کوئی سبب زیادتی اور نقصان کا اُس سے عمل مین نہ آئے پس جس وقت کہ اُس
کوئی عمل نیک مثل صلۂ رحم یا صلۂ عترت طاہرہ اور ذریت اخیار رسول مختار یا
تصدق مساکین مؤمنین برابر عمل مین آیا اور اِن چیزون مین سے کسی کو بجالایا
تو پچاس سال کی عمر اُسکی محو ہو جاتی ہے اور اُسکی عمر ساٹھ برس کی لکھی جاتی ہے
اور اگر اُس سے خلاف اِن امور کے کوئی عمل بد مثل قطع رحم یا ترک صلۂ سادات
مؤمنین کے ظہور مین آیا تو اُس کی عمر پچاس برس کی جگہ چالیس برس کی لکھی جاتی ہے
اور دس برس کم ہو جاتے ہین اور لوح محفوظ مین اول امر سے لکھا جاتا ہے
کہ زید صلۂ رحم بجالائے گا اور عمر اُسکی اِس وجہ سے ساٹھ برس کی اللہ کی طرف
سے متعین ہوئی ہے یا اُسکی عمر اس وجہ سے کہ وہ قطع رحم یا اسی طرح کا کوئی اور برا
کام کرے گا چالیس برس کی مقرر ہوئی ہے جیسا کہ طبیب حاذق کو کسی شخص کے

مزاج کا حال معلوم ہو جائے تو وہ حکم کر سکتا ہے کہ عمر اسکی ساٹھ کی ہوگی پس اگر
اُسنے زہر کھا لیا یا کسی نے اُسکو قتل کر دیا اور عمر اُسکی ساٹھ برس سے کم ہوگئی
یا اُسنے کوئی دوائے مقوی کھائی اور اُسکی عمر ساٹھ برس سے بڑھ گئی تو یہ نہین کہ
طبیب نے غلطی کی پس بدا عبارت ہے تغیر تقدیر سے لوح محو و اثبات مین اور
غرض لوح محو و اثبات سے یہ ہے کہ بندے بسبب خبر دینے انبیا اور اوصیا کے اِس
لوح سے یہ جان لین کہ اعمال حسنہ اُن کے کامون کی اصلاح مین تاثیر رکھتے ہین تاکہ
اعمال نیک کی طرف راغب ہون اور اعمال بد سے باز رہین۔
کتاب توحید اور عیون اخبار الرضا مین روایت کی ہے کہ امام رضا نے فرمایا کہ اے
سلیمان تو کیون بدا کا انکار کرتا ہے حالانکہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اولا یذکر الانسان
انا خلقناہ من قبل ولم یک شیئاً آیا نہین دیکھتا انسان کہ ہمنے پیدا کیا اُسکو
پہلے سے اور وہ کوئی چیز نہ تھا غرضکہ بدا شیعہ کے نزدیک محو و اثبات ہے نہ بدلنا
رائے کا دوسری رائے کی طرف پشیمان ہو کر امامیہ کہتے ہین کہ یہ امر محال ہے کہ خدا
اول کسی امر کو نہ جانے اور پھر اُسپر ظاہر ہو جائے یا اپنے ارادے سے پشیمان ہو۔
امام جعفر صادق فرماتے ہین کہ جو کوئی ایسا اعتقاد کرے کہ خدائے تعالیٰ نے کل
ایک کام کیا اور کل اُسکی بُرائی کو نہ جانا اور آج اُس کی بُرائی کو جانا کہ یہ کام جو
مین نے کیا تھا بُرا تھا اور اُس کام کے کرنے سے آج پشیمان ہوا تو ہم ایسے شخص سے
بیزار ہین اور اس قسم کے اعتقاد کرنے والے کو آپ نے کافر فرمایا ہے۔
رسالۂ اعتقادیہ مین بیان کیا ہے کہ امام جعفر صادق فرماتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کو کبھی
ایسا بدا نہین ہوا جیسا کہ میرے بیٹے اسماعیل کے باب مین اسکو بدا ہوا آپ فرماتے
ہین کہ اللہ پاک کو کوئی امر کسی شے مین ایسا ظاہر نہین ہوا جیسا کہ میرے بیٹے
اسماعیل کے باب مین ظاہر ہوا کہ اُن کو مجھ سے پہلے مارا تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ میرے
بعد امام نہین ہین اور بعض نے کہا ہے کہ بدا امور تکوینی مین مثل نسخ کے ہے احکام
شرعی مین اور نسخ یہ ہے کہ شارع کا ایک حکم ہو چکا اور ہمنے گمان کیا کہ وہ ہمیشہ رہیگا

اور بعد اُسکے وہ حکم منسوخ ہوگیا اور دوسرا حکم مقرر ہوا اور یہی حال امور تکوینی میں ہے
مثلاً ایک کام علل اور اسباب اور قرائن حال کی وجہ سے ایسا معلوم ہوا کہ ہمیشہ رہیگا
اور بعد اُسکے وہ امر جاتا رہا اور دوسری طرح پر ہوا اُسکو بدا کہتے ہیں جیسے اسماعیل
کہ امام جعفر صادقؑ کے بڑے بیٹے تھے اور آدمیوں کو بظاہر حال یہ گمان تھا کہ امام
موصوف کے بعد وہی امام ہونگے پھر جبکہ اُنھوں نے وفات پائی تو آدمیوں نے
جانا کہ امامت اُن کی جو گمان کی گئی تھی برطرف ہوئی اور امامت موسیٰ کاظم کے لیے
ثابت ہوئی اور کہتے ہیں کہ اسکو بدا اس لیے کہتے ہیں کہ انپر وہ امر ظاہر ہوا
کہ پہلے اس سے ظاہر نہ تھا۔

نور اللہ شوستری نے جو اس باب میں مجالس المومنین میں لکھا ہے اُن کے کلام کا
خلاصہ یہ ہے کہ ظاہر میں لفظ بدا سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حکم دینے کے
بعد اُسکے وقت مقررہ پر واقع ہونے سے قبل ممانعت کردے اور اس سے جہل اور پشیمانی
اللہ پر لازم نہیں آتی اور نہ اُسکی خطا ثابت ہوتی ہے اسلیے کہ مطلب اس قول کا
یہ ہے کہ کبھی آقا کو اپنے نوکر کی اطاعت و تابعداری دوسروں پر ظاہر کرنی ہوتی ہے
تو ایک مشکل کام کا حکم فرماتا ہے اور جب یہ شخص وہ کام شروع کرتا ہے تو منع
کردیتا ہے مصداق اسکا حضرت ابراہیمؑ کا قصہ ہے کہ اُن کو اپنے بیٹے اسماعیلؑ کے
ذبح کرنے کا حکم دیا اور جب وہ تعمیل کو آمادہ ہوئے اور دونوں نے حکم الٰہی پر صبر
و رضامندی رکھی تو منع کردیا اور اجران کا المضاعف کردیا۔

(۹) ناؤسیہ یہ عبد اللہ بن ناؤس بصری کے متبع ہیں یہ چھ شخصوں کی
امامت کا قائل ہے حضرت علیؑ سے جعفر صادقؑ تک اسکا عقیدہ یہ تھا کہ امام جعفر صادقؑ
زندہ ہیں اور غائب ہوگئے ہیں اور وہی مہدی موعود ہیں اور بعض ناؤسیہ کہتے ہیں
کہ بعض شیعۂ صادق کبھی کبھی خلوت میں انکو دیکھ بھی لیتے ہیں انکا ظہور سنہ [illegible] ہجری
میں ہوا۔ یہ لوگ بغداد میں تھے خاصکر سنہ [illegible] ہجری میں۔ پھر تاتاریوں کی یورش
کی وجہ سے تباہ ہوگئے۔ ناؤسیہ کا عقیدہ یہ ہو کہ جو اپنے نفس کو غیر پر فضیلت دے وہ کافر

(۱۰) عماریہ کہ عمار کے متبع ہیں انکا عقیدہ یہ ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے وفات پائی
اور اُن کے بیٹے **محمد** نامی امام ہوئے بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ عماریہ میں سے ایک
گروہ کا یہ عقیدہ ہے کہ امامت بعد محمد بن جعفر کے اُن کی اولاد میں رہی اس گروہ کو
شمیطیہ کہتے ہیں۔

(۱۱) عمائیہ یہ لوگ عبد اللہ بن عمار کے یار ہیں اور سات شخصوں کی امامت کے
مقر ہیں حضرت علیؑ بن ابی طالب سے جعفر صادقؑ تک اور بعد اُن کے عبد اللہ
بن جعفر صادق کو امام جانتے ہیں ان عبد اللہ کا لقب **افطح** تھا الف کے فتحہ اور
فا کے سکون اور طائے مہملہ کے فتحہ اور حائے حطی کے سکون سے ان کو افطح اسلیے کہتے تھے
کہ ان کے دونوں پاؤں چوڑے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ سر چوڑا تھا اور یہ افطح اسماعیل
بن جعفر کے حقیقی بھائی تھے عمائیہ کہتے ہیں کہ افطح چونکہ لاولد مرے ہیں اور امامت کا
سلسلہ اُنکی نسل میں جاری نہیں رہا ہے اسلیے پھر دنیا میں آئینگے اور صواعق محرقہ میں
لکھا ہے کہ افطحیہ جنھیں عمائیہ بھی کہتے ہیں عبد الرحمن بن عمر کے اصحاب ہیں۔

حبیب السیر میں بیان کیا ہے کہ عبد اللہ بن جعفر سب بھائیوں میں بڑے تھے باپ
کی وفات کے بعد امامت کے مدعی ہوئے بہت سے شیعہ نے انکی متابعت کی لیکن
بالآخر ان میں سے بہت سے منحرف ہوکر امام موسیٰ کاظمؑ کی امامت کے قائل ہوگئے
اور جو لوگ عبد اللہ کی امامت کے معتقد رہے وہ افطحیہ مشہور ہوگئے اسلیے کہ انکا داعی
عبد اللہ بن افطح تھا اور بعض کہتے ہیں کہ خود عبد اللہ بن جعفر کا عرف افطح تھا اور
منتہی المقال سے معلوم ہوتا ہے کہ عبد اللہ افطح کی امامت کے جو لوگ قائل ہیں وہ
فطحیہ کہلاتے ہیں اور یہ فطحیہ ائمہ اثنا عشر کی امامت کے مقر ہیں اور ساتھ اُنکے عبد اللہ
افطح کو بھی امام مانتے ہیں کہ اُنکو صادق اور کاظم کے درمیان میں داخل کرتے ہیں
اور شہید سے نقل کیا ہے کہ عبد اللہ افطح کی امامت کے امام موسیٰ کاظم اور امام علی رضا
کے درمیان میں قائل ہیں۔

توضیح المقال میں لکھا ہے کہ بعض کی رائے یہ ہے کہ یہ فرقہ فطحیہ اس لیے کہلاتا ہے

علماے رجال ومحدثین امامیہ کی اصطلاح مین غالبًا واقفیہ کو پچھلی قسم پر اطلاق کرتے ہین توضیح المقال مین اختیار سے سلسلہ دار ابوالقاسم حسین محمد بن عمر بن یزید کے چچا تک روایت کی ہے کہ واقفیہ کی ابتدا کی یہ صورت ہے کہ اثنا عشرہ کے پاس تیس ہزار دینار بابت زکوۃ وغیرہ کے جو کچھ انپر واجب تھا جمع ہوگئے تھے انھون نے وہ دینار امام موسی کاظم کے وکلا کے پاس بھیدئے جو کوفے مین موجود تھے اور یہ دو شخص تھے جن مین سے ایک کا نام حیان سراج ہے اور موسی کاظم اُس زمانہ مین ہارون الرشید کے حکم سے بغداد مین محبوس تھے ان وکیلون نے اُن دینارون سے مکانات اور غلہ وغیرہ اشیا خرید لین جب موسی کاظم کا ۱۸۳ھ ہجری مین انتقال ہوگیا تو یہ وکلا اُنکی موت کے منکر ہوگئے اور واسطے دبالینے اُس اموال کے شیعون مین یہ بات مشہور کردی کہ وہ نہین مرینگے فرماتے تھے کہ مین حی لایموت ہون کیونکہ وہی مہدی ہین پس بہت سے شیعہ کا اسی پر عقیدہ جم گیا کہ امام موسی کاظم زندہ ہین اور وہ مال اُن دونون وکیلون کے پاس دم آخر تک رہا پھر انتقال کے وقت انھون نے وصیت کردی کہ امام موسی کاظم کے ورثا کو دیدیا جاے تب شیعہ واقف ہوئے کہ انھون نے مال کی حرص سے یہ فقرہ گانٹھا تھا اور کتاب فوائد مین یہ ہے کہ واقفیہ کا اطلاق اُن لوگون پر کرتے ہین جنھون نے موسی کاظم کے غیر کی امامت پر توقف کیا اور اُن کے بعد پھر کسی کو امام نہ مانا اور جب مطلق واقفیہ استعمال کرتے ہین تو یہی فرقہ مراد ہوتا ہے جو موسی کاظم پر امامت کو موقوف رکھتا ہے اور جب کہین واقفیہ اور معنے مین آتا ہے تو وہ کسی قرینے کے ساتھ ہوتا ہے جن مین سے ایک قرینہ یہ ہے کہ جسنے موسی کاظم کو نہ پایا اور اُنسے قبل یا اُنکے زمانے مین مرگیا تو یہ واقفی اِس وجہ سے ہے کہ امام موسی کاظم کی امامت کا مقر نہین ہے جیسے سماعہ بن مہران اور علی بن حنان اور یحیی بن القسم اور تحقیق یہ ہے کہ واقفیہ دو قسم کے ہین ایک وہ جو امامت کو موسی کاظم پر موقوف رکھتے ہین دوسرے وہ ہین جنھون نے خود موسی کاظم کی امامت مین انھین کے وقت مین کسی شبہہ کی وجہ سے توقف کیا انھین امام تسلیم نکیا۔

(۱۸) **احمدیہ**۔ یہ لوگ کہتے ہین کہ موسی کاظم کے بعد اُنکے بیٹے احمد امام ہوے۔

(۱۹) **جعفریہ**۔ یہ لوگ کہتے ہین کہ جعفر صادق کے بعد موسی کاظم بن جعفر امام ہین پھر علی رضا بن موسی پھر محمد تقی بن علی رضا پھر علی نقی بن محمد تقی پھر حسن عسکری بن علی نقی اور حسن عسکری بلا اولاد فوت ہوئے کوئی اولاد نہین چھوڑی اور نہ اُنکے کوئی بیٹا محمد نامی پیدا ہوا پس یہ مہدی کی ولادت کے منکر ہین۔ بعض کتابون مین لکھا ہے کہ جعفریہ انکا نام اس لئے ہی ہے کہ انکے نزدیک حسن عسکری کے بعد اُن کے بھائی جعفر امام ہین بعضون نے توقف کیا ہے اور محمد تقی کے حال مین شک کرتے ہین۔

(۲۰) **اثنا عشریہ**۔ جب لفظ امامیہ مطلقًا بلا قید بولتے ہین تو یہی فرقہ مراد ہوتا ہے ابن اثیر نے شرح کتاب جامع الاصول کی بحث نبوت مین کہا ہے کہ مذاہب مشہورہ اسلام مین جن پر تمام عالم کے مسلمانون کا مدار ہے مذہب شافعی اور ابو حنیفہ اور مالک اور احمد رضی اللہ عنہم کا اور مذہب امامیہ ہے اور اِس بات کی تعیین کی ہے کہ **مذہب امامیہ کے مجدد** دوسری صدی ہجری کے اوائل مین امام علی رضا بن موسی کاظم تھے اِسلئے کہ گمان اسکا یہ ہے کہ حدیث مین ہوا ہے کہ اللہ تعالی ہر صدی کے آغاز مین ایک ایسا شخص بھیجتا ہے جو امت مذکورہ کے لئے دین کی تجدید کرتا ہے یعنی دین کو روشن اور زندہ کرتا ہے۔ پس ایسا مجدد کسی ایک مذہب سے خصوصیت نہین رکھتا ہے بلکہ ہر ایک مذہب کا ہر صدی کے اول مین ایک مجدد ہوتا ہے کہتے ہین کہ اثنا عشریہ کا ظہور ۲۶۰ھ ہجری مین ہوا ہے۔ یہ لوگ کہتے ہین کہ جب امام حسن عسکری بن علی نقی نے وفات پائی تو پانچ برس کا ایک لڑکا محمد نامی سوسن یا نرجس کنیز کے شکم سے چھوڑا جو ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ ہجری مین شب کے وقت جیسا کہ عبد الوہاب شعرانی نے کتاب یواقیت وجواہر مین بیان کیا ہے پیدا ہوا تھا مہدی موعود اور خاتم الائمہ یہی ہین خلیفہ معتمد علی اللہ عباسی کے

سلہ ... کتاب اصول کافی کلینی
سلہ انساب آل ابی طالب
سلہ دیکھو عمدۃ الطالب
سلہ دیکھو منتہی المقال فی اسماء الرجال
سلہ دیکھو مقدمہ اول کتاب ...
سلہ ... عراق ...

عہد مین بقول ابن وردی نو برس کی عمر مین تہ خانۂ سامرہ مین جو ایک بڑا شہر
تکریت اور بغداد کے درمیان مین شرقی دجلہ پر آباد کیا ہوا معتصم کا چھپ گئے
مخفی ہونے کا ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ ہے اور یافعی کے نزدیک ۲۶۵ھ ہجری ہو شیخ
نے اپنے رسالے مین لکھا ہے کہ اول اصح ہے ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامہ
مین ذکر کیا ہے کہ مین نے اُس تہ خانے کے دروازے پر سوارون اور
کو کھڑے دیکھا ہے۔

اور تحفۂ احمدیہ مین لکھا ہے کہ اول امامت مین کہ سن شریف محمد بن حسن کا پانچ برس
کا تھا خوف سے حکام وقت کے غائب ہوئے وہ **غیبت صغریٰ** تھی
حضرت کا ظاہر رہتا تھا پہلے عثمان بن سعید تھے بعد اُنکے بیٹے اُنکے محمد ہوئے
حسین بن روح ہوئے پھر علی بن محمد سمیری اُن کے بعد **غیبت کبریٰ** ہوئی
کہ نائب ظاہر کوئی نہ رہا مدت غیبت صغریٰ کی چوہتر برس تقریباً رہی۔ محمد بن حسن
کے ماننے والے کہتے ہین کہ امام بارہ ہین اسی لئے انکا لقب اثنا عشری ہوگیا
ان کے نزدیک ایمان لانا **رجعت** پر واجب ہے یعنی جناب محمد مہدی صاحب
ظہور اور خروج فرمائینگے اسوقت مومن خاص اور کافر و منافق مخصوص سب زندہ ہونگے
عالم کو پُر از عدل و داد کرینگے ہر ایک اپنی داد و انصاف کو پہونچیگا اور ظالم سزا پائیگا
یاد رکھو کہ **چہاردہ معصوم** کی ترتیب اس طرح مشہور ہے محمد۔ علی۔ فاطمہ۔ حسن۔ حسین
علی زین العابدین۔ محمد باقر۔ جعفر صادق۔ موسیٰ کاظم۔ علی رضا۔ محمد تقی۔ علی نقی
حسن عسکری۔ محمد مہدی علیہم السلام۔ ناسخ التواریخ کی کتاب دوم کی جلد پنجم
جہان چہاردہ معصوم کے کفن و دفن مین ملائکہ کے مدد دینے کا ذکر کیا ہے اس
سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ چہاردہ معصوم انھین سے مراد ہے اور تحفۃ العوام مین لکھا ہے
کہ جناب علی بن ابی طالب سے حضرت امام محمد مہدی تک یہ بارہ امام معصوم ہین
جناب رسالتمآب اور جناب فاطمہ زہرا دو معصوم ہین انھین کو چہاردہ معصوم
کہتے ہین لیکن مولوی قدرت اللہ نے جام جہان نما مین لکھا ہے کہ عوام کے نزدیک

چہاردہ معصوم بارہ امامون اور حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور بی بی فاطمہ زہرا سے
عبارت ہے اور یہ غلط ہے صحیح یہ ہے کہ چہاردہ معصوم یہ ہین۔
(۱) محسن بن علی کرم اللہ وجہہ جو بی بی فاطمہ علیہا السلام سے ہین انکی قبر جنت بقیع
مین ہے مرآت آفتاب نما مین لکھا ہے کہ محسن ایام حمل مین شکم سے ساقط ہو گئے تھے
حضرت رسالت پناہ نے ساقط ہونے سے قبل اُنکا نام محسن رکھا تھا۔
(۲) عبداللہ بن امام حسن یہ سات برس کی عمر مین طلحہ بن عامر کے ہاتھ سے شہید
ہوئے ان کی قبر جنت بقیع مین ہے۔
(۳) جعفر بن امام حسین یہ تین برس کی عمر مین تشنگی سے جان بحق تسلیم ہوئے
ان کی قبر کربلا مین ہے۔
(۴) قاسم بن امام حسن ان کی قبر کربلا مین ہے۔
(۵) حسین بن امام زین العابدین یہ تین برس کی عمر مین حجاج کے ہاتھ سے
شہید ہوئے ان کی قبر رے مین ہے۔
(۶) صالح بن امام محمد باقر اور بعض کے نزدیک قاسم بن امام زین العابدین
... برس کی عمر مین حجاج کے ہاتھ سے شہید ہوئے ان کی قبر بھی رے مین ہے۔
(۷) علی اقطر بن امام محمد باقر آٹھ برس کی عمر مین احمد بن منصور کے ہاتھ سے
شہید ہوئے قبر انکی شام مین ہے۔
(۸) عبداللہ بن امام جعفر صادق یہ دو برس کی عمر مین خلیفۂ بغداد کے سامنے
عبداللہ بن محمود کوفی کے ہاتھ سے شہید ہوئے انکی قبر بغداد مین ہے۔
(۹) یحییٰ بن امام جعفر صادق تین برس کی عمر مین باسطان کے درمیان شہید
ہوئے قبر ان کی باسطان مین ہے۔
(۱۰) صالح بن امام موسیٰ کاظم تین برس کی عمر مین یوسف بن ابراہیم بن
... دمشقی کے ہاتھ سے شہید ہوئے قبر انکی رے مین ہے۔
(۱۱) طیب بن امام موسیٰ کاظم سات برس کی عمر مین ... دمشقی کے ہاتھ سے

شہید ہوئے قبر ان کی شیراز میں ہے۔

(۱۲) جعفر بن امام محمد تقی چار برس کی عمر میں یوسف بن ابراہیم دمشقی کے ہاتھ سے
شہید ہوئے ان کی قبر کوفے میں ہے۔

(۱۳) جعفر بن امام حسن عسکری یہ بھی یوسف بن ابراہیم دمشقی کے ہاتھ سے شہید
ہوئے ان کی قبر رے میں ہے۔

(۱۴) قاسم بن محمد مہدی تین برس کی عمر میں منصور بن ناصر بن ابراہیم کے
ہاتھ سے شہید ہوئے ان کی قبر شیراز میں ہے۔

مرآت آفتاب نما میں بھی چہاردہ معصوم کی تفصیل اسی طرح لکھی ہے لیکن بعض
باتوں میں اختلاف کیا ہے جس کی صورت یہ ہے۔

(۳) عبداللہ بن امام حسین یہ دو برس کی عمر میں عبید بن زیاد وازرق دمشقی کے
ہاتھ سے شہید ہوئے قبر کربلا میں ہے۔

(۴) قاسم بن امام حسن تین سال کی عمر میں تشنگی سے مرے قبر کربلا میں ہے مگر یہ
نہیں وہ عمرو بن سعد بن نفیل کے ہاتھ سے میدان کربلا میں شہید ہوئے اور عمر ان کی
اس وقت نو سال کی تھی ناسخ التواریخ کی چھٹی جلد میں تذکرۃ الائمہ سے یہ طرح نقل کیا ہے

(۵) حسن بن امام زین العابدین یہ چھ برس کی عمر میں منصور بن احمد کے ہاتھ سے
شہید ہوئے قبر کوفے میں ہے۔

(۶) قاسم بن امام زین العابدین یہ دو سال کی عمر میں عدعان بن یزید کے
ہاتھ سے شہید ہوئے قبر بصرے میں ہے۔

(۷) علی بن امام محمد بن باقر چھ سال کی عمر میں منصور دمشقی کے ہاتھ سے
شہید ہوئے قبر ساوہ میں ہے۔

(۸) عبداللہ بن امام جعفر صادق یہ پانچ سال کی عمر میں دامغان و بسطام
کے درمیان شہید ہوئے قبر بسطام میں ہے۔

(۹) یحییٰ بن ہادی بن جعفر صادق دو سال کی عمر میں عبداللہ بن محمود کے

شہید ہوئے قبر بغداد میں ہے۔

(۱۱) طیب بن موسیٰ کاظم عثمان بن محمود کے ہاتھ سے شیراز میں شہید ہوئے تھے
(۱۲) جعفر بن تقی کی قبر قم میں ہے۔

(۱۳) جعفر بن امام حسن عسکری ایک سال کی عمر میں منصور بن ناصر بن ابراہیم
دمشقی کے ہاتھ سے شہید ہوئے قبر رے میں ہے۔

(۱۴) قاسم بن محمد بن حسن عسکری یہ بھی منصور بن ابراہیم دمشقی کے ہاتھ سے
شہید ہوئے قبر خراسان میں اور بعض کے نزدیک ہرات میں ہے۔

ائمہ کی ترتیب

اثنا عشری کہتے ہیں کہ انبیا کی طرح سے امام بھی منصوص من اللہ ہیں یعنی خدا کی
جانب سے مقرر ہوتے ہیں اور ان کے ہاں ائمہ کی ترتیب اس طرح ہے۔

امام اول حضرت علی بن ابی طالب ہیں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی
ہیں جمعہ کے روز ۱۳۔رجب کو اور بنا بر روایت جعفر صادق کے ساتویں شعبان کو
ہجرت سے ۲۳ سال قبل بیت الحرام میں فاطمہ بنت اسد سے متولد ہوئے۔

محاضرات الراغبین اور ابو الفدا وغیرہ میں ہے کہ ۱۷۔رمضان سنہ چالیس ہجری میں جمعہ
کی صبح کو عبدالرحمٰن بن ملجم کے ہاتھ سے زخمی ہوئے شب یک شنبہ کو ۶۳ سال کی
عمر میں انتقال فرمایا روضۃ الصفائے ناصری میں لکھا ہے کہ ارباب اخبار کی ایک
جماعت کہتی ہے کہ ۲۰۔رمضان کو انتقال فرمایا اور ایک گروہ کہتا ہے کہ ۱۷۔رمضان
کو فوت ہوئے اور ایک گروہ بیان کرتا ہے کہ ۲۱ ماہ مذکور کو رہگرائے عالم بقا ہوئے
مشہور یہی ہے۔تین پہروں کے اندر مقام غری یعنی نجف میں یا مسجد کوفہ میں قبلہ رو یا
قصر الامارہ کوفہ میں دفن ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت امام حسنؓ نے اُن کو
مدینے میں لیجا کر بقیع میں حضرت فاطمہ زہراؓ کی قبر کے پاس دفن کیا۔قبر انکی خوارج
کے کھودنے کے خوف سے مخفی رکھی گئی ہے۔ ناسخ التواریخ کی کتاب دوم کی جلد
دوم کے صفحہ ۷۰۴ میں مذکور ہے کہ جب حضرت امام حسن نے اُن کے دفن کرنے

کے لئے زمین کھودی تو وہاں قبر اور لحد اور چند اینٹیں ملیں اور ایک تختی بھی تھی جس میں بخط سریانی دو سطریں لکھی ہوئی تھیں جن کا ترجمہ یہ ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ وہ قبر ہے جس کو نوحؑ نے علیؑ وصی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے طوفان سے سات سو برس قبل کھودا ہے بہرصورت ہارون کے زمانے تک ان کی قبر کا حال سوائے ائمہ اہل بیت کے دوسرا شخص نہیں جانتا تھا۔ آپ کی مہر پر یہ کندہ تھا الملک للہ الواحد القہار۔

امام دوم حضرت حسن بن علی علیہما السلام ہیں سہ شنبہ ۱۵۔ماہ رمضان سنہ۲ یا سنہ۳ ہجری میں پیدا ہوئے تھے اُن کی کنیت ابو محمد ہے اور لقب تقی اور زکی اور سبط اور ولی ہے اور اُن میں اشہر تقی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سید لقب عطا کیا تھا اور اُنکی عمر حضرت علیؑ کی وفات کے وقت ۳۷ سال کی تھی صاحب کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ نے لکھا ہے کہ ۶ ماہ اور تین دن تک کار خلافت میں دخل دیا اور سنہ۴۱ھ میں نصف جمادی الاولیٰ کو معاویہ کو کار خلافت سپرد کر کے صلح کر لی اور ایک لاکھ درہم سالانہ معاویہ نے اُنکے مقرر کر دئے۔ شیعہ کو اس سے بہ بھی پیدا ہوئی خفیہ طور سے استحقاق اہل بیت اور اُنکی امداد کے مشورے کرنے لگے اور امام حسنؑ سے بھی اسی وجہ سے ناراض ہوگئے امام حسینؑ کو طلبی کا خط لکھا آپ نے سردست آنے سے انکار کر دیا مگر یہ وعدہ کر لیا کہ معاویہ کے مرنے کے بعد میں اس اقرار کو پورا کروں گا۔ اعلام الوریٰ میں طبری نے لکھا ہے کہ وہ صلح کے بعد مدینے میں دس سال تک زندہ رہے پھر اُن کی زوجہ جعدہ بنت اشعث بن قیس کندی نے معاویہ کے کہنے سے اور بقولے مروان کی ترغیب سے زہر دیدیا جس سے پانچویں یا ساتویں ربیع الاول سنہ۵۰ھ یا ربیع الاول سنہ۴۹ھ یا ۲۸ صفر سنہ۵۰ھ یا صفر سنہ۴۹ھ میں ۴۶ برس اور چند ماہ کی عمر میں انتقال فرمایا معاویہ نے یہ خبر سنی تو سجدے میں گر گئے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یزید کے بہکانے سے کہ میں تجھ سے بعد امام حسنؑ کے نکاح کر لونگا زہر دیا مگر یزید نے بھی اس سے نکاح نہ کیا امام حسنؑ بقیع میں مدفون ہوئے زمان امامت

[illegible] وقت میں ۹ سال میں خضاب بیاہتا تھے سلسلۂ حنفیہ انھیں سے مخصوص ہے اور بعض اور سلسلے بھی حسنی شُنی مذہب سے ان سے ملتے ہیں اور آپ کی مہر پر یہ کندہ تھا العزۃ للہ۔

امام سوم حضرت حسینؑ بن علیؑ ابن ابی طالب ہیں جو پنجشنبہ اور بقولے سہ شنبہ تیسری یا چوتھی یا پانچویں شعبان اور بقولے آخر ماہ ربیع الاول اور بقولے تیرھویں ماہ رمضان سنہ۳ اور بقولے سنہ۴ ہجری میں پیدا ہوئے ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے اور القاب رشید اور طیب و زکی اور ولی و سید و مبارک و تابع لمرضات اللہ و سبط اصغر ہیں اور ان میں بہت مشہور زکی ہے ان کی عمر حضرت علیؑ کی وفات کے وقت ۳۷ سال کی تھی اور حضرت امام حسنؑ کے انتقال کے وقت ۴۷ سال کی تھی کربلا میں دوشنبہ یا جمعہ یا شنبہ ۱۰ محرم سنہ۶۱ھ کو ۵۸ سال کی عمر میں شہید ہوئے سنان بن انس نخعی خاص اُنکا قاتل ہے اُنکی مہر پر یہ کندہ تھا لکل اجل کتاب اور بقولے ان اللہ بالغ امرہ نقش نگین تھا بھائی کے بعد کچھ کم دس سال تک امامت کی ناسخ التواریخ کی جلد حالات حسین علیہ السلام صفحہ ۱۵ سطر ۲ مطبوعہ ایران میں ذکر فضائل حسینؑ و محبت رسول خدا آنحضرت میں لکھا ہے کہ علی علیہ السلام سے فرمایا ان النبی کشف عن ازبۃ الحسین قبّل زُبّہ دقام فصلی من غیر ان یتوضا یعنی رسول خدا از فرود ناف تا زانو ہائے حسین علیہ السلام را از جامہ باز کردہ زبہ در سر ذکر او را بوسید و برخاست و نماز گذاشت بآنکہ وضو سازد۔ انکے سر کے باب میں تین قول ہیں

(۱) بعض کہتے ہیں کہ یزید نے حکم دیا اس کو تمام ملکوں میں پھرانا چاہئے اس کے حکم کی تعمیل ہوئی اور جب عسقلان میں پہونچا تو وہیں دفن کرا دیا گیا پھر خلفائے فاطمیین کے ایک وزیر نے جس کا نام صالح ہے اُسے عسقلان سے مصر میں منگا کر دفن کرایا قاہرہ میں خان خلیلی کے پاس وہ مقام ہے جہاں یہ سر مدفون ہے۔

(۲) بقیع میں امام حسنؑ کی قبر کے پاس مدفون ہے۔

(۳) امامیہ کہتے ہیں کہ شہادت سے چالیس دن کے بعد کربلا میں آ کے جسد

مبارک کے ساتھ دفن کیا تھا۔ بحار الانوار کی دسوین جلد مین علل الشرائع سے [نقل]
کیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق نے عبداللہ بن فضل ہاشمی سے فرمایا کہ ایک جماعت
کا بیان ہے کہ وہ ہمارے محب کہلاتے ہین اور وہ ہماری امامت پر اعتقاد رکھتے [ہین]
کہ امام حسین علیہ السلام شہید نہین ہوئے بلکہ نظر مردم مین ایسا معلوم ہوا کہ وہ شہید [ہوئے]
جس طرح کہ عیسیٰ بن مریم نظر مردم مین قتل ہوتے دکھائی دئے اور فی الواقع مقتول
نہین ہوئے پس اس قول کے بموجب چاہئے کہ کچھ عتاب و ملامت و عذاب نبی [پر]
نہو لے پسر عم جو کوئی دعویٰ کرے کہ امام حسینؑ شہید نہین ہوئے پس اُسنے رسول [خدا]
اور اُن ائمہ کی تکذیب کی ہے جنھون نے حضرت امام حسینؑ کے شہید ہونے کی خبر
دی ہین اور جو کوئی رسول خدا اور ائمہ کی تکذیب کرے وہ کافر ہے جو کوئی جس شخص
سے ایسا سنے اُسکو اُسکا خون مباح ہے پھر عبداللہ بن فضل نے کہا یا ابن رسول اللہ
آپ شیعون کی اس جماعت کے باب مین کیا فرماتے ہین جنکو یہ اعتقاد ہے حضرت [نے]
فرمایا وہ ہمارے شیعہ نہین ہین مین اُن سے بیزار ہون دمع السجوم مین لکھا ہے
کہ ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ابو الصلت ہروی نے امام رضا کی
خدمت مین عرض کیا کہ ایک جماعت کوفے مین ہے وہ دعویٰ کرتے ہین کہ امام حسین
شہید نہین ہوئے اور خدا نے مشابہ اُن کے حنظلہ بن اسعد شامی کو دکھایا اور امام حسینؑ کو
آسمان پر لے گیا جس طرح عیسیٰ کو آسمان پر لے گیا۔

امام چہارم علی بن حسینؑ شہید ہین جن کا لقب زکی و امین و سجاد و زین العابدین
اور کنیت ابو الحسن و ابو محمد ہے اور علی اصغر نام ہے ناسخ التواریخ سے معلوم ہوتا ہے
کہ انکا نام علی اوسط ہے اور علی اصغر معرکہ کربلا مین زخم تیر سے شہید ہوئے تھے اور
صحیح یہ ہے کہ امام حسین کے تین بیٹون کے نام علی تھے اول علی اکبر شہید جو لیلیٰ دختر عروہ بن مسعود
ثقفی سے پیدا ہوئے تھے دوسرے علی امام اور علی اوسط تیسرے علی اصغر ان دونون کی ان کا نام شہربانو

[لقب] شاہ زنان ہے یزدجرد شاہ ایران کی بیٹی تھین اسیر ہوکر آئی تھین اسلئے
[بعض] نے انھین ام ولد کہا ہے اور کنیزون مین شمار کیا ہے اور یہ شایان نہ تھا
[ناسخ] الانوار فی طبقات الاخیار مین امام حسینؑ کے حالات مین لکھا ہے کہ اُن کے
[دو] فرزند تھے علی اکبر علی اصغر جنکی نسل سے یہ سارے سادات کے خاندان ہین
[دوسر]ے جعفر اور دو دختر فاطمہ اور سکینہ اور اسعاف الراغبین مین لکھا ہے کہ ان کے
[چھ] بیٹے اور تین بیٹیان تھین (۱) علی اکبر (۲) علی اوسط (۳) علی اصغر (۴)
[عبد]اللہ (۵) محمد (۶) جعفر (۱) زینب (۲) فاطمہ (۳) سکینہ کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ
[مین] بھی بیٹون کے یہی چھ نام گنائے ہین انمین سے علی اصغر و عبداللہ معرکہ کربلا مین باپ
[کی گ]ود مین زخم تیر سے شہید ہوئے اور علی اکبر بھی اسی معرکے مین شہادت کو پہونچے
علی اوسط زین العابدین کے لقب سے ملقب ہوئے اور پھر یہی علی اکبر کے نام سے
مشہور ہوگئے ناسخ التواریخ کی کتاب دوم کی چھٹی جلد مین لکھا ہے کہ نہایت تحقیق
کے بعد ثابت ہوا کہ اُن کے چار بیٹے تھے علی اکبر علی اوسط جو زین العابدین کے
لقب سے مشہور ہوئے اور علی اصغر اور عبداللہ اور دو بیٹیان تھین فاطمہ و سکینہ چونکہ
علی اکبر و علی اصغر و عبداللہ کربلا مین شہید ہوگئے اس لئے امام حسین کی نسل امام
زین العابدین سے باقی ہے یہ شنبہ اور بقولے جمعہ اور بروایتے پنجشنبہ پانچوین شعبان
اور بقولے پندرھوین جمادی الاخریٰ اور بقولے پندرھوین جمادی الاولیٰ ۳۸ھ مین
[شب] کے وقت پیدا ہوئے تھے اور بعض نے سال ولادت ۳۷ھ اور بعض نے ۳۶ھ
اور بعض نے ۳۳ھ لکھا ہے اور واقعہ کربلا مین ۲۳ سال کی عمر رکھتے تھے جیساکہ مجمع البحرین
مین مذکور ہے اور حبیب السیر مین ۲۲ سال کی عمر لکھی ہے مریض ہونے کی وجہ سے
قتل ہونے سے بچ گئے اس حادثے کے بعد ۳۴ سال اور زندہ رہے۔ ایک بار محمد بن
حنفیہ نے اُن سے کہا کہ مین حضرت علیؑ کا صلبی بیٹا ہون اسلئے بہ نسبت تمھارے امامت
کا مین زیادہ مستحق ہون پس حضرت رسول کریم کے ہتھیار میرے پاس رہنا چاہئیں زین العابدینؑ
نے فرمایا اے چچا خدا سے ڈرو اور جو چیز آپ کا حق نہین اُسے طلب نہ کرو محمد بن حنفیہ نے

اصرار کیا زین العابدین نے فرمایا کہ آؤ حجر اسود کے پاس چلیں اور اُس سے دریافت
کریں کہ امام زمان کون ہے محمد اسپر راضی ہوئے اور دونوں حجر اسود کے پاس گئے
زین العابدین کے کہنے سے محمد بن حنفیہ نے اُس سے پہلے سوال کیا اور اللہ سے
استدعا کی تاکہ حجر اسود اُن کی امامت پر شہادت دے لیکن اُس سے جواب نہ ملا پھر
زین العابدین نے کہا اے حجر خدا کے واسطے تو ہمکو عربی میں خبر دے کہ وصی و امام بعد
حسین کے کون ہے حجر ہلا اور نہایت فصیح عربی میں جواب دیا کہ امام حسینؑ کے بعد
امامت اور وصیت علی بن حسین کا حق ہے اور امام زمان وہی ہیں محمد نے یہ دیکھ کر
اُن کی امامت تسلیم کر لی بقول ابن صباغ مالکی صاحب فصول مہمہ ولید بن عبدالملک
کے زہر دلوانے سے یوم شنبہ بائیسویں محرم اور بقولے بارھویں یا اٹھارھویں یا
پچیسویں ماہ مذکور ۹۴ھ یا ۹۵ھ ہجری کو ۵۷ یا ۵۸ سال کی عمر میں فوت ہو کر اپنے
چچا حسن سبط کی قبر کے پاس مدفون ہوئے ۳۴ سال امامت کی مروان اور عبدالملک
اور اسکا بیٹا ولید ان کے ہم عصر تھے ان کی مہر پر یہ کندہ تھا وما توفیقی الا باللہ
اور بعض نے نقش نگین یہ لکھا ہے حسبی اللہ لکل ہم۔

امام پنجم محمد بن علی ہیں یہ ایسے ہاشمی ہیں کہ دو ہاشمی سے متولد ہوئے
اور ایسے علوی ہیں کہ دو علوی سے متولد ہوئے کیونکہ باپ امام زین العابدین
بن حسین ہیں اور ماں فاطمہ بنت امام حسن ہیں مدینے میں سہ شنبہ یا جمعہ یا دوشنبہ
پہلی ماہ رجب یا ۳ صفر ۵۷ھ میں پیدا ہوئے اور بعض نے لکھا ہے کہ غرہ رجب سنہ
مذکور میں پیدا ہوئے لقب انکے باقر و شاکر و ہادی ہیں اور کنیت ابو جعفر ہے باپ
کی وفات کے وقت ۳۸ سال کی عمر تھی روز دوشنبہ تاریخ ساتویں ذیحجہ اور بقولے
ربیع الاول ۱۱۴ھ میں انتقال فرمایا۔ اِس روایت کے بموجب کہ نہایت صحیح ہے
۵۷ سال کی عمر پائی اور ۱۹ برس امامت کی اور بقول مؤلف نور الابصار ترسٹھ
سال یا ۵۸ سال کی عمر میں ۱۱۸ھ میں فوت ہوئے در الاصداف میں ہے کہ انکو بھی
زہر دیا گیا تھا تاریخ گزیدہ میں مسطور ہے کہ ہشام بن عبدالملک بن مروان نے

زہر دلوایا تھا اور رسالۂ اعتقادیہ میں ہے کہ ابراہیم بن ولید نے زہر دلوایا تھا
مگر یہ قول تحقیق کے خلاف معلوم ہوتا ہے اِس لئے کہ بیسویں ذی حجہ سنہ ۱۲۶ ہجری کو
یزید بن ولید نے انتقال کیا تو اُسکا بھائی ابراہیم بن ولید خلیفہ مقرر ہوا تھا جس نے
چار مہینے اور بعض کے نزدیک ستر دن تک خلافت غیر مستقل کی اور ۱۲۷ھ میں مروان
بن محمد کے ہاتھ سے معزول ہوا البتہ ہشام بن عبدالملک اُن کی وفات کے وقت سریر
خلافت پر متمکن تھا جو ۱۰۵ھ میں یزید بن عبدالملک کے بعد مسند نشین ہو کر ۶ ربیع الاول
۱۲۵ھ میں فوت ہوا ہے۔ بقیع میں قبۃ العباس کے اندر دفن ہوئے ان کی مہر پر
رب لا تذرنی فردا کندہ تھا۔

امام ششم جعفر بن محمد ہیں جن کے لقب صادق و فاضل و طاہر ہیں اور کنیت
ابو عبداللہ ہے اکثر علما نے کہا ہے کہ مدینے میں دوشنبہ ۸۳ھ ہجری میں پیدا ہوئے
اور بعض نے لکھا ہے کہ جمعہ کے دن پہلی رجب کو پیدا ہوئے تھے اور بخاری نے اپنی
تاریخ میں بیان کیا ہے کہ ۱۷ ربیع الاول ۸۳ھ میں ام فروہ دختر قاسم بن محمد بن
ابوبکر صدیق سے پیدا ہوئے اور قاسم کی ماں عبدالرحمن بن ابوبکر کی بیٹی ہیں اسی لئے
کہا کرتے تھے ولدنی صدیق مرتین اور بعض نے کہا ہے کہ یوں فرمایا کرتے تھے
ولدنی ابوبکر مرتین علم حدیث اپنے باپ اور قاسم بن محمد بن ابی بکر اور عروہ اور
عطا اور نافع اور زہری سے حاصل کیا اور اُن سے سفیان بن عیینہ اور سفیان ثوری
اور مالک اور یحییٰ بن سعید انصاری اور شعبی اور یحییٰ بن سعید القطان اور شعبہ نے
سیکھا روایت اول کے بموجب اپنے والد کی وفات کے وقت ان کی عمر ۳۴ سال
کی تھی اور دوسری روایت کے بموجب ۳۱ سال کی انکی مہر پر کندہ تھا ما شاء اللہ
ولا قوۃ الا باللہ اور بعض نے بیان کیا ہے اُن کی مہر پر اللہ خالق کل شیٔ
اور بعض نے کہا ہے انت ثقتی فقنی شر خلقک کندہ تھا ابو جعفر منصور انکا معاصر
تھا بقول نور الابصار شوال میں اور بقول بعض ۱۵ رجب روز دوشنبہ کو سنہ ۱۴۸ھ
میں منصور کے عہد میں وفات پائی اور اپنے باپ دادا کے مقبرے میں مدفون ہوئے

۳۴ سال امامت کی پہلی روایت کے بموجب ارسٹھ سال کی عمر پائی اور دوسری روایت
کے بموجب ۶۵ سال کی تاریخ گزیدہ مین مذکور ہے کہ علماے شیعہ کا عقیدہ ہے
کہ انکو منصور دوانیقی نے زہر دلوایا تھا۔

امام ہفتم موسیٰ بن جعفر ہین جن کا لقب صابر و صالح و امین ہے اور زیادہ مشہور
کاظم ہے اور کنیت ابو الحسن اور ابو ابراہیم ہے اُن کے معاصر منصور دوانیقی اور مہدی اور
ہادی اور ہارون الرشید تھے اہل عراق انھین باب قضاء الحوائج کہتے تھے اس لیے
کہ اُن سے کام بہت نکلتے تھے مسماۃ حمیدہ بربریہ سے مقام ابوا مین کہ مکے اور
مدینے کے درمیان مین ہے یکشنبہ ساتوین اور بقولے سترھوین صفر ۱۲۸ھ مین
پیدا ہوئے اور بعض نے سال ولادت ۱۲۹ھ لکھا ہے جعفر صادق کی وفات کے وقت
بیس سال کی عمر رکھتے تھے ہارون جس سال حج کو گیا تو مدینے کو بھی گیا اور انکو قید
کرکے بصرے کو بھیجدیا عیسیٰ بن جعفر بن منصور وہان کا حاکم تھا اُسکے پاس ایک سال
محبوس رہے پھر ہارون انکو بغداد کو لے گیا اور سندی بن شاہک یا یحییٰ بن خالد نے
ہارون کے حکم سے اُن کو خرمون مین زہر دیدیا اور تاریخ گزیدہ مین مذکور ہے کہ
سیسا اُن کے حلق مین پلایا ۲۵ رجب یا ۵ یا ۶ یا ۲۳ یا ۲۴ ماہ مذکور ۱۸۳ھ یا ۱۸۶ھ
یا ۱۸۸ھ مین ۵۵ سال اور چند ماہ کی عمر پاکر وفات پائی بغداد مین باب التبن کے اندر
دفن ہوئے ۳۵ سال امامت کی انکی مہر پر یہ کندہ تھا الملک للہ وحدہ۔

امام ہشتم علی بن موسیٰ ہین اکثر علما کے نزدیک ۱۱ ذی حجہ ۱۵۳ھ کو مدینے مین
پیدا ہوئے اور بعض نے لکھا ہے کہ ۱۱ یا ۱۲ ذی قعدہ اور بقولے ۱۱ ربیع الاول روز پنجشنبہ
یا جمعہ ۱۴۸ھ یا ۱۵۱ھ مین پیدا ہوئے اُن کی مان کے نام مین اختلاف ہے شواہد النبوۃ
مین ہے کہ اُن کے بہت سے نام ہین اروی اور نجمہ اور سمانہ اور ام البنین اور کشف الغمہ
فی معرفۃ الائمہ مین ہے کہ سکینہ نوبیہ نام تھا اور بعض کے نزدیک خیزران مرسیہ اور
بعض نے کہا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ تکتم نام تھا اور شقری لقب ہے اور مشہور یہ ہو کہ اروی
نام تھا اور ام البنین کہا کرتے تھے یہ اروی ام ولد تھین اول روایت کے بموجب

[illegible] کی وفات کے وقت بیس سال کی عمر رکھتے تھے رضا و صابر و ولی و مرتضیٰ
اُن کے لقب ہین مگر رضا زیادہ مشہور ہے اور کنیت ابو الحسن ہے اُن کا رنگ
[illegible] تھا مگر اعتدال کے ساتھ اس لیے کہ اُن کی مان سیہ فام تھین۔ اُن کی مہر پر
[illegible] اللہ اور بروایتے ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ کندہ تھا امین اور مامون اُسکے
معاصر تھے ۲۰۱ھ مین جب اُن کی عمر ۴۸ سال کی تھی اُن کو مامون نے اپنا ولیعہد بنایا
اور اپنی بیٹی ام الفضل کا نکاح اُن کے بیٹے محمد تقی کے ساتھ کر دیا مگر غلات
شیعہ عباسیہ کو جن کا بغداد مین نہایت غلبہ تھا یہ بات ناگوار گذری اور انھون نے
اُن کی ولیعہدی کی خبر سنکر مامون کو برا کہنا شروع کیا کہنے لگے کہ اگر وہ رشید کا
[illegible] ہوتا تو اُس کی اولاد کو خلافت سے کیون محروم کرتا۔ کئی سال کے بعد مامون
نے علی رضا کو مروا ڈالا وجہ اسکی یہ ہوئی کہ یہ ہمیشہ مامون کو نصیحت کرتے رہتے تھے
[illegible] اسکو ناگوار ہوتی تھی آخر کار اُس کا دل اُن سے مکدر ہو گیا اور یہ کدورت
یہانتک بڑھی کہ سہ شنبہ یا جمعہ ۱۳ ذیقعدہ یا ۱۷ یا ۲۱ رمضان یا سترہ صفر ۲۰۳ھ
مین اور بقولے ۲۰۲ھ مین اور بروایتے ۲۰۶ھ مین موضع سناباد علاقہ طوس ملک خراسان
مین مامون نے انکو زہر دلوا دیا وہین انتقال فرمایا صحیح یہ ہے کہ پچاس سال کی عمر پائی
بیس سال امامت کی موضع سناباد مین قبر ہارون الرشید کے پاس دفن ہوئے۔

امام نہم محمد بن علی رضا ہین جن کا لقب تقی (تاے فوقانی سے) و جواد و قانع
و مرتضیٰ ہے اور کنیت ابو جعفر ہے اور اُن کو ابو جعفر ثانی بھی کہتے ہین اکثر فضلا کی
روایت کے موافق مدینے مین جمعہ کے دن ۱۰ رمضان کو ۱۹۵ھ مین سکینہ مریسیہ سے
جو ام ولد تھین پیدا ہوئے اور بعض نے تاریخ ولادت ۱۵ رمضان اور بعض نے
۱۹ رمضان اور بعض نے ۱۰ رجب سنہ مذکور لکھی ہے بعض نے اُن کی مان کا نام خیزران
اور بعض نے ریحانہ اور بعض نے سبیکہ بھی لکھا ہے اپنے والد کی وفات کے وقت سات برس
اور چند ماہ کی عمر رکھتے تھے نعم القادر اللہ اور بروایتے اَلْمُهَيْمِنُ عَضُدِیْ اُن کی
مہر پر کندہ تھا مامون و معتصم اُن کے معاصر تھے بغداد مین ۵ رجب اور بقولے

۱۱۔ ذیقعدہ اور بروایتے ۶ یا ۵ ذی الحجہ سنہ ۲۲۰ھ میں انتقال فرمایا بنی ہاشم کے مقبرے میں موسیٰ کاظم کی قبر کے پاس دفن ہوئے اُس مقام کو اب کاظمین کہتے ہیں ۲۵ سال کی عمر پائی ۱۷ سال امامت کی بعض علمائے شیعہ اور اہلِ سُنت کہتے ہیں کہ معتصم خلیفہ بغداد نے زہر دلوایا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اپنی اجل طبعی سے مرے اور جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ اُن کی زوجہ ام الفضل بنت مامون نے اپنے باپ کے اشارے سے زہر دیا تھا یہ اُن کی غلطی ہے اس لئے کہ مامون سنہ ۲۱۸ھ میں اٹھارھویں رجب کو فوت ہوا۔

امام دہم۔ علی بن محمد ہیں جنکے لقب ہادی و طیب ہیں اور ابو الحسن کنیت ہے اور عرف نقی دونوں سے نام ہے اور عسکری بھی کہلاتے ہیں جمعہ یا سہ شنبہ ۲ یا ۱۳ رجب یا ۵ یا ۲۷ ذی الحجہ سنہ ۲۱۲ھ میں مدینے کے اندر سمانہ مغربیہ یا ام الفضل بنت مامون سے پیدا ہوئے سمانہ مغربیہ ام ولد تھیں اور بعض کے نزدیک سنہ ۲۱۴ھ میں پیدا ہوئے تھے باپ کی وفات کے وقت چھ سال کے تھے متوکل نے اپنی حکومت کے زمانے میں یحییٰ بن ہرثمہ بن اعین کو بھیجکر اُنھیں مدینے سے بُلا لیا اور سرمن رائے میں کہ اب سامرہ کے نام سے مشہور ہے رکھا اُن کی مُہر پر اللّٰه ربي و هو عصمتي من خلقه اور بقولے من اطاق المعبود حفظ العهود منقوش تھا سامرہ میں دس برس رہکر روز شنبہ یا دوشنبہ ۳۔ رجب اور بروایتے ۲۶ یا ۲۷ جمادی الاخری سنہ ۲۵۴ھ میں وفات پائی۔ ۴۰ سال کی عمر پائی ۳۳ سال اور چند ماہ امامت کی اور اپنے مکان ہی میں دفن ہوئے اہلِ سنت کہتے ہیں کہ وہ اپنی اجل طبعی سے مرے ہیں اور شیعہ کا عقیدہ یہ ہے کہ اُن کو زہر دلوایا گیا تھا جسنے زہر دلوایا اُسکے نام میں اختلاف کرتے ہیں اعتقادیہ میں لکھا ہے کہ متوکل عباسی نے زہر دلوایا تھا اور اعمال الصالحین میں بیان کیا ہے کہ زہر دلوانے والا معتز تھا اُن میں سے مؤلف اعتقاد کے قول کے غلط ہونے میں تو کوئی شبہہ نہیں اس لئے کہ جب حضرت علی نقی نے انتقال فرمایا تو متوکل زندہ نہ تھا کیونکہ وہ ۲۶ رمضان اور بقولے ۴ شوال سنہ ۲۴۷ ہجری کو مار ڈالا گیا تھا

[illegible]

معتز باللہ اُس وقت برسرِ حکومت تھا جو ۴ محرم سنہ ۲۵۲ھ کو مسند نشین ہوکر ۲۷ رجب سنہ ۲۵۵ھ کو معزول کیا گیا تھا جیسا کہ تاریخ ابو الفدا۔ حبیب السیر۔ جنات الفردوس اور تاریخ التواریخ وغیرہ میں مذکور ہے پس اگر زہر دلوایا ہے تو اُسی نے دلوایا ہے۔

امام یازدہم۔ حسن بن علی ہیں جنکا لقب خالص زکی سراج و کنیت ابو محمد اور عسکری ہے مدینے میں جمعہ یا دوشنبہ یا سہ شنبہ ۸ یا ۱۰ ربیع الثانی سنہ ۲۳۲ھ یا سنہ ۲۳۱ھ میں پیدا ہوئے تھے ماں اُن کی ام ولد تھیں حدیثہ یا سوسن یا عسفان یا حربیہ نام تھا باپ کی وفات کے وقت ۲۳ یا ۲۲ سال کے تھے اور معتمد خلیفہ بغداد کے عہد میں مقام سامرہ میں جمعہ اور بقولے دوشنبہ اور بروایتے شنبہ ۸ ربیع الاول سنہ ۲۶۰ھ کو انتقال فرمایا اور بعض علما کے نزدیک ماہ ربیع الثانی سنہ مذکور میں اور بعض کے نزدیک ۲۳ رمضان سنہ مذکور میں انتقال فرمایا باپ کی قبر کے پاس مدفون ہوئے ۲۹ یا ۲۸ برس کی عمر پائی ۶ یا ۷ سال امامت کی سبحان من له مقاليد السموات والارض اور بروایتے انا لله شهيد اُنکی خاتم پر کندہ تھا معتز اور مہتدی اور معتمد اُن کے معاصر تھے طبری نے کہا ہے کہ ہمارے اکثر اصحاب کہتے ہیں کہ اُن کو زہر دیا گیا تھا رسالہ اعتقادیہ میں ہے کہ اُن کو معتمد نے زہر دلوایا تھا۔

امام دوازدہم۔ محمد بن حسن خالص ہیں جنکی کنیت ابو القاسم ہے اور القاب مہدی و منتظر و خلف الصدق و صاحب الزمان و حجت و قائم ہیں اور مشہور زیادہ مہدی ہے اور یہی امام منتظر ہیں اُنکو پچھلی اور اگلی باتوں کا بخوبی علم حاصل ہے اُنکو زندہ غیر مردہ مانتے ہیں کہتے ہیں کہ خوف اعدا سے غائب ہوگئے ہیں ظاہر ہوکر زمین کو عدل سے بھر دینگے جس طرح کہ جور سے بھر گئی ہے مگر اُن کی غیبت کے وقت اور سنہ وسال میں بہت اختلاف کرکے چند فرقے بن گئے ہیں بلکہ بعض کہتے ہیں کہ وہ مر گئے ہیں پھر لوٹ کر دنیا میں آئینگے کہتے ہیں اُن کی مُہر پر یہ کندہ تھا انا حجة الله وخاصته۔

باب

حضرت محمد مہدی کی غیبت صغریٰ کے بعد وکالت کا سلسلہ بند ہوگیا اور بعض چوتھی

کرتے ہیں کہ ہم امام غائب اور امامیہ کے درمیان میں سفارت کرتے ہیں اور پھر ...
وفات کے وقت جانشین کر دیتے اور یہ سلسلہ ... ہجری سے شروع ہوا وکیل ...
عثمان بن سعید عمری اسدی تھے اُن کے بعد اُن کے بیٹے ابوجعفر محمد وکیل ہوئے ...
پچاس سال کے وکیل رہے اُن کے بعد ابوالقاسم حسین بن روح وکیل ہوئے ...
اپنے بعد علی بن محمد سمیری کے لئے وصیت کی یہ علی بن محمد ... میں سفیر ہوئے
اور ... میں فوت ہوئے اُن کے بعد سے سفارت کا سلسلہ بند ہو گیا اور وہ خاتم ...
سمجھے جاتے ہیں اور اُن کے بعد امام کی جانب سے کوئی سفیر نہیں آیا اور امام ...
غیبت کبریٰ اختیار کر لی۔ شریف مرتضیٰ کہتے ہیں کہ ابتدائے زمانۂ غیبت میں امام ...
اپنے دوستوں پر ظاہر ہوتے اور دشمنوں سے مخفی رہتے تھے جب انھوں نے دیکھا ...
تلاش میں مخالفین و معاندین نہایت معروف ہیں تو دوستوں کی نظروں سے ...
غائب ہو گئے اس لئے کہ نادان دوست اُن کی خبر کو مشہور کر دیتے اور دشمن اس ...
سے در فلا کر زیادہ درپے ہو جاتے تھے۔ صاحب الزمان حضرت عیسیٰ کے نزول ...
زندہ رہیں گے اور تمام عالم کے مالک بنیں گے اور نماز میں حضرت عیسیٰ کی امامت ...
کرینگے اور آدمیوں کو خدا کی عبادت پر طوعاً و کرہاً لائیں گے اور انتقام واجبی ...
اور اپنے اسلاف کے دشمنوں سے لینگے بعد اُسکے خود بخود مر جائینگے۔ اثنا عشریہ کہتے ہیں
کہ ائمہ کا لوگوں سے مخفی ہونا اپنی جانوں کے خوف سے تھا کہ لوگوں نے انکو اتنا ڈرایا
دھمکایا کہ وہ چھپ رہے اور اظہار امامت سے جان چرائی رفتہ رفتہ امام وقت
محمد ابوالقاسم مہدی منتظر نے ... ہجری سے بالکل غیبت اختیار کر لی پس غیبت
کبریٰ کی ابتدا ... سے ہے جب تک اُن کے پاس سے سفیر آتے رہے وہ غیبت صغریٰ
کہلاتی ہے جس کی مدت ... سال ہے جیسا کہ صاحب کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ نے
تصریح کی ہے حبیب السیر میں لکھا ہے کہ غیبت قصری یعنی صغریٰ محمد بن حسن کی ولادت
کے زمانے سے اُنکی سفارت کے انقطاع تک ہوا اور غیبت طولیٰ یعنی کبریٰ سفارت کے انقطاع
کے زمانے سے اُسوقت تک ہے جبتک اللہ نے اُنکے ظاہر ہونے کو مقدر کیا ہی امامیہ صغیر کو امام ...

... کہتے ہیں۔ بہت سے لوگوں نے کذب و افترا کے طور پر بھی بابیت اور سفارت
... کیا تھا جنکی تکذیب کے باب میں امام مخفی کی طرف سے فرمان کتب امامیہ میں
... میں استرآبادی نے رجال کبیر میں ایسے سفیروں کی ایک مفصل فہرست لکھی ہے
... سے یہ ہیں ابو محمد حسن شریعی اور محمد بن نصیر نمیری اور ابن ابی العزاقر
... محمد بن بلال اور ابوطاہر محمد بن بلال وغیرہ۔ مجالس المؤمنین میں لکھا ہے کہ اگلے
... میں ایک دیندار شیعہ جزیرۂ اخضر میں کہ دریائے اندلس میں واقع ہے اور
... الزمان مع اولاد و اصحاب کے وہاں رہتے ہیں ہو چکر اُن سے ملا تھا۔

فرقۂ اثنا عشریہ کے ترقی کرنیکی کیفیت

... میں شیعۂ اثنا عشری متفرق طور پر ملک عراق میں رہتے تھے اور اپنے آپ کو
... سنت میں ملائے ہوئے تھے اور تقیہ کی حالت میں دور دور جاتے تھے جب
... عباسیہ کے زوال اقبال کے آغاز سے قریب قریب تمام سنہ ایک ہزار ہجری
... عراقین اور خراسان میں سلاطین اثنا عشریہ کا زور ہو گیا تھا تو اثنا عشریہ نے
... چھوڑ دیا اور ظاہر ہو گئے۔
... ایک شخص بویہ نامی جس کی کنیت ابو شجاع ہے اور نسب اُسکا یزد جرد آخری بادشاہ
... فارس تک اور وہاں سے پشت بہ پشت بہرام گور تک پہونچتا ہے دیلمان گیلان
... میں بحالت افلاس رہا کرتا تھا کہ ملک فارس کے انقلاب کے بعد اُسکا خاندان گیلان
... میں چلا آیا تھا بویہ کے تین بیٹے تھے علی احمد حسن کہ پہلے کا خطاب عماد الدولہ دوسرے
... رکن الدولہ تیسرے کا معز الدولہ ہوا یہ بڑے پکے شیعۂ اثنا عشری تھے انھوں نے
... شیار کے پاس رہکر جو مازندران میں خلفائے عباسی کی طرف سے حکمران تھے الموت
... کی اور قاہر باللہ بن معتضد عباسی کے عہد سے جو ... میں بعد قتل مقتدر کے
... ہوا اُنکی دولت کا ظہور شروع ہوا اور انھوں نے مذہب اثنا عشری کا اظہار کیا

توخیعہ اثنا عشری کو بڑی قوت ہاتھ آئی اور عماد الدولہ نے ماہ ذی حجہ سنہ مذکور
ارجان اور اصفہان پر فتح پائی پھر برابر سلسلہ فتوحات کا اُن کے ہاتھ مین جاری رہا
یہانتک کہ راضی باللہ کے عہد مین ۳۲۲ھ ہجری تک سارا فارس عماد الدولہ بن بویہ کے
ہاتھ مین آگیا اور رے وغیرہ مین رکن الدولہ نے اپنا قدم جمایا اور یہ تینون
دیگرے صاحب سلطنت ہوئے اور یہانتک زور باندھا کہ خلفاے بغداد پر غالب آگئے اور
خلفا کا عزل ونصب اُن کے اختیار مین ہوگیا اور تمام آذربائجان وخراسان وجرجان
ومازندران وجیلان ودیلم واصفہان ورے وشیراز وغیرہ پر اُنھون کا قبضہ ہوا اور ۱۲۷ برس تک
اُن کی سلطنت قائم رہی اس لئے کہ آخری بادشاہ انکا ملک الرحیم خسرو فیروز
بن بویہ کی اولاد مین سے جسکو سلطان طغرل بیگ نے ۴۴۷ھ ہجری مین گرفتار کیا تھا یہ
غلاۃ اثنا عشری سے تھے غلو کا اُن کے یہ حال تھا کہ ۳۵۱ھ ہجری مین جب رکن الدولہ
بن بویہ نے طبرستان وجرجان فتح کیا تو حکم دیا کہ تمام شیعۂ اثنا عشری مساجد پر یہ لکھ دیں
لعن اللہ معاویۃ بن ابی سفیان ولعن من غصب فاطمۃ فدکا ومن منع ان یدفن
الحسن عند قبر جدہ ومن نفی اباذر الغفاری ومن اخرج العباس عن الشوری
یعنی اللہ لعنت کرے معاویہ پر اور اُس شخص پر لعنت کرے جسنے حضرت فاطمہؓ سے ظلم کے
ساتھ فدک کو چھین لیا اور اُسپر جسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس امام حسنؑ کو
مدفون ہونے سے روکا اور اُسپر جسنے ابوذر غفاری کو شہر بدر کرایا اور اُسپر جسنے حضرت
عباس کو شورے مین شریک کرنے سے چھوڑ دیا اور جلد اول نزہت اثنا عشریہ مین من غصب
فاطمۃ فدکا کی جگہ ومن اغضب فاطمۃ رضی اللہ عنہا واقع ہے اس تقدیر پر معنے یہ ہونگے
اللہ اُس شخص پر لعنت کرے جس نے بی بی فاطمہؓ کو غصہ دلایا سو اس کلام مین لعن حضرت
ابوبکرؓ وحضرت عثمانؓ اور ام المومنین عائشہؓ اور حضرت عمرؓ پر بھی آگیا اسواسطے کہ آنحضرت
کے انتقال کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فاطمہ علیہا السلام کو باغ فدک میراث مین نہ دیا
اور یہ کہا کہ آنحضرت کا مال میراث نہین ہوسکتا اس لئے کہ وہ فرما چکے تھے لا نورث
ما ترکنا صدقۃ متفق علیہ یعنی نہین چھوڑتے ہم یعنی گروہ انبیا میراث جو کچھ

چھوڑتے ہین صدقہ ہے اور جبکہ بی بی صاحبہ نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ باغ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم مجھپر ہبہ کر چکے ہین تو اُن سے گواہ طلب کئے اُن کی طرف سے حضرت علیؓ
اور ام ایمن یہ دو شاہد پیش ہوئے تو اُن کی شہادت کو اس لئے قبول نہ کیا کہ ایک مرد
اور ایک عورت کی شہادت کافی نہین بلکہ ایک اور عورت کی ضرورت تھی اس کارروائی
کے بعد فاطمہ علیہا السلام حضرت ابوبکرؓ سے ناخوش ہوگئین اور اُنسے بولنا چالنا ترک کر دیا
حالانکہ مسور بن مخرمہ سے بخاری ومسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّي فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِي یعنی فاطمہ میرا جز ہے
جس نے انکو غصہ دلایا اُسنے مجھکو غصہ دلایا اور امام حسنؑ نے وفات کے قریب وصیت
کی تھی کہ مجھکو میرے نانا کی قبر کے پاس دفن کرنا جب انتقال ہوا تو بنی ہاشم نے چاہا کہ
آنحضرت علیہ السلام کی قبر کے پاس دفن کرین معاویہ کی طرف سے مروان بن حکم مدینے کا
حکمران روا تھا اُسنے منع کیا قریب تھا کہ بنی اُمیہ وبنی ہاشم مین تلوار چلے بی بی عائشہ
رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ مکان میرا ہے مین اجازت نہین دیتی اسلئے بقیع مین مدفون
ہوئے اور شیعہ کا قول یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے ابوذرؓ کو مدینے سے ربذہ کو نکلوا دیا تھا
اور جبکہ حضرت عمرؓ کی موت کا وقت قریب ہوا تو اُنھون نے ان چھ شخصون کو مشورۂ خلافت
کا خلافت کے لئے منتخب کیا تھا حضرت عثمانؓ - علیؓ - زبیرؓ - طلحہؓ - سعدؓ اور عبدالرحمنؓ
رضی اللہ عنہم اور حضرت عباسؓ کو چھوڑ دیا تھا ومن اخرج العباس عن الشوری سے
اسی بات کی طرف اشارہ ہے رات کو بعض لوگون نے اس تحریر کو مٹا دیا تب
وزیر مہلبی کے اشارے اور معزالدولہ کے اذن سے یون لکھا گیا لعن اللہ الظالمین
لآل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حکم دیا کہ لعن مین سواے معاویہ کے دوسرے
کا ذکر نکیا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا اس معزالدولہ کو تشیع سے اتنی دلچسپی تھی کہ
۳۴۱ھ مین مہلبی نے ایک قوم تناسخیہ کی گرفتار کی جس مین ایک نوجوان تھا کہ اسکو
اس بات کا زعم تھا کہ حضرت علیؓ کی روح نے مجھ مین حلول کیا ہے اور اس قوم مین
ایک عورت تھی کہ وہ کہتی تھی کہ مجھ مین بی بی فاطمہؓ کی روح نے انتقال کیا ہے

اور ایک شخص یہ کہتا تھا کہ مجھ میں جبرئیلؑ نے انتقال کیا ہے جب ان لوگوں کے
لشکر بٹھوایا تو کہنے لگے کہ ہم محبان اہل بیت ہیں معز الدولہ نے بوجہ اس کے کہ خود
شیعہ تھا اُن کو رہا کرا دیا۔ اثنا عشریہ کو آل بویہ کے عہد میں جیسیں دیالمہ بھی کہا کرتے
بڑی قوت ہاتھ آئی بڑے بڑے علما جمع ہوئے تصانیف سے مذہب کی تائید کی اور
میں ؁۳۲۲ میں شیعہ سنی کے فتنے برپا ہوئے شیعے اذان میں الصلوۃ خیر من النوم
کی جگہ کھلم کھلا حی علی خیر العمل شروع کیا کرخ میں اس کا رواج ہو گیا۔

پھر چنگیز خان تاتاری کی اولاد میں سے سلطان غازان بن ارغون بن اباقا بن ہلاکو
تولی بن چنگیز خان شیخ صدر الدین ابراہیم خلف شیخ سعد الدین حموی کے ہاتھ پر مسلمان
ہوکر سلطان محمود کے نام سے مشہور ہوا اور اُس بادشاہ کے ساتھ ایک لاکھ فوج
مسلمان ہو گئی اور اُسنے ایک اثنا عشری عالم مسمی تاج الدین کے سمجھانے سے یہ مذہب
قبول کیا پھر تمام ملک میں یہ مذہب پھیل گیا بڑے بڑے علما جمع ہوئے چنانچہ ابن مطہر
بھی اُن میں تھے اور اس سلطان کی حیات تک اس فرقے کا غلو بہت ہی بڑھا
مطہر نے بڑی بڑی کتابیں تصنیف کیں یہ بادشاہ ؁۶۷۰ ہجری میں پیدا ہوا تھا
؁۶۹۴ میں مسند نشین سلطنت ہوا اور اُسی سال میں مسلمان ہوا تھا۔

پھر سلطنت ترکمانوں کی جنکی اصل فرقہ اثنا عشری سے تھی دیار بکر اور اُسکے گرد نواح
جو ولایت ایران میں داخل ہے اور فی الحال سلطان روم کے ماتحت ہے ؁۸۰۶ میں
ہوئی اور اس فرقے کو از سرِ نو رونق ہو گئی اور پچاس برس تک اِس ریاست میں
غلو کا غلبہ رہا اور علمائے اثنا عشری آکر جمع ہو گئے۔ ترکمانوں کی سلطنت کے زوال
سلاطین حیدریہ نے جنہوں نے اپنا لقب صَفَوِیہ رکھا سلطنت ایران پر قبضہ
اُن کی سلطنت کا بانی شاہ اسماعیل صفوی ہے جس کی شہرت اور ظہور ؁۹۰۶ میں

و چنانچہ سب عراق عجم اور کرمان اور مازندران اور آذربیجان و خراسان و تبریز
ہو گیا یہ شخص محض پیری اور مریدی کی برکت سے اِس شوکت و دولت کو پہونچا
سلاطین صفویہ کو یہانتک غلو تھا کہ شاہ اسماعیل صفوی مروج طریقۂ اثنا عشری
ایک ٹوپی سرخ رنگ ایجاد کی جس کے بارہ گوشے ہوتے تھے اور ہر ایک گوشے میں
امام کا ائمہ اثنا عشریہ میں سے نام لکھا جاتا تھا اور یہ ٹوپی خاص شیعۂ اثنا عشری کے
کے واسطے بنوائی گئی تھی تاکہ شیعہ اور غیر شیعہ میں فرق و تمیز رہے اور چونکہ سرخ رنگ
کو ترکی زبان میں قزل کہا کرتے تھے اِس لئے اُسکے اوڑھنے والے قزلباش مشہور ہو گئے
اور اثنا عشریہ کا دور و شور ایران میں یہانتک بڑھ گیا کہ اُن میں سے ایک بادشاہ
علمائے اثنا عشری نے صاحب الزمان کا نائب قرار دیکر اُسکے لئے رسم سجدہ جاری کرائی
اس بادشاہ نے زبردستی مخلوق کو اُس مذہب میں ڈالا جس نے انکار کیا قتل کرایا
اہل سنت کے جمعہ و جماعات روک دئے اور خطبوں میں ممبروں پر بی بی عائشہ اور بی بی
حفصہ اور بڑے بڑے صحابہ کی علانیہ مذمت بیان کرانا شروع کی بلکہ کوچہ و بازار میں
لعنت کرائی ہزارہا علمائے اہل سنت کو قتل کرایا اُن کی مساجد خراب کرا دیں اور انہیں
بڑے بڑے علما کی قبریں اُکھڑوا کر ہڈیاں جلوا دیں جیسے عین القضاۃ ہمدانی اور قاضی
ناصر الدین بیضاوی وغیرہ اور ہزاروں اہل سنت خانہ بدوش و تباہ و برباد ہو کر توران
اور بادشاہان ماوراء النہر کے پاس پناہ گزین ہوئے زوال دولت صفویہ کے بعد سلاطین زندیہ
بھی اسی مذہب پر ہوئے اور زندیہ سے سلاطین قاجاریہ نے یہ سلطنت چھین لی کریم خان
شاہ طہماسپ ثانی کا سپہ سالار تھا نادر شاہ نے اُسے قتل کرا دیا اُسکے دو بیٹے تھے محمد حسین خان
حسن خان محمد حسن خان کے بیٹے آقا محمد خان نے لطف علی خان زند پر کہ سلاطین زندیہ کا آخری بادشاہ
غلبہ پاکر سلطنت ایران حاصل کی اور ؁۱۲۰۰ میں مستقل طور پر سلطنت مذکور کا تخت نشین
ہوکر آقا محمد شاہ کے نام سے مشہور ہوا اور ۲۱ ذی الحجہ ؁۱۲۱۱ میں اُسکے مقتول ہونے کے بعد
اُسکا بھائی فتح علی شاہ حکمران ہوا اور ۱۹ جمادی الاولی ؁۱۲۵۰ کو اُس نے انتقال کیا
محمد شاہ والی سلطنت ہوا اور اُسنے جب ۶ شوال ؁۱۲۶۴ کو وفات پائی تو اُس کا بیٹا

ناصر الدین شاہ فرمان روا ہوا اب اُسکی اولاد مین سے احمد شاہ مالک سلطنت ایران
اور اُن تمام سلاطین قاچاریہ کا مذہب اثنا عشری ہے اُن کے غلو کا یہ حال ہو کہ تاریخ
مین جہان جہان خلفائے ثلثہ اور بی بی عائشہ صاحبہؓ کے تاریخی حالات تمام کئے
وہان اُن پر مطاعن بھی ضرور لکھ دیے ہین اور جوابون کو چھوڑ دیا ہے بلکہ کسی جلیل
صحابی کو جو اُن کے چند واجب التعظیم صحابہ سے باہر ہے طعن و تشنیع سے معاف نہین
کہین رمز و کنائے کے طور پر اور کہین صاف لفظون مین ہر ایک کو بُرا کہا ہے اور عیب نکا
سرجان مالکم کی تاریخ مین لکھا ہے کہ مذہب شیعہ کا رواج ایران مین وہان کے رہنے وا
اتفاق پیدا ہو جانے کا سبب واقع ہوا ہے اور بقدر حب وطن کے دلون مین راسخ ہو گ
اُس زمانے مین ایرانیون کو وہ تعصب مذہبی باقی نہین رہا جو پہلے تھا اور اُسکا سبب
یہ نہین ہے کہ اُن مین ترقی و تربیت آ گئی ہے بلکہ جوش دھیما ہو گیا ہے اہل سنت و جما
کو کافر نہین قرار دیتے کہتے ہین یہ لوگ مسلمان ہین مگر مؤمن نہین اسلئے کہ اُنھون نے ا
لوگون کی خلافت کو قبول کر لیا ہے جنھون نے آل رسول کا حق مار لیا اور جور سے سا
خلافت چلائی پس یہ لوگ اسوجہ سے خطا مین ڈوبے ہوئے ہین۔

سنہ ایک ہزار ہجری مین دکن ملک ہندوستان مین سلاطین بہمنیہ اور عادل شاہیہ سلطنت
کرتے تھے اور ان سب لوگون کا مذہب اثنا عشری تھا اور تشیع مین بہت غلو رکھتے تھے۔

خاندان بہمنیہ کا بانی اول شاہ علاء الدین حسن گنگو بہمنی ہے کہ چوتھی ربیع الاول
مین ملک دکن کا فرمان روا ہوا اور اُس خاندان کا آخری شاہ کلیم اللہ بہمنی بن محمود شاہ
بہمنی ہے جو اپنے ملک سے بیدخل ہو کر ۹۳۳ھ مین برہان نظام شاہ کے پاس جا کر
راہی ملک بقا ہوا اُس خاندان نے ملک دکن مین ایک سو بیاسی برس تک سلطنت کی
انکا دار السلطنت احمد آباد بیدر تھا۔

یوسف عادل شاہ جو ۸۹۵ھ یا ۸۹۶ھ مین بیجاپور واقع ملک دکن کا
بادشاہ ہوا تھا اُس کی طبیعت مین بھی ایران کے رہنے سہنے اور شیخ صفی کے

خاص معتقدون کے پلنے پھولنے سے تشیع کی گرم جوشی بیٹھ گئی تھی اُسنے اِس مذہب کو اپنی
سلطنت کا طریقہ ٹھہرایا یعنی اُسی مذہب کی تابدار رہا برتتا تھا ان عادل شاہیون سے
وہ شاہ ابراہیم عادل شاہ ۹۴۲ھ مین تخت نشین ہوا تو اُسنے اپنے اسلاف کے مذہب
کو ترک کر دیا اور خطبے مین سے ائمہ اثنا عشر کے نام نکلوا دئے اور مذہب حنفیہ کو رواج دیا اور
سرخ ٹوپی کا اوڑھنا موقوف کرا دیا جو کلاہ دوازدہ ترک کہلاتی تھی اور سپاہ شیعہ کی
علامت بھی جاتی تھی ۹۶۵ھ مین ابراہیم عادل شاہ کے انتقال کے بعد اُسکا بیٹا علی عادل شاہ
مذہب اثنا عشری پر ہوا اُسکا مذہب باپ کے سامنے ہی سے یہ تھا اُسنے اپنے اجداد کا مذہب
اختیار کیا اور غالی شیعون کا طریقہ اختیار کیا اور خطبے مین ائمہ اثنا عشر کا نام داخل کرا دیا اور لفظ
علی ولی اللہ کلمات اذان مین داخل کرا دیا اور ابراہیم عادل شاہ کے عہد مین جو شیعہ
تقیہ کرنے لگے تھے اُن کو حکم دیدیا کہ علی الاعلان کوچہ و بازار مین اپنے کام مین مشغول رہین
یہی حال ان فرمانرواؤن کی حکومت مین رہا یہانتک کہ سکندر شاہ کے ہاتھ سے ۱۰۹۷ھ
مین قلعہ بیجاپور نکل گیا اور اُسکو قلعہ دولت آباد مین عالمگیر شہنشاہ ہندوستان نے
قید کر دیا پس عادل شاہیون کا سلسلہ منقطع ہو گیا اس خاندان مین دس آدمی
دو سو برس تک فرمان روا رہے۔

نظام شاہیہ خاندان مین جسکی بنیاد احمد شاہ نو مسلم نے ڈالی تھی اُسکا بیٹا برہان نظام شاہ
سلطنت احمد نگر پر بیٹھا تو اُسنے ۹۴۴ھ مین شاہ طاہر کی ہدایت سے مذہب اثنا عشری کو
رواج دیا ائمہ اثنا عشر کے نام سکے اور خطبے مین ڈلوائے اور باقی صحابہ کے نام خارج کر دئے
۹۹۶ھ مین میران حسین پانچوین بادشاہ کے مارے جانے سے مذہب کا تبدل واقع
ہوا اور سُنی غالب آ گئے۔

ملک تلنگ واقع دکن مین قطب شاہی بھی اثنا عشری تھے پہلا شخص جسنے یہ خود مختار
حکومت قائم کی سلطان قلی ہے جو سلطان محمود بہمنی کے عہد مین مرتبۂ امارت کو پہونچا
اور قطب الملک خطاب پایا اور ۹۱۸ھ مین امارت و سپہ سالاری سے نکلکر بادشاہت قائم
کی اور اپنا نام قطب شاہ رکھا اسنے اپنی سپہ سالاری اور امارت کے زمانے ہی سے

ائمہ اثنا عشر کے نام خطبون مین ڈلوادئے تھے اور جب بادشاہ بنا اور اُسکو یہ خبر ہوئی
کہ شاہ اسماعیل صفوی ایران کے تخت پر بیٹھا تو اُسکی تقلید سے کیونکہ اُسکو اپنا
مرشدزادہ جانتا تھا اصحاب ثلثہ کے نام خطبون مین سے نکلوا ڈالے جبکہ برہان نظام شاہ
نے شاہ طاہر کی ہدایت سے احمد نگر مین بطور شیعون کے خطبہ پڑھا تو قطب شاہ نے بھی
اُس کی حمایت کے بھروسے پر مذہب تشیع کے مراسم و احکام برملا جاری کرائے اور اصحاب
شیعہ اصحاب ثلثہ کو علانیہ بےادبی کے ساتھ یاد کرنے لگے اور قطب شاہ کی اولاد کے
عہد مین یہ بات جاری رہی۔

ریاست حیدرآباد مین جو **نعل صاحب کی** درگاہ مشہور ہے اور عشرۂ محرم مین وہان
مجمع کثیر رہا کرتا ہے اور ہر قسم کی نذر و نیاز و چڑھاوے لوگ کیا کرتے ہین وہ ایک گھوڑے
کا نعل ہے جسکی نسبت مشہور ہے کہ حضرت امام حسینؑ کے گھوڑے کا نعل ہے یہ نعل
قطب شاہیون کے زمانے مین اُسوقت کے بادشاہ نے ایک سوداگر سے تبرک سمجھکر خریدا
تھا اُس نعل کو ایک لکڑی پر علم کی صورت نصب کرکے ایک خاص مکان مین رکھا گیا
ہے جسے نعل صاحب کی درگاہ کہتے ہین نعل صاحب پر اسقدر اعتقاد ہے کہ شاید اتنا
کسی دوسرے پر ہوگا۔ نعل صاحب کے گروہ معتقدان مین سب سے بڑا نمبر تمام شہر کے
سائیسون کا ہے حیدرآباد کے سُنی شیعہ شریف رذیل امیر غریب غرض ہر جماعت اور
ہر طبقے کے لوگ اور خاندان کے ممبر اُسپر اعتقاد رکھتے ہین اُسکے نام سے فقیر بنتے ہین
اور اس قسم کے معتقدون اور عموماً نذر و نیاز چڑھانے والون مین مسلمانون سے
ہنود اور مردون سے زیادہ عورتون کی تعداد ہوتی ہے عشرۂ محرم مین نوین تاریخ
کی رات کو نعل صاحب کی سواری نکلتی ہے جب سب تعزیے نکل جاتے ہین تو نعل صاحب
کی سواری کا شور و غل ہوتا ہے اور بڑی دھوم سے نکلتی ہے شہر کے تمام سائیس اُس سواری
کی جلو مین ہوتے ہین اور ہر سائیس ایک بڑی سی مشعل ہاتھ مین لئے ہوتا ہے اور
گھماتا جاتا ہے اور اُن سب کے ہاتھ مین لکڑیان اور ڈنڈے اور لاٹھیان رہتی ہین
ہر جماعت کی جماعت مختلف فقرے چلاتی جاتی ہے جن کا نمونہ یہ ہے (۱) دولہ دولہ

(۲) دولہ یا علی (۳) نعل صاحب چھپر گھٹی (اس لحاظ سے کہ نعل صاحب کی درگاہ
محلہ چھپر گھٹی مین واقع ہے) (۴) کیا خوب چلی دستی (۵) جم جم کے لگا تیغہ۔ اس طور پر
اور بھی مہمل فقرے ہین جنکا ماحصل معلوم ہوتا ہے نہ پیر۔ نعل صاحب کی سواری کے ساتھ
سائیسون کی مشعلون کے علاوہ خاص ریاست کے صرف سے ہزار کے قریب مشعلین
روشن رہتی ہین سرکاری مشعلین معمولی نہین ہوتین بلکہ بڑے صرفے سے تیار ہوتی ہین
اُنکا ہینڈل بہت بڑا ہوتا ہے اور اُسپر ابرک کے پھول پتے لگے رہتے ہین نعل صاحب کے
مختلف جگہون پر ڈھٹی بندھتی ہے دوسرے الفاظ مین ایک نہایت بیش قیمت کپڑا
اُنکی نذر ہوتا ہے وہ جگہین یہ ہین (۱) نظام حیدرآباد (۲) وزیر اعظم (۳) ڈیوڑھی
سر سالار جنگ۔ نعل صاحب کا چکر صبح آٹھ بجے کے قریب ختم ہوتا ہے نعل صاحب کا
حال بطور جملہ معترضہ کے آگیا تھا اب مین پھر مطلب اصلی کی طرف رجوع کرتا ہون۔

بعض بادشاہان مغلیہ بھی

ہمایون بن بابر شہنشاہ ہندوستان شیعہ ترکمانون کی بہت خاطر اور دلجوئی
کرتا تھا اور ہمایون کے بیٹے اکبر کے عہد مین عبدالرحیم خان خانخانان وغیرہ امرا کا مذہب
تشیع تھا بلکہ اکبر خود بھی برملا تشیع کا اظہار کرنے لگا تھا اور اُسکے بیٹے جہانگیر کے عہد مین
اُسکی بیگم نورجہان اور بیگم کے رشتہ دار جنکا یہی مذہب تھا سلطنت پر حاوی ہوگئے تھے
اور اُنکے پاس عراق اور ایران کے تمام شیعۂ اثنا عشری بھرے پڑے تھے۔

والیان اودھ

تمام ملک اودھ مین شیعون کی حکومت رہی ابتدا والیان اودھ کی برہان الملک
عرف میر محمد امین نیشاپوری سے ہوئی جو امام موسی کاظم کی اولاد سے تھا اور محمد شاہ
شہنشاہ ہندوستان نے اُسے صوبہ دار اودھ کا کیا تھا اور جب اُس کے جانشین
مرزا مقیم المخاطب بہ نواب ابوالمنصور خان صفدر جنگ نے احمد شاہ بن محمد شاہ سے
سنہ ۱۱۶۶ ہجری مین بمقام دہلی بغاوت کی تو فریقین کے قضیے اختلاف مذہب کے غیظ
و غضب سے چوگنے ہوگئے چنانچہ سُنی شیعون کے لڑنے والون کا لقب اور مابہ الامتیاز
اُن کی ایک آواز تھی یعنی سُنی دم چار یار اور شیعہ دم پنجتن کہتے تھے اور صفدر جنگ
کے جانشین نواب شجاع الدولہ نے سنہ ۱۱۷۴ مین قصبہ جلالی ضلع علی گڑھ مین ہوکہ

شیعون کی بستی ہے نواب مظفر جنگ ابن نواب احمد خان بنگش والی فرخ آباد کو شیعہ
کیا اور شجاع الدولہ کے جانشین آصف الدولہ کی ہدایت سے سنہ [illegible] ہجری مین نواب
سید محمد علی خان ابن نواب سید فیض اللہ خان والی رام پور نے ملت اثنا عشری اختیار
کر لی تھی۔ فقیر بیگ نام ایک شخص نواب آصف الدولہ کے عہد مین لکھنؤ مین تھا اُسنے
ایک علم دریائے گومتی کے کنارے پوشیدہ دفن کر دیا اور شہر کے لوگون سے یہ بات کہی
کہ مجکو خواب مین یہ الہام ہوا ہے کہ حضرت عباس کے ہاتھ مین جو علم معرکۂ کربلا مین تھا
وہ فلان مقام پر دفن ہے تو اُسکو نکال لے اور اپنے طریق کے چند رفیق جمع کر کے اُس
مقام پر گیا اور جگہ کو کھود کر وہ علم نکال لا اور اپنے گھر مین کہ محلہ رستم نگر مین واقع تھا نہایت
تعظیم کے ساتھ رکھا اس حکایت نے شہرت پائی نواب آصف الدولہ کہ ہزار جان و دل
سے شہدائے کربلا کے جان نثار تھے اُس علم کی زیارت کے لئے فقیر بیگ کے گھر پر گئے
اور علم کی زیارت کی اب اہل شہر بھی جو اس طریق کے تھے جوق جوق آنے لگے
شیرینیان اور نیازین حاجتمندون نے حاضر کرنی شروع کین جب فقیر بیگ نے قضا کی
تو اُسکے بیٹے نے بھی جمعرات کے دن وہ طریقہ بدستور جاری رکھا اور اُسکی آمدنی سے
اوقات بسر کرتا تھا عشرۂ محرم مین زیادہ رونق ہوتی تھی پہلے وہ مکان خام تھا چھت
کی عوض کھپریل تھی عمارت عالی نواب سعادت علی خان کے عہد مین تعمیر ہوئی جیسا کہ
مفتاح التواریخ مین لکھا ہے اس مکان کا نام درگاہ حضرت عباس ہے اُس کی آمدنی
کچھ خادمون کے حصے مین آتی تھی اور کچھ سرکار مین داخل ہوتی تھی۔ رفتہ رفتہ وہان کی
آمدنی لاکھون روپیہ سالانہ کو پہونچی ہر جمعرات کو خصوصًا نوچندی جمعرات کے دن اُس
درگاہ مین بڑا جلسہ منعقد ہوتا تھا زیارت کرنے والون کے سوا ہزارون تماشائی اور
شہر کی پری پیکر طوائفین بن ٹھن کر جمع ہوتی تھین سلطنت کے قیام تک یہ جلسہ بڑی
دھوم دھام سے رہا اب اہل شہر ابتک لکیر پیٹتے ہین اب نہ وہ آمدنی ہے نہ وہ آرائش
و زینت ریاست اودھ جب تک قائم رہی علانیہ تشیع مین بڑا غلو رہا اُسکا ادنیٰ نمونہ
یہ ہے کہ میر حیدر بخش نائب آفرین علی خان نے صحابہ کے نام لکھ کر فرش کے تلے بچھوائے تھے

اور پائمال ہون لکھنؤ کی کربلائے تال کٹورہ مین ابتک یہ بات موجود ہے معتمد الدولہ
وزیر اعظم غازی الدین حیدر کے ہاتھ سے میر حیدر بخش بہت خراب ہوا۔ وقائع دلپذیر
مین مذکور ہے کہ بادشاہ بیگم زوجہ غازی الدین حیدر والی اودھ نے اپنی طبیعت سے ایک
چھٹی صاحب الزمان کے واسطے ایجاد کی چھٹی یہ ہے کہ عورت زچہ جننے سے چھ دن کے بعد
نہا کر غسل کرتی ہے اور عمدہ لباس پہنکر جلسہ کرتی ہے بادشاہ بیگم اس رسم کو اُس امام
عالی مقام کی طرف منسوب کر کے ہر سال ماہ شعبان مین ادا کرتین اور بہت سا روپیہ خرچ
کرتی تھین اور اشرافون کی دوشیزہ اور خوبصورت لڑکیان روپیہ خرچ کر کے یا کسی دوسری
تدبیر سے بہم پہونچا کر ائمہ اثنا عشری کی اُنکو ازواج بناتین اور اُن ائمہ کی ازواج کا نام
رکھکر وہی نام اُن لڑکیون کے رکھتین اور ان لڑکیون کا لقب اچھوتی مقرر کیا تھا
اچھوتی اُس چیز کو کہتے ہین جو چھونے کے قابل نہو تاکہ آلودہ و نجس نہو جائے مگر حضرت
فاطمہ زہراؑ کی پاسداری کی وجہ سے حضرت علیؑ کے لئے کوئی عورت تجویز نہین کرتی تھین
اگر اُن مین سے کوئی جوان ہو جاتی اور دل اُسکا مناکحت کو چاہتا تو مانع آتین اور کہتین
کہ بعد زوجیت ائمہ اطہار کے دوسرے کے ساتھ تزویج اور عقد کرنا اور اُس سے ہم بستر ہونا
خلاف پاس و ادب اور رعایت قانون اسلام مین حرام ہے غازی الدین حیدر کے بعد
جب نصیر الدین حیدر مسند نشین ہوئے تو اُنھون نے بھی گیارہ ازواج ائمہ احدی عشر
کے لئے جمع کین اور دوسرے ائمہ کے واسطے بھی اچھوتیان جمع کین جیسے حضرت قاسم اور
حضرت عباس وغیرہ کے لئے اور جب کسی امام کی ولادت کا دن آتا تو بادشاہ اپنے آپ کو
حاملہ عورتون کی طرح بہ تصنع درد زہ اور نفاس وغیرہ مین مبتلا کرتے اور بچے کی جگہ ایک
مرصع گڑیا بادشاہ کے سامنے رکھدی جاتی اور بادشاہ خود ہی زچہ خانے مین رہتے اور
ویسے ہی کھانے کھاتے جیسے زچہ کھاتی ہے اور چھٹا روز ہوتا تو بادشاہ زچہ کی طرح
غسل کرتے اور اس مصنوعی بچے کو گود مین لیکر لنگڑاتے ہوئے صحن مکان مین نکلتے تاکہ
آسمان کے تارون کو دیکھین اس طرح چھٹی ہوتی ائمۂ احدی عشر مین سے ہر ایک امام کی
زوجہ کو طلائی صورت بچے کی دی گئی تھی اور دوسرے ائمہ کی زوجات کو نقرئی صورت دی گئی تھی

اور جبکہ سوائے ائمہ اثنا عشر کے دوسرے کسی امام کی ولادت کا دن آتا تو اُسکی زوجہ کو
بطور مصنوعی زچہ خانے مین جاتی اور وہی مراسم ادا کئے جاتے جو بادشاہ کے ساتھ کئے جاتے
اور اصطلاح مین اِس رسم کو اچھوتہ کہتے تھے - امجد علی شاہ ثریا جاہ کو مذہب اثنا عشری
مین نہایت غلو تھا اُن کے عہد مین مذہب شیعہ نے خوب رونق پائی تھی سنت وجماعت
حساب وشمار ہنو دمین تھا اور دہ کے پچھلے بادشاہ واجد علی شاہ سے فروری ۱۸۵۶ع
مطابق جمادی الاخریٰ ۱۲۷۲ھ ہجری مین انگریزون نے ملک نکال لیا شاہ معزول نے
اپنی ایک تالیف کے صفحہ ۲۰۸ مین جسکا نام مجموعہ واجدیہ ہے لکھا ہے اسامی ملعونان
وملعونات کہ تاقیامت بر آنہا لعنت باید کرد اور اسکے بعد مین صحابہ کبار وغیرہ کے نامون سے
بھرے ہوئے مین جن مین حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ بی بی عائشہؓ وغیرہ داخل ہین -
رام پور کے جو بعض بعض رئیس اثنا عشری ہوگئے یہ بھی اہل لکھنؤ ہی کی ہدایت وتربیت کا اثر تھا
چنانچہ نواب سید فیض اللہ خان کے پوتے نواب سید محمد سعید خان ابن نواب سید غلام محمد خان
اور اُن کے جانشین نواب سید یوسف علی خان یہی مذہب رکھتے تھے مگر اُن کے وقت مین
بالکل غلو کو دخل نہ تھا اور کسی کی مجال نہ تھی کہ اہل سنت کے سامنے صحابہ کو بُرا کہہ سکے
نواب سید حامد علی خان صاحب بہادر رئیس حال بھی یہی مذہب رکھتے ہین -

عقائد اثنا عشریہ کی تفصیل

اصول دین پانچ ہین (۱) توحید - اسی مین صفات ثبوتیہ وسلبیہ داخل ہین (۲) عدل
(۳) نبوت (۴) امامت (۵) معاد **بیان توحید** معرفت اللہ تعالیٰ کی واجب ہے
ہر مکلف پر کیونکہ وہ منعم ہے تاکہ ہم اُسکا شکر کرین - اللہ تعالیٰ موجود ہے اور واجب الوجود
لذاتہ ہے یعنی اپنے وجود مین غیر کا محتاج نہین اور اُسپر عدم جائز نہین -
بیان صفات ثبوتیہ اللہ تعالیٰ قدیم ازلی ہے یعنے اُسکے وجود پر عدم سابق نہین
باقی ہے ہمیشہ رہیگا یعنی اُسکے وجود کو عدم لاحق نہین ہوتا مختار ہے یعنی اگر چاہے کرے
اور اگر چاہے نہ کرے اور عالم ہے یعنی تمام چیزین اُسکے نزدیک ظاہر اور حاضر ہین زندہ ہے

[illegible] سمیع ہے اُس سے کہ قادر ہووے اور جانے اور ہر مقدور پر قادر ہے اور ہر معلوم کا
[illegible] ہے اور متکلم ہے بغیر زبان کے اور اللہ کے متکلم ہونے سے یہ مطلب ہے کہ کسی جرم
[illegible] یا جسم ارضی مین کلام ایجاد کیا تاکہ اپنی غرض کو خلق کی طرف پہونچائے پس اُس
[illegible] کے کلام کو اُسکا اپنی ذات کی طرف نسبت دینا بھی اللہ تعالیٰ کا کلام کرنا ہے اور
[illegible] تعالیٰ سمیع اور بصیر ہے بغیر کان اور آنکھ کے مطلب یہ ہے کہ مبصرات اور مسموعات کو
[illegible] تا ہے اور اللہ تعالیٰ بغیر اعضا کے مدرک ہے یعنی اُس چیز کو جانتا ہے جسکا ادراک
[illegible] اس سے ہوتا ہے اور صاحب ارادہ ہے یعنی ترجیح دیتا ہے فعل کی جس وقت جانتا ہے
[illegible] مصلحت کو اور اللہ تعالیٰ صادق ہے حق بات کہتا ہے کذب سے منزہ ہو اور کارہ ہے
[illegible] ترجیح دیتا ہے ترک فعل کی جس وقت مفسدہ فعل کے ہونے مین جانتا ہے اور
[illegible] واحد ہے اُسکا کوئی شریک اُلوہیت مین نہین -
بیان صفات سلبیہ اللہ تعالیٰ نہ جسم ہے نہ عرض ہے اور نہ جوہر ہے اور نہ کسی جہت
[illegible] مین ہے اور نہ کسی مکان مین ہے اور وہ نظر کے ساتھ نہین دکھ سکتا دنیا مین نہ آخرت مین
کیونکہ وہ مجرد ہے اور رویت کے لئے جسم وجہت شرط ہے اور وہ خود بھی کہتا ہے لن ترانی
[illegible] ہرگز نہین دیکھے گا تو مجھے اور لا تدرکہ الابصار نہین پا سکتین اُسکو آنکھین اور اللہ
[illegible] کے نہ ولد ہے نہ زوجہ اور متحد اپنے غیر سے نہین ہو سکتا اور مرکب کسی شے سے نہین ہے
اور نہ حلول کے ساتھ متصف ہے اور نہ کسی ایسی صفت کے ساتھ جو اُسکی ذات مقدس پر زائد
ہو متصف ہے کیونکہ اگر ایسا ہوگا تو ذات الٰہی کا حدوث لازم آئیگا اسلئے کہ محل حوادث ہوگی
اور اگر وہ صفت قدیم ہو تو قدما کا تعدد لازم آئیگا اور یہ باطل ہے پس صفات ثبوتیہ
اُسکے عین ذات ہوئے اور اللہ تعالیٰ عالم بالعلم اور قادر بالقدرۃ نہین ہے بلکہ علم اور قدرت
عین ذات اُسکی ہین اور تعدد صفات سے تعدد معنی کا نہین ہوتا اگر عالم بالعلم اور قادر
بالقدرت ہو تو محتاجی اُسکی صفات کی جانب لازم آئے اور یہ محال ہے پس ثابت ہوا
کہ اللہ تعالیٰ قادر وعالم بالذات واحدی المعنی ہے اُس مین مجال تعدد نہین ہے -
بیان عدل اللہ تعالیٰ عادل اور حکیم ہے وہ بُرائی کرتا ہے نہ واجبات مین خلل ڈالتا ہے

کیونکہ قبیح کا فعل قبیح ہے اور واجب میں خلل ڈالنا اللہ تعالیٰ کا نقصان ہے
اور اللہ تعالیٰ اُس سے منزہ ہے اور غیر سے غنی ہے رضا بہ قضا و قدر واجب ہے اور
ہر چیز کہ ہے اور ہو وہ قضا و قدر سے ہے اور ان دونوں سے جبر و ظلم لازم نہیں آتا اس
کہ قضا و قدر علم اور بیان کے معنے میں ہے یعنی ہر شے کو جانتا ہے جس حالت پر کہ وہ ہے
اور اسکو ملائکہ سے بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مکلفین کو جن چیزوں کے ساتھ
تکلیف دی ہے اُنکا بدلہ ثواب ابدی کے ساتھ تکلیف کے مقابلے میں دیتا ہے اور ان
آلام کا بھی عوض دیتا ہے جو مکلفین کی ذاتوں پر زائد ہیں اگر ایسا نہ کرے تو ظلم لازم آئے
اور اللہ تعالیٰ عادل ہے پس عوض پہونچانا واجب ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے کیا وہ
اصلح ہے ورنہ عبث لازم آئے گا اور اللہ تعالیٰ عبث سے بری ہے اور اللہ تعالیٰ کے
لطف ضروری ہے کیونکہ خلق کو پیدا کیا اور اُس میں خواہش رکھی پھر اگر لطف نہ
تو قبیح کام پر آمادہ کرنا لازم آتا جو قبیح ہے اور لطف سے مراد یہ ہے۔ ادلہ کا نصب کرنا
اور عقل کامل کا دینا۔ اور رسولوں کا بھیجنا اُن کے زمانے میں۔ اور انقطاع رسل کے
امام کا باقی رکھنا تاکہ غرض فوت نہو جائے۔

بیان نبوت — نبی ہمارے محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف ہیں
وہ رسول اللہ روئے حق و صدق کے ہیں اُنکا سب سے بڑا معجزہ قرآن ہے کہ حق و باطل میں
فارق ہے اور باقی ہے قیامت تک اور حجت ہے خلق پر اور وہ اعجاز بوجہ زیادتی فصاحت
و بلاغت کے ہے اس طرح پر کہ جب سے آپنے تحدی فرمائی اس امر پر کہ اگر میں
نہیں ہوں اور یہ کلام الٰہی نہیں تو اسکی ادنیٰ سی سورت کے مثل لاؤ کسی سے اسکا
جواب آج تک ممکن نہوا اور آپ بعثت کے قبل اپنے نفس پر نبی تھے اور بعد
آپکا ذ خلق کی طرف رسول ہوئے اور تمام انبیا اپنے افعال و اقوال میں معصوم ہیں
تمام عیوب اور گناہ اور سہو و نسیان سے اول عمر سے آخر عمر تک پس جہاں کلام مجید میں
معصیت اور سہو کا ذکر ہے وہ واجب التاویل ہے اور انبیا کا اپنے اہل زمانہ سے افضل
ہونا واجب ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہوگا اور وہ خاتم

اور مرسلین سے افضل و اشرف ہیں اُنکی معراج جسم عنصری کے ساتھ علانیہ بیداری میں
اخبار صحیح متواتر سے ثابت ہے منکر اسکا دائرہ اسلام سے خارج ہے آپ
سے آسمان سے تشریف لے گئے اسمیں حاجت خرق والتیام افلاک کی باقی نہ رہی
دین ادیان سابقہ کا ناسخ ہے۔

بیان امامت امام کا ہونا لطف الٰہی ہے جس طرح نبی کا ہونا لطف ہے پس نبی
کے بعد امام کا وجود اللہ کی جانب سے اُسکے حکم سے واجب ہے ورنہ قبح لازم آئے گا
ہے اور امام بعد جناب رسالت مآب کے بلافصل علی بن ابی طالب ہیں اور
کے بعد گیارہ امام اُن کی اولاد میں سے ہیں یعنی حسنؑ پھر حسینؑ پھر علی زین العابدین
بن حسینؑ پھر محمد باقر بن علی پھر جعفر صادق بن محمد باقر پھر موسیٰ کاظم بن جعفر
پھر علی رضا بن موسیٰ کاظم پھر محمد تقی بن علی رضا پھر علی نقی بن محمد تقی پھر حسن عسکری
بن علی نقی پھر محمد صاحب الزمان بن حسن عسکری یہ سب اللہ روئے حق کے ائمہ ہیں
ہیں ایک بعد دوسرے کے۔ ہر امام اُنہیں سے ایک بعد ایک کے از روئے نصوص
متواترہ خلافت کے منصوص ہے اور اُنکا اپنے افعال و اقوال میں معصوم و مطہر ہونا
واجب ہے تمام گناہ اور سہو سے خواہ صغیرہ ہوں خواہ کبیرہ عمداً اور سہواً اور ائمہ کا
علم اور افضل ہونا بھی واجب ہے اور مہدی منتظر امام محمد بن حسن عسکری ہیں
اپنے والد کے زمانے میں پیدا ہوئے اور غائب ہیں اور زندہ ہیں اور باقی رہیں
جب تک دنیا باقی ہے اور غیبت اُنکی اپنی خواہش طبعی سے نہیں کیونکہ وہ معصوم ہیں
پھر کیسے واجب میں کمی اور خلل کرتے اور نہ پروردگار کی جانب سے ہے کیونکہ
وہ عادل اور حکیم ہے پھر قبیح کام کیسے کرتا اور نظروں اور آفات سے اخفا قبیح ہے
بلکہ اُنکی غیبت کافروں کی کثرت اور دوستوں کی قلت کی وجہ سے ہے اور اُنکا
ظاہر ہونا ضرور ہے اور امام کی غیبت میں خلق کو اس طرح فائدہ پہونچتا ہے جس طرح
آفتاب سے فائدہ پہونچتا ہے جبکہ وہ بادل کی آڑ میں ہوتا ہے۔

بیان معاد اللہ تعالیٰ اجسام فانی کا اعادہ کریگا جیسے کہ دنیا میں تھے تاکہ مستحقین کو

حق پہونچے انبیا نے اسکی خبر دی ہے پس اعتقاد معاد جسمانی پر واجب ہے اور ائمہ معصومین
زمانہ مہدی علیہ السلام میں جماعت امم سابقہ اور لاحقہ کے ساتھ رجوع کرینگے تاکہ انہی اوپر
اور حق کا اظہار کریں اللہ نے جو قرآن میں فرمایا ہے ویوم نحشر ھم من کل امۃ فوجا
یعنی وہ روز جس میں ہم ہر امت میں سے ایک گروہ اٹھائینگے اسی امر کی طرف
اشارہ ہے۔ امامت حضرت علی اور انکی اولاد میں سے نہیں نکلتی ہے اگر نکلی بھی
تو غیروں کے ظلم سے اور یا جناب امیر کے یا اُن کی اولاد کے تقیہ کرنے سے۔ اور جن جن باتوں کی
نبی علیہ السلام نے خبر دی ہے اور بتواتر ہم تک پہونچی ہیں جیسے انبیاء سابقہ کی
نبوت اور ارسال رسل اور کتب منزلہ اور وجود ملائکہ اور احوال قبر اور ثواب قبر اور
عذاب قبر اور سوال منکر و نکیر اور زندہ ہونا قبر میں اور احوال قیامت اور حساب
اور سوال اور میزان اور صراط اور بولنا اعضا کا اور اڑنا نامۂ اعمال کا اور جنت کا ساتھ
نعیم اور حور و قصور اور غلمان کے اور دوزخ کا ساتھ عذاب سخت کے فی الحال موجود
ہونا اور مظلوم کا ظالم سے انصاف کرنا اور قہر ہائے جہنم اور حوض کوثر جس کے ساقی
حضرت علیؓ ہیں کہ اُس سے پیاسوں کو قیامت میں سیراب کرینگے اور نبی اور ائمہ معصومین
کی شفاعت اُن لوگوں کے حق میں جو گناہان کبیرہ کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اور فرقہ شیعہ
میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا اہل قبور کو اٹھانا اور قیامت کے مواقف ان سب کا اعتقاد
واجب ہے اُن میں سے کسی بات میں شک نہیں کیونکہ معصومین نے انکی خبر دی ہے
اور کتاب اللہ میں بھی انکا ذکر آیا ہے۔ منکر انکا ملحد یا منافق ہے[1]

اثنا عشریہ قرآن میں کمی بیشی کے قائل نہیں اور یہ جو مشہور ہے کہ شیعۂ اثنا عشریہ
کہتے ہیں کہ صحابہ نے دس پارے قرآن مجید کے کم کر دئے اور بعض شیعہ سورۂ حسنینؑ
اور سورۂ فاطمہؑ اور سورۂ علیؑ پڑھا کرتے ہیں یہ جہلا کی گپ ہے آجتک سلف سے
لیکر خلف تک کوئی محقق اثنا عشری یہ عقیدہ نہیں رکھتا چنانچہ علماے اثنا عشری اس
خیال کی براءت اپنی کتابوں میں بڑے شد و مد سے کرتے ہیں شیخ صدوق ابو جعفر
محمد بن علی بن بابویہ اپنے رسالۂ عقائد میں کہتے ہیں کہ جو قرآن اللہ نے حضرت کو دیا تھا

وہی ہے کہ جو اب لوگوں کے پاس موجود ہے نہ اُس میں کچھ کم ہوا ہے نہ زیادہ تفسیر مجمع البیان
میں کہ جو اثنا عشریوں کے نزدیک معتبر تفسیر ہے سید مرتضیٰ کہتے ہیں کہ جو قرآن عہد پیغمبر علیہ السلام
میں تھا وہی اب بھی ہے بلا تفاوت قاضی نور اللہ شوستری اپنی کتاب مصائب النواصب میں
کہتے ہیں کہ یہ بات جو شیعہ کی طرف منسوب کی جاتی ہے کہ وہ قرآن میں تغیر و تبدل کے قائل ہیں
سو یہ غلطی ہے محققین شیعہ میں سے کوئی بھی اسکا قائل نہیں اور جو کوئی کہے تو اُس کا کیا
اعتبار ہے ملا صادق شرح کافی کلینی میں لکھتے ہیں کہ یہ قرآن اسی طرح امام مہدی تک
سالم رہیگا محمد بن الحسن آملی کہتے ہیں کہ جو روایات پر ذرا بھی نظر کریگا یقینی طور پر
جان جائیگا کہ قرآن میں بچند وجوہات کمی زیادتی ناممکن ہے اور اثنا عشریہ کا عقیدہ ہے
کہ آنحضرت کے آباے کرام آدم سے تا بہ عبد اللہ پدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صاحب
ایمان تھے اور یہ مسئلہ مذہب امامیہ میں اتفاقیہ ہے کہ کسی کو اُس میں بحث و کلام نہیں
پس جس نبی یا وصی کا ماں باپ مومن ہوگا وہ نبی اور وصی ہوگا جیساکہ حضرت ابراہیم
خلیل اللہ کے باپ تارخ تھے آزر بت تراش نہ تھے اور حضرت علیؑ کے باپ ابو طالب بھی
مسلمان تھے مگر ہاں وہ جناب تقیہ کرتے تھے جیساکہ کلینی نے کافی میں لکھا ہے کہ جناب
صادق نے فرمایا ہے کہ ابو طالب اصحاب کہف کی طرح تھے کہ اپنے ایمان کو چھپایا اور شرک
ظاہر کیا پس اللہ نے اُنکو دو چند اجر عطا کیا اور اُنکے ایمان کے چھپانے کا سبب یہ تھا کہ
اس پردے میں امداد اور کفالت آنحضرت کی خوب تر وجہ پر ممکن ہوجائے جیساکہ
فاضل کاشانی نے صافی میں لکھا ہے۔ اثنا عشریہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا اور علی ایک
نور تھے جب حضرت آدمؑ پیدا ہوئے تو اُس نور کو اُن کی پشت میں جگہ دی پھر ہمیشہ خداوند تعالیٰ
اُس نور کو ایک صلب پاک سے دوسرے صلب پاک کی طرف منتقل کرتا رہا پھر اُس نور کے
دو حصے کئے ایک حصے کو عبد اللہ کی صلب سے باہر لایا اور دوسرے کو صلب ابو طالب سے
اسی وجہ سے آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں اُسکا گوشت میرا
گوشت ہے اور اُسکا خون میرا خون ہے[2] اور اُن کے نزدیک ائمہ کی موت اُن کے قبضہ
و اختیار میں ہوتی ہے چنانچہ اس قاعدے کو کہ ائمہ اپنے اختیار سے مرتے ہیں کلینی نے

اصول کافی میں بہت سی روایتوں سے ثابت کیا ہے اور اسکے واسطے علیحدہ باب باندھا ہے
اور انکے نزدیک متعہ کی حلیت کا اعتقاد لازم ہے۔ اور تراویح رمضان اور موزون پر مسح
کرنے کے منکر ہیں اور کہتے ہیں نماز پیچھے ہر مسلمان کے جائز نہیں یہ فروع میں اثنا عشریہ
کی دو قسمیں ہیں اصولیہ و اخباریہ۔

ضمیمہ

بحر المذاہب۔ تذکرۃ المذاہب۔ موئد الافاضل۔ خطط مقریزی اور ملل ونحل شہرستانی
میں شیعہ کے فرقوں کے یہ نام اور لکھے ہیں۔ **شریکیہ** انکا اعتقاد یہ ہے کہ حضرت علیؓ
شریک ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت میں۔
تناسخیہ یا متناسخیہ انکا عقیدہ یہ ہے کہ ارواح کو تناسخ ہوا کرتا ہے اور بعض
متناسخیہ یہ کہتے ہیں کہ جب روح دنیا میں آتی ہے بعد اسکے کہ وہ موت اول کے ساتھ
دنیا سے جا چکی تھی تو بکری کے بچے میں داخل ہوتی ہے پھر اس سے بھی کسی حقیر چیز میں
انتقال کرتی ہے اسی طرح نقل کرتے کرتے گندگی اور غلاظت کے کیڑوں میں نقل کرتی
ہے اور یہ آخری جسم ہوتا ہے کہ اسکو ملتا ہے بلکہ یہاں تک ہوتا ہے کہ روح لوہے مٹی اور
کچے برتنوں میں نقل کر جاتی ہے اور آگ میں پکنے اور پامال ہونے اور گلائے جانے اور کٹنے
پھٹنے اور خوار و خراب رکھے جانے سے عذاب پاتی ہے جس قدر گناہ روح کے ہوتے ہیں اسی قدر
اس کو عذاب ہوتا ہے۔
مخطئیہ ان کا اعتقاد ہے کہ جبریل علیہ السلام چوک گئے۔
خلفیہ۔ ان کا قول یہ ہے کہ نماز غیر امام کے پیچھے جائز نہیں۔
رجعیہ یا راجعیہ ان کا قول ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب عنقریب رجوع کرنے والے
ہیں اپنے اعداء سے انتقام لینگے (دیکھو خطط) اور بعض کہتے ہیں کہ راجعیہ کی یہ رائے ہے کہ
حضرت علیؓ ابر میں ہیں اور دنیا میں قیامت سے قبل رجوع کرینگے اور رعد انکے گھوڑے کی

ٹاپ کی آواز ہے اور برق اس گھوڑے کی نعل کی آگ ہے (دیکھو بحر)
متربصیہ۔ تربص یعنی انتظار خروج امام کا کرتے ہیں۔
ابدیہ۔ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نبوت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک ہیں۔
لاعنیہ۔ یہ طلحہؓ اور زبیرؓ اور معاویہ اور بی بی عائشہؓ پر لعنت کرتے ہیں۔
[illegible]راضیہ۔ ان کا قول ہے کہ سلطان مسلم پر خروج جائز ہے۔
حربیہ۔ عبداللہ بن عمرو حربی کے متبع ہیں اور آمریہ اور جعبیہ اور جلالیہ اور کشافت
اصطلاحات الفنون میں کہا ہے کہ امامیہ میں سے ایک گروہ کا نام سلفیہ ہے اور قاضی عیاض
نے شفا کے تیسرے باب میں کہا ہے کہ شیعہ کے ایک فرقہ کا نام عنبریہ ہے یہ لوگ عبید اللہ
بن حسن عنبری کی طرف منسوب ہیں یہ بصرے کا قاضی تھا اسنے عقائد اور عقلیات میں تقلید
کو جائز کیا تھا کہتا تھا کہ انبیا کا جھوٹ بولنا اُن باتوں میں جو خدا کی طرف سے لائے ہیں
کسی مصلحت کی وجہ سے جائز ہے۔ بعض نسخوں میں عبید اللہ کی جگہ عبد اللہ ہے اور عنبری کی
قبیلہ بنی عنبرہ کی طرف منسوب ہے۔
کیالیہ۔ ملل ونحل میں شہرستانی نے لکھا ہے کہ یہ فرقہ احمد بن کیال کی طرف منسوب ہے
یہ ایک شخص کا اہل بیت میں سے داعی تھا جو بعد جعفر صادقؓ کے مخفی رہتا تھا اُسنے
اپنے آپ کو ظاہر کیا احمد نے مسائل علمیہ پر واقفیت حاصل کر کے اپنی رائے کے ساتھ ملا دیا
اور ہر ایک علمی مسئلے میں ایک نئی تحقیق پیدا کرلی جو نہ سمعیات کے مطابق تھی نہ عقلیات
کے بلکہ بعض قول اسکے حس کے بھی مخالف تھے جبکہ اسکی بدعت پر ائمہ کو اطلاع ہوئی تو
اس سے نفرت کرنے لگے اور اسکو برا کہنے لگے جب کیال کو یہ حال معلوم ہوا تو اسنے دعوٰی
کیا کہ میں امام ہوں اور دوبارہ یہ دعوٰی کیا کہ میں قائم ہوں اور منتظر ہوں اسکے معتقدوں
نے اسکے ان دعووں کو تسلیم کیا۔ احمد کے مذہب کی بنیاد اس بات پر تھی کہ جو کوئی آفاق
کو انفس کے ساتھ موافق کر سکے اور ان عالم علوی اور سفلی کے راستے بتا سکے اور جسکی ذات
میں تمام علوم جمع ہوں اور اس بات پر قدرت رکھتا ہو کہ ہر کلی کو اسکے شخص معین جزئی میں
بیان کر سکے وہی قائم ہے اور کہتا تھا کہ دنیا میں کوئی شخص اس صفت کے ساتھ سوا میرے

پیدا نہیں ہوا اور زبان عربی و عجمی میں بہت سی کتابیں ان مطالب کے بیان میں احمد نے
لکھ ڈالیں اُسنے عالم آفاق کو عالم علوی اور عالم نفوس کو عالم سفلی قرار دیا تھا۔ کہتا تھا تین
عالم ہیں۔ عالم اعلیٰ عالم ادنیٰ عالم انسانی عالم اعلیٰ میں پانچ مکان تجویز کئے تھے ایک مکان
الاماکن جس میں کوئی چیز موجود نہیں اور وہ سب کو محیط ہے اور شرع میں جو عرش وارد ہوا ہے
یہی مکان الاماکن مراد ہے اُسکے تلے مکان نفس اعلیٰ کا ہے اُسکے تلے مکان نفس ناطقہ کا اُسکے
تلے مکان نفس حیوانی کا اُسکے تلے مکان نفس انسانی کا نفس انسانی عالم نفس اعلیٰ پر چڑھ گیا تھا
اور مکان نفس ناطقہ اور نفس حیوانی کے چھٹ گئے تھے نفس انسانی وہاں جاکر گونگا متحیر حیرت زدہ
محبوس ہوکر رہگیا اور سڑ گیا اور اُسکے اجزا مستحیل ہو گئے اسلئے عالم سفلی میں گر گیا اور اسی عفونت کی
حالت میں مدتوں تک رہا پھر نفس اعلیٰ نے اپنے انوار اُسپر ڈالے پس اُس عالم میں تراکیب پیدا
ہوئیں اور زمین و آسمان اور مرکبات یعنی معدنیات و نباتات و حیوانات اور انسان بنے اور
اس ترکیب سے انسان بلاؤں میں پھنس گیا کبھی سرور کبھی غم کبھی آرام کبھی اندوہ و محنت اُسکو
ہو پہنچنے لگی یہانتک کہ قائم ظاہر ہوکر اُسکو حالت کمال کو پہونچائے اور ترکیب مرتفع ہوجائے اور
متضادات باطل ہوجائیں اور روحانی جسمانی پر ظاہر ہوجائے اور وہ قائم احمد ہے پھر
احمد نے اپنے قائم ہونے پر اس طرح استدلال کیا تھا کہ کہتا اس نام میں چار حرف جمع ہیں
جو چاروں عالم کے مقابل ہیں الف نفس اعلیٰ کے مقابل ہے اور حا نفس ناطقہ کے اور
میم نفس حیوانیہ کے اور دال نفس انسانیہ کے اور عوالم علوی کے مقابلے میں عوالم سفلی
جسمانی ثابت کرتا تھا کہتا تھا کہ آسمان خالی ہے اور وہ مقابل میں مکان الاماکن کے ہے
اور آسمان کے تلے آگ ہے اور آگ کے تلے ہوا اور ہوا کے تلے زمین اور زمین کے تلے پانی
ہے چاروں اُن عوالم علوی کے مقابل ہیں پھر کہتا تھا کہ انسان آگ کے مقابلے میں ہے
اور پرند ہوا کے مقابلے میں اور حیوان زمین کے مقابلے میں اور مچھلی پانی کے مقابلے میں
اور پانی کے مرکز کو اسفل المراکز قرار دیا تھا اور مچھلی کو اخس المرکبات بتایا تھا اور انسان کا
مقابلہ عالم روحانی و جسمانی سے اس طرح کیا تھا کہ کہتا تھا انسان میں جو پانچ حواس ہیں
اُن میں سمع مکان الاماکن اور آسمان کے مقابل ہے اور بصر نفس اعلیٰ اور آگ کے مقابل ہے

اور قوت شامہ نفس ناطقہ اور ہوا کے مقابل ہے اور قوت ذائقہ نفس حیوانی اور زمین کے
مقابل ہے اور قوت لامسہ نفس انسانی اور پانی کے مقابل ہے اور کہتا تھا کہ میرے نام کے
حرفوں میں سے الف انسان پر دلالت کرتا ہے اور حا حیوان پر اور میم طائر پر اور دال مچھلی پر
اور کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی شکل اسم احمد کے حروف کے مطابق بنائی ہے قد مثل
الف کے کیا ہے دونوں ہاتھ حا کی طرح اور شکم مانند میم کے اور دونوں پاؤں مثل دال کے
اور کہتا تھا کہ انبیا اہل تقلید کے رہبر ہیں اور اہل تقلید اندھے ہیں اور قائم اہل بصیرت کا
رہبر ہے اور اہل بصیرت اولوالالباب ہیں اور بصیرت عالم علوی و سفلی کے مقابلہ کرنے سے
حاصل ہوتی ہے میزان اہل علم سے مراد بتاتا تھا اور صراط اپنے نفس کو جانتا تھا اور کہتا تھا
جنت بصیرت حاصل کر لینے کا نام ہے اور دوزخ اُسکے خلاف پر پہونچ جانے سے مراد ہے

صحیفۂ جفر جامعہ۔ مصحف فاطمہ

ناسخ التواریخ کی دوسری کتاب کی چوتھی جلد میں بصائر الدرجات اور کتاب کافی سے
نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے امام جعفر صادقؑ سے علم جفر کا حال دریافت کیا تو آپ نے
فرمایا ھو جلد ثور مملو علماً یعنی وہ بیل کی کھال ہے علم سے بھری ہوئی پھر سائل نے
عرض کیا جامعہ کیا ہے آپ نے جواب دیا تلک صحیفۃ طولھا سبعون ذراعاً فی عرض
الادیم مثل فخذ الفالج فیھا کل ما یحتاج الناس الیہ ولیس من قضیۃ الا وفیھا
حتی ارش الخدش وہ ایک صحیفہ ہے جسکا طول ستر گز ہے اور عرض موافق اندازہ پوست
ران شتر جسیم دو کوہانہ کے ہے اسمیں تمام وہ چیزیں مندرج ہیں جنکی آدمیوں کو احتیاج
پڑتی ہے کوئی حکم اور کوئی بات اس سے نہیں چھوٹی ہے حتی کہ کسی چیز کے چھلنے کا بھی
حال ہے ناسخ التواریخ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ جفر جامعہ ایک چیز ہے چنانچہ اُسکے
صفحہ ۱۰۳ میں عبارت کافی کا ترجمہ یوں کیا ہے فرمود کہ جفر جامعہ صحیفہ ایست کہ ہفتاد ذرع
درازی آنست در عرض چرے مانند ران شتر دو کوہانہ۔ مگر صناجۃ الطرب میں بیان کیا ہے
کہ سید السند نے لکھا ہے کہ جفر اور جامعہ دو کتابیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی لکھی ہوئی ہیں

ان دونوں کتابوں میں علم الحروف کے قاعدے پر تمام حوادث جو قیامت تک ہونے رہینگے
بیان کیے ہیں اور جتنے ائمہ ان کی اولاد میں ہوئے ہیں اُن کو یہ علوم حاصل تھے۔

امام رضا نے قبول ولی عہدی کا خط مامون عباسی کو لکھا اُسکا مضمون یہ ہے۔ اے مامون!
تم نے ہمارے حقوق کو بہ نسبت اگلوں کے زیادہ پہچانا میں تمہاری ولی عہدی قبول کرتا ہوں
مگر جفر اور جامعہ اس بات کو صاف بتا رہی ہیں کہ یہ ولی عہدی اتمام کو نہیں پہونچے گی
اور ابن خلدون وغیرہ نے کہا ہے کہ کتاب جفر کی اصل یوں ہے کہ ہارون بن سعید عجلی فرقہ
زیدیہ کے راس رئیس کے پاس ایک کتاب تھی اسکے مطالب جعفر صادقؑ سے مروی تھے
اس کتاب میں تمام اہل بیت کے حالات عموماً اور بعض اشخاص کے حالات بالخصوص مذکور
تھے یہ نسخہ جعفر صادقؑ کے پاس بیل کی کھال پر لکھا ہوا تھا اسی سے ہارون عجلی نے
نقل لی تھی اور اسکا نام جفر رکھا تھا کیونکہ بکری کی کھال کو جفر کہتے ہیں آخر یہی نام
اس کتاب کا پڑگیا اس کتاب میں قرآن مجید کے حل اور اسرار و رموز اور عجیب عجیب معنے
حضرت جعفر صادقؑ سے مروی ہیں اور ابن خلکان لکھتا ہے کہ شیعہ لوگ جسقدر قرآن کی تفسیر
کرتے ہیں اور اُسکے غوامض و مشکلات کو حل کرتے ہیں وہ سب اسی جفر سے ہے جس کو
سعید بن ہارون عجلی نے اپنے اشعار ذیل میں ذکر کیا ہے ؎ الم تر ان الرافضین تفرقوا
فکلهم فی جعفر قال منکرا ۔ کیا تم نہیں جانتے کہ رافضیوں میں کیا اختلاف ہو ہر ایک نے
جعفر صادقؑ کے حق میں بڑے بڑے قول کہے ہیں ؎ فطائفة قالوا امام ومنهم
طوائف سمته النبی المطهرا ۔ کسی نے تو انکو امام کہا اور کسی نے انکو نبی معصوم سمجھ لیا
؎ ومن عجب لم اقضه جلد جفرهم ۔ برئت الی الرحمن ممن تجفرا
اور مجھے تو اُن کے جفر کے چمڑے سے نہایت تعجب ہوتا ہے میں جفر جاننے سے براءت
چاہتا ہوں اور خدا کی طرف پناہ لیتا ہوں۔ ابن قتیبہ لکھتے ہیں کہ شیعوں کا خیال ہے
کہ اُن کے امام نے علم جفر میں تمام ضروریات دین و مذہب کو لکھ دیا ہے اور جو کچھ بھی
قیامت تک ہونے والا ہے سب تحریر کر دیا ہے۔ شیعہ جب امام بولتے ہیں تو مراد اُس سے
جعفر صادقؑ ہوتے ہیں۔ اسی مضمون کو ابو العلا معری نے اپنی ان شعروں میں باندھا ہے

؎ لقد عجبوا لاهل البیت لما ۔ اتاهم علمهم فی مسک جفر ۔ لوگوں کو بڑا تعجب ہوا جب
اہل بیت رسول کو پوست جفر کے ذریعہ سے علم حاصل ہوا ؎ ومرآة المنجم وهی صغری ۔ اراته کل
عامرة وقفر ۔ اور مرآة المنجم نے انکو تمام دنیا کی آبادیاں و ویرانے دکھا دیے حالانکہ وہ چھوٹا سا ہے
ناسخ التواریخ کی جلد مذکورہ میں یہ بھی مسطور ہے کہ امام جعفر نے فرمایا کہ مصحف فاطمہ کی حقیقت یہ ہے کہ حضرت
فاطمہ جناب رسول خدا کی وفات کے بعد پچھتر دن تک زندہ رہیں اس عرصہ میں نہایت غمگین رہتی تھیں جبرئیل
انکے پاس آتے اور تسلی اور تعزیت کرکے انکے دل کو بہلاتے اور آنحضرت کے مراتب و مقامات سے آگاہ
کرتے اور انکو خبر دیتے کہ انکے بعد انکی اولاد پر یہ واقعات گذرینگے حضرت علی اُن سب باتوں کو لکھ لیتے تھے
انہیں تحریرات کا نام مصحف فاطمہ ہے بصائر الدرجات میں مروی ہے کہ حماد بن عثمان کہتا ہے کہ جعفر صادقؑ نے
فرمایا کہ زنادقہ ۱۲۸ ہجری میں ظہور کرینگے کیونکہ میں نے مصحف فاطمہ میں یہ بات لکھی ہوئی دیکھی ہے اور حضرت جعفر نے
فرمایا کہ مصحف حلال و حرام کا ظاہر کرنیوالا نہیں بلکہ اس چیز کا علم بتانیوالا ہے جو آگے کو ہونیوالی ہے۔
فواتح سبعہ کے حاشیہ پر مذکور ہے الجفر والجامعة کتابان لعلی رضی الله عنه ان دونوں کتابوں
میں علم حروف کے طریق پر ختم عالم تک جو کچھ حالات دنیا میں پیدا ہونگے مذکور ہیں شرح فواتح سبعہ میں
بیان کیا ہے کہ حضرت علی جفر سے واقف تھے اور وہ اٹھائیس جز ہیں اور ہر جز میں اٹھائیس صفحے ہیں اور
ہر صفحے میں اٹھائیس سطریں اور ہر سطر میں اٹھائیس خانے ہیں اور ہر خانہ میں چار حرف مرقوم ہیں
پہلا حرف تو جزو ثانی کے عدد کے مطابق ہے اور دوسرا حرف صفحہ کے عدد کے موافق ہے اور تیسرا حرف سطر کے
عدد کے مطابق ہے اور چوتھا حرف عدد خانہ کے موافق ہے مثلاً جعفر بیسویں خانے میں تیسرے جزو کے
سولھویں صفحہ کی سترھویں سطر میں ہے چنانچہ جعفر کا جیم حرف ابجد کا تیسرا حرف ہے تیسرے جزو کے عدد کے مطابق
اور عین سولھواں حرف ہے حروف ابجد کے عدد صفحہ کے موافق کہ سولھواں ہے اور فا سترھواں حرف ہے حروف
ابجد کے عدد سطر کے مناسب کہ سترھواں ہے اور را حرف ابجد سے بیسواں ہے عدد خانہ کے مطابق کہ وہ بھی بیسواں ہے
حضرت علیؑ کے وارث جفر سے عالم کا حال استخراج کرتے تھے مامون نے حضرت امام علی موسیٰ الرضاؑ سے ۲۰۱ ہجری میں
بیعت کی اور عہد نامہ لکھا اور امام سے بھی عہد نامہ طلب کیا امام نے مامون کے عہد نامے کی پشت پر یہ لکھا الجامعة
والجفر یدلان علی ضد ذلك وما ادری ما یفعل بی ولا بکم ان الحکم الا لله یقص الحق وهو
خیر الفاصلین ولکنی امتثلت امیر المؤمنین واثرت رضاه والله یعصمنی وایاه ۔ جب تھوڑا زمانہ گذرا

توبعض ارکان دولت نے مامون کو پشیمان کیا اور حضرت امام زہر سے شہید کردیئے گئے صاحب کشف الغمہ
کہتا ہے کہ مین نے سنہ ۶۷۰ ہجری مین ان دونون عہدنامون کو حضرت امام کے اور مامون کے خط سے دیکھا ہے۔

فرقۂ خوارج

سب سے پہلے جو علی کرم اللہ وجہہ پر خروج کرکے اُن سے جُدا ہوگئے اور تبرّا کیا یہی فرقہ ہے جب ۳۷ ہجری مین معاویہ اور
حضرت علیؑ کے لشکرون مین بمقام صفین ماہ صفر سے جنگ شروع ہوئی اور معاویہ کی فوج کے دل حضرت علیؑ کی
تلوار سے چھوٹ گئے اُسوقت معاویہ نے کلام مجید نیزون پر رکھوا کر باواز بلند کہلایا کہ یہ کلام اللہ ہے ہمارے تمھارے درمیان
اُسوقت مسعر بن فدکی تمیمی اور زید بن حصین طائی بیس ہزار شمشیر زنون کے ساتھ حضرت امیر کی خدمت مین آئے
انکی پیشانیون پر سجدے کی نمایان نشانیان تھین اور ایک جماعت قاریان قرآن کی بھی کہ جو بعد اسکے خارج کہلائے
انکے ساتھ تھی اور عرض کیا کہ آپکو معلوم ہو کہ جنھون نے حضرت عثمانؓ کو اسلئے قتل کیا تھا کہ وہ کلام اللہ کے مطابق
نہین کرتے تھے جب اہل شام سے یہ استدعا کرتے ہین کہ مطابق کتاب اللہ کے تصفیہ کرلیا جائے تو انکی رائے کو مان
جایئے ورنہ ہم آپکو مثل عثمانؓ کے قتل کر ڈالینگے یا ہم آپکو مخالفین کے سپرد کردینگے حضرت علیؑ نے جواب دیا
کہ تم اپنے حق و صدق پر دشمنون سے لڑتے جاؤ یہ کام انھون نے تمھارے فریب دینے کے لئے کیا ہے مین
اُنسے زیادہ مستحق ہون اس بات کا کہ کتاب اللہ کے موافق احکام جاری کرون معاویہ اور عمرو بن عاص
اور ابن ابی معیط اور حبیب بن مسلمہ اور ابن ابی سرح اور ضحاک بن قیس ایسے دیندار اور فرمانبردار قرآن کے
نہین مین انکو خوب جانتا ہون یہ شعبدہ انھون نے اسلئے کھڑا کیا ہے کہ ہمارے ہاتھ سے خلاصی حاصل
کرین مگر ان لوگون نے حضرت امیر کے ارشاد کو نہ مانا اشعث بن قیس نے حضرت امیر سے کہا کہ تمام لشکر آپکا
قرآن پر رغبت رکھتا ہے اور جو امر معاویہ نے تجویز کیا ہے اُس سے بدل راضی ہے مجھے حکم ہو کہ معاویہ کے پاس
جاکر انکا مافی الضمیر دریافت کرون آپ نے اُسکو کہدیا کہ تیری خوشی وہ معاویہ کے پاس گیا کہ تم نے کس لئے
قرآن اٹھائے ہین کہا مین یہ چاہتا ہون کہ ایک میری طرف سے اور ایک حضرت علیؑ کی طرف سے حکم
ثالث مقرر ہو اور وہ جو کچھ کتاب اللہ کی رو سے فیصلہ کردین اسپر فریقین عمل کرین پھر شامیون نے کہا کہ ہم
اپنی طرف سے عمرو بن عاص کو ثالث کرتے ہین اور اشعث بن قیس اور قاریان قرآن نے کہا کہ حضرت علیؑ کی طرف سے
ابوموسیٰ اشعری ثالث مقرر ہون حضرت علیؑ نے کہا کہ مین ابوموسیٰ سے راضی نہین ہون اُنھین اس کام کے لائق نہین
جانتا اسلئے کہ وہ کئی مہینے تک مجھسے منحرف رہے تھے اور لوگونکو میری متابعت سے روکتے تھے ہمارا منشا کو چین انکو

۱ منع سے نمودہ چندگاہ از من ہراسان بود نا من او را امن کردہ ام و باز خواندہ ام ۱۲ منہ

امن دیا اور اپنے پاس بلایا اگر ثالث کا ہونا ضروری ہے تو عبداللہ بن عباس کو میری
طرف سے ثالث مقرر کرنا چاہئے عراقیون نے کہا کہ وہ آپ کے عزیز و قریب ہین کوئی غیر
شخص ہو حضرت علیؑ نے کہا کہ اچھا مالک اشتر کو مقرر کرو اشعث نے کہا کہ یہ سارا فتنہ
انھین کا تو پیدا کیا ہوا ہے وہ گھوڑا دوڑانا جنگ کرنا جانتے ہین قرآن کے موافق حکم کرنا
کیا جانین اور حضرت علیؑ کو اس بات پر مجبور کیا کہ اُنھون نے ابوموسیٰ اشعری کے لئے ثالث
مقرر ہونے کی اجازت دیدی اور عمرو بن عاص معاویہ کی طرف سے پنچ قرار پائے اور
اقرارنامہ جانبین سے ۱۳ صفر ۳۷ ہجری کو قلمبند ہوا اشعث نے اس خیال سے کہ تمام لشکر
عراق و شام کو اس صلح کی خبر ہوجائے بعد اسکے کوئی شرائط صلح کے خلاف کام نہ کرے اول
اقرارنامے کو لیجاکر لشکر شام کی صفون مین سُنایا اُنھون نے اُسے تسلیم کیا اور خوش ہوگئے
پھر لشکر عراق کی صفون مین سُنانے کو آیا لشکر حضرت علی مین جہان چار ہزار آدمی جماعت
بنی عنزہ کے کھڑے تھے انکے پاس جاکر سُنایا تو سعدان اور جعدان دو بھائی اُس کاغذ کا
مضمون سُنکر نہایت غضبناک ہوگئے اور کہنے لگے لا حکم الا للہ یعنی حکم و حکومت خاص
اللہ کے لئے ہے یہ کہکر تلوارین میان سے نکالکر لشکر شام مین گھس گئے اور کشت و خون
کے بعد مارے گئے یہ کلمہ اول انھین دونون بھائیون کے منھ سے نکلا پھر اشعث قبیلہ مراد
کے پاس آیا اور وہ کاغذ سُنایا تو اُس قبیلے کے سردار کو بہت ناپسند ہوا اور کہنے لگا لا حکم الا للہ
ولو کرہ المشرکون پھر اشعث قبیلۂ بنی راسب مین آیا تو اُنھون نے اقرارنامہ سُنکر کہا
لا حکم الا للہ لا نرضی ولا نحکم الرجال فی دین اللہ یعنی حکم سوا خدا کے نہین اور ہم
کسی کو اجازت نہین دیتے کہ دین الٰہی مین حکومت کرے پھر قبیلۂ بنی ربیعہ یا قبیلۂ بنی بکر
بن وائل مین سے ایک جوان نے اشعث سے مضمون کاغذ کا سُنکر انکار کیا اور اول لشکر
شام مین گھس پڑا اور وہان لڑ بھڑ کر لشکر عراق مین آیا اور یہان لڑا اور پکار پکار کر کہتا جاتا
تھا کہ اے لوگو جس طرح مین معاویہ سے بیزار ہون اُسی طرح حضرت علیؑ سے بیزار ہون
اور مارا گیا اور بعض کہتے ہین کہ اول جسنے لا حکم الا للہ کہا اور خارجی ہوا وہ حجاج
بن عبداللہ معروف بہ برک ہے جو قبیلۂ بنی سعد بن زید بن مناۃ بن مرہ بن تمیم سے تھا

پھر اشعث قبیلہ بنی تمیم مین آیا انھون نے بھی مضمون کا خط سنکر کہا لا حکم الا للہ یقضی بالحق و ھو خیر الفاصلین یعنی حکم خاص خدا کے لئے ہے جو حق کے ساتھ حکم دیتا ہے اور حق کو باطل سے جدا کرتا ہے عروہ بن ادیہ برادر مرداس تمیمی نے کہا اتحکمون الرجال فی امر اللہ لا حکم الا للہ یعنی کیا آدمی خدا کے حکم مین مداخلت کرتے ہین حالانکہ حکم سوا اللہ کے کسی کے لئے نہین بعد اسکے اشعث حضرت علی کی خدمت مین آیا اور عرض کیا کہ سارے لشکر عراق نے سر تسلیم خم کیا مگر تھوڑے سے بنی راسب کے آدمی اور کچھ اور قبیلون کے آدمی اسکو ناپسند کرکے کہنے لگے لا حکم الا للہ ہم شام و عراق دونون کے آدمیون سے بیزار ہین اور سب سے جنگ کرینگے حضرت علیؓ نے کہا انکو انکے حال پر چھوڑ دینا چاہئے یہ باتین ابھی ہو ہی رہی تھین کہ چارون طرف سے لوگ جمع ہوگئے اور یہ وہ ہین کہ **خوارج** کہلائے حضرت علیؓ سے چلا چلا کہتے تھے لا حکم الا للہ الحکم للہ یا علی۔ اے علی حکم اللہ کے لئے ہے نہ تمھارے لئے ہم نہین چاہتے کہ آدمی اپنے اجتہاد سے دین الٰہی مین حکومت کرین ہم اللہ کے حکم کے موافق معاویہ سے جنگ کر رہے تھے تاکہ وہ اس بات کو تسلیم کرلین جسے ہم نے اختیار کیا ہے اور ہم نے جو پہلے پنچ مقرر کرنے کے لئے رائے دی تھی یہ ہم سے گناہ ہوا اب ہم اس گناہ سے توبہ کرتے ہین تم بھی اے علی توبہ کرو اور پھر بدستور معاویہ سے جنگ شروع کردو حضرت علیؓ نے انکو سمجھایا مگر خوارج نے آپ کا ارشاد نہ مانا اور یہی کہتے رہے کہ آپ اپنی اس رائے کو بدل دین اور توبہ کرلین اور معاویہ سے جو معاہدہ کیا ہے اسے توڑ ڈالین اور مہلت جنگ کو موقوف کردین حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جبکہ ہمنے معاہدہ اپنی رضی سے کیا اور عہد نامہ لکھا گیا تو اب نقض عہد نہین کرسکتے خوارج نے جو دیکھا کہ حضرت علیؓ نے ان کی بات کی وقعت نہ کی تو ان سے منحرف ہوگئے اور انکے ہمراہ کوفے کو نہ گئے۔ موضع حرورا (بفتح حاے حطی وضم راے مہملہ وسکون واو و راے مہملہ والف ممدودہ) مین کہ کوفے سے دو میل کے فاصلے پر واقع ہے جا کر ٹھہر گئے اس لئے انکو **حروریہ** بھی کہتے ہین یہ چھ ہزار آدمی تھے انھون نے اپنا شعار و ندا لا حکم الا للہ مقرر کرکے اپنا امیر القتال شبث بن ربعی کو اور امیر الصلوۃ عبداللہ بن الکوا یشکری کو بنایا

اور حضرت علیؓ کا نام مخطی رکھدیا اور کہتے تھے کہ حضرت علی اگر خلیفہ برحق تھے تو تحکیم پر کیون راضی ہوئے اور اگر خلیفہ برحق نہ تھے تو خلافت کیون قبول کی اور مسلمانون اور معاویہ سے کیون جنگ کی اور کس لئے اتنے مسلمانون کا کشت و خون کیا حضرت علی ان کے پاس گئے اور کمان کو ٹیک کر نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ ایک خطبہ کہا اور ان کو سمجھایا کہ تمکو معلوم ہے کہ مین ثالثی کو سب سے زیادہ مکروہ جانتا ہون مین نے کراہتہً اسے قبول کیا ہے خوارج نے کہا کہ مقرر ایسا ہی ہوا ہے حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تمنے پھر کیون میرا ساتھ چھوڑا بولے ہم سے گناہ ہوگیا تھا کافر ہوگئے تھے پھر پشیمان ہوئے توبہ کرلی آپ بھی پشیمان ہوکر توبہ کرلین تاکہ ہم آپکے ساتھ شریک ہوکر آپ کے دشمنون سے جنگ کرین حضرت علی نے کہا استغفر اللہ من کل ذنب خوارج نے سمجھ لیا کہ حضرت علی نے قبول تحکیم سے توبہ کرلی اور وہ سب انکے ہمراہ کوفے کو چلے گئے اشعث بن قیس نے کہ منافق اور فتنہ انگیز تھا ایک روز حضرت علی سے کہا کہ لوگ یہ بات مشہور کر رہے ہین کہ آپ تحکیم کو ضلالت جانتے ہین اور اس سے پشیمان ہین اور جو اسے اچھا جانتا ہے اسے کافر سمجھتے ہین آپ نے لوگون کے اس گمان کے دفعیہ کی غرض سے مسجد مین خطبے مین یہ کہا کہ کوئی یہ نہ جانے کہ مین تحکیم سے پشیمان ہون جس نے یہ خیال کیا اسنے غلطی کی اور جو حکومت کو ضلالت جانتا ہے وہ گمراہ ہے جب خوارج نے آپکی زبان سے یہ بات سنی تو دوبارہ یہ کہکر لا حکم الا للہ لشکر مین سے نکل کر موضع حرورا مین چلے گئے اور کہنے لگے ان علیا و معاویۃ قد اشرکا فی حکم اللہ یعنی تحقیق حضرت علی اور معاویہ نے دین خدا مین شرک کیا ہے اور انھون نے خوارج بصرہ کو بھی لکھا کہ مسلمانون نے برخلاف کتاب اللہ کے دو آدمیون کو ثالث مقرر کیا ہے اور سب کافر ہوگئے ہین انھون نے جواب بھیجا کہ تمھاری رائے صحیح ہے ہم بھی بہت جلد تم سے آکر ملتے ہین جب خوارج حرورا مین جمع ہوگئے تو عبداللہ بن وہب راسبی کے ہاتھ پر کہ ان مین بہت متقی تھا ان سب نے بیعت کی اور یہ عہد باندھ لیا کہ جن لوگون نے حکم الٰہی کے برخلاف ثالث مقرر کئے ہین ان سے جنگ کرینگے حرورا مین اول چار ہزار آدمی جمع ہوئے تھے پھر ایک جماعت ان مین

اور مل گئی جس سے ساڑھے بارہ ہزار آدمی ہو گئے عبداللہ بن عباس نے حضرت علیؑ کے
حکم سے حروراجا کر ان سے مناظرہ کیا اگروہ راجع طرف حق کے نہوئے اور نہروان کو چلے
گئے جو بغداد اور واسط کے درمیان مین دجلے کی غربی جانب واقع ہے اِنکو رستے مین
جو مسلمان ملتا اُسے مار ڈالتے اور مال و اسباب لوٹ لیتے نہروان مین حضرت علی کی
طرف سے عبداللہ بن خباب صحابی حکمران تھے اتفاقًا خوارج اہل بصرہ اور ابن خباب سے
نہروان کے قریب ملاقات ہوگئی خوارج نے اُنسے ابوبکرؓ و عمرؓ کی بابت دریافت کیا کہ کیسے
تھے عبداللہ بن خباب نے کہا وہ دونون بہت اچھے تھے پھر اول و آخر زمانہ خلافت
عثمانؓ بن عفان کی بابت دریافت کیا جواب دیا از اول "تا آخر حق جو حق پسند تھے
پھر علی کی بابت قبل و بعد مقرر کرنے حَکم کے دریافت کیا جواب دیا وہ تم لوگون سے
زیادہ اللہ کے حکم سمجھنے اور جاننے والے اور دین حق پر چلنے والے ہین خوارج نے
یہ جواب سنکر کہا تم لوگون کو ان کے نامون کی وجہ سے اچھا کہتے ہو اور اُنکو ذبح کر ڈالا
اور ان کی بیوی کا پیٹ پھاڑ کر مار ڈالا حضرت علی معاویہ سے جنگ کے لئے ملک شام
پر چڑھائی کی تیاری کر رہے تھے کہ آپکو یہ خبر پہونچی کو خوارج ملک مین فساد کر رہے ہین
اور مسلمانون کو جہان پاتے ہین مار ڈالتے ہین اور اُنکا ارادہ یہ ہے کہ حضرت علی شام کو
چلے جاینگے تو ہم کوفے کو لوٹ لین گے اور رعایا ے کوفہ کو مار ڈالین گے آپ نے شام کا
ارادہ ملتوی کر کے خوارج کا تعاقب کیا اور نہروان پہونچکر خوارج کو بہت کچھ سمجھایا تو
آٹھ ہزار مان گئے اور توبہ کر کے حضرت علی کی اطاعت قبول کر لی مگر چار ہزار نے نہ مانا
اُن کے سردار عبداللہ بن وہب راسبی اور حرقوص بن زہیر معروف بہ ذوالثدیہ
تھے امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ نے اُنسے مقابلہ کیا اور دو ہزار چھ سو کو تہ تیغ کر ڈالا
وہ دونون سردار بھی کام آئے باقی بچ کر نکل گئے اور حضرت علی کی طرف سے کل نو
آدمی مقتول ہوئے؂ بعد ازان خوارج کے بقیۃ السیف مین سے ایک گروہ انبار کی
طرف چلا گیا امیرالمومنین علی نے اُنکی پامالی کے لئے ایک لشکر بھیجدیا جسنے اُنکو بھی
صفحہ ہستی سے مٹا دیا انکے علاوہ ایک چھوٹا سا گروہ ہلال بن علیہ کے ساتھ میدان

جنگ سے جان بچا کے بھاگ گیا تھا انکے استیصال پر آپ نے معقل بن قیس کو مامور فرمایا
چنانچہ اُسنے ہلال کے کل ہمراہیون کو قتل کر ڈالا تیسرے گروہ کے ساتھ بھی یہی برتاؤ برتا
گیا چوتھے کے ساتھ مداین مین جنگ ہوئی پانچوین کے ساتھ شہرزور مین غرض یکے
بعد دیگرے جہان جہان یہ گئے انکا وہین سر پکڑ کے رگڑ دیا گیا معدودے چند جن مین اُم
دم عمر باقی تھا انکا شریح بن ہانی نے خاتمہ کر دیا باقی رہے ضعفا جن کا شمار اُنگلیون پر
ہو سکتا تھا اور جو پچاس نفر سے زائد نہ تھے اُنھون نے امن حاصل کر لی؂ اور مروج الذہب
مین لکھا ہے کہ حضرت علی کے لشکر مین سے نو آدمی مارے گئے اور خوارج تمام کام آگئے صرف
دس زندہ بچے اور روضۃ الاحباب مین مذکور ہے کہ عبداللہ بن وہب راسبی کے ساتھ ایک ہزار
آٹھ سو خوارج رہگئے تھے جو سب مارے گئے اور تاریخ طبری مین بیان کیا ہے کہ جنگ
نہروان مین حضرت علی کی طرف سات آدمی مقتول ہوئے تھے اور تاریخ اعثم کوفی مین آیا ہے
کہ خوارج کے چار ہزار آدمیون مین سے صرف نو زندہ بچے کل مارے گئے اُن نو مین سے
دو خراسان مین جا کر سجستان مین آباد ہوئے اور دو یمن کو چلے گئے اور دو عمان مین جا بسے
اور دو دریاے فرات کے کنارے پر مقام شن مین آباد ہوئے اور ایک تل فافان مین
آباد ہوا اب سارے خوارج اُنھین نو آدمیون کی نسل سے ہین خوارج گناہ پر تکفیر کرتے
تھے امام پر خروج و قتال روا رکھتے تھے یہ سب کے سب حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی
محبت اور حضرت علیؑ بن ابی طالب کے بغض مین غالی ہین یہانتک کہ بعض خوارج نے
ابن ملجم قاتل جناب امیر کی مدح مین قصائد اور ابیات لکھی ہین اور اہل سنت وجماعت نے
اُنکا دندان شکن جواب دیا ہے یہ سب کلام استیعاب مین موجود ہے جلد دوم دین خالص
کے صفحہ ۳۰۹ مین نواب صدیق حسن خان نے لکھا ہے لا حکم الا للہ سے مراد خوارج
کی یہ تھی کہ ہم کوئی چیز قبول نہین کرتے مگر جو قرآن مین ہے اور اس سے غرض اُنکی
یہ تھی کہ ہم حدیث کا بھی اتباع نہین کرتے حالانکہ ایمان کامل نہین ہوتا جب تک
سنت رسول کی اتباع نہ کی جائے جس طرح قرآن کی اتباع کی جاتی ہے کیونکہ جس
ذات نے ہمکو قرآن پہونچایا ہے اُسیکا کلام حدیث ہے قرآن تو ہمنے رسول ہی سے

جاتا ہے پس جب رسول کے ایک بیان کو نہ مانا تو قرآن سے بھی انکار ٹھہرا نہج البلاغت
مین مرقوم ہے کہ حضرت امیر المؤمنین علی جب ابن عباس کو خارجیون کے مناظرے
کے لئے بھیجتے تھے تو فرماتے لا تخاصمهم بالقران فان القران حمّال ذو وجوه
تقول ويقولون ولكن حاججهم بالسنة فانهم لم يجدوا عنها محيصا یعنے
قرآن کے ساتھ اُن سے بحث نکرنا اس لئے کہ قرآن مین بہت سی وجہین ہین تم بھی
اُس سے استدلال کروگے اور وہ بھی اُس کے ساتھ اپنی دلیل لائینگے لیکن
اُن کے ساتھ سنت سے گفتگو کرنا کہ انکو اس سے چھٹکارا نہو سکیگا اور الزام پا جائینگے۔
بہر صورت خوارج اہل تحکیم کے شرک پر اس آیت کے ساتھ استدلال کرتے ہین
لا يشرك في حكمه احدا یعنے خداے پاک اپنے حکم مین کسی کو شریک نہین کرتا[1]
بعض کی رائے یہ ہے کہ حروریہ اور خوارج مین قدرے فرق ہے حروریہ کے نزدیک کبیرہ کا
مرتکب مشرک ہوتا ہے ورنہ عامۂ خوارج کا یہ مذہب ہے کہ وہ کافر ہے نہ مشرک اور
بعض خوارج کے نزدیک وہ منافق ہے دوزخ کے تلے کے طبقے مین جسکا نام ہاویہ ہے
رہیگا اور مؤید الافاضل مین لکھا ہے کہ خوارج کے نزدیک مرتکب صغیرہ وکبیرہ دونون
کافر ہین اور کہتے ہین کہ ایمان جملہ طاعات کا نام ہے فرض ہون یا نفل حروریہ کے
نزدیک یہ بات ہے کہ ایک کبیرہ کرنے سے نام مرتکب کا بدل جاتا ہے نہ مومن کہلائے
نہ کافر نہ مشرک اور حکم اُسکا یہ ہے کہ وہ ہمیشہ دوزخ مین رہیگا۔ ان کو مرتکب کبیرہ کے
واسطے وعید وخوف کے ثابت کرلے ہین اور یہ مانتے ہین کہ وہ ہمیشہ دوزخ مین رہے گا
بڑا غلو ہے اسلئے انکو وعیدیہ بھی کہتے ہین انکا اتفاق ہے اس بات پر کہ ایمان
اجتناب کرنا ہے ہر معصیت سے پس یہ قوم ضد ہے مرجیہ کی نفی واثبات وعد ووعید مین
اس سے معلوم ہوا کہ حروریہ ایک قوم ہے خوارج کی جسطرح خوارج کے سات فرقے اور ہین

[1] الا الاشعري ومعاوية وعمرو بن العاص فقالوا ليس ... عقائد ... الله عنه ابا موسى ... مسئلة التحكيم لما حكم ... ثم كرهوا وعقدوا ... الصحابة كفر وهم و ... علي بن ابي طالب واكابر ... الطائفة خرجوا على سيدنا ... فهم اول فرقة من هذه ... خوارج کے حال مین ... الفندي ... ابو داود ... سليمان

اور المذاہب[1] مین لکھا ہے کہ خوارج کو **محکّمہ** بھی کہتے ہین اس وجہ سے کہ انھون نے دونون
حَکَم (یعنی ابوموسیٰ اشعری وعمرو بن العاص) سے انکار کیا تھا اور مشہور یہ ہے کہ محکّمہ ایک
قسم ہے خوارج کی نزاند اُن سات فرقون پر اور محکّمہ اُن کو اسلئے کہتے ہین کہ انھون نے جناب
امیر سے یہ بات کہی کہ حَکَم (ثالث) اُسکو مقرر کرنا چاہئے جو حکم کتاب اللہ کے موافق کرے
اور جب بوجہ فریب عمرو بن عاص کے ابوموسیٰ اشعری کے ساتھ جناب مرتضیٰ نے تحکیم (ثالثی)
کو نامنظور کیا تو اس وجہ سے وہ لوگ خفا ہوگئے اور جناب امیر کو چھوڑ دیا۔
خوارج کو **نواصب** بھی کہتے ہین مگر فتاوی عزیزی مین مذکور ہے کہ نواصب فرقہ
جدا ہے اور خوارج جدا نواصب مغرب اور شام مین بہت تھے متوکل عباسی اور اُسکا وزیر
علی بن جہم دونون ناصبی تھے۔ سنہ ۲۳۶ھ مین متوکل نے امام حسینؑ کی قبر کے گرد اگرد کی تمام
عمارات توڑوا ڈالین اور حکم دیا کہ کوئی زیارت کے واسطے نہ جائے اور ابویوسف یعقوب
بن اسحاق معروف بہ ابن سکیت کو جسکی تالیفات سے اصطلاح المنطق لغت مین مشہور
کتاب ہے اپنے بیٹون کے مقابلے مین امام حسنؑ وحسینؑ کی تعریف کرنے پر مروا ڈالا اور
اُسکے مصاحبون مین سے ایک مسخرہ عبادہ نامی تھا وہ مخنث اپنے پیٹنے کے کپڑون کے نیچے
ایک گول تکیہ باندھ کر توندیلا کر لیتا تھا اور اپنا سر کھول دیتا تھا کیونکہ اُسکی چندیا پر بال نہ تھے
اور ناچتا تھا اور کہتا تھا آیا توندیلا جس کے سر پر بال نہین مسلمانون کا خلیفہ علی اور
متوکل بیٹھا ہوا شراب پیتا اور ہنستا پھر اوپر دس برس حکومت کرکے سنہ ۲۴۷ھ مین مارا گیا
تعجب یہ ہے کہ شیخ محی الدین عربی نے فتوحات مکیہ مین اُسکو اُن اقطاب مین شمار کیا ہے
جنھین ظاہر مین بھی حکومت اور سلطنت حاصل ہوئی۔ سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ
محمد امین خان وزیر محمد شاہ شہنشاہ ہندوستان بھی اہل بیت رسالت کے ساتھ نہایت
عداوت رکھتا تھا یہانتک کہ ایک مینا کی زبان صرف اس وجہ سے کاٹ لی کہ وہ علی
ولی اللہ کہا کرتی تھی جب میر جملہ عظیم آباد کی صوبہ داری پر مقرر ہوا تو امرا اُس سے ملاقات
اور رخصت کے لئے آنے لگے نعمت اللہ خان خلف روح اللہ خان ایام عاشورہ اور
مراسم تعزیہ داری کی وجہ سے ملنے نہ جا سکا جب تعزیے ختم ہوچکے تو ایک دن میر جملہ کے

پاس گیا اتفاقاً محمد امین خان بھی وہان بیٹھا ہوا تھا نعمت اللہ خان نے دیر سے آنے کا
عذر بیان کیا اور کہا ماتم کی وجہ سے اس وقت تک حاضر نہو سکا دیر سے آنے کی معافی
چاہتا ہون محمد امین خان نے کنایہ کے طور پر کہا کیا آپ کے دولت خانہ مین کوئی
صاحب مرگئے ہین نعمت اللہ خان نے جواب دیا کہ موت تو کوئی واقع نہین ہوئی سید الشہدا
کا ماتم تھا محمد امین خان نے کہا کہ اے صاحب اسکے کیا معنے یزید اور حسین دو صاحبزادے تھے
پس ہم کو یہ مناسب کب ہے کہ ایک کا ماتم کرین اور دوسرے کو بُرا جانین اور اسکا اور اسکے
رفیقون کا ماتم نکرین غرضکہ فرق ان دونون فرقون مین یہ ہے کہ خوارج اُن صحابہ کی جنھون نے
باہم لڑائیان کین (جیسے طلحہ۔ زبیر۔ عثمان۔ علی۔ معاویہ۔ اور عمرو بن عاص) تکفیر کرتے ہین
اور نواصب صرف حضرت علی اور اُن کی اولاد سے بغض و عداوت رکھتے ہین۔ متاخرین
مین سے عبدالحمید مغربی بھی ناصبی ہے جسنے ایک کتاب تالیف کرکے اُس مین جناب
امیر کی نسبت دو قسم کے مطاعن لکھے ہین ایک وہ کہ فقط نواصب ہی نے اُنکو بیان کیا ہے
شیعہ اور اہل سُنت اُنکا انکار کرتے ہین اور اس قسم کا اعتبار نہین اسلئے کہ وہ محض افترا
اور بہتان ہے ایسے مطاعن سے اُن جناب پر ذرا الزام عائد نہین ہو سکتا اور وہ مطاعن
یہ ہین مثلاً شرکت حضرت عثمان کے قتل مین اور شرکت بی بی عائشہ کی زنا کی تہمت مین
وغیرہ وغیرہ۔ اور دوسری قسم کے مطاعن وہ ہین جن کی اصلیت کتب شیعہ اور کتب
اہل سُنت دونون مین موجود ہے اور دونون فرقون کے ہان سے اُنکی صحت ہو سکتی ہے
اس قسم کے مطاعن کا جواب اہل حق نے البتہ دیا ہے اور اہل حق کو اُن مطاعن کا کوئی
افسوس نکرنا چاہئے اسلئے کہ کوئی آدمی دنیا مین ایسا نہین ہوا جس کے حق مین بدگو
اور عیب جویون نے طعن اور قدح نکیا ہو خود بجناب کبریائے الٰہی حرف گیریان کیجاتی ہین
مصرعہ قیل ان للالہ ذو ولد ۔ حضرت آدم سے لیکر تا حضرت خاتم النبیین فرقہ
حشویہ نے بتقریب انکار عصمت انبیا علیہم السلام کے کیسے کیسے صغائر و کبائر کو جناب
انبیا کی طرف منسوب کیا ہے اور آیات و احادیث سے بزعم خود ثابت کیا ہے۔ یہودیون نے
انکار عصمت ملائکہ مین یہی چال چلی ہے شیعہ نے خلفائے ثلثہ اور ام المؤمنین عائشہ پر

بھی طعن کئے ہین لیکن دانشمند جانتے ہین کہ یہ باتین اُن کی شان مین کوئی نقصان نہین
پیدا کرسکتین ع واذا اتتک مذمتی من ناقص ۔ فھی الشھادۃ لی بانی کامل
یعنی جب پہونچے تیرے پاس کوئی بُرائی میری کسی ناقص بدگو کی طرف سے تو یہی گواہی ہے
میرے لئے اس بات کی کہ مین کامل ہون۔

خوارج کا نام شُراۃ بھی ہے خوارج کہتے ہین کہ ہمنے اپنی جانون کو دین کے واسطے خرید لیا ہے
اسلئے کہ ہمنے ائمہ ظالم کی رفاقت سے کنارہ کشی کی اس وجہ سے ہم شراۃ ہین کسی نے کہا
یہ نام اُنکا اسلئے ہوا کہ وہ مسلمانون پر نہایت غضبناک تھے۔ اور خوارج کو مارقہ بھی
کہتے ہین اور وجہ تسمیہ احادیث ذیل سے معلوم ہوگی ابو سعید خدری سے بخاری و مسلم وغیرہ
نے روایت کی ہے کہ رسول علیہ السلام مال غنیمت کہ حنین سے آیا تھا ہر آدمی کو بقدر حاجت
بانٹ رہے تھے کہ آپ کے پاس قبیلۂ بنی تمیم مین سے ایک آدمی آیا جسے ذو الخویصرہ
کہتے تھے آپ سے کہنے لگا کہ تقسیم مین عدل کرو اور سب کو برابر دو آپ نے فرمایا افسوس
تیرے حال پر جب مین نے نا انصافی کی تو اور کون انصاف کریگا حضرت فاروق نے آپ سے
عرض کیا کہ حضور حکم دین تو مین اسکی گردن ماردون حضرت نے فرمایا کہ ایسا مت کرو
اسلئے کہ اُسکے ایسے یار ہونگے جن کے نماز اور روزون کے مقابلے مین تم لوگون کو اپنے
نماز اور روزے حقیر معلوم ہونگے اور قرآن پڑھین گے مگر قرآن اُن مین تاثیر نکرے گا
دین سے ایسے نکلین گے جیسے تیر شکار مین سے پیکان سے پر تک نکل جاتا ہے اور تیر مین
کچھ اثر نہین پایا جاتا حالانکہ تیر نجاست اور خون مین ہو کر نکلا ہے اُسکے بعض اصحاب
کی علامت یہ ہے کہ ایک مرد ہوگا سیاہ رنگ کہ اُسکے ایک بازو مین افزونی ہوگی پستان
عورت یا گوشت کے ٹکڑے کی طرح کہ وہ ہلتی ہوگی بغاوت کرینگے یہ لوگ اُن سے جو سب
آدمیون سے بہتر ہونگے ابو سعید کہتے ہین کہ جب حضرت علیؓ نے خوارج سے جنگ کی
تو مین اُن کے ہمراہ تھا جب فتحیاب ہوئے تو حکم دیا کہ اُس شخص کو مقتولین مین سے
تلاش کرو جسکی نسبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی تلاش کیا تو اُسکی
لاش ملی اور دیکھا تو وہی علامت موجود تھی جو آنحضرتؐ نے بیان کی تھی اُس

شخص کو ذوالثدیہ بھی کہتے تھے ثائے مثلثہ کے ضمہ اور دال مہملہ کے فتحہ اور تشدید
یائے تحتانی سے یہی اُن خارجیوں کا سردار تھا اور بعضوں نے کہا ہے کہ ذوالخویصرہ
سردار خوارج تھا یہ سہو ہے کیونکہ خوارج کا ظہور حضرت علیؓ کے زمانے میں ہوا ہو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ ذوالخویصرہ کی اصل سے خوارج نکلینگے اور حضرت علیؓ
اور اُن کے یاروں سے جو اپنے زمانے کے لوگوں سے بہترین جنگ کرینگے اور
شریک بن شہاب سے نسائی نے روایت کی ہے کہ ابو برزہ کہتے تھے کہ آنحضرتؐ نے
ذوالخویصرہ کے اُن گستاخانہ الفاظ کے بعد فرمایا یخرج فی آخر الزمان قوم کان ھذا
منھم یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیھم یمرقون من الاسلام کما یمرق السھم
من الرمیة سیماھم التحلیق لا یزالون یخرجون حتی یخرج آخرھم مع المسیح الدجال
آخر زمانے میں ایک قوم نکلے گی گویا کہ یہ شخص انھیں میں سے ہے قرآن پڑھینگے کہ اُن کے
گلے کی ہنسلیوں سے نہیں بڑھیگا اسلام سے نکل جاینگے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے
اُن کی علامت یہ ہے کہ انکے سر منڈے ہونگے وہ ہمیشہ خروج کرتے رہینگے یہانتک کہ
اُن میں سے پچھلا شخص مسیح دجال کے ساتھ نکلیگا اور حدیث متفق علیہ میں حضرت علیؓ
سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوارج کے حق میں بطور پیشین گوئی کے
فرمایا تھا یقولون من خیر قول البریة لا یجاوز ایمانھم حناجرھم یمرقون
من الدین کما یمرق السھم من الرمیة فاینما لقیتموھم فاقتلوھم فان
فی قتلھم اجرا لمن قتلھم یوم القیامة یعنی بہترین قول خلق کہینگے (مطلب یہ ہے
کہ قرآن بیان کرینگے) ایمان اُن کا اُنکے گلوں سے تجاوز نکریگا دین سے اس طرح
نکل جاینگے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے تم اُنکو جہاں پاؤ مار ڈالو قیامت کے دن
اُنکے قاتل کو ثواب ملیگا اور انھیں کے حق میں ابو سعید خدریؓ سے مسلم نے روایت
کی ہے یکون امتی فرقتین فیخرج من بینھما مارقة یلی قتلھم اولیٰ ھم بالحق
میری امت دو فرقے ہو جائے گی اُن میں سے ایک اور جماعت نکلنے والی خروج کریگی
ان مارقہ کو وہ شخص قتل کریگا جس کو حق سے بہت قربت حاصل ہوگی امت کے دو

فریق ہو جانے سے مراد یہ ہے کہ ایک جماعت امیر المومنین علیؓ کی طرفدار ہوگئی اور دوسری
نے معاویہ کی جانبداری کی اور اُن میں سے جس تیسری جماعت نے خروج کیا وہ مارقہ
یعنی خوارج ہیں حضرت علی مرتضیٰؓ نے جن کو اُس وقت حق کے ساتھ بہ نسبت تمام امت کے
زیادہ قربت حاصل تھی اُن مارقہ کے ساتھ قتال کیا تھا۔

خوارج کے بعض عقائد

ایک بار عاصم حبشی (بنو بسطام کے آزاد غلام) سے جو خارجی تھا اور عمر بن عبدالعزیزؒ سے گفتگو
ہوئی تھی وہ بیان لکھی جاتی ہے کہ سننے کے قابل ہے عاصم کے ہمراہ ایک دوسرا خارجی بھی تھا۔
عمر بن عبدالعزیزؒ۔ تم لوگوں کو کس امر نے خروج اور انتقام پر مجبور کیا ہے۔
عاصم۔ ہمکو تمہاری سیرت سے کسی قسم کا اشتعال یا خیال انتقام نہیں پیدا ہوا تم
بے شک عدل و احسان سے کام لیتے ہو لیکن تم یہ بتاؤ کہ کرسی خلافت پر تم کس طرح متمکن ہوئے
لوگوں کے مشورے اور رضامندی سے یا بزور و غلبہ۔
عمر بن عبدالعزیزؒ۔ نہ تو میں نے اسکی خواہش کی اور نہ میں نے بزور و غلبہ اسکو
حاصل کیا مجھ سے پیشتر ایک شخص نے میری ولیعہدی کی لوگوں سے بیعت لی تھی اس بنا پر
میں نے زمام خلافت اپنے ہاتھ میں لی اور کسی نے اُس سے اختلاف و انکار نکیا اور تمہارا
مذہب بھی یہی ہے کہ امیر المومنین وہی ہے جو لوگوں کی رضامندی سے امیر بنایا جائے
اور عادل ہو اور اگر میں حق کا مخالف ہوں تو میری اطاعت تم پر فرض نہیں ہے۔
عاصم اور اُسکا ہمراہی۔ لیکن ایک بات باقی رہگئی اور وہ یہ ہے کہ تم نے اپنے خاندان والوں
کے افعال و حرکات سے مخالفت کی ہے اور اُنکو مظالم کے نام سے موسوم کرتے ہو پس
اگر تم ہدایت پر ہو اور وہ ضلالت و بیدینی پر رہے ہوں تو اُن سے بیزاری ظاہر کرو
اور اُن پر لعنت بھیجو۔
عمر بن عبدالعزیزؒ۔ ہم کہ سکتے ہیں کہ تم لوگوں نے بہ قصد آخرت خروج کیا ہے مگر
افسوس ہے کہ اُسکا راستہ بھول گئے ہرگز اللہ جل شانہ نے کسی پر لعن کرنا شروع نہیں کیا ہو

اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لعان مبعوث کیا ہے۔ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کہا ہے ومن عصانی فانک غفور الرحیم (یعنی جو شخص میرا کہنا نہ مانے تو بے شک غفور ورحیم ہے) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اولئک الذین ھدی اللہ فبھدٰھم اقتدہ (یعنی یہی لوگ ایسے ہین جنکو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ہے پس انہی کی راہ ہونکی پیروی کر) ہین نے اُنکے اعمال کو جو مظالم سے تعبیر کیا ہے پس اس قدر اُسکی مذمت کافی ہے اور اگر گنہگارون پر لعن کرنا واجب ہو تو بیشک تمپر یہ واجب ہے کہ فرعون پر لعن کیا کرو حالانکہ تم اُسپر لعن نہین کرتے حالانکہ وہ بدترین خلائق تھا پس ہین کیسے اپنے خاندان پر لعن کرون جبکہ وہ نمازین پڑھتے اور روزے رکھتے تھے بے شک ظلم کرنے سے وہ کافر نہین ہوسکتے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو ایمان وشریعت کی طرف بُلایا ہے جو اس پر عمل کرے گا اُس سے یہ فعل قبول کیا جائے گا اور جو شخص کوئی نیا امر نکالیگا اُسپر حد جاری کی جائے گی۔

عاصم اور اُسکا ہمراہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگونکو توحید اور اُس چیز کے اقرار کی بھی تو دعوت دی ہے جو اُنپر نازل ہوئی ہے۔

عمر بن عبد العزیز۔ اُن لوگون ہین سے کوئی شخص ایسا نہین ہے کہ جو اُسکا انکار کرتا ہو اور یہ کہتا ہو کہ ہین سُنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل نکرونگا اصل یہ ہی کہ اُن لوگون نے جان بوجھکر اپنے کو ورطۂ گمراہی ہین ڈالدیا ہے۔

عاصم۔ تو تم اُن سے بیزاری ظاہر کرو اور اُنکے احکام کو رد کردو۔

عمر بن عبد العزیز۔ تم لوگ جانتے ہو کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اہل ردّت سے جسوقت جنگ کی تھی اُن کی خونریزی بھی کی تھی اور اُن کی عورتون بچون کو لونڈی اور غلام بنالیا تھا اور حضرت عمر فاروقؓ نے اُن کو فدیہ کے ساتھ واپس کردیا تھا اور ابو بکرؓ سے بیزاری نہین ظاہر کی تھی اور تم لوگ بھی اُن دونون ہین سے کسی ایک سے بھی بیزاری نہین ظاہر کرتے ہو اچھا اہل نہروان کی بابت کیا جواب دوگے تم جانتے ہو کہ اہل کوفہ اُن لوگون کے گروہ سے نکل آئے تھے اور پھر وہ نہ لڑے اور نہ اُن سے

متعرض ہوئے تھے اور جو اہل بصرہ نے خروج کیا تھا تو اُن لوگون نے عبداللہ بن خباب اور اُن کی بیوی کو جو حاملہ تھین مار ڈالا تھا اُن گروہون ہین جو نہین لڑا تھا اُس نے قاتلین اور متعرضین سے بیزاری نہین ظاہر کی اور نہ تم آپس ہین کسی سے بیزاری ظاہر کرتے ہو تم لوگون کو یہ امر کیونکر نفع بخش ہوگا جبکہ تم جانتے ہو کہ اُن کے اعمال ہین اختلاف تھا اور تم مجھے میرے خاندان والون سے بیزاری ظاہر کرنے پر مجبور کرتے ہو حالانکہ مذہب اور دین ایک ہی ہے اللہ تعالیٰ سے ڈرو مردود کو مقبول اور مقبول کو مردود نہ کرو بے شک رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص کو امن دی ہے جسنے شہادت اسلام (یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ) کی دی ہے اور اُسکا مال وخون حرام فرمایا ہے اور تم لوگ اُسی شخص کو قتل کرتے ہو اور باقی مذہب والون کو امن دیتے ہو اور اُن کے مال وخون کو ناروا سمجھتے ہو۔

خوارج کا مذہب یہ ہے کہ ان چار حالتون ہین اہل قبلہ کا خون مباح وحلال ہے (۱) جب کبیرہ کا ارتکاب کرے۔ (۲) کوئی بدعت اُس سے حادث ہو۔ (۳) سلطان سے بغاوت کرے۔ (۴) فرائض کو ترک کرے۔ اور ترک کو حلال جانے اور یہی مذہب معتزلہ کا بھی ہے مگر اہل سُنت کے نزدیک تین حالتون ہین اہل قبلہ کا خون مباح ہے (۱) اسلام کے بعد کافر ہو جائے (۲) محصن ہونے کے بعد زنا کرے (۳) کسی کو بغیر حق کے مار ڈالے اور باغی کا قتل کرنا اُسوقت تک جائز ہے کہ وہ مقابلہ کرتا رہے اور جب دب جائے لڑائی چھوڑدے تو اُسکا قتل کرنا درست نہین۔ ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ امت محمدی ہین جسنے اول تکفیر کرنا شروع کی وہ معتزلہ اور خوارج ہین[1] اور اکثر خوارج کا یہ قول ہے کہ امام کا مقرر کرنا کسی حال ہین امن کا زمانہ ہو یا فتنۂ وفساد کا نہ اللہ پر واجب ہے نہ بندون پر نہ شرعی طور پر نہ عقلی طور پر پھر اگر اُسے مقرر کردین تو جائز ہے اور اگر نہ مقرر کرین تو بھی جائز ہے[2]

[1] رسالہ [illegible] سلیمان بن عبد [illegible] وقد سئل شیخ الاسلام [illegible] عن التکفیر [illegible] هذه [illegible] احمد [illegible] اول من احدث [illegible] المعتزلة وغیرهم [illegible] ولکن الله [illegible]

[2] [illegible]

ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں کہتے ہیں کہ خوارج نے نصب امام کو واجب نہیں [illegible]
مگر ان میں سے ایک گروہ کہتا ہے کہ حالت فتنہ میں امام کا مقرر کرنا واجب ہے
ایک گروہ کہتا ہے کہ امن کی حالت میں واجب ہے انتہیٰ شرح مقاصد اور نہایۃ [illegible]
میں یہ دونوں مذہب ہشام بن عمرو غوطی اور ابوبکر اصم کی طرف منسوب کئے ہیں [illegible]
ہیں بعض کتب میں لکھا ہے کہ خوارج کہتے ہیں کہ معاویہؓ نے حضرت علیؓ سے [illegible]
تو اس میں معاویہؓ حق پر تھے۔ خوارج قیاس کے منکر ہیں وہ کہتے ہیں کہ عقل [illegible]
ایک نظیر کو دوسری نظیر پر حمل کرسکنے کی سبیل حاصل نہیں نہ احکام شرعیہ میں اور [illegible]
احکام شرعیہ میں از قبیل عقلیات واصول دینیہ کے لیے اور بعض خوارج فرضیت [illegible]
کے منکر ہیں اور نماز کو سوا اپنے امام کے دوسرے کے پیچھے روا نہیں رکھتے اور ان [illegible]
نزدیک نماز کا وقت سے تاخیر کرکے پڑھنا اور روزہ رمضان کا ماہ رمضان کا [illegible]
سے قبل رکھنا جائز ہے اور نکاح کرنا ولی کی موجودگی کے بغیر صحیح ہے اور ایک [illegible]
دو درم کو دست بدست بیع کرنا جائز قرار دیتے ہیں اور موزہ پہنکر نماز پڑھنا جائز [illegible]
اور انکے نزدیک موزے پر مسح کرنا درست ہے اور سلطان کی فرمانبرداری ان کے [illegible]
ضروری نہیں انکے اعتقاد میں امام کا قرشی اور معصوم ہونا لازم نہیں عادل ہونا [illegible]
اور عادل ہونے سے یہ مراد ہے کہ متقی اور پرہیزگار اور بامروت ہو گناہ کبیرہ کا مرتکب [illegible]
کہتے ہیں کہ اگر امام ظلم وجور کرے تو اسکا معزول کرنا واجب ہے یا اسکو مار ڈالنا [illegible]
اور کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی امامت کے لئے اپنے بعد نص [illegible]
کی تھی اور ان کے نزدیک کسی شے کا وجوب عقل کے ذریعہ سے ثابت نہیں ہوتا [illegible]
نہ ایمان باللہ کو عقل واجب کرتی ہے اور نہ عقل سے ایمان کی خوبی اور کفر کا قبح [illegible]
ہوسکتا ہے بلکہ یہ سب امور شرع سے جانی جاتی ہیں یہی رائے مشہور کی ہے [illegible]
خوارج کے مصنفین میں سے عبداللہ بن زید اور محمد بن حرب اور یحییٰ بن کامل اور سعید بن [illegible]
خوارج کا زیادہ مجمع عراق اور شام میں تھا۔ خوارج نے اجماع کا انکار کیا ہے
منتخب تاریخ طبری میں لکھا ہے کہ خوارج کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) خوارج کو [illegible]

خوارج بصرہ۔ خوارج بصرہ کی تعداد خوارج کوفہ سے زیادہ ہے خوارج کوفہ بیس ہزار
قریب تھے خوارج کوفہ کا رئیس نافع بن ازرق تھا اسلئے انکو ازارقہ کہا کرتے تھے علی العموم
خوارج کا مذہب یہ ہے کہ امام عادل ہو نبی علیہ السلام اور حضرت صدیق اور حضرت عمرؓ کے مذہب
پھر خوارج بصرہ وکوفہ نے فروع میں اختلاف کیا ہے خوارج بصرہ کہتے ہیں کہ امام قریش
میں سے چاہئے ان میں سے کسی خاندان اور قبیلے کا ہو اور خوارج کوفہ کہتے ہیں کہ ہاشمی ہو
یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اور اہل بیت میں سے اور وہ حضرت علیؓ کی اولاد کو
عباس اور حمزہ اور زبیر رضی اللہ عنہم کی اولاد (انتہیٰ ترجمۃ کلامہ) مجھے اس کلام میں
[illegible] ہے اسلئے کہ ابوبکرؓ صدیق اور عمرؓ فاروق کی امامت کو عموماً خوارج مانتے ہیں اور انکی
[illegible] اور ان کے زمانہ خلافت کو سب سے اچھا جانتے ہیں اور جب کہ امامت کے ساتھ
ہاشمی اور علوی کی قید لگائی جائے گی تو ان خلفا کی امامت باطل ٹھہرے گی کیونکہ یہ نہ ہاشمی
[illegible] نہ علوی یہ قید تو شیعہ مانتے ہیں۔

خوارج کے مختلف ممالک میں وقتاً فوقتاً خروج کرنے پر ایک سرسری نظر

[illegible] میں جماعت مسلمین نے متفق ہوکے معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی انھیں دنوں فروہ
بن نوفل اشجعی نے حضرت علی وحسن رضی اللہ عنہما سے علیحدگی اختیار کرلی تھی اور پانچ سو
کی جمعیت سے شہر زور میں آ ٹھہرا تھا جب معاویہ کی حکومت کی بیعت ہوگئی تو فروہ نے
ظاہر خروج کیا معاویہ نے یہ خبر پاکے اہل کوفہ کو اس سے جنگ کرنیکا حکم دیدیا اس کے بعد
خوارج نے طے سے عبداللہ بن ابو الحریشی کو امیر بنایا اہل کوفہ سے ایک [illegible]
ہوئی بعد ازاں خوارج نے حوثرہ بن وداع اسدی کے پاس اجتماع کیا اور ڈیڑھ سو کی
جمعیت سے نخیلہ کی طرف بڑھے اس گروہ میں ابن ابو الحریشی کے باقی ماندہ ہمراہی بھی
شریک تھے معاویہ کے حکم سے عبداللہ بن عوف نے انسے جنگ کی اور اسکے کل ہمراہیوں کو
بجز پچاس کے مار ڈالا جو جان بچا کے کوفہ پہونچے اور متفرق ومنتشر ہوگئے یہ واقعہ
جمادی الآخری ۴۱ھ کا ہے معاویہ کوفہ سے شام کو چلے گئے تو فروہ بن نوفل اشجعی نے

پھر خروج کر دیا شہر زور مین ابن ربعی کے ہاتھ سے مارا گیا بعد اسکے کوفے کے حاکم مغیرہ بن
شعبہ نے شبیب بن ابجر کی طرف ایک شخص کو روانہ کیا جسنے اسکو قتل کر ڈالا یہ شبیب
ابن ملجم کے دوستون سے تھا یہی معاویہ کے پاس حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی
شہادت کی خوشخبری لے کے آیا تھا معاویہ نے اس خیال سے کہ یہ مبادا مجھپر بھی اپنا
ہاتھ صاف نکرے شبیب کے قتل کا حکم دیدیا یہ خبر پا کے کوفے کے اطراف وجوانب مین چھپ چھپا
کر لوگون کو معاویہ کے برخلاف ابھارنے لگا بعد ازان مغیرہ کو یہ خبر لگی کہ خوارج مین سے
چند لوگ حملے کا قصد کر رہے ہین اور انکا سردار معین بن عبداللہ محاربی ہے مغیرہ نے معین
گرفتار کرا کے مار ڈالا بعدہ مغیرہ پر ابو مریم نے جو بنی حرث بن کعب کا آزاد غلام تھا خروج
کیا اسکے ساتھ عورتین بھی لڑنے کو نکلی تھین مغیرہ کے حکم سے چند آدمیون نے انکو قتل
کر ڈالا پھر ابو لیلی نے چند خدام کے ساتھ خروج کر دیا سنہ ۴۲ھ مین معقل بن قیس ریاحی کے
ہاتھ سے مارا گیا ان واقعات کے بعد ابن عامر والی بصرہ پر بصرے مین سہم بن غالب ہجیمی
نے ستر آدمیون کی جمعیت کے ساتھ خروج کیا جس مین حطیم یعنی یزید بن مالک الباہلی
بھی تھا ابن عامر اور بعض صحابہ نے انمین سے اکثر آدمیون کو قتل کر ڈالا جو باقی رہگئے انھون نے
امن حاصل کر لی - جب سنہ ۴۵ھ مین زیاد وارد بصرہ ہوا تو حطیم ایک گروہ مجتمع کر کے بصرہ پر
چڑھا بصرے کے قریب پہونچ کے اُسکے ہمراہی بخوف جان اُس سے علیحدہ ہو گئے زیاد
نے حطیم کو گرفتار کرا کے قتل کیا پھر خوارج کا اجتماع کوفہ مین ہوا یہ لوگ جنگ نہروان کے
بقیۃ السیف تھے جو کسیقدر زخمی ہو کے مقتولین مین دب رہا کے رہ گئے تھے مستورد بن علفہ تیمی انکا امیر تھا مقام
ساباط مین معقل بن قیس کے ہاتھ سے شکست پائی مستورد اور معقل دونون مارے گئے بقیہ خوارج کا قتل عام جابر بن عمر
بن شہاب تیمی نے کام تمام کر دیا باستثنا پانچ چھ آدمیون کے ایک شخص بھی جانبر نہوا
اب زیاد خوارج کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنے لگا اور اُن مین سے ایک گروہ کثیر کو مار ڈالا-
بعد اسکے سنہ ۵۲ھ مین ابن خراش عجلی نے تین سو آدمیون کی جمعیت سے زیاد پر خروج کیا
اور مارا گیا - پھر مقام بصرہ مین سنہ ۵۸ھ مین خوارج کے ستر آدمیون نے عبدالقیس کے
قبیلے سے خروج کیا اور طواف کے ہاتھ پر عبیداللہ بن زیاد کے قتل کرنے کی بیعت کی

ابن زیاد کو اسکی اطلاع ہوئی اُسنے فوج بھیجی سب کے سب لڑکے مارے گئے اس واقعہ کے
بعد ابن زیاد نے خوارج پر سختی شروع کی ان مین سے ایک گروہ کو قتل کر ڈالا اور خوارج
کی جستجو و گرفتاری و قتل مین بڑی کوشش کی زمان حکومت عبدالملک بن مروان
مین کوفے سے اُن لوگون نے خروج کیا اُنکا سردار نافع بن ازرق تھا اور انکی بغاوت
کا سیلاب بصرے تک پہونچ گیا پھر نجدہ بن عامر نے جو نافع بن ازرق کے ہمراہیون سے
تھا زور باندھا پھر خوارج نے سنہ ۷۵ھ مین حجاج بن یوسف ثقفی گورنر بصرہ و کوفہ یعنی عراق
پر چڑھائی کی اور سنہ ۷۷ھ تک اُسکو انھی لڑائیون مین مصروف رکھا سنہ ۷۶ھ مین صالح
بن مسرح تیمی نے بنو امرء القیس بن زید مناۃ سے خروج کیا یہ مارا گیا تو خوارج نے شبیب
کو اپنا سردار بنایا بعدہ شبیب ڈوب گیا اور خوارج مین نفاق پیدا ہو گیا ایک گروہ کثیر مارا گیا
عہد حکومت عمر بن عبدالعزیز مین سرحدی پر شوذب خارجی نے دوسو آدمیون کی جمعیت
سے سرزمین جوخی مین خروج کیا تھا یہ قبیلۂ بنی یشکر سے تھا اور اسکا نام بسطام تھا
اور آخرکار لشکر شام کے ہاتھ سے مع اپنے کل ہمراہیون کے قتل ہوا اس واقعہ کے بعد
خوارج نے ایک مدت مدید تک دم نہین مارا یہانتک کہ عہد حکومت ہشام بن عبدالملک
سنہ ۱۲۰ھ مین بہلول بن بشر بن شیبان الملقب بہ کثارہ نے خروج کیا اُسکے ساتھ ستر
آدمیون سے زیادہ نہ تھے زیادہ عرصہ نہ گذرنے پایا تھا کہ بہلول اور اُسکے جانشین اور سب
خوارج مار ڈالے گئے اس واقعہ کے دو برس بعد بختری صاحب اشہب نے خالد قسری پر
خروج کیا اور آخرکار اُسکے گروہ مین سے ایک بھی جانبر نہوا اہل کوفہ کے ہاتھ سے سب
مارے گئے بعدہ وزیر سختیانی نے چند نفر کی جمعیت سے خالد پر حیرہ مین خروج کیا لشکر
خالد نے سب کو قتل کر ڈالا اسکے بعد صحاری بن شبیب بن یزید نے اطراف جبل مین
خروج کیا بالآخر صحاری اور اسکے کل آدمی مارے گئے ان واقعات کے بعد خوارج مین پھر
ایک تازہ جوش اُن دنون پیدا ہوا جبکہ عراق و شام مین فتنہ و فساد برپا ہو رہا تھا اور
مروان حمار اس بغاوت کے فرو کرنے مین مصروف تھا سرزمین کفر توثا مین سعید بن بہدل
شیبانی نے اہل جزیرہ کے دو سو آدمیون کی جمعیت سے علم بغاوت بلند کیا یہ مرد دلیر

کے خیالات کا پابند تھا انھین دنون بسطام بیہسی نے ربیعہ کے اسی قدر آدمیون کے
ساتھ خروج کر دیا اور یہ سعید کے خیالات کا مخالف تھا اسکو سعید نے تباہ کرا دیا اور
خود سعید عراق مین جا کے مر گیا ضحاک بن قیس اُسکا جانشین ہوا یہ مروان کے مقابلہ مین
کام آیا اُسکے بعد خیبری خوارج کا سردار ہوا اور مارا گیا پھر شیبان بن عبد العزیز یشکری کو جسکی
کنیت ابو الدلف تھی خوارج نے اپنا سردار بنایا اُسکو ابو مسلم کے ایک افسر نے مار ڈالا۔
پھر ابو حمزہ خارجی و طالب الحق نے خروج کیا اور مروان بن محمد کے لشکر سے شکست پا کر مارے
گئے ان حادث کے بعد خوارج کی ایسی ہوا بگڑی کہ تا زمان ظہور دولت عباسیہ کسی نے سر نہ اٹھایا
پھر ۱۳۷ھ مین ملبد شیبانی خارجی نے جزیرہ مین علم بغاوت بلند کیا منصور عباسی کے حکم سے
خازم بن خزیمہ اُس سے لڑا اور ملبد کو مع اُسکے ساتھیون کے مار ڈالا پھر ۱۴۸ھ عہد حکومت
منصوری مین حسان ہمدانی نے اطراف موصل مین خروج کیا اور آخرکار میدان جنگ مین
اسیر ہو گیا حسان نے خوارج کے عقائد اپنے ماموں حفص بن اشیم سے سیکھے تھے حفص بن اشیم
فقہائے خوارج سے تھا منصور کو اُسکے خروج کی خبر پہونچی تو اُسنے تعجب سے کہا ہمدان سے خارجی
حاضرین نے عرض کیا یہ حفص بن اشیم کا بھانجا ہے منصور بولا تب ہی۔ منصور کو تعجب اس وجہ
سے ہوا تھا کہ ہمدانی عام طور سے شیعان علی مین داخل تھے ۱۵۰ھ مین مہدی عباسی کے
عہد مین یوسف بن ابراہیم نے خراسان مین خروج کیا ایک گروہ کثیر اُسکے پاس مجتمع ہو گیا
مہدی نے یزید بن مزید شیبانی برادر زادہ معن بن زائدہ کو اُسکی سرکوبی کے لئے روانہ کیا
ایک بہت بڑی خونریز جنگ کے بعد یزید نے یوسف کو مع اُسکے چند ہمراہیون کے قید کر لیا
پھر ۱۶۹ھ مین خلیفہ مہدی ہی کے دور حکومت مین حمزہ بن مالک خزاعی نے جزیرہ مین علم
بغاوت بلند کیا مگر اُسکے بعض ہمراہیون نے سازش کر کے اُسکی پر حوصلہ زندگانی کا خاتمہ
کر دیا بعد اُسکے آخری زمانہ مہدی مین بنو تمیم کے ایک خارجی یسین نامی نے سرزمین موصل
مین خروج کیا جس کے خیالات صالح بن مسرح سے بہت زیادہ ملتے جلتے تھے خلیفہ مہدی
کے سپہ سالار کے مقابلے مین مع اپنے چند ہمراہیون کے مارا گیا اور باقی بھاگ کھڑے ہوئے
خلیفہ رشید کے دور حکومت ۱۷۸ھ مین بنو تغلب سے ولید بن طریف خارجی نے جزیرہ مین

سر اُٹھایا خلیفہ نے یزید بن مزید بن زائدہ شیبانی کی ماتحتی مین ایک عظیم الشان لشکر
مقابلے پر روانہ کیا رمضان ۱۷۹ھ مین جنگ ہوئی خوارج نے نہایت مردانگی سے
مقابلہ کیا آخرکار ولید مارا گیا ان واقعات کے بعد خوارج کا دور دورہ عراق و شام سے
جاتا رہا اگر کسی نے کہین پر متفرق طور سے شاذ و نادر سر اُٹھایا تو مقامی حکام نے
فوراً سر کچل دیا باستثنائے خوارج بربر کے جو افریقہ مین تھے کیونکہ دعوت خارجیان مین
اس زمانے سے شیوع پذیر ہوئی تھی جب سے کہ عکرمی ۱۲۳ھ مین افریقہ گیا تھا بعد اسکے
اباضیہ و صفریہ کی دعوت بربر مین سے ہوارہ اور لمایہ اور نفزہ اور مغیلہ مین اور زناتہ
مین سے بنو مغراوہ و بنو یفرن مین پھیل گئی خوارج مین سے بنو رستم کی ایک دولت
مغرب اوسط مین تھی بعدہٗ انھی لوگون مین سے عہد حکومت عبیدیین مین ابو یزید بن مخلد
مغربی افریقہ چلا گیا تھا اس سے اور خلفائے عبیدیین سے اکثر لڑائیان ہوئین پھر
بعد اسکے بنا فیونا خواسج کرتے ہی گئے یہانتک کہ اُنکے قوائے حکومت مضمحل ہو گئے اُنکی
جماعت منتشر و متفرق ہو گئی اب اُنکے آثار اُن بربر کے اعقاب مین باقی ہین جنکا زمانہ
دور اول مین گذرا ہے ابن خلدون کہتا ہے کہ اس وقت تک (یعنی آٹھوین صدی ہجری
تک) صحرائے بلاد زناتہ مین اُنکا اثر قصور ریغ و وادیہ اور شعوب زناتہ سے مغراوہ
مین باقی ہے جو راسبیہ کے نام سے موسوم اور عبد اللہ بن وہب راسبی کی طرف
منسوب کئے جاتے ہین یہ پہلا شخص ہے جسکی عہد خلافت علی بن ابی طالب مین بیعت
کی گئی تھی اس زمانے تک بوجہ دوری عقائد اہل سنت و جماعت کے وہ لوگ اپنے
انھین خیالات فاسد مین گرفتار ہین اور اسی طرح جبال طرابلس و زناتہ مین اُس کا
مذہب کا بوجہ مجاورت بربر کے ایک اثر باقی ہے اور لوگ اس مذہب کے پابند ہین
ان بلاد سے اسوقت تک ہمارے پاس رسائل اور بڑی بڑی کتابین اُن کی فقہ
و عقائد و فروع کی آتی ہین جنکا منشا سنت و طرق سنت کے مٹانے کا ہے مگر وہ جو
اصول فاسد ہونے کے اُنکا طریقۂ تالیف و ترتیب نہایت نفیس ہوتا ہے۔ اطراف
بحرین و عمان مین بلاد حضرموت و شرقی یمن اور اطراف موصل مین بھی ان کے

آثار ہر دولت کے دور میں پائے جاتے تھے یہان تک کہ علی بن مہدی نے خولان سے
یمن مین خروج کیا اور اس مذہب کی علانیہ دعوت دی اتفاق سے اسوقت جو لوگ ملوک
یمن تھے وہ اُنپر غالب آئے اور بنو صلیحی نے اُن کو پامال کر ڈالا جو دعوت عبیدیین کے
بانی تھے اور یمن کے اُن ممالک کو جو اُن کے قبضے مین تھے چھین لیا زبید اور اطراف
زبید پر بھی بنو نجاح وابن زیاد کے آزاد غلامون سے قبضہ لے لیا بیان کیا جاتا ہے کہ
اسوقت تک بلاد حضرموت (ملک یمن) مین اُس گروہ کے کچھ لوگ باقی ہین۔ زنجبار
(ملک افریقہ) کا سلطان فرقۂ اباضیہ مین سے ہے۔

خوارج کے فرقون کی تفصیل یہ ہے

ایک بیہسیہ یہ لوگ بیہس بن ہیصم بن جابر کی طرف منسوب ہین جو قبیلہ بنی سعد بن
ضبیعہ سے تھا شرح مواقف مین اسی طرح ہے اور غنیۃ الطالبین اور ملل ونحل شہرستانی
مین ابو بیہس لکھا ہے اور صحیح بھی ہے اسلئے کہ تعریفات سید شریف مین لکھا ہے بیہسیۃ
اصحاب ابی بیہس بن الہیصم بن جابر اور نفائس الفنون مین بھی ابی بیہس ہے اور شیخ
ابو نصر مکی کی تعریفات مین ابو بیہس الہیصم بن جابر مرقوم ہے اور ابن خلدون کی
تاریخ مین بھی ابی بیہس ہیصم بیان کیا ہے اُسنے زمانہ ولید بن ہشام مین شہرت حاصل
کی تھی حجاج نے اُسکے گرفتار کرنے کی بہت کوشش کی مگر ہاتھ نہ لگا اور مدینے کو
بھاگ گیا وہان عثمان بن حیان مزنی نے گرفتار کر لیا ولید کو جب اسکی گرفتاری کی
خبر پہونچی تو عثمان کو لکھا کہ اس کے دونون ہاتھ اور دونون پاؤن کٹوا کر قتل کر دو عثمان نے
حکم کی تعمیل کی ابو بیہس نے ابراہیم اور میمون کی تکفیر کی ہے اسلیے کہ بیعت امامت مین
انکو اختلاف تھا اسی طرح واقفیہ کی بھی تکفیر کی ہے اسکا اعتقاد ہے کہ ایمان عبارت ہے
اقرار اور معرفت خدا اور اُس چیز کے علم سے جسکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کی ہو
جو کوئی ایسی چیز کا ارتکاب کرے جسکی حلت وحرمت سے واقف نہو وہ کافر ہے اور بعض
بیہسیہ کی یہ رائے ہے کہ وہ شخص کافر نہین ہوتا جب تک امام مطلع ہو کر اُسپر حد جاری

کرے اور جس چیز پر حد جاری نہین ہوئی وہ معاف ہے اور جس وقت امام سے کفر
صادر ہوگا تو ساری رعیت بھی کافر ہو جائے گی اور اطفال کا حال کفر وایمان مین
اُن کے ماں باپ کا سا ہے اگر وہ کافر ہین تو یہ بھی کافر ہونگے اور جو ماں باپ ایماندار
ہین تو یہ بھی ایماندار ہونگے اور بعض یہ کہتے ہین کہ شراب کا نشہ حلال ہے اور نشے کی
حالت مین آدمی کے قول پر مواخذہ نہین اور بعضون کی یہ رائے ہے کہ جب نشے کی
حالت مین ارتکاب گناہ کبیرہ کا ہو تو وہ نشہ حرام ہو جاتا ہے اور افعال عباد کو عباد کی
طرف منسوب کرتے ہین اس فرقہ کو بیہصیمیہ بھی کہتے ہین ابن خلدون کہتا ہے کہ فرقہ بیہسیہ
فرقۂ اباضیہ سے ہے۔

دوسرے مرداسیہ یہ فرقہ ابو بلال مرداس حنظلی کی طرف منسوب ہے اسکی ماں کا نام
ادیہ اور باپ کا نام حدیر تھا اور قبیلہ بنی تمیم سے تھا اور نہایت عابد اور زاہد اور پرہیزگار
تھا جنگ نہروان مین حاضر تھا اسکی بیوی بنی یربوع کی عورت تھی اور اپنے زمانے
کی عابدہ عورتون مین سے تھی ابن زیاد نے اس عورت کو گرفتار کر کے قتل کروا ڈالا
اور تمام خوارج کے ساتھ مرداس کو بھی قید کر دیا مگر جیلر نے اُسکو عابد وزاہد پا کر اجازت
دیدی کہ شب کو اپنے مکان کو چلا جایا کرے ایک دن ابن زیاد نے تجویز کی کہ کل ان تمام
محبوس خوارج کو قتل کروا ڈالنا چاہیے ابو بلال کے ایک دوست نے جو ابن زیاد کا مقرب تھا اُسکو
امیر کے اس ارادے سے اطلاع دیدی مگر یہ اپنے معمول کے موافق مکان سے محبس کو چلا گیا
داروغہ نے ابو بلال سے کہا کہ امیر کا یہ ارادہ ہے کیا تمکو بھی اسکی خبر ہو چکی ہے ابن مرداس
نے کہا ہاں مجھکو یہ حال معلوم ہے داروغہ نے کہا کہ پھر تم موت کے منہ مین کیون چلے آئے
ابو بلال نے جواب دیا کہ آپ نے مجھپر احسان کیا تھا پھر مین کیسے روپوش ہو کر آپکو کشاکش
مین ڈالتا جب خوارج کو ابن زیاد نے قتل کرنا شروع کیا تو جیلر نے یہ سارا قصہ اُس سے
بیان کر کے سفارش کی اور رہائی دلادی ابو بلال مرداس خوف جان سے اہواز کی طرف
چلا گیا اور ابن زیاد سے متوحش ہو کر سنہ مین چالیس آدمیون کے ساتھ اہواز مین خروج
کیا جس طرف اسکا گذر ہوتا تھا مسلمانون کا مال واسباب چھین کے اپنے ہمراہیون کو

دیدیتا تھا جو کچھ باقی رہجاتا وہ صاحب مال کو واپس کر دیتا ابن زیاد نے اسکی روک تھام کرنے کو اسلم بن زرعہ کلابی کو دو ہزار پیادون کی جمعیت سے روانہ کیا لڑائی ہوئی مرداس نے اپنی دلیری سے اسلم کی فوج کا مقابلہ کیا کہ اسکو شکست فاش ہوئی تب ابن زیاد نے عباد بن علقمہ مازنی کو روانہ کیا جس نے ایک مقام مین ان کل خارجیون کو بحالت نماز کسی کو رکوع مین کسی کو سجدے مین قتل کر ڈالا کسی نے اپنی حالت تک نہ تبدیل کی یہ واقعہ ۶۱ھ ہجری کا ہے عباد بن علقمہ مرداس کا سر کاٹکر بصرے کو لیگیا یہ تمام خوارج جو اسکے ساتھ شریک تھے مرداسیہ ہین خوارج مین اُسکو ورع کی وجہ سے بہت عظمت تھی یہ شخص جنگ صفین مین سیدنا علیؓ کے ہمراہ تھا اور بوجہ تحکیم کے اُن سے علحدہ ہوگیا تھا نہروان کی لڑائی مین خوارج کے ساتھ شریک ہوکر لڑا تھا اسکا مذہب یہ تھا کہ عورتون کا جہاد مین شریک ہونا حرام ہے اور کہتا تھا جو ہم سے جنگ کریگا ہم اُس سے جنگ کرینگے اور جو ہماری طرفداری کریگا ہم اُس کے دوست ہین اور کہتا تھا جب تک لڑائی مین دشمن کی طرف سے ابتدا نہو اُس سے نہ لڑنا چاہیے ایک بار ابن عامر والی بصرہ کو اسنے قبا پہنے دیکھا تو بُرا مانا اور کہنے لگا یہ فساق کا لباس ہے ابو بکرہ نے اُسکو جواب دیا کہ سلطان کے حق مین ایسے الفاظ نہ کہنا چاہیے اس لئے کہ جو سلطان سے بغض رکھتا ہے اللہ اُس سے بغض رکھتا ہے۔

تیسرے ازارقہ یہ ابی راشد نافع بن ازرق بن قیس بن نہار بن انسان بن اسد بن صبرہ بن ذہل بن دول بن حنیفہ کی طرف منسوب ہین جب ابو بلال مرداس مارا گیا اور ابن زیاد نے اُسکے اصحاب کو بہت تنگ کیا تو نافع نے خوارج سے کہا کہ اللہ نے تمپر جہاد فرض کیا ہے حکام ظالم تمپر ظلم کرتے ہین اسلئے مناسب ہے کہ مکے کو چلو اگر عبداللہ بن زبیر تمھارے مذہب کے موافق نکلین تو انکے ساتھ شریک ہوکر حکام ظالم پر جہاد کرو اور اگر وہ تمھاری رائے سے مخالف ہون تو اُن کو حرم مین سے نکالدینا چاہیے چنانچہ یہ انکے پاس گئے اور اُنکے شریک ہوکر فوج شام سے لڑے فوج شام بوجہ انتقال یزید کے مکے سے شام کو لوٹ گئی تو اُنھون نے عبداللہ بن زبیر کے سامنے حضرت عثمانؓ کے

بہت سے مطاعن بیان کیے کہا کہ جو لوگ اُن کے قتل مین شریک تھے ہم اُنکو اچھا جانتے ہین اور جو لوگ اُن کے دوست ہین ہم اُن سے بیزار ہین آپ کی رائے اُن کے حق مین کیا ہے عبداللہ نے کہا کہ جو حضرت عثمانؓ کو بُرا جانتا ہے مین اُس سے بیزار ہون اور اُن کے دوست کا دوست ہون اُنکی خوبی مین کوئی کلام نہین تو نافع بن ازرق اور عبداللہ بن صفار سعدی اور عبداللہ بن اباض اور حنظلہ بن بیہس اور بنو ماخوز اور بنو سلیط بن یربوع سے عبداللہ وعبیداللہ وزبیر سرداران خوارج کہ سب بنی تمیم سے تھے اُنکو چھوڑ کر بصرے کو چلے آئے اور بکر بن وائل کے قبیلے سے ابو طالوت اور ابو فدیک عبداللہ بن ثور بن قیس بن ثعلبہ اور عطیہ بن اسود یشکری یمامہ کو چلے گئے جب ابن زیاد پر رعایا نے چارون طرف سے بغاوت کر رکھی تھی تو نافع بن ازرق نے تین سو خوارج کی جمعیت کے ساتھ بصرے مین خروج کیا اور جیلخانے کو توڑ ڈالا مگر اہل بصرہ آمادگی کے ساتھ ان خوارج کے مقابلے کو کھڑے ہوگئے اسلئے نافع وہان نہ ٹھہر سکا اور شوال ۶۴ھ مین اہواز پہونچا نجدہ بن عامر بھی اُسکے ہمراہ تھا بہت سے خوارج نے اُسکا ساتھ نہ دیا اُن مین سے عبداللہ بن صفار سعدی اور عبداللہ بن اباض ہین نافع اور اُسکے اصحاب ابو بلال کی رائے پر تھے اور مولانا علیؓ کو بوجہ ثالثی کے کافر کہتے تھے اور حضرت عثمانؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ اور بی بی عائشہؓ اور عبداللہ بن عباسؓ اور ان مسلمانون سے جو اُنکے ہمراہ تھے بیزار تھے اُنکو بُرا کہتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ سارے ہمیشہ دوزخ مین رہینگے اور کہتے تھے کہ ہمارے مخالفین کے شہر دار الکفر ہین اور جو اُن مین سکونت اختیار کرے وہ بھی کافر ہے اور اطفال ہمارے مخالفین کے دوزخ مین جائینگے اور مخالفین کی اولاد اور عورات کو قتل کرنا حلال جانتے تھے اور کہتے تھے کہ مشرکین کے اطفال اپنے مان باپ کے ساتھ دوزخ مین جائینگے اور وہان ہمیشہ دوزخ مین رہینگے اور مسلمانون کی امانتون کو جائز سمجھ کے صرف کر ڈالنا اُنکے نزدیک روا تھا کیونکہ یہ اُنکو کفار مین شمار کرتے تھے اور تقیہ کو قول وفعل دونون مین حرام جانتے تھے اور رجم زانی محصن کے منکر تھے اسلئے کہ قرآن مین مذکور نہین کہتے تھے کہ جو کوئی محصنہ عورت پر زنا کی تہمت کرے

سلہ دیکھو تاریخ کامل حالات ازارقہ [illegible] ۱۲ منہ

اسکو حد مارنا چاہیے اور جو کوئی محصن مرد پر تہمت کرے اُسپر حد جاری نہین ہوگی اور چور کا
قلیل و کثیر مین کاٹنا چاہیے اور اُنکے زعم مین مرتکب کبیرہ کافر ہے اور وہ ہمیشہ کفار کی طرح
دوزخ مین رہیگا اور استدلال اسپر اس سے کرتے تھے کہ شیطان نے جو گناہ کبیرہ کیا تو وہ
کافر ہوگیا کیونکہ اُس کو اللہ نے حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کر اُسنے نافرمانی کی اور سجدہ نہ کرنا
گناہ ہے ورنہ ابلیس اللہ کی وحدانیت کا عارف تھا یہی حال مسلمان کا ہے کہ گو وہ اللہ کی
وحدانیت کا عارف ہوتا ہے مگر کبیرہ کرنے سے کافر ہو جاتا ہے[1] اور کہتے تھے کہ نبی سے
صدور گناہ جائز ہے اور ہر گناہ اُنکے نزدیک کفر ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی نبی
مبعوث کرے اور اُسکے علم مین یہ بات ہو کہ یہ نبوت کے بعد کافر ہو جائیگا اور ابن ملجم قاتل
حضرت علیؓ سے خطاوار نہین ہوا بلکہ حق پر تھا۔ کتاب[2] الاوائل مین ابو ہلال عسکری نے
کہا ہے کہ نافع بن ازرق جس کی طرف ازارقہ منسوب ہین اس آیت مین رَبِّ لَا تَذَرْ
عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ
وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا یعنی اے رب زمین پر کافرون کا ایک گھر بسنے والا بھی نہ چھوڑ
تحقیق اگر تو انکو چھوڑیگا تو وہ تیرے بندون کو بہکاوینگے اور بدکار کفر کرنے والا جنینگے
یون تاویل کرتا تھا کہ جو لوگ ہم سے مخالف ہین اُنکے بچون کو قتل کرنا اور انکی عورتون کو
ہلاک کرنا حلال ہے جب اس سے یہ قول ظاہر ہوا تو اُسکے اصحاب مین سے ایک گروہ
اُس سے پھر گیا پھر سنتا باز مین نافع مارا گیا انتہی کلامہ ازارقہ کے نزدیک مومنین
کے لئے رویاے صالحہ نہین بلکہ انکی خوابین بھی ایک قسم کی وحی ہین جو حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد سے منقطع ہوگئی[3] تاریخ کامل مین مذکور ہے کہ نافع نے
ازارقہ سے کہا کہ جو ہمارے ہم مذہب جہاد مین شریک نہوئے اُنکے ساتھ دوستی رکھنا حلال نہین
نہ انکے ساتھ مناکحت حلال ہے نہ انکا ذبیحہ کھانا حلال ہے اور نہ انکی شہادت قبول کرنا چاہیے

[illegible]

ان سے علم دین سیکھنا چاہیے نہ انکو وراثت پہونچ سکتی ہے اُنکے اطفال کا قتل کرنا درست ہے
سے نفرت رکھنا چاہیے اور تمام مسلمان کفار ہین مثل کفار عرب کے پس اُنکے واسطے
دین ہونا چاہیئین یا قتل کئے جائین یا اسلام قبول کرین نافع کے کچھ اصحاب نے اُسکی
راے سے اتفاق کیا اور کچھ نے مخالفت کی اُن مخالفین مین سے ایک نجدہ بن عامر
حنفی یمامہ کو چلا گیا نافع نے ابن اباض اور ابن صفار کو یہ سب اپنی راے لکھ بھیجی
نے نافع کا خط پڑھ کر رکھدیا اور اپنے اصحاب سے اسکا حال نہ بیان کیا اس خیال سے
ان مین تفرقہ اور اختلاف پڑ جائے مگر ابن اباض نے وہ خط لیکر پڑھا اور کہا
نافع کو موت دے یہ راے اسکی صحیح نہین اگر قوم مشرک ہوتی اسوقت یہ معاملات انکے
کرنے کے قابل تھے مگر وہ شرک سے بری ہین لیکن وہ کفار نعمت و احکام ہین ہمکو درست
ہے انکو قتل کرین جب تک ہماری راے وہ نہ تسلیم کرلین اور سوا قتل کے کوئی اور معاملہ
ساتھ نہ برتنا چاہیے ابن صفار بولا اللہ تم دونون سے بیزار ہو اسلئے کہ تو نے نہایت
کیا اور ابن ازرق نے غلو کیا اور اسی طرح اور خوارج کہنے لگے اور ان مین بڑا اختلاف
ہوگیا ۶۵ھ ہجری تک نافع کو بڑی شوکت حاصل ہوگئی اسلئے کہ اسوقت ملک مین جا بجا شورش
فساد کے جال پھیلے ہوئے تھے اور عبید اللہ بن زیاد سے نافع کا ابھی تدارک نہو سکا تھا کہ بعض
شام کو بھاگ گیا اور عبد اللہ بن زبیر کی طرف سے عبد اللہ بن حرث بن نوفل بن حرث
بن عبد المطلب بصرے کا حاکم مقرر ہوا تو اسنے پانچہزار آدمی مسلم بن عبیس بن کریز بن حبیب
ماتحتی مین مقرر کرکے ازارقہ سے جنگ کے لئے روانہ کئے اہواز کے علاقہ مین
مین دونون لشکرون مین لڑائی ہوئی اثناے جنگ مین پہلے تو مسلم مارا گیا بعد ازان
نافع بن ازرق اہل بصرہ نے حجاج بن باب حمیری کو اپنا امیر بنایا اور ازارقہ نے اپنا سردار
عبد اللہ بن ماخور کو مقرر کیا تھوڑی دیر کی جنگ کے بعد حجاج اور عبد اللہ بھی راہی عالم
آخرت ہوئے تب اہل بصرہ نے ربیعہ بن اخدم کو اور ازارقہ نے عبید اللہ بن ماخور کو امارت
کی کرسی پر بٹھایا لڑائی جاری رکھی یہانتک کہ شام ہوگئی اتفاق وقت سے ازارقہ کی
کمک پر کچھ لوگ آگئے جن سے انھون نے تازہ دم ہوکر اہل بصرہ پر حملہ کردیا اہل بصرہ اس ناگہانی حملے سے

گھبرا کر بھاگ کھڑے ہوئے ربیعہ بن اخدم مارا گیا اہل بصرہ نے بجائے اسکے حارثہ بن بدر کو
امیر بنایا حارثہ نہایت تیزی سے منہزمین کو لوٹا کے پھر میدان جنگ میں لایا اور کمال
چستی سے لڑ کے ازارقہ کو پسپا کر دیا اور اس خیال سے کہ مبادا ازارقہ پھر یورش کریں
اہواز میں ڈیرے ڈالدئے بعد اسکے عبداللہ بن زبیر نے حکومت بصرہ سے عبداللہ بن حرث
کو معزول کر کے قباع یعنی حرث بن ربیعہ کو مامور کیا ازارقہ نے فوراً بصرے پر حملہ کر دیا احنف
بن قیس نے رائے دی کہ ازارقہ کی جنگ پر مہلب بن ابی صفرہ کو متعین کرنا چاہئے وہی
انکے دانت کھٹے کریگا اہل بصرہ نے بھی اسکی بابت عبداللہ بن زبیر سے خط و کتابت
کی عبداللہ بن زبیر نے اُسکو منظور فرما لیا چنانچہ مہلب لشکر اسلام سے بارہ ہزار فوج
منتخب کر کے ازارقہ کی طرف ہمراہ لیکر روانہ ہوا اس اثنا میں حارثہ بن بدر مع اُن لوگوں
کے جو جنگ ازارقہ میں اُسکے ہمراہ تھے آپہونچا حرث بن ربیعہ نے انکو بھی مہلب کی طرف
واپس کر دیا اور حارثہ کشتی پر سوار ہوکر بقصد بصرہ چلا اتفاق سے کشتی نہر میں ڈوب گئی
مہلب کے مقدمۃ الجیش پر اسکا بیٹا مغیرہ تھا اس سے اور ازارقہ کے مقدمے سے لڑائی
ہوئی مغیرہ نے ازارقہ کے مقدمے کو سوق اہواز سے پسپا کر کے نادر تک پیچھے ہٹا دیا
اُسوقت مہلب سولاف میں ٹھہرا ہوا تھا ازارقہ نے مغیرہ سے شکست کھا کے مہلب کے لشکر
پر ایک پُر زور حملہ کر دیا جس سے مہلب کی رکاب کی فوج تتر بتر ہو گئی لیکن شام ہو جانے
کی وجہ سے لڑائی خود بخود رک گئی اور اگلے دن تک بلا کسی تحریک کے لڑائی موقوف رہی
اس اثنا میں مہلب فرصت پا کے دجیل کو قطع کر کے عقیل میں آ اُترا بعدہ وہاں سے کوچ
کر کے ازارقہ کے قریب پہونچ کے مورچہ قائم کر دیا اور اپنے لشکر کے ارد گرد خندق کھدوائی
چھرول و جاسوس مقرر کر دئے ایک روز شب کے وقت ازارقہ کے لشکر سے عبیدہ بن ہلال
و زبیر بن ماخور لشکر مہلب پر شب خون مارنے کو آئے ہوشیار پا کے واپس چلے گئے۔
مہلب نے بقصد جنگ خروج کیا ازد و تمیم اسکے میمنہ میں تھے قبیلہ بکر و عبدالقیس میسرہ
میں اور اہل عالیہ قلب میں ازارقہ کے میمنہ میں عبیدہ بن ہلال یشکری اور میسرہ میں زبیر
بن ماخور تھا فریقین نے نہایت اطمینان و استقلال سے لڑائی شروع کی ہولناک لحظہ بلحظہ

اسکی سختی بڑھتی گئی آخرالامر مہلب کے لشکر کے قدم استقامت میدان جنگ سے ڈگ گئے
کمال ابتری سے گھبرا کے بھاگ کھڑے ہوئے منہزمین نے بھاگ کر بصرہ میں دم لیا مہلب نے
ایک بلند مقام پر کھڑے ہوکے اپنے بھاگے ہوئے لشکر کو آواز دی جس سے تقریباً تین ہزار
آدمی ٹھہر گئے جو اکثر قبیلہ ازد کے تھے مہلب انکو تسلی اور جوش مردانگی کی داد دیتا ہوا
لشکر ازارقہ پر لوٹ پڑا اور شدت سے لڑائی کا آغاز کر دیا ازارقہ جواب تک بڑے بے
عبیداللہ بن ماخور اور بہت سے سردار مارے گئے باقی جو رہے انھوں نے اطراف اصفہان
وکرمان میں جاکے دم لیا اور زبیر بن ماخور کو اپنا امیر بنا کے اصطخر کی طرف چلے آئے
مصعب ابن زبیر نے جو اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کی طرف سے والی عراق ہو کے وارد
بصرہ ہوئے تھے مہلب کو بلاد موصل و جزیرہ اور ارمینیہ کی حکومت پر بھیج کر حکومت
فارس و جنگ ازارقہ پر عمر بن عبداللہ بن معمر کو مامور کر دیا عمر نے حکومت فارس کے
زینے پر قدم رکھتے ہی اپنے بیٹے عبیداللہ کو ازارقہ کی جنگ پر بھیجدیا ازارقہ نے اسکو
مار ڈالا بعد ازاں زبیر امیر ازارقہ اور عمر بن عبداللہ والی فارس سے مڈبھیڑ ہوگئی عمر بن
عبداللہ نے ازارقہ کو ہزیمت دیکے اُن کے ستر آدمیوں کو مار ڈالا قطری بن فجاءۃ و صالح
بن مخراق محاصرہ توڑ کے مع ازارقہ نیشاپور کی جانب چلے گئے عمر بن عبداللہ نے نیشاپور
میں پہونچ کے لڑائی چھیڑ دی ازارقہ نے نیشاپور سے ہزیمت اٹھا کے اصفہان
کا قصد کیا۔ اصفہان میں اچھی طرح دم بھی نہ لینے پائے تھے کہ تپ لرزہ نے
مزاج پرسی کر لی گھبرا کے عمر بن عبداللہ کے لشکر کی گذرگاہوں سے بچتے ہوئے
فارس کی طرف بڑھے ساجور اور ارجان ہوتے ہوئے بقصد عراق وارد اہواز ہوئے
چونکہ عمر بن عبداللہ بھی انکے پیچھے پیچھے نہایت تیزی سے قطع منازل کر رہا تھا اور مصعب
کا لشکر پل پر پڑاؤ ڈالے ہوئے پڑا تھا اسوجہ سے زبیر نے مع ازارقہ کے اہواز سے
نکل کے سرزمین صرصر کو طے کیا اور مدائن پر متواتر شبخون مارنے لگا اہل مدائن
کے لڑکوں اور مردوں کو قتل کر ڈالتا اور حاملہ عورتوں کے پیٹ پھاڑ پھاڑ
کے بچے نکال کے مار ڈالتا تھا والی مدائن مقاومت سے عاجز ہو کے

بھاگ کھڑا ہوا انھیں ازارقہ کا ایک گروہ قتل وغارت کرتا ہوا کرخ تک پہونچ گیا ابوبکر بن
مخنف مقابلے پر آیا لڑائی ہوئی میدان جنگ ازارقہ کے ہاتھ رہا ابوبکر بن مخنف عین معرکہ
میں کام آیا تب والی کوفہ حرث بن ربیعہ قباع نے ازارقہ کی سرکوبی کی غرض سے کوچ کیا ازارقہ
خبر پا کے بھاگ کھڑے ہوئے یزید بن حرث بن رویم شیبانی والی رے میدان جنگ میں
ہزیمت پا کے مارا گیا بعد اسکے ازارقہ نے اصفہان کا رخ کیا اصفہان کا امیر عتاب بن ورقا
تھا چند مہینے اصفہان کا محاصرہ کئے ہوئے شہر پناہ کے دروازہ پر روزانہ جنگ کرتے رہے
عتاب بن ورقا طول محاصرہ سے گھبرا کے شہر پناہ کا دروازہ کھول کے باہر نکل آیا اور کھلے
میدان لڑ کر ازارقہ کو ہزیمت دیدی زبیر امیر ازارقہ مارا گیا عتاب نے ازارقہ کو چاروں طرف
سے گھیر لیا ازارقہ نے قطری بن فجاءة مازنی کے ہاتھ پر بیعت کر لی جس کی کنیت ابو نعامہ
تھی اور اسکے ہمراہ کرمان کی طرف چلے گئے اور پھر وہاں سے مجتمع ہو کے اصفہان کی جانب
لوٹے اصفہان میں تو داخل نہو سکے اہواز جا پہونچے اور وہیں قیام کر دیا اسی اثنا میں مصعب نے
مہلب کو موصل وجزیرہ وغیرہ کی حکومت سے واپس بلا کے جنگ ازارقہ پر مامور کیا مہلب نے
ایک باقاعدہ لشکر مرتب کر کے خوارج کا قصد کیا مقام سولاف میں مقابلے کی نوبت آئی آٹھ
ماہ تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی مصعب کے مارے جانے کے بعد عبدالملک کے حکم سے حجاج
امیر عراقین ہو کے آیا تو مہلب نے اسکے حکم سے ازارقہ سے لڑائی چھیڑ دی اور انکو ایک خفیف
جنگ کے بعد کازرون کی طرف پسپا کر دیا اور مہلب نے بہ قصد جنگ ازارقہ نیشاپور میں قیام
کیا اور تقریبًا ایک سال وہیں ٹھہرا ہوا لڑتا رہا کرمان ازارقہ کے قبضے میں تھا اور فارس مہلب کے
تصرف میں جبکہ ازارقہ کی رسد فارس سے بند ہوگئی تو مجبور ہو کے میدان جنگ سے کرمان
کی طرف لوٹے اور مقام جیرفت میں پہونچ کے مورچہ قائم کیا مہلب نے لڑ کر ان کو پسپا کر دیا
مہلب کا کل فارس پر قبضہ ہوگیا اور وہ برابر اٹھارہ مہینے تک ازارقہ سے جنگ کرتا رہا لیکن
کبھی کسی قسم کی کامیابی اسکو حاصل نہوئی بعد اسکے اتفاق وقت سے خود ان لوگوں میں
اختلاف پیدا ہوگیا بعض نے اس اختلاف کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ مقطر نامی ایک
شخص قطری کی جانب سے کرمان کے کسی شہر کا عامل تھا اُسنے ازارقہ میں سے ایک

شخص کو قتل کر ڈالا ازارقہ نے قطری سے مقطر کے قصاص لینے کو کہا قطری نے
جواب دیا کہ مقطر سے غلطی ہوگئی اس غلطی کی تاویل کر دینا چاہئے اور یہ سابقین میں سے
بھی ہے میں اسکو قتل نکرونگا ازارقہ میں اس جواب سے اختلاف پیدا ہوگیا۔ اور
بعض نے یہ سبب بیان کیا ہے کہ ازارقہ کے لشکر میں ایک شخص تھا جو زہر آلود تیر بناتا تھا
جس سے مہلب کے لشکر کو بیحد نقصان پہونچتا تھا مہلب نے ایک خط لکھ کے ایک شخص کے
حوالے کیا اور یہ سمجھا دیا کہ اس خط کو ازارقہ کے لشکر میں اس طرح پر چھوڑ آؤ کہ کوئی شخص
تمکو نہ دیکھنے پائے اتفاق سے یہ خط سردار لشکر ازارقہ کے ہاتھ پڑ گیا کھولا تو لکھا ہوا تھا تمہارے
زہر آلود تیر بھیجے ہوئے ہمارے پاس پہونچے اسکے صلے میں ہم تمکو ایک ہزار درم بھیجتے ہیں سردار
لشکر نے تیر ساز کو بلا کے دریافت کیا تیر ساز نے انکاری جواب دیا سردار لشکر نے اسکے
قتل کا حکم دیا عبد ربہ الکبیر نے اس تیر ساز کے قتل سے ناراضگی ظاہر کی اور یہی امر ازارقہ
میں اختلاف کا باعث ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ مہلب نے ایک نصرانی کو قطری کے پاس بھیجا
تھا اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ قطری کے روبرو جاتے ہی سجدہ کرنا جوں ہی اس نصرانی نے
قطری کو سجدہ کیا ازارقہ نے اسکو قتل کر ڈالا اور اسی الزام کی پاداش میں قطری کو معزول
کر کے عبد ربہ الکبیر کو امارت کی کرسی پر بٹھا دیا ازارقہ کے گروہ کا چوتھا یا پانچواں حصّہ
قطری کے ہمراہ ہوگیا جنہوں قطری اور عبد ربہ الکبیر کے ہواخواہوں میں لڑائی ہوتی رہی
بعد ازاں قطری تو طبرستان چلا گیا اور عبد ربہ الکبیر کرمان میں ٹھہرا رہا مہلب نے قطری کے
چلے جانے کے بعد لڑائی چھیڑ دی اور جیرفت میں اسپر محاصرہ ڈالدیا بالآخر عبد ربہ الکبیر
طول محاصرہ سے گھبرا کے مع اپنے مال وحریم واسباب کے نکل کھڑا ہوا مہلب نے نہایت سختی
سے حملہ کیا نامی جنگ آور ازارقہ کے مارے گئے لڑتے لڑتے آلات حرب ٹوٹ گئے
ازارقہ کمال بے سروسامانی سے بھاگے مہلب مظفر ومنصور جیرفت میں داخل ہوا اور چند
ساعت آرام کر کے تعاقب کی غرض سے سوار ہوگیا جیرفت سے چار فرسنگ کے فاصلے پر
عبد ربہ الکبیر کو جا گھیرا صبح سے دوپہر تک کمال شدت سے لڑائی ہوتی رہی یہاں تک کہ لڑنیوالے
لڑتے لڑتے تھک گئے مہلب نے لڑائی موقوف کر دی محاصرہ ڈالے رہا بعد ازاں ازارقہ نے

مرنے اور مارنے کا باہم عہد و پیمان کرکے دوبارہ لڑائی شروع کر دی اور اس مردانگی سے لڑے کہ مہلب اور اُسکے ہمراہیوں کے چھکے چھوٹ گئے مگر آخر کار مہلب کو فتحیابی ہوئی ازارقہ میدان جنگ چھوڑ کے بھاگ کھڑے ہوئے تقریباً چار ہزار ازارقہ مارے گئے ان میں خود عبدربہ الکبیر بھی تھا اس معرکۂ خونریز سے ازارقہ کے گروہ کا کوئی متنفس جانبر نہیں ہوا مگر معدودے چند جنکا شمار انگلیوں پر ہو سکتا تھا۔

جن دنوں ازارقہ میں نزاع پیدا ہو گیا تھا حجاج نے سفیان بن ابرد کلبی کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ قطری کی سرکوبی کو طبرستان کی جانب روانہ کر دیا تھا اتفاق سے اسحاق بن محمد بن اشعث بھی لشکر کوفہ کو لئے ہوئے اُسی دن طبرستان کے قریب پہونچا دونوں نے متفق ہو کے قطری سے طبرستان کے ایک گھاٹے میں مقابلہ کیا اثناے جنگ میں قطری کے ہمراہی قطری سے علحدہ ہو گئے اور قطری خود گھوڑے سے گر کر ایک غار میں جا پڑا اس عرصہ میں ایک عجمی اُس طرف سے ہو کے گذرا قطری نے پانی کی خواہش ظاہر کی عجمی نے خدمت کا معاوضہ طلب کیا قطری نے اپنے آلات حرب و دینے کا وعدہ کیا عجمی اس سے رخصت ہو کے اُس غار کے اوپر چڑھ گیا اور اوپر سے ایک بھاری پتھر گرا دیا قطری کا سر زخمی ہو گیا عجمی فرط خوشی سے چلا اُٹھا چند لوگ اہل کوفہ کے دوڑ پڑے اور قطری کو مار کر سر کاٹ لیا قطری کے مارے جانے کے بعد سفیان نے بلاد اہل و قتال ازارقہ کا محاصرہ کر لیا رسد اور غلے کی آمد بند کر دی شدت گرسنگی اس درجہ بڑھی کہ گھوڑوں کو ذبح کرکے کھا گئے جب گھوڑوں اور چوپایوں سے بھی کفایت نہ کی تو مارنے اور مرجانے کی قسمیں کھا کے محاصرہ توڑ کے لڑتے ہوئے نکلے سفیان نے سبھوں کو پامال کر ڈالا بعض علماے تاریخ کا یہ بیان ہے کہ قطری اور عبدربہ الکبیر کے مارے جانے سے جو ازارقہ کے پچھلے رئیس تھے ازارقہ کی حکومت منقرض ہو گئی پہلا رئیس انکا نافع بن ازرق تھا تقریباً بیس برس تک اُنکا دور رہا۔

چوتھے نجدات یہ لوگ نجدہ بن عامر بن عبداللہ بن سامر بن مفرج کے متبع ہیں

حافظ مقریزی وغیرہ میں نجدہ کے باپ کا نام عامر ہی لکھا ہے اور امام رازی نے نہایۃ العقول میں کہا ہے کہ نجدات نجدہ بن عمیر کے متبع ہیں اور شرح مقاصد میں نجدہ بن عویمر کے اصحاب بتایا ہے ابن خلدون نے نجدہ کے پردادا کا نام سیار بیان کیا ہے اور تاریخ یافعی میں لکھا ہے کہ نجدہ نون اور جیم اور دال مہملہ کے ساتھ ہے یہ شخص بنی حنیفہ سے تھا کہ ملک یمامہ میں ایک قوم ہے قبیلۂ تمیم سے نافع بن ازرق کے ہمراہ رہتا تھا جب اُسنے مذہب میں بعض باتیں اپنی طرف سے پیدا کیں تو یہ اُس سے علحدہ ہو گیا اور یمامہ کو چلا گیا اور وہاں ابو طالوت سے بیعت کر لی اور بنو حنیفہ کے شہر حصارم کو جس میں چار ہزار کے قریب رقیق (غلام) تھے لوٹ لیا اور اُن سبھوں کو اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیا یہ واقعہ سنہ ۶۵ھ کا ہے بعد اسکے ایک قافلے سے تعرض کیا جو بحرین یا بصرے سے مال وغیرہ لئے ہوئے عبداللہ بن زبیر کے پاس جاتا تھا نجدہ نے اُسکو لوٹ لیا اور ابو طالوت کے پاس لیگیا اور کہا کہ مال تو تقسیم کر لو اور ان آدمیوں کو زمین میں محنت و مزدوری کھیتی باڑی کراؤ کہ یہ بات بہتر ہے خوارج نے اُسکے قول کے موافق تعمیل کی اور کہا ابو طالوت سے نجدہ ہمارے لئے بہتر ہے اور ابو طالوت کو چھوڑ کر نجدہ سے بیعت کر لی ابو طالوت بھی اُس بیعت میں شریک ہو گیا یہ واقعہ سنہ ۶۶ھ کا ہے اور نجدہ کی عمر اس وقت میں چھبیس سال کی تھی اسکو لوگ امیر المؤمنین کہتے تھے اسکے اصحاب کو نجدیہ اسلئے نہیں کہتے کہ درمیان ان کے اور نجد کے رہنے والوں کے فرق رہے بیعت لینے کے بعد نجدہ نے بنو کعب بن ربیعہ پر چڑھائی کی اور نہایت سختی کے ساتھ اُنکو پسپا کیا نجدہ وہاں سے لوٹ کر یمامہ کی طرف آیا اور تین ہزار آدمیوں کی بھیڑ بھاڑ کے ساتھ سنہ ۶۷ھ میں بحرین کی طرف کوچ کیا اور عبدالقیس کے قبیلے کو تباہ کر دیا اُنکے جسقدر عورت و مرد ہاتھ لگے اُنکو لونڈی و غلام بنایا نجدہ آپ قطیف میں ٹھہرا اور اپنے بیٹے مطرح کو قوم عبدالقیس کے مفروروں سے لڑائی کے لئے ثویر کی طرف روانہ کیا مطرح اور بہت سے آدمی یہاں مارے گئے نجدہ کے قدم بحرین میں جم گئے مصعب بن زبیر حاکم بصرہ نے سنہ ۶۹ھ میں عبداللہ بن عمیر لیثی اعور کی ماتحتی میں چار ہزار آدمیوں کا لشکر نجدہ کی سرکوبی کو روانہ کیا نجدہ نے اِس فوج کو شکست دی پھر نجدہ نے عطیہ بن اسود کے ہمراہ

ایک جماعت عمّان کو بھیجی عطیہ نے اُس طرف کے شہر فتح کرلئے اور اپنی طرف سے
ابوالقاسم کو افسر کرکے عطیہ چلا گیا اہل عمان نے ابوالقاسم کو مار ڈالا اور عمان سے خوارج
کو نکال دیا اسکے بعد عطیہ و نجدہ مین مخالفت پیدا ہوگئی عطیہ نجدہ سے علیحدہ ہو کے عمان
چلا آیا اہل عمان نے شہر مین داخل نہونے دیا اور عطیہ اُسے تسخیر نکر سکا مجبور ہو کے براہ
دریا کرمان کی طرف چلا گیا اور یہان اپنا مقام کردیا اور ایک ٹکسال درہمون کی جاری کی
اور ان درہمون کا نام عطویہ رکھا اور کرمان مین عطیہ اتنا جا کہ جب مہلب نے اسپر لشکر بھیجا تو بھاگ
سیستان کو بھاگ گیا اور پھر یہان سے سندھ کی طرف چلا گیا اور پھر مقام قندابیل مین
سواران مہلب کے ہاتھ سے مارا گیا اور بعض کہتے ہین کہ خوارج کے ہاتھ سے قتل ہوا جیسا
کہ علامہ ابن اثیر نے تاریخ کامل مین تصریح کی ہے۔ اور الخطط والآثار مین مذکور ہے کہ
نجدہ نے عطیہ بن اسود کو سیستان کی طرف بھیجا تھا اُسنے اپنا مذہب مرو مین ظاہر کیا
پس اُسکے متبع عطویہ مشہور ہوگئے۔

نجدہ نے ابن عمیر کی شکست کے بعد بادیہ نشینون سے صدقہ وصول کرنا شروع کیا اور
کاظمہ مین بہت سے بنی تمیم اُسکے آدمیون کے ہاتھ سے مارے گئے اور پھر اہل کاظمہ نے
بیعت لی پھر نجدہ نے اہل حضرموت پر ابو فدیک کو فوج دیکر بھیجا اُسنے ان سے صدقہ وصول
کیا اور نجدہ سنہ ۶۸ھ یا سنہ ۶۹ھ مین آٹھ سو یا دو ہزار چھ سو آدمیون کی جمعیت کے ساتھ مکے
کو گیا اور عبداللہ بن زبیر سے ایک معاہدہ قرار پاکر حج کیا پھر نجدہ مدینے کی طرف آیا
اہل مدینہ اس سے آمادہ بہ جنگ ہوئے مجبور ہو کے طائف کی طرف چلا گیا اثناے راہ مین
عبداللہ بن عمر بن عثمان کی ایک لڑکی سے ملاقات ہوگئی خوارج نے اس غریب لڑکی
کو پکڑ کے نجدہ کے پاس پہونچا دیا اور پھر بنظر امتحان نجدہ سے اُس لڑکی کے فروخت
کرنے کا سوال کیا نجدہ نے کہا مین نے اسکو آزاد کردیا اسپر خوارج نے جواب دیا
کہ اس سے نکاح کرو نجدہ بولا یہ اپنے نفس کی مختار ہے اور مین تو اس سے نکاح کرنا
پسند نہین کرتا نجدہ نے ابن عمر بن خطاب کو ایک خط لکھا اُسمین کئی چیزون کے مسئلے
دریافت کئے ابن عمر نے جواب دیا کہ ابن عباس سے دریافت کرنا چاہئے چنانچہ

اُسنے دریافت کیا جب نجدہ طائف کے پاس آیا تو عاصم بن عروہ بن مسعود ثقفی
اسکے پاس آئے اور اپنی قوم کی طرف سے اُس سے بیعت کی اور اس طرح اہل طائف
اسکے شر سے محفوظ رہے یہان سے نجدہ بحرین کو چلا آیا اور یہ حکم دیا کہ کوئی تاجر یہان سے
یمامہ سے غلہ حرمین کی طرف نہ لیجائے ابن عباس نے نجدہ کو ایک خط لکھا کہ جب
ثمامہ بن اثال اسلام لایا تو اسنے غلے کی روانگی اپنے ہان سے اہل مکہ کی طرف بند
کردی حالانکہ اہل مکہ اسوقت مین مشرک تھے حضرت سرور عالم نے اسکو لکھا کہ اہل [illegible]
ہین ان سے غلے کی رسد نہ بند کرنا چاہئے اُسنے ارشاد کی تعمیل کی باوجودیکہ ہم مسلمان ہین
تونے ہم سے غلہ روک دیا نجدہ نے یہ تحریر دیکھ کر اپنے اُس امتناعی حکم کو منسوخ کردیا
تھا اسکے نجدہ کے اصحاب اُسکی طرف سے بدظن ہونے لگے اور اُسکی مخالفت پر آمادہ
ہوئے تو اسکے نائبون کو جابجا رعایا نے اپنے ہان سے نکالنا شروع کیا اور وجہ اختلاف
کی یہ ہوئی کہ ابو سنان حی بن وائل نے نجدہ سے کہا کہ جو شخص تم سے بیعت تقیہ کی [illegible]
اسے قتل کر ڈالنا چاہئے نجدہ نے ابو سنان کو بہت سخت و سست کہا اور کہا کسی کو
اللہ نے علم غیب نہین دیا ہے اسلئے ہمکو چاہئے کہ ظاہر پر حکم کرین اور عطیہ بن اسود
بھی نجدہ کی مخالفت پر آمادہ ہوگیا تھا اور سبب اسکا یہ تھا کہ نجدہ نے ایک چھوٹا سا
لشکر بحری مقامات کو بھیجا اور ایک لشکر بری مقامات کو روانہ کیا اور لشکر بحری کو
لشکر بری سے زیادہ دیا تو اس بات پر عطیہ نے نجدہ سے نزاع کیا اور ناراض ہوا
نجدہ نے عطیہ کو ڈانٹا اور لوگون کو اشارہ کردیا کہ اُسے قتل کر ڈالین عطیہ نے اپنے
عطیے کو ضبط کرکے نجدہ کے سردارون مین سے ایک شخص پر شراب نوشی کی حد جاری
کرنے کی درخواست کی کہ وہ شراب پیا کرتا تھا نجدہ اسکی نسبت کہنے لگا کہ اگرچہ وہ شراب
پیتا ہے مگر دشمنون کے حق مین بلاے بے درمان ہے اور تحقیق سرور عالم نے مشرکین سے
مدد چاہی تھی نجدہ کے اصحاب اسکی اس بات سے ناخوش ہوئے اور اُنکی ناخوشی کا
ایک اور سبب بھی پیدا ہوگیا اور وہ یہ ہے کہ عبدالملک نے نجدہ کو تحریر کیا کہ جو کچھ تمنے
آج تک مخلوق کی خونریزی کی ہے اور مال چھینے ہین وہ تمکو معاف کئے جاتے ہین

اور انکو یمامہ کا مالک کیا جاتا ہے بشرطیکہ تم ہماری اطاعت کرو خوارج کو اس خط کا کسی
ذریعہ سے پتہ لگ گیا عطیہ نے کہا کہ یہ تحریر عبد الملک کی ضرور اس بات پر دلالت کرتی ہو
کہ اسنے نجدہ کے دین میں کوئی خرابی اور کمزوری پائی ہوگی اور عطیہ اُسے چھوڑ کر عمان کو
چلا گیا اسی طرح بہت سی باتیں جمع ہو گئیں کہ نجدات نے ابو فدیک عبد اللہ بن
ثور کو اپنا رئیس مقرر کر لیا جو بنی قیس بن ثعلبہ کے قبیلے سے تھا اور اب نجدات
فدیکیہ کہلانے لگے نجدہ علاقہ ہجر کے ایک گاؤن میں چھپ گیا ابو فدیک نے اُسکی
تلاش کے لئے آدمی متعین کئے فدیکیہ نے اُس سے کہدیا تھا کہ اگر تم نجدہ کو تلاش
کرکے قتل نہ کروگے تو ہم سب تم کو چھوڑ دینگے۔ فدیکیہ نے ۷۲ھ میں نجدہ کو تلاش کرکے
قتل کر ڈالا۔ نجدہ نہایت بہادر اور سخی تھا نجدہ کے مارے جانے سے کچھ فدیکیہ تاملون سے
ناراض بھی ہوئے اور ابو فدیک کو چھوڑ دیا بلکہ مسلم ابن جبیر نے ابو فدیک پر چھری سے
حملہ کیا اور بارہ زخم پہونچائے مسلم کو فدیکیہ نے قتل کر ڈالا اور ابو فدیک کو اُس کے مکان
میں اُٹھا کر لے گئے اور علاج کے بعد اُسے آرام ہو گیا ابو فدیک نے بحرین پر قبضہ کر لیا
اور خالد بن عبد اللہ کو جو عبد الملک کی طرف سے بصرے کا حاکم تھا اور بہ تعمیل حکم عبد الملک کے
خوارج کی لڑائی پر مامور تھا ہزیمت دیدی عبد الملک نے عمر بن عبید اللہ بن معمر کے نام
ایک فرمان اس مضمون بھیجا کہ اہل کوفہ و بصرہ کو جنگ ابو فدیک پر آمادہ کرکے ایک لشکر
مرتب کرلو چنانچہ عمر بن عبید اللہ کی تحریک سے دس ہزار آدمی مجتمع ہو گئے عمر بن عبید اللہ
نے انکو آلات حرب سے مسلح کرکے ۷۳ھ میں ابو فدیک کی طرف کوچ کر دیا اہل کوفہ میمنہ میں
تھے اور اہل بصرہ میسرہ میں رفتہ رفتہ یہ لشکر بحرین پہونچا اور صف آرائی کرکے ابو فدیک
اور اُسکے ہمراہیوں پر حملہ کر دیا پہلے ہی حملے میں ابو فدیک کا میسرہ پیچھے ہٹا اور یہ لوگ
جوش کامیابی میں بڑھتے چلے گئے مگر مغیرہ بن مہلب اور مجاعہ اور عبد الرحمن اور لشکر
سواران اہل کوفہ کی طرف آملے اس اثنا میں اہل میسرہ واپس ہوئے اور اہل میمنہ نے
خم ٹھونک کے خوارج پر حملہ کر دیا خوارج کے قدم استقامت میدان جنگ سے اکھڑ گئے
اہل میمنہ اُنکے لشکرگاہ میں گھس پڑے جو کچھ پایا لوٹ لیا ابو فدیک کو قتل کر ڈالا اور

اُسکے ہمراہیوں کو ایک خندق میں گھیر لیا یہانتک کہ مجبور ہو کے نکلے پس اُن لوگوں نے
اُن میں سے چھ ہزار آدمیوں کو قتل کیا اور آٹھ سو کو گرفتار میر سید شریف نے شرح مواقف
میں لکھا ہے کہ نجدات میں سے ایک فرقے کا نام عاذریہ ہے اور اُن کو عاذریہ کہنے کی وجہ
یہ ہے کہ نجدہ نے ایک بار اپنے بیٹے کو قوم قطیف کی مہم پر بھیجا اُسنے وہاں کے لوگوں کو
قتل کیا اور اُنکی عورتوں کو پکڑ لیا اور قبل تقسیم کے اُنسے نکاح کر لیا اور تقسیم سے قبل مال
غنیمت میں سے خرچ کر ڈالا جب نجدہ کے پاس آئے اور اُسے ان معاملات کی خبر ہوئی
تو اُسنے کہا انکو یہ مناسب نہ تھا اُنھوں نے جواب دیا کہ ہمکو یہ معلوم نہ تھا کہ ایسا کرنا ہمکو
مناسب نہیں نجدہ نے بوجہ جہل کے اُن کے عذر کو مان لیا نجدہ کے اصحاب میں بعد اس کے اختلاف
پڑ گیا جن لوگوں نے اُسکے اس حکم کو تسلیم کیا اُنکا یہ مذہب ٹھہر گیا کہ دین دو باتوں کا نام ہے
ایک اللہ اور رسول کی معرفت اور حرام جاننا اُن مسلمانوں کے قتل کرنے کو جو اپنے موافق
ہیں دوسرے اقرار کرنا ساتھ اُس چیز کے جو اللہ کے پاس سے آئی ہے بالاجمال کہ ان باتوں کی
عدم واقفیت سے معذور نہیں اسکے سوا جو تحریم و تحلیل اور تمام شرائع و فروع ہیں اُن میں
بسبب جہل کے لوگ معذور رکھے جاتے ہیں اسلئے کہ ان کو عاذریہ بھی کہتے ہیں باقی تمام
باتوں میں سارے نجدات سے متفق ہیں اور نجدات کا عقیدہ یہ ہے کہ مجتہد خطا کرنے سے
گنہگار نہیں ہوتا ہے اور جو کوئی برخلاف اُسکے مجتہد کو معذب جانتا ہے وہ کافر ہے اور جو
تقیہ میں خون اہل ذمہ کے حلال ہیں اور جس نے نظر حرام کی یا جھوٹ بولا یا کسی صغیرہ پر
اصرار کیا اور اُس سے توبہ نکی تو وہ کافر ہے اور جس نے زنا کیا چوری کی شراب پی بغیر
اصرار کے ان افعال پر وہ مومن ہے کافر نہیں اور ان کا زعم یہ ہے کہ آدمیوں کو امام کی
حاجت نہیں مگر جبکہ وہ دیکھیں کہ انصاف و عدل کی آپس میں رعایت نہو سکیگی تو اُسوقت
امام کا مقرر کرنا جائز ہے اور واجب العمل صرف کتاب اللہ ہے اور نجدات
سارے احکام میں ازارقہ سے خلاف رکھتے ہیں ایک تکفیر صحابہ میں اُسکے
موافق ہیں لیکن غنیۃ الطالبین میں مذکور ہے کہ تمام خوارج جناب امیر
کو بوجہ تحکیم کے اور اُن لوگوں کو جو گناہ کبیرہ کرتے ہیں کافر قرار دیتے ہیں لیکن

نجدات کا یہ مذہب نہیں ہے۔

پانچویں اصفریہ زیاد بن اصفر کی طرف منسوب ہیں بعضوں نے لکھا ہے صفریہ بفتح
صاد مہملہ نعمان بن صفر کے اصحاب ہیں کسی نے کہا کہ یہ منسوب ہیں طرف عبداللہ بن صفار کے
وہ ایک شخص بنی مقاعس میں سے تھا نام اسکا حارث بن عمرو بن کعب بن سعد بن زید
بن مناۃ بن تمیم بن اد بن طابخہ بن الیاس بن مضر بن نزار ہے کسی نے کہا یہ نام انکا
بسبب صفرت (زردی) مرض کے ہوا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ چونکہ کثرت عبادت کی
وجہ سے وہ زرد رنگ ہوگئے تھے اسوجہ سے انکو صفریہ کہنے لگے بعض نے کہا صفر بکسر صاد
بہرحال یہ سارے اقوال ہیں ازارقہ کے موافق ہیں مگر زانی سے رجم ساقط نہیں بتاتے اور
نہ اطفال مشرکین کو کافر و دوزخی جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو شخص ہمارے عقیدے میں
موافق ہے اور وہ قتال میں شریک نہو تو کافر ہے اور کہتے ہیں تقیہ قول میں جائز ہے
نہ عمل میں اور انکا اعتقاد یہ ہے کہ جس گناہ پر حد جاری ہو سکتی ہے مثلاً چوری اور
زناکاری اسکے مرتکب کو کافر کہنا چاہیے اور جس گناہ میں بوجہ اسکی عظمت کے حد نہیں ہے
جیسے ترک نماز اور ترک روزہ اسکا مرتکب کافر ہے اور کہتے ہیں کہ جو عورت ہمارے
دین میں موافق ہے اس کا نکاح کر دینا اس شخص سے جو اسکے دین میں نہیں
اسی جگہ جائز ہے جہاں تقیہ کے سوا چارہ نہو اور جہاں علانیہ رہتے ہوں وہاں ناجائز ہے
صفریہ کو زیادیہ بھی کہتے ہیں ایک نام انکا نکاریہ بھی ہے اسلئے کہ نصف حضرت علی
و ثلث حضرت عثمانؓ و سدس بی بی عائشہؓ کو ناقص کرتے ہیں۔ خلافت عبدالملک بن مروان
کے عہد میں فرقہ صفریہ میں سے صالح بن مسرح تمیمی نے (بنو امرء القیس بن زید مناۃ سے)
خروج کیا یہ شخص عقائد کا پابند اور عابد و زاہد تھا سرزمین موصل و جزیرہ میں اکثر قیام پذیر
رہتا تھا اسکے تلامذہ بھی تھے جن کو یہ قرآن و فقہ کی تعلیم دیتا تھا کبھی کوفہ میں اپنے
احباب اور شاگردوں سے ملنے کو آجاتا تھا وہ لوگ اسکی ضروریات مہیا کر دیتے تھے حجاج
کو اسکی خبر لگی گرفتاری پر لوگوں کو مامور کیا صالح کوفہ چھوڑ کے اپنے شاگردوں کے پاس موصل
چلا آیا اور ان لوگوں کو خروج پر ابھارنے لگا اس اثنا میں شبیب بن یزید بن نعیم شیبانی کا

ایک خط آپہونچا جس میں اسنے جنگ کرنے کی ترغیب دی تھی صالح نے جواب دیا میں تمہارے
انتظار میں ہوں جس قدر جلد ممکن ہو آجاؤ میں ہمہ تن خروج پر آمادہ ہوں شبیب مع اپنے
چند دوستوں کے جس میں اسکا بھائی مصاد اور محلل بن وائل یشکری تھا آپہونچا اور صالح
کے اتفاق رائے سے ماہ صفر ۷۶ھ میں خروج کر دیا لشکریوں کو قبل جنگ دعا کرنے کی
ہدایت کی اور خونریزی اور مال و اسباب کے لوٹنے کا انکو اختیار دیدیا اتفاق سے جزیرے
میں محمد بن مروان کی سواری کے جانور مل گئے جن کو ان لوگوں نے گرفتار کرکے اپنے ہمراہیوں
کو سوار کرا دیا محمد بن مروان والی جزیرہ کو خوارج کے خروج اور انکی اس بیجا حرکت کی
اطلاع ہوئی تو اسنے سرکوبی کو ایک ہزار کی جمعیت سے عدی بن عدی کندی کو مامور کیا پس
اسنے حران سے نکل کے خوارج کا رخ کیا چونکہ صلح پسندی مزاج میں زیادہ تھی اسوجہ سے
جنگ خوارج کو پسند نکرتا تھا قبل آغاز جنگ ایک قاصد خوارج کے پاس روانہ کیا ان
لوگوں نے قاصد کو قید کر دیا اور خود مسلح و مرتب ہو کے عدی کے سر پر آپہونچے عدی اسوقت
نماز چاشت پڑھ رہا تھا جیوں تیوں نماز پوری کرکے بقصد جنگ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا
اور اسکی رکاب کی فوج بھی بے ترتیبی کے ساتھ میدان میں آگئی خوارج کے میمنہ پر شبیب تھا
اور میسرہ پر سوید بن سلیم خوارج نے حملہ کیا عدی کو شکست ہوئی خوارج نے عدی کے لشکرگاہ
کو لوٹ لیا اور آمد تک تعاقب کرتے چلے آئے محمد بن مروان نے یہ خبر پاکے خالد بن جزء سلمی
اور حرث بن جعونہ عامری کو ڈیڑھ ڈیڑھ ہزار فوج کے ساتھ دو مختلف راہوں سے روانہ کیا
اور یہ ہدایت کر دی کہ تم میں سے جو شخص میدان جنگ میں کامیاب ہوگا وہی اپنے دوسرے ہمراہی
کا امیر اور سردار لشکر سمجھا جائے صالح کو اسکی اطلاع ہوئی تو اسنے شبیب کو حرث کی طرف
روانہ کیا اور خود خالد پر حملہ آور ہوا بازار کارزار نہایت سختی سے گرم ہو گیا محمد بن مروان کے
لشکر نے پہلے سے خندق کھود لی تھی اور مورچہ قائم کر رکھا تھا خواہ مخواہ خوارج کو پسپا ہونا
پڑا اسوقت میں جزیرہ و موصل کو دسکرہ تک طے کر گئے حجاج نے اس ہزیمت سے آگاہ ہو کے
حرث بن عمیرہ بن ذی الشعار کو تین ہزار فوج کوفہ کی جمعیت سے روانہ کر دیا مابین موصل
و صرصر کے ملاقات ہو گئی خوارج کے ہمراہ اس وقت صرف نوے آدمی تھے سوید بن سلیم کو

ہزیمت ہوئی صالح بن مسرح مارا گیا شبیب زمین پر گر پڑا پھر سنبھل کر اُٹھا اور صالح
لاش پر کھڑے ہوکے اپنے ہمراہیون کو پکارنے لگا شتر آدمی کے قریب مجتمع ہوگئے شبیب
اُن لوگون کے ایک قلعہ مین جو اُس مقام پر تھا جاکے پناہ گزین ہوگیا حرث نے قلعہ
محاصرہ کرکے دروازے کو جلادیا اور اِس قصد سے کہ صبح ہوتے ہی جنگ چھیڑی جا
اپنے لشکرگاہ مین لوٹ آیا شبیب نے اپنے ہمراہیون سے کہا تم اپنے دوستون مین
جس کے ہاتھ پر چاہو بیعت کرلو اور ہمارے ہمراہ خروج کرو خوارج نے اُسی کی بیعت کی
اور آگ کو مشتعل ہونے کے خیال سے بجھا کے رات ہی کے وقت خروج کردیا حرث
اچانک حملے سے گھبرا کے اُٹھا اور اپنے ہمراہیون کو تیاری کا حکم دیا ہنوز وہ تیار نہ ہو
پائے تھے کہ لشکر کا ایک حصہ پسپا ہوکے مداین کی جانب بھاگا اور شبیب اُن کے مال
واسباب کو لوٹتا ہوا سرزمین موصل کی جانب چلا گیا اسکا باقی حال فرقۂ شبیبیہ مین آ
صالح کی قبر وہین ہے جو خارجی اُسکے پاس سے گذرتا وہ ضرور سر منڈاتا ہے

ابو یزید پسر کنداد ساکن شہر توزر علاقۂ قسطیلیہ نے کہ نہایت بدصورت تھا مذہب نکار
اختیار کرکے لوگون کو اس مذہب کی طرف وعظ ونصیحت کرنا شروع کی جب اُسکی جماعت
بھاری ہوگئی تو ۳۳۳ھ مین قسطیلیہ مسخر کیا پھر تبسہ اور سبتہ اور ضلب… وراریس کو فتح کر
قائم بامر اللہ علوی اسماعیلی والیِ افریقہ جو ائمۂ مہدویہ مین سے ہین فوج تیار کرکے قیروان
اور رقادہ کی حفاظت کو بڑھے ابو یزید نے اُنھین شکست دی اور تونس اور قیروان اور
رقادہ بھی فتح کرلیا یہانتک کہ قائم بھی شکست پاکر مہدویہ مین محصور ہوگئے روضۃ الصفا
ناصری مین ذکر کیا ہے کہ ابو یزید نے جب قیروان مین قتل وغارت کا حکم دیا تو مشائخ اور سادات
اور اعیان واشراف شفاعت کے لئے نکلے اور اُس سے کہا کہ باشندون کو قتل وغارت
سے معاف رکھا جائے ابو یزید نے جواب دیا کہ قیروان بیت المقدس سے زیادہ بزرگ نہین
وہ شہر قتل وغارت سے خراب ہوا اگر قیروان کو خرابی پہونچے تو کیا مضائقہ ہے قائم کے
انتقال کے بعد اُن کے بیٹے اسماعیل منصور نے ابو یزید پر چڑھائی کی اور ۳۳۵ھ مین
ابو یزید کو پوری شکست دی اور اُسکا بربر تک پیچھا کیا اور کئی برس تک سوڈان کی

…وان کے شہرون کی طرف بھاگا پھر منصور نے بھی پیچھا نہ چھوڑا یہانتک کہ اُسکا
قلع قمع کردیا اور ۳۳۶ھ مین وہ گرفتار ہوا اور اُسکی کھال نکلوا کر بھس بھروا دیا گیا۔

چھٹے اباضیہ۔ یہ عبداللہ بن اباض کے اصحاب مین اسکا نام حارث بن عمر بھی لکھا ہے
…نے عبداللہ حرفاً بکی اباضی لکھا ہے بعض نے کہا ہے کہ یہ فرقہ منسوب ہے طرف اُباض
(بضم الف) کے اُباض ایک گاؤن ہے یمامہ کے علاقہ مین مراصد الاطلاع علی اسماء الامکنۃ
والبقاع مین لکھا ہے اباض الف کے فتحے اور باے موحدہ کی تخفیف اور اُسکے بعد الف اور
ضاد معجمہ سے ایک گاؤن ہے یمامہ کے علاقہ مین اُس مقام پر خالد بن ولید اور مسیلمہ سے
جنگ ہوئی تھی اور اتحاف ذوی الالباب بشوارد لب الالباب مین رضی الدین نے اباضی الف
کے کسرے سے لکھا ہے اور کہا ہے کہ اباضی فرقۂ اباضیہ مین کا ایک شخص اور اباضیہ کا پیشوا حارث
اباضی ہے یہ منسوب ہے طرف عبداللہ اباض کے اور معارف ابن قتیبہ مین مذکور ہے کہ عبداللہ
بن اباض قبیلۂ بنو مرہ سے ہے جو عبید سے ہے اور وہ تمیم سے کہ احنف بن قیس کا ایک
گروہ ہے اُس شخص نے مروان بن محمد کے عہد مین خروج کیا تھا مروان کے حکم سے عبداللہ بن
محمد بن عطیہ نے اُس سے جنگ کرکے قتل کیا اور بعض کہتے ہین کہ عبداللہ تمام معاملات مین
اسکا رفیق تھا تاریخ کامل مین لکھا ہے کہ جب خوارج نے عبداللہ بن زبیر سے مفارقت
کی تو یہ بھی اُس گروہ کے ہمراہ تھا اور بصرے مین چلا آیا اور نافع بن ازرق کے ساتھ
خروج نہ کیا اور جب نافع نے اِس مضمون کا خط اُسکو لکھا کہ جو شخص اہل قبلہ مین سے
ہمارا مخالف ہے وہ کافر ہے اُسکے ساتھ مناکحت ناجائز ہے اُسکے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا نادرست ہے
اُسکو وراثت نہین پہونچ سکتی اُسکے بچون کو قتل کرنا چاہئے اُس سے نفرت کرنا چاہئے تو
عبداللہ بن اباض نے اِس راے سے نافع کی اختلاف کرکے کہا کہ جو اہل قبلہ مین سے ہمارا
مخالف ہے وہ کافر نعمت والاحکام ہے مشرک نہین اور اُسکا حکم منافق کا ہے اور اُسکے
ساتھ مناکحت اور اُسکی وراثت جائز ہے۔ اور ہتھیار اور گھوڑا مخالفون کا جنگ مین لے لینا
جائز ہے اور اُسکے علاوہ ناجائز ہے اور کہا ہے ہمارے مخالفین کے شہر دار الاسلام ہین
مگر جو پایۂ تخت سلطان کا ہے وہ دار الکفر ہے اور مخالفون کی گواہی ہم پر مقبول ہے اور

اُسکے نزدیک ایمان تمام نہین بغیر عمل صالح کے اور اُسکے زعم مین مرتکب کبیرہ ہو حد جو مومن
نہین اسلیے کہ اعمال ایمان مین داخل ہین اور یہ مرتکب کبیرہ کو کافر نعمت جانتا ہی نکافرقت
اور اسکے اعتقاد مین استطاعت قبل فعل کے ہے اور بندون کے افعال کا خالق خدا ہے
اور تمام عالم اصل تکلیف کے فنا ہونے کے ساتھ فنا ہو جائیگا اور اولاد کفار کی تکفیر و
تعذیب مین متوقف ہے اور متوقف ہے اسمین بھی کہ نفاق شرک ہے یا نہین اور اس
بات مین متردد ہے کہ کوئی ایسا رسول ہونا جائز ہے یا نہین جس کے ساتھ صدق دعوی
نبوت پر کوئی معجزہ نہو اور جن احکام کی اُسپر وحی آتی ہو اُنکی تعمیل کا اُسکے استیصال پر
حکم نہو اور امیر المومنین علی اور اکثر صحابہ کو کافر کہتا ہی۔ اور یہ اباضی چار فرقے ہو گئے ہین
(۱) حفصیہ یہ ابو حفص بن ابی المقدام کے متبع ہین شرح مواقف اور تعریفات
سید شریف مین اسی طرح لکھا ہے اور شہرستانی کی ملل و نحل مین صرف حفص وارد ہے
یہ شخص عبداللہ بن اباض کا ایک پیرو تھا اور متفرد تھا ساتھ اس قول کے کہ معرفت الٰہی
ایمان و شرک مین متوسط ہے پس جسنے اللہ کو پہچانا اور رسول اور بہشت و دوزخ وغیرہ کا
انکار کیا یا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا وہ کافر ہے مشرک نہین باقی اباضیہ نے اسکا انکار کیا
اور کہا کہ وہ مشرک ہے حفصیہ کہتے ہین کہ اس آیت مین کالذی استھوتہ الشیطان
فی الارض حیران یعنی مانند اس شخص کے کر ڈالدیا ہے اسکو شیطان نے زمین مین
حیران لفظ حیران سے مراد حضرت علیؑ ہین۔
(۲) یزیدیہ یہ یزید بن انیسہ کے اصحاب ہین یہ اباضی کہتا تھا کہ قریب ہو اللہ ایک رسول عجم سے
مبعوث کریگا اور اُسپر ایک دفعہ ہی پوری کتاب اتریگی جس سے شریعت محمدی منسوخ ہو جائیگی
اور اُس پیغمبر کا دین صابیانی ہوگا جسکا قرآن مین ذکر ہے اور اُسکے زعم مین ہر گناہ صغیرہ
و کبیرہ شرک ہے اور جن لوگون نے اپنے اوپر حد جاری ہونے کے کام کئے وہ مشرک ہین
فائدہ ابو القاسم نے طبقات الامم مین کہا ہے کہ صابئین ہندوستان کے بڑے گروہ

ہین سے ہین مگر یہ قول غلط ہے قرآن شریف مین دو جگہہ انکا ذکر آیا ہے حالانکہ اہل ہند
مین سے کسی قوم کا اللہ تعالی نے اپنے کلام مین ذکر نہین کیا لفظ صابئین صبأ سے
مشتق ہے جس مین دوسرا حرف باے موحدہ ہے اور تیسرا حرف ہمزہ صبأ کہتے ہین
ایک دین سے نکل کر دوسرے دین مین داخل ہونے کو صابی وہ شخص ہے جو ایک دین
سے نکل کر دوسرے دین مین داخل ہو آنحضرت کو بھی کفار عرب صابی کہا کرتے تھے
اس لیے کہ آپنے وہ دین ظاہر کیا تھا جو اُن کے دین کے خلاف تھا اور مفسرین کے صابئین
کے مذہب کے بیان مین کئی قول ہین۔
(۱) مجاہد اور حسن کہتے ہین کہ وہ مجوس مین سے ایک گروہ ہے اور یہود نہ اُن کا ذبیحہ
کھاتے ہین نہ اُنکے ساتھ نکاح بیاہ کرتے ہین۔
(۲) قتادہ کہتے ہین کہ یہ لوگ فرشتون کی عبادت کرتے ہین اور سورج کی طرف
دن مین پانچ بار نماز پڑھتے ہین۔
(۳) صحیح یہ ہے کہ وہ کواکب پرست ہین اور دو قسم کے اعتقاد رکھتے ہین ایک یہ کہ اللہ تعالی
نے عالم کو پیدا کیا اور یہ حکم دیا کہ کواکب کی تعظیم کرنا اور اُن کو اپنی نماز اور دعا کا قبلہ
بنانا چاہیے دوسرا یہ کہ اللہ افلاک و کواکب کا خالق ہے پھر عالم کے تمام معاملات بُرائی
بھلائی صحت مرض کو کواکب نے پیدا کیا ہے اور سب چیزون کے مدبر یہی ہین اس لیے بشر کو
اُن کی تعظیم کرنا چاہیے اور یہ کواکب اللہ کی عبادت کرتے ہین۔ کذا فی مفاتیح الغیب۔
(۳) حارثیہ (براے مہملہ) ابو حارث اباضی کے پیرو ہین شرح مواقف۔ تعریفات
سید شریف اور کشاف اصطلاحات الفنون مین اسی طرح لکھا ہے اور ملل و نحل شہرستانی
اور اتحاف ذوی الالباب مین ابو الحارث کی جگہہ حارث ذکر کیا ہے۔
یہ کہتا تھا کہ بندون کے افعال مخلوق الٰہی نہین ہین بندے خود اُن کے خالق ہین اور
استطاعت قبل فعل کے ہوتی ہے جیسا کہ مذہب معتزلہ کا ہے۔
(۴) عبادیہ یہ فرقہ ایک بدعت کبیرہ کے ساتھ متفرد ہو "ان کا مذہب یہ ہے کہ جو عبادت
ریا کے ساتھ کی جائے اور خدا تعالی کی رضا مندی اُس سے مقصود نہو وہ بھی طاعت ہی

اباضیہ مین سے ایک شخص جس کا نام مختار بن عوف ازدی تھا اور ابو حمزہ کہلاتا تھا
ہر سال موسم حج مین آتا اور برخلاف مروان بن محمد کے لوگون کو اُبھارتا تھا سنہ ۱۲۸ھ مین
عبد اللہ بن یحییٰ معروف بہ طالب الحق حضرموت سے آیا ابو حمزہ کے کلام سن کے بولا
تم میرے ساتھ چلو مین اپنی قوم کا سردار ہون چنانچہ ابو حمزہ طالب الحق کے ساتھ
حضرموت گیا اور اُسکی بیعت کرلی اگلے سال سنہ ۱۲۹ھ مین طالب الحق نے ابو حمزہ کو مع
بلج بن عقبہ ازدی کے سات سو کی جمعیت سے موسم حج مین مکے کی جانب روانہ کیا
موقف مین پہونچ کے اُن لوگون نے اپنے قصد کو ظاہر کیا ان دنون مکہ و مدینہ کا
عامل عبد الواحد بن سلیمان بن عبد الملک تھا اُس نے ابو حمزہ سے تا انقضاء ایام
حج و واپسی حجاج مصالحت رکھنے کی درخواست کی ابو حمزہ و بلج بن عقبہ اس پر راضی
ہو گئے عبد الواحد نے مقام منیٰ مین قیام کیا اور ابو حمزہ قرن الثعالب مین خیمہ زن ہوا عبد اللہ
بن حسن مثنیٰ بن حسن بن علی بن ابی طالب - محمد بن عبد اللہ بن عمر بن عثمان بن عفان
عبد الرحمن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق - عبید اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم
بن عمر خطاب اور ربیعہ بن ابی عبد الرحمن کو مع چند ایسے ہی بزرگون کے ابو حمزہ کے
پاس مصالحت کی مضبوطی کی غرض سے بھیجا ابو حمزہ کا علوی و عثمانی کا نام سنتے ہی
چہرہ بگڑ گیا مگر بکری (صدیقی) عمری (فاروقی) کا نام سنتے ہی بشاش ہو کے بولا
بیٹے تمھارے ہی دونون کے باپون کی سیرت کے پھیلانے اور انہی کی اقتدا کے
خیال سے خروج کیا ہے عبد اللہ بن حسن نے کہا ہم اس غرض سے تمھارے پاس نہین
آئے کہ تم ہمارے آبا و اجداد کی باہمی تفصیل بیان کرو بلکہ ہم امیر کی طرف سے سفیر ہو کے
آئے ہین اور یہ ربیعہ بن ابی عبد الرحمن اس سفارت کو ادا کرینگے غرض ربیعہ اور ابو حمزہ
مین مصالحت تا انقضائے میعاد مقررہ قائم رکھنے کا باہم عہد و پیمان ہو گیا مگر عبد الرحمن
پہلے ہی قافلے کے ساتھ مکہ معظمہ سے مدینہ چلا گیا اور اہل مدینہ کو ابو حمزہ کے آنے سے
خبردار کرکے اُسکی جنگ پر اُبھار دیا روزینہ مین بھی دس دس درہم کا اضافہ کر دیا
پس لشکر کو ابو حمزہ کی جنگ کے لئے مرتب کیا امیر عبد العزیز بن عبد اللہ بن عمر

عثمان کو مقرر کرکے کوچ کا حکم دیدیا مقام قدید مین جس وقت یہ لشکر پہونچا ابو حمزہ کے
...امن حاصل کرکے اہل مدینہ کے لشکر مین آئے اور یہ درخواست پیش کی کہ تم ہم سے
الگ ہو کر ہم کو اور ہمارے دشمن کو چھوڑ دو ہم اور وہ نبٹ لینگے اہل مدینہ نے اُس کو
منظور نکیا اس اثنا مین ابو حمزہ بھی مع اپنے ہمراہیون کے مدینے مین آ اُترا
وہ لوگ بظاہر آلات حرب سے آراستہ نہ تھے اور نہ اُن کی شکل و صورت سے یہ سمجھا
جاتا تھا کہ یہ لوگ لڑینگے مگر جس وقت اہل مدینہ کے انکار کا حال معلوم ہوا ابو حمزہ کے
ہمراہی جھرمٹ باندھ کے نکل پڑے اور نہایت بیرحمی سے قتل کرنا شروع کر دیا
تقریباً سات سو آدمی قبیلۂ قریش کے مارے گئے اسکی خبر عبد الواحد تک پہونچی تو وہ
مدینہ منورہ چھوڑ کر شام چلا گیا اور ابو حمزہ نصف ماہ صفر سنہ ۱۳۰ھ مین داخل مدینہ ہوا
لوگون کو جمع کرکے ممبر پر گیا خطبہ دیا اور علی الاعلان اپنی دعوت کا اظہار کیا وعظ کہا
اور اُن لوگون کے اقوال کو رد کیا اور اُنکی رائے کی بُرائی بیان کی جو اُسکے معائب
بیان کرتے تھے اور ایسے حسن سلوک اور اخلاق سے پیش آیا کہ کل اہل مدینہ نے
طیب خاطر اُسکی تقریر سنی کہتا تھا من زنی فہو کافر و من سرق فہو کافر
(جس شخص نے زنا کیا وہ کافر ہے اور جس نے چوری کی وہ کافر ہے) تین ماہ تک
مدینے مین ٹھہرا رہا بعد ازان اُن لوگون سے رخصت ہو کے شام کی طرف روانہ ہوا
اُسکی روانگی سے پیشتر مروان نے خوارج سے جنگ کرنے کو عبد الملک بن محمد
بن عطیہ بن ہوازن کو چار ہزار کی جمعیت سے روانہ کر دیا تھا جو رفتہ رفتہ مین پہونچ گیا
وادی القریٰ مین خوارج سے مڈبھیڑ ہوئی خوارج شکست کھا کے بھاگے ابو حمزہ
مارا گیا بقیۃ السیف نے بھاگ کے مدینے مین جان بچائی ابن عطیہ بھی اُن کے
تعاقب مین مدینے تک پہونچ گیا ایک ماہ قیام کرکے یمن کی طرف روانہ ہوا عبد اللہ
طالب الحق کو اُسکی روانگی کی خبر لگی اُسوقت وہ صنعا مین تھا اُسنے اپنے ہمراہیون کو
جمع کرکے بارادۂ جنگ خروج کر دیا طالب الحق اور ابن عطیہ سے لڑائی ہوئی
طالب الحق مارا گیا اور ابن عطیہ نے صنعا پر پہونچ کے کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔

ساتوین عجاردہ یہ عبدالرحمٰن بن عجرد کی طرف منسوب ہین شرح مواقف وکشاف
اصطلاحات الفنون وارشاد المسلمین وخطط مقریزی مین اسی طرح لکھا ہے اور
ملل ونحل شہرستانی مین عبدالرحمٰن کی جگہ عبدالکریم ہے اور تعریفات سید شریف مین
عبداللہ بن عجرد مرقوم ہے اور نفائس الفنون مین عبدالکریم تحریر کیا ہے۔ ان کو
عجردیہ[1] بھی کہتے ہین یہ گروہ نجدات کے موافق ہے مگر دو شے مین منفرد ہے
ایک یہ کہ اطفال مشرکین دوزخ مین جائینگے دوسرے اطفال سے بری رہنا
تا بلوغ وصفائی اسلام واجب ہے اور جب وہ بالغ ہو جائین تو اُن کو اسلام کی
دعوت کی جائے اُنکے نزدیک مرد کو اپنی بیٹی نواسی پوتی اور بھائی بہن کی بیٹی نوسی
پوتی سے نکاح کرنا جائز ہے[2] اور یہ دس گروہ ہین۔

(۱) میمونیہ میمون بن عمران کے اصحاب ہین شرح مواقف، کشاف اصطلاحات الفنون
ارشاد المسلمین اور تعریفات سید شریف مین اسی طرح ہے اور ملل ونحل مین میمون
بن خالد ہے انکا قول یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ خیر کا ارادہ کرتا ہے گناہ وشر کا ارادہ نہین کرتا
جیسا کہ معتزلہ کا مذہب ہے اور مشرکون کے اطفال جنت مین داخل ہونگے اور کہتے ہین
کہ استطاعت قبل فعل کے ہوتی ہے اور افعال عباد کا اللہ خالق نہین ہے اور یہ اپنے
مخالفین کے اموال کو حلال نہین کہتے جب تک کہ مالک مقتول نہو جب مارا جائیگا
تو اسکا مال غنیمت ہو جائیگا۔ اور اُن کے اعتقاد مین سورۂ یوسف قرآن مین سے
نہین ہے کیونکہ یہ ایک فحش اور عشقیہ قصہ ہے اُن کے نزدیک ایمان بالغیب باطل ہے
اُنکے نزدیک مرد کا اپنی حقیقی پوتیون اور نواسیون اور حقیقی بھتیجیون اور
بھانجیون کو نکاح مین لانا جائز ہے۔

(۲) حمزیہ۔ حمزہ بن ادرک شامی کے متبع ہین اُسنے خراسان مین عہد خلافت
ہارون الرشید مین خروج کیا تھا خراسان مین ہارون کی طرف سے علی بن عیسیٰ
بن ماہان گورنر تھا حمزہ بوشنج کی طرف بڑھا عمرو بن یزید ازدی حاکم ہرات نے
چھ ہزار فوج کے ساتھ اُس سے جنگ کی اور شکست پائی پھر علی نے دس ہزار

فوج اپنے بیٹے حسین کی ماتحتی مین حمزہ سے جنگ کے لئے بھیجی مگر اسپر حمزہ کا ایسا
رعب چھایا کہ مقابل نہو سکا علی نے اپنے دوسرے بیٹے عیسیٰ کو اُس فوج کا افسر کر کے جنگ کے
لئے متعین کیا مگر اُس فوج کو بھی شکست ہوئی علی نے حمزہ کے مقابلے کے لئے دوبارہ
عیسیٰ کو بھیجا باخرز مین حمزہ کے اصحاب سے لڑائی ہوئی حمزہ نیشاپور مین مقیم تھا تمام
حمزیہ مارے گئے صرف چالیس آدمی زندہ بچے حمزہ قہستان کی طرف چلا گیا عیسیٰ نے
فوجون کو اوق اور جون کی طرف بھیجا اور یہان جو حمزیہ دستیاب ہوئے قتل کئے گئے
اور اُن دیہات کو تباہ وبرباد کیا اور جلا دیا جو حمزہ کو مدد دیتے تھے حاکم زرنج عبداللہ
بن عباس نسفی مال لدوا کر علی کے پاس لئے جاتا تھا حمزہ نے اسفرائین[1] سے گھیر لیا
عبداللہ نے ایسا جم کر مقابلہ کیا کہ حمزہ پسپا ہوا اور حمزہ کے منھ پر زخم آیا حمزہ مع
اپنے اصحاب کے کروم مین چھپ گیا اور تھوڑے عرصے کے بعد طاہر بن حسین حاکم
بوشنج پر یورش کی ایک مکتب مین تیس لڑکے پڑھ رہے تھے انکو مع معلم کے مار ڈالا طاہر نے
یہ خبر سنکر حمزیہ کی تادیب کے لئے خود چڑھائی کی اور ایک مقام پر اُن کو گھیر کر بڑی سختی
سے مار ڈالا اور تمام مال واسباب اُنکا ضبط کر لیا۔ الخطط والآثار مین لکھا ہے کہ حمزہ
کرمان کے ایک جنگل مین غرق ہو گیا حمزیہ تمام باتون مین میمونیہ کے ساتھ موافق تھے
مگر اطفال مشرکین کو دوزخ مین بتاتے تھے اِس لئے قدریہ نے انکی تکفیر کی اور مسئلہ
قدر مین قدریہ کے ساتھ موافق تھے اِس لئے ازارقہ اُنکو کافر کہتے تھے اپنے مخالفین کے غنائم
کو حلال نہ جانتے تھے بلکہ حکم کل مال غنیمت کے جلا دینے کا دیتے تھے۔

(۳) شعیبیہ شعیب بن محمد کے پیرو ہین یہ گروہ میمونیہ کے ساتھ اُنکی ساری باتون مین
موافق ہے مگر یہ کہتے ہین کہ بندون کے افعال کا خالق اللہ ہے کیونکہ میمونیہ اس بارے
مین قدریہ کی طرف مائل ہین[2] نفائس الفنون مین لکھا ہے کہ شعیب میمون کے ساتھ
رہتا تھا جب وہ قدر کا قائل ہوا تو اُس نے اُس سے تبرا کی۔

(۴) حازمیہ۔ اصحاب حازم بن عاصم۔ شہرستانی کی ملل ونحل مین حازم کے باپ
کا نام علی لکھا ہے اور شرح مواقف۔ کشاف اصطلاحات الفنون اور ارشاد المسلمین مین

حازم بن عاصم ہے حازمیہ شعیبیہ کے ساتھ موافق ہین مگر علی کرم اللہ وجہہ کے حق مین متوقف ہین اور تصریح اُنکی بریت کی نہین کرتے جس طرح کہ دوسرون کی بریت کی تصریح کرتے ہین اور انکا قول مسئلہ قدر و مشیت مین مثل قول اہل سنت کے ہے ولایت و عداوت مین مخالف خوارج کے ہین کہ اللہ ہمیشہ محب اپنے اولیا کا اور دشمن اپنے اعدا کا ہے اُن کے نزدیک ایمان فرض مجہول ہین اُس کے لئے کوئی دلیل قاطع نہین ہے۔

(۵) **خلفیہ** خلف خارجی کی طرف منسوب ہین یہ لوگ کرمان و مکران کی طرف رہتے تھے اُن کا اعتقاد یہ ہے کہ خیر و شر دونون اللہ کی طرف سے ہین اور کہتے ہین کہ اطفال مشرکین دوزخ مین رہین گے بلا اِسکے کہ اُنھون نے کوئی عمل و شرک کیا ہے اُنکے نزدیک تارک غزا کا کافر ہے۔

(۶) **اطرافیہ** غالب بن شادل سجستانی کے متبع ہین یہ گروہ حمزیہ کے موافق ہے مگر اس بات مین منفرد ہے کہ اطراف ملک کے رہنے والے جن احکام شرعی سے واقف نہ ہونگے وہ اُسمین معذور ہین ایسے احکام کی عدم تعمیل سے اُنپر مواخذہ نہین ہوتا اور اُن لوگون کے بہت سے عقائد اہل سنت و جماعت کے بھی موافق ہین اور مسئلہ قدر مین قدریہ کے مخالف ہین اور اہل سنت و جماعت کے موافق اور واجبات عقلی ثابت کرتے ہین۔

(۷) **معلومیہ** یہ اپنے مقالات مین حازمیہ کے موافق ہین مگر دو مسئلون مین باہم متبائن ہین ایک یہ کہ جسنے اللہ کو مع جمیع اسماء و صفات کے نہ پہچانا وہ کافر ہے مومن نہین دوسرے قدر و مشیت مین موافق اہل سنت کے ہین۔

(۸) **مجہولیہ** - یہ بھی تمام عقائد مین حازمیہ کے موافق ہین مگر یہ کہتے ہین کہ اللہ کو بعض اسماء و صفات کے ساتھ جاننا بھی مومن ہونے کے لئے کافی ہے اور مسئلہ قدر و مشیت مین موافق قدریہ کے ہین۔

(۹) **صلتیہ** یہ عثمان بن ابی الصلت کے متبع ہین اور بقولے عثمان بن صامت کے اور بقولے صلت بن صامت کے اور بروایتے صلت بن ابی صامت کے اصحاب ہین یہ گروہ عقائد مین عجاردہ کے موافق ہے اور اس قول مین منفرد ہے کہ جو اسلام لائے گا ہم اُسکے دوستدار ہین لیکن اُسکے اطفال سے ہم بری ہین اس لئے کہ اطفال کے لئے اسلام نہین ہے جبتک کہ بالغ نہون بلوغ کے بعد انکو اسلام کی طرف دعوت کرنا چاہئے اور بعض صلتیہ سے یہ منقول ہے کہ اطفال خواہ مسلمانون کے ہون یا مشرکون کے اُن کے ساتھ عموماً نہ دوستی ہے نہ دشمنی جب تک کہ بالغ نہون بلوغ کے بعد اُن کو دعوت اسلام کرنا چاہئے۔

(۱۰) **ثعالبہ یا ثعلبیہ** یہ ثعلبہ بن عامر کی طرف منسوب ہین یہ عبدالرحمن بن عجرد کے موافق تھے مگر اس بات مین مختلف ہوگئے کہ اطفال کے متولی و دوستدار رہنا چاہئے جب تک کہ وہ بلوغ کو پہونچین پس اگر بعد بلوغ کے وہ انکار حق کرین تو اُن سے عداوت رکھنا چاہئے اور اُن سے یہ بھی منقول ہے کہ اطفال سے نہ دوستی رکھنے کا حکم ہے نہ دشمنی جب تک کہ بالغ نہون اور اُنکا ایک قول یہ ہے کہ غلام سے مال کی زکوۃ لینا چاہئے اور جب اُسکے پاس مال نہو تو اسکو زکوۃ دینا بھی چاہیے۔ انکا قول ہے کہ ہر کام اللہ کی مشیت سے ہے نہ اسکی قضا و قدر سے اور بوجہ اختلاف باہمی کے ثعالبہ کے پانچ فرقے ہوگئے ہین اور اُن مین ہر ایک فرقے نے دوسرے کی تکفیر کی ہے۔

(**الف**) **اخنسیہ** (خائے معجمہ سے) یہ اخنس بن قیس کے متبع ہین اور عقائد مین ثعالبہ کے موافق مگر کئی ایک باتون مین اُنسے خلاف کیا ہے چنانچہ کہتے ہین کہ اگر کوئی ایسے شہر مین رہے جہان بوجہ خوف کفار کے اپنے دین اسلام کو ظاہر نہ کرسکے تو وہ مومن نہین بلکہ کفر و ایمان مین متوقف سمجھا جائے گا اور اُنکا قول یہ ہے کہ ہم متوقف ہین اُن سب لوگون مین جو دار تقیہ مین رہتے ہین مگر جس کو ہم مومن پہچانین گے اُسکو دوست رکھین گے اور جس سے کفر کو دیکھین گے اُس سے بیزار ہونگے ہمکو جائز نہین کہ ہم کسی اپنے مخالف سے ابتدا بہ قتال کرین اور اُسکا مال چرائین اور مومن عورت کا نکاح اُنکے ہم قوم مشرک کے ساتھ اُنکی رائے مین جائز ہے۔

(ب) معبدیہ یہ معبد بن عبدالرحمن کے اصحاب ہیں ان کے نزدیک مومن ... نکاح ہم قوم مشرک مرد کے ساتھ نا جائز ہے اور کہتے ہیں کہ نہ غلام سے ... اور نہ اُس کو دینا چاہیے۔

(ج) رشیدیہ رشید طوسی کے یار ہیں انکو عُشریہ بھی کہتے ہیں اسکے ... کہا کہ جس زراعت کو نہر اور گول وغیرہ سے پانی لگے اسکا حاصل نصف عشر یعنی بیسوا ... لینا چاہیے مگر زیاد بن عبدالرحمن نے اُنسے کہا نہیں بلکہ اُسمین عشر یعنی دسواں ... واجب ہے مگر جو شخص یہ کہے کہ بیسواں حصہ لو تو اُس سے بھی بیزاری ضرور ... نے کہا کہ جب یہ ظہرا کہ ایسے شخص سے بیزاری ضرور نہیں تو ہم اُسی کے مطابق عمل کر... جیسا کہ اُنھون نے کہا پس اس کام مین دو فرقے بن گئے۔

(د) شیبانیہ شرح مواقف مین میر سید شریف نے اور تعریفات مین ... نے کہا ہے کہ یہ لوگ شیبان بن سلمہ کے متبع ہین۔ غنیۃ الاکوان اور المخطط و ... لکھا ہے کہ اُسنے ایام ابومسلم خراسانی مین خروج کیا تھا ابومسلم لوگون کو حلقۂ اطاعت ... خلفاے عباسیہ مین لاتا تھا یہ اُسکی اور علی بن کرمانی کی مدد اور معاونت بمقابلہ ... سیار کے کرتا اسلئے ثعالبہ اِس سے بیزار ہوگئے تھے جب شیبان مارا گیا تو بعض لوگ ... لگے کہ اُسنے توبہ کرلی تھی ثعالبہ نے جواب دیا کہ اُسکی توبہ نا مقبول ہے کہ اُس نے ... موافقین فی المذہب کو قتل کیا اور اُنکا مال واسباب چھین لیا اور توبہ قتل مسلمان ... کے بعد مقبول نہین جب تک قصاص جاری نہو اور مال نہ پھیرا جائے یا اُنکو بخشدیا جا... سب سے پہلے اُسی نے تشبیہ کا قول ظاہر کیا اور اُس کا اعتقاد یہ ہے کہ بندہ کو ... اختیار نہین اُسکے سارے افعال اللہ تعالیٰ کے مخلوق ہین۔

یاد رکھو کہ جب ضحاک خارجی کا جانشین ابن خیبری جس کا بیان آگے آتا ہے مارا گیا ... خوارج نے شیبان حروری کے ہاتھ پر بیعت کرلی ابن خلدون نے لکھا ہے کہ اِس ... باپ کا نام عبدالعزیز یشکری تھا ابوالدلف اُسکی کنیت تھی مروان کی فوجون سے ... اُسکی ایک مدت تک لڑائی جاری رہی اکثر خوارج شیبان کی ہمراہی سے علیحدہ ...

... اپنے اپنے شہرون کو واپس چلے گئے شیبان بقیہ خوارج کو بچا کے سلیمان بن ہشام ... کے گیا وہان سے شکستین کھا کے خراسان کو چلا گیا یہ وہ وقت تھا کہ ابومسلم نے ... خراسان مین خلافت عباسیہ کا اظہار کر دیا تھا نصر بن سیار اور علی بن جدیع ... بن علی اور حرث بن شریح مین باہم نزاع ہو رہی تھی شیبان نے بھی ... سے جنگ نصر پر ساز کر لیا نصر نے شیبان کے پاس کہلا بھیجا کہ آؤ ہم اور تم ملکر ... ابومسلم سے جنگ کرین اور اگر یہ منظور نہو تو سردست ہم سے جنگ موقوف کردو ... کہ ہم اُس سے نپٹ لین بعد ازان جو جھگڑا ہمارے اور تمہارے درمیان پڑا ہے ... طے کرینگے شیبان خارجی ان امور کو منظور کرنے مین پس و پیش کر رہا تھا کہ ابومسلم ... اس پیام کی اطلاع ہوگئی فوراً ایک خفیہ پیام علی بن کرمانی کے پاس بھیجا کہ کبھو ... شیبان خارجی کو نصر سے صلح کرنے دینا ہم کو معلوم ہے کہ تم اسکے ساتھ اُسکی ہمدردی کی وجہ ... نہین ہو تم اپنے باپ کا بدلہ لے رہے ہو اگر صلح ہوجائیگی تو یہ مقصود فوت ہوجائیگا ... کرمانی اُس دم میں آکے شیبان خارجی کے پاس گیا اور اُسکی ثنا و صفت ... نصر سے صلح کرنے پر آمادہ کر دیا جب ابومسلم نے ہرات پر قبضہ کر لیا یحییٰ بن نعیم ... بن ہبیرہ شیبانی یہ سنکے ابن کرمانی اور شیبان کے پاس گیا اور انکو نصر سے مصالحت ... کی ہدایت کی اور یہ فقرہ دیا کہ اگر تمنے نصر سے مصالحت کرلی تو یاد رکھو کہ ابومسلم ... اُس سے بھڑ جائے گا اور تم سے متعرض نہوگا کیونکہ خراسان مضر کے قبضہ مین ہے اور اگر ... نے نصر سے مصالحت کی تو ابومسلم اُس سے مصالحت کرکے تم سے صف آرائی کرے گا ... کے نزدیک بہتر یہ ہے کہ نصر ہی کو آگے بڑھاؤ شیبان خارجی کے ذہن مین یہ باتین ... بس ہوگئین نصر کے پاس صلح کا پیام بھیجدیا نصر تو اسکا منتظر ہی تھا منظور کرلیا ابومسلم ... کو اس سے آگاہی ہوگئی تو اُسنے نصر و شیبان مین نفاق پیدا کرنے کی غرض سے ... کہلا بھیجا کہ تین ماہ کی میعاد بہت ہوتی ہے تمنے نصر سے اتنی بڑی مدت کیون مقرر کی ... ابن کرمانی بولا مین نے نصر سے مصالحت نہین کی مصالحت کی ہو تو شیبان نے کی ہے مین تو ... اپنے باپ کا عوض لینا چاہتا ہون شیبان سے اُسکا کچھ جواب نہ دیا اور ابن کرمانی نے ...

دوبارہ لڑائی کا دروازہ کھولدیا شیبان خارجی نے یہ کہکے کہ مین بدعہدی نکرونگا اسکا
ساتھ ندیا بالآخر نصر کو ہزیمت ہوئی اور وہ بھاگ کر نیشاپور کو چلا گیا اور ابومسلم کی
حکومت کو خراسان مین ایک گونہ استقلال حاصل ہوگیا اُس وقت اُسنے شیبان سے
کہلا بھیجا کہ تم خلیفہ سفاح کی خلافت کی بیعت کرلو اگر بیعت کرنا نہین چاہتے تو یہانسے
کوچ کرجاؤ شیبان نے یہ سنکے ابن کرمانی سے امداد طلب کی اُسنے انکار کردیا تب
شیبان سرخس چلا گیا ایک گروہ بکر بن وائل کا مجتمع ہوگیا ابومسلم کو اسکی اطلاع ہوئی
تو اُسنے شیبان کے پاس کہلا بھیجا کہ تم اس فعل سے باز آؤ شیبان نے قاصدونکو
قید کرلیا ابومسلم نے بسام بن ابراہیم بنی لیث کے آزاد غلام کو جسکی کنیت ابوورد تھی
شیبان خارجی پر حملہ کرنے کو لکھ بھیجا غرض بسام اور شیبان مین لڑائی ہوئی شیبان
شہر مین بھاگ آیا بسام نے اُس کا تعاقب کیا بکر بن وائل نے ان قاصدون
کو قتل کردیا جنکو ابومسلم نے شیبان کے پاس پیام دے کے بھیجا تھا اور بسام نے
شیبان کی زندگی کا خاتمہ کردیا اور بعض کہتے ہین کہ ابومسلم نے اپنے پاس سے ایک
لشکر جنگ شیبان پر بھیجا تھا۔

(ہ) مکرمیہ۔ یہ مکرم بن عبداللہ عجلی کی طرف منسوب ہین اُسکا قول یہ تھا کہ تارک
نماز کافر ہے اُسکا کفر کچھ ترک نماز کے سبب سے نہین ہے بلکہ اس لئے کہ وہ اللہ سے
جاہل ہے اگر وہ جانتا کہ اللہ میرے پوشیدہ اور علانیہ حالات سے مطلع ہے اور طاعت
اُسکی بہتر ہے اور نافرمانی بُری ہے تو وہ کبھی نماز کو ترک نکرتا یہی قول اُسکا تمام کبائر
مین تھا یعنی مرتکب اُنکا اللہ سے جاہل ہونے کی وجہ سے کافر ہے اور اللہ تعالی کی دشمنی
اور دوستی اُسکے بندون کے ساتھ وقت موت کے معتبر ہے پس جو شخص مرتے وقت مومن
مرا وہ اللہ کا دوست ہے اور جو کافر مرا وہ دشمن ہے اور اُن اعمال کا اعتبار نہین جو موت
سے قبل کئے جائین اسلئے کہ دوامی طور پر اُنکا وثوق نہین کیونکہ کبھی آدمی سے ادا ہوتے
ہین اور کبھی فوت بھی ہوجاتے ہین کہتا تھا یہی حال ہماری دوستی اور دشمنی کا ہے پس
جو شخص مرتے وقت مومن دُنیا سے گذرا وہ دوست ہے اور جو کافر اُٹھا وہ دشمن ہے

آٹھوین ضحاکیہ الخطط والآثار مین مقریزی نے اس فرقے کو سب فرقون سے
علیحدہ لکھا ہے مگر اسکے اُن عقائد کا حال نہین لکھا جن کی وجہ سے اُن کو علیحدہ
مانا ہے بہر صورت یہ فرقہ ضحاک بن قیس خارجی کا پیرو ہے اُسنے مروان بن محمد کے زمانے
مین کوفے مین خروج کیا تھا اور اپنا لقب امیر المؤمنین رکھا تھا اور کوفے پر قابض ہوگیا تھا۔
مجالس المؤمنین مین مذکور ہے کہ جب اس ضحاک نے لوگونکو اپنے مذہب کی طرف
دعوت دینا شروع کی تو مومن الطاق ایک دن اُسکے پاس گئے اور کہا مین ایک
شخص ہون اپنے دین سے بخوبی واقفیت رکھتا ہون مین نے تمہارے عدل انصاف
کی بہت شہرت سُنی ہے اسلئے مین چاہتا ہون کہ تمہاری صحبت مین رہا کرون ضحاک
اس بات سے خوش ہوا پھر مومن الطاق نے اُس سے کہا کہ تمکو حضرت علیؓ سے کیون
بغض ہے اُسنے جواب دیا کہ اُنھون نے دین مین ثالث کا تقرر قبول کیا اور جو شخص دین
الٰہی مین ثالثی جائز رکھے اُس سے دشمنی رکھنا اور جنگ کرنا حلال ہے مومن الطاق نے
کہا کہ تم مجھے اپنے دین کے اصول سے آگاہ کرو تاکہ مین تمہارے ساتھ مناظرہ کرون
اور جب تمہاری حجت مجھپر غالب آجائے تو مین تمہاری اتباع اختیار کرون اور مناسب یہ ہے
کہ صواب وخطا کے امتیاز کے لئے دونون طرف سے ایک آدمی ثالث مقرر ہولینا چاہیے
جو یہ بات بتائے کہ کون شخص مصیب ہے یہ مخطی ہے ضحاک نے اپنے یارون مین سے ایک شخص
کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہ شخص علم وفضل مین پایہ رکھتا ہے یہ دونون کے درمیان مین
ثالث ہے مومن الطاق نے کہا کہ تم اُس شخص کو اُس دین مین جس مین تم سے مناظرہ
کرنا چاہتا ہون ثالث مقرر کرتے ہو ضحاک نے کہا ہان مومن الطاق نے اُس کے
متبعون سے کہا کہ تمہارے سردار نے دین الٰہی مین ثالث مقرر کیا تم جانو اصحاب
ضحاک نے یہ بات سنتے ہی اتنا مارا کہ وہ مرگیا انتہی یہ بیان قاضی نور اللہ صاحب کا
صحیح نہین تحقیق یہ ہے کہ ضحاک خارجی امام ابوحنیفہ کے پاس آیا اور تلوار دکھا کر کہا کہ
توبہ کرو اُنھون نے پوچھا کس بات سے ضحاک نے کہا تمہارا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت علی
نے معاویہ کے معاملے مین ثالثی مان لی تھی حالانکہ جب وہ حق پر تھے تو ثالثی ماننے

کے کیا معنے امام صاحبنے کہا کہ اگر میرا قتل مقصود ہے تو اور بات ہے ورنہ اگر تحقیق حق منظور ہے تو مجھکو تقریر کی اجازت دو ضحاک نے کہا کہ مین بھی مناظرہ ہی چاہتا ہون امام صاحبنے کہا کہ اگر بحث آپس مین نہ طے ہو تو کیا علاج ضحاک نے کہا کہ ہم دونون ایک شخص کو منصف قرار دیدین چنانچہ ضحاک ہی کے ساتھیون مین سے ایک شخص انتخاب کیا گیا کہ دونون فریق کی بحث غلطی کا تصفیہ کرے امام صاحبنے فرمایا کہ یہی تو حضرت علی نے بھی کیا تھا پھر اُنپر کیا الزام ضحاک دم بخود ہو گیا اور چپکا اُٹھکر چلا گیا ؎

تاریخ کامل وابن خلدون وغیرہ مین لکھا ہے کہ سنہ ۱۲۷ ہجری مین ضحاک بن قیس شیبانی نے کہ بنی بکر بن وائل کے خاندان سے تھا مروان حمار پر خروج کیا اور عراق کی طرف بڑھا سبب اِسکا یہ تھا کہ جب ولید بن یزید بن عبد الملک مارا گیا تو مقام حرورا مین ایک خارجی نے خروج کیا جسکا نام سعید بن بہدل شیبانی تھا اور اُسنے سُنا کہ عراق کی رعایا مین بڑا اختلاف اور شورش ہے تو عراق کی تسخیر کے ارادے سے اُدھر چلا اور راستے مین مرگیا اور اُسنے ضحاک کو اپنا قائم مقام کر دیا یہ بھی حرورا کا باشندہ تھا تمام شراۃ نے اُس سے بیعت کر لی اور ضحاک شہر موصل کو گیا پھر یہان سے شہر زور مین آیا جو فرقۂ صفریہ کے فسادات کا مرکز ہو رہا تھا تو اُسنے یہان فتوحات حاصل کرنے کا ارادہ کیا چار ہزار یا اُس سے کچھ زیادہ آدمی صفریہ مین سے اُسکے پاس مجتمع ہو گئے جب ضحاک نے یہ سُنا کہ عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز اور نضر بن سعید حرشی مین لڑائی ہو رہی ہے تو عراق کا رخ کیا عبد اللہ اور نضر نے خط وکتابت کر کے ضحاک سے مقابلہ کرنے کے لئے سازش کر لی اور دونون نے متفق ہو کے کوفے مین لشکر مرتب کیا ضحاک نے قریب کوفہ پہونچ کے نخیلہ مین پڑاؤ کیا عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز اور نضر مقابلے پر آئے لڑائی شروع ہوئی صبح سے عصر کے وقت تک شدت سے لڑائی ہوتی رہی قریب مغرب عبد اللہ اور نضر کو ہزیمت ہوئی خوارج نے انکے مورچے تک انکا تعاقب کیا دوسرے دن صبح ہوتے ہی پھر لڑائی چھڑ گئی اور یہی واقعہ پیش آیا تیسرے دن کی لڑائی مین اکثر سرداران لشکر میدان جنگ سے

منھ چھپا کے بھاگ گئے ازان جملہ نضر بن سعید حرشی منصور بن جمہور اور اسمٰعیل برادر خالد قسری وغیرہ تھے مجبور ہو کے عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز بھی واسط چلا آیا اور ضحاک نے کوفے پر قبضہ کر لیا جونہی عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز واسط مین وارد ہوا نضر سے لڑائی چھڑ گئی ضحاک یہ خبر پا کر دوڑ پڑا عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز اور نضر نے گھبرا کے موافقت کر لی منصور بن جمہور اپنے گروہ سے علیحدہ ہو کے ضحاک وخوارج سے آملا اور اُسکی بیعت کر لی بعد ازان عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز بھی خوارج مین چلا آیا ضحاک کے پیچھے نماز ادا کی اور اُسکے ہاتھ پر بیعت کر لی اُسکے ساتھ سلیمان بن ہشام بھی تھا یہ مصالحت اس غرض سے کی گئی تھی کہ خوارج اُسکو چھوڑ کے مروان سے مصروف بہ جنگ ہو جائین چنانچہ سلیمان نے ضحاک کو جنگ مروان پر اُبھارا اور شیبان حروری کی بیعت سے عقد کر لیا یہ وہ زمانہ تھا کہ ضحاک نضر پر محاصرہ ڈالے تھا مصالحت کرنے کے بعد ضحاک کوفے مین واپس آیا اور اہل موصل سے سازش کر کے موصل کی طرف بڑھا ان دنون موصل مین مروان کی جانب سے قطران بن اکمہ شیبانی والی شہر تھا اہل شہر نے شہر پناہ کے دروازے کھولدئے ضحاک گھس پڑا قطران مع اپنے ہمراہیون کے مقابلے پر آیا اور لڑائی ہوئی آدمی قلیل تھے سب کے سب مارے گئے ضحاک نے موصل اور اُسکے مضافات پر قبضہ کر لیا اس واقعہ کی خبر مروان کو اُس وقت پہونچی جبکہ وہ حمص کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اپنے بیٹے عبد اللہ کو نصیبین کی جانب روانہ ہونے کو لکھ بھیجا تاکہ ضحاک کو جزیرے کے مابین حائل ہونے سے روک دے چنانچہ عبد اللہ آٹھ ہزار سوارون کی جمعیت سے نصیبین کی جانب روانہ ہوا اور ضحاک کے پہونچنے سے پہلے نصیبین مین پہونچ گیا ضحاک نے اُسپر محاصرہ ڈالدیا اُسوقت اُسکے ہمراہ ایک لاکھ قوم تھی مروان تک یہ خبر پہونچی تو وہ نصیبین کے بچانے کی غرض سے ضحاک کی طرف روانہ ہوا اطراف کفر توثا مین ضحاک سے صبح سے شام تک جنگ ہوا کی بعد مغرب کے ضحاک نے چھ ہزار کی جمعیت سے پیادہ پا ہو کے میدان جنگ کا راستہ لیا اور اس بے جگری سے لڑے کہ قریب عشا سب کے سب مارے گئے ضحاک کی نعش مقتولین مین چھپ گئی تھی بہت تلاش کے بعد دستیاب ہوئی

ضحاک کے مارے جانے کے بعد اُسکے اصحاب نے ابن خیبری سے جو ضحاک کے لشکر کا
ایک سپہ سالار تھا بیعت کرلی اور مروان کے ساتھ میدان جنگ مین معروف جدال
وقتال ہوگئے قریب دوپہر کے مروان شکست کھاکے بھاگ کھڑا ہوا خوارج نے اُس کے
خیمے تک پہونچ کے خیمے کی طنابین کاٹ دین خیبری اُسکے فرش پر بیٹھ گیا اُسکے دونون
بازو پر لشکر بدستور لڑ رہے تھے لشکر مروان نے خیبری کے ساتھ جمعیت کم دیکھ کر مروان
کے خیمہ گاہ مین انکا محاصرہ کرلیا لشکریون کے غلام اور اہل خدمت خیمون کی چوبین
لیکے جُٹ گئے اُن چوبون کو بات کی بات مین فرش کر دیا انھین لوگون مین ابن خیبری
بھی تھا باقی جو رہے وہ بھاگ کھڑے ہوئے مروان اُس خوشخبری کو سُن کے تقریباً
چھ میل سے اپنے خرگاہ مین واپس آیا خوارج نے بھی ذہل کے شیبان حروری کے ہاتھ پر
بیعت کرلی جسکے فرقہ شیبانیہ کا حال ثعالبہ کے ضمن مین مذکور ہو چکا۔

نوین شبیبیہ - یہ فرقہ منسوب ہے طرف شبیب خارجی بن یزید بن نعیم شیبانی کے
یہ شخص صالح بن مسرح کے ہمراہ رہتا تھا جو فرقہ صفریہ کا ایک سرغنہ تھا جب مقام موصل
وصرصر کے درمیان صالح مارا گیا تو خوارج نے شبیب کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور بعض
کہتے ہین کہ خود صالح نے وفات کے وقت شبیب کے لئے وصیت کردی تھی یہ شخص
نہایت شجاع تھا عراق مین اُس وقت حجاج بن یوسف ثقفی حکمران تھا اُسنے حرث بن عمیرہ
بن ذی الشعار کو اُس سے جنگ کے لئے مقرر کر رکھا تھا جسکے مقابلے مین صالح مارا گیا
تھا مگر شبیب حرث کو شکست دیکر اُسکا مال و اسباب لوٹتا ہوا موصل کی جانب چلا گیا
اور ملک موصل مین پہونچ کے سلامہ بن سنان تیمی سے ملاقات کی اور اُسکو خروج
کرنے پر ابھارا اُسنے یہ شرط لگائی کہ تین سو سوارون کو منتخب کر کے میرے ہمراہ بنو عنزہ پر
حملہ آور ہو اور اُن سے میرے بھائی کے خون کا بدلہ لو شبیب نے یہ شرط منظور کرلی بنو عنزہ
پر چڑھ گیا اور نہایت سختی و بیرحمی سے یکے بعد دیگرے اکثر بنو عنزہ کو قتل کیا بعد ازان
ستر آدمیون کے ساتھ داران پہونچا بنو شیبان کا ایک گروہ جو تعداد مین تین ہزار کا تھا
بھاگ کھڑا ہوا اور اُنکو مطیع کر کے اُنھی مین سے ایک منتخب گروہ کے ساتھ آذربیجان کا

قصد کیا حجاج کے حکم سے سفیان بن ابی العالیہ شبیب کی جنگ کے لئے آیا مقام خانقین
مین مڈبھیڑ ہوگئی اور سفیان شکست پاکر بھاگ گیا شبیب مداین ہوتا ہوا نہروان
پہونچا اور اپنے ہمراہیون کے حق مین دعاے خیر کر کے قیام کر دیا سورہ بن الحر نے
اِس مقام پر شبیب پر شبخون مارا لیکن شبیب کے ہمراہیون کے ہوشیار رہنے کی
وجہ سے اپنے ارادے مین کامیاب نہوا اور خود ہزیمت اُٹھا کے مداین کی جانب بھاگا
شبیب نے تعاقب کیا مگر شبیب مداین کو فتح نکر سکا تکریت کو چلا گیا اِس ناکامی
کے بعد حجاج نے عثمان بن سعید بن شرحبیل کندی ملقب بہ جزل کو چار ہزار فوج
کے ساتھ جنگ شبیب پر روانہ کیا شبیب کے دل مین جزل کی جوانمردی جنگ آوری
اور مردانگی سے خوف پیدا ہوا ایک مقام سے دوسرے مقام پر بلا ترتیب لشکر بھاگتا
پھرتا تھا اُسکے ہمراہیون کی تعداد ایک سو ساٹھ سے زیادہ نہ تھی پھر حجاج نے
سعید بن مجالد کو لشکر جزل کا امیر مقرر کر کے روانہ کر دیا سعید نے قطیطیا مین شبیب
سے لڑائی کی سعید مارا گیا اور اُسکی سپاہ بھاگ نکلی مگر جزل نے اپنے پے در پے حملون سے
شبیب کو پسپا کر دیا شبیب اِس ہزیمت کے بعد کرخ چلا گیا اور بقصد بازار بغداد دجلہ
عبور کیا اور امن حاصل کر کے بازار بغداد مین گیا اور جن جن چیزون کی ضرورت
تھی اُن کو خرید کے کوفے کے جانب روانہ ہوگیا حجاج نے یہ سُن کے سوید بن عبدالرحمن
سعدی کو دو ہزار کی جمعیت سے شبیب کے مقابلے پر مامور کیا شبیب نے کوفے کو چھوڑ کے
حیرہ کا راستہ اختیار کیا شبیب دوسرے مقامات کو ہوکے پھر کوفے کو لوٹا حجاج بھی
دومنزلہ یلغار کرتا ہوا کوفہ پہونچ گیا اور شبیب بھی بازار کوفہ مین داخل ہوگیا اور اسکی فوج
خوارج نے مسجد اعظم پر حملہ کر دیا چند صالحین کو بحالت نماز قتل کیا اور پھر شور و غل
مچاتے ہوئے مسجد بنی ذہل مین پہونچے اور ذہل بن حرث کو نماز پڑھنے کی حالت
مین قتل کر کے کوفے سے نکل کھڑے ہوئے اتفاق سے نضر بن قعقاع وہان آگیا جب
اُسنے شبیب کو دیکھا تو بے ساختہ بول اُٹھا السلام علیک یا ایہا الامیر شبیب نے
کہا تجھ پر تف ہو امیر المؤمنین کیون نہین کہتا نضر نے کہا بہتر یہی کہونگا پھر شبیب اس جگہ

کہ نضر کی مان ناجیہ ہانی بن قبیصہ شیبانی کی بیٹی تھی اپنے مذہب کی تعلیم دینے کے
قصد سے مخاطب ہوکے بولا اے نضر لاحکم الا للہ نضر یہ سمجھ کے کہ یہ خارجی ہے
انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتا ہوا اُٹھا شبیب کے ہمراہی یہ سنتے ہی اُس پر ٹوٹ
پڑے اور بات کی بات مین قتل کر ڈالا شبیب نے قادسیہ کی راہ اختیار کی حجاج نے
یہ خبر پاکر اپنے سربرآوردہ اور چنے ہوئے سوار دیئے ایک ہزار آٹھ سو آدمیون کو منتخب
کرکے ذخر بن قیس کی ماتحتی مین شبیب کے تعاقب پر روانہ کیا شبیب نے ایک مقام
پر اُن کو شکست دی ذخر زخمی ہوکر کوفہ کو چلا گیا ذخر کی ہزیمت کے بعد شبیب نے کوفے کا
قصد کیا حجاج نے یہ سُنکے لشکر کوفہ کو بہ قصد جنگ روانہ کیا شبیب کے ہاتھ سے تمام افسران
لشکر کوفہ نے ہزیمت پائی اور موسیٰ بن محمد بن طلحہ مارا گیا شبیب کے ہمراہیون نے کوفہ
پر قبضہ کرنے کی رائے دی لیکن شبیب نے کسی مصلحت سے کوفے کا رُخ نکیا اور وہان سے روانہ
ہوکر خانیجار مین جا اُترا حجاج نے چھ ہزار سپاہ کوفہ کے ساتھ عثمان بن قطن کو شبیب کی
لڑائی پر روانہ کیا عثمان کو ایک طرف سے شبیب نے اور دوسری جانب سے اُسکے سردار
سوید بن سلیم نے گھیر کر قتل کر ڈالا لشکر بھاگ کھڑا ہوا شبیب نے قتل و غارت سے
ہاتھ اُٹھا کے بیعت کی دعوت دی لشکریون نے بیعت کرلی اور آٹھ سو آدمیون کی
جمعیت سے مداین کا قصد کیا اہل کوفہ اُسکے مقابلے سے جی چُراتے تھے اسوجہ سے کہ اُسنے
ان کے لشکر کو پیہم ہزیمت دی تھی اور اُن کے اکثر امرا کو قتل کر ڈالا تھا اب حجاج
نے عبدالملک سے بھی مدد مانگی جسنے دو ہزار فوج روانہ کی اور حجاج نے عتاب کو لشکر
کی سرداری پر مقرر کرکے شبیب سے جنگ کے لئے روانہ کیا اُسوقت عتاب کے ساتھ
پچاس ہزار سپاہ تھی شبیب اسکی آمد کی خبر سنکے ایک ہزار کی جمعیت سے ساباط مین آگیا
نماز ظہر ادا کی بعد ازان اپنے لشکر کو مرتب کرکے مغرب کے وقت عتاب کے لشکرگاہ کے
قریب آپہونچا چار سو آدمی اُسکے ہمراہیون مین سے اس سفر مین اُس سے علیحدہ ہوکے
بیٹھ رہے تھے بقیہ چھ سو کے ساتھ نماز مغرب پڑھ کے لشکر مرتب کیا دو سو آدمیون کی
جمعیت سے سوید بن سلیم کو میسرہ مین رکھا اور اسی قدر فوج کو میمنہ مین محلل بن وائل کی

ماتحتی مین متعین کیا اور خود دو سو کی جمعیت سے قلب مین رہا لڑائی ہوئی عتاب مارا گیا
اُسکے مارے جانے کے بعد اُسکے لشکری بھاگنے لگے عقلمند گروہ اپنی تلوارون سے اپنی
جان و تن کا فیصلہ کر رہا تھا شبیب نے یہ حالت دیکھ کر قتل و غارت کی ممانعت کردی
لوگون سے بیعت کرنے کو کہا بعضون نے بیعت کرلی شب آئی تو موقع پاکے بھاگ گئے
خاتمہ جنگ کے بعد شبیب کا بھائی مصاد مداین سے آگیا دو روز تک میدان معرکہ مین
ٹھہرا رہا تیسرے روز کوفہ کی طرف کوچ کردیا اس اثنا مین سفیان بن ابرد کلبی مع لشکر
شام کے حجاج سے آملا شبیب نے قریب کوفہ پہونچ کے حمام اعین مین پڑاؤ کیا حجاج
نے حرث بن معاویہ ثقفی کو ایک ہزار جنگی پولس کے ساتھ مقابلے کی غرض سے بھیجا شبیب نے
یہ خبر پاکے نہایت تیزی سے حملہ کرکے حرث کو مار ڈالا پھر حجاج کے دو آزاد غلام یکے
بعد دیگرے مقابلے کو آئے اور مارے گئے حجاج جھلا کر اہل شام کو ساتھ لیکر خود بقصد
جنگ اُٹھ کھڑا ہوا اور اہل شام کے استقلال و ثابت قدمی سے شبیب کو ہزیمت ہوئی
مصاد برادر شبیب اور انکی بیوی غزالہ ماری گئی حجاج نے حبیب بن عبدالرحمٰن حکمی کو
تین ہزار سوارون کی جمعیت سے شبیب کے تعاقب پر روانہ کیا حبیب حجاج سے رخصت
ہوکے انبار پہونچا تو معلوم ہوا کہ شبیب اسی گرد و نواح مین ہے اُسوقت اُسکے اکثر ہمراہی اُس سے
جُدا ہوگئے تھے اسوجہ سے کہ حجاج نے عام طور سے امان دینے کا اعلان کردیا تھا اتفاق سے
بوقت غروب آفتاب حبیب کے لشکر کے پاس آپہونچا اور پہونچنے کے ساتھ ہی لڑائی کا بازار
گرم کردیا یکے بعد دیگرے گروہ سے لڑنے لگا رات کا وقت اور لڑائی کا یہ عالم تھا کہ جو
جہان تھا وہین پر کوہ کی طرح استقلال کے ساتھ کھڑا لڑ رہا تھا لڑتے لڑتے ہاتھ
شل ہوگئے تھے مجبور ہوکے فریقین نے لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا خود بخود لڑنے والون
کے ہاتھ لڑنے سے رُک گئے تیس آدمی شبیب کے اور ایک سو آدمی لشکر شام کے معرکہ
کارزار مین کام آئے شبیب مع اپنے بقیہ ہمراہیون کے دجلے کو عبور کرکے سرزمین
خوخی کی طرف چلا پھر دوبارہ دجلے کو واسط کے قریب عبور کرکے اہواز و فارس کا
راستہ اختیار کیا تاکہ کرمان مین پہونچ کے چندے جنگ و گردش زمانہ سے آرام حاصل

کرے شبیب نے کرمان میں چند سے آرام کرنے کے بعد بقصد جنگ مراجعت کی اہواز میں سفیان بن ابرد کلبی سے جو عبدالملک کے حکم سے لشکر شام کے ساتھ حجاج کی مدد کو آیا تھا مڈبھیڑ ہوگئی شبیب نے پل کے ذریعہ سے دجیلے کو عبور کیا اور اپنے ہمراہیوں کو تین گروہ منقسم کرکے پیہم تین حملے کیے لیکن سفیان اور لشکر شام نے اپنی جگہ سے جنبش تک نہ کی نہایت استقلال اور ثابت قدمی سے مقابلہ کرتے رہے اور موقع پاکے خود بھی حملہ کرتے تھے بالآخر خوارج نے گھبرا کے بقصد عبور پل کا رُخ کیا شبیب ایک سو کی جمعیت سے میدان جنگ میں ٹھہرا ہوا لڑتا رہا جب شام ہوگئی اور رات نے اپنے سیاہ دامان سے آفتاب عالمتاب کو چھپا لیا تو شبیب اور اُسکے حریف خود بخود جنگ سے دستکش ہوگئے شبیب نے اس موقع کو مغتنمات سے شمار کرکے مراجعت کی پل کی طرف آیا اُسکے ہمراہی آگے آگے تھے اور یہ سب کے پیچھے آہستہ آہستہ چلا آرہا تھا گھوڑے پر سوار تھا پل کو عبور کرنے لگا ایک گھوڑی آگے آگے جارہی تھی گھوڑا اسکا اُس گھوڑی کی وجہ سے بگڑا یہ اسکی پشت سے علیحدہ ہوکر دریا میں گر پڑا اُسوقت اُسکے مُنھ سے یہ کلام نکلا لیقضی اللہ امرا کان مفعولا اور غوطہ کھایا جب پانی کی سطح پر ابھر آیا تو کہا ذالک تقدیر العزیز العلیم اور غرق ہوگیا لاش اسکی پانی سے نکالکر سفیان کے پاس لے گئے چاک کراکر دل نکالا تو مثل سنگ کے سخت نکلا جب اُسکی ماں سے بیان کیا گیا کہ شبیب مارا گیا تو اُسنے یقین نکیا جب کہا کہ وہ ڈوب گیا ہے تو اس بات کا یقین کرلیا کہنے لگی کہ جب وہ پیدا ہوا تھا تو میں نے دیکھا تھا کہ میرے شکم سے آگ کا شعلہ نکل رہا ہے سمجھ گئی کہ اسے کوئی چیز نہیں بجھا سکتی سوائے پانی کے یہ واقعہ [illegible] کا ہے۔

خطط مقریزی اور غنیۃ الاکوان اور کشف الغمہ عن افتراق الامہ میں لکھا ہے کہ شبیب کا فرقہ انھیں فرقہاے خوارج کے ساتھ عقائد میں موافق ہے لیکن اُن سے اس بات میں متفرد ہے کہ عورت کی امامت و خلافت کو جائز بتاتا تھا اس شبیب نے اپنی ماں غزالہ نام کو اپنا خلیفہ کیا تھا اُسنے کوفے میں داخل ہوکر خطبہ پڑھا اور نماز صبح مسجد جامع میں جاکر ادا کی پہلی رکعت میں سورۂ بقرہ دوسری رکعت میں سورۂ آل عمران پڑھی مگر مجھے

اس کلام میں نظر ہے اسلئے کہ یہ قول کتب تواریخ کے خلاف ہے صحیح یہ ہے کہ غزالہ شبیب کی منکوحہ تھی اور اُسنے جامع مسجد کوفہ میں دو رکعت نماز پڑھنے کی نذر کی تھی جس میں سورۂ بقرہ و آل عمران پڑھی جب شبیب نے کوفہ کے قریب پہونچ کے حمام اعین میں پڑاؤ کیا اور یہاں حرث بن معاویہ ثقفی کو شکست دیکر حمام اعین سے بھی کوچ کرکے کوفہ کے قریب مقام سنجہ میں چلا آیا تو شبیب شب کے وقت کوفے میں داخل ہوا اور اسکی زوجہ نے ایفائے نذر کی۔ بعد ازاں شبیب کا اہل کوفہ سے مجادلہ ہوا۔

فائدہ صحاری بن شبیب بن یزید نے بھی اطراف جبل میں خروج کیا تھا اور خروج سے قبل یہ شخص خالد قسری کے پاس آیا تھا فریضہ کا سوال کیا خالد نے جواب دیا تمکو اس سے کیا حاصل ہے صحاری یہ جواب پاکے جبل کی طرف چلا گیا خالد کو اپنے اس جواب دینے سے ندامت ہوئی تلاش کرایا دستیاب نہوا صحاری نے جبل میں پہونچ کے جہاں چند لوگ تیم اللات بن ثعلبہ کے خاندان کے تھے اُنکو اس واقعہ سے مطلع کیا اور یہ ظاہر کیا میں نے خالد کے پاس جانے کا یہ حیلہ نکالا تھا کہ فلاں شخص جو قعدہ صفریہ سے تھا اسکے بدلے میں اُسکو مار ڈالوں خالد نے اُس شخص کو ظلماً مار ڈالا تھا تیم اللات کے تیس آدمیوں نے اُسکے ساتھ خروج کیا اطراف مناذر میں مقابلہ ہوا فریقین نے سختی سے ایک دوسرے پر حملہ کیا بالآخر صحاری اور اُسکے کل ہمراہی مار ڈالے گئے۔

دسویں کوزیہ۔ اس فرقے کے خوارج طہارت میں مبالغہ کرتے ہیں کہتے ہیں کہ بدن کی مالش غسل کے وقت فرض ہے (مستفاد از بحر المذاہب و تذکرۃ المذاہب و مؤید الافاضل وغیرہ)۔

گیارھویں کنزیہ۔ یہ لوگ مال جمع کرتے ہیں زکوۃ کی فرضیت کے منکر ہیں (منقول از تذکرۃ المذاہب و مؤید الافاضل و بحر المذاہب وغیرہ)۔

بارھویں شمراخیہ۔ یہ فرقہ عبداللہ بن شمراخ کی طرف منسوب ہے اُس کے نزدیک ماں باپ کا مار ڈالنا حلال ہے جب اُسنے یہ حکم دیا دار التقیہ میں رہتا تھا اسکے اس حکم سے خوارج بیزار ہوگئے اور اس فرقے کے نزدیک وطی بلا نکاح حلال ہے

(منقول از غنیۃ الطالبین و بحر المذاہب و تذکرۃ المذاہب) مؤید الافاضل اور منتخب المذاہب
میں لکھا ہے کہ شمراخیہ صوفیان باطل میں سے بھی ایک گروہ کا نام ہے۔

تیرھوین بدعیہ۔ یہ فرقہ تمام مقالات میں ازارقہ کے موافق ہے مگر اس بات میں
منفرد ہے کہ نماز میں صرف دو رکعت فجر کو پڑھنا چاہیے اور دو رکعت رات کو اور اس قول پر
استدلال اس آیت سے کرتے ہیں اقم الصلوٰۃ طرفی النہار و زلفاً من اللیل
ان الحسنات یذھبن السیئات یعنے دن کے دونوں طرف اور رات کی ساعتوں میں
نماز پڑھا کر کیونکہ نیکیاں برائیوں کو دور کرتی ہیں یہ لوگ کہتے ہیں کہ کم سے کم نماز کی
دو رکعت ہیں اور وقت اسکا دن کے ان ہی دونوں طرفوں میں مذکور ہے جو شب کے
نزدیک ہیں اور یہ فرقہ ازارقہ کے ساتھ اس بات میں متفق ہے کہ جب کفار پر فتح حاصل ہو
تو ان کی عورتوں کو قید کر لینا اور انکے اطفال کو مار ڈالنا چاہیے اور اپنے اس قول
پر استدلال اس آیت سے کرتے ہیں رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیاراً
اے رب زمین پر کافروں کا ایک گھر بسنے والا نہ چھوڑ ۱۲

تتمہ

الخطط والآثار میں خوارج کے فرقوں کے یہ نام اور لکھے ہیں **اصومیہ** یہ یحییٰ بن
اصوم کے متبع ہیں **یعقوبیہ** یہ یعقوب بن علی کوفی کے اصحاب ہیں **فضلیہ** یہ فضل
بن عبداللہ کے پیرو ہیں۔

فرقہ مُرجیہ

مرجیہ لفظ ارجا سے نکلا ہے جو مشتق ہے رجا بمعنی امید سے اسلئے کہ مرجیہ کو یہ امید ہے
کہ اہل معاصی کو اللہ ثواب دیگا اسیوجہ سے یوں کہتے ہیں کہ ایمان کے ہوتے ہوئے
کوئی معصیت ضرر نہیں کرتی ہے جس طرح کہ ہمراہ کفر کے کوئی طاعت نفع نہیں
دیتی ہے یا یہ لفظ مشتق ہے ارجا بمعنی تاخیر سے اسلئے کہ انھوں نے حکم اصحاب کبائر
کو آخرت تک مؤخر رکھا ہے پس دنیا میں صاحب کبیرہ پر کوئی حکم نہیں ہو سکتا کہ دوزخی ہو

یا جنتی ہے اس صورت میں مرجیہ وعیدیہ کی ضد ٹھہرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ارجا
بمعنی تاخیر اسے مرجیہ اسلئے بنا ہے کہ وہ حضرت علیؓ کی تاخیر درجہ اول سے درجہ چہارم
پر کرتے ہیں اس صورت میں مرجیہ شیعہ کے مقابل ٹھہرینگے اور اہل سنت و جماعت
بھی اس میں داخل ہو جائیں گے پہلی صورت میں مُرجِیہ یاے تحتانی سے ہوگا
اور دوسری صورت میں ہمزہ کے ساتھ مُرجِئَہ اور اس شخص کو جو اس مذہب پر ہو
مُرجِی بغیر ہمزہ اور کبھی مُرجِئی ہمزہ کے ساتھ بروزن مُرجِعی کہتے ہیں مستفاد از منتہی الارب
فی لغات العرب اور لسان العرب کی فصل را حرف ہمزہ میں لکھا ہے کہ ارجاء تاخیر کے
معنے میں ہے اور اسکے آخر میں ہمزہ ہے اسی سے مرجئہ فرقے کا نام بنا ہے جو اس مذہب
پر ہو وہ عرب میں وہ شخص رجلٌ مُرجِئٌ بروزن مُرجِعٌ کہلاتا ہے جب یاے نسبت اسکے
آخر میں لگاتے ہیں تو کہتے ہیں مُرجِئِیٌّ بروزن مُرجِعِیٌّ اور یہ اس صورت میں ہے کہ
اسکے آخر میں ہمزہ رکھی جائے اور جب ہمزہ نہ قرار دیجائے تو کہتے ہیں رجل مُرجٍ بروزن
مُعطٍ اور اس صورت میں مُرجِیہ یاے تحتانی کی تشدید کے ساتھ ہے چنانچہ بعض عرب
کہتے ہیں ارجیت و اخطیت و توضیت پس ہمزہ نہیں دیتے اور ہمزہ نہ لینے کی صورت
میں عرب یاے نسبت مرجی کے آخر میں لگا کر مُرجِیّ تشدید آخر کے ساتھ کہتے ہیں اور
مرجیہ ایک فرقہ ہے مسلمانوں کا انکا قول ہے ایمان قول ہے بلا عمل کے یعنی ایمان
صرف کلمۂ شہادت کے اقرار کا نام ہے گویا انھوں نے کلمۂ شہادت کے اقرار کو عمل پر
مقدم کیا ہے کیونکہ انکا عقیدہ یہ ہے کہ اگر بندے نہ نماز پڑھیں نہ روزہ رکھیں تب بھی
ایمان انکو نجات دیدیگا ابن اثیر نے کہا ہے کہ حدیث میں مرجیہ کا ذکر آیا ہے اور وہ ایک
فرقہ ہے جسکا یہ اعتقاد ہے کہ ایمان کے ہوتے ہوئے کوئی معصیت ضرر نہیں ہو سکتی ہے
جیسا کہ کفر کے ساتھ کوئی طاعت نفع نہیں دے سکتی ہے اور وہ مرجیہ اسلئے کہلاتے ہیں کہ
اللہ نے انکے تعذیب معاصی کو مؤخر کر دیا ہے انتہی حقیقت مرجیہ کی یہ ہے کہ انکو اثبات
وعدہ اور نفی وعید و خوف میں مؤمنین سے غلو ہے اور سارے مرجیہ یہ کہتے ہیں کہ اگر اللہ
کسی گنہگار کا کوئی گناہ معاف کر دے تو پھر اسپر یہ لازم ہوگا کہ اس قسم کے گناہ سارے

گناہگاروں کے معاف کرے اور جس قسم کے گناہگار دوزخ سے نکالے تو پھر اُس پر یہ لازم ہوگا کہ اُس قسم کے سارے گناہگاروں کو دوزخ سے نکالے۔ اور مجمع البحرین میں لکھا ہے کہ بعض ماہرین مذاہب نے کہا ہے کہ مرجیہ فرقہ جبریہ ہو جن کا یہ قول ہے کہ بندے کو کسی کام کی قدرت نہیں کسی کام کو اُسکی طرف منسوب کرنا اور اُسکی قدرت سے سمجھنا بطور مجاز کے ہے حقیقت میں بندے کا کوئی کام نہیں سب کا صانع اللہ ہے اور یہ جو اختیار میں مذکور ہے کہ مرجیہ کا قول ہے کہ کوئی شخص نہ روزہ رکھے نہ نماز پڑھے نہ غسل کرے اور کعبہ کو توڑ ڈالے اور اپنی ماں کے ساتھ نکاح کرے پھر بھی وہ جبرئیلؑ و میکائیلؑ کے ایمان پر ہے اور کبھی مرجیہ کی تفسیر اشعریہ کے ساتھ کی جاتی ہے انتہی یہ سراسر تعصب ہے مرجیہ ایمان اور عمل دو مختلف چیزیں قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایمان اور تصدیق کامل ہو تو عمل کا نہ ہونا کچھ ضرر نہیں کرتا ایک شخص دل سے اگر توحید اور نبوت کا معترف ہے اور فرائض نہیں ادا کرتا تو وہ مواخذے سے بری ہے اور مرجیہ کی رائے یہ بھی ہے کہ دوزخی جب آگ میں ڈالے جائینگے تو وہ وہاں بلا عذاب کے رہا کرینگے جس طرح مچھلیاں پانی کے اندر رہتی ہیں اسی طرح اہل نار بھی نار میں رہا کرینگے اور فرق جنتیوں اور دوزخیوں میں اسطرح سے ہے کہ مؤمن جنت کے اندر کھانے پینے کے ساتھ نفع اٹھایا کرینگے اور کافروں کو دوزخ کے اندر کھانا پینا میسّر نہ آئے گا [1]

اور مرجیہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نص اس مضمون کی ثابت نہیں کہ فلان میرے بعد امام ہو۔ ابن جوزی کہتے ہیں کہ عبد الواحد اسدی معروف بہ ابن بربان کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کفار کو بھی ہمیشہ دوزخ میں نہ رکھے گا اس لئے کہ ہمیشہ عذاب دینا مخلوقات کی شان سے ہے اور طلب انتقام اسکی علت ہے جو غضبناک کو عارض ہوتا ہے اور دل میں غضب پیدا ہونے کی علت خون کا جوش مارنا ہے اور یہ باتیں اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہیں۔ سب سے پہلے جنہے یہ مذہب نکالا **ابو محمد حسن** بن محمد معروف

[1] [illegible]

[illegible]

بہ ابن حنفیہ بن حضرت علی بن ابی طالب ہیں اُنھوں نے اِس مسئلے میں گفتگو کی لیکن یہ عمل کو ایمان سے خارج نہیں کرتے ہیں جس طرح کہ اور مرجیہ نے کیا ہے بلکہ یوں کہتے تھے کہ صاحب کبیرہ کافر نہیں ہوتا اس لئے کہ ادائے طاعات اور ترک معاصی اصل ایمان سے نہیں ہیں ان کے زوال سے ایمان زائل نہیں ہوتا ہے پھر مرجیہ کئی طرح پر ہو گئے۔

قسم اول۔ مرجیۂ خالص یہ قائل صرف ارجا کے ہیں اور یہ یونسیہ اور عبیدیہ و غسانیہ و ثوبانیہ و مریسیہ ہیں

قسم دوم۔ مرجیہ قدریہ یہ قسم جامع ہے درمیان مذہب مرجیہ و قدریہ کے ان لوگوں کے سرگروہ محمد بن شبیب و رصالحی اور خالدی اور ابو شمر ہیں۔

قسم سوم۔ مرجیہ جبریہ یہ قسم جامع ہے درمیان مذہب مرجیہ و جبریہ کے جیسے جہم بن صفوان۔

قسم چہارم۔ مرجیہ خوارج یہ خوارج بھی ہیں اور مرجیہ بھی ہیں جیسے ثوبانیہ شہرستانی نے ملل و نحل میں لکھا ہے کہ مرجیہ نے بعض اُن مسائل میں خوارج کے ساتھ اتفاق کر لیا ہے جو امامت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ابن قتیبہ نے کہا ہے کہ اول موجد ارجا کا بصرے میں **حسان بن بلال** بن حارث مزنی ہے اور بعض نے یوں ذکر کیا ہے کہ موجد اول ارجا کا **ابو سلت سمان** ہے اُسنے ۱۵۲ ہجری میں وفات پائی ہے۔

تفصیل مرجیہ خالص کے فرقوں کی

پہلا فرقہ یونسیہ ہے یونس بن عمر نمیری کے متبع ہیں بعض نسخوں میں یونس کے باپ کا نام عمران لکھا ہے اُسکا یہ اعتقاد ہے کہ ایمان اللہ کا پہچاننا اور اُسکے سامنے عاجزی اور ترک گردن کشی اور اُسکی دوستی دل میں رکھنا ہے اور ان میں سے علٰحدہ ہر خصلت نہ ایمان ہے نہ ایمان کا حصہ پس جس شخص میں یہ تمام خصلتیں جمع ہوں وہ مومن ہے اور اُسکو ایمان کے ہوتے ہوئے کوئی معصیت ضرر نہیں کرتی نہ کسی گناہ پر اُسکو عذاب ہوگا اور نہ کسی طاعت کے ترک کرنے سے سزا پائیگا کیونکہ سوائے معرفت الٰہی کے اور طاعات ایمان کے قبیل سے نہیں ابلیس اللہ کی وحدانیت کو پہچانتا تھا

مگر بوجہ تکبر اور سرکشی کے کافر ہوگیا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ
مِنَ الْكَافِرِينَ یعنی شیطان نے نہ مانا اور تکبر کیا اور وہ تھا کافروں سے جس کے
دل میں اللہ کی محبت اور خوف بیٹھ گیا اور اُسکے ساتھ دل سے دوستی رکھی اور عاجزی
کی پھر اُسنے خدا کے حکم کی تعمیل کی تو وہ اس سے گناہگار نہیں ہوتا اور اگر اس سے
کوئی گناہ سرزد ہو تو اُسکے اخلاص و یقین میں فرق نہیں آتا اور محبت و اخلاص کی
وجہ سے جنت میں جائیگا نہ طاعت و اعمال کے سبب سے۔

دوسرا فرقہ عبیدیہ۔ یہ عبید المکذب کے اصحاب ہیں شرح مواقف و ارشاد المسلمین
اور میر سید شریف محمد اکبر کے الہامیہ میں مکذب ہی ہے مگر ملل و نحل میں اُسکی جگہ مکتب لکھا ہے
انکا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ساری صفات اُسکی ذات کی غیر ہیں اور وہ ذات
مقدس آدمی کی صورت پر ہے اور باقی عقائد میں یونسیہ کے ہم مشرب ہیں۔

تیسرا فرقہ غسانیہ ہے یہ غسان بن ابان کوفی کے متبع ہیں یہ شخص محمد بن حسن
شیبانی کا شاگرد تھا اور نبوت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا منکر تھا اسکا مذہب ایمان
میں یہ تھا کہ ایمان زیادہ ہوتا ہے لیکن کم نہیں ہوتا اور یہ کہتا تھا کہ ہر خصلت کا
خصال ایمان میں سے بعض ایمان (یعنی حصۂ ایمان و جزو ایمان) نام ہے اور اُس کا یہ
اعتقاد بھی تھا کہ ایمان نام ہے خدا اور رسول کی معرفت کا اور اجمالاً اُن چیزوں کی
معرفت کا جو شارع سے پہونچی ہیں اور تفصیل کی ضرورت نہیں اور معرفت اجمالی سے
مراد یہ ہے کہ اعتقاد رکھے کہ اللہ نے حج فرض کیا ہے مگر یہ معلوم نہیں کہ کعبہ کہاں ہے
اور ہوسکتا ہے کہ وہ مکے میں نہو اور کسی جگہ ہو اور اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو
رسول بناکر بھیجا مگر یہ یقین نہیں کہ جو محمد مدینے میں تھے وہی محمد ہیں یا اُنکے سوا
کوئی اور ہیں اور سور کا گوشت اللہ نے حرام کیا ہے مگر یہ تحقیق نہیں کہ جس جانور کو عرف
میں سور قرار دیکر حرام جانتے ہیں یہ وہی ہے یا غیر واضح رہے کہ اس قول سے مراد
غسان کی یہ ہے کہ یہ احکام حقیقت ایمان میں داخل نہیں ہیں اور کچھ یہ نہیں ہے کہ
اُسکو ان چیزوں کے باب میں شک تھا بلکہ وہ جتاتا ہے کہ اگر مؤمن یہ سمجھ لے

کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہی ہیں یا کوئی اور ہیں اور کعبہ یہی ہے یا کوئی اور ہے تو
اُس کے ایمان میں فرق نہیں آسکتا کیونکہ ایمان کی حقیقت میں
اُن کو دخل نہیں ہے اِن میں شک کرنے سے اور اُنپر اعتقاد نہ رکھنے سے ایمان
باطل نہیں ہوتا شرح مواقف میں لکھا ہے کہ غسان اپنے مذہب کے رواج دینے
کے لئے لوگوں سے یہ کہا کرتا تھا کہ یہی رائے امام ابو حنیفہ کی ہے حالانکہ یہ محض
افترا تھا بلکہ معتزلہ نے بھی امام ابو حنیفہ اور اُنکے تابعین کو مرجیہ کہا ہے اور وجہ شاید
اسکی یہ ہوگی کہ جو لوگ مسئلہ قدر میں معتزلہ سے مخالفت کرتے تھے وہ اُنکو مرجیہ مشہور
کردیتے تھے یا امام صاحب نے جو فرمایا ہے کہ ایمان تصدیق کا نام ہے اور تصدیق نہ زیادہ
ہوتی ہے نہ کم تو معتزلہ کو اس سے یہ خیال پیدا ہوگیا ہوگا کہ امام صاحب نے
جو عمل کو حقیقت ایمان سے خارج کردیا ہے تو اُنکے نزدیک مغفرت کے لئے ایمان
کافی ہے اُسکے ہوتے ہوئے کسی عمل مفروضہ کا ترک اور گناہ ضرر نہیں کرتا کیونکہ اعمال
ایمان میں داخل نہیں بلکہ زمخشری نے بوجہ تعصب مذہب اعتزال و قدر کے سارے
اہل سنت کو کشاف میں مرجیہ و جبریہ کہدیا ہے اسلئے کہ وہ عمل کو حقیقت ایمان میں
داخل نہیں کرتے اور نہ یہ کہتے ہیں کہ بندہ افعال کا خالق ہے اور یہ صاحب کشاف کی
غلطی ہے اسلئے کہ اہل سنت و جماعت کہتے ہیں کہ ایمان عبارت ہے تصدیق و اقرار
سے اور عمل سبب ہے کمال ایمان کا نہ یہ کہ ایمان قول ہے بلا عمل پس انکا مذہب
توسط ہے جبر و قدر میں دین خالص میں سید صدیق حسن کہتے ہیں کہ یہ قول بھی صحیح
نہیں کہ سارے اہل سُنت حقیقت ایمان میں عمل کو داخل نہیں کرتے اسلئے کہ حنابلہ
و شافعیہ کل اس بات کے قائل ہیں کہ ایمان کی حقیقت میں اعمال داخل ہیں
اور یہی رائے بعض حنفیہ کی بھی ہے اور یہی قول مالکیہ کا ہے اور اسی کو معتبر جانا ہے
جیسا کہ مالا بد منہ میں مذکور ہے ہاں مشہور یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ عمل
ذات ایمان میں داخل نہیں مگر یہ ضعیف ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب نے تفہیمات
میں اسکی تاویل یوں کی ہے کہ امام صاحب مجتہد ہیں اور مجتہد خطا بھی کرتا ہے اور

ثواب پر بھی ہوتا ہے اور خطا پر اُسکے لئے ایک اجر ہے جیسا کہ صواب پر دو اجر ملتے ہیں
فقیر مؤلف اِس رسالے کا کہتا ہے کہ جمہور معتزلہ و خوارج کا یہ مذہب ہے کہ عمل بھی
ایمان کا جزو اور رکن ہے اور مشہور یہ ہے کہ تمام محدثین شافعیہ و مالکیہ و حنبلیہ کا بھی
یہی مذہب ہے حالانکہ اُن کے اور معتزلہ و خوارج کے مذہب میں بڑا فرق ہے
معتزلہ کے نزدیک تارک طاعات مؤمن نہیں رہتا اِس لئے کہ اُن کے نزدیک اعمال
ماہیت ایمان کا جز ہیں گو معتزلہ تارک طاعات کو کافر نہیں بتاتے مگر مؤمن بھی نہیں
جانتے اور خوارج تارک طاعات کو کافر سمجھتے ہیں اور محدثین انکے تارک کو دائرہ ایمان
سے خارج نہیں جانتے کیونکہ انکے نزدیک عمل ایمان کامل کی شرط ہے مگر بعض آدمیوں
نے جو دیکھا کہ بظاہر محدثین ایمان تصدیق اور اقرار اور عمل کو بتاتے ہیں اور احادیث سے
اسکا ثبوت دیتے ہیں تو یہ خیال کیا کہ انکا مذہب جمہور اہل سنت کے خلاف ہے اور
فرقہ معتزلہ و خوارج کے موافق ہے حالانکہ یہ خیال سراسر غلط ہے کسی طرح محدثین کے
نزدیک عمل اصل ایمان کی حقیقت میں داخل نہیں بلکہ ایمان کامل کی شرط ہے
اور صاحب تصدیق و اقرار بوجہ ایمان کامل کے اگرچہ مؤمن ہے لیکن ناقص الایمان ہے
اور ایسے شخص کو مؤمن فاسق کہتے ہیں جمہور اہل سنت یعنی اشاعرہ و ماتریدیہ کے
نزدیک اعمال حقیقت ایمان کا نہ جز ہیں نہ رکن ہیں اور نہ شرط ہیں ایمان دوسری
چیز ہے عمل دوسری چیز اور بڑی دلیل اعمال کے ایمان میں داخل نہونے پر یہ ہے
کہ اللہ نے ایمان کو عمل صالح کے ساتھ ذکر کیا ہے چنانچہ سورہ کہف میں ہے
إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا
یعنے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور اچھے کام کئے ہیں انکے لئے جنات فردوس مہمانیاں ہیں
اور معاصی کے ساتھ بھی چنانچہ اِس آیت میں وَإِن طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا
اگر دو فرقے مسلمانوں کے آپس میں لڑ پڑیں اور دوسری جگہ ہے الَّذِينَ آمَنُوا
وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کچھ ظلم
نہیں ملائے اور سورہ انفال میں ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا یعنی جو لوگ

ایمان لائے اور ہجرت نکی پہلی آیت میں ایمان کو قتال کے ساتھ اور دوسری میں ظلم
کے ساتھ جمع کیا ہے اور تیسری میں عدم ہجرت کے ساتھ حالانکہ شئے اپنی ضد یا اپنے
جز کی ضد کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتی اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایمان فعل اعضا کا
نام نہیں ہے اور نہ اعمال نیک اُس میں داخل ہیں اور نہ اعمال بد ایمان کے برباد
کرنے والے ہیں کیونکہ ایمان ضد اور مقابل کفر کے ہے اور عمل نیک مقابل ہے گناہ کے
پس اگر عمل ایمان میں داخل ہو تو چاہیئے گناہ کفر ہوجائے حالانکہ یہ بات سب کے نزدیک ہے
کہ عبادت اور طاعت نکرنے سے بندہ گنہگار ہوتا ہے کافر نہیں ہوتا پس اِس سے صاف
ظاہر ہے کہ عمل ایمان میں داخل نہیں ہے۔

ظرفہ یہ ہے کہ غنیۃ الطالبین میں جہاں تہتر فرقوں کا ذکر کیا ہے وہاں مرجیہ کے بارہ
فرقے شمار کئے ہیں اُن میں حنفیہ کو بھی مرجیہ کہا ہے ان الفاظ کے ساتھ اما المرجیۃ
ففرقہا اثنی عشر فرقۃ الجہمیۃ وفلانۃ وفلانۃ والحنفیۃ واما الحنفیۃ فہم
اصحاب ابی حنیفۃ النعمان ابن ثابت زعموا ان الایمان ہو المعرفۃ والاقرار
باللہ ورسولہ وبما جاء من عندہ جملۃ الخ مگر اِس میں علمائے محققین کو کلام ہے
یہانتک کہ شیخ القطب عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ اِس بات کے قائل ہیں کہ اِس
عبارت کو معاندین نے غنیہ میں اپنی طرف سے داخل کردیا ہے بلکہ محققین کو تو اسمیں بھی
کلام ہے کہ غنیۃ الطالبین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے شیخ
عبدالحق دہلوی لکھتے ہیں ہرگز ثابت نشدہ کہ این از تصنیف آن جناب ست اگرچہ
انتساب آن بآں حضرت شہرت دارد و نظر بریں کہ شاید در آن حرف از آن جناب بود ترجمہ
کردم اور غنیہ میں یہ بھی غلط کہا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک ایمان معرفت ہے اسلئے کہ امام صاحب
اور تمام حنفیہ نے تصریح کردی ہے کہ ایمان کی حقیقت تصدیق ہے اور معرفت کا قول کسی سے
منقول نہیں اور معرفت کے ابطال پر دلیل یہ ہے کہ یہ ایمان کے لغوی معنے کے مغائر ہیں
جب یہ معنے لئے جائیں گے تو نقل لازم آئیگی جو اصطلاح میں اُسے کہتے ہیں کہ لفظ کے
اصل معنے موضوع لہ بالکل متروک الاستعمال ہوکر دوسرے معنوں کے لئے لفظ کا استعمال

کیا جائے ایسے استعمال کو نقل اور لفظ کو منقول کہتے ہین مثلاً کوفتہ کے معنے کوٹے ہوئے
کے ہین اب کوفتہ خاص اُن کبابون کو کہتے ہین جو گوشت کو کوٹ پیسکر بنا لیتے ہین
اور تصدیق اور معرفت مین بڑا فرق ہے اِس لئے کہ تصدیق کے لئے دل کا قصد اور
کسب اور تحصیل شرط ہے اور معرفت کبھی بلا کسب بھی حاصل ہو جاتی ہے مثلاً کسی شخص
کی نگاہ بلا ارادہ کسی جسم پر جا پڑے تو اُسے اِس بات کا یقین ہو جائے گا کہ یہ جسم
دیوار ہے یا دیوار نہین پتھر ہے یا پتھر بھی نہین درخت ہے وغیرہ وغیرہ پس اگر کوئی
مُصَدِّق صدق کو اپنے اختیار سے مخبر کی طرف منسوب کر دے تو اُسکا نام تصدیق ہوگا
اور اگر یہ بات خود بخود اُسکے دل مین آ جائے کہ یہ مخبر صادق ہے اور ارادے اور
اختیار کو کام مین نہ لایا ہو تو یہ معرفت ہوگی نہ تصدیق۔

بہرصورت امام ابوحنیفہ اور اُن کے اصحاب کو مرجیہ کا ہم اعتقاد خیال کرنا درست
نہین اِسلئے کہ ارجاء تو یہ ہے کہ یہ سمجھین کہ عذاب و عقاب اور مواخذہ کسی طرح نہوگا
اور ایمان کے ہوتے کوئی گناہ نقصان نہ پہونچائیگا سو یہ عقیدہ حنفیہ کا کب ہے
بلکہ وہ تو یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت و ارادے مین ہے جسے چاہے معاف کرے
جسے چاہے عذاب دے اور گنہگار کے واسطے عذاب بھی ثابت کرتے ہین اور اُس کے
ضرر سے خائف رہتے ہین ہان لُطف پر اُنکی نظر بھی ہے اِسلئے جانب معرفت و امیدواری کی
رعایت رکھتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر اللہ چاہے تو بغیر توبہ کے تمام گناہ بخشدے اور
فاسق کو دوزخ مین نہ ڈالے امام ابوحنیفہ کو اس سے کچھ بحث نہ تھی کہ یہ مسئلہ فلان شخص
یا فلان فرقے کا ہے وہ اصل حقیقت کو دیکھتے تھے اور مغز سخن کو پہونچتے تھے جب یہ
بحث اُنکے سامنے پیش کی گئی تو اُنھون نے علانیہ کہا کہ ایمان اور عمل دو جداگانہ چیزین
ہین اور دونون کا حکم مختلف ہے اِسپر بہت لوگون نے اُنکو بھی مرجیہ کہا لیکن وہ ایسا
مرجیہ ہونا خود پسند کرتے تھے محدثین اور فقہا مین سے جو لوگ امام صاحب کے ہمزبان
تھے اُنکو بھی یہی خطاب عنایت ہوا محدث ابن قتیبہ نے اپنی مشہور اور مستند کتاب المعارف
مین مرجیہ کے عنوان سے بہت سے فقہا اور محدثین کے نام گنائے ہین جنمین سے چند یہ ہین

ابراہیم تیمی اور عمرو بن مرہ اور طلق ابن حبیب و حماد بن سلیمان اور عبد العزیز بن ابو داؤد
اور خارجہ بن مصعب اور عمر بن قیس الماصر اور ابو معاویۃ الضریر اور یحییٰ بن زکریا اور مسعر
بن کدام حالانکہ ان مین سے اکثر حدیث و روایت کے امام ہین اور صحیح بخاری و مسلم مین
ان لوگون کی سیکڑون روایتین موجود ہین نواب صدیق حسن خان وغیرہ جو اسپر
خوش ہین کہ امام صاحب کو حضرت پیران پیر نے یا بعض محدثین نے مرجیہ کہا ہے
ابن قتیبہ کی فہرست دیکھتے تو شاید اُنکو ندامت ہوتی اس بحث کے متعلق امام ابوحنیفہ کی
ایک تحریر موجود ہے جس کے طرز استدلال و استنباط نتائج سے امام صاحب کی دقت
نظر کا اندازہ ہو سکتا ہے اور اصل مسئلے کی حقیقت کھلتی ہے اِسلئے اِس موقع پر ہم
اُسکا حوالہ دینا مناسب سمجھتے ہین یہ تحریر عثمان بتی کے ایک خط کا جواب ہے جو اُنھون نے
امام صاحب کو لکھا تھا عثمان اُس زمانے کے ایک مشہور محدث تھے عام لوگون مین
جب امام ابوحنیفہ کے اِن خیالات کے چرچے ہوئے تو اُنھون نے امام صاحب کو ایک
دوستانہ خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ لوگ آپ کو مرجیہ کہتے ہین اور بیان کرتے ہین
کہ آپ مومن کا گمراہ ہونا جائز قرار دیتے ہین مجھکو ان باتون کے سُننے سے نہایت رنج
ہوتا ہے کیا یہ باتین صحیح ہین اس خط کے جواب مین امام صاحب نے ایک طولانی خط
لکھا ہے جسکو قلائد العقیان مین چھٹے باب کے اندر ایک علیحدہ فصل مین پورا نقل کیا ہے
اسکے فقرے کہین کہین سے ہم انتخاب کرتے ہین حمد و نعت کے بعد عثمان بتی کی دوستانہ
نصیحت اور خیرخواہی کا شکریہ ادا کرکے اصل مضمون اِس طرح شروع کیا ہے مین آپکو بتاتا ہون
کہ رسول اللہ کے مبعوث ہونے سے پہلے تمام لوگ مشرک تھے رسول اللہ جب مبعوث
ہوئے تو لوگون کو اِس بات کی طرف دعوت کی کہ خدا کو ایک مانین اور رسول اللہ جو کچھ لائے
اُسکو تسلیم کرین پس جو شخص اسلام مین داخل ہوتا تھا اور شرک چھوڑ دیتا تھا اُس کی
جان و مال حرام ہو جاتا تھا پھر خاص اُن لوگون کے لئے جو ایمان لاچکے تھے فرائض
کے احکام آئے پس اسکا پابند ہونا عمل ٹھہرا اور خدا نے اِسی طرف اشارہ کیا ہے
الذین امنوا وعملوا الصالحات ومن یومن باللہ ویعمل صالحا اس قسم کی اور

آیتیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ عمل کے نہونے سے ایمان جاتا نہیں رہتا البتہ اگر
تصدیق و اعتقاد نہو تو مومن کا اطلاق نہیں ہو سکتا عمل و تصدیق کا دو جداگانہ چیز ہونا
اس سے بھی ظاہر ہے کہ تصدیق کے لحاظ سے سب مسلمان برابر ہیں لیکن اعمال کے
لحاظ سے مراتب میں فرق ہوتا ہے کیونکہ دین مذہب سب کا ایک ہی ہے کیونکہ خدا نے
خود کہا ہے شرع لکم من الدین ما وصّی بہ نوحًا والذی اوحینا الیک وما وصّینا بہ
ابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ یعنے تمھارے لئے اسی دین کو
شروع کیا جسکی وصیت نوحؑ کر گئے تھے اور جو تجھپر وحی بھیجی اور جسکی وصیت ابراہیم و موسیٰ
و عیسیٰ کو کی وہ یہ ہے کہ دین قائم رکھو اور اسمیں متفرق نہو آپکو جاننا چاہئے تصدیق میں
ہدایت اور اعمال میں ہدایت یہ دونوں دو چیزیں ہیں آپ ایک شخص کو جو فرائض سے
ناواقف ہو مومن کہہ سکتے ہیں پس ایسا شخص فرائض کے لحاظ سے جاہل اور تصدیق کے
لحاظ سے مومن ہے خود خدا نے قرآن میں یہ اطلاقات کئے ہیں کیا آپ اُس شخص کو جو خدا کے
اور رسول خدا کے پہچاننے میں گمراہ ہو اُس شخص کی برابر قرار دیجئے جو مومن ہو لیکن
اعمال سے ناواقف ہو خدا نے جہاں فرائض بتائے ہیں اُس موقع پر ارشاد فرمایا ہے
یبین اللہ لکم ان تضلوا یعنے خدا نے اسلئے بیان کیا کہ تم گمراہ نہو دوسری آیت میں ہے
ان تضل احدٰھما فتذکر احدٰھما الاخریٰ یعنی ایک گمراہ ہو تو دوسرا یاد دلادے
حضرت موسیٰؑ کی زبان سے فرمایا فعلتھا اذًا وانا من الضالین یعنی جب میں نے وہ
کام کیا تب میں گمراہ تھا ان آیتوں کے علاوہ اور بھی آیتیں ہیں جو اس دعوے کے
ثبوت کے لئے دلائل قاطعہ ہیں اور حدیثیں تو اور بھی واضح اور صاف ہیں حضرت عمرؓ
اور حضرت علیؓ امیر المؤمنین کے لقب سے پکارے جاتے تھے تو کیا اس کے یہ معنے تھے
کہ وہ صرف اُن لوگوں کے امیر تھے جو فرائض اور اعمال کے پابند تھے حضرت علیؓ نے
شام والوں کو جو اُنسے لڑتے تھے مومن کہا کیا قتل سے بڑھکر کوئی گناہ ہے پھر جو لوگ
قتل کے مرتکب ہوئے کیا آپ قاتلین اور مقتولین دونوں کو برسر حق قرار دیتے ہیں
اگر آپ صرف ایک کو یعنی حضرت علیؓ اور طرفداران حضرت علیؓ کو برسر حق تسلیم کرینگے

تو دوسرے فریق کو کیا کہیں گے اس سے خوب سمجھ لیجیے اور غور کیجئے میرا یہ قول ہے کہ
اہل قبلہ سب مومن ہیں اور فرائض کے ترک سے کافر نہیں ہو سکتے جو شخص ایمان کے
ساتھ تمام فرائض بجالاتا ہے وہ مومن اور جنتی ہے جو ایمان اور اعمال دونوں کا
تارک ہے وہ کافر اور دوزخی ہے جو شخص ایمان رکھتا ہے اور فرائض اُس سے ترک
ہو جاتے ہیں وہ مسلمان ضرور ہے لیکن گناہگار مسلمان ہے خدا کو اختیار ہے اُس پر
عذاب کرے یا معاف کردے امام صاحب نے جس خوبی سے اس دعوے کو ثابت کیا ہے
انصاف یہ ہے کہ اس سے بڑھکر نہیں ہو سکتا۔

چوتھا فرقہ تومنیہ ہے یہ لوگ ابو معاذ تومنی فیلسوف کے متبع ہیں اسکا اعتقاد تھا
کہ ایمان عبارت ہے تصدیق اور محبت اور اخلاص اور اس چیز کے اقرار سے جسکی پیغمبر خدا نے
تبلیغ کی ہے اور ان سب کے یا بعض کے ترک کرنے سے کافر ہوتا ہے اور کہتا تھا کہ
جس معصیت کے کفر ہونے پر اتفاق نہو تو اُسکے کرنے والے کو کافر کہنا چاہئے بلکہ
یوں کہنا چاہئے کہ وہ گناہگار ہو گیا اور فسق کیا اور ترک کرنا نماز کا حلال جانکر کفر ہے
اور قضا کی نیت سے ترک کرنا کفر نہیں فسق ہے اور یہ سارے خصائل جنکو ایمان کہتے ہیں
اُن میں سے بعض خصلت نہ ایمان ہے نہ ایمان کا حصہ ہے۔ کہتا تھا کہ کوئی نبی کو مار ڈالے
یا اُسکے طمانچہ مار دے تو وہ کافر ہوتا ہے لیکن نہ اس لئے کہ اُس نے پیغمبر کو
قتل کیا یا طمانچہ مارا بلکہ اس لئے کہ اُسنے پیغمبر کی تکذیب کی اور ہتک کیا ہے
اور اس کو دشمن رکھا ہے۔

پانچوان فرقہ مریسیہ ہے شذورات الذہب میں ابن اہدل سے نقل کیا ہے
کہ مریسیہ مرجیہ کا فرقہ بشر بن غیاث بن عبدالرحمن مریسی کی طرف منسوب ہے اور
علامہ کفوی نے طبقات حنفیہ میں بشیر بن غیاث بن عبدالرحمن مریسی معتزلی لکھا ہے
بعض مؤلفین نے اُسکے فرقے کو معتزلہ میں شمار کیا ہے اُسکا باپ یہودی تھا اور
قوم کا رنگریز تھا کوفہ میں رہتا تھا بشر مریسی نے امام اعظم کی صحبت حاصل کی اور
اُن سے تھوڑا سا اخذ بھی کیا ہے پھر ابو یوسف تلمیذ امام اعظم کی صحبت اختیار کرکے انسے فقہ

سیکھا اور حدیث کو سُنا اور نیز حماد بن سلمہ اور سفیان بن عُیَینہ وغیرہ سے حدیث کی سماعت کیا یہانتک کہ فائق ہوکر امام ابو یوسف کے اخص اصحاب سے ہوا کہتا تھا کہ مشائخ صوفیہ کی باتون مین سے کسی بات نے میرے دل مین قرار نہین پکڑا جب تک کہ حق کے دو گواہ نہایت عادل کتاب وسنت سے اُسپر ناطق نہین پائے مگر چونکہ یہ شخص اخیر مین علم کلام اور فلسفہ مین مصروف ہوگیا تھا اس لئے لوگ اُس سے پھر گئے اور امام ابو یوسف اکثر اُسکی مذمت کرتے اور جب سامنے آتا تو مُنھ پھیر لیتے تھے اُسنے امام ابو یوسف سے بہت سی روایتین اور مذہب مین اقوال بیان کئے ہاین جن مین سے غریب قول یہ ہو کہ گدہے کا گوشت کھانا جائز ہے ۔ نفی صفات الٓہی اور خلق قرآن کا قائل تھا جیسا کہ مذہب معتزلہ کا ہے اسپر اہل سنت نے اُسکی تکفیر کی ہے اور اُسکا اعتقاد یہ تھا کہ بندون کے کام مخلوق خدا ہین استطاعت فعل کے ساتھ ہے جیسا کہ عقیدہ اہل سنت کا ہے اسلئے معتزلہ نے اُسکو کافر ٹھہرا دیا دوسرا عقیدہ اُسکا یہ تھا کہ ایمان نام ہے تصدیق قلبی اور اقرار زبانی دونون کا اور کفر انکار کا نام ہے اور اُسکے نزدیک سجدہ کرنا چاند سورج اور بُت کو کفر نہین لیکن کفر کی علامت ہے بشر کا ایک قول یہ بھی ہے کہ کسی پیغمبر کو قتل کر ڈالنا یا اُسکے تپانچہ مار دینے سے انسان کافر ہوجاتا ہے اور کفر کی وجہ یہ ہے کہ اُسنے پیغمبر کی تکذیب کی اُس سے بغض رکھا نہ اس وجہ سے کہ اُسکو قتل کیا یا تپانچہ مارا اسی طرح اور بہت سے اقوال شنیع اُس سے صادر ہوئے جن کے سبب سے عہد خلیفہ رشید مین سزایاب بھی ہوا[1] مگر صحیح یہ ہے کہ رشید کو جب یہ خبر پہونچی کہ بشر مریسی کہتا ہے کہ قرآن مخلوق ہے تو کہنے لگا کہ اگر وہ میرے ہاتھ آیا تو اُس سختی سے قتل کراونگا کہ آجتک اس طرح کوئی نہ مارا گیا ہے بشر چھپ گیا اور عرصہ بیس سال تک کہ رشید زندہ رہا وہ مخفی رہا[2] نحو کا علم نہین جانتا تھا آواز اُسکی بہت بڑی تھی امام شافعی سے اکثر مناظرہ رکھتا تھا۔ امام شافعی نے جب اُس سے

[illegible] ۱۲ مرآۃ الجنان ... جلد دوم [illegible]

مسئلہ خلق قرآن ونفی صفات الٓہی مین مناظرہ کیا تو اُس سے یہ بات کہی کہ تو آدھا کافر ہے اسلئے کہ قائل خلق قرآن کا ہے اور صفات الٓہی کی نفی کرتا ہے اور آدھا مومن ہے اس لئے کہ قائل قضا وقدر وخلق اکتساب عباد کا ہے بشر مریسی نے پچھتر برس کی عمر پائی اور سنہ ۲۱۸ھ مین اُسکا انتقال ہوا ہے[1] اور بعض کہتے ہین کہ سنہ ۲۱۹ھ مین فوت ہوا مریس جس کی طرف یہ منسوب ہی فتح راے مہملہ ویاے تحتانی اور سین مہملہ کے ساتھ ایک قصبہ ہی ملک مصر مین واقع ہے[2]

مرجیہ غیر خالص

ایک غیلانیہ۔ یہ لوگ منسوب ہین طرف مروان بن غیلان یا ابو مروان غیلان دمشقی کے اس گروہ مین تین خصلتین جمع تھین ارجا۔ قدر۔ خروج۔ قدریہ ہونے کی وجہ سے کہتے تھے کہ فاعل خیر وشر کا بندہ ہے اور خارجی ہونے کی وجہ سے کہتے تھے کہ امام کا غیر قرشی ہونا بھی جائز ہے جو کوئی کتاب وسنت کے مطابق عمل کرے وہ قابل امامت ہے اور امامت اجماع امت سے ثابت ہوتی ہے اُنکے نزدیک ایمان نام ہو معرفت ثانی کا اور وہ اللہ تعالیٰ کا پہچاننا اور اُسکے ساتھ محبت رکھنا اور اللہ تعالیٰ کے حضور مین عاجزی اور لاچاری کرنا اور اس بات کا اقرار ہے کہ رسول اللہ کی جانب سے ہی اور جو کچھ اللہ کی جانب سے وہ لایا ہے حق ہے غیلانیہ کی اصطلاح مین اس تفصیل کا نام معرفت ثانی ہے اور وہ کہتے ہین کہ معرفت اول فطری ضروری ہے اور وہ جاننا اس بات کا ہے کہ کوئی عالم کا بنانے والا اور میری ذات کا پیدا کرنیوالا ہی سو معرفت اول کو ایمان مین دخل نہین معرفت ثانی کا نام ایمان ہے اور غیلانیہ کے نزدیک سارے اعمال ایمان سے خارج ہین اور اُنکا قول ہے کہ حدوث اشیا کا علم ضروری ہے یعنی بالبداہت ثابت ہے غور وتامل کا محتاج نہین۔

دوسرے شبیبیہ۔ یہ محمد بن شبیب مرجی قدری کے متبع ہین اُنکے نزدیک ایمان نام ہے معرفت واقرار اللہ اور اُسکے رسولون کا اور اُن چیزون کا جنکا کرنا عند العقل ناجائز ہی

اور جن چیزون کا کرنا عقل کے نزدیک جائز ہے اُنکا اعتقاد ایمان نہین اور کہتا تھا اعمال ایمان مین داخل نہین اور سارے افعال اختیاریہ کا خالق بندے کو جانتا تھا۔

تیسرے ثوبانیہ۔ یہ ثوبان کے متبع ہین یہ پہلے مرجی تھا پھر خارجی معتزلی ہو گیا اُسکا قول یہ تھا کہ ایمان عبارت ہی اللہ اور اُسکے رسولون کے پہچاننے سے اور اُنکا اقرار کرنے سے اور اُن کامون کے اعتقاد سے جنکا کرنا عقل کے نزدیک ناجائز ہے لہ اور جن کا کرنا عقل کے نزدیک جائز ہے اُنکا اعتقاد کرنا ایمان نہین گویا اُس نے ایمان کو واجب بالعقل قبل ورود شرع کے ٹھہرایا تھا اس قول مین غسانیہ اور یونسیہ سے علٰحدہ تھا اور مومنین کے عذاب دوزخ سے نجات پانے پر اُسکو یقین نہ تھا اور اعمال کو ایمان مین داخل نہین کرتا تھا۔

چوتھے شمریہ۔ یہ فرقہ ابو شمر مرجی قدری کی طرف منسوب ہی وہ کہتا تھا کہ ایمان عبارت ہی خداے تعالیٰ کو پہچاننے اور اُسے محبت رکھنے اور اُسکے سامنے عاجزی کرنے اور اس بات کا اقرار کرنے سے کہ وہ یکتا ہے کوئی اُسکے مثل نہین اور ان چیزونکو ایمان جبھی کہتے ہین کہ انبیا اُنپر حجت اور دلیل لائین اور جب وہ حجت لائین تو انبیا کا اقرار اور اُن کی تصدیق بھی ایمان اور معرفت سے ہے اور اقرار اُن احکام کا جو انبیا اللہ کے پاس سے لائے ہین ایمان مین داخل نہین اور خصال ایمان مین سے ہر خصلت نہ پورا ایمان ہے نہ ایمان کا حصہ بلکہ جب ساری خصلتین جمع ہوجاتی ہین تو وہ مجموعہ ایمان ہوتا ہے اور خصلتہاے ایمان کے لئے عدل کی شناخت ضرور ہے اور شناخت عدل سے مراد قدر یعنی اس بات کا اقرار کرنا کہ تمام خیر و شر کا بندہ آپ خالق ہے نہ خداے تعالیٰ اور شخص اعمال کو ایمان مین داخل نہین کرتا تھا اور اُسکا قول ہے کہ جو شخص گناہ کبیرہ کرے تو اُسکو

لہ [illegible]

علی الاطلاق فاسق نکہنا چاہئے بلکہ یون کہنا چاہئے کہ یہ فلان بات مین فاسق ہے۔

تکملہ

غنیۃ الطالبین مین مرجیہ کے ذیل کے جن فرقون کو بھی لکھا ہے۔

معاذیہ۔ یہ لوگ منسوب ہین طرف معاذ کے اُسکا قول ہے جسنے طاعت الٰہی کو ترک کیا اُسکے حق مین کہنا چاہئے کہ اُسنے فسق کیا یون نہ کہنا چاہئے کہ وہ فاسق ہے کیونکہ اسم فاعل کا صیغہ دوام پر دلالت کرتا ہے اور فاسق اللہ کا نہ دوست ہے نہ دشمن ہے اسلئے کہ دوست مومن ہی اور دشمن کافر اور وہ ان دونون سے علٰحدہ ہے۔

یونانیہ۔ یہ فرقہ منسوب ہے یونان کی طرف اِن کا اعتقاد یہ ہے کہ ایمان صرف اس بات کا نام ہے کہ خدا اور اُسکے رسول کو پہچان لے اور زبان سے اقرار کرے اور جس کام کا کرنا روا نہین اُسے نکرے۔

صالحیہ۔ اُس فرقے کا نام صالحیہ اسلئے مقرر ہوا کہ اُنھون نے ابو الحسین صالحی کے مذہب کو اختیار کیا ہی صالحی کہتا ہے کہ ایمان نام ہے معرفت خدا کا علی الاطلاق یعنی یہ جان لے کہ عالم کا کوئی صانع ہے اور کفر جہل ہے اس معرفت سے اور تثلیث کا قائل ہونا کفر نہین مگر یہ کافری سے ظاہر ہوتا ہے سواے ایمان کے اور کوئی چیز عبادت نہین اور خطط مقریزی مین مرجیہ کے ضمن مین لکھا ہے کہ صالحیہ صالح بن عمرو بن صالح کی طرف منسوب ہین اور شہرستانی نے ملل و نحل مین فرقہ مرجیہ کے بیان مین کہا ہے کہ صالحیہ صالح بن عمرو صالحی کے متبع ہین اور جو عقیدہ انکا غنیہ مین ذکر ہوا ہے اُس کے ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ صالح کے نزدیک اللہ کی معرفت عبادت ہو اُسکی دوستی رکھنے اور اُسکے سامنے خضوع کرنے سے اور خدا کی معرفت تو ہو اور رسول کا منکر ہو تو یہ بات جائز ہے اور عقل کے نزدیک روا ہے کہ خدا پر ایمان لائین اور رسول پر ایمان نہ لائین اسلئے کہ رسول نے اپنی زبان سے یہ بات کہی ہے کہ جو مجھپر ایمان نہ لایا وہ کافر ہے اور کہتا تھا کہ نماز اللہ کی عبادت نہین اُسکی عبادت یہی ایمان ہے اور ایمان معرفت الٰہی کا نام ہے اور ایک خصلت ہے نہ بڑھتی ہے نہ گھٹتی ہے اسی طرح کفر بھی

ایک مصلحت ہے نہ بڑھے نہ گھٹے اور شخص اس بات کا معتقد ہے کہ فاعل خیر و شر کا بندہ ہے اور کہتا ہے کہ امام قریش کے سوا اور شخص بھی ہو سکتا ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے موافق عمل کرے وہ امامت کے قابل ہے اور امامت اجماع امت سے ثابت ہوتی ہے شرح مواقف میں لکھا ہے کہ بعض وہ مرجی ہین جنھون نے قدر کو ارجا کے ساتھ جمع کیا ہے جیسے صالحی اور ابو شمر اور محمد بن شبیب اور غیلان مگر فرقہ صالحیہ کہ جو صالحی کے اصحاب ہین معتزلہ کے ضمن مین ذکر کیا ہے اور غنیہ اور ملل و نحل وغیرہ مین کوئی فرقہ صالحیہ معتزلہ مین نہین بیان کیا۔

تذکرۃ المذاہب و مؤید الافاضل وغیرہ مین مرجیہ کے اتنے نام اور فرقے اور لکھے ہین تارکیہ۔ شالیہ۔ راجیہ۔ شاکیہ۔ تہمیہ۔ عملیہ۔ منقوصیہ۔ مستثنیہ۔ اشعریہ۔ بدعیہ۔ مشبہہ۔ حشویہ۔

تارکیہ کہتے ہین ایمان صرف فرائض ہین اور سوا فرائض کے کوئی عبادت فرض نہین۔

راجیہ کہتے ہین جسنے لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کہا تو اُسے طاعت نفع پہونچاتی ہے اور معصیت ضرر نہین دیتی۔

شالیہ کہتے ہین کہ بندہ جب طاعت بجا لاتا ہے تو اسکا نام مطیع ہو جاتا ہے اور جب عصیان کرتا ہے تو اُسکا نام عاصی ہوتا ہے اور جائز ہے کہ اسکے خلاف بھی ہو یاد رکھو کہ شالیہ تذکرۃ المذاہب کے مطابق ہے اور مؤید الافاضل مین اسکی جگہ سالمیہ ہے۔

شاکیہ انکو ایمان پر یقین نہین ہوتا شک مین ہین۔

تہمیہ کہتے ہین کہ ایمان کا مبنی عمل پر ہے پس جو امر و نہی کی تعمیل نہین کرتا وہ کافر ہے۔

عملیہ کہتے ہین کہ ایمان عمل اعضا کا نام ہے۔

منقوصیہ کہتے ہین کہ ایمان بڑھتا ہے اور گھٹتا نہین۔

مستثنیہ اسلئے کہلاتے ہین کہ انکے نزدیک ایمان مین استثنا کرنا یعنی یہ کہنا کہ مین مومن ہون انشاء اللہ جائز ہے۔

اشعریہ کہتے ہین کہ قیاس باطل ہے دلیل ہونا اسکا صحیح نہین۔

بدعیہ کہتے ہین کہ سلطان کی اطاعت واجب ہے اگرچہ گناہ پر ہو۔

مشبہہ کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر بنایا ہے۔

حشویہ کہتے ہین کہ واجب اور سنت اور نفل کے درمیان کوئی فرق نہین۔

خطط مقریزی مین مرجیہ کے اتنے فرقون کے صرف نام اور لکھے ہین محمدیہ اصحاب محمد بن یحیی زیادیہ اتباع محمد بن زیاد کوفی اور **ناقصیہ** اور **بہشمیہ**۔

فرقہ نجاریہ

یہ فرقہ حسین بن محمد بن عبداللہ نجار کی طرف منسوب ہے عبداللہ کا باپ جولاہہ تھا اور بعضون نے کہا ہے کہ ترازو بناتا تھا آخر کار رہنے والا تھا اسکے مناظرات نظام کے ساتھ رہتے تھے ایک بار مناظرے مین جب کچھ حجت نہ لا سکا تو نظام نے اُسکو دھتکار کر کہا اٹھ جا رُسوا کرے تجھکو اللہ تجھکو کون عالم اور ذی فہم جانتا ہے وہانسے تپ مین مبتلا ہوکر اٹھا بیمار پڑکر مرگیا۔ اس کے متبع اس اعتقاد مین کہ خالق افعال اللہ ہے اور بندہ کاسب ہے اور استطاعت فعل کے ہمراہ ہوتی ہے اور مسئلہ قضا و قدر اور وعد و وعید اور امامت حضرت ابو بکرؓ مین موافق اہل سنت کے ہین اور نفی صفات الٰہی یعنی علم و قدرت و ارادہ و سمع و بصر و حیات و خلق قرآن یعنی حدوث کلام الٰہی اور انکار رویت حق تعالیٰ بنظر کے ساتھ نظر کے موافق معتزلہ کے ہین نجار کہتا تھا کہ اللہ آخرت مین بندون کے دلون مین ایک قوت پیدا کردیگا جس سے اُسکو پہچان لینگے پھر وہ قوت دونون آنکھون کی طرف منتقل ہوجائیگی جسکی وجہ سے آنکھون کو بھی شناسائی اللہ کی حاصل ہوجائیگی اسی شناسائی کا نام رویت ہے اور اللہ ارادہ کرنے والا خاص اپنے نفس کے ساتھ ہے اور جاننے والا بھی خاص اپنے نفس کے ساتھ ہے ارادہ و علم صفت علیحدہ اُسکی ذات سے نہین اور اللہ نفع و ضرر و خیر و شر کا

ملل النجاریہ … اصحاب محمد بن الحسین النجار
الفاظ و شرح مواقف مین
مواقف المذاہب اور توضیحات
سے ہین اور ملل و نحل شہرستانی
بعنوان سبب النجاریہ اصحاب
اصحاب حسین بن محمد نجار
اور خبیہ الاکوان مین بیان
ملا النجاریہ اتباع الحسین
ابن محمد بن عبداللہ النجار
اور غنیۃ الطالبین مین بہا

ارادہ کرتا ہے اور اُسکے صاحب ارادہ ہونے کے یہ معنی ہین کہ وہ کسی کا مغلوب و مطیع نہین ہو
اُسکو مجبور کر کے اپنی خواہش پوری نہین کرا سکتے اور قدرت حادثہ کے لئے بھی تاثیر ثابت
کرتا ہے اور اُسکا نام کسب رکھا ہے جیسا کہ اہل سنت کا مذہب ہے اور اُسکا عقیدہ یہ تھا
کہ اللہ کی ذات ہر مکان مین موجود ہے اور اُس سے یہ مراد نہین کہ اُسکا علم یا قدرت
ہر مکان مین موجود ہے اور کہتا تھا کہ اللہ کا پہچاننا عقلاً واجب ہے کچھ شرع پر موقوف نہین
اور کہتا تھا کہ مرتکب کبیرہ بقدر اپنے گناہ کے دوزخ مین عذاب پا کر اُس سے نکلیگا ہمیشہ
دوزخ مین کفار کی طرح رہنا عدل کے خلاف ہے اور سارے نجاریہ اللہ کے لئے ایک ارادہ
ثابت کرتے ہین جو کچھ پیدا ہوتا ہے اُن کے خیر و شر اور ایمان و کفر اور طاعت و عصیان کا
اسی کے ذریعہ سے ارادہ کرتا ہے اور عامۂ معتزلہ کی رائے اسکے خلاف ہے اور قبر کے عذاب
و ثواب اور سوال منکر و نکیر کا منکر تھا اور کہتا تھا ایمان زائد ہوتا ہے کم نہین ہوتا ہے اور کہتا تھا
اعراض مجتمع ہو کر جسم بنا ہے۔ نجاریہ تین فرقے بن گئے ہین۔

ایک برغوثیہ یاران محمد بن عیسیٰ الملقب بہ برغوث ان کا اعتقاد یہ ہے کہ کلام الٰہی
جس وقت پڑھا جائے تو عرض ہے اور جس وقت کسی شے کے ساتھ لکھا جائے تو وہ جوہر ہے۔
دوسرے زعفرانیہ (یعنی ہلدی فا کے ساتھ) انکا اعتقاد یہ ہے کہ کلام الٰہی غیر ہے
ذات الٰہی سے اور جو چیز ذات الٰہی سے غیر ہے وہ مخلوق ہے پس کلام الٰہی بھی مخلوق ہے
اور جو یہ کہے کہ مخلوق نہین وہ کافر ہے۔

تیسرے مستدرکہ انکا قول یہ ہے کہ کلام الٰہی مخلوق ہے مطلقاً لیکن ہم متابعت سنت
و اجماع کی وجہ سے کہتے ہین کہ وہ مخلوق نہین ہے یعنی اسوجہ سے کہ سنت سے ثابت
ہوا ہے اور اجماع اسپر ہو چکا ہے کہ کلام الٰہی مخلوق نہین ہے ہمکو بھی اسکا قائل ہونا پڑا کہ
وہ مخلوق نہین ہے مگر رائے انکی یہ ہے کہ کلام الٰہی کے غیر مخلوق ہونے سے مراد یہ ہے
کہ اُسکی جو ترتیب اور عبارت ہے حروف اور اصوات مخصوص کے ساتھ یہ مخلوق نہین ہے جو
مخلوق ہے اُسکی ترتیب اور عبارت اسکے خلاف ہے جسپر یہ ترتیب خاص دلالت کرتی ہے
اور اُس ہلکی عنہ کی یہ حکایت ہے اور اس تاویل کے ساتھ انھون نے کلام الٰہی کی نسبت

مخلوق اور غیر مخلوق ہونے کے تعارض اقوال کو دفع کیا ہے اور انکا زعم یہ ہے کہ جو کوئی
دین مین ہمارا مخالف ہے اُس کی ساری باتین غلط ہین یہانتک کہ اُسکا لا الٰہ الا اللہ
کہنا بھی کذب ہے۔

فرقۂ جبریہ

لفظ جبریہ کو باے موحدہ کے فتح کے ساتھ قدریہ کی مناسبت سے استعمال کر لیتے ہین
ورنہ دراصل باے موحدہ کے سکون سے ہے کیونکہ جبر کی طرف منسوب ہو انکو مجبرہ بھی
کہتے ہین رسالہ جبر و اختیار مین ملا باسو ہاسی نے لکھا ہے کہ بندہ بعض افعال اختیاریہ کا مجاز ہے
اور معنے اس قول کے یہ ہین کہ افعال اختیاریہ کو اسکی طرف نسبت کرنا ایسا ہے جیسے
مرتعش کی طرف حرکت ارتعاشی کا منسوب کرنا کہ جب مرض رعشہ پایا جاتا ہے جو بندہ کے
اختیار مین نہین ہے تو بطریق وجوب کے اُس سے حرکت ارتعاشی صادر ہوتی ہے۔
اسی طرح جب وہ امور پائے جاتے ہین جو بندے کے اختیار مین نہین ہوتے تو بطریق وجوب
کے اُس سے حرکت اختیاری سرزد ہوتی ہے جیسے کاغذ مین حروف لکھے ہوتے ہین تو اُسکو
اُن حرفون کے حاصل کر لینے کا اختیار نہین ہوتا۔ بجز اسکے کہ وہ کاغذ اُن حرفونکا محل ہوتا
ہے غرضکہ معنے اس قول کے کہ بندے کو بعض فعلون کا اختیار بھی ہے یہ ہین کہ جب تین
یا چار باتین پائی جاتی ہین تو فعل ضرور پایا جاتا ہے۔
(۱) قدرت جسکی وجہ سے فعل کے اقدام پر جرأت ہوتی ہے۔
(۲) اس بات کا تصور یا اعتقاد کہ یہ فعل اچھا ہے ہو بھی جائیگا کوئی حارج موجود نہین ہے
(۳) شوق جو اس تصور یا اعتقاد کے بعد پورے طور پر پیدا ہوتا ہے۔
(۴) ارادہ بعض کہتے ہین کہ شوق مؤکد کا نام ارادہ ہے اور بعض کے نزدیک دونون مین
فرق ہے پس ایسا اختیار ثابت کرنا ضروری ہے اسی کے اشاعرہ معتقد ہین بلکہ ماتریدیہ
جو اختیار ثابت کرتے ہین اُسکو بھی اس معنے پر حمل کیا جائے جیسا کہ بعض مواضع سے
سمجھا جاتا ہے تو اس صورت مین اشاعرہ و ماتریدیہ کے مطالب مین خلاف نرہیگا مگر جبریہ
ایسے اختیار کے بھی منکر ہین انکے غلاۃ کا قول ہے کہ بندے مین قدرت قبل اور بعد اور

ہمراہ فعل کے نہین اور نہ اُسے اپنے کامون مین کسی طرح اختیار حاصل ہے اور نہ کامونمین اُسکے کسب کو دخل ہے وہ مجبور محض ہے اُسکے کامون کو اُسکی ذات کی طرف نسبت کرنا ایسا ہے جیسے جمادات کی طرف کسی کام کی نسبت کی جاتی ہے مثلاً کہتے ہین چکی چلتی ہو پرنالہ بہتا ہے نہر جاری ہے اس بیان سے جبریہ اور اہل سنت کا فرق ظاہر ہو گیا اہل سنت کا مذہب جبر و تفویض مین متوسط ہے کیونکہ انکے نزدیک بندون کے افعال اختیاریہ کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور بندے کاسب ہین مگر اُن کے کسب و عمل کو فعل کے پیدا کرنے مین کوئی اثر نہین مجمع البحرین مین لکھا ہے کہ ائمہ کے کلام سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جبریہ سے مراد اشاعرہ ہین اور قدریہ سے مراد معتزلہ ہین اور علی بن ابراہیم نے کہا ہے کہ مجبرہ وہ ہین جنھون نے کہا ہے کہ ہمارے لئے کچھ کرنے کی قدرت نہین ہم مجبور ہین جب ہم کوئی کام کرتے ہین تو اللہ اُسوقت اُس کام کو ہمارے لئے پیدا کر دیتا ہے اور بندون کی طرف کام بطور مجاز کے منسوب کر دئے جاتے ہین نہ حقیقۃً جیسے کہتے ہین نہر جاری ہے چکی چلتی ہے اور اپنی اس راے کے اوپر قرآن کے ساتھ استدلال کرتے ہین حالانکہ اُسکے معنے بالکل نہین سمجھتے ہین اس کتاب مین یہ بھی لکھا ہے کہ مجبرہ کو مرجیہ بھی کہتے ہین اسلئے کہ وہ امر الٰہی کو مؤخر کرتے ہین اور کبائر کا ارتکاب کرتے ہین جبریہ کی دو قسمین ہین

ایک جبریہ خالص کہ بندے کے لئے فعل کی قدرت بالکل ثابت نہین کرتے۔

دوسرے جبریہ متوسط کہ بندے کے لئے قدرت غیر مؤثرہ ثابت کرتے ہین مگر جو لوگ قدرت حادثہ کے لئے فعل پیدا کرنے مین اثر ثابت کرتے ہین اور اُس اثر کو کسب و عمل کہتے ہین وہ جبری نہین معتزلہ و شیعہ کی یہ زیادتی ہے کہ اُنھین بھی جبری قرار دیتے ہین یون تو اُن معتزلہ پر بھی جو افعال مولّدہ کے قائل ہین جبریہ کا اطلاق صادق آتا ہے شرح مواقف مین لکھا ہے کہ نجاریہ و ضراریہ بھی جبریہ متوسط مین سے ہین اور شہرستانی نے انکو جبریہ خالص کے ذیل مین لکھا ہے خلاصۂ کلام یہ ہے کہ مجبرہ خالص کے کئی گروہ ہین۔

اول جہمیہ یہ لوگ جہم بن صفوان ترمذی کے متبع ہین جو راسب کا آزاد غلام تھا

ابن ابی حاتم کی کتاب مین مذکور ہے کہ جہم کوفے کا رہنے والا اور فصیح تھا مگر کم علم تھا اور ابن خزیمہ بلخی کہتے ہین کہ جہم کوفی الاصل تھا اور ترمذ مین گھاٹ پر رہتا تھا اور فصیح تھا مگر اعلیٰ درجے کا عالم نہ تھا امام احمد حنبل نے جہمیہ کے رد مین ایک رسالہ لکھا ہے اس مین کہتے ہین ہمکو معلوم ہوا ہے کہ جہم کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ وہ اکثر اللہ تعالیٰ کی نسبت بات چیت کرتا تھا ایک جماعت کفار کی اُسکو ملی جو سمنیہ کہلاتے تھے یہ لوگ سومنات کی طرف منسوب ہین کہ یمن مین ایک بُت تھا سمنیہ نے جہم سے کہا کہ ہم تم سے گفتگو کرتے ہین اگر تمھاری حجت غالب آئے تو ہم تمھارا دین اختیار کرین گے اور اگر ہماری حجت تم پر غالب آئے تو تم ہمارے دین مین آ جانا پھر اُن مین اس طرح گفتگو ہونے لگی۔

سمنیہ۔ تمکو اس بات کا یقین ہو کہ ہمارا اللہ ہو؟
جہم۔ ہان مجھکو اسکا یقین ہو۔
سمنیہ۔ تمنے اللہ کو کبھی اپنی آنکھ سے دیکھا ہو؟
جہم۔ مین نے کبھی نہین دیکھا
سمنیہ۔ تمنے کبھی اللہ کی زبان سے کلام سنا ہو؟
جہم۔ مین نے کبھی اللہ کی زبان سے کلام نہین سنا۔
سمنیہ۔ کبھی تمنے اُسکی بو سونگھی ہو۔
جہم۔ جی نہین۔
سمنیہ۔ کبھی تمنے اُسکو چھوا ہو۔
جہم۔ کبھی نہین۔
سمنیہ۔ کبھی تمکو اللہ نے چھوا ہو۔
جہم۔ مجھکو کبھی نہین چھوا۔
سمنیہ۔ پھر تمنے کیسے جانا کہ وہ ہمارا اللہ ہو۔

جہم یہ بات سُنکر متحیر ہو کر رہ گیا اور چالیس دن تک اس فکر مین مبتلا رہا کہ کس کی عبادت کرون اور چالیس دن بوجہ شک کے نماز نہ پڑھی پھر اُسنے ایک دلیل مثل نصاریٰ کے پیدا کی نصاریٰ کا زعم یہ ہو کہ جو روح حضرت عیسیٰؑ مین ہو وہی اللہ کی روح ہو اور اللہ مین سے ہو پس جب اللہ یہ ارادہ کرتا ہو کہ کوئی چیز پیدا کرے تو وہ اپنی بعض مخلوق مین داخل ہوتا ہے اور اُسکی زبان سے کلام کرتا ہو اور جس بات کو چاہتا ہے اُسکا حکم دیتا ہے جسکو نہین چاہتا اُسکی ممانعت کرتا ہو اور وہ نظرون سے غائب ہو جہم نے بھی اسی طرح ایک حجت پیدا کی اور سمنی سے یون ہم کلام ہوا۔

جہم۔ کیا تمکو یہ نہین معلوم کہ اللہ کی روح تم مین ہو
جہم۔ تجنے وہ روح کبھی اپنی آنکھ سے دیکھی ہو۔
جہم۔ تجنے کبھی اسکا کلام اپنے کانون سے سنا ہے۔
جہم۔ تجنے کبھی اسکو یا اسنے تمکو کبھی چھوا ہے

سمنیہ۔ ہان یہ ضرور معلوم ہو کہ اللہ کی روح ہمین شامل ہو
سمنی۔ نہین دیکھی۔
سمنی۔ نہین۔
سمنی۔ جی کبھی نہین۔

جہم۔ یہی حال اللہ تعالیٰ کا ہو کہ نہ وہ ان آنکھون سے دکھتا ہو نہ اسکی آواز سنی جاتی ہے نہ اسکی بو سونگھی جاتی ہو اور وہ نظرون سے غائب ہو اور نہ وہ کسی خاص مکان مین رہتا ہو اور جہم نے اپنے اس کلام کی بنا اُن آیات پر قائم کی جو متشابہات مین جیسے لیس کمثلہ شئی یعنی اللہ کی مثل کوئی چیز نہین اور وہو اللہ فی السموات والارض یعنی اللہ آسمان اور زمین مین ہو اور لا تدرکہ الابصار وہو یدرک الابصار یعنی اسکو نہین دیکھ سکتین آنکھین اور وہ دیکھتا ہے آنکھونکو۔ اس حکایت کو ابن ابی حاتم نے بھی کتاب الرد علی الجہمیہ مین خلف بن سلیمان البلخی سے اور ابن خزیمہ نے بھی توحید مین قدامہ سے روایت کیا ہے جہم نے اپنے مذہب کا اظہار ترمذ مین کیا تھا وہ کہتا تھا اللہ کے سوا کوئی فاعل نہین ہو مجازاً بندے کو فاعل کہدیتے ہین بندے کو نہ قدرت مؤثرہ حاصل ہو نہ کاسب یعنی نہ وہ فعل ایجاد کرسکتا ہے نہ فعل کا کسب کرسکتا ہو بلکہ وہ جمادات کی طرح ہے جو کچھ اس سے صادر ہوتا ہو وہ اس طرح صادر ہوتا ہے جیسے جمادات سے اور نہ اس بات کو مانتا تھا کہ ایک شے دو قادرون کی قدرت کا مقدور واقع ہوتی ہے[1]

جہم کو جبر مین اسقدر تشدد ہو کہ ثواب وعقاب کو بھی جبر کہتا ہے اور تکلیف کو بھی جبر خیال کرتا ہے اسنے اہل اسلام پر بہت سے شکوک ڈالے جسکا اثر ملت اسلامیہ بہت بُرا ظاہر ہوا اور بہت سے آدمیون نے اسکی متابعت کی فلاسفہ یونان کی طرح اسکے قول کا انجام بھی تعطیل تھا سارے صفات الٰہی کا منکر تھا معتزلہ بھی اس نفی صفات مین جہم کے موافق ہین اور یہ سب **معطلہ** کہلاتے ہین اور جہم کہتا تھا اللہ کا اس چیز کے ساتھ وصف کرنا جس کے ساتھ مخلوق موصوف ہوتی ہے جائز نہین پس اللہ کے لئے کوئی صفت مثلاً عالم یا حی

[illegible]

یا مرید وغیرہ ہونے کی اُسکے نزدیک ثابت نہ تھی اسماے حسنیٰ کی حقیقتون کا منکر تھا کہتا تھا کہ اللہ کا نام اُنکے ساتھ مجازاً رکھا گیا ہے یا مقصود انسے کچھ اور ہے مگر اُن کے بیان کے معنے نہین معلوم ہوسکتے اور استوی علی العرش کا منکر تھا کہتا تھا اللہ ہر مکان مین ہے ابوشکور سالمی نے تمہید مین لکھا ہے کہ اُسنے ایک بار امام مالک سے سوال کیا کہ یہ جو قرآن مین ہو الرحمٰن علی العرش استوی تو اللہ تعالیٰ عرش پر کیونکر قائم ہے انھون نے جواب دیا الاستواء غیر مجہول والکیف غیر معقول والایمان بہ واجب والسوال عنہ بدعۃ اور اسکے بعد یہ کہا کہ تو مجھے گمراہ معلوم ہوتا ہے دیدار الٰہی کا بھی قائل نہ تھا اور قبر کے عذاب و ثواب اور سوال منکر ونکیر اور پل صراط اور حوض کوثر اور ملک الموت کا انکار کرتا تھا اور یہ بھی مثل شیعہ اور معتزلہ کے کرامات اولیا کو باطل کرتا تھا اور معجزات انبیا کو ثابت و صحیح مانتا تھا کہتا تھا اگر کرامات کی تصدیق کی جائیگی تو معجزات کا ابطال لازم آئیگا اور انبیا اور اولیا مین مابہ الامتیاز کچھ نہ رہیگا اور قرآن کو مخلوق بتاتا تھا اور کہتا تھا جنت و دوزخ جنتی اور دوزخیون کے اُن مین داخل ہونے اور اُن کے جنت و دوزخ سے متلذذ و متالم ہوجانے کے بعد فنا ہو جائینگی اور سواے ذات باری کے کچھ باقی نہ رہیگا قرآن مین جہان خلود کا وعدہ کیا گیا ہے وہ حقیقت پر محمول نہین ہے بلکہ مبالغہ و تاکید پر محمول ہے اسکا مذہب یہ ہو کہ ایمان قلب کے ساتھ ہے نہ زبان کے ساتھ اور جس نے اللہ کو پہچان لیا اور زبان سے ایمان کا اقرار نکیا تو وہ کافر نہین ہوتا ہے اسلئے کہ علم خاموشی سے زوال نہین پاتا ہے اور کہتا تھا کہ جہان ایمان ہوتا ہے وہان کوئی گناہ نقصان نہین پہونچا سکتا مرد مومن گناہون کی سزا سے امین ہے اور جو شخص دل سے ایمان لایا وہ کافر نہوگا بلکہ مومن ہو اسلئے کہ علم و معرفت انکار سے زائل نہین ہوتے معتزلہ نے استطاعت کی نفی کرنے کی وجہ سے اسکی تکفیر کی ہے اور اہل سنت نے صفات الٰہی کی نفی کرنے اور قرآن کو مخلوق ماننے اور دیدار الٰہی کا انکار کرنے کی وجہ سے اسکی تکفیر کی ہے جہم اس بات مین منفرد تھا کہ سلطان ظالم پر خروج کرنا جائز ہے اور اس کے نزدیک سب علوم خواہ تصوری ہون یا تصدیقی نظری ہین یعنی عقل سے غور اور فکر کے ساتھ حاصل ہوتے ہین اور اسکا قول ہو کہ ایمان نام ہو

اللہ کی معرفت کا اور بعض جہمیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اور جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے
پاس سے لائے ہیں ان دونوں باتوں کی معرفت کا نام ایمان ہے جہم کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ
کا علم حادث ہے لیکن نہ ایسی صفت سے جس کے ساتھ غیر اللہ موصوف ہوتا ہے اسی طرح
کہتا تھا کہ کلام الٰہی بھی حادث ہے اور اللہ کو اسکا متکلم نہ سمجھنا چاہیے اور کہتا تھا کہ یہ بات
جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی شے کو قبل اسکے پیدا ہونے کے جانے اس لئے کہ اگر اسکو
پہلے سے علم تھا پھر اسے پیدا کیا تو اسکا علم بدستور باقی رہا یا نہ باقی رہا اگر باقی رہا تو وہ
جاہل ٹھہرا اسلئے کہ علم اس امر کا کہ یہ چیز عنقریب پیدا ہوگی مغائر ہے اس علم کے کہ یہ
چیز پیدا ہو چکی اور اگر باقی نہ رہا تو یہ متغیر ہوگیا اور متغیر مخلوق ہے قدیم نہیں ہے اور جب
حدوث علم کا ثابت ہوا تو پھر اس بات سے خالی نہیں کہ اسکی ذات میں حادث ہوگا
جس سے ذات محل حوادث ہو جائیگی یا ذات باری میں تو نہیں بلکہ کسی محل میں حادث
ہوگا اس صورت میں محل اسکے ساتھ موصوف ہوا نہ باری تعالیٰ اس سے یہ بات ثابت
ہوئی کہ علم کے لئے محل نہیں ہے کتاب الاوائل میں ابو ہلال عسکری نے لکھا ہے کہ جسنے
اول یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کبھی کلام نہیں کیا وہ جہم ہے اور یہ قول اسکے خصوصیات
میں سے ہے انتہی مگر تحقیق یہ ہے کہ جس نے دین اسلام میں اول یہ کہا کہ اللہ نے کلام نہیں کیا وہ
جعد بن درہم ہے اور اسی نے اول یہ بھی کہا تھا کہ قرآن مخلوق ہے جعد کا قول تھا
کہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے خود کلام نہیں کیا تھا بلکہ کلام اور آواز کو درخت میں پیدا
کر دیا تھا موسیٰ علیہ السلام نے اسی درخت سے وہ کلام سنا تھا اسی طرح جعد یہ بھی کہتا
تھا کہ جبریل ع نے خدائے پاک سے قرآن نہیں سنا تھا بلکہ جبریل ع نے لوح محفوظ میں سے
پڑھ لیا تھا جب خالد بن عبد اللہ قسری گورنر عراق نے اسکی یہ بات چیت سنی تو
پکڑ لیا اور عید اضحیٰ کے دن خاص اسی بات کی سزا میں ذبح کر ڈالا اول خالد نے منبر پر
چڑھ کر مسلمانوں سے خطبے میں بیان کیا کہ تم قربانی کرو اللہ اسے قبول کریگا اور میں آج
جعد بن درہم کو قربان کرتا ہوں اسلئے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ نے حضرت ابراہیم کو خلیل نہیں
بنایا اور نہ حضرت موسیٰ کے ساتھ کلام کیا خالد یہ کہکر منبر پر سے اترے اور جعد کو ذبح کر ڈالا

یہ واقعہ تابعین کے زمانے کا ہے ابن تیمیہ نے کتاب العقل والنقل میں لکھا ہے کہ جہمیہ
اور معتزلہ یہ کہتے ہیں کہ قرآن اللہ تعالیٰ سے مبائن ہے یہی حال ان کے سارے کلام کا ہے
اور اللہ تعالیٰ نے درخت میں کلام پیدا کر دیا تھا اسی کو حضرت موسیٰ نے سنا تھا اور [illegible]
کلام پیدا کیا تھا تو اسے جبریل نے سنا تھا اور اللہ کا کوئی ایسا کلام نہیں جو اس کی
ذات کے ساتھ قائم ہو[ل]
تفسیر جامع البیان مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی کے آخر میں ایک عربی کا رسالہ لگا ہوا ہے
اس میں بیان کیا ہے کہ جہمیہ اور معتزلہ کے مذاہب میں فرق یہ ہے کہ معتزلہ کہتے ہیں
اللہ نے حضرت موسیٰ ع سے حقیقت میں کلام کیا اور بولا تھا مگر یہ کلام اس طرح کا تھا کہ اللہ
نے کسی غیر چیز میں پیدا کر دیا تھا اس سے حضرت موسیٰ نے سن لیا اور وہ غیر چیز یا تو کوئی
درخت تھا یا ہوا یا اور دوسری چیز۔ اللہ کی ذات کے ساتھ کلام قائم نہیں ہو سکتا اسی طرح
نہ کوئی دوسری صفت جیسے قدرت مشیت رحمت حیات وغیرہ اسکی ذات کے ساتھ قائم
ہو سکتی ہے اور جہمیہ کبھی تو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ ع سے کسی طرح کلام نہیں کیا
اور کبھی یہ بات صاف طور پر تو منہ سے نہیں نکالتے کیونکہ اسمیں صریح دین اسلام اور دین نصاریٰ
اور یہود سے خلاف لازم آتا ہے بلکہ بظاہر اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے
حضرت موسیٰ ع سے کلام کیا مگر ساتھ ہی اتنی تاویل کر دیتے ہیں کہ اللہ نے اپنے کلام کو
غیر چیز میں پیدا کر دیا تھا اور دلیل اپنے مطلب پر یہ بیان کرتے ہیں کہ کلام کی حقیقت حروف
و آواز ہیں اور یہ دونوں محدث ہیں اور حروف و آواز اسی چیز کے ساتھ قائم ہوتے ہیں
جو متغیر ہو اور اللہ تعالیٰ متغیر نہیں پس اللہ کے ساتھ کلام قائم نہیں ہو سکتا۔
اسی رسالہ عربی میں ذکر کیا ہے کہ جہمیہ کو اس بات کا جو جواب دیا ہے اسکی تین قسمیں ہیں
یہ جواب تین گروہوں نے دئے ہیں۔
(۱) کلابیہ اور اشاعرہ اور ماتریدیہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ کے کلام کی حقیقت حروف

ل کتاب العقل والنقل
کما جاءت به ان
الجهمية والمشبهة
من المعتزلة قالوا ان
القرآن بائن من الله
ولكن الله ساكت كلامه
وزعموا ان الله خلق
كلاما كان الشجرة وتسمية
موسى وخلق كلاما
في الهواء

وآواز نہین بلکہ وہ تو ایک معنی اور مفہوم ہے جو متکلم کی ذات کے ساتھ قائم ہوتا ہے حروف اور آواز تو اس معنے کے بیان کرنے کے لئے ہین اور وہ معنے مامور کے اعتبار سے امر ہے اور بہ نسبت منہی عنہ کے نہی ہے اور مخبر بہ کے اعتبار سے خبر ہے جبکہ اس معنے کو عربی الفاظ مین ادا کیا تو قرآن کہلایا اور عبرانی مین ادا کیا تو توریت نام پایا اور سریانی مین ادا کیا تو انجیل نام ہوا پس کلام ایک ایسی چیز ہے جو ابھی دونون قسمون مین حقیقۃً مشترک ہے یا ایسا ہو کہ کلام خالق پر کلام کا اطلاق مجازی طور پر ہے اور کلام مخلوق پر اسکا اطلاق حقیقۃً ہے یہ راے متاخرین اصحاب مالک اور شافعی اور احمد اور ابو حنیفہ رحمہم اللہ کی ہے۔

(۲) اگرچہ کلام کی حقیقت حروف اور آواز ہی ہین لیکن یہ دونون چیزین محدث نہین یہ مذہب سالمیہ کا ہو جو ابو الحسن بن سالم کے اصحاب ہین انکی راے یہ ہے کہ قرآن مع حروف وآواز کے قدیم ہے اور اللہ اسی کے ساتھ متکلم ہے پہلا گروہ جس طرح کلام نفسی کو قدیم مانتا ہے یہ دوسرا گروہ برخلاف اُسکے کلام لفظی کو قدیم کہتا ہے انکی دلیل یہ ہے کہ بغیر حروف وآواز کے کلام کا ہونا عقلاً ممنوع ہے کوئی معنی امر ونہی اور خبر نہین ہوسکتا جس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ توریت اور انجیل اور قرآن ایک ہی معنی ہے اختلاف صرف عبارات مین ہے جو اس معنے پر دلالت کرتی ہین یہ اُسکی غلطی ہے اس تقدیر پر آیت کرسی اور قل ھو اللہ احد اور تبت یدا ابی لھب اور توریت اور انجیل ایک ہی چیز قرار پا جائینگے اس گروہ نے ابن کُلّاب کے قول کو تسلیم نہین کیا ہے یہ گروہ قرآن لفظی کو قدیم بتلاتا ہے اور اس صورت مین حروف اور آواز کی ذاتون کا قدیم ہونا لازم آتا کہ کہ یہ دونون اللہ کی ذات کو لازم ہین اور باو شین ومیم وغیرہ ہمیشہ سے موجود ہین اور موجود رہین گے کوئی شے اُن سے سابق نہین یہ سب اللہ کی ذات کے ساتھ ازل سے قائم ہین یہ دوسرا مذہب بعض اصحاب امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد اور امام ابو حنیفہ کا بنایا ہے۔

(۳) تیسرا گروہ کہتا ہے کہ ہمنے مانا کہ کلام کی حقیقت حروف اور آواز ہین اور حروف

وآواز محدث بھی ہین مگر ان کے محدث ہونے سے اگر یہ مراد ہے کہ انکا مخلوق ہونا اور اللہ سے منفصل ہونا واجب ہو تو یہ بات ممنوع ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ وہ قدیم نہین ہین تو یہ ہم بھی تسلیم کرتے ہین مگر ہم ایسے کلام کو جو قدیم نہو محدث بھی نہین قرار دیتے یہ گروہ اس بات کا قائل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے جو کلام کیا نہ وہ قدیم تھا نہ محدث اس فرقے کی یہ راے ہے کہ اللہ کی شان یہ ہے کہ جب چاہتا ہے کلام کرتا ہے اور جب چاہتا ہے نہین کرتا یہ بات بھی اُسی قبیل سے ہے جس طرح اسنے اپنے کلام مین فرمایا ہے خلق السموات والارض فی ستۃ ایام ثم استویٰ علی العرش یعنے اللہ نے آسمان وزمین چھ دن مین بنائے پھر عرش پر قرار پکڑا اور ثم استوی علی السماء وھی دخان پھر چڑھا آسمان کی طرف اور وہ دھوان تھا اور ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام والملائکۃ یعنے انکے پاس اللہ اور فرشتے ابر کے سائبانون مین آوین ایسی باتین قرآن مین بہت ہین اور حدیث مین اکثر مقامات پر آیا ہے کہ اللہ جب چاہتا ہے اپنے افعال اور کلام کو جو اُسکی ذات کے ساتھ قائم ہین واقع کرتا ہے پس جو اُس کی ذات کے ساتھ قائم ہے وہ اُسی کا کلام ہے نہ کسی غیر کا اور مخلوق خالق کے ساتھ قائم ہو نہین سکتا اور نہ رب مخلوق کا محل ہو سکتا ہے اللہ کی ذات پاک کے ساتھ وہی کلمات اور افعال قائم ہوتے ہین جن کو وہ چاہتا ہے اور یہ چیزین مخلوق نہین ہوتین مخلوق وہ ہی جو مبائن ہو اور اللہ کا کلام اُس سے مبائن نہین وہ اسی سے موجود ہے اُسی کے ساتھ قائم ہے یہ مذہب محدثین اور صوفیہ اور فقہا کا ہے۔

حافظ نے فتح مین کہا ہے کہ جہمیہ کی جو مذمت اہل سنت نے کی ہے تو وہ صرف مذہب جبری کی وجہ سے نہین بلکہ سلف نے اُنکی مذمت پر اسوجہ سے بھی اتفاق کیا کہ صفات الٰہی کے منکر ہین یہانتک کہ کہتے ہین قرآن اللہ کا کلام نہین اور وہ مخلوق ہے۔

اُستاد ابو المنصور ابو القاہر بن طاہر تمیمی نے کتاب الفَرق مین کہا ہے کہ مبتدعہ کے رئیس چار ہین اُن مین سے ایک جہم ہے جو اللہ کے اوصاف کا منکر تھا اور بندے کو مجبور محض بتاتا تھا اور کہتا تھا کہ اللہ کا علم حادث ہے اور اللہ کو متکلم نہ کہنا چاہیے

اور وہ اپنے بندون سے کلام نہین کرتا امام ابوحنیفہ سے منقول ہے کہ جہم نے نفی تشبیہ
مین یہانتک مبالغہ کیا کہ کہنے لگا اللہ تعالی کچھ چیز نہین بخاری نے عبد العزیز بن ابی سلمہ
کے طریق سے روایت کی ہے کہ جہم کا کلام ایک صفت بے معنے ہے اور ایسا مکان
جسکی بنیاد نہین ابن ابی حاتم نے معتمر بن سلمان کے ذریعہ سے خلاد طفاوی سے روایت
کی ہے کہ سلم بن احوز مازنی کو جو خراسان مین تھا خبر پہونچی کہ جہم اس بات کا منکر ہے
کہ اللہ تعالی نے حضرت موسیٰؑ سے کلام کیا تو اُسے قتل کرڈالا اور یہ واقعہ سنہ ۱۳۰ھ کا ہے
اور ابوالقاسم لالکائی کا قول کتاب السنۃ مین یہ ہے کہ جہم سنہ ۱۳۲ھ مین مارا گیا اور ابن
خلدون نے اپنی تاریخ مین کہا ہے کہ جس وقت مروان بن محمد کے قبضے مین زمام حکومت
آگئی اور اُسنے اپنی جانب سے عراق کی گورنری پر یزید بن عمر بن ہبیرہ کو مامور کیا
تو ابن ہبیرہ نے خراسان کی نیابت پر نصر بن سیار کو بحال رکھا نصر نے مروان کی بیعت کی
حرث بن شریح کو اس سے خطرہ پیدا ہوا کہ مجھے یزید بن ولید نے امان دی تھی نہ کہ مروان
نے ذہن مین یہ آنا تھا کہ نکل کھڑا ہوا اور اپنے ہوا خواہون کو جمع کرکے ایک لشکر مرتب
کرلیا نصر سے تحریک کی کہ شریک جماعت رہو جو کام کیا جائے شورے سے کیا جائے نصر نے
منظور نکیا تب حرث کے کہنے سے جہم بن صفوان نے کھڑے ہوکر نصر کے عادات وخصائل
بیان کرکے لوگون پر اُس امر کو جسکی اُسکو دعوت دی گئی ظاہر کردیا (اور وہ یہ ہے کہ
قرآن وحدیث پر عمل کرو) اس سے عوام الناس پر بہت بڑا اثر پڑا یون انبوہ جماعت
بڑھتی گئی نصر نے حرث کو کہلا بھیجا مین تمکو ماوراء النہر کی حکومت دیئے دیتا ہون ساتھ ہی ایک
تین لاکھ درہم بھی دونگا حرث نے اس سے انکار کیا ان واقعات کے بعد نصر وحرث
نے متفق ہوکے جہم بن صفوان ومقاتل بن حیان کو حکم مقرر کیا ان دونون نے
باتفاق راے یہ فیصلہ کیا کہ نصر معزول کردیا جائے اور حکومت خراسان کی بات شورے
ہونا چاہئے اور اہل خراسان جس سے راضی ہون وہی اُنکا امیر مقرر ہو کہ اُن مین حکم
عدل کے ساتھ کرے مگر نصر نے اس تجویز کو نامنظور کیا حرث نے اس انکار سے
مخالفت کی اور اعلان جنگ کرکے لڑائی کی تیاری کردی مگر شہر مرو پر سالم بن احوز مازنی

کے ہاتھ سے شکست پاکر بھاگا یہ سالم نصر کا ایک سردار تھا بعد ازان نصر نے جدیع بن علی
کرمانی کو بلا بھیجا یہ اُسوقت ازد و ربیعہ مین موجود اور حرث کا بہی خواہ تھا کرمانی بن علی
نے امان حاصل کرکے نصر کے پاس آیا باتون باتون مین نصر کے مصاحبین نے کرمانی سے
سخت کلامی کی جس سے اُسکو نصر کی طرف سے بدظنی پیدا ہوئی اُٹھکر چلدیا لیکن ایکے
ہمراہیون مین سے جہم بن صفوان کو گرفتار کرکے ان لوگون نے مارڈالا اور طبری نے
واقعات سنہ ۱۲۸ھ مین ذکر کیا ہے کہ ہشام بن عبد الملک کی طرف سے نصر بن سیار خراسان کا
گورنر تھا حرث بن شریح نے اُسپر خروج کیا اور جہم اُس وقت حرث کا میر منشی تھا اور جب
نصر نے جہم اور مقاتل کے فیصلے کو نامنظور کیا تو حرث اور نصر مین مدت تک لڑائی رہی یہانتک
کہ حرث سنہ ۱۲۸ ہجری مین مارا گیا جہم کی نسبت بعض کا قول یہ ہے کہ وہ بھی میدان جنگ
مین کام آیا اور بعض کہتے ہین کہ وہ پکڑا گیا اور نصر نے سالم بن احوز کو حکم دیا کہ اُس کی
گردن مار دے جہم نے معافی چاہی مگر سالم نے قتل کئے بغیر نہ چھوڑا اور وہ مقام مرو مین
قتل کیا گیا اور ابن ابی حاتم نے سعید بن رحمہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ جہم سنہ ۱۳۰ھ
مین مارا گیا اور ممکن ہے کہ حرث سے دو برس کے بعد جہم کا قتل واقع ہوا ہو پس کرمانی نے
جو یہ کہا ہے کہ ہشام بن عبد الملک کے ایام خلافت مین جہم مارا گیا یہ صحیح نہین شاید اسکو
سہو ہوگیا ہے کہ اُسکا ذہن جعد بن درہم سے جہم کی طرف منتقل ہوگیا جو ہشام کے
عہد مین خالد قسری امیر عراق کے حکم سے مارا گیا جو یہ کہتا تھا کہ اللہ نے حضرت ابراہیم کو
خلیل نہین بنایا اور نہ حضرت موسیٰؑ سے کلام کیا یہ مقالہ خاص جعد ہی نے اول اول
نکالا ہے جہم نے اُسکی تقلید کی ہے اسلئے اسکا نام مقالہ جہمیہ مقرر ہوگیا۔
اور بخاری نے کتاب خلق الافعال مین لکھا ہے کہ مجھے یہ خبر پہونچی ہے کہ جہم جعد بن درہم کا
شاگرد تھا اور جہم کا واقعہ قتل جعد کے واقعہ سے بہت بعد ظہور مین آیا ہے کہ وہ عہد ہشام
بن عبد الملک کا نہ تھا شاید کرمانی کو یہ دھوکا اس روایت سے ہوا ہے جو ابن ابی حاتم
نے صالح بن احمد بن حنبل کے طریق سے روایت کی ہے اُنھون نے کہا ہے مین نے
ہشام بن عبد الملک کے دفتر مین نصر بن سیار حاکم خراسان کے نام اس مضمون کا

حکم دیکھا ہے کہ ایک آدمی نے جس کا نام جہم ہے تجھ پر شورش کر رکھی ہے اگر تو اُس پر
فتحیاب ہو تو اُسکو قتل کر ڈالیو کرمانی نے اِس سے یہ خیال کر لیا ہوگا کہ ہشام کے عہد میں
جہم مارا گیا ہے حالانکہ اِس حکم سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ہشام کے وقت میں مارا گیا ہو
اسلئے کہ جہم نصر سے لڑتا رہا ہو اور ہشام کے عہد میں نصر اُسپر کامیاب نہوا ہو بعد انتقال
ہشام کے جہم کو شکست دیکر اسکو قتل کیا ہو۔

تذکرۃ المذاہب وغیرہ میں جہمیہ کے اتنے نام اور فرقے لکھے ہیں۔ معطلیہ۔ مرابصیہ
مترافیہ۔ واردیہ حرقیہ۔ مخلوقیہ۔ نمیریہ۔ فانیہ۔ زنادقیہ۔ قبریہ۔ واقفیہ۔ لفظیہ۔

معطلیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات مخلوق ہیں۔

مرابصیہ کہتے ہیں کہ اللہ کے علم و قدرت اور مشیت مخلوق ہیں۔

واردیہ کہتے ہیں کہ جو دوزخ میں داخل ہوگا پھر وہ اُس سے باہر نہ نکلے گا اور مؤمن
دوزخ میں داخل نہ ہونگے۔

حرقیہ کہتے ہیں کہ دوزخی جلیں گے مگر نہ اس طرح کہ اُنکا اثر باقی نہ رہے۔

مخلوقیہ کہتے ہیں کہ قرآن مخلوق ہے۔

نمیریہ کہتے ہیں کہ حضرت سرور عالم حکیم ہیں نہ رسول۔

فانیہ کہتے ہیں کہ جنت و دوزخ فنا ہو جائینگی۔

زنادقیہ کہتے ہیں کہ معراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو ہوا تھا نہ جسم کو اور اللہ نہ قیامت میں
دکھ سکتا ہے نہ خواب میں اور یہ قیامت کے منکر ہیں اور عالم کو قدیم جانتے ہیں۔

قبریہ عذاب قبر کے منکر ہیں۔

واقفیہ کہتے ہیں کہ یہ معلوم نہیں کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔

لفظیہ کہتے ہیں کہ قرآن قاری کا کلام ہے نہ اللہ کا بحر الانوار مصنفہ مولوی وکیل احمد
سکندر پوری سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ یہ کہتے تھے کہ ہم جو قرآن کا تلفظ کرتے ہیں
تو یہ لفظ جو ہمارے منھ سے نکلتے ہیں مخلوق ہیں اُنکو وہ لوگ جو الفاظ قرآن کو بھی قدیم
سمجھتے تھے مبتدع کہتے تھے اور اُنکا نام لفظیہ رکھا تھا چونکہ محمد بن اسماعیل بخاری کا بھی

یہی مذہب تھا اسلئے انکو محمد بن یحیی بن عبد اللہ خالد بن فارس ذہلی لفظیہ کہتے تھے اور ذہلی
ایک ایسے جلیل الشان محدث ہیں جنھیں ابن داؤد امیر المؤمنین فی الحدیث اور ابو حاتم
امام اہل زمان کہتے تھے اور جنسے بخاری ایسی احادیث کی روایت کرتے ہیں جنکو بخاری
نے اپنے مشائخ سے نہیں پایا اور سوائے انکے کسی سے وہ روایت نہیں ملی ذہلی محمد بن اسمٰعیل
بخاری کو مبتدع کہتے تھے اور قابل مجالست نہیں سمجھتے تھے بلکہ ذہلی نے یہ حکم دیا کہ جو شخص
بخاری کے پاس جائے اُسکو متہم سمجھنا چاہیے اسلئے کہ بخاری کی مجلس میں ایسا ہی شخص
حاضر ہوگا جو اُنکے مذہب پر ہوگا جب بخاری نیشاپور میں رہنے لگے تو مسلم بن الحجاج
بخاری کے پاس زیادہ آتے جاتے تھے جب ذہلی و بخاری میں مسئلہ لفظ میں اختلاف ہوا
تو لوگوں کو منع کیا کہ وہ بخاری کے پاس نہ جائیں چنانچہ لوگوں نے بخاری کے پاس کا جانا
چھوڑ دیا مگر مسلم نے نہ مانا اور برابر بخاری کے پاس جاتے تھے ذہلی نے ایک دن کہا
کہ جو شخص لفظ کا قائل ہو اُسے یہ حلال نہیں کہ ہماری مجلس میں حاضر ہو چونکہ مسلم
قائل بہ لفظ تھے وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور چادر عمامے پر ڈال لی اور چلے گئے اور احمد
بن سلمہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے تب ذہلی نے یہ کہا کہ یہ شخص میرے شہر میں نہ رہے تو بخاری
ڈرے اور اُنھوں نے سفر اختیار کیا چنانچہ اِس قصے کو ذہبی نے سیر اعلام النبلاء میں
لکھا ہے ذہبی اُس میں لکھتے ہیں قال الحاکم انبأنا ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب
الاحزم سمعت ابن علی المخلدی سمعت محمد بن یحیی یقول قد اظہر ہذا البخاری
قول اللفظیۃ واللفظیۃ عندی شر من الجہمیۃ یعنے محمد بن یحیی کہتے تھے کہ اِس بخاری نے
لفظیہ کا قول ظاہر کیا اور میرے نزدیک لفظیہ جہمیہ سے بُرے ہیں۔

ابن تیمیہ نے اپنے رسالے میں جو خاص اللہ کے کلام کرنے کی بحث میں لکھا ہے یہ چار نام
بھی ذکر کئے ہیں **خلقیہ** اور **حدوثیہ** اور **اتحادیہ** اور **اقترانیہ**۔
بعض رسائل میں لکھا ہے کہ **جہمیہ اتحادیہ** جنکو اپنے مذہب میں نہایت غلو ہے
اس بات کے معنی ہیں کہ جو کچھ ہمکو الہام حاصل ہوتا ہے وہ اُس چیز سے افضل ہے جو
حضرت موسیٰ کو حاصل ہوئی تھی (مراد اس سے اللہ کا حضرت موسیٰ سے کلام کرنا ہے)

دوم بکریہ یہ بکر بن اخت عبدالواحد کے اصحاب ہین یہ شخص اس عقیدے مین نظام کے
موافق تھا کہ انسان صرف روح ہے اور یہ بھی زعم کرتا تھا کہ اللہ قیامت کے دن ایک
ایسی صورت مین دکھائی دیگا جسکو وہ پیدا کریگا لوگ اُسی صورت سے بات چیت
کرینگے صاحب کبیرہ منافق ہی دوزخ کے سب سے تلے کے طبقے مین ہوگا اسکا حال کافر کے
حال سے بھی بدتر ہے پیاز اور لہسن کے کھانے کو حرام بتاتا تھا وضو کو قراقر شکم سے واجب
کہتا تھا اور حضرت ابوبکر کی خلافت پر نص ہونے کا قائل تھا۔

سوم ضراریہ یہ ضرار بن عمرو کے اصحاب ہین یہ منفرد تھا ساتھ کئی مقالات کے
کہتا تھا اللہ کی رویت قیامت کے دن ایک اور حاسہ سے ہوگی جو ان حواس خمسہ سے
زائد ہوگا اور ابن مسعود اور ابی بن کعب کی قرارت کا منکر تھا اور کہتا تھا انکی قرارت کے
مصحف وہ قرآن نہین جسکو اللہ نے نازل کیا ہے اور عامۂ مسلمین کے دین مین شک
کرتا تھا اور کہتا تھا شاید یہ لوگ کفار ہین۔ جسم کو اعراض مجتمعہ بتاتا تھا شہرستانی
ملل ونحل مین کہتا ہی کہ حفص فرد بھی مسئلہ تعطیل مین ضرار کے موافق ہے کیونکہ دونو کا
قول یہ ہی کہ باری تعالی کو جو عالم اور قادر کہتے ہین اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ وہ جاہل اور
عاجز نہین اور اُسکے واسطے ایسی ماہیت ثابت کرتے ہین جسکو سوا اُسکے کوئی نہین جانتا
اور کہتے ہین کہ یہ قول امام ابوحنیفہ اور اُن کے اصحاب کی راے کے مطابق ہے اُسکے
تابعین نے اُسکے قول کی یون تاویل کی ہے کہ مراد ضرار کی اس قول سے کہ اللہ کے لئے
ایک ماہیت ہے اُسکی ذات سے علٰحدہ یہ ہے کہ اللہ پر اسکا نفس ظاہر ہے وہ اُسے بخوبی
جانتا ہی کسی قسم کی دلیل اور خبر کی اُسکو ضرورت نہین ہے اور ہم اُسکو دلیل اور خبر سے
جانتے ہین اور بندے کے کام اللہ کے پیدا کئے ہوئے ہین بندہ اُن کا کاسب ہی اور
جائز ہے کہ ایک فعل دو فاعلون مین مشترک ہو اور اہل سنت کا یہ قول ہے کہ ایک چیز دو قدرت
مؤثرہ کا مقدور نہین بن سکتی بلکہ دو قدرت کا سبب بھی ایک مقدور سے متعلق نہین
ہو سکتین پس زید کو خالد کے کام پر قدرت حاصل نہوگی۔ اور ضرار کہتا تھا کہ جائز ہے
کہ اللہ اعراض کو اجسام سے بدل دے اور کہتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد

صرف اجماع صحابہ کا حجت ہی پس احکام دین مین خبر احاد نامقبول ہے کہتا تھا کہ اللہ کا
پہچاننا عقلا واجب نہین جب تک رسول نہ آئین اور حرام و حلال کو نہ بتائین اُسکی
معرفت واجب نہین اسکے نزدیک امامت غیر قرشی کی بھی جائز ہے بلکہ جب قرشی اور گنوار
مسلمان جمع ہون تو گنوار کو اس منصب کے لئے منتخب کرنا چاہیے کیونکہ اُسکے طرفدار
کم ہونگے پس کوئی کام شرع کے خلاف کریگا تو اُسکا معزول کرنا آسان ہوگا اگرچہ معتزلہ
بھی امامت غیر قرشی کی جائز رکھتے ہین مگر قرشی پر اُسکو تفوق نہین دیتے۔

مؤید الافاضل اور تذکرۃ المذاہب وغیرہ مین جبریہ کے اتنے نام اور فرقے لکھے ہین
مضطریہ۔ افعالیہ۔ معیہ۔ مفروغیہ۔ بخاریہ۔ متمنیہ۔ کسلیہ۔ سابقیہ۔ حبیبیہ
خوفیہ۔ فکریہ۔ حسبیہ۔

مضطریہ اس لئے کہتے ہین کہ انکے نزدیک خیر و شر اللہ کی طرف سے ہے بندے کو
انکے صدور مین اختیار نہین۔

افعالیہ اس لئے کہتے ہین کہ ان کے نزدیک بندے سے افعال صادر ہوتے ہین
مگر اُن پر بندے کو قدرت نہین۔

معیہ یہ نام انکا اسلئے ہوا کہ انکا قول ہے کہ فعل و قدرت دونون بندے کو حاصل ہین

مفروغیہ اسلئے کہلاتے ہین کہ جو کچھ واقع ہوتا ہے وہ بغیر اختیار کے ہوتا ہے۔

بخاریہ یہ کہتے ہین کہ بندون کو جو اللہ پاک سزا دیتا ہے وہ اپنے افعال کی وجہ
سے دیتا ہے نہ بندون کے افعال پر۔

متمنیہ اسلئے کہتے ہین کہ انکے نزدیک یہ بات مقرر ہے کہ جس چیز پر نفس ٹھہر جائے اور اُسے
اختیار کرے وہ خیر ہے اور جس کو نفس چھوڑ دے اور مکروہ جانے وہ شر ہے۔

کسلیہ یون کہلاتے ہین کہ انکے نزدیک ثواب و عذاب نیک و بدکام کے سبب سے نہین حاصل ہوتے
اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ کسبیہ ہے اور بحر المذاہب مین یون ہی ہی

سابقیہ یہ نام انکا اسلئے مقرر ہوا کہ انکا زعم یہ ہی کہ سعادت و شقاوت بندونکی تقدیر ازل سے
مقرر ہو چکی ہین نہ انھین طاعت سے نفع پہونچیگا نہ گناہ سے ضرر ہو۔

جیبیہ ان کو اس لئے کہتے ہین کہ اُن کا قول ہے کہ حبیب اپنے حبیب کو عذاب نہین دیتا اور اللہ ہمارا حبیب ہو۔

فکریہ اس لئے مشہور ہوئے کہ ان کے نزدیک فکر عبادت سے افضل ہے جس کے جتنے عمل زیادہ ہوتے ہین اُسکی اتنی ہی تکالیف ساقط ہو جاتی ہین اور خلق پر اُس کی احتیاج کا پورا کرنا واجب ہے اور وہ مسلمانون کے مال مین شریک ہے سو جو اُسے منع کرے وہ ظالم ہے۔

خوفیہ اس لئے کہتے ہین کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ حبیب سے حبیب کو خوف نکرنا چاہئے اور اللہ ہمارا حبیب ہو۔

حسبیہ یہ توریث اور وراثت کے منکر ہین۔

انہی جبریہ مین سے ایک فرقہ کا نام **بطیخیہ** ہے یہ اسماعیل بطیخی کے تبع ہین اور دوسرے کا **صباحیہ** کہ ابو صباح بن معمر کی طرف منسوب ہین۔

فرقۂ قدریہ

قدریہ بفتح دال اور کبھی سکون دال سے بھی استعمال کرتے ہین کذا فی المرقاۃ اور یہ قدریہ منسوب ہین قدر کی طرف کیونکہ وہ کہتے ہین کہ بندون کے تمام افعال مین بندون کی قدرت جو اللہ کی پیدا کی ہوئی ہوتی ہے مؤثر ہوتی ہے پس بندہ اپنے افعال کا آپ خالق ہے قضا و قدر الٰہی کو اُس مین دخل نہین اور اپنے کامون مین بندہ محتاج خدا کا نہین ہو قدریہ اور جبریہ فرقے دونون ایک دوسرے کی ضد ہین کیونکہ یہ عبد کو قادر و مختار کہتے ہین اور جبریہ بالکل عاجز و مجبور بتاتے ہین ابو المنتہی نے شرح فقہ اکبر مین لکھا ہے کہ قدریہ عام ہے اور معتزلہ خاص ہے اسلیئے کہ تمام معتزلہ قدریہ ہین اور بعض دوسرے فرقے بھی قدریہ ہین پس کل معتزلہ قدریہ ہوئے اور کل قدریہ معتزلہ نہین ہوئے پہلی جو بدعت زمانۂ صحابہ مین نکلی وہ یہی مذہب قدریہ کا ہے سب سے پہلے جسنے اس مسئلے کو چھیڑا **معبد بن خالد جہنی** ہے جب بصرے مین اُسنے اس مسئلے مین

گفتگو شروع کی تو بہت سے اہلِ بصرہ اُسکی رائے پر چلنے لگے معبد نے اس رائے بدعت انگیز کو ایک شخص سے لیا تھا اُسکا نام **ابو یونس سنسویہ** تھا اُسکو **اسواری** کہتے تھے جب یہ فتنہ بڑھا تو حجاج نے بحکم عبد الملک بن مروان سنہ ہجری مین اُسکو عذاب کر کر سولی پر چڑھا یا یہ خبر جب عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو پہونچی اور اُنھون نے بات چیت معبد جہنی کی سنی تو قدریہ سے بیزاری ظاہر کی ایک جماعت اس بدعت مین معتقد معبد کی ہو گئی تھی اور ابن سیار نظام اور ہشام بن عمرو فوطی اور اصم کو قدر مین بڑا مبالغہ تھا۔ قاضی عطا ابن یسار بھی معتقد قدر کے تھے وہ اور معبد دونون حسن بصری کے پاس آتے جاتے اور کہتے کہ یہ لوگ خونریزی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ہمارے اعمال اللہ کی تقدیر پر جاری ہین حسن نے کہا یہ اعدا اللہ جھوٹے ہین **تنبیہ** قدریہ کی منشا اس قول سے کہ بندہ خالق افعال ہے یہ نہین ہے کہ وہ صفت خالقیت مین اللہ تعالیٰ کی مثل ہے اور جو قوت و استقلال اللہ تعالیٰ کو اس صفت مین حاصل ہے ویسے ہی بندے کو بھی حاصل ہے بلکہ وہ بندے کی خالقیت کو غیر مستقل جانتے ہین اس لئے کہ بندہ اپنے افعال کے پیدا کرنے مین اُن اسباب اور آلات کا محتاج ہے جو باری تعالیٰ نے پیدا کئے ہین پس بندے کی اور خدا کی خالقیت مین زمین و آسمان کا فرق ہے بس جن لوگون نے یہ کہا ہے کہ قدریہ جو بندے کو خالق اُسکے افعال کا جانتے ہین اُن کے مذہب پر بے گنتی خدا لازم آتے ہین اسی طرح جنھون نے یہ کہا کہ مجوسیون اور قدریون مین یہ فرق ہے کہ مجوس خالق شرور و قبائح کو سوائے ذات یزدان کے جانتے ہین اور اُسے شریک الوہیت بتاتے ہین مگر ایک ہی شریک مانتے ہین زیادہ کی شراکت کے قائل نہین اور قدریہ ہر مور ضعیف اور سگ و گربہ کو خدا کا شریک خلق و ایجاد مین جانتے ہین یہ سر اسر تعصب ہو چونکہ ہمارے علمائے ماتریدیہ کو اُنکی رائے کے ابطال مین بہت کچھ اصرار تھا اسواسطے بیانات مین بڑا مبالغہ کیا ہے اور اُنکی گمراہی کے اثبات مین دفتر کے دفتر سیاہ کر ڈالے ہین اور یہانتک کہدیا ہے کہ قدریہ مجوس سے بھی بدتر ہین کہ ہر بشر کو خالق اپنے افعال کا جانتے ہین مجوس تو خدا کا ایک ہی شریک بتاتے ہین اور یہ بے تعداد شریک

ثابت کرتے ہین لیکن قدریہ کو مشرک کہنا جائز نہین اسلئے کہ شرکت یا الوہیت مین ہوتی ہی یا عبادت مین الوہیت مین خدا کا شریک مجوس ثابت کرتے ہین اور عبادت مین بت پرست قدریہ بیچارے تو بندے کو خالق یا مخترع غیر مستقل بتاتے ہین مگر حدیث مین جو وارد ہے القدریۃ مجوس ھذہ الامۃ قدری اس امت کے مجوس ہین اس لئے بعض علما کہتے ہین کہ قدریہ کافر ہین بعد اسکے اختلاف ہی کہ کفر انکا تاویلی ہے یا ارتدادی مگر قول مختار یہ ہے کہ کافر نہین بلکہ فاسق ہین کیونکہ یہ بھی قرآن وحدیث سے استدلال کرتے ہین پس جو علما انکو کافر کہتے ہین وہ تو انکے حق مین رعایت حقوق اسلام سے منع کرتے ہین اور جو فاسق کہتے ہین وہ جائز رکھتے ہین اور اس حدیث کو زجر و تغلیظ اور اُن کے اعتقاد کی بُرائی بیان کرنے پر حمل کرتے ہین اور حق یہ ہے کہ قدریہ کو مجوس جو کہا ہے سو مراد اس سے صرف تشبیہ ہی جسمین یہ ضرور نہین کہ مشبہ سب طرح کی مماثلت اور مشابہت مین مشبہ بہ کا مساوی ہو اور تمام احکام مین دونون شریک ہون بلکہ سالمی کہتا ہے کہ اس حدیث کا مصداق قدریہ مین سے صرف وہ فرقہ ہے جسے شیطانیہ کہتے ہین اور محمد بن نعمان شیطان الطاق کی طرف منسوب ہی۔

فرقہ مشبہ

بیان کرتے ہین کہ جسنے سب سے پہلے تشبیہ کا قول ظاہر کیا وہ شیبان خارجی ہی جسکے متبعون کو شیبانیہ کہتے ہین اُسنے مروان بن محمد کے عہد مین خروج کیا تھا اور سنہ ۱۳۰ھ مین مر گیا اور بعض کہتے ہین کہ خلیفہ سفاح کے سپہ سالار کے ہاتھ سے شکست پا کر سنہ ۱۳۳ھ مین والی عمان کے ہاتھ سے مارا گیا اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ ابو مسلم خراسانی کے ایک افسر کے مقابلے مین کام آیا مشبہ کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کے ساتھ مشابہ ہی اسی لئے جناب باری کی تمثیل محدثات کے ساتھ دیتے ہین اللہ کی صفات کے ثابت کرنے مین انکو بڑا غلو ہے یہ معتزلہ کی ضد ہین جو اللہ کے لئے صفات ثابت نہین کرتے کیونکہ اثبات صفات مین اللہ تعالیٰ کی تشبیہ لازم آتی ہے اور جنے اللہ کو اُسکی مخلوق کے

ساتھ

ساتھ تشبیہ دی وہ مشرک ہو اسی طرح یہ لوگ اور جو انکی طرح اللہ کے لئے صفات ثابت نکرین وہ معطلہ کہلاتے ہین اور اہل سنت یہ کہتے ہین کہ تعطیل اور تشبیہ دونون کی نفی کی جائے تعطیل یہ ہے کہ اُس ذات مقدس کے لئے صفات کمال ثابت نکرین اور تشبیہ اسے کہتے ہین کہ اُسکے واسطے صفات کمال اس نہج سے ثابت کرین کہ مخلوق کے ساتھ مشابہت پیدا ہو جائے اور مثال دونون قسمون کی اس طرح ہے کہ جب کہین کہ خدا عالم نہین ہے یا عالم کا اطلاق خدا پر نکرنا چاہئے یہ تعطیل ہوگی اس لئے کہ صفت علم سے کہ جو صفت کمال ہو اُسکو معطل اور معرا کر دیا اور اگر یون کہین کہ جس طرح ہم عالم ہین خدا بھی عالم ہے یہ تشبیہ ہو اس لئے کہ خدا کو صفت علم مین مخلوق سے مشابہ کر دیا ہے اور اگر کہین کہ خدا کو علم حاصل ہے اس طرح کہ ہمارے علم سے اُسکے علم کو کسی طرح مشابہت نہین یہ صورت علم کے اثبات اور تشبیہ کی نفی ہے اسی طرح سمع اور بصر اور تمام صفات کو خیال کر لینا چاہئے اور توضیح اسکی یہ ہے کہ ہم اشیا کو اپنی آنکھ سے دیکھتے ہین اور اس دیکھنے مین ہمکو کمال حاصل ہوتا ہی مگر یہ کمال نقصان سے خالی نہین اسلئے کہ ہمکو یہ کمال قوت باصرہ اور عضو مخصوص کی اعانت کے بدون حاصل نہین ہوتا یہی بہت بڑا نقصان ہی کہ ہمارے عجز کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اور خدا پاک ہے اس سے کہ کوئی عضو یا جز رکھتا ہو یا کسی چیز کے ادراک مین کسی عضو کی طرف احتیاج پڑے اور ہمارا علم عدم کے بعد حاصل ہوا ہے اور خدا اس سے منزہ ہے کہ اُسکو علم جہل کے بعد حاصل ہوا ہو اور ہمکو کسی شے پر علم جب آتا ہے کہ اُس کا مفہوم خاطر نشین ہو جائے اور یہ بھی ہمارے نقصان کی وجہ سے ہے اور خدا محل حوادث ہونے سے منزہ ہے اور جب چیز غائب ہو جاتی ہے تو ہمارا علم بھی زائل ہو جاتا ہے اور خدا مین علم کا زوال محال ہے اور ہمارا علم علتون کا معلول ہے اور خدا کے علم کے واسطے علت کی ضرورت نہین حاصل یہ ہے کہ خدا کے لئے اشیا کا علم اسطرح ثابت کرنا چاہئے جس مین کمال پیدا ہو اور نقصان کے وجوہات جو ہمارے علم مین لازم ہین اُن کی نفی کرنا چاہئے۔ شہرستانی ملل و نحل مین کہتا ہے کہ امام مالک بن انس

اور امام احمد بن حنبل اور داؤد بن علی بن محمد اصفہانی المعروف بہ داؤد ظاہری
نے باوجودیکہ متشابہات کو اُنکے معانی ظاہری پر حمل کیا اور تاویل کی طرف متوجہ نہوئے
لیکن کہا کہ ہمکو یقین ہے کہ اللہ کسی چیز کے مشابہ نہین ہے اور نہ کوئی چیز مخلوق میں سے
اُسکے مشابہ ہو سکتی ہے اور تشبیہ سے احتراز کیا۔ اور داؤد جواربی اور نعیم بن حماد
مصری وغیرہ اصحاب حدیث کہتے ہین کہ اللہ ذی صورت ہے اُس کے لئے اعضا ہین
اور بعض نے کہا ہے کہ ابن تیمیہ اور ابن قیم اور داؤد ظاہری اور ابن حزم
اور شوکانی یہ پانچون بڑے بھاری مجسمہ ہین اور اس ملت کے خلفا ہین۔
کتاب میسر مین حنابلہ کو بھی مجسمہ مین شمار کیا ہے اور مجسمہ کو اہل بدعت قرار دیا ہے۔
یہ یاد رہے کہ بعض آیات واحادیث مین ایسے الفاظ ہین جنکے ظاہری معانی اللہ تعالیٰ
کی جسمیت پر دلالت کرتے ہین مثلاً الرحمن علی العرش استوی یعنے وہ بڑے مرتبہ والا
عرش پر قائم ہوا وجاء ربك والملك صفا صفا یعنی جبکہ آویگا تیرا پروردگار اور
آوینگے فرشتے صفون کی صفین ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی
پھر نزدیک ہوا پس اُترآیا پھر رہگیا فرق دو کمان کی برابر یا اس سے بھی نزدیک
ید اللہ فوق ایدیھم یعنی اللہ کا ہاتھ اُنکے ہاتھ کے اوپر ہے ویبقی وجہ ربك
یعنی باقی رہیگا مُنھ تیرے رب کا ویوم یکشف عن ساق جس دن کھولی جائیگی
پنڈلی اور ابوہریرہؓ سے صحیح بخاری ومسلم مین مروی ہے و اما النار فلا تمتلے حتے
یضع اللہ رجلہ یعنی دوزخ نہین بھرے گی یہانتک کہ اللہ تعالیٰ اُسمین اپنا پاؤن
رکھیگا اور ابوہریرہؓ سے بخاری ومسلم نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے
لما قضی اللہ الخلق کتب کتابا فھو عندہ فوق عرشہ جبکہ مقدر کیا اللہ تعالیٰ نے
پیدا کرنا مخلوق کا تو ایک کتاب لکھی پس وہ کتاب اللہ تعالیٰ کے پاس ہے عرش پر ہی
اور ابوہریرہؓ سے بخاری ومسلم نے روایت کی ہے ینزل ربنا تبارك وتعالیٰ کل لیلۃ
الی السماء الدنیا نزول فرماتا ہے رب ہمارا ہر رات مین طرف آسمان دنیا کے اور احمد
اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابوامامہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا

وعدنی ربی ان یدخل الجنۃ من امتی سبعین الفا بلا حساب علیھم ولا
عذاب مع کل الف سبعون الفا وثلث حثیات من حثیات ربی وعدہ کیا ہے
مجھسے پروردگار میرے نے کہ داخل کریگا بہشت مین میری امت سے ستر ہزار
بلا حساب وعذاب کہ ہر ہزار کے ساتھ ستر اور تین لپین میرے رب کے لپونسے ہونگے
اور عبد اللہ بن مسعودؓ سے بخاری ومسلم نے روایت کی ہے ان اللہ یمسك السموات
یوم القیامۃ علے اصبع والارض علی اصبع الخ یعنے اللہ تعالیٰ تھامے گا قیامت کے دن
آسمانون کو ایک انگلی پر اور زمین کو دوسری انگلی پر اور عبد اللہ بن عمر سے مسلم نے
روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے ان قلوب بنی آدم بین اصبعین من اصابع
الرحمن تمام بنی آدم کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیون کے درمیان ہین بخاری ومسلم نے
روایت کی ہے یمین اللہ ملأی یعنی اللہ کا داہنا ہاتھ بھرا ہوا ہے جواب اسکا یہ ہے
کہ یہ کلام ظاہری اور ظنی ہین اور اللہ تعالیٰ کا جسمیت سے منزہ ہونا یقینی ہے اور
یقینیات کے مقابلے مین ظنیات کا اعتبار نہین اور یہ بھی مسلمات سے ہے کہ جبکہ دو
دلیلین آپس مین مخالف ہون تو اُنپر اس طرح عمل کرنا چاہیے کہ ظواہر کی تاویل
کر دینا چاہیے اور اس تاویل کی دو صورتین ہین ایک تاویل اجمالی وہ یہ ہے
کہ اعتقاد کرے کہ جو کچھ اُنسے مراد ہے وہ حق ہے اور اُنکی کیفیت کو معلوم کرنے کے
درپے نہو اور تفصیل اُنکی اللہ تعالیٰ کے تفویض کر دے پس استویٰ حق تعالیٰ عرش پر
اور اسی طرح ید و وجہ و ساق و قدم و اصبع وحثیات وغیرہ کہ قرآن وحدیث
اسپر ناطق ہین خبر متواتر اور اجماع سلف سے ہمکو پہونچا ہے کہ یہ الفاظ اپنے معانی
ظاہری پر محمول ہین مذہب سلف یہی ہے اور سلف نے یہی اختیار کیا ہو اور صحابہ کا
سارا عصر اسی حالت پر گذرا تھا یہانتک کہ اکثر متکلمین متاخرین نے دوسری راہ
تاویل تفصیلی کی اختیار کی مثلاً مراد استوا سے استیلا اور ید سے قدرت اور وجہ
سے ذات ہے اور مراد قدم سے حدیث نار مین قدم بعض مخلوقات الٰہی کا ہے اور
رب کے نزول فرمانے سے مراد یہ ہے کہ حکم اُسکا اور رحمت اسکی یا ملائکہ اُس کے

اُترتے ہین اور چشیات امینی لبیین یا شمیان کنایہ ہے کثرت اور مبالغہ سے اور اصبع کنایہ ہے
تصرف اور غلبہ قدرت اور عظمت الٰہی سے اور اصلی معنی مراد نہین ذہبی نے سیر النبلا مین
قتیبہ اور علی بن مدینی اور اسحاق بن راہویہ اور مزنی اور ابو حاتم رازی وغیرہ سے نقل
کیا ہے کہ اس قسم کے الفاظ کی تاویل نہین کرتے تھے ظاہری معنے پر حمل کرتے تھے
اور بھی ذہبی نے کتاب العرش مین اسی قسم کے اقوال کہ جنسے یہ ثابت ہوتا ہے کہ
حق جل شانہ عرش پر ہے بلا کیف صدہا صحابہ اور تابعین اور فقہا اور محدثین سے نقل
کئے ہین اور احادیث نبویہ بھی جو اللہ تعالیٰ کے عرش پر ہونے پر دلالت کرتی ہین
ذکر کی ہین اور کتاب فقہ مالکی مین لکھا ہے کہ اللہ کی ذات عرش پر ہے اور اس کا
علم ہر مکان مین ہے ۔ اور ملا علی قاری کی شرح قصیدۂ بدء الامالی اور ابن ہمام حنفی
مؤلف فتح القدیر کی مسایرہ اور ابن عبد العزیز بخاری حنفی کی کتاب کشف الاسرار
شرح اصول بزدوی اور ابو شکور حنفی کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب صحابہ
وغیر صحابہ و ائمہ وغیر ائمہ حنفیہ وغیر حنفیہ سب کا یہ ہے کہ حق جل شانہ کی فوقیت عرش پر
و ید و وجہ وغیر صفات بلا کیف ہین اور تاویل کرنا ان سب کی صحیح نہین تاویل کا منشا
صرف اسیقدر رہی کہ جب مجسمہ نے اس قسم کی آیات واحادیث سے تجسم کا خیال کیا
تو علما نے اُنکے الزام واسکات کے واسطے تاویل کرنا شروع کیا نہ اس غرض سے
کہ یہ معانی ماول مراد ہین بلکہ اس غرض سے کہ تجسم کا شبہ دفع ہو جائے ورنہ یہ الفاظ
سب معانی ظاہرہ پر محمول ہین اور کیفیات ان سب کی مجہول ہین اور اسمین تجسم بھی لازم
نہین آتا ہے کیونکہ جب کیفیت مجہول کی گئی اور اس بات کا بھی خیال رہا کہ اللہ
کے مثل کوئی شے نہین ہے اور تنزیہ پورے طور پر کی گئی تو تجسم کسی طرح لازم نہ آئیگا
پس مراد الٰہی پر ایمان لانا چاہئے اور ان کی تاویلات سے سکوت اولیٰ ہے ۔
اور یہ جو اس قول کے رد مین کہا ہے کہ اگر اسی طرح ہو تو قرآن معلوم المعنی نہ رہے
اسکا جواب یہ ہے کہ قرآن کے نزول کا فائدہ صرف فہم معانی مین منحصر نہین کہین
مجرد ایمان ہی مطلوب ہوتا ہے چنانچہ متشابہات مین یہی منظور رہے ۔

تاویل الاحادیث مین شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ صفات تشبیہی باری تعالیٰ
مثل ہاتھ پاؤن وغیرہ مین صراط مستقیم یہی ہے کہ اُنکے ظواہر پر چھوڑا جائے اور
اُن کی کیفیت وجود سے بحث وتفتیش نکی جائے اور مجملاً یہ اعتقاد رکھے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ
نے ان الفاظ سے ارادہ کیا ہے وہی حق ہے اور باوجود ظاہر پر چھوڑنے کے یہ نہ کہے
کہ یہ ارادہ کیا ہے اور وہ ارادہ نہین کیا کیونکہ نہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مسائل
کی تحقیق کیفیت مین بحث کی اور نہ اُنکے اصحاب نے اور نہ تابعین نے ایسی تدقیقات
مین اول معتزلہ مشغول ہوئے کہ اُنھون نے فلاسفہ سے جو اسلام کے مخالف تھے
ایسی باتین چرائین پھر بعض اہل سنت نے بھی ایسی تدقیقات مین معتزلہ کی موافقت کی
شرح عمدۃ النسفی مین لکھا ہے کہ مشبہہ کے نزدیک کسی شے کا وجوب عقل کے ذریعہ سے ثابت
نہین ہوتا پس نہ ایمان باللہ کو عقل واجب کرتی ہے اور نہ عقل سے ایمان کی خوبی اور
کفر کا قبح دریافت ہو سکتا ہے بلکہ یہ سب باتین شرح سے جانی جاتی ہین ۔
مشبہہ کے مختلف فرقے ہین بعض تو اتنا ہی کرتے ہین کہ اللہ کو مخلوق کے ساتھ مشابہ کرتے
ہین اور حادثات کے ساتھ اسکی تمثیل بیان کرتے ہین مثلاً کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ مانند
اجسام کے ہے اور گوشت اور خون کی مثل ہے اور بعض یہانتک غلو کرتے ہین کہ اُسکو
مخلوق اور حادث بنا دیتے ہین اسلئے کہ کہتے ہین وہ جسم ہے اور خون ہو اور گوشت ہو
ایسے فرقے مجسمہ کہلاتے ہین اور ان مین سے سب ایک ہی طریقے پر نہین ہین کوئی
شیعہ غلاۃ مین داخل ہے کوئی امامیہ ہے کوئی کرامی ہے وغیرہ وغیرہ مگر سب
خاص اس بدعت مین شریک ہین چنانچہ تھوڑا سا بیان اُنکا غلاۃ شیعہ و امامیہ کے
فرقہاے ہشامیہ وجوالیقیہ وبنانیہ ومغیریہ ومیثمیہ ویونسیہ مین ہو چکا اور جو صرف
مشبہہ ہین اُنکا ذکر یہان ہوتا ہے ۔
ایک مشبہہ مقاتلیہ ہین یہ ابو الحسن مقاتل بن سلیمان بن بشیر ازدی کی
طرف منسوب ہین شہرستانی نے ملل ونحل مین لکھا ہے کہ سرخیل مشبہین صفات الٰہی
مین سے مقاتل بن سلیمان ہین اور شیعہ وکرامیہ نے انہی کی اتباع کی ہے ان

لوگون نے یہانتک مبالغہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کو خلق کے مشابہ کر دیا غنیۃ الطالبین مین
لکھا ہو کہ ان کا مذہب یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ جسم ہے اور جثہ ہے انسان کی صورت پر وہ
گوشت اور خون اور اعضا سر زبان گردن رکھتا ہے مگر یہ چیزین اُسکی مخلوق مین سے
کسی کے مشابہ نہین نہ مخلوق مین سے کوئی اُسکے مشابہ ہے یعنی اگرچہ اللہ اسم اعضاکے
اطلاق مین اشیا کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے مگر حقیقت مین دونون باہم مخالف
ہین۔ تاج المکلل مین لکھا ہے کہ مقاتل ۱۵۰ھ مین بصرے مین فوت ہوئے تھے اصل
انکی بلخ سے ہے علامۂ عصر تھے علما ان کے باب مین مختلف خیالات رکھتے ہین بعضی انکی
روایات کو قابل وثوق سمجھتے ہین اور بعض کہتے ہین کہ کذب ہین ابو حاتم محمد بن حبان
بستی نے کہا ہے کہ مقاتل علم قرآن کو یہود و نصاریٰ سے سیکھا کرتے تھے جو کچھ انکی کتب
توریت و انجیل کے مطابق ہوتا اخذ کرتے اور یہ مشبہ تھے رب العالمین کو مخلوقات کے مشابہ
کرتے تھے میزان الاعتدال کی جلد ثانی مین ذہبی لکھتے ہین کہ امام ابو حنیفہ نے فرمایا ہو
کہ جہم نے نفی تشبیہ مین یہانتک مبالغہ کیا ہے کہ کہا اللہ تعالیٰ کوئی چیز نہین اور مقاتل
نے اثبات صفات الٰہی مین اتنی افراط کی کہ اللہ کو مثل مخلوق کے بنا دیا۔ تاریخ ابن خلکان
مین مذکور ہے کہ مقاتل نے بغداد مین علم حدیث حاصل کیا تفسیر قرآن مین یکتائے عصر تھے
ایک تفسیر انکی مشہور ہے شافعی سے حکایت کی گئی ہے کہ تمام آدمی تین چیزون مین
تین شخصون کی عیال ہین مقاتل بن سلیمان کے تفسیر مین اور زہیر بن ابی سلمیٰ کے
شعر مین اور امام ابو حنیفہ کے کلام مین۔ ابراہیم حربی نے کہا ہے کہ مقاتل دعویٰ
کرتے تھے کہ عرش کے تلے جو کچھ ہے اُسکا حال مجھسے دریافت کرو ایک آدمی نے یہ
بات سُنکر اُنسے سوال کیا کہ جب آدم علیہ السلام نے حج کیا تھا تو کس نے اُنکا سر
مونڈا تھا مقاتل نے کہا کہ یہ بات تمہارے علم سے نہین اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے اِس دعوے مین
نیچا دکھانا چاہا اور سفیان بن عیینہ کہتے ہین کہ جب اُنھون نے وہ دعوے کیا تو ایک
شخص نے اُن سے دریافت کیا کہ چیونٹی کو آپ جانتے ہین بھلا فرمایئے تو اُسکی
آنتین حصۂ مقدم مین ہوتی ہین یا مؤخر مین مقاتل اِس سوال سے متحیر ہو کر رہ گئے

سفیان کہتے ہین کہ مین نے سمجھ لیا کہ یہ اُنکو اُس تعلّی کی اللہ نے سزا دی ہے اور
مقاتل کا میلان ارجا کی طرف بھی تھا انکا قول ہے کہ قیامت کے دن اللہ دوزخ کے
اوپر ایک راستہ بچھائے گا اور مومن گناہگارون کو اُسپر سے گذرنے کا حکم ہوگا پس
اُنکو دوزخ کی آنچ اور حرارت بقدر گناہ کے پہونچے گی اور اِس الم مین اُنکا عذاب
پورا کر لیا جائے گا پھر بہشت مین داخل کئے جائینگے۔
دوسرے مشبہ حشویہ ہین یہ اِس بات کے قائل ہین کہ اللہ جسم ہے کہ طول و عرض
و عمق اور گوشت و خون رکھتا ہے اُسکے اعضا بھی ہین مگر یہ سب چیزین اُسکی مخلوق
سے مغائر ہین اور کعبی نے بعض حشویہ سے حکایت کی ہے کہ اُنکا زعم یہ ہے کہ اللہ کا
دیدار دنیا مین ہو جانا بھی جائز ہے اور کہتے ہین کہ عرش اللہ کے چارون طرف سے
چار چار اُنگل زیادہ اور بڑھا ہوا ہو انکے نزدیک سوا بنی امیہ کے کوئی اور امام نہین
اولاد رسول خدا مین سے کسی کو امام نہین مانتے اسمائے الٰہی کے ان کے نزدیک
تین مراتب ہین اسمائے ذات اسمائے صفات اسمائے افعال
شہرستانی نے ملل و نحل مین حشویہ کے ذکر مین بیان کیا ہو کہ اشعری نے محمد بن عیسیٰ سے حکایت
کی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ مضر اور کہمش اور محمد ہجیمی کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ کے دوستون کو
اُسکے ساتھ مصافحہ اور معانقہ کرنا اور اللہ کو چھونا جائز ہے اور اللہ کے دوستان
صادق دنیا و آخرت مین اُس سے گلے ملتے ہین اور اُنکو یہ مرتبہ اُسوقت حاصل
ہوتا ہے جبکہ انسان بہت سی ریاضات کرکے حد اخلاص و اتحاد تک پہونچ جاتا ہے۔
اور داؤد جواربی سے حکایت کی ہے کہ وہ کہا کرتا تھا کہ مجھے اللہ کی داڑھی اور شرمگاہ
کے سوال سے تو معاف رکھو کیونکہ خبر مین یہ دو چیزین ثابت نہین ہوئین باقی اور سب
چیزون سے سوال کرو اور کہا اللہ تعالیٰ جسم اور گوشت اور خون ہے اُسکے لئے اعضا ہین
ہاتھ پاؤن سر زبان دو آنکھین دو کان رکھتا ہے مگر اُسکی یہ چیزین ایسی نہین جیسی

لہ جلد اول مختصر منہاج السنۃ [illegible]
عبارت ہے دکانہ [illegible]
الجماعۃ المخصوصۃ [illegible]
اللہ تعالیٰ الجسم [illegible]
عرض و طول و عمق [illegible]
[illegible]
الدیجور [illegible]
[illegible] الدنیا والآخرۃ
[illegible] العرش
[illegible] من کل جانب [illegible] منہ

مخلوقات کی ہوتی ہین اللہ کی اور مخلوق کی یہ چیزین باہم مشابہ نہین اور داؤد کا یہ
عقیدہ بیان کرتے ہین کہ اللہ تعالی سر سے سینے تک کھوکھل ہے باقی ٹھوس ہے اسکے
بال سیاہ اور سیدھے ہین اور اسکے بال گھونگروالے بھی ہین اور جو کچھ قرآن وحدیث
سے ثبوت کو پہونچتا ہے مثلاً ہاتھ منھ پہلو آنا جانا فوقیت وغیرہ یہ سب الفاظ اپنے
معانی ظاہری پر جاری ہین یعنی جب انکو اجسام پر اطلاق کرتے ہین اور جو کچھ انسے
مفہوم ہوتا ہے وہی اللہ تعالی کے حق مین بھی مراد ہے اور اس قسم کی باتین کہ
اللہ تعالی کے لئے بہت کچھ ثابت کی تعیین اور احادیث مین بہت سی باتین اپنی طرف
لگاکر انکو پیغمبر علیہ السلام کی طرف منسوب کیا تھا اور یہ تمام باتین یہود کے ہان سے
لی تعیین اسلئے کہ اللہ کے لئے تشبیہ انہی مین بہت ہے۔

حشویہ کے نزدیک انبیا معصوم نہین انسے عمداً گناہ کبیرہ کا صدور ممکن ہے اور بہت
دلائل اس بات پر ظاہر کرتے ہین چنانچہ بعض دلائل ان کے یہ ہین۔

اول۔ حضرت آدمؑ کی نسبت قرآن مین وارد ہے وعصی آدم ربہ یعنے آدم نے اپنے
رب کی نافرمانی کی۔ (۲) فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ پھر آدمؑ نے
اپنے رب سے کئی باتین سیکھ لین پس اللہ نے اسکی توبہ قبول کی اور ظاہر ہے کہ توبہ
گناہ کی وجہ سے ہوتی ہے۔ (۳) آدمؑ کی زبانی قرآن مین آیا ہے ربنا ظلمنا انفسنا
وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین یعنی اے پروردگار ہمنے اپنے نفسون
ظلم کیا اگر تو ہمارے گناہ نہ بخشے گا تو ہم زیانکارون مین سے ہو جاینگے۔ ظلم سے مراد گناہ ہے
اور یہ جو آدمؑ نے کہا کہ اگر تو نہ بخشیگا تو ہم زیانکارون مین سے ہونگے اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ وہ گناہ کبیرہ تھا۔ (۴) قرآن مین ہے فازلہما الشیطان عنہا فاخرجہما مما کانا فیہ
یعنی آدمؑ و حواؑ کو شیطان نے لغزش دی اور انکو وہان کے آرام سے نکالدیا لغزش
دینے سے جنت سے نکالا جانا صاف دلالت کرتا ہے کہ آدم علیہ السلام سے گناہ کبیرہ صادر ہوا
(۵)۔ آدمؑ و حواؑ کے حق مین اللہ فرماتا ہے فلما آتاہما صالحا جعلا لہ شرکاء فیما
آتاہما یعنی جب ان کو صحیح وسالم لڑکا دیا تو اللہ کے لئے شریک اس چیز مین مقرر

کرنے لگے کہ انکو دیا تھا اور شرک اکبر الکبائر ہے۔

دوم۔ حضرت ابراہیمؑ کے حق مین قرآن مین وارد ہے فلما جن علیہ اللیل رأ
کوکبا قال ھذا ربی جب ڈھک لیا انکو رات نے ایک تارے کو دیکھا کہا یہ میرا
پروردگار ہے پس اگر حضرت ابراہیمؑ نے اپنے سچے اعتقاد سے تارے کو پروردگار کہا تو
شرک کیا اور اگر سچے اعتقاد سے نہین کہا تو جھوٹ بولے۔ (۲) قرآن مین ہے اذ قال
ابراھیم رب ارنی کیف تحیی الموتی یعنی جس وقت حضرت ابراہیمؑ نے کہا اے رب میرے
تو مجھکو دکھا کہ کیونکر تو مردون کو زندہ کرتا ہے پس معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ کو شک تھا کہ
اللہ تعالی کو مُردے کے زندہ کرنے کی قدرت ہے یا نہین اور یہ شک ہی کفر ہے۔

سوم۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک بنی اسرائیل کی حمایت مین ایک قبطی کے
مکا مارا جس کے صدمے سے وہ مرگیا اور قبطی کا مار ڈالنا محض ناحق تھا اور اسکو امر اتفاقی
نہین کہہ سکتے اسلئے کہ حضرت موسیٰؑ نے اسکے مرجانے کے بعد خود کہا ھذا من عمل الشیطان
انہ عدو مضل مبین یہ حرکت شیطان کی ہوئی تحقیق وہ دشمن گمراہ کرنیوالا ہے پس قتل عمداً تھا
کہ محض خصومت کی راہ سے وقوع مین آیا چنانچہ اسیواسطے حضرت موسیٰؑ نے پروردگار کے
آگے استغفار کیا۔ (۲) سورۂ اعراف مین ہے لما رجع موسیٰ الی قومہ غضبان
اسفا قال بئسما خلفتمونی من بعدی اعجلتم امر ربکم والقی الالواح واخذ
براس اخیہ یجرہ الیہ یعنی جب موسیٰؑ اپنی قوم کی طرف لوٹ کر آیا غصے سے افسوس
کرتا ہوا بھائی کو کہا کیا بُری نیابت کی تمنے میری بعد میرے۔ تمنے کیون جلدی کی
اپنے رب کے حکم سے اور تختیان ڈالدین اور بھائی کا سر پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگا
ظاہر ہے کہ حضرت ہارونؑ برادر موسیٰؑ پیغمبر تھے اب یہان دو صورتین ہین کہ یا موسیٰؑ نے کسی
گناہ کی پاداش مین انکو نصیحت کی یا ناحق انکو ستایا اگر پہلی صورت صحیح ہو تو ہارونؑ کا
گناہ لازم آتا ہے اور دوسری صورت کی صحت مین موسیٰؑ گنہگار ٹھہرتے ہین اور ہر صورت
نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انبیا سے صدور معصیت جائز ہے۔

چہارم۔ حضرت داؤدؑ اپنے کوٹھے پر کھڑے تھے کہ ایک عورت پر نظر جا پڑی جو

نہا رہی تھی وہ نہایت خوبصورت تھی پسند آگئی حضرت داؤدؑ نے اُسکا حال دریافت کیا
تو معلوم ہوا کہ وہ عورت اُوریا کی منکوحہ یا منگیتر ہے اور اُوریا اُن دنوں حضرت
داؤدؑ کے بھانجے یوآب نامی کے ہمراہ بلقا کی طرف قلعہ کے محاصرے میں مشغول تھا
حضرت داؤدؑ نے اپنے بھانجے کو کہلا بھیجا کہ اوریا کو تابوت سکینہ دیکر اعدائے دین سے
لڑنے کو بھیجے اور اُس زمانے میں حال یہ تھا کہ جو کوئی تابوت سکینہ لیکر لڑائی میں جاتا تھا
اتنا لڑتا تھا کہ فتحیاب ہوتا تھا یا مارا جاتا تھا چنانچہ اوریا بھی ایک لڑائی میں مارا گیا
حضرت داؤدؑ نے اُس عورت سے نکاح کر لیا اور حضرت داؤدؑ کے نکاح میں ۹۹ عورتیں
پہلے سے تھیں اللہ تعالیٰ نے دو فرشتے اُنکے پاس بھیجے اُن میں سے ایک نے دوسرے
کی طرف اشارہ کرکے کہا ان ھذا اخی لہ تسع وتسعون نعجۃ ولی نعجۃ واحدۃ
فقال اکفلنیھا وعزنی فی الخطاب یعنی یہ شخص میرا بھائی ہے اسکے پاس ننانوے بھیڑیں
موجود ہیں اور میرے پاس ایک بھیڑ ہے مجھ سے کہتا ہے کہ وہ ایک بھیڑ بھی مجھ کو دیدے
تاکہ سو پوری ہو جائیں اور مجھ سے سختی کے ساتھ کلام کرتا ہے سو یہ فتویٰ اس رمز کا تھا
کہ جب انبیاء سے ایسا فعل وقوع میں آئے کہ کسی عورت شوہردار کے خاوند کو قتل کرا کر
اُسکی بی بی نکاح میں لائے تو اوروں سے کیا بعید ہوگا۔

پنجم حضرت سلیمان کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اذ عرض علیہ بالعشی الصافنٰت
الجیاد جس وقت کہ پیش کئے گئے سلیمانؑ کے سامنے تیسرے پہر کو عمدہ عمدہ گھوڑے۔
حضرت سلیمانؑ کے سامنے یہ گھوڑے پچھلے دن میں پیش ہوئے تھے بعد نماز عصر وہ اُنکے
دیکھنے میں مصروف ہوئے اخیروں میں ورد پڑھا کرتے تھے وہ فوت ہو گیا اور بعض
کہتے ہیں کہ اُس تماشے کی وجہ سے عصر کی نماز قضا ہو گئی اور آفتاب غروب ہو گیا
اور وہ نماز اُن پر فرض تھی فقال انی احببت حب الخیر عن ذکر ربی حتی توارت
بالحجاب حضرت سلیمانؑ نے کہا تحقیق میں نے مال کی محبت کو اپنے رب کی یاد سے
دوست رکھا یہاں تک کہ سورج اوٹ میں چھپ گیا خلاصہ کلام یہ ہے کہ گھوڑوں
کی دل لگی میں نماز کا فوت کر دینا اور یاد الٰہی سے غافل ہو جانا گناہ ہے۔

(۴) اللہ فرماتا ہے ولقد فتنا سلیمان والقینا علی کرسیہ جسدا ثم اناب
قال رب اغفرلی یعنی ہمنے حضرت سلیمانؑ کو جانچا اور ہمنے اُسکے تخت پر ایک بدن ڈالدیا
پھر اُسنے رجوع کیا حق کی طرف بولا اے میرے رب معاف کر مجھکو کیفیت اِس واقعہ کی
یہ ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے ایک بت پرست کافر کی بیٹی سے نکاح کیا تھا اُسکا باپ انکے
لشکر کے ہاتھ سے مارا گیا تھا وہ لڑکی رات دن اپنے باپ کے غم میں روتی رہتی تھی
حضرت سلیمانؑ نے اُسکے کہنے سے ایک سنگی تصویر اُسکے باپ کی تیار کرادی تاکہ اُسکو
دیکھکر اپنے دل کو تسلی کرتی رہے لڑکی اپنی موروثی عادت کے موافق اُسکی پرستش
کرنے لگی چالیس دن کے بعد حضرت سلیمانؑ کو صورت واقعہ کی اطلاع ہوئی تو اُس بُت کو
توڑا اور اُس لڑکی پر خفا ہوئے اور خلوتخانے میں بیٹھکر استغفار میں مشغول ہوئے جب
استنجے کو جاتے تو انگشتری ایک خادمہ کو سپرد کر جاتے اُس میں اسم اعظم لکھا تھا ایک جن
اُس خادمہ کو بہکا کر انگشتری لیگیا اپنی صورت حضرت سلیمانؑ کی سی بنالی جب اُنکو
یہ حال معلوم ہوا تو اُسکے خوف سے نکل گئے جب اُنکا قصور خدا نے معاف کیا تو چند مہینے کے
بعد شراب کے نشے میں وہ انگشتری اُس جن کے ہاتھ سے دریا میں گر پڑی مچھلی نگل گئی وہ
شکار ہوئی اُسکے پیٹ میں سے وہ انگشتری نکلی اور حضرت سلیمانؑ کو ملی وہ لیکر اپنے تخت
سلطنت پر پھر آئے پس جسداً ملقیٰ عبارت اِس جن سے ہے۔

ششم حضرت یونسؑ نے بادشاہ ملک نینوا و موصل کو نصیحت کی جب اُس نے
نہ مانا تو اُس سے کہا کہ اگر میری بات پر ایمان نہ لائے گا تو تجھپر چالیس دن میں عذاب
الٰہی نازل ہوگا اور جناب الٰہی میں عرض کی کہ میرے اِس وعدے کو پورا کر ورنہ میں
خفیف ہونگا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تم نے عذاب کا وعدہ دینے میں جلدی کیوں کی
اب صبر کرنا چاہئے ایمان انکا مقدر ہے راہ راست پر آجائینگے حضرت یونسؑ اس بات سے
بہت غمگین ہوئے اور ایک مہینے کے بعد مع قبائل اُس شہر سے نکلے راستے میں دریا میں
گرائے گئے مچھلی اُنکو نگل گئی وہاں استغفار کیا سو باہر آئے اسی طرف اشارہ ہے اِس
آیت میں وذا النون اذ ذھب مغاضبا فظن ان لن نقدر علیہ الخ یعنے یونسؑ

جب خفا ہو کر چلا گیا اور سمجھا ہم اسکو نہ پکڑ سکینگے حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت یونس ؑ نے
ایک تو بے حکم الٰہی اُن لوگون سے عذاب آنے کا دن مقرر کر دیا دوسرے غضب کی حالت
مین وہان سے کہین چلدئے اور غضب گناہ ہے تیسرے گمان کیا کہ اللہ قادر نہین ہے
اور قدرت الٰہی مین شک کرنا کفر ہے۔

ہفتم۔ یوسف علیہ السلام کو جب زلیخا نے خلوتخانے مین لیجا کر اصرار کیا کہ مجھ سے
صحبت کرو تو آپ نے بھی زلیخا پر قصد بد کر لیا تھا کہ اُس سے اُن کی عصمت زائل ہوئی
کما قال اللہ تعالٰی لقد ھمت بہ وھم بھا لولا ان رای برھان ربہ
یعنی زلیخا نے حضرت یوسف ؑ کا قصد کیا اور حضرت یوسف ؑ نے زلیخا کا قصد کیا اگر وہ
اپنے رب کی قدرت نہ دیکھ لیتا۔

ہشتم۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہے ہین جب دیکھا کہ میری قوم دین اسلام کی طرف
متوجہ نہین ہوتی تو اللہ سے یہ خواہش کی کہ کوئی ایسی چیز نازل کرے جس سے انکا دل
میری بات کے سننے کی طرف مائل ہو تو اللہ تعالٰی نے سورۂ والنجم نازل کی پس جب
مسجد الحرام مین حضرت اسکو پڑھنے لگے اور اس مقام پر آئے افرایتم اللات والعزی
ومنات الثالثۃ الاخری بھلا تم دیکھو تو لات اور عزی کو اور منات تیسرا پچھلا ان الفاظ
کے بعد آپنے کہا تلک الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی یہ بت بہت معزز ہین
اور انکی شفاعت کی امید کی جاسکتی ہے جب مشرکون نے یہ الفاظ سنے تو بہت مسرور
ہوئے اور جب حضرت آیت سجدہ پر پہونچے اور سجدہ کیا تو انھون نے بھی کیا یہان تک کہ
ولید بن مغیرہ و ابی احیحہ سعید بن العاص بسبب کبر سن کے سجدہ نہ کر سکے تو دونون نے
مٹھی مین مٹی لیکر اور پیشانی کے پاس لاکر اُسی پر سجدہ کر لیا اور آپس مین بولے کہ محمد ؐ نے
ہمارے معبودون کا ذکر خوبی کے ساتھ کیا اور اُنکے واسطے شفاعت ثابت کی اور ہم کو بھی
اُنکے حق مین اسی قدر اعتقاد ہے نہ یہ کہ ہم اُنکو پیدا کرنے والا اور روزی دینے والا اور زندہ
کرنے والا یا مارنے والا جانتے ہین اور جبکہ محمد ؐ نے بھی ہمارے ساتھ اس امر مین اتفاق کر لیا ہے
تو اب ہم بھی اُنسے صلح کرتے ہین اور آئندہ اُنکو اور اُنکے یارونکو ایذا و تکلیف نہ دینگے

جبرئیل حضرت ؐ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ نے کیا کیا جو چیز مین نے آپ کو نہ بتائی تھی وہ آپنے
لوگون سے بیان کی حضرت غمگین ہوئے اور اللہ کے غصے سے ڈرے تو آپ کی تسلی کے
لئے یہ آیت نازل ہوئی وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی
القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ ایاتہ
واللہ علیم حکیم یعنے تجھ سے پہلے جو رسول یا نبی بھیجا جب اُسنے تلاوت کی شیطان نے
اسکی تلاوت مین کچھ اپنی طرف سے ملا دیا پھر اللہ شیطان کا ملایا مٹاتا ہے پھر اللہ اپنی
آیتین پکی کرتا ہے اور اللہ سب خبر رکھتا ہے حکمتون والا جبکہ آیت مشرکون نے سنی
تو آپس مین کہنے لگے کہ محمد ؐ نے جو ہمارے معبودون کی وہ منزلت خدا کے نزدیک ہوا بیان
کی تھی اب اُس قول سے پشیمان ہوگئے ہم بھی اس صلح کو قائم نہین رکھتے۔

(۲) قرآن مین ہے واستغفر لذنبک یعنی معافی مانگ اپنے گناہ کی اس سے بالبداہت ظاہر ہوا کہ حضرت
سے گناہ سرزد ہوئے تھے جنکی معافی چاہنے کے لئے اللہ نے ارشاد کیا اور عصمت کے خلاف ہے
(۳) محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مرضی الٰہی کے خلاف اسیران بدر کو فدیہ لیکر رہا کر دیا اسپر
اللہ تعالٰی نے یہ آیات عتاب نازل کین ما کان لنبی ان یکون لہ اسری حتی یثخن
فی الارض تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ واللہ عزیز حکیم لولا
کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم نبی کے لئے یہ لائق نہ تھا
کہ اسکے ہان قیدی آوین یہانتک کہ خونریزی کر لین ملک مین تم دنیا کا اسباب چاہتے ہو
اور اللہ آخرت چاہتا ہے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے اگر اللہ کی طرف سے لکھا ہوا نہوتا
کہ پہلے گذرا تو تمپر اُس لینے مین بڑا عذاب آ پڑتا۔ (۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایکبار
زید کے مکان مین آئے وہ تو نہ تھے مگر انکی منکوحہ زینب سامنے بیٹھی تھی اُسے دیکھا تو
پسند آگئی اور کہنے لگے سبحان اللہ مقلب القلوب زینب نے اپنے خاوند سے آپکا
کلام بیان کیا زید اپنے دل مین سمجھ گئے کہ زینب رسول اللہ کو اچھی معلوم ہوئی اور اُس سے
مواصلت چاہتے ہین زید نے زینب سے کہا کہ شاید رسول اللہ ؐ کی تجھپر طبیعت آگئی ہے
اگر تو بھی راضی ہے تو مین تجھے طلاق دیدون تاکہ وہ تجھ سے نکاح کر لین زینب بولی

مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ تمنے طلاق دی اور اُنھون نے نکاح نکیا تو پھر بین کہین کا نرہونگی زید آپ کے پاس آئے اور کہا کہ مین چاہتا ہون کہ اپنی زوجہ کو طلاق دیدون حضرت کے دل مین اگرچہ زینب کا عشق تھا مگر کچھ سوچ کر منع کر دیا لیکن زید نے طلاق دے ہی دی جب عدت کے دن پورے ہوچکے تو حضرت نے اسکو زوجہ بنالیا پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت کیسی تھی کہ پرائی عورت کو دیکھ کر عاشق ہوگئے عشق عصمت کے خلاف ہے اور زید کو زینب کے طلاق دینے سے منع کرنا حضرت کے دلی منشا کے خلاف تھا اسلئے اللہ تعالیٰ نے بطور عتاب کے فرمایا تخفی فی نفسك ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس واللہ احق ان تخشاہ یعنی تو اپنے جی مین وہ بات چھپاتا تھا جسکو اللہ ظاہر کرنے والا ہے اور تو لوگون سے ڈرتا تھا حالانکہ اللہ سے تجھکو زیادہ ڈرنا چاہئے تھا اس سے معلوم ہوا کہ جو بات چھپاتے تھے یعنی تعلق قلب وہ در اصل بُری بات تھی کیونکہ وہی بات چھپائی جاتی ہے جو عقل و عادت دونون کے نزدیک قبیح ہوتی ہے اور جائز بات کے چھپانے مین نبی علیہ السّلام نے کبھی کسی سے حیا نہین کی

(۵) خدائے تعالیٰ فرماتا ہے لئن اشرکت لیحبطن عملك ولتکونن من الخاسرین اگر تم شرک کروگے تو تمھارے عمل اکارت جائینگے اور تم خاسر ہو جاؤگے اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سے شرک بھی ظہور مین آیا تھا جس سے بچنے کے لئے جناب باری نے اُن کو تنبیہ کی

(۶) حق تعالیٰ حضرت سے فرماتا ہو ووجدك ضالا فھدیٰ یعنی تجھکو راہ بھولا ہوا پایا پھر راہ سوجھائی یہ آیت صاف دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ حضرت ابتدائے حال مین گمراہی مین مبتلا تھے جس کو حق تعالیٰ نے اپنی ہدایت سے دور کیا۔

(۷) اللہ فرماتا ہے یاایھا النبی اتق اللہ ولا تطع الکافرین والمنافقین اے نبی پرہیز کر اور ڈر خدا سے اور اطاعت و فرمانبرداری کفار و منافقین کی مت کر اس آیت سے عدم تقویٰ اور اطاعت کفار نافرمانی الٰہی مین آپکی نسبت ظاہر ہوئی

تنبیہ حشویہ کے ان دلائل کا جواب اہل سنت نے نہایت کافی طور پر دیا ہے اور یہ تمام جواب ہمنے اپنی کتب کلامیہ مین بالتفصیل ذکر کئے ہین چونکہ ہمنے اس

رسالے مین صرف ہر فرقے کے عقائد کو ذکر کیا ہے اُن کے جوابات کے بیان کرنے کا التزام نہین کیا ہے اسلئے وہ جواب یہان نہین لکھے۔

تیسرے مشبہ کرامیہ۔ یہ فرقہ ابو عبداللہ محمد بن کرام بن عراق بن حزابہ سجستانی کی طرف منسوب ہی لفظ کرام مین کاف مفتوح اور رائے مہملہ مشدد ہے اور بعض کہتے ہین کہ کاف کے کسرے اور رائے مہملہ کی تخفیف سے ہے۔ یہ شخص بعد سنہ دو سو ہجری کے گذرا ہے کم علم تھا ہر ایک مذہب سے اسنے تھوڑے بہت مسائل رطب و یابس لے لئے تھے اور انکو اپنی کتاب مین لکھکر رواج اسکا ممالک افغانستان و غرجہ و غور و علاقہ خراسان مین دیا تھا اسی لئے اسکا نام ہوگیا اور ایک مذہب ٹھہر گیا سلطان محمود بن سبکتگین اسکے مذہب کے ناصر و مددگار تھے انکی طرف سے اہل حدیث و شیعہ پر آفت رہی محمد بن کرام نے اثبات صفات مین یہانتک غلو کیا کہ نوبت تجسیم و تشبیہ کی پہونچی رج سے پھر کر شام مین آیا زغرہ مین کا صفر سنہ ۲۵۵ ہجری مرکر بیت المقدس مین مدفون ہوا وہان اسکے مطیع بیس ہزار سے زیادہ تھے اُن شہرون مین انکے سوا اور بہت لوگ تھے جنکا شمار نہین ہوسکتا ہے اور کرامیہ بھی گروہ ہین ایک عابدیہ دوسرے اسحاقیہ تیسرے ثونیہ چوتھے زرینیہ پانچوین واحدیہ چھٹے ہیصمیہ وغیرہ لیکن یہ سب ایک ہی فرقہ گنا جاتا ہے اسلئے کہ بعض انکے تکفیر بعض کی نہین کرتے یہ سب کے سب مجسمہ ہین اتنی بات ہے کہ انہین بعض کا قول یہ ہے کہ اللہ قائم بنفسہ ہے اور بعض اسکو اجزائے مؤتلفہ کہتے ہین اور اُسکے لئے جہات و نہایات بتاتے ہین انکے اعتقاد مین اللہ جسم ہے اور اُسکی حد و نہایت ہی اسفل کی طرف اور اسکا ملاقات کرنا اجسام ماتحت سے جائز ہے اور وہ عرش پر ہے اور عرش جانب بالا سے اسکا مماس ہے اور جائز ہے یہ بات کہ اللہ تعالیٰ حرکت اور نزول کرے اور ان مین باہم اس امر مین اختلاف ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام عرش پر ہے یا عرش کا بعض حصہ پر متاخرین کرامیہ یہ بھی کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ عرش پر نہین بلکہ عرش کے محاذی ہے اوپر کی جانب سے پھر ان مین بھی اختلاف ہو بعض کہتے ہین کہ اُسمین اور عرش مین تناہی دوری ہے اور محمد بن ہیصم کہتا ہے کہ نامتناہی دوری ہے اور وہ عالم کے مباین ہے

پس شخص تحیز و محاذات کی نفی کرتا ہے فوقیت و مباینت کو ثابت کرتا ہے جو کرامیہ باری تعالیٰ کو فوق کی جہت مین کہتے ہین نہایت کی بابت اُن مین اختلاف ہے بعض نہایت کو جہات ستہ مین ثابت کرتے ہین بعض جہت تحت مین اور جو نہایت کے منکر ہین وہ کہتے ہین کہ باری تعالیٰ عظیم ہے ان مین سے بعض عظمت کے یہ معنے کہتے ہین کہ وہ باوجود وحدت کے جمیع اجزائے عرش پر ہے عرش اُسکے نیچے ہے بعض کہتے ہین کہ عظمت کے یہ معنے ہین کہ وہ جمیع اجزائے عرش سے ملا ہوا ہے اور کرامیہ کا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ محل حوادث ہے یعنی قول وارادہ وادراکات ومرئیات ومسموعات کا محل ہے اور یہ سب حادث ہین اور جو حوادث اُسکی ذات مین حلول کئے ہوئے ہوتے ہین انہین پر قدرت رکھتا ہے اور جو اُس مین حلول کئے ہوئے نہین بلکہ اُسکی ذات سے الگ ہین اُنپر اُسکو قدرت نہین اور کرامیہ کہتے ہین کہ اللہ کی ذات کے ساتھ حادث اسوقت قائم ہوتا ہے جبکہ خدا کو مخلوق کے ایجاد کرنے مین اُسکی احتیاج پڑے پھر کرامیہ کے فرقون مین باہم اختلاف ہے بعض کی یہ راے ہے کہ جس حادث کی اللہ تعالیٰ کو احتیاج ہوتی ہے وہ ارادہ ہے اور بعض کہتے ہین کہ وہ قول کن ہے (کہ امر ہے بمعنی ہو) پس جب ضرورت ہوتی ہے تو قدرت الٰہی اس قول کو یا ارادے کو ذات الٰہی مین پیدا کردیتی ہے اور وہ قدرت قدیم ہے پھر باقی مخلوقات اس ارادے یا قول کن کے ذریعہ سے ظہور مین آتی ہے کرامیہ یہ بھی کہتے ہین کہ جو حادث خدا کی ذات سے قائم ہوتا ہے اُسکا نام حادث ہے اور جو اُسکی ذات سے قائم نہین ہوسکتا اُسے محدث کہا کرتے ہین حادث نہین کہتے کرامیہ کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماے صفات وافعال توقیفی ہین اور اُنکا قول ہے کہ حسن وقبح اللہ کی طرف سے حکم کا موجب ہوتا ہے کیونکہ اللہ ہی حاکم ہے پس اگر فرض کرلیا جائے کہ رسول نہ آتے اور شرع نہ ہوتی اور اللہ تعالیٰ افعال ایجاد کرتا تو افعال اُسی طرح واجب ہوتے جس طرح شریعت حقہ مین اب واجب ہوئے ہین اور اُنکا اعتقاد یہ ہے کہ اگر اللہ کسی کو اپنے بندون مین ایسا جانتا کہ وہ ایمان نہ لائیگا تو اُسکا پیدا کرنا ہی عبث ہوتا اور نبوت اور رسالت دو صفتین ہین جو نبی کی ذات کے ساتھ قائم ہوتی ہین اور اُسکی

ذات سے مخصوص ہوتی ہین مگر وحی اور کار تبلیغ اور معجزہ اور عصمت اُسکی ذات کے ساتھ مختص نہین دوسرے لوگ بھی اُنسے متصف ہوسکتے ہین اور جس کسی مین یہ اوصاف موجود ہون وہ رسول ہے خواہ اُسکو رسول بناکر بھیجا ہو یا نہ بھیجا ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایسے ہی آدمی کا رسول بنانا واجب ہو اور جس مین ایسے اوصاف ہون کا رسول بنانا جائز نہین خلاصہ یہ ہے کہ کرامیہ کے نزدیک بہت سے آدمی رسول ہین اسوجہ سے کہ اُن مین رسالت کی صفات موجود ہین مگر اُن کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی طرف واسطے ہدایت اور دعوت کے بھیجا نہین ہے اسلئے وہ نبی نہین۔ نبی وہی رسول ہین جنکو خاص اس کام کے واسطے مبعوث کیا ہے جس رسول کو اللہ نبی بناکر بھیجتا ہو اُسے ان کی اصطلاح مین مرسل کہتے ہین اور جسے نہین بھیجتا وہ رسول تو ہے مگر مرسل نہین اور اللہ کو کسی رسل یعنی کسی نبی کا انبیا مین سے معزول کرنا جائز ہے مگر رسول معزول نہین ہوسکتا اور اُنکے نزدیک انبیا سے ہر ایسے گناہ کا سرزد ہونا جائز ہے جو حد واجب کرتا ہو اور اُس سے عدالت جاتی رہے اور اللہ پر واجب ہے کہ لگاتار رسول بھیجتا ہے اور نبی جبتک معجزہ نہ دکھائے حجت نہین ہوسکتا اور انبیا سے کفر کا صادر ہونا جائز ہے اور دو امام کا ایک وقت مین ہونا جائز ہے حضرت علیؓ ومعاویہؓ دونون کو وقت واحد مین امام بتاتے ہین مگر اتنی بات کہتے ہین کہ جناب امیر سنت پر تھے اور معاویہ خلاف سنت پر مگر فرمانبرداری انکی بھی رعیت پر واجب تھی ہدایہ فی اصول الدین مین لکھا ہے کہ کرامیہ کے نزدیک دو اماموں کا ایک جگہ مین ہونا بھی جائز ہے بعض کرامیہ کا یہ زعم تھا کہ اللہ کے دو علم ہین ایک علم سے وہ سارے معلومات کو جانتا ہے اور دوسرے علم سے علم اول کو پہچانتا ہے اور کرامیہ کے نزدیک ایمان وہ اقرار ہے جو اللہ تعالیٰ نے ازل مین اپنی مخلوق سے لیا تھا جبکہ فرمایا تھا آلست بربکم کیا مین تمھارا رب نہین ہون تو سب نے کہا بلیٰ یعنی ہان تو ہمارا رب ہے سو یہ قول یعنی بلیٰ کا کہنا ایمان ہے اور یہ ایمان یعنی اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار سب آدمیون مین مساویانہ موجود ہے مگر مرتدین مین نہین۔ ان کے نزدیک منافق کا ایمان باوجود اسکے کہ اُسکے ساتھ کفر بھی موجود ہے نبی کے ایمان کے برابر ہے اسوجہ سے کہ اس

ایمان یعنی اقرار ازلی مین سب برابر ہین اور کلمۂ شہادت پڑھنے کے وقت مرتد کے واسطے ایمان ہے اورون کے واسطے ایمان نہین غیر مرتد کے واسطے وہ اقرار ازلی ایمان ہے حاصل کلام یہ ہے کہ ان کے نزدیک ایمان کی حقیقت صرف اقرار زبانی ہے اور اقرار کی دو صورتین مین غیر مرتدین کا خواہ وہ مؤمن ہون یا کافر وہی اقرار ازلی ایمان ہے اور مرتدین کا ایمان قول مفرد ہے یعنی کلمۂ شہادت کا زبان سے کہنا تعریفات شیخ ابو نصر بکی وغیرہ مین لکھا ہے کہ بعض علماے کرامیہ کی راے یہ ہو کہ تعذیب وتنعیم بلا زندہ کرنے میت کے واقع ہوگی۔ ابن کرام فقہ مین کئی مسائل کے ساتھ متفرد ہے کہتا تھا مسافر کو عوض نماز خوف کے دو تکبیرین کہنا کفایت کرتا ہے اور ایسے کپڑے مین جو بالکل نجاست مین ڈوبا ہوا ہو نماز کو جائز بتاتا تھا اور یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ نماز روزہ زکوٰۃ حج اور ساری عبادات بغیر نیت کے صحیح ہوتی ہین فقط نیت اسلام کی کفایت کرتی ہے ہان نیت نوافل مین واجب ہوتی ہے اور نماز سے باہر آنا کھانے یا پینے یا جماع کے ساتھ عمداً جائز ہے پھر اُسی پر باقی نماز کو بنا کر سکتا ہے تاریخ ابو الفدا مین حالات ۵۹۵ ہجری مین مذکور ہے کہ امام فخر الدین رازی غیاث الدین سلطان غور کے پاس گئے تو اُسنے بہت تعظیم وتکریم کی اور ایک مدرسہ ہرات مین اُن کے لئے تیار کردیا کرامیہ ہرات مین کثرت سے تھے اُنپر یہ بات شاق گذری اور غور یہ عموماً اسی مذہب پر تھے امام فخر الدین شافعی تھے اور کرامیہ کے مذہب پر سنا تعصب بھی کرتے رہتے تھے علماے کرامیہ وحنفیہ وشافعیہ نے جمع ہوکر سلطان سے عرض کیا کہ امام سے ہمارا مناظرہ کرادینا چاہئے سلطان کے حکم سے مجلس مناظرہ منعقد ہوئی سلطان اُس مجلس مین تشریف لایا قاضی عبد المجید بن عمر المعروف با بن القدوۃ نے جو کرامیہ ہیصمیہ کے طریقے پر تھا امام سے بحث کی جب سلطان اُٹھ گیا تو امام نے قاضی کو بہت کچھ ملامت کی کرامیہ کو قاضی نے اشتعال طبع دلا کے غدر کی صورت پیدا کردی سلطان نے اُنکو سمجھا کر شورش منع کی اور امام کو وہان سے رخصت کردیا۔

چوتھا فرقہ منہالیہ یہ منہال بن میمون کے متبع ہین۔

اختلاف تاریخ وسال مین معذوری

اگر کسی مقام پر کسی تاریخ یا مہینے یا سال مین اختلاف اِس رسالے کا اور کتب کے ساتھ پایا جائے تو اُسپر گرفت نکرنا چاہئے معذوری کے قابل ہے اِس لئے کہ اِس فن کی کتب مین نہایت اختلاف سالہاے ولادت ووفات ومدت عمر وغیرہ کی بابت پایا جاتا ہے کہ بعضون نے ایک واقعہ مین بعض سنون کی اور بعضون نے اُسی واقعہ مین دوسرے سنون کی تصحیح کی ہے اور اِس وجہ سے دل کو اطمینان کسی پر بخوبی نہین ہوسکتا اور بعضون نے سنون کو عبارت عربی مین لکھا ہے اور بعضون نے عبارت فارسی مین اور بعضون نے ہندسون مین درج کیا ہے اور ایسے مقامات تصحیف کا موجب ہین اسلئے بہت سے مصنفون نے اُن کے بیان کرنے مین مسامحت کی ہے اور جیسا اتفاق واقع ہوا ایک معہ روایتون کی نقل پر اختلاف کے ساتھ یا بدون اختلاف کے قناعت کرلی ہے اسلئے کہ مقصود اہل علم ومذاہب اور ائمہ وغیرہ کے ترجمون سے یہ ہے کہ اُنکا حال معلوم ہوجائے اور یہ کھل جائے کہ فلان شخص کونسی صدی کے قرن مین تھا اور یہ غرض نہین کہ مہینے اور دن اور سال بھی معلوم ہون اسی لئے اکثر مقامات پر لکھدیتے ہین کہ فلان شخص فلان سال کے حدود مین تھا اگر کسی کو طبقات وغیرہ کے چند نسخے جمع کرنے سے اور ایک کی تطبیق دوسرے کے ساتھ دینے سے کسی سال کا رجحان معلوم ہوجائے تو یہ نہایت خوبی کی بات ہے۔

دوسرا حصّہ متفرق فرقون کے بیان مین

یہ جتنے فرقے جنکے بیان کئے سوا انکے اور بہت ایسے فرقے ہین جو دین اسلام مین پیدا ہوئے اُنکا ذکر متفرق کتابون مین پایا جاتا ہے مین بھی اُنکو یہان ذکر کرتا ہون۔

فرقۂ اول سالمیہ

یہ ابو الحسن بن سالم کی طرف منسوب ہین یہ کہتے ہین کہ اللہ کے کلام کی حقیقت حروف

اور آواز دین لیکن یہ چیزین محدث نہین ہین ان کے نزدیک قرآن مع حروف اور آواز
کے قدیم ہے اور اللہ اسی کے ساتھ متکلم ہے پس یہ کلام لفظی کو قدیم مانتے ہین کیونکہ بغیر
حروف اور آواز کے کلام کا ہونا عقلاً ممنوع ہے کوئی معنی امر و نہی اور خبر نہین ہو سکتا
غنیۃ الطالبین مین لکھا ہے کہ ابن سالم کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت مین امت محمد
علیہ السلام کے ایک آدمی کی صورت مین نظر آئیگا اور وہ قیامت مین انس و جن اور ملائکہ
اور حیوانات سب خلق پر ظاہر ہوگا اور اللہ تعالیٰ کا ایک بھید ہے کہ اگر اُسے ظاہر کردے
تو تدبیر عالم مین خلل آجائے اور انبیا کے لئے ایک راز ہے اگر وہ اُسے ظاہر کردین تو
انکی نبوت باطل ہوجائے اسی طرح علما کے لئے ایک بھید ہے کہ وہ اگر اسے ظاہر کردین
تو انکا علم جاتا رہے اور اللہ کو قیامت مین کفار دیکھین گے اور وہ اُنسے حساب لے گا اور
ابلیس نے حضرت آدمؑ کو دوسری مرتبہ سجدہ کر لیا تھا اور شیطان جنت مین کبھی داخل ہونے
نہین پایا اور جبریلؑ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے حالانکہ اپنی جگہ سے
دور نہین ہوتے تھے اور جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے کلام کیا تو اُن کے نفس کو
اس سے تعجب پیدا ہوا اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ اے موسیٰ تجھکو تیرے نفس نے معجب مین
ڈالا نظر اُٹھا کر آگے کو دیکھ موسیٰؑ نے دیکھا تو انکو سو کوہ طور نظر آئے کہ ہر ایک پر ایک
موسیٰ تھا اور اللہ تعالیٰ بندون سے طاعات چاہتا ہے گناہ نہین چاہتا اور اللہ نے
اُنکے گناہونکو اُنکے ساتھ چاہا ہے اُنسے نہین چاہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبل حصول
نبوت و نزول جبریل علیہ السلام سے قرآن حفظ کیا کرتے تھے اور جب کوئی قاری
قرآن کو پڑھتا ہے تو اللہ قرآن کو اُسکی زبان سے ادا کرتا ہے جو لوگ قرآن کسی کی
زبان سے سنتے ہین تو وہ درحقیقت اللہ سے سنتے ہین اور اللہ ہر مکان مین ہے عرش
اور ماسوائے عرش مین کوئی امتیاز نہین۔

فرقۂ دوم واحدیہ

انکو محمودیان بھی کہتے ہین اس فرقے کا پیشوا محمود ہے محمود اپنی ذات کو

شخص واحد کہتا تھا اور مہدی موعود جانتا تھا اور اُسکا یہ دعویٰ تھا کہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کا دین منسوخ ہوگیا اب یہ محمود کا دین ہے۔

رسید نوبت رندان عاقبت محمود	گذشت آنکہ عرب طعنہ بر عجم مے زد

گیلان کے علاقے مین ایک گاؤن ہے مسجوان محمود وہان کا رہنے والا تھا سنہ چھ سو ہجری مین
اُسنے ظہور کیا تھا کہتا تھا کہ جب جسد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کامل ہوا تھا تو مین پیدا ہوا
قرآن مین ہے عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا یعنی جلدی بھیجے گا تجھکو
پروردگار تیرا مقام محمود مین اس سے یہی مراد ہے توضیح اس بیان کی یہ ہے
کہ عناصر مین قوت پیدا ہوتی ہے تو اُسکو صورت معدنی حاصل ہوتی ہے پھر استعداد
اُسکی اور ترقی کرتی ہے تو صورت نباتی اُسپر فائز ہوتی ہے پھر قوت مین اور ترقی
ہوتی ہے تو صورت حیوانی اُسکو ملتی ہے پھر ان عناصر کی قوت اُس سے بھی زیادہ
ترقی کرتی ہے تو صورت انسانی پاتی ہے ان عناصر نے جنکو صورت انسانی حاصل
ہوچکی تھی ایسی ترقی کی کہ اس سے انسان کامل ظہور مین آیا اسی طرح جسد انسانی
کے اجزا حضرت آدمؑ کے وقت سے ترقی مین تھے یہانتک کہ رتبۂ محمدی اُسکو عطا ہوا
اور جب یہ اجزا بالکل کمال کو پہونچ گئے تو محمود ظہور مین آیا اور یہ کہ حضرت سرور عالم
نے حضرت علیؓ سے فرمایا تھا انا و علی من نور واحد یعنی علی اور مین دونون ایک
نور سے ہین و لحمک لحمی و جسمک جسمی یعنی علیؓ کا گوشت میرا گوشت ہے اور
علی کا جسم میرا جسم ہے یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ تمام انبیا و اولیا کے اجزاے
اجساد کی صفوت و قوت مل گئی تو اس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم و علی کرم اللہ وجہہ کا جسم
تیار ہوا پھر ان دونون بزرگون کے جسد کے اجزا جمع ہوئے تو اُنسے جسد محمود بنا خاک
کو نقطہ کہتا تھا اور تمام عناصر اُسکے نزدیک خاک سے پیدا ہوئے ہین اور نقطۂ خاک ہی
واجب اور مبدا اول ہے محمود کہتا ہے کہ سورج آگ ہے اور چاند پانی ہے اور آسمان
ہوا ہے اور تناسخ کا قائل ہے اس طور پر کہ جب ذی روح مرتا ہے اور مٹی مین مل جاتا ہے
تو اُسکے بدن کے اجزا جمادات یا نباتات کی صورت مین ظہور کرتے ہین اور وہ نباتات

انسان یا جانور کی غذا ہو کر پھر وہی انسان یا حیوان پیدا ہوتا ہے اور نفس ناطقہ مجرد
کے وجود کا قائل نہیں اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کی جگہ استعین بنفسی
الذی لا الہ الا ہو مقرر کیا تھا محمود کی بہت سی تصنیفیں ہیں اسکا اعتقاد تھا کہ آدم
اور عالم کے دورے ۶۴ ہزار سال میں تمام ہونگے اور اپنے معتقدون پر اس بات
کی تاکید رکھتا تھا کہ ہمیشہ پارسائی اور درویشی کے ساتھ رہنا چاہئے یہ کہتا تھا کہ جب
کوئی شخص بالکل تعلقات کو چھوڑ دے اور کسی چیز کی طرف رغبت نرکھے صرف اسقدر
غذا کی ضرورت رکھے جو انفاس کے باقی رکھنے کے لئے کافی ہو تو ایسا شخص ہمیشہ ترقی
کرتا رہتا ہے اور یہ واحد ہو جاتا ہے اور اللہ کے مرتبے کو پہونچ جاتا ہے اگر کسی
امین کو عورت کی خواہش ہو تو چاہئے کہ عمر میں ایک بار اُس سے صحبت کرلے اور اگر
زیادہ خواہش ہو تو سال میں دوبار ایسا کرے اور اگر اتنا صبر کر سکے تو چالیس دن کے بعد
صحبت کیا کرے اور انتہا یہ ہے کہ ہفتے میں ایک بار ایسا کر لیا کرے اور کہتا تھا کہ جب
کوئی جسم انسانی سے حیوانی میں اور جسم حیوانی سے نباتی میں اور نباتی سے جمادی میں
یا برعکس اسکے تناسخ کرتا ہے تو اُسکے اگلے جنم کی باتیں دوسرے جنم میں پہچان لیجاتی ہیں
اور قاعدہ اِس شناخت کا یہ ہے کہ اِس پچھلے جسم میں جو اسکے عادات ہوتے ہیں
اُنسے اگلے جسم کے عادات معلوم ہو جاتے ہیں اور واحدیہ کی اصطلاح میں ایسی
شناخت رکھنے والے آدمی کو **محصی** کہتے ہیں اور اسی بنیاد پر اُنھوں نے یہ قاعدہ
مقرر کیا ہے کہ جب کوئی آدمی کسی مجلس میں آئے اور اُس شخص کے منھ سے اول
جس چیز کا موالید ثلثہ میں سے نام نکلے تو سمجھ لینا چاہئے کہ اِس پیدایش سے پہلے وہ
وہی چیز تھا جسکا نام اُسکے منھ سے نکلا واحدیہ کہتے ہیں کہ جو فریب پیشہ حاجی عبائے
کربلائی کہ ایک قسم کا دھاری دار کپڑا ہے پہنے پھرتے ہیں اور مکر و فریب سے کام
لیتے ہیں جب یہ مرینگے تو آئندہ جنم میں اگر جسم حیوانی میں انتقال کیا تو گلہری
بنائے جائینگے اور اگر جسم نباتی میں انتقال کیا تو دھاریون دار تربوز ہونگے اور اگر
پتھر کے جسم میں انتقال کیا تو سنگ سلیمانی بنائے جائینگے محصی ان باتون سے خوب

واقفیت رکھتا ہو اور کرم شب تاب یعنی جگنو مشعلچی ہے کہ بتدریج نزول کرکے اِس جسم میں
آیا ہو اور کہتا اگلی پیدایش میں ترک قزلباش تھا اور اُسکی ٹیڑھی دم تلوار ہے جس کی
یہ صورت ہو گئی ہے اور لو ہے کا کمال کو پہونچ جانا یہ ہے کہ اُس سے کوئی نبی یا ولی
مارا جائے اور انکا قول یہ ہے کہ پیدائش اول میں امام حسینؑ حضرت موسیٰؑ تھے اور
یزید فرعون تھا اُس پیدایش میں حضرت موسیٰ نے فرعون کو دریائے نیل میں ڈبو دیا تھا
اِس پیدایش میں حضرت موسیٰؑ امام حسینؑ ہوئے اور فرعون یزید بنا اور یزید نے امام حسینؑ کو
فرات کا پانی نہ دیا اور اُنھیں ہلاک کیا اور کہتے ہیں جو کوئی حیوانات و نباتات و جمادات
میں سے جو اب سیاہ ہیں وہ پہلے سیاہ رو آدمی تھے اور جو اب سفید ہیں وہ گورے آدمی
تھے اور یہ تمام فرقہ آفتاب کی تعظیم کرتا تھا اور اُسے قبلہ جانتا تھا اور اُنکے یہاں ایک
دعا رایج تھی کہ آفتاب کی طرف منھ کرکے پڑھتے تھے اس فرقے کے خواص اور ممتاز آدمی
امین کے لقب سے پکارے جاتے ہیں درویش صفا اور درویش بقاے واحد اور درویش
اسماعیل اور مرزا تقی اور شیخ لطف اللہ اور شیخ شہاب اور تراب اور کمال اس فرقے کے
امین تھے بلکہ جتنے علما اور اولیا محمود کے عہد میں تھے یا جنھون نے اُسکے بعد ظہور کیا ہے
سب کو واحدیہ محمود کا متبع قرار دیتے ہیں ایک واحدی کا قول ہے کہ **خواجہ
حافظ شیرازی** کا بھی یہی مذہب تھا اور چونکہ محمود زیادہ تر ساحل رُود ارس پر
رہتا تھا اِس لئے خواجہ نے اپنے اِس شعر میں فرمایا ہے

اے صبا گر بگذری بر ساحل رود ارس	بوسہ زن بر خاک آن وادی و مشکین کن نفس	

واحدیہ فرقے کے آدمی تمام ایران میں پھیل گئے تھے مگر اپنے مذہب کو کسی پر ظاہر نہیں ہونے
دیتے تھے اِسلئے کہ شاہ عباس بن شاہ خدا بندہ صفوی نے اِن میں سے ہزارہا آدمیونکو
مروا ڈالا تھا واحدیہ کہتے ہیں کہ شاہ عباس نے بھی تراب اور کمال سے یہ مذہب حاصل
کر لیا تھا مگر پھر دنیاداری اور شہرت کی غرض سے اُنکو مروا ڈالا اور بعض واحدیہ یہ
کہتے ہیں کہ شاہ عباس امین کامل تھا پس جسکو اِس مذہب میں کامل نہ پاتا اُسے

مراد اثنا اور انکی اصطلاح مین دینہ اُن لوگون کو کہتے ہین جنھون نے اپنی ذنارت سے
دین محمود مین ترقی نہین کی ہے واحدیہ کہتے ہین کہ یہ بھی دینہ نے عداوت کی وجہ سے
مشہور کردیا ہے کہ محمود نے اپنے آپ کو تیزاب مین ڈالدیا تھا یہ بات بالکل غلط ہو محمود نے
تمام قرآن کی اپنی راے کے موافق تاویل کرکے اپنے مذہب پر آیات سے استدلال کیا تھا
شاہ حمزہ صاحب نے فصل الکلام مین لکھا ہے کہ محمودیونکا کلمہ یہ ہے لا الہ الا المرکب المبین
مراد ان کی مرکب المبین سے آدمی ہے۔

فرقہ سوم روشنیان

یہ فرقہ بایزید بن عبداللہ کی طرف منسوب ہے یہ شخص غالبًا سال ۹۳۱ھ مین ابراہیم خان افغان
لودی کے عہد مین شہر جالندھر صوبۂ پنجاب مین پیدا ہوا تھا بایزید سراج الدین انصاری کی
ساتوین پشت مین ہے۔ حیات افغانی مین لکھا ہے کہ اورمڑ ایک قوم ہے پٹھانونکی بایزید
اسمین سے تھا اسکی ماں کا نام بنت محمد امین تھا بایزید کو طفلی سے تحقیق کا شوق تھا
اور ہمدردی اسکے خمیر مین پڑی ہوئی تھی اگر اپنی زراعت کو دیکھنے جاتا تو دوسرے
کاشتکارون کی زراعت کو بھی دیکھتا اور اکثر دریافت کیا کرتا کہ زمین و آسمان تو موجود
ہین مگر خدا کہان ہے بلوغ کے پہونچنے پر اپنا مرز و بوم چھوڑکر اپنی ماں کے ساتھ
اپنے باپ عبداللہ کے پاس کانی گرم واقع کوہساے روہ کو چلا گیا حیات افغانی مین
اخون درویزہ کی کتاب سے نقل کیا ہے کہ جب بایزید کو کچھ زر نقد ہاتھ لگا تو گھوڑون کی
تجارت کے لیے سمرقند کو گیا اور وہان سے دو گھوڑے خرید کر کے ہندوستان مین آیا اور
کالنجر مین پہونچکر ملا سلیمان کالنجری کی صحبت مین رہا ملاے مذکور سے مسئلہ تناسخ سنا تو
بایزید کا عقیدہ تناسخی ہوگیا اور جبکہ کالنجر سے پلٹ کر کانی گرم مین آیا تو اپنے عقیدہ
تناسخی سے مذہبی فساد شروع کیا عبداللہ کو بیٹے کی یہ بات ناگوار گذری یہان تک
کہ فرزند کو چھری سے مجروح کیا بعد اسکے بایزید کانی گرم سے ننگر ہار کو چلا گیا اور ہمندون
کے ملک سلطان احمد کے گھر رہنے لگا ننگر ہار کے علما نے سب کو اسکی بات قبول کرلے

رد کردیا اسلیے کسی نے اُسکی متابعت نکی اسوجہ سے بایزید یہان بھی نہ ٹھہرا پشاور ہوکر
خورپا خیلون مین مقیم ہوا ان لوگون مین علم کم تھا اکثر اُسکی پیروی کرنے لگے بایزید نے
اپنی شہرت پیری و پیشوائی کے طرق مین کرکے عوام الناس سے کہدیا کہ درگاہ خدا کی طرف
بجز پیر کامل کے رسائی نہین ہین تمکو رہنمائی اور ہدایت کرونگا اس طرح اُسنے بہت سے
لوگ اپنے گرد جمع کرلیے اور شہوت پرستون کے مطیع و منقاد اور خوش کرنے کے لیے عورت
و مرد غیر محرم کو یکجا رہنے و کھانے پینے کی اجازت دیدی بایزید جو کچھ کہتا مرید وہی کرتے
قوم خلیل کا بہت سا حصہ اسکا مُرید ہوگیا پھر محمد زئی ہشت نگر مین گیا اور وہان بھی
اسی طرح کہا افغانون مین جو زیادہ جاہل تھے وہ اُسکے زیادہ معتقد تھے ہشت نگر مین
اُسکی پیری کو بہت رونق ہوگئی عالمون نے مباحثہ کرنے کا قصد کیا اخوند درویزہ نے
اُس سے مباحثہ کیا اور اُس مین بایزید مغلوب ہوگیا مگر اُسکے مرید ایسے طاقتور تھے
کہ اخوند درویزہ کی کوئی نصیحت اُسپر نہ چل سکی بایزید نے اپنا لقب پیر روشن رکھا
اُسنے مریدون پر ظاہر کیا کہ غیب سے مجھکو ندا ہوئی ہے کہ تمکو سب آدمی میان روشن
کہا کرین اور تمکو حیات جاودانی عطا کی گئی مگر یہ لقب اُسکے مریدون ہی مین رہا دوسرے
لوگون نے پیر تاریک مشہور کردیا محسن خان صوبہ دار کابل جو اکبر بادشاہ کی طرف سے
حکمران تھا وہ اسکا حال سنکر ہشت نگر آیا اور گرفتار کرکے کابل کو لیگیا مدت تک وہان قید
رہا پھر رہا ہوکر ہشت نگر واپس آیا اور اپنے تمام اصحاب کو جمع کرکے طوطی کے پہاڑون مین گھس گیا
پھر وہان سے تیراہ کو آیا آفریدی اور ورکزئی فرقہ بھی اسکا مرید ہوگیا اس طاقتوری
کے بعد اُسنے برملا اکبر بادشاہ سے بغاوت کرکے لوگون کو عام بلوے کی اس طرح
ترغیب دی کہ وعظ مین بیان کرنا شروع کیا کہ مغل ظلم پیشہ ہین اُنھون نے افغانون پر
حد سے زیادہ ظلم ڈھاے ہین اُنکی اطاعت ترک کرنا چاہیے اس شہر کے اکثر سرحدی قومین
بادشاہ سے باغی ہوگئین اور اُسکے وعظ سے بڑا فساد پھیل گیا بادشاہی فوج جو اُسکی
سرکوبی کو آئی تھی خود ہی سرکوب ہوکر پیچھے کو ہٹ گئی اس آسان فتح سے اُس کے
ہمراہیون کو زیادہ تقویت ہوگئی تیراہ کے لوگون کا یہ حال تھا کہ ظاہر مین بایزید کے

سطیع تھے مگر باطن میں سلطنت مغلیہ کے خیر خواہ تھے بایزید بھی یہ بات خوب جانتے ہوئے
تھا اسلئے اُسنے ایسے لوگوں سے اس ملک کو اس طرح پاک کیا کہ بعضوں کو قتل کرایا اور
بعضوں کو ملک سے خارج کیا اور اُسکے اصحاب و مریدین نے تیراہ پر بخوبی قبضہ کر لیا اور
ورکزیوں کی مضبوط جماعت کے ساتھ ننگرہار پر بھی قبضہ کر لیا اور بہت سے گاؤں بھی
لوٹ لاٹ کر برباد کر دئے محسن خان صوبہ دار کابل جلال آباد سے تیاری کر کے بایزید پر
چڑھ گیا اور شبخون مارا بھاری لڑائی کے بعد بایزید کے ساتھیوں نے پوری شکست پائی
بعض مارے گئے بعض دشوار گذار پہاڑوں پر چڑھ گئے اور بایزید ہشت نگر کو چلا گیا۔
یہ تو بایزید کے دنیوی کارنامے تھے اب اسکے عقائد اور اعمال کی باتیں سنو بایزید ابتدا
ریاضت فاقہ کرنے لگا تھا اہل علم و ادب کی بہت خاطر کرتا تھا ایک عامی آدمی تھا مگر قرآن کا
مطالب خوب بیان کرتا تھا اور حقائق و معارف ذکر کرتا مرزا محمد حلیم خلف ہمایوں بادشاہ
صوبہ دار کابل کے دربار میں خروج سے قبل اسکا مناظرہ علما کے ساتھ کرایا گیا اسکی تقریر
علما کے بیانات پر غالب آئی۔ پھر اسنے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہتا تھا کہ مجھکو الہام ہوتا ہے
جبرئیل میرے پاس رب العالمین کی طرف سے پیغام لاتے ہیں بلکہ اسکا یہ دعویٰ تھا کہ
میں علانیہ خدا کو دیکھتا ہوں اور بغیر توسط جبرئیل کے بالمشافہ اس سے بات چیت کرتا ہوں
اور کہتا تھا کہ مجھ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو انبیا کی نماز پڑھا کر نماز چھوڑ دے اور انبیا کی نماز
معبود کی صفت ہے اور زیادہ تر ذکر خفی کیا کرتا تھا بایزید کہتا تھا کہ مسلمانوں کا اشہد
ان لا الہ الا اللہ کہنا صحیح نہیں اسلئے کہ یہ خدا سے واقف نہیں اور جسنے اللہ کو نہیں دیکھا
وہ اُسے کیا جانے پس ایسے آدمی کی گواہی کذب ہے مولانا زکریا نے ایکبار اس سے یہ کہا کہ
تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ میں دلوں کی خبر رکھتا ہوں بھلا بتاؤ تو میرے دل میں کیا ہے اگر تم
یہ بتا دوگے تو میں تمہارا معتقد ہو جاؤنگا میاں روشن بایزید نے کہا اگر تم میں دل کب ہے
اگر تم میں دل ہوتا تو بے شک میں اُسکی خبر دیتا مولانا زکریا نے کہا کہ اول مجھکو قتل کرنا
چاہئے اگر میرے بدن میں سے دل نکلا تو بایزید کو مار ڈالنا چاہئے اور اگر دل نہ نکلے
تو بایزید سے کوئی غرض نہیں بایزید نے کہا کہ یہ دل جسکو تم دل سمجھ رہے ہو یہ تو گوشت

بکری اور گائے میں بھی ہوتا ہے اس گوشت کے ٹکڑے سے دل مراد نہیں دل وہی چیز ہے
جس میں عرش و کرسی دونوں کی سمائی ہے پھر مولانا زکریا کہنے لگے کہ تم دعویٰ کرتے ہو
کہ مجھے قبروں کے حالات معلوم ہیں مُردے مجھ سے کلام کرتے ہیں ہم تمھارے ساتھ
قبرستان کو چلتے ہیں دیکھیں تو مردے تم سے کس طرح باتیں کرتے ہیں بایزید نے کہا کہ اگر
تم میں اُن کی آواز سننے کی قابلیت ہوتی تو میں تمکو خبر کیوں کرتا۔ بایزید سے جو عقیدت
نہ رکھتا اُسے کافر و گمراہ جانتا اور جو اسکو نہ پہچانتا اور وحدت وجود کے طریقے پر نہ ہوتا
اُسکے ہاتھ کا ذبیحہ نہ کھاتا بایزید بہت سے قول عربی زبان میں بیان کرتا اور اُنھیں
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتا۔ بایزید کا قول ہے کہ زبان سے کلمۂ شہادت
کہنا اور اُسکی تصدیق کرنا شریعت کا فعل ہے اور تسبیح و تہلیل اور مدام زبان کے ساتھ ذکر
کرنا اور دل کو وسوسے سے بری رکھنا طریقت کا فعل ہے اور رمضان کے روزے رکھنا اور
کھانا پینا چھوڑنا عورات کے ساتھ مجامعت کو ترک کرنا شریعت کا فعل ہے اور روزۂ نفل
رکھنا رزق کم کھانا اور بدی سے باطن کو پاک رکھنا طریقت کا فعل ہے مال کی زکوٰۃ
اور عشر دینا شریعت کا فعل ہے اور فقیر و محتاج اور روزہ دار کو کھانا دینا عاجز کی دستگیری
کرنا طریقت کا فعل ہے کعبہ کا طواف کرنا لڑائی اور گناہ سے حرم میں بچنا شریعت کا فعل ہے
اور دل کا طواف کرنا اور نفس کے ساتھ لڑائی کرنا اور فرشتوں کی سی طاعت کرنا
طریقت کا فعل ہے۔ ہمیشہ حق تعالیٰ کی یاد میں رہنا اور ماسوی اللہ کا پردہ دل سے
مٹانا اور دوست کے جمال کا نظارہ کرنا حقیقت کا فعل ہے ذات حق کو چشم دل کے
ساتھ دیکھنا اور نور عقل کے ذریعہ سے اسکو ہر جگہ معلوم کرنا اور کسی مخلوق کو ایذا نہ پہونچانا
معرفت کا فعل ہے اور حق کو پہچاننا اور تسبیح کی آواز کو سننا اور اُسکو سمجھنا قربت کا فعل ہے
اور اپنے وجود کو ترک کرنا اور تمام کام اللہ کے وجود سے سمجھنا اور فضولیات سے بچنا
اور وصال کو سمجھنا وصلت کا فعل ہے اور اپنی ذات کو حق مطلق میں فانی کرنا اور باقی
مطلق ہو جانا اور واحد کے ساتھ موحد ہونا اور شر سے پرہیز کرنا توحید کا فعل ہے اور سکونت اندر
ساکن ہونا اور حق مطلق کی صفت اختیار کرنا اور اپنے وصف کو چھوڑ دینا سکونت کا

فصل ہے اور سکونت سے بالاتر کوئی مقام نہین قربت اور وصلت اور وحدت اور سکونت
یہ اصطلاحین خاص اُسکی تراشی ہوئی ہین وہ ان مراتب کو شریعت اور طریقت اور معرفت سے
اعلیٰ جانتا تھا اور آدمیون پر ریاضت کرنے کی تاکید کرتا تھا۔ نماز بھی پڑھتا تھا مگر قبلے کے
تعین کا معتقد نہ تھا جدھر چاہتا پڑھ لیتا اور اس بات پر اس آیت کے ساتھ استدلال
کرتا تھا اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ یعنی جدھر کو تم منھ کرو وہان ہی اللہ متوجہ ہے کہتا تھا
کہ پانی کے ساتھ غسل کرنے کی ضرورت نہین ہے ہوا لگنے سے بدن پاک ہو جاتا ہے کیونکہ
چارون عنصر پاک کرنے والے ہین اُسکا قول تھا کہ جو کوئی خدا کو اور اپنی ذات کو نہ پہچانتا ہو
تو وہ آدمی نہین پس اگر ایسا آدمی شریر ہے تو وہ بھیڑیے اور شیر اور سانپ بچھو کے حکم
مین ہے اُسکا مار ڈالنا واجب ہے اور اگر نیک اور نماز گذار ہے تو وہ گائے بکری کے حکم مین ہے
اُسکا مار ڈالنا جائز ہے اسی لئے اسنے اپنے متبعون کو حکم دیدیا تھا کہ ایسے آدمیون پر جہان
قابو پاؤ مار ڈالو اور دلیل اسپر یہ آیت لاتا تھا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا یعنی وہ
چوپایونکی طرح ہین بلکہ انسے زیادہ گمراہ ہین۔ اور کہتا تھا کہ جو کوئی خودشناس نہین زندگی
جاوید سے بے خبر ہے وہ مُردہ ہے ایسے شخص کے مال کے وارث بھی ایسے شخص نہین ہو سکتے
جو خود بھی مُردہ ہین بلکہ اُسکی میراث زندہ کو پہونچتی ہے اسلئے نادان کے مار ڈالنے کا بھی حکم
دیدیا تھا اگر ہندو کو خودشناس پاتا تو مسلمان ناخداشناس پر اُسکو ترجیح دیتا برسون تک
اُسنے اور اُسکے بیٹون نے راستون مین لوگون کو لوٹا ڈاکہ زنی کی اور مسلمانون وغیرہ سے
مال چھینا ایسے مال مین سے خمس نکالکر بیت المال مین جمع کرتا جب حاجت ہوتی تو اہل
استحقاق کو اس مین سے دیتا وہ اور اُسکے تمام بیٹے زنا اور فسق و فجور سے محترز رہتے تھے
موحدون اور خودشناسون کے مال سے بچتے اور اُنپر ظلم نکرتے تھے بایزید کہتا تھا کہ
خدا ناشناسون کے قتل کے لئے مین منجانب اللہ مامور ہون تین بار حق تعالیٰ نے مجھسے یہ فرمایا
کہ ان لوگون کو قتل کر مگر مین نے ہتیار نہ اٹھائے جب مکرر یہی حکم ہوا تو مجبور ہوکر جہاد کو مستعد ہوا
اسکی تصنیف سے بہت سی کتابین ہین عربی فارسی ہندی اور پشتو مین -
مقصود المومنین ایک کتاب اسکی عربی مین ہے اور اسکی ایک کتاب کا نام خیر البیان ہے

جسکو چار زبانون مین لکھا ہے عربی فارسی ہندی اور پشتو۔ اسکا دعویٰ یہ ہے کہ خیر البیان
کی ساری باتین وہ ہین جو اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے کہی ہین اسی وجہ سے
روشنیان اسکو صحیفۂ آلہی اعتقاد کرتے ہین اور حالنامہ اُسکی ایک کتاب ہے جسمین
اُسنے اپنی سوانح عمری لکھی ہے۔ افغانستان کے پہاڑون مین ایک مقام ہے بھتنہ پور
وہان پہاڑی پر بایزید کی قبر ہے۔ اسکے پانچ بیٹے تھے۔ شیخ عمر۔ کمال الدین خیر الدین
جلال الدین۔ اور نور الدین۔ اور ایک بیٹی تھی جسکا نام کمال خاتون تھا بایزید کے
بعد شیخ عمر باپ کا جانشین ہوا پیر روشن کے جتنے اصحاب تھے وہ اُسکے پاس جمع ہوگئے
کچھ دنون کے بعد شیخ عمر کا اور یوسف زیئون کا جھگڑا ہوگیا یوسف زیئون کے پیشوا
اخوند درویزہ تھے یوسف زیئون نے جمع ہوکر دریائے سندھ کے کنارے اپنے
مخالفون پر حملہ کیا اس لڑائی مین شیخ عمر اور اُسکے اکثر ساتھی کام آئے انہین سے
دو شخصون کو یوسف زیئون نے آگ مین بھی جلا دیا اور اس معرکہ مین شیخ عمر کا
بھائی خیر الدین مارا گیا نور الدین میدان جنگ سے نکلکر بھاگ گیا مگر ہشت نگر
کے گوجرون نے اُسکا بھی کام تمام کردیا اور جلال الدین یوسف زیئون کے ہاتھ
آکر قید ہوا اکبر بادشاہ نے اسکو مع تمام متعلقین کے یوسف زیئون سے لیکر رہا کردیا
اور تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ جلالہ چودہ برس کی عمر مین اکبر کے دربار مین آیا تھا
کچھ دنون کے بعد بھاگ کے تیراہ کے پہاڑون مین گھس کر رہزنی جاری کردی قافلون کو
لوٹنے لگا راجہ مان سنگھ اور اُسکی مدد کو دوسرے افسران شاہی پہاڑون مین جلال الدین
سے لڑنے کو سنہ ۹۹۳ ہجری مین گئے مگر وہ مغلوب نہو سکا اُسے اکبر بادشاہ جلالہ کہا کرتا
تھا کابل و پشاور کا راستہ اُسوقت کبھی محفوظ نرہا کمال الدین اُسکا بھائی پکڑا گیا
اور اکبر نے دم واپسین تک اُسکو قید رکھا چند لڑائیون کے بعد جب راجہ مان سنگھ
نے زیادہ تعاقب کیا تو جلالہ غزنی کی طرف بھاگ گیا اور وہان قوم ہزارہ کے ہاتھ سے
قتل ہوا اُسکا سر اکبر کے حضور مین بھیجا گیا اکبرنامے کی جلد سوم مین حالات سنہ ۳۲
و سنہ ۳۳ جلوس اکبری کے ضمن مین اس معرکے کو ذکر کیا ہے جب جلالہ مارا گیا تو احداد

بن شیخ عمر بن بایزید کو خلافت ملی یہ بھی اپنے اسلاف کے طریقے کا بڑا پابند تھا جو
کچھ مال جہاد مین ہاتھ لگتا اُسے بانٹ دیتا اور خمس بیت المال مین جمع کرتا اور
پھر ضرورت کے وقت اُسے غازیون پر تقسیم کرتا جو مسلمان اسکے طریقے کے پابند ہوتے
اُنپر جہاد کرنا جائز جانتا ۱۰۳۵ھ ہجری مین جہانگیر کے لشکر کے ہاتھ سے مارا گیا اسکے
معتقد کہتے تھے کہ قل ھو اللہ احد اسی احداد کی شان مین ہے ہزارون افغان
اُسکے مُرید تھے اور اُسکو احد کہتے تھے پھر اسکا بیٹا عبد القادر اسکا قائم مقام ہوا
اور یہ شاہجہان کے دربار مین حاضر ہو کر امراے شاہجہانی مین داخل ہو گیا اور ۱۰۰۵ھ
مین پشاور مین مرگیا جلالہ کا بیٹا الہداد نامی رشید خانی خطاب و منصب چار ہزاری تک
سرفراز ہو کر ۱۰۳۵ھ دکن مین فوت ہوا اور مؤ مین مدفون ہوا یہ قصبہ اسی کا بسایا ہوا
شمس آباد کے قریب ہے[1]

چہارم دین الٰہی

موجد اسکا جلال الدین اکبر شہنشاہ ہندوستان ہے اِس بادشاہ نے بچپن کی عمر کہ
پڑھنے کا وقت تھا کبوترون مین اُڑائی۔ ذرا ہوش آیا تو کتے دوڑانے لگا اور بڑے
ہو کر گھوڑے دوڑانے اور باز اُڑانے لگا۔ تو جوانی تاج شاہانی لیکر آئی۔
ماٰثر الامرا مین مذکور ہے کہ اکبر جو کچھ ایجاد کرتا اُسکو دین الٰہی کہتے اور اُسنے ہر مذہب
اور ہر طریقے کا خلاصہ ملاکر اُسکا نام دین الٰہی رکھا تھا اور خوشامدی کہتے تھے
کہ یہ جو کچھ اُسنے چھانٹا ہے اللہ کے حکم سے تھا اور یہ لوگ اکبر کو خلیفۃ اللہ کہتے تھے
منتخب التواریخ مین مولوی عبد القادر بدایونی نے لکھا ہے کہ ماہ رجب ۹۸۷ھ ہجری
مین ایک محضر علماے بادشاہ مذکور نے تیار کرایا جسکا مضمون یہ تھا کہ امام عادل
مطلقاً مجتہد پر فضیلت رکھتا ہے اور وہ مجاز ہے اِس بات کا کہ کسی مسئلہ مختلف فیہ مین
روایت مرجوح کو ترجیح دیوے معاملات شرعی مین کسی کو اُسکی راے سے انکار
کرنے کی مجال نہین کیونکہ امام عادل معاملات کو مجتہدین سے زیادہ سمجھتا ہے

پس جو اُس سے مخالفت کرے وہ دنیا و عقبیٰ مین مستوجب عذاب ہے بلکہ امام عادل کو
اختیار ہے کہ کوئی حکم ایسا بھی اپنی طرف سے جاری کرے جو نص کے مخالف ہو مگر اُسمین
خلائق کی رفاہیت مد نظر ہو اور امام عادل کے ایسے مسائل کی تعمیل سب پر واجب ہے
اور مراد اس امام عادل سے اکبر کی ذات تھی اس محضر پر مخدوم الملک و شیخ عبد النبی
صدر الصدور اور قاضی القضاۃ قاضی جلال الدین ملتانی اور صدر جہان مفتی کل ممالک
ہندوستان اور شیخ مبارک ناگوری اور غازی خان بدخشی کی مہرین اور دستخط تھے
ان مین سے بعض نے بطیب خاطر اور بعض نے طوعاً و کرہاً دستخط اور مہر کی تھی اس فتوے
کے حاصل ہونے کے بعد اکبر نے اپنے اجتہادات جاری کئے اور تمام تحریم و تحلیل کی ہو توفی
پر نوبت پہونچی اور اپنی عقل سے دین مین باتین پیدا کرنے لگا اسلام کا نام تقلید
رکھدیا کہتا تھا کہ قرآن مخلوق ہے وحی محال ہے اور امامات و نبوات مین تشکیک
کرنے لگا جنون اور فرشتون اور تمام مغیبات اور معجزات و کرامات سے انکار صریح کردیا
اور قرآن کے تواتر اور اُسکے کلام الٰہی ہونے کے ثبوت کو محال قرار دیا کہتا تھا کہ
بدن کے فنا ہو جانے کے بعد روح کا باقی رہنا اور ثواب و عذاب کا بغیر تناسخ کے
ہونا محال ہے اور پھر علانیہ حکم دیدیا کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ اکبر خلیفۃ اللہ بھی
کہا کرین مگر جب دیکھا کہ عوام کے مزاجون مین اس سے ایک قسم کی برہمی آگئی ہے تو
اِس حکم کی تعمیل صرف اُن لوگون کے ساتھ مخصوص کردی گئی جو اُسکے درباری
تھے اور علماے دنیا طلب نے اُسکے راضی کرنے کے واسطے یہانتک کیا کہ کتابون کے
دیباچے لکھتے تو اُن مین حمد کے بعد نعت پیغمبر کی جگہ اکبر کا ذکر کرتے اگرچہ اِن باتون سے
اُسکی دور دور بدنامی ہو گئی مگر ہزارون آدمی اُسکی تقلید بھی کرنے لگے اور یہ لوگ
اپنی جانون کو بادشاہ کا مُرید کہتے تھے اور بیربر وغیرہ سے آفتاب کے فضائل سُنکر
اُسکی تعظیم و تکریم کرنے لگا اور نوروز جلالی مقرر کرکے اُس دن بڑا جشن کیا جاتا اور
دعا تسخیر آفتاب کی آدھی رات کو اور طلوع کے وقت پڑھا کرتا یہ دعا ہندوون سے
اُسکو پہونچی تھی جہانگیر اپنے تزک مین لکھتا ہے کہ اکبر یکشنبہ کی اس وجہ سے بہت

تعظیم وتکریم کرتا تھا کہ یہ دن آفتاب کی طرف منسوب ہے اور حکم دیدیا تھا کہ تمام ملک مین
اس دن کوئی جانور ذبح نکیا جائے اگرچہ بعض دوسرے دنون مین بھی ذبح کی ممانعت
تھی مگر یکشنبہ کو ممالک محروسہ مین اس حکم کی سختی سے پابندی کرائی جاتی تھی
اور آفتاب کو حضرت نیر اعظم کہتا تھا گاؤکشی اور اسکا گوشت کھانا حرام کر دیا
آتش پرستون سے آتش کے فضائل معلوم کر کے آگ کی تعظیم کرنے لگا اور حکم دیا کہ
بطور آتشکدون کے محل مین آگ کی حفاظت کی جائے اور وہ ہمیشہ روشن رہے کیونکہ آگ
اللہ کی ایک آیت اور اسکا نور ہے اور جلوس کے پچیسوین سال مین نوروز کے دن
اسنے آگ اور سورج کو سجدہ کیا اور یہ مقرر کر دیا تھا کہ جب شام کو شمعین اور چراغ
روشن ہون تو ہمارے مرید سروقد تعظیم کو کھڑے ہو جایا کرین اور ایک زنار مرصع بھی
تیار کر کے جبرًا برہمنون کے ہاتھ سے پہنی اور راکھی بندھوائی اور قشقہ ماتھے پر کھچوایا
پھر علما نے بادشاہ سے عرض کیا کہ صاحب الزمان جو خلاف و اختلاف ہندو مسلمانان
مین سے دور کرنے والے ہین وہ حضور ہین اور انھون نے بیان کیا کہ محمود مسجوانی نے
اپنے رسائل مین صاف تصریح کر دی ہے کہ سنہ ۹۹۰ھ مین باطل کا مٹانے والا شخص ظاہر ہوگا
اور اسنے ہر جگہ صاحب دین کو شخص کے ساتھ تعبیر کیا ہے جسکے بحساب جمل نو سو نوے
عدد ہوتے ہین اور خواجہ مولانا شیرازی مکہ معظمہ سے بعض شرفا کا رسالہ لایا جس مین
مرقوم تھا کہ بموجب احادیث صحیح کے سات ہزار سال کہ مدت دنیا کی ہے پوری ہو چکی
اور اب وقت مہدی موعود کے ظہور کا آپہونچا ہے اور اس قسم کی باتین شیعہ نے بھی
امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ سے بادشاہ کے سامنے نقل کین اور یہ سب باتین جمع ہو کر
اکبر کو نبوت کا دعویٰ ہوا مگر صاف لفظ نبوت کا نام نہ لے سکا بلکہ دوسرے پہلو مین انکو
ظاہر کیا اور سب مریدون نے یہ مقرر کر لیا کہ بادشاہ کی محبت کے سامنے مال و جان
اور ناموس و دین ہیچ ہے جب ہزار سال ہجری پورے ہوگئے تو اکبر نے خیال کیا کہ ہزار سال
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے گذر گئے اسی قدر اس دین کے باقی رہنے کی مدت تھی
اب اس دین کے احکام و ارکان کا باقی رکھنا بھی ضرور نہین اسی لئے اپنی طرف سے

نئے قواعد و ضوابط ایجاد کرنے لگا حکم دیا کہ سکے مین تاریخ الفی رحلت سے لکھی جائے
علما نے بادشاہ کے لئے رسم سجدہ جاری کی اور اسکا نام زمین بوس رکھا اور یہ حکم دیا
کہ جو کوئی شراب رفاہت اور معالجے کی غرض سے پئے تو یہ مباح ہے اور بادشاہ نے
داڑھی منڈوانے کے لئے لوگون کو حکم دیا اسکے سارے اہل دربار نے داڑھیان منڈوادین
مصاحبون نے اکبر سے داڑھی منڈوانے کے باب مین دلائل بھی بیان کئے کہ اگلے متاخرون
نے جو داڑھیان رکھین تو یہ ایک قسم کی ریاضت تھی اور وہ اس کام مین ملامتی تھے اور اب
ملامت اور ریاضت داڑھی کے صفا رکھنے مین ہے اسلئے کہ اب داڑھی کے منڈوانے کو
فقہائے نادان عیب قرار دیتے ہین اور بعض مفتیون نے ایک مجہول روایت بھی نکال دی
اور وہ یہ ہے کما یفعلہ بعض القضاۃ اور لفظ عصاۃ کو تحریف بتاتے تھے اور کہتے تھے
کہ قاضیان عراق کا عمل داڑھی کے منڈانے پر تھا حاجی ابراہیم سرہندی نے ایک پرانی
کرم خوردہ کتاب مین ایک عبارت لکھکر پیش کی جسکو شیخ اکبر محی الدین بن عربی کی طرف
منسوب کیا تھا مفاد اس عبارت کا یہ تھا کہ صاحب الزمان بہت سی عورات رکھے گا
اور داڑھی منڈاتا ہوگا اور اسکی چند صفتین اور ایسی بتائی تھین جو شہنشاہ مین موجود تھین
اور ایک حدیث موضوع علمائے اکبری نے انکے حضور مین پیش کی کہ ایک صحابی کے فرزند
داڑھی منڈائے ہوئے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو دیکھ کر کہا کہ اہل بہشت کی
یہ وضع ہوگی پھر یہانتک نوبت پہونچی کہ مرزا جانی حاکم ٹھٹھہ اور اکثر امرائے اقرانائے اپنی
طرف سے اس مضمون کے گذرانے کہ دین اسلام مجازی تقلیدی جسکو باپ دادون سے
سنتے آئے تھے ہمنے چھوڑا اور دین الٰہی اکبر شاہی مین داخل ہوئے اور مراتب چارگانہ اخلاص
یعنی ترک مال ترک جان ترک ناموس ترک دین ہمنے قبول کیا اکبر ایسے لوگونپر زیادہ اعتماد
کر کے انکی تربیت کرتا فرضیت غسل جنابت کو موقوف کر دیا اور دلیل اسپر یہ بیان کی کہ
انسان کا خلاصہ نطفۂ منی ہے جو نیک و بد کی پیدائش کا تخم ہے پھر اسکے کیا معنے کہ پیشاب
و پیخانہ پر تو غسل واجب نہین اور اس لطیف چیز کا خروج غسل کا موجب ہو بلکہ مناسب
یہ ہے کہ اول غسل کیا جائے اور بعد اسکے جماع کیا جائے اور کہا مردے کے لئے کھانا پکا کر

فاتحہ دینا بیکار ہے کیونکہ مردہ جماد ہے اُسے اس سے کیا حظ حاصل ہوگا بلکہ جسدن بچہ
پیدا ہو اس دن ایک جشن ترتیب دیا جائے اور اس جشن کا نام جشن حیات رکھا تھا۔
سور اور شیر کا گوشت مباح کر دیا تھا تاکہ جو اسکو کھائے اُسمین صفت شجاعت آجائے
اور حکم دیا کہ چچا پھوپھی ماموں خالہ وغیرہ کی بیٹیون سے جن سے قریب کا رشتہ ہو نکاح
نکیا جائے کہ اولاد کمزور ہوتی ہے اور بی بی عائشہ صدیقہ کے زفاف کا حضرت سرور کائنات
سے جو بی بی صاحبہ کی ۹ سال کی عمر مین واقع ہوا تھا منکر تھا اور سونا اور ریشم پہننا
مرد کے لئے جائز قرار دیا نماز روزہ حج اور زکوۃ کو ساقط کر دیا اور تاریخ عربی کو تغیر دیکر
ابتدا اُسکی سال جلوس سے مقرر کی اور عربی مہینے اُڑا کر ملوک عجم کے طور پر مہینے مقرر کئے
اور زردشتیون کے آئین کے موافق سال مین چودہ عیدین مقرر کین اسلام کی عیدون کو
بیرونق کر دیا اور اپنے جدید سنہ کا سال و ماہ الٰہی نام رکھا اور سکون اور مہرون پر تاریخ الفی
قائم کی تاکہ اس سے ظاہر ہو کہ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ختم ہو چکا آگے کو نہ چلیگا اور حکم دیا
کہ چونکہ ہزار سال ہجری ختم ہو چکے لہذا ایک تاریخ ایسی تصنیف ہو جس مین بجائے ہجرت کے
رحلت کا لفظ سنوات مین لکھا جائے اور اسکا نام تاریخ الفی رکھا اس تاریخ کے کچھ حصے مین نے
کتب خانہ ریاست رام مین دیکھے ہین۔ عربی کا پڑھنا لکھنا اور اُسکی اصطلاحون کا استعمال کرنا
عیب مین داخل ہو گیا حکم دیا کہ فقہ و حدیث و تفسیر کا پڑھانا موقوف کر کے نجوم حکمت طب
حساب شعر اور تاریخ کے فن پڑھائے جائیں اور حروف مخصوصہ عربی یعنی ثا۔ حا۔ صاد۔ ضاد۔
طا۔ ظا۔ عین۔ قاف کا تلفظ مین گرانا شروع کیا جو کوئی اکبر کے سامنے عبداللہ کو ابداللہ
اور احدی کو اہدی کہتا تو بہت مسرور ہوتا۔ نبوت اور کلام الٰہی اور رویت الٰہی اور تکلیف
اور تکوین اور حشر و نشر مین طرح طرح کے شبہات پیدا کئے اور تشیع کا برملا اظہار کرتا اور خلفاے
ثلثہ کے حق مین جسقدر مطاعن ہوتے اُسکے دربار مین بیان کئے جاتے جنگ صفین اور
قضیۂ فدک وغیرہ معاملات مین صحابہ کا ذکر نہایت برائی کے ساتھ کیا جاتا۔ بلکہ تمام انبیا کی
ذوات کو اُنکی شہوات سے انکار کا ذریعہ قرار دیا خصوصاً حضرت داؤدؑ اور زوجۂ اوریا کے
قصے کو نہایت بُرائی کے ساتھ بیان کرتا اور حضرت داؤدؑ کو اس وجہ سے اچھا نہ جانتا اکبر کے

…م کی رعایت کی وجہ سے تحریرون کے عنوان پر اللہ اکبر لکھا جانے لگا بلکہ عوام کی زبانون پر
سوا اس کلمے کے کوئی چیز باقی نرہی ملا شیرازی نے اس طوفان بے تمیزی مین دس شعر کا
ایک قطعہ کہا تھا جس کے یہ اشعار ہین۔

تا بزاید ہر زمان کشور بر انداز آمدے	فتنہ دور کو نے حوادث گد خدا خواہد شدن
با عقاب قرض خواہ تیغ اوار با عشق	بار سر از ذمہ گردون ادا خواہد شدن
فیلسوف کذب را خواہد گریبان پارہ شد	خرقہ پوش زہد را تقوی ادا خواہد شدن
شورش عزت اگر در خاطر آرد جا بے	کز خلائق مہر پیغمبر جدا خواہد شدن
خندہ مے آید مرا زین بیت اپس کز ظرفگی	نقل بزم منعم و در دو گدا خواہد شدن
پادشہ امسال دعوائے نبوت کردہ است	گر خدا خواہد پس از سالے خدا خواہد شدن

نوروز کے جلسون مین اکثر علما اور صلحا کو شراب کے جام پلوا دے نوروز کے پچھلے دن کی
بڑی تعظیم کرتا محمد اور مصطفٰی اور احمد الفاظ اُسکو ایسے گران معلوم ہوتے کہ جن مقربین کے
نامون مین یہ الفاظ موجود تھے اُنکے نام بدل دئے محمد یار اور محمد خان کی جگہ رحمت لکھے
اور بولتے ایک دن راجہ بیربر اور فتح اللہ شیرازی وغیرہ اہل دربار کے سامنے کہنے لگا کہ
عقل یہ بات کسی طرح گوارا نہین کرتی کہ ایک شخص خوابگاہ سے آسمان پر چلا جائے
اور خدا سے باتین کر کے اپنے مکان پر لوٹے تو اُسکا بستر بدستور گرم ہو اور اُسکے اس دعوے
کی لوگ تصدیق کر لین اور ایک پاؤن کو اُٹھا کر کہنے لگا کہ ممکن نہین جب تک دوسرا پاؤن
زمین پر نرہے ہم کھڑے ہو سکین اور معجزہ شق قمر کا بھی منکر تھا قمر کے شق ہونے کو محال
جانتا تھا۔ آفتاب کی عبادت چار وقت کرتا سحر شام دوپہر آدھی رات کو پنڈتون نے
ایک ہزار ایک نام آفتاب کے سنسکرت مین اُسکو سکھا دئے تھے اُنھین روزانہ بطور ورد
کے پڑھتا ہندوون کے طور پر ریاضت کرتا جوگیون سے خلوت مین صحبت رکھتا اُن سے
اعتقادات اور مراقبہ اور خلع بدن وغیرہ کے طریق سیکھتا سر پر چندیا کے بال منڈاتا اور
باقی آس پاس رکھتا اس اعتقاد سے کہ کامل مکمل کی روح اس راہ سے کہ قوت وہم کا
منفذ ہے خروج کرتی ہے اور اُسوقت رعد اور صاعقہ کی سی آواز کرتی ہوا ور یہ دلیل ہے

اس بات پر کہ بہت گناہون سے پاک وصاف ہے صاحب نجات وسعادت ہے اور اس بات کی بھی علامت ہے کہ روح نے کسی بادشاہ ذی شوکت مین حلول کیا ہو اور اپنے طریق کا توحید الٰہی نام رکھا تھا اور جبکہ یہ اعتقاد نہوتا اور سے مردود واجب القتل جانتا اور اپنی جماعت خاص اور مریدون کے نام جوگیون کے چیلون کی مثل رکھے تھے اکبر روز صبح کے وقت سورج کے نام پڑھتا اور اسکی پرستش کرتا جن لوگون کو اس موقع پر پہونچنے کی دسترس نہوتی وہ باہر کھڑے رہتے اور جب بادشاہ اپنے اس وظیفے سے فارغ ہو کر برآمد ہوتا تو یہ لوگ سجدے مین گر جاتے بعض آدمی ایسے تھے کہ جب تک وہ صبح کو بادشاہ کی زیارت نکر لیتے کھانا پینا منھ دھونا اُنپر حرام تھا یہ درشنیہ کہلاتے تھے ہندوون نے اکبر پر ظاہر کیا تھا کہ آپ مین ایک ہندو اوتار کی روح نے حلول کیا ہے اور ہندو اکبر کو رام اور کرشن کی مثل سمجھتے تھے اور پُرانے پُرانے کاغذون پر یہ باتین لکھکر اُس کے سامنے پیش کرتے کہ ایک بادشاہ عالمگیر ہند مین پیدا ہوگا جو برہمنو کی عزت اور گائے کی محافظت کریگا دنیا مین عدل وانصاف جاری کریگا۔ سلطان خواجہ مرا تو اکبر نے اسکی قبر مین روزن رکھوائے جنکے ذریعہ سے سورج کی شعاعین اُسکے جسد پر پڑتی تھین کہا سورج کی روشنی گناہون کو پاک کرتی ہے حکم دیا کہ کوئی مرد اپنے نکاح مین دو عورتین جمع نکرے مگر جبکہ عورت اسکی بانجھ ہو اور حیض اس سے منقطع ہو جائے اولاد کے جننے کی عمر ختم ہے اور حکم دیا کہ جب مُرید ہمارے آپس مین ملین تو ایک اللہ اکبر کہے اور دوسرا جل جلالہ یہ سلام اور جواب سلام کی جگہ تجویز کیا تھا غرض انھین باتون مین اکبر مبتلا رہا اور اپنے منصبون کو مبتلا رکھا ۱۳۔ جمادی الاخریٰ ۱۰۱۴ھ ہجری مین ۵۱ برس حکومت و سلطنت کرکے اس دنیا سے انتقال کیا۔ یہ لوگ اسکے نورتن کہلاتے تھے اور مقربان خاص تھے۔

(۱) مرزا عبدالرحیم خان خانان پسر بیرم خان ترکمان (۲) خان اعظم عزیز مرزا کوکلتاش ہفت ہزاری (۳) حکیم ابوالفتح گیلانی (۴) ملک الشعرا علامہ ابوالفیض فیضی فیاضی (۵) مؤتمن الدولہ ابوالفضل (۶) حکیم ہمام (۷) راجہ ٹوڈر مل صدر دیوان (۸) راجہ بیربل سہ ہزاری (۹) راجہ مان سنگھ پنجہزاری اکبر کے

زمانے مین بیربل اور ملا دو پیازہ ظرافت اور بذلہ سنجی کے دو مہرے قرار دئے گئے تھے۔ بیربل کا وجود تو ثابت ہوتا ہے ملا دو پیازے کی شخصیت کا پتا نہین چلتا اگر ملا عبدالقادر صاحب بدایونی کو اس شہرت عام کا مفہوم قرار دیا جائے تو کسی طرح درست نہوگا کیونکہ یہ ملا صاحب اس جمہوری ظرافت سے قطعی پاک تھے جو ملا دو پیازہ کی طرف منسوب کی جاتی ہے بیربل کی ذات مین بھی جو حاضر جوابیان پیوست کی گئی ہین انکی اصلیت بھی واقع کے خلاف ہے وہ بیچارا برہمن اس شگفتہ طبعی سے کوسون دور تھا۔

تذکرہ اکبر کے عہد مین کچھ لوگ پکڑے گئے تھے وہ الٰہی مشہور تھے کہتے تھے ہم روزی رسان ہین اور خدا کے سے اختیار اپنے لئے ثابت کرتے تھے جب اُنسے کہا گیا کہ اس خرافات سے توبہ کرو تو جواب دیا توبہ زداہ ماست اصطلاح شریعت اور دین اسلام اور نماز و روزہ وغیرہ کے جدا جدا نام اُنھون نے اپنی طرف سے اختراع کئے تھے۔

فرقہ پنجم فرود

عالمگیر شہنشاہ ہندوستان کے آخر عہد مین میر محمد حسین نام ساکن مشہد مقدس رضوی جو علم عربیت ومنطق مین دستگاہ رکھتا تھا عمدۃ الملک امیر خان صوبہ دار کابل کے زمانے مین کابل مین آیا اور امیر خان کے میر منشی کا بیٹا اُسکا شاگرد ہو گیا اس ذریعہ سے امیر خان کے حضور مین محمد حسین کی رسائی ہوئی امیر خان نے اُسے لائق فائق شریف پاکر اپنی لے پالک لڑکی کے ساتھ شادی کر دی پھر کچھ عرصے کے بعد شاہی خوشبو خانہ کا داروغہ کرادیا یہ شخص نہایت جاہ طلب تھا عمدۃ الملک کے بیٹون کو کئی طرح کے شعبدے دکھلاکر اپنا معتقد کر لیا خاصکر ہادی علی خان پسر عمدۃ الملک اُس سے بہت عقیدت رکھنے لگا جب عمدۃ الملک اور عالمگیر کا انتقال ہو گیا تو تمام عطر اور گلاب کو جو بادشاہ کے لئے خرید اتھا ساٹھ ستر ہزار روپے کو لاہور مین فروخت کر کے اور وہ روپے قبضے مین لا کر فقیری لے لی چونکہ طامع اور جاہ طلب تھا پُرانی تقلید پسند نہ آئی اسلئے ایک نئی راہ نکالنے کی طرف متوجہ ہوا اور اپنے شاگرد قدیم یعنی اُس منشی زادے کو موافق کر کے صلاح کی کہ

ہم تم ایک نیا مذہب نئے قواعد اور نئی زبان مین ایجاد کر کے الہام اور نزول وحی کا دعویٰ
کرین تاکہ اولیا انبیا کی شان پائی جاے اول عوام کو پھانس کر کسی قدر ہجوم خلائق کرین
بعدہ مرجع انام ہو جاینگے پس ایک کتاب عمدہ دلچسپ نئی زبان اور قواعد کے ساتھ بنا کر
آقوزہ مقدس اُسکا نام رکھا تیز تو تھا ہی اکثر الفاظ غیر مانوس اور پرانی فارسی
کے بھی کسی قدر بطور عربی کے ترخیم کر کے جو صاف طور پر صرف و نحو قواعد عربی کے
مناسب نہ تھے درج کئے اور بیگوکیت کا دعویٰ کیا اور کہا یہ رتبہ مابین امامت و نبوت
کے ہے کہا کہ ہر پیغمبر اولوالعزم کے نو بیگوک ہوے ہین اسیطرح حضرت خاتم الانبیا کے
نو بیگوک تھے اول بیگوک حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے دوسرے امام حسن تیسرے امام حسین
چوتھے زین العابدین پانچوین محمد باقر چھٹے جعفر صادق ساتوین موسیٰ کاظم آٹھوین علی رضا
اور امام علی رضا تک امامت اور بیگوکیت دونون رتبے جمع تھے پھر محمد تقی بن علی رضا سے
یہ دونون منصب جدا جدا ہو گئے امام علی رضا کے بعد بیگوکیت مجھے ملی اور امامت محمد تقی کو
اور مین خاتم بیگوکیت ہون اور تعداد بیگوکیت کی اس خاص ترتیب کے ساتھ امامیہ
مذہب والون کے سامنے بیان کرتا تھا اور جس وقت اہل سنت سے ملتا تو خلفاے اربعہ اور
چار خلفاے بنی امیہ و خاندان بنی عباس کو جنکی نیکی مشہور ہے بیگوک گن کر نوان بیگوک
اپنی ذات کو بتاتا اور کہتا کہ مجھے کسی مذہب سے غرض نہین مین ہر مذہب کا چراغ روشن
کرنے والا ہون اور وحی کے نزول کا بھی مدعی تھا اور کچھ قاعدے مقرر کر کے بعض دنون
کو مثل عید ہاے اسلام کے محترم سمجھتا تھا اور اپنے مریدون کو جن کا لقب فرلود رکھا تھا
یہ ہدایت کی تھی کہ ان دنون کی عزت کیا کرین اور کہتا تھا مجھپر وحی دو طور سے
نازل ہوتی ہے ایک اس طرح کہ ایک قرص نورانی مثل آفتاب کے سامنے آتی ہے
اور اُسپر کلمات منقش ہوتے ہین مین اُنھین سمجھ لیتا ہون اور وہی قرص نورانی پھر
مجھپر محیط ہو کر بیہوش کر دیتی ہے دوسرے اس طرح کہ ایک آواز آتی ہے اور کلمات
جنھین مریدون سے بیان کرتا ہون اُس آواز سے سنتا ہون اور السّلام علیک
کے آخر مین اپنی راے سے کلمہ خفشان نمود بود ال بڑھا دیا تھا اور جس روز کہ

اول اول اُسکے اعتقاد کے بموجب وحی اُسپر نازل ہوئی تھی اسکا نام روز جشن
رکھا تھا اُس روز بھاری جشن ہوا کرتا تھا اُسکے مرید عبیر وغیرہ خوشبویات آپس مین
لگاتے اور خوشیان مناتے اور دو علم ہمراہ لیکر اور ایک اونچی سی ٹوپی اوڑھکر
اپنے مریدون کے ساتھ اُن کوہستان کی جانب جہان دیول رانی کی عمارات
دھولی بھٹیاری کے محلون کے نام سے مشہور ہین جاتا اور یہ ظاہر کرتا کہ اول بار
وحی خاص اُسی مقام مین مجھپر نازل ہوئی تھی اور روز جشن سے چھ یوم پیشتر سے
روزہ رکھتا ساتوین ذی حجہ کو روز جشن مقرر تھا اور یکم ذیحجہ سے روزہ رکھا کرتا تھا اور
روزون کے دنون مین کسی سے کلام نکرتا اور ایک دن کا نام روز رسولان رکھا تھا
اُس دن بھی بڑا اجتماع اور اژدحام ہوتا تھا اور ہر روز سواے نماز پنجگانہ کے مریدون
پر یہ بھی مقرر کیا تھا کہ تین بار میری زیارت کیا کرین پہلا وقت زیارت کا طلوع آفتاب
بعد نماز صبح مقرر کیا تھا اور دوسرا وقت دوپہر کا اور تیسرا غروب آفتاب کا وقت کہ ہنوز شفق
کی سرخی مغرب مین ہو اور آداب زیارت کے یہ تھے کہ خود مع خلفا کے درمیان مین کھڑا ہوتا
اور مریدون کو حکم تھا کہ اُسکے گرد بطور چار دیوار مربع کے صفین باندھکر کھڑے ہوتے
پھر ہر صف اسکی طرف مُنھ کر کے چند کلمے جو اُسکے اختراعی تھے پڑھتی اور اُس کے بعد
سر جھکا کے اُسکے بائین جانب پھر جاتی تاکہ صف شمال رویہ مغرب رویہ ہو جائے
اور مغربی جنوبی اور جنوبی مشرقی اور مشرقی شمالی ہو جائے جب مقابلہ چارون سمت کا
چارون صفون کے آدمی تمام کر چکتے تو زمین کی طرف دیکھتے پھر آسمان کو پھر شش جہت
کو اُسکے بعد زیارت تمام ہوتی اور سب آدمی چلے جاتے ایک دعویٰ اُسکا یہ بھی تھا کہ مین
وہی محسن ہون جو بچہ حضرت فاطمہ زہرا کے شکم سے ساقط ہوا تھا اور اپنے چار خلفا بنائے
تھے ایک وہی شاگرد و پسر خشی خلیفہ تھا اور اُسکا نام اپنی مخترع زبان مین دوجی باس
رکھا تھا اور دوسرا خلیفہ اسکا سالا میر باقر تھا اور دو خلیفہ اور تھے اور اپنا نام نمود اللہ اور نمود
اور انمود رکھا تھا اور اسی ڈھب کے نام اپنے مریدون کے اپنی طرف سے مقرر کرتا
اور اُسے نشان کہتا اُسکے تین بیٹے تھے اول نمانمود دوم نغار سوم دید

اور دو دختر تھیں نمانۂ کلان اور نمانۂ خرد اور اقربا سے زوجہ کے نام نمایا رہ اور
نمودیار اور نماد وغیرہ تجویز کئے تھے اور نغار کے بیٹے کا نام نمودید تھا چونکہ مالدار تھا اسلئے
اپنی بے پروائی ظاہر کرتا اور لوگون کے ہدایا واپس کر دیتا یہ حالت دیکھکر عوام اور زیادہ
گرویدہ ہوتے پھر لاہور سے بہادر شاہ کے عہد مین دلی آیا ہادی علی خان بن امیر خان
جو بادشاہ کا مقرب تھا اُسکا بہت معتقد تھا اسلئے اُسکے کام نے قوت پکڑی اور اسی طرح
اور بھی کئی امیر اُسکے مرید ہو گئے اور اُسکے پیروون کی ترغیب سے آہستہ آہستہ دوسرے
آدمی بھی اُس کے حلقۂ اطاعت مین داخل ہونے لگے اور لوگ کثرت سے اُسکی طرف
رجوع کرنے لگے اور عوام کو اُسکا استغنا نہایت پسند آیا جبکہ بہادر شاہ نے لاہور مین
انتقال کیا اور شاہزادون مین اختلاف پیدا ہوا تو اُسکو یہ اچھا موقع اور فرصت ملی
اور بابنک جو کسی قدر اپنی باتون کو در پردہ بیان کرتا تھا اور اپنے مخترعات کو علانیہ ظاہر
کرنے سے ڈرتا تھا اب بے خوفی کے ساتھ سب باتین بیان کرنے لگا اور اپنی بنائی ہوئی
کتابون کو رواج دیا اور سر عام اپنے دعاوی کا اظہار کیا اگر عوام مین سے کوئی اُس سے
بحث کر بیٹھتا تو بوجہ اسکے کہ کچھ علم معقول و منقول جانتا تھا بیچارے کو مکابرے اور
مجادلے کے ساتھ ہرا دیتا تھا اور یہ حال دیکھکر عوام کا اعتقاد اُسکی جانب اور بڑھتا
جب فرخ سیر بادشاہ ہوا تو یہ مدبر اور تجربہ کار نہ تھا اُسلئے اُسکے حال سے متعرض نہوا اور
امیر الامرا حسین علی خان زیادہ تر لڑائیون اور سفرون مین معروف رہتا تھا اور
قطب الملک عیش و عشرت کا بندہ تھا یہ تمام اسباب ایسے جمع ہو گئے کہ نمود کے کام نے
خوب ہی ترقی کی اور ہادی علی خان کو بھی بہت بڑی حمایت اُسکی تھی یہ شخص امیر کبیر
اور نہایت نامور تھا ہادی علی خان کی عقیدت نے اُسکے کام کو دوبالا کر دیا تھا
فرخ سیر بھی بعض امرائے نادان کی ترغیب سے شب کے وقت چند خواجہ سرا ہمراہ لیکر
اُسکی ملاقات کو گیا اُسنے دانائی یہ کی کہ بادشاہ سے بے اعتنائی کی حجرے کا دروازہ
اندر سے بند کر لیا اور تھوڑی دیر تک نہین کھولا فرخ سیر نے نہایت الحاح و خوشامد کی اور
نمود کی اولاد اور بادشاہی خواجہ سرا بھی منت و سماجت کرنے لگے تو وقت دروازہ کھولا

بادشاہ نے نہایت ادب کے ساتھ سلام عرض کیا اُسنے بادشاہ کے واسطے مرگ چھالا بچھوا کر کہا ؎

پوست تخت گدائی و شاہی — ہمہ داریم آنچہ مے خواہی

فرخ سیر پر اُسکے استغنا کا گہرا اثر ہوا کئی ہزار روپے اور اشرفیان پیش کین اُس نے قبول
کیا اور ایک قرآن اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا بادشاہ کو دیکر کتابت کی اُجرت کے تئیں روپے
اُس مین سے لے لئے بادشاہ قرآن کو سر پر رکھکر رخصت ہوا اور حجرے سے نکلکر اُس کے
مریدون پر وہ زر نقد تقسیم کر دیا بادشاہ کی حاضری کی شہرت نے اُسکا اور اعتبار بڑھا دیا
اور اب وہ تجمل و شان کے ساتھ رہنے لگا اپنی عیدون کے ایام مین نہایت تجمل و احتشام
کے ساتھ نکلتا بازارون مین سے یہ اژدہام لیکر گذرتا اُسکے مرید زور زور سے اُس کے
اختراعی کلمات کہتے جاتے فرخ سیر کے بعد محمد شاہ کے عہد مین محمد امین خان وزیر کو جب اسکا
مفصل حال معلوم ہوا تو اُسنے اُسکی گرفتاری کا حکم دیا اور یہ وہ وقت تھا کہ کچھ پیشتر سے
وزیر کو مرض قولنج شروع ہو چکا تھا سپاہی دوپہر کے وقت اُسکے مکان پر پہونچے کھانا
کھا رہا تھا اگرچہ اس خبر سے بہت پریشان ہوا مگر حواس درست کر کے یہ تدبیر کی کہ اپنے
چھوٹے بیٹے کے ہاتھ جسکا نام ودید تھا اور بہت خوبصورت تھا گیہون اور جو کی چند
روٹیان اور تھوڑا سا فقیرانہ سالن جو تیار تھا سپاہیون کے پاس بھیجکر کہلایا کہ چونکہ تم
اس فقیر کے ہان آئے ہو اور یہ وقت کھانے کا ہے اسلئے یہ ماحضر کھا لو اور اس عرصے مین
فقیر بھی حاضر ہو جائے گا سپاہیون نے اِس لڑکے کی صورت جمیل پر رحم کھا کر قدرے
توقف کیا اُدھر محمد امین خان پر قولنج نے شدت کی جب یہ خبر ان سپاہیون کو پہونچی
تو سب متحیر ہو کر واپس چلے گئے محمد امین خان شدت مرض سے بیہوش تھا جب ذرا افاقہ
ہوا تو دریافت کیا کہ اُسکو پکڑ کر لائے لوگون نے بیان کیا کہ آپکی بیماری کی وجہ سے اُسکی
گرفتاری مین توقف ہوا محمد امین خان نے کہا کہ کل ضرور اُسکو لانا چاہئے مگر رات مین
محمد امین کے مرض نے ایسی شدت کی کہ مرنے کے قریب ہو گیا ہادی علی خان وغیرہ نمود کو
محمد امین خان کی خبرین بار بار پہونچاتے تھے یا تو وہ بھاگنے والا تھا یا جب یہ سُنا کہ
محمد امین خان اب جانبر نہو سکیگا تو صبح کو نوبت سے اپنے متبع اور فقرائے شہر جمع کر کے

باطمینان تمام مکان سے باہر نکلا اور دروازے کے پاس کی مسجد مین جاکر بیٹھ گیا لوگ
محمد امین خان کے واقعہ کو نمود کی بددعا کا اثر سمجھے محمد امین خان کے بیٹے قمرالدین خان
کو بھی تشویش پیدا ہوئی اور اپنے باپ کی حالت ردی دیکھکر پانچہزار روپے اپنے
دیوان کے ہاتھ اُسکے پاس بھیجکر معذرت کی اور تعویذ طلب کیا نمود نے جانکنی کی خبر
سُن لی تھی اسلئے اپنے معتقدین سے کہتا تھا کہ مین نے ایک تیر اُسکے جگر مین مارا ہی
ہرگز جانبر نہوگا اور مین بھی شہادت کے انتظار مین بیٹھا ہون میرا دادا بھی مسجد
ہی مین شہید ہوا تھا مگر مین اس وجہ سے کہ ایک مرتبہ شہید ہو چکا ہون اب شہید
نہین ہونے کا اور مراد اُسکی اپنی اس شہادت سے وہی استقاط حمل حضرت محسن ہے
قمرالدین خان کا بھی آدمی جا پہونچا اور نہایت سماجت کی کہ آپ محمد امین خان کا قصور
معاف کرین اور ایک تعویذ لکھدین نمود نے بڑے تکلف کے ساتھ اپنے ایک مرید سے
یہ آیت لکھوادی و ننزل من القرآن ما ہو شفاء و رحمۃ للعالمین ولا یزید
الظالمین الا خسارا یعنی ہم اُتارتے ہین قرآن مین سے وہ چیز جس سے مرض دفع
ہون اور مہر ہے ایمان والون کے لئے اور نہین زیادہ کرتا ظالمون کو مگر نقصان اور
دیوان کو دیدیا اور یہ کہا کہ مجھے یقین ہے کہ تیرے پہونچنے تک وہ زندہ نرہیگا اور خود اُن
روپیون کے لینے سے انکار کیا اور کہا مین تو اسکو نہین لیتا مگر ان فقرا کو جو حاضر ہین
دیدو چنانچہ وہ روپیہ مساکین حاضرین کو دیدیا گیا اور ایسا ہی ہوا کہ دیوان کے پہونچنے سے
پیشتر وزیر مرگیا جب یہ خبر مشہور ہوئی تو نمود کی کرامت کا زیادہ چرچا ہو گیا دو تین سال
کے بعد نمود مرگیا اُسکا بڑا بیٹا نما نمود سجادہ نشین ہوا یہ زیادہ لالچی اور کوتہ اندیش
تھا چنانچہ جو جائداد نمود نے خلفا کو دی تھی اُسکا دبانا چاہا دوجی بارنے بہت سمجھایا کہ
مجھ سے تنازع اچھا نہین نما نمود نے نمانا دوجی بارنے لاچار ہو کر ایک دن سب مریدون
کو جمع کرکے اُنسے کہا کہ آپ لوگ نمود کا اور میرا خط پہچانتے ہو جو پہچانتے تھے انھون نے
اقرار کیا دوجی بارنے وہ مسودات جو نمود نے اور اُسنے باہم صلاح سے مرتب کئے تھے
اور دونون نے کمی بیشی اپنے اپنے قلم سے کی تھی نکالکر دکھائے اور کہا کہ اس مذہب کی

بنیاد

بنیاد نمود اور بندے کی اعانت سے ہوئی ہے اگر خدا کی طرف سے ہوتا تو کمی بیشی کی
ضرورت نہوتی لوگون نے یہ دیکھ کر سمجھ لیا کہ یہ سب باطل ہے اور منحرف ہوگئے اور تمام
کام بگڑ گیا نما نمود کے بعد فغار سجادہ نشین ہوا یہ شخص خوش بیان آزاد اور خوش اختلاط اور خوش وضع
تھا کچھ تھوڑا سا علم بھی رکھتا تھا یہ شخص محمد شاہ کے عہد سے احمد شاہ بن محمد شاہ کے
عہد تک زندہ رہا اور نادر شاہ کی معاودت کے بعد محمد شاہ کو فقرا کی صحبت کا شوق
پیدا ہوا تو یہ بھی بادشاہ کے پاس جانے لگا محمد شاہ کے بعد احمد شاہ کے عہد مین
نواب بہادر جاوید خان خواجہ سرا سے جو بادشاہ کا بڑا مقرب تھا رسوخ پیدا کرکے اسکی
مصاحبت مین رہنے لگا چند آدمی جاوید خان کو خوش کرنیکے لئے ایک کتاب الہامات جاویدیہ کے نام سے بنا رہے
تھے اسکی تالیف مین یہ بھی شریک ہو گیا وید فغار سے پہلے مرا فغار بھی وسط حکومت احمد شاہ مین
فوت ہوا فغار کے آخری عہد مین اسکے باپ کے اکثر مرید یا تو مر گئے یا تائب ہو کر فغار
سے منحرف ہو گئے تھوڑے سے نادان اور جاہل اس مسلک پر باقی رہے تھے فغار کے
انتقال اور دلی کی خرابی کے بعد نما نمود یار اپنے چند اقربا کو جو باقی رہ گئے تھے ہمراہ
لیکر بنگالے مین میرن ولد جعفر علی خان کے پاس چلا گیا اُس نے اخراجات کے واسطے
پانچ روپیہ یومیہ مقرر کر دیا اور قدم رسول کا متولی بنا دیا یہ شخص مع چند عورات کے
سنہ ۱۱۹۳ ہجری تک زندہ تھا۔

فرقۂ ششم وہابیہ

لفظ وہابی کے لفظی معنے وہاب والا یا بندۂ خدا ہین مگر دو معنے اسکے برے بھی ہین
جن مین وہ اب عموماً استعمال کیا جاتا ہے اُن مین سے ایک معنے کو تو مذہبی محاورے مین
برا سمجھا جاتا ہے دوسرے معنے کو پولیٹکل اصطلاح مین برا سمجھتے ہین۔ مذہبی محاورے مین
اسکے معنے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیرو سمجھے جاتے ہین جسکو اکثر مسلمانان ہند
عرب روم مصر دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتے ہین اور اُسکے عقائد و اعمال یہ بیان کرتے ہین
کہ وہ معجزات انبیا و کرامات اولیا کا منکر تھا اور تمام مسلمانون کا دشمن جو اُسکے عقائد سے
مخالف تھے اُنکا قاتل و مکفر تھا۔ پولیٹکل محاورے مین اسکے معنے باغی و بدخواہ سلطنت کے

لئے جاتے ہین جنکی مناسبت پہلے معنے مذہبی سے یہ بیان کی جاتی ہے کہ محمد بن عبدالوہاب
ایسا ہی تھا سلطنت روم کا وہ باغی رہا اور بارہا اُس سے لڑا اور مکہ مکرمہ پر متغلب ہوگیا
جسکو آخرکار محمد علی پاشاے مصر نے مغلوب کیا۔

یہ محمد بن عبدالوہاب قوم بنی تمیم سے ہے سنہ ۱۱۱۱ ہجری مین مقام عیینیہ مین جو ایک
مقام ہے ملک نجد مین پیدا ہوا اس لئے اسکے مقلد نجدیہ بھی کہلائے اُس کے
باپ نے بڑی کوشش سے شریعت اسلام کی تعلیم دی بعدہٗ اسنے مکہ معظمہ اور بصرہ
مین علوم دینی تحصیل کیا اور کتب احادیث صحاح ستہ کا عالم ہوا پھر اپنے والد کے ساتھ
مکہ معظمہ کا حج کیا اور مدینہ طیبہ مین زیارت کرکے شیخ عبداللہ بن ابراہیم کا مرید ہوا
برسون اسنے فقر مین تعلیم حاصل کی بعدہ یہ اپنے وطن کو گیا اسنے ظاہر شریعت اسلام
کی پابندی اور اُسکے اصول مین فرق نہ کیا یعنے جو لوگ فال دیکھتے یا شگون مانتے
یا مزارات کی تعظیم کرتے یا مزارات کو آراستہ کرتے یا مسکرات کو استعمال کرتے یا ریشمی
کپڑے پہنتے انکو برا کہتا کہ یہ باتین شریعت رسول کے خلاف ہین قرآن شریف اور
احادیث کو پڑھکر اسنے خیال کیا کہ اصول شریعت اسلام مین حال کی آمیزشات کی
وجہ سے بڑا تفاوت پیدا ہو گیا ہے تب یہ آمادہ ہوا کہ لوگون کو خاص احکام اور شریعت
اسلام اُس قاعدے پر سکھاوے اور رواج دیوے جیسا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے اور عمل کیا ہے اور خیال کیا کہ دنیا کے مسلمان بھٹک گئے ہین جو پیر اور
اولیا کے قول کی پیروی کرتے ہین اور یہ رواج اُنھون نے اپنے فائدے کی غرض
سے دئے ہین اسنے صرف قرآن مجید اور احادیث نبوی کو اپنا ہادی اور رہنما قرار دیا
اور بہت سے رسالے اپنے عقائد مین تالیف کئے۔ اسکے کئی قلمی رسالے بحث توحید
اور ترک بدعت و شرک مین کتب خانہ ریاست رامپور مین میری نظر سے گذرے ہین
غرضکہ لوگون نے اسکا کہنا مانا اور اسکے طریقے کو تسلیم کیا۔ جلد دوم فتوحات اسلامیہ مین
شیخ احمد دحلان نے لکھا ہے کہ اسکے معتقدون کو یہانتک خیال تھا جو محمد بن عبدالوہاب
کہتا ہے جو شخص اُسے نہ مانے وہ کافر مشرک حلال الدم والمال ہے جو آیات قرآنی

مشرکین کے حق مین اُتری ہین اُنھین مسلمانون کے حق مین حمل کیا جیسے ومن اضل
ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیامۃ وھم عن دعاءھم
غافلون اُس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہے جو اللہ کے سوا اُس شخص کو پکارتا ہے کہ جو
اسکو قیامت تک جواب نہ دے گا اور وہ پکارنے اُسکے سے غافل ہین (ایضًا) ولا تدع
من دون اللہ ما لا ینفعک ولا یضرک یعنی اللہ کے سوا اُس چیز کو مت پکار جو
نہ تجھکو نفع دے اور نہ تجھکو ضرر پہونچا سکے۔ محمد بن عبدالوہاب نے کہا کہ جو شخص محمد صلی اللہ
علیہ وسلم یا کسی اور نبی یا ولی یا صالح کو پکارے یا اُس سے شفاعت کا سوال کرے
سو وہ اُنھین مشرکین کی طرح ہے اور ان آیات کے عموم مین داخل ہے اور آنحضرت
اور انبیا و اولیا و صلحا کی زیارات کو جانا شرک قرار دیا اور کہا کہ کسی نبی یا ولی کو وسیلہ
سمجھکر پکارنا شرک ہے اور جو کسی کام کو سوا اللہ کے کسی دوسرے کی طرف منسوب کرے
گو بطور مجاز عقلی کے ہو یہ بھی کفر ہے جیسے مجھے اس دوا نے نفع پہونچایا یا اس ولی کی وجہ
سے میرا یہ کام ہو گیا اور اللہ نے جو مشرکین کی زبانی فرمایا ہے ما نعبدھم الا لیقربونا
الی اللہ زلفی یعنے ہم اُنکی عبادت اسلئے کرتے ہین کہ وہ ہم کو اللہ کے پاس پہونچا دین
سو جو کوئی وسیلہ کسی بزرگ سے ڈھونڈھتا ہے وہ مثل اُنھین مشرکین کے ہے جو
کہتے تھے کہ ہم بتون کی پرستش صرف تقرب الی اللہ کے لئے کرتے ہین کیونکہ مشرکین بھی
خالق اُن بتون کو نہین جانتے تھے جیسا کہ مسلمان ان اہل قبور کو خالق نہین جانتے ہین
بلکہ کہتے تھے خالق وہی اللہ ہے چنانچہ اللہ خود فرماتا ہے ولئن سألتھم من خلق
السموات والارض یقولون اللہ یعنے جو تو اُنسے پوچھے کہ کسنے پیدا کیا ہے آسمانون اور
زمین کو تو کہین اللہ نے پس اللہ نے جو اُنکو کافر و مشرک کہا وہ صرف اس وجہ سے کہ وہ
کہتے تھے کہ ہم اصنام کی عبادت تقرب الی اللہ کے لئے کرتے ہین علی ہذا یہ مسلمان بھی
اُنھین مشرکین کی طرح ہین۔ اہل سنت نے بھی اسکے رد مین بہت سے رسالے لکھے اور
اُسکے شکوک کا بخوبی جواب دیا یہانتک کہ اسکے بھائی شیخ سلیمان نے بھی اُس کے اقوال
کا رد کیا۔ اس شخص کا بھی ایک رسالہ کتب خانہ ریاست رامپور مین میری نظر سے گذرا ہے۔

احادیث اور آیات سے اسی بات پر زور دیا ہے کہ مسلمان ایسی باتوں سے مشرک نہیں ہو سکتے اور جن باتوں کو محمد بن عبد الوہاب نے ناجائز اور ممنوع قرار دیا ہے اُن کے جواز پر شیخ سلیمان نے دلائل لکھے ہیں۔ سر جان مالکم نے اپنی تاریخ کے باب ۲۲ میں وہابیوں کے عقائد بیان کئے ہیں کہ وہ لوگ وحدانیت واجب الوجود اور رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقر ہیں لیکن کہتے ہیں کہ خالق اور مخلوق کے درمیان کسی طرح نسبت نہیں انکا اعتقاد یہ ہے کہ کسی پیغمبر یا امام یا ولی کو کسی قسم کا تصرف بندوں کے معاملات میں حاصل نہیں اور نہ بعد وفات کے آخرت میں اُنکو کوئی مذہبی یا قائدہ درمیانی کا منصب حاصل ہو سکتا ہے اور جو مسلمان قرآن کی تاویل کرتے ہیں اُنھیں یہ کافر جانتے ہیں اور ایسے مسلمانوں کے ساتھ غزا اور جنگ کرنا لازم جانتے ہیں اور جو القاب عزت و احترام پر دلالت کرتے ہیں وہ انکے نزدیک سوا اللہ کے اور پر اطلاق کرنا مکروہ ہے وہی اکیلا تقدیس اور تمجید کے لائق ہے اور نص قرآن سے ثابت کرتے ہیں کہ اُن فرقہاے اسلام کے ساتھ جو ہمارے طریق پر نہیں محاربہ کرنا لازم ہے اور اُنسے یا تنگ جنگ کرنا چاہئے کہ یا اِس طریق کو اختیار کریں یا مثل کفار کے جزیہ دیا کریں اور جب یہ لوگ ہمارے طریق کو اختیار نہ کریں بلکہ جزیہ اپنی جانوں پر لازم کرلیں تو لباس موٹا پہنیں گھوڑے پر سوار نہ ہوا کریں رہنے کے لئے مکانات عالیشان نہ بنائیں اور اُنکا یہ بھی عقیدہ ہے کہ جو خراج اُس طرح نہیں لیا جایا کرے جیسے پیغمبر علیہ السّلام لیا کرتے تھے مثلاً خمس اور زکوۃ وغیرہ وہ غیر مشروع ہے اور محمدؐ و علیؑ وغیرہ کی قسم کھانا حرام ہے اِسلئے کہ قسم عبارت ہے اِس سے کہ جو کچھ دل میں مخفی ہے اُسپر شہادت طلب کرے اور امورات مخفی کا جاننے والا سوائے ذات پاک رب العالمین کے کوئی اور نہیں ہے اور قبروں پر گنبد وغیرہ عمارات بنانا ایک قسم کی بت پرستی جانتے ہیں اِسی طرح مزارات اولیا اور انبیا وغیرہ کو عین بت پرستی سمجھتے اسی لئے کہتے کہ مزارات اولیا کو توڑ ڈالنا چاہئے اور اُن کے اسباب و سامان آرائش کا دنیا کے مشروع کاموں میں صرف کرنا اللہ پاک کی خوشنودی کا باعث جانتے اور مردوں کی تعزیت کو حرام جانتے

اِسلئے کہ مسلمان پاک کی روح جنت میں جاتی ہے اور یہ مسرت کا موجب ہے نہ سوگ کا اخبار کو قابل عمل نہیں سمجھتے کتاب اللہ کو کافی جانتے اور اُنکا یہ اعتقاد ہے کہ قرآن خدا کی کتاب ہے جو اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک نیک آدمی جانتے ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے جن معاملات اور رسوم کا مثل ختنہ وغیرہ کے قرآن میں ذکر نہیں مگر اسلام میں وہ جاری ہیں نہیں قابل عمل اور آمد قرار دیتے ہیں مگر کہتے ہیں کہ انکو رسوم و عادات سمجھکر ان کی متابعت کرنا چاہئے عبادات مذہب میں انکا شمار نہیں ہو سکتا بڑا اصول انکا یہ ہے کہ جو لوگ انکے طریقے پر نہیں اُنکو قتل کرنا اُنکے مالونکو لوٹنا درست ہے اور اس معاملے میں مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ سے بھی بدتر خیال کرتے ہیں۔

ہم آگے چلکر وہابیوں کے ایک رسالے سے مضامین کا اقتباس کرینگے اُن سے اندازہ ہو جائیگا کہ یہ باتیں جو اُنکی نسبت بیان کی گئی ہیں کہاں تک صحیح ہیں اور کہاں تک غلط ہیں سکتے ہیں اصل مذہب اُن نجدیوں کا حنبلی تھا اس مذہب کے لوگ حجاز و مصر وغیرہ میں بہت ہیں اور نیا مذہب نکالنے کی نسبت اُن کی طرف بظاہر غلط ہے۔

اب ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ جب محمد بن عبد الوہاب کے ہاں اور جماعت کا مجمع ہوا تو شہر کے حاکم سے مخالفت ہوئی بمعاینہ اس کیفیت کے محمد بن سعود زبردست رئیس درعیہ کے پاس پہونچکر جو شہر عیینہ سے تھا پناہ چاہی اُسنے حمایت کی بوجہ حمایت رئیس درعیہ کے وہابی سلسلہ قائم ہوا اور رئیس درعیہ نے اس جدید مذہب والے سے خاندانی رشتہ و قرابت قائم کرکے اُسکو تقویت دی محمد بن عبد الوہاب کے کاموں کے ظہور کی ابتدا ۱۱۴۳ ہجری سے ہوئی تھی اور انتشار کی ابتدا ۱۱۷۱ سے ہے اس رئیس درعیہ کا فرزند عبد العزیز مشہور وہابی ہو جب ۱۲۰۶ ہجری میں ابن عبد الوہاب اور محمد بن سعود رئیس درعیہ کا بھی انتقال ہوا تو عبد العزیز اُس کا قائم مقام ہوا اس نے فوج وہابی کو آگے بڑھایا اور دور دور گوشہاے ملک کو فتح کیا اُس نے کربلاے معلیٰ پر بھی چڑھائی کی یہ فوج سعود بن عبد العزیز کی ماتحتی میں تھی ۱۷ ذیحجہ ۱۲۱۶ ہجری

مطابق ۱۸۰۲ء کو صبح کے وقت جب فوج وہان پہونچی تو حکم دیا کہ کافرون مشرکون کو
مارو اور قتل کرو چھ گھڑی تک قتل عام کیا سات ہزار آدمی کربلا کے مارے گئے
جن مقتولون مین سے مولانا فخر الدین عبد الصمد ہمدانی مؤلف بحر المعارف بھی
ہین روضۂ اقدس امام ہمام سید الشہدا علیہ السلام کا بھی ادب نکیا جو کچھ نقد وجنس
خزانۂ درگاہ مین جمع تھا وہ سب وہابیون نے لے لیا اور درعیہ کو لے گئے۔ عبد العزیز نے
ایک جماعت علما کی مکۂ معظمہ کو بھی بھیجی تھی کہ وہان کے لوگون کو طریقۂ محمد بن عبد الوہاب
پر لائین مگر علماے حرمین نے انکے رو پر کمر باندھی اور انکی بات نہ چلنے دی یہ واقعات
شریف مسعود بن سعید بن زید کے وقت مین جس نے ۱۲۱۵ھ ہجری مین انتقال کیا واقع
ہوئے اور شریف نے اُن علماے وہابیہ کو قید کر دیا بعض درعیہ کو لوٹ گئے پھر عبد العزیز نے
بارہ ہزار فوج اپنے فرزند کلان سعود کو دیکر حرمین پر چڑھائی کرائی سعود نے خوب
معرکہ آرائیان کین اور فتح حاصل ہوئی اسنے تمام ترکی سلطنت فتح کر لینے کا ارادہ کیا تھا
کہتے ہین یہ نہایت خوش رو عقیل ہونہار اور تدبیر جنگ مین یگانہ تھا چونکہ اسکی مونچھین
اور داڑھی گھنی تھی اسلئے درعیہ کے لوگ ابو الشارب کہتے تھے تمام مقامات سے عرب
جوق جوق آکر اسکے گرد جمع ہو گئے سعود نے ۱۲۱۷ھ مین طائف کو گھیر لیا اور وہان قبضہ
کرکے ہزارہا آدمیون کو تہ تیغ کیا اہل مکہ نے یہ کیفیت دیکھ کر ۱۲۱۸ھ مین اطاعت کر لی
۱۴ روز تک لشکر وہابیہ نے وہان مقیم رہکر مسلمانون کو اپنے طریقے کے بموجب ہدایت
کی اور اس طریقے کا برتاؤ ہوا حقے اور تسبیح اور تعویذ اور ریشمی کپڑے سب سے زبردستی
چھین لئے اور اُن کو سب کے روبرو آگ مین جلا دیا جب نماز کا وقت آتا تو شرعی
لوگ دُرّے لیکر نکلتے اور نمازیون کی کثرت سے مسجدین بھر جاتی تھین اور تمام آدمی

پنجگانہ نماز مسجد مین ادا کرتے تھے۔
سعود اور اُسکے ساتھی اپنی جماعت کو نمازی اور موحد قرار دیتے ہین چنانچہ فتح مکۂ معظمہ
کے حالات مین انکا ایک رسالہ ہے جس کو حمد و نعت کے بعد ان الفاظ کے ساتھ آغاز کیا ہے
و بعد فانا معاشر غز والموحدین اس رسالے مین لکھتے ہین کہ اللہ تعالے
نے ہم پر یہ احسان کیا کہ ہم کے مین ہفتے کو دوپہر کے وقت ماہ محرم ۱۲۱۸ھ ہجری مین
داخل ہوئے اہل مکہ نے اگرچہ ہم سے مخاصمت کی مگر اللہ نے اُن کے دلون مین ہمارا
وہ رعب پیدا کر دیا کہ آخر کار دب گئے اور اُنھون نے امیر سعود سے امان چاہی ہم
کے مین داخل ہو کر اُس شخص کو امن دی جو حرم مین تھا اور ہم حرم مین لبیک کہتے
ہوئے داخل ہوئے تھے ہمارے لشکر نے حرم شریف کا بڑا پاس و لحاظ رکھا نہ کوئی درخت
کاٹا نہ کوئی جانور شکار کیا نہ کسی ذی روح کو مارا سواے ہدی کے یا اُن جانورون کے
جو اللہ نے ہمارے لئے حلال کئے ہین جب ہم عمرہ تمام کر چکے تو امیر سعود کے حکم سے
میدان احد مین باشندگان مکہ جمع کئے گئے اور اُس وقت علماے مکہ سے وہ باتین بیان
کی گئین جن کی وجہ سے ہم اُن سے قتال کرتے ہین اور انکو جتایا کہ تمھارے اور ہمارے
درمیان دو باتون کی وجہ سے خلاف ہے۔
(۱) اخلاص توحید اور اقسام عبادات کی شناخت اور یہ کہ کسی سے دعا کرنا اُسے پکارنا
یہ بھی اقسام عبادات مین سے ہے اور معنی شرک کی تحقیق جسپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مشرکین پر جہاد کیا تھا اور شرک کا ترک کرنا باقی چارون ارکان اسلام پر
مقدم رکھا گیا تھا۔
(۲) امر معروف و نہی عن المنکر جسکا اب تم لوگون مین نام کے سوا اثر باقی نہین رہا
سب نے ان باتون کو تسلیم کیا اور امیر سعود سے کتاب و سنت پر بیعت کی امیر نے اُن سب کے
قصور معاف کر دئے اور پھر کوئی مشقت اُنپر باقی نہ رہی اور اُن کے ساتھ نرمی کا برتاؤ
ہونے لگا اور اُن سب کو جتا دیا گیا کہ ہم وہی بات دین مین قبول کرتے ہین جو کتاب
و سنت سے ثابت ہے یا سلف صالح کے آثار سے ظاہر ہوئی ہے جیسے خلفا اور ائمہ

اربعہ مجتہدین اور یا وہ لوگ جنھون نے ائمہ اربعہ سے حاصل کیا ہے غرضکہ قرن ثالث تک
کے آثار سے جو بات ہمپر ظاہر ہوئی ہے ہم اُسی کو قبول کرتے ہین کیونکہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے خیرکم قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم
یعنی تمام اُمت سے بہتر میرا قرن ہے پھر وہ لوگ بہتر ہین جو اُنکے متصل ہین پھر وہ لوگ
کہ اُنکے متصل ہین اور ہم ہر وقت حق بات کے شریک ہین اور جو بات روشن ہے
اُسی کی متابعت کرتے ہین اور اس باب مین ہمکو اُن لوگون سے مخالفت واقع ہونے
سے کوئی پروا نہین جو آگے گذر چکے ہین اور ہمنے سب کو یہ سمجھا دیا کہ اموات سے طلب
حاجات کرنا شرک ہے اور ہمارے اس قول پر جسنے کوئی شبہہ وارد کیا ہمنے اسکو دلائل
قاطعہ قرآن وحدیث سے بخوبی دفع کر دیا یہانتک کہ سب کو ہمارے اقوال پر پورا پورا
یقین حاصل ہوگیا اور اُنکے خاطرنشین یہ امر ہوگیا کہ جو شخص سواے اللہ کے کسی اور سے
اُسکی مخلوق مین سے دعا کرتا ہے اور اُسے پکارتا ہے یہ کہکر یا رسول اللہ یا ابن عباس
یا عبد القادر اور یہ سمجھتا ہے کہ اُنکے پکارنے سے مجھے نفع پہونچیگا ہم سے شر دفع ہوگا مریض
کو آرام ہو جائیگا دشمن پر فتح حاصل ہوگی وغیرہ وغیرہ یہ شرک اکبر ہے ایسا شخص مشرک ہے
اسکا قتل حلال ہے اور ہمنے سب کو یہ جتا دیا کہ قبرون پر جو گنبد بنائے جاتے ہین یہ اس
زمانے مین بمنزلے بت پرستی کے ہوگیا ہے اس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ صاحب مقبرہ سے
حاجت طلب کرینگے اور اُنکے سامنے گریہ وزاری کرینگے اور وہ ہماری مشکلات کو حل کریگا
جیسا کہ زمانۂ جاہلیت مین دستور تھا - ان سب لوگون مین مفتی حنفیہ شیخ عبد الملک قلعی
اور حسین مغربی مفتی مالکیہ اور عقیل بن عمر علوی اور محمد الشیبی بھی حاضر تھے بعد اس کے
ہمنے تمام مقبرے اور گنبد توڑوا ڈالے جن مین لوگ جمع ہوکر دعائین کیا کرتے تھے
اُن منہدمہ عمارات مین مکان بی بی خدیجہ اور قبہ المولد بھی شامل ہین تاکہ مسلمانون
کو معلوم ہو جائے کہ کسی شخص کی شان کی تعظیم ضرور نہین یہانتک کہ اس بقعۂ پاک مین
ان طاغوت کا نام باقی نرہا اور تمام رسوم جاتے رہے تنباکو پینے کے تمام آلات (حقے) تلف
کرا دئے اور منادی کرادی گئی کہ یہ حرام ہے اور بھنگڑون کے مساکن اور اُن لوگون کے

مکانات جو فسق و فجور مین نامزد تھے جلوا دئے اور حکم عام سُنا دیا گیا کہ تمام مسلمان
ایک جگہ جمع ہوکر جماعت کے ساتھ نماز ادا کیا کرین اور ایک ہی امام کے پیچھے نماز
پڑھا کرین وہ امام ائمہ اربعہ کے مذہبین سے کسی مذہب کا مقلد ہو پس اس کارروائی
سے ایک عمدہ حالت توحید کی پیدا ہوگئی اور سب رعایاے مکہ متفق ہوکر رہنے لگی اور
پھر شریف عبد المعین کو حاکم کر دیا اور رعایاے مکہ معظمہ کو رسائل شیخ محمد دیدئے
گئے جن مین مطالب کو عمدہ تقریرون کے ساتھ قرآن واحادیث سے ثابت کیا ہے
اور ایک رسالہ اُن سب رسائل سے منتخب کرکے عوام کے لئے تیار کردیا گیا کہ اُن کی
مجلسون اور محفلون مین پڑھا جایا کرے اور علما ان لوگون کو معانی سمجھا دیا کرین
مطالب اس رسالۂ منتخب کے یہ ہین - عبادت کا نام اُس وقت تک عبادت نہین
ہو سکتا جبتک توحید کے ساتھ نہو جیسے کہ نماز جبتک طہارت کے ساتھ نہو نماز
نہین کہلاتی پس جبکہ شرک عبادت مین داخل ہوا تو عبادت فاسد ہوگئی جیسے کہ حدث
سے طہارت فاسد ہوجاتی ہے پس جو شخص یا رسول اللہ یا ابن عباس - یا عبد القادر کہے
وہ مشرک ہے جبتک توبہ نکرے اُسکا قتل حلال ہے اسی طرح جو اللہ کے سوا دوسرے
کے نام پر ذبح کرے یا اللہ کے سوا دوسرے کی نذر مانے ایسے لوگونپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے جہاد کیا ہے پھر چار قاعدے لکھکر رسالے کو ختم کرکے کہا کہ حسین بن محمد بن حسن ابریقی
حضرمی ثم الجبانی نے امیر سعود اور اُسکے دوستون سے بہت سے مسئلے دریافت کئے
جس کے جواب مین ہمنے اُس سے بیان کیا کہ ہمارا مذہب اصول دین مین وہی ہے جو اہل سنت وجماعت
کا ہے اور ہم طریقۂ سلف پر چلتے ہین اور وہ یہ ہے کہ ہم اس بات کے مقر ہین کہ آیات و
احادیث مین جو صفات الٰہی وارد ہوئی ہین وہ اپنے ظاہری معنے پر محمول ہین اور معانی اُنکے
اللہ جانتا ہے اور خیر وشر جملہ اللہ کی مشیت سے ہین جو وہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے
بندے کو افعال کے پیدا کرنے پر قدرت نہین بندہ کاسب ہے جسکی وجہ سے اللہ اُسکو
ثواب از راہ فضل دیتا ہے اور عذاب اُسپر بوجہ عدل کے کرتا ہے اللہ تعالیٰ پر کوئی شے
واجب نہین اور اللہ کا دیدار قیامت مین بلا کیف اور بے احاطے کے ہوگا اور ہم فروع مین

امام احمد بن حنبل کے متبع ہین اور ائمہ اربعہ کے مقلدون کو ہم برا نہین جانتے ہان
جو انکے سوا اسلام مین مذاہب ہین انکے ہم منکر ہین جیسے زیدیہ اور امامیہ وغیرہ کیونکہ انکا
مذہب منضبط نہین سوہم ایسے لوگون کو ائمہ اربعہ کی تقلید پر مجبور کرتے ہین اور ہم اجتہاد
مطلق کو برا جانتے ہین ہان ہم بعض اُن مسائل اجتہادیہ کے مخالف ہین جن کے خلاف
ایسی نص جلی قرآن وحدیث سے معلوم ہوتی ہے جو نہ منسوخ ہے نہ مخصص نہ اسکے معارض
کوئی قوی نص موجود ہے پس ایسی صورت مین ہم مذہب کی تقلید نہین کرتے جیسے ارث جدکا
اور اخوت پس ہم ارث جدکو مقدم رکھتے ہین یعنی میراث جدکو دلواتے ہین بھائی کو نہین
دلواتے اگرچہ یہ بات مذہب حنابلہ کے خلاف ہے۔ ہم اُن باتون سے کرنے کے لئے حکم
دیتے ہین جو ظاہر شرع سے مفہوم ہوتی ہین اُن باریکیون پر عمل نہین کرتے جو علما نے
پیدا کی ہین اور ہم قرآن کے سمجھنے کے لئے تفاسیر متداولہ معتبرہ سے مدد لیتے ہین اور
ایسی تفاسیر ہمارے نزدیک یہ ہین تفسیر ابن جریر اور اُسکا مختصر جو ابن کثیر شافعی نے
کیا ہے بغوی بیضاوی تفسیر خازن تفسیر حداد جلالین وغیرہ اور احادیث کے سمجھنے کے لئے
اُنکی شروح ذیل ہمارے نزدیک معتبر ہین عسقلانی وقسطلانی شروح بخاری اور نووی
شرح مسلم اور مناوی شرح جامع صغیر اور ہم کتب احادیث رسول خصوصًا صحاح ستہ اور انکی
شروح سے زیادہ رغبت رکھتے ہین اور مذاہب مین جسقدر علوم وفنون کی کتب موجود ہین
مثلًا اصول وفروع اور قواعد وسیر ونحو وصرف وغیرہ ہم انھین اچھا جانتے ہین اُن مین سے
کسی کے تلف ہونے پر ہماری مرضی نہین ہان جس سے شرک پیدا ہونے کا اندیشہ ہے
وہ کتاب ہمارے نزدیک بری ہے جیسے روض الریاحین یا جس سے عقائد مین خلل آتا ہے
جیسے علم منطق اسکو ہم حرام جانتے ہین اور جو بعض بدوون نے رعایائے طائف کی بعض
کتابین تلف کردی تھین یہ انکی حماقت اور جہل کی وجہ سے واقع ہوا نہ ہمارے حکم سے
اور ہمنے اس فعل پر انکو سزا بھی دی اور ہم جنگ مین عورتون اور بچون کا قتل کرنا جائز نہین رکھتے
اور ہمپر لوگ یہ بہتان کرتے ہین کہ ہم حق بات کو مٹاتے ہین اور لوگونکو رلاؤن دیتے ہین
اس طرح کہ اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کرتے ہین اور جسقدر ہمارے علم کے موافق ہوتا ہو

اُسیقدر حصہ حدیث کا لیتے ہین اور اُن کی شرحون کی طرف رجوع نہین کرتے اور ہم
آنحضرت کے رتبے کو گھٹاتے ہین اس طرح کہ انکو کہتے ہین کہ وہ قبر مین گل سڑ گئے ہین
اور انکو رتبہ شفاعت حاصل نہین اور اُن کی قبر کی زیارت کرنا مستحب نہین اور وہ
معنی لا الہ الا اللہ کے نہین جانتے تھے یہانتک کہ انپر یہ آیت اُتری فاعلم انہ
لا الہ الا ہو یعنے تو جان لے نہین کوئی معبود سوا اُسکے اور ہم علما کے اقوال پر اعتماد
نہین کرتے اور مؤلفات اہل مذاہب کو تلف کراتے ہین اور ہم مجسمہ ہین اور ہم اپنے
زمانے کے لوگون کو اور چھٹی صدی کے بعد کے لوگون کو عمومًا کافر جانتے ہین سوا اُس
شخص کے جو ہمارے عقائد پر ہو اور جنسے ہم بیعت لیتے ہین تو پہلے انکو یہ سنا دیتے ہین
کہ وہ مشرک ہین اور اُنکے ماں باپ بھی اگر مر گئے ہین تو مشرک مرے ہین اور ہم نبی
علیہ السلام پر درود بھیجنے کی ممانعت کرتے ہین اور قبور مشروعہ کی زیارات مطلق
حرام جانتے ہین اور یہ خیال کرتے ہین کہ جو ہماری چال ڈھال پر ہے اُس سے سارے
تکالیف حتی کہ فرض بھی ساقط ہوجاتا ہے اور ہم اہل بیت نبوی کا حق نہین رکھتے
اور ہم اُنپر جبر کرتے ہین اس بات کے لئے کہ اپنے غیر کفو سے بھی نکاح کرلین اور ہم
بعض بوڑھے مردون پر جبر کرتے ہین کہ اپنی جوان عورتون کو طلاق دیدین تاکہ وہ نوجوانون
سے نکاح کرلین یہ سب باتین دروغ ہین جو ایسی باتین ہماری طرف منسوب کرتا ہے
وہ مفتری ہے جو ہم سے ملے اور ہماری مجلس مین آئے تو اُسے قطعًا یقین ہوجائے کہ
ایسی باتون کی کوئی اصل نہین دشمنان دین نے ہم پر ان کو باندھ لیا ہے تاکہ
لوگ ہم سے نفرت کرنے لگین۔

بیان عقائد

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ مرتکب کبیرہ دائرۂ اسلام سے خارج نہین ہوسکتا اور نہ ہمیشہ دوزخ
مین رہیگا جبکہ وہ اللہ تعالٰی کی وحدانیت مین شرک نکرتا ہو اور ہمارے پیغمبر علیہ السلام کا
رتبہ تمام مخلوق الہی سے افضل واعلی ہے اور اپنی قبر مین حیات ہین اور انکی حیات شہدا
کی حیات سے ابلغ ہے اسلئے کہ وہ سب سے افضل ہین اور وہ سنتے ہین سلام اُسکا جو انپر
سلام بھیجے اور انکی زیارت مسنون ہے مگر خاص اُسی قصد سے سفر نہ کرنا چاہئے بلکہ مسجد نبوی

کی زیارت اور اُس مین نماز پڑھنے کا قصد کرنا چاہیے اور جب مسجد کے قصد کے ساتھ اُنکی
زیارت کا بھی قصد کیا جائے تو مضائقہ نہین اور جو کوئی اُنپر درود بھیجنے مین مشغول ہوتا ہے
یہ اُسکے لئے عین سعادت ہے اور ہم کرامات اولیا کے منکر نہین ہمارے نزدیک وہ حق ہے
اور اولیا پر اللہ کی ہدایت اور مہربانی ہوتی ہے جبکہ وہ طریقۂ شرعیہ کی بھی پابندی رکھتے
ہین مگر اورون کو اُنکی حیات وممات مین اُنکی عبادت کرنا جائز نہین اور اُنکی زندگی
مین اُنسے دعا لینا چاہیے اور ہم اس بات کو ثابت رکھتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور تمام انبیا اور ملائکہ اور اولیا اور اطفال قیامت مین شفاعت کرینگے اور مخلوق مین سے
کسی کی عظمت مثل اللہ تعالی کے سمجھکر اُسکے نام کے ساتھ قسم کھانا اور اُس قسم کو
خدا کی قسم کا قائم مقام سمجھنا شرک اکبر ہے اور جو کوئی آدمی کسی کی تعظیم کی راہ سے کھائے بلکہ
یون ہی اُسکی زبان سے سرزد ہوجاوے تو یہ شرک اکبر نہین مگر گناہ ہے اِس کام سے اُسکو روکنا
چاہیے اور درگاہ الٰہی مین کسی کو اپنا وسیلہ بنانا اس طرح کہنا اللھم انی اتوسل الیك
بجاہ نبیك محمد یا بحق نبیك یا بجاہ عبادك الصالحین یا بحق عبدك فلان
یہ بدعت مذموم ہے اور ہمارے نزدیک اہل بیت کے ساتھ محبت رکھنا ضرور ہے کیونکہ یہ حکم قرآن و
حدیث مین آیا ہے ہان اسلام نے سب مسلمانون مین مساوات قائم کردی ہے اور اُسنے
تو یہ بتایا ہے کہ جو زیادہ متقی ہے وہی زیادہ محترم ہے جب اہل بیت مین یہ وصف
موجود ہو تو وہ بدرجۂ اولی تعظیم وتکریم کے مستحق ہین اسی طرح اور علما بھی اسکے مستحق ہین
اور کسی کے ہاتھ پر بوسہ دینا اگر اس لحاظ سے ہے کہ یہ شخص سفر سے آیا ہے یا اُستاد ہے
یا مدت کے بعد ملا ہے تو مضائقہ نہین اور تعظیم کی راہ سے جیسا کہ جاہلیت مین دستور تھا
ممنوع ہے اور اعتقاد کی راہ سے ایسا کرنا شرک مین داخل ہے اور نکاح فاطمیہ عورت کا
غیر فاطمی مرد کے ساتھ اجماعاً جائز ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت عمر رضی اللہ
عنہ کے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کیا تھا اور سکینہ بنت امام حسین کا نکاح چار شخصون سے
ہوا تھا کہ ان مین سے بعض ہاشمی بھی نہ تھے بلکہ نکاح غیر کفو کے ساتھ بھی جائز ہے
دیکھو زید کے ساتھ کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے زینب ام المومنین کا

نکاح ہوا تھا جو قرشی عورت تھین حالانکہ اہل مذاہب جانتے ہین کہ غلام حرہ کا کفو نہین
اور معاویہ اور اُنکے ہمراہی جناب امیر کے ساتھ لڑائی جھگڑا کرنے سے خطاوار ہوئے
اسپر اجماع ہے اور ہمیشہ اسی خطا پر رہے اور اسی پر مرے مگر سلف نے کسی کو کافر نہین
جانا اور نہ اُنکو فاسق کہا بلکہ اجتہاد کا اجر اُنکے لئے ثابت کیا ہے یہی حال ہے اُن
لوگونکا جنکی دیانت صحیح ہے اور اُن کی نیکی وپرہیزگاری مشہور ہے اور عادت اچھی ہے
اور مسلمانون کو نصیحت کرتے ہین اور علوم نافع سکھاتے ہین اور ایسے علوم مین کتابین
بناتے ہین اور پھر کسی مسئلے مین خطا کرتے ہین اور ہمارے نزدیک جو کچھ قرون ثلثہ کے
بعد نئی بات نکلی ہے وہ مطلقاً مذموم ہے بدعت حسنہ وقبیحہ کی تقسیم درست نہین ہان
اگر یون جمع کرنا ممکن ہو کہ حسن سے مراد وہ ہے جسپر سلف صالح تھے اور وہ شامل ہے
واجب اور مندوب اور مباح کو اور اُسکو بدعت مجازاً کہتے ہین اور قبیح سے مراد وہ ہے
جو اُنکے خلاف ہے اور شامل ہے محرمات اور مکروہات کو تو اس جمع کرنے مین مضائقہ نہین
ہم جن کامون کو بدعت مذموم جانتے ہین اور اُن سے منع کرتے ہین یہ ہین کہ مقامات اذان
مین اذان کے بعد زور سے اور کوئی چیز نہ پڑھنا چاہیے خواہ وہ قرآن کی آیات ہون
یا نبی علیہ السلام پر درود وغیرہ وغیرہ اسی طرح جمعہ کی رات کو یا رمضان مین یا
عیدین مین کیونکہ یہ سب بدعات مذموم ہین ہم نے ایسی باتین سارے ملک سے مٹا دی
ہین اور علماے مذاہب نے بھی انکے بدعت ہونے کا اعتراف کر لیا ہے اور وقت محفل میلاد
کے لئے مقرر کرنا یا یہ اعتقاد کرنا کہ ذکر مولد رسول عبادت ہے یہ بھی بدعت مذموم ہے ہان
اگر سیرت رسول پر اطلاع حاصل ہونے کی نیت سے ذکر مولد رسول کیا جائے تو مضائقہ
نہین اور تسبیح رکھنا بھی بدعت ہے اور مشائخ واولیا کے عرس کرنا اور زور سے وہان کچھ
پڑھنا یا فاتحہ خوانی آواز بلند کے ساتھ کرنا ایسی باتین شرک اکبر ہین ایسے لوگونکے ساتھ
ہم قتال کرتے ہین اور جسقدر علما نے ورد ووظائف مین رسائل قرآن واحادیث سے
استنباط کرکے لکھے ہین اُنکا پڑھنا مضائقہ نہین کیونکہ یہ اللہ تعالی کا ذکر وشغل اور پیغمبر
علیہ السلام پر درود بھیجنا ہے اور چلا چلا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مین اشعار

پڑھنا بھی ہم جائز نہیں رکھتے اور نماز تراویح سنت ہے اور اسکو جماعت سے ادا کرنے میں
مضائقہ نہیں اور ماہ رمضان میں آخری جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد پانچوں وقت کی
نماز بہ نیت قضائے عمری پڑھنا ممنوع ہے اور جنازے کے ساتھ زور سے ذکر کرنا بھی ممنوع
ہے اور طبل جنگ کے سوا سارے باجے لہو و لعب میں داخل ہیں اور بیاہ میں دف بجانا
مضائقہ نہیں اور پنجگانہ نماز کے بعد مثل نجد کے لئے فاتحہ پڑھنا بدعت ہے اور ہمارے
نزدیک ابن قیم اور انکے استاد ابن تیمیہ اہل سنت کے امام ہیں مگر ہم ہر مسئلے میں
ان کے مقلد نہیں کئی مسائل میں ہم ان کے مخالف ہیں مثلاً ہمارا یہ مذہب ہے کہ
تین طلاق ایک لفظ سے ایک ہی مجلس میں واقع ہو جاتی ہیں اور وقف صحیح ہے اور نذر
ماننا جائز ہے اور جو نذر گناہ نہ ہو اسکا پورا کرنا واجب ہے اور ان دونوں کا یہ مذہب نہیں
یہانتک اس رسالے کا بیان تھا۔

اب سننا چاہئے کہ جب سعود مکے میں اپنی کارروائی کامل کر چکا اور پورا پورا تسلط ہو گیا
تو اسنے سلطان روم کو اپنی کامیابی کا خط اس عبارت سے لکھا از جانب سعود بسلطان قسطنطنیہ
کو ظاہر ہو کہ میں تاریخ ۴ محرم ١٢١٨ھ ہجری کو مکہ معظمہ میں داخل ہوا باشندوں میں امن
رکھی میں نے تمام وہ چیزیں اس مقام متبرک سے دور کیں جنکی پرستش بتوں کی مانند
یہاں کے لوگ کرتے تھے میں نے تمام محصولات جو خلاف شرع تھے دور کئے ہیں نیز اس
قاعدے کو حسب احکام نبوی کل مقرر کیا جس کو تمنے مقرر کیا تھا میں چاہتا ہوں کہ تم حکام
دمشق و قاہرہ کو حکم دو کہ شہر میں وہاں کے لوگ ڈھول و قرنا بجاتے نہ آئیں کہ ان چیزوں
سے مذہب کو کچھ فائدہ نہیں ہے خدا تمپر اپنا فضل و کرم رکھے۔

بعد اسکے سعود نے جدے کا محاصرہ کیا شریف غالب بن مساعد بن سعید بن سعد بن زید
کہ وہاں موجود تھا جواب دیتا رہا ١٢١٨ھ ہجری میں عبد العزیز بحالت نماز میں ایک جیلان
کے باشندے کے ہاتھ سے جسکا نام عبد القادر اور مذہب شیعہ تھا مقتول ہوا
سعود جدے کا محاصرہ اٹھا کر درعیہ کو چلا گیا اور باپ کا قائم مقام ہوا شریف غالب
نے میدان خالی پا کر مع فوج سلطانی جو شریف پاشا کے ماتحت تھی مکے کو کوچ کیا

اور وہاں پر از سر نو قبضہ کر کے جو وہابی موجود تھے انکو نکال دیا مگر وہابیوں کے قبضے
میں طائف بدستور رہا جہاں پر عثمان مضائفی انکی طرف سے منتظم تھا سعود درعیہ سے
اپنی فوج لیکر حرمین کی طرف روانہ ہوا اور بتدریج تمام حکومت شریف پر قبضہ کر کے
١٢٢٠ھ ہجری میں پھر مکے کا رخ کیا اور اسکا ایسا سخت محاصرہ کیا کہ باشندگان مکہ
بھوکوں مرنے لگے اور کتے حلال کر کے کھانے لگے آخر کار شریف غالب نے مجبور ہو کر ذیقعدہ
١٢٢٠ھ ہجری میں سعود کی اطاعت کر لی پھر وہابیوں نے فتوحات مدینہ منورہ میں حاصل
کیں اور ایسی کامل کارروائی کی کہ کسی چیز کو اپنا تسلط کئے بغیر باقی نہ چھوڑا اور اولیا
کی قبور کے گنبد تڑوا ڈالے اور حجرۂ مبارک کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا سعود نے چاہا
کہ مرقد منور رسول مقبولؐ سے چادر اٹھالے مگر خواب میں بشارت ہوئی اور حضور رحمت
گنجور نے فرمایا کہ خبردار اس حرکت سے باز رہنا تب یہ باز رہا اور اپنی طرف سے مدینہ منورہ
کے باشندوں میں سے ایک شخص کو جسکا نام مبارک بن مضیان ہے مدینے کا حاکم مقرر کر دیا
غرضکہ ١٢٢٢ھ تک اچھی طرح ان وہابیوں کا حجاز پر تسلط ہو گیا ان مقامات میں نو برس کامل
اس سعود وہابی کی حکومت رہی۔

جلد دوم فتوحات اسلامیہ مولفہ شیخ احمد دحلان واقعات سلطان سلیم ثالث بن مصطفی
ثالث میں لکھا ہے کہ عثمانیہ سلطنت سے وہابیوں کا انتظام اسلئے نہ ہو سکا کہ وہ نصاریٰ کی
جنگ میں مصروف تھی اور نہایت کمزور ہو رہی تھی فوج وہابی اسقدر کثیر و زبردست
ہو گئی کہ سلطان ترکی کو اپنی سلطنت جاتی رہنے کا خوف پیدا ہوا تب محمد علی پاشاہ والی
مصر کو حکم دیا کہ وہابیوں کے تسلط کو مقامات متبرک سے دور کرنے کے واسطے زبردست
فوج سے چڑھائی کی جائے بموجب حکم سلطانی پاشائے مذکور نے فوج جمع کی اور اسے
اپنے بیٹے طوسون پاشا کی ماتحتی میں بھیجا مگر صفرا اور جدیدہ کے مقام پر اس لشکر نے
عربوں سے جو وہابیوں کی مدد کو جمع ہوئے تھے ذیحجہ ١٢٢٦ھ میں ایسی شکست فاش
پائی کہ بہت کم لوگ بچکر گرتے پڑتے مصر کو واپس ہو سکے اور تمام مال و اسباب وہابیوں
کے ہاتھ لگا پھر محمد علی پاشا نے دوسرا لشکر تیار کر کے بذات خود ١٢٢٩ھ میں وہابیوں پر

حملہ کیا جائے اور اُنھون نے اِن قومون کی مدد سے پشاور فتح کرلیا اور بعد فتح کے
دوست محمد خان والیِ کابل کے بھائی سلطان محمد خان کے حوالے کردیا مگر سلطان محمد خان
نے فریب سے تھوڑے عرصے کے بعد پشاور کو گورنمنٹ سکھ کو دیدیا جب اِس طرح سنہ ۱۸۲۹ء
مین سکھون کے ہاتھ پھر پشاور لگ گیا اور پٹھانون مین آپس مین فساد عظیم برپا ہوا اور
اُن وہابیون کے بہت سے ہمراہیون کو اُنھون نے قتل کرڈالا تو وہ مجبور ہوکر ہزارہ کو
چلے آئے اُسوقت سید احمد صاحب اور مولوی اسماعیل دونون کے دل چھوٹ گئے
اور اُن کے پیرون کی ہمتین ٹوٹ گئین اُنکو معلوم ہوگیا کہ سرحد کے پٹھان
ہمارے مذہب کے باعث ہم سے دلی عداوت رکھتے ہین اب ہمکو اُن سے کسی قسم کی
امداد کی توقع نہین رکھنی چاہیے اور ہماری یہ قلیل جماعت کسی طرح سکھون پر کامیاب
نہین ہوسکتی اور اُن سے مقابلہ نہین کرسکتی اس وجہ سے اُنھون نے کہا کہ اب ہمارے
مذہب کے موافق جہاد جائز نہین رہا پھر ہندوستانیون مین خود اختلاف آرا ہوگیا کہ آیا
سید احمد صاحب ہمارے امام ہونے کی قابلیت رکھتے ہین یا نہین چنانچہ ان مین سے اکثر کی
تو یہ راے تھی کہ وہ اس کام کے لائق نہین ہین اور بعض نے اِسکے خلاف بیان کیا مگر
مولوی اسماعیل صاحب نے اِس حالت مین بھی ان جھگڑون کے دفعیہ کیواسطے حتی الامکان
کوشش کی اور ایک کتاب موسوم بہ منصب امامت لکھی جو سنہ ۱۲۶۵ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۹ء
مین کلکتہ مین طبع ہوئی تھی لیکن اُنکی یہ تمام کوششین بے فائدہ ہوئین سید احمد صاحب کے
پیرو بہت ہی کم ہوگئے اور آخر کار سنہ ۱۲۴۶ ہجری مطابق سنہ ۱۸۳۱ء مین خادی خانگی و غابازی
سے سکھون کے مقابلے مین جسکا سپہ سالار شیر سنگھ تھا لڑکر سید احمد صاحب میدان جنگ مین کام آئے
سید احمد صاحب نے شاہ عبد القادر صاحب سے علم حاصل کیا تھا مگر علم صرف و نحو و قراءت
پڑھکر تصوف کی طرف متوجہ ہوگئے علم ظاہر مین سید صاحب کو پوری قدرت حاصل نہ تھی گو
بعض کتب اوراد جیسے حصن حصین وغیرہ پڑھی تھین مگر علم باطن مین بہت محنت کی تھی
مولوی اسماعیل صاحب بھی اُنکے ہمراہ شہید ہوئے تھے اور **مولوی عبدالحی** اس واقعہ
سے قبل کابل کے راستے مین عارضۂ تپ و لرزہ سے فوت ہوچکے تھے سید صاحب کی

شہادت کے بعد اور بہت لوگون نے جہادیون کا ساتھ چھوڑ دیا مگر اور لوگون نے اُنکا دل خوش کرنے
کے لئے معلق یہ خبر مشہور کردی کہ سید احمد ابتک زندہ ہین صرف بطور کرامت غائب
ہوکر کسی پہاڑ کی کھوہ مین پوشیدہ ہوگئے ہین مگر آخر کار جب اس دعوے کا حال کھل گیا
تو سید احمد کے پیرو اپنے گھرون کو ہندوستان واپس چلے آئے اور کچھ تھوڑے سے مسلمان
پہاڑون مین جاکر ستانہ مین آباد ہوئے یہ گاؤن سید اکبر شاہ کا تھا جو سید احمد صاحب کا
مشیر اور خزانچی تھا اور اخوند سوات نے وادی پشاور کا حاکم بھی مقرر کیا تھا ان مین سے
اکثر مسلمان پٹنہ اور دیگر اضلاع بنگالہ کے رہنے والے تھے **مولوی عنایت علی**
اور **مولوی ولایت علی** اُن مین سرگروہ تھے یہ دونون پٹنے کے رہنے والے تھے
سنہ ۱۸۵۷ء مین باغیون کی وجہ سے انکی تعداد بڑھگئی انگریزی سرکار نے جنگ امبیلہ مین انکو
شکست دی آخر سنہ ۱۳۰۰ ہجری تک بمقام ملوی قریب ۳۰۰۰ کے آباد تھے اور وہی شیخ عبداللہ
بن فیضل حاکم زبادا انکا حاکم تھا اس حاکم کی بیٹی کی شادی امام محمد صدر بازار پشاور
سے ہوئی تھی تاکہ وہابی لوگ نجد اور ہندوستان مین بڑھین۔
مولوی سید احمد کے پیرو اب بھی باغستان مین آباد ہین اور وہ مجاہدین کے لقب سے
مشہور ہین زبان اُنکی زیادہ تر اردو ہے پنجابی بھی بولتے ہین سکھون کے بعد یہ جماعت
وقتاً فوقتاً انگریزون سے لڑتی رہی اور ہندوستان کی خفیہ تحریک کو برابر قائم رکھا
اب انکا صدر مقام چمرقند (بیرون سمرقند) ہے وزیرستان مین بھی انکی ایک شاخ تا حال موجود ہے۔
سعود نجدی اور سید احمد صاحب نے جو کام تلوار سے نہین کیا تھا وہ بوجہ ارزانی چھاپے
لوگون نے قلم سے کیا مولوی محمد اسماعیل صاحب نے جو صراط مستقیم اور تقویۃ الایمان
مین لکھا ہے اُسکا اثر لوگون پر پڑتا ہے مولوی صاحب رد فرک و بدعت کے جوش مین
بعض باتین ایسے لہجے مین لکھ گئے ہین جنکی وجہ سے وہ لوگ جو اُن کے طریق پر نہین
اُنکو مطعون کرتے ہین مثلاً تقویۃ الایمان مین ان الشرک لظلم عظیم کے فائدے مین
لکھتے ہین کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے اور
اسی کتاب مین حدیث اعبد واربکم واکرموا اخاکم کے فائدے مین لکھتے ہین

کہ اولیا و انبیا امام و امام زادے پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہین وہ سب
انسان ہی ہین اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر اُن کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے
بھائی ہوئے ہمکو اُنکی فرمانبرداری کا حکم ہے ہم اُنکے چھوٹے ہین اور اکثر مقامات مین
اولیا و انبیا جن اور شیطان اور بھوت اور پری کو شامل اس طرح پر ذکر کیا ہو کہ حفظ
مراتب پیدا نہین ہے احکام شرعیہ بیان کرنے مین نہایت آزادی سے کام لیا ہے
اور لکھتے ہین کہ کسی کو پکارنا اور منتین ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور اُسکو اپنا وکیل و
سفارشی سمجھنا کفر ہے گو اُسکو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے اور گو وہ ولی و نبی ہو یا جن
و شیطان یا بھوت و پری اور ایسا شخص شرک مین ابو جہل کی برابر ہے اور کسی پیر و غیرہ
کی قبر کو دور دور سے قصد کرکے جائے یا وہان روشنی کرے غلاف ڈالے چادر چڑھائے اُنکے
نام کی چھڑی کھڑی کرے رخصت ہوتے وقت اُلٹے پاؤن چلے اُنکی قبر کو بوسہ دیوے
مورچھل جھلے اُسپر شامیانہ کھڑا کرے چوکھٹ کو بوسہ دیوے ہاتھ باندھکر التجا کرے مراد مانگے
مجاور بنکے بیٹھ رہے تو اُسپر شرک ثابت ہوتا ہے اور وہ ختم جسمین پڑھتے ہین یا عبد القادر
جیلانی شیئاً للہ یعنی اے شیخ عبد القادر دو تم اللہ کے واسطے ناجائز ہے۔
یادگار غالب مین لکھا ہے کہ امتناع نظیر خاتم النبیین کے مسئلے مین مولانا اسماعیل شہید کی
یہ رائے تھی کہ خاتم النبیین کا مثل ممکن بالذات اور ممتنع بالغیر ہے یعنی آنحضرت کا مثل
اسلئے پیدا نہین ہوسکتا کہ اُسکا پیدا ہونا آپکی خاتمیت کے منافی ہے نہ اس لئے کہ خدا
اُسکے پیدا کرنے پر قادر نہین ہے برخلاف اسکے مولانا فضل حق خیر آبادی کی جنکو
وہابیون سے سخت مخالفت تھی یہ رائے تھی کہ خاتم النبیین کا مثل ممتنع بالذات ہے
اور جس طرح خدا اپنا مثل پیدا نہین کرسکتا اسی طرح خاتم النبیین کا مثل بھی پیدا نہین کرسکتا
اعلام الناس کے حصۂ چہارم مین جسکا لقب تحذیر المومنین من اکفار المسلمین ہے
لکھا ہے کہ مولوی محمد اسماعیل شہید فی سبیل اللہ کی تکفیر کے فتوے مکۂ مبارک کے
مفتیون سے لکھوا کر لائے گئے اور ابتک ناانصاف مولوی اس بزرگ اعلاے کلمۃ اللہ
مین تصانیف کرنے والے اور آخر اسی راہ پر اپنی جان فدا کرنیوالے کے کفر پر اصرار کررہے ہین

سالہا سال سے آمین بالجہر کے باب مین حنفیہ اور وہابیون کے جھگڑے چلے
آتے ہین جو مختلف شہرون ہندوستان و پنجاب (لاہور - امرتسر - لودھیانہ - میرٹھ -
تاجپور ضلع دربھنگہ وغیرہ وغیرہ) مین مختلف صورتون اور عدالتون (دیوانی فوجداری)
مین پیش ہوچکے ہین کسی عدالت سے اِن مقدمات کی نسبت کبھی کوئی ایسا فیصلہ نہین
ہوا جو قطعی اور حکم اخیر سمجھا جاتا اور وہ اِن مقدمات کا دروازہ بند کردیتا دلی مین
دونون فریق کے طرفدارون نے مسائل فروعیہ اختلافیہ مثلاً نجاست آب اور
نماز مین آمین بالجہر اور رفع یدین اور رفع سبابہ اور قرارت خلف امام
اور قیام مین دونون ہاتھون کو سینے پر رکھنے اور بعد پیشاب کے
پانی سے استنجا کرنے مین تنازعات برپا کئے بعض نے اُنکو حرام سمجھا اور بعض نے
مثل موکدہ غرضکہ جادۂ اعتدال سے گذر گئے ہر فریق اپنے مخالف فریق کو گمراہ اور
خارج از اہل سنت و جماعت تقریر و تحریر مین کہنے لگا اور طرح طرح کے اشتہار اور رسائل
مشتہر کئے یہان تک فساد ہے اور شہرون اور قصبون کے مسلمانون مین بھی نزاع و تکرار
واقع ہوئی اور نوبت بہ فوجداری پہونچی اسلئے صاحب کمشنر دہلی نے ایک معاہدہ علماے
اہل حدیث (وہابیہ) اور علماے فقہ (حنفیہ) سے لکھواکر کمشنری قسمت دہلی مین داخل
کرایا جسکی نقلین تمام ہندوستان مین مشتہر ہوئین اسپر دہلی لکھنؤ عظیم آباد وغیرہ کے
۸۰ علما کی مہرین اور دستخط ہین جن مین مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی اور مولوی
عبد الحلیم صاحب لکھنوی بھی ہین یہ معاہدہ ۲۹ ذیقعدہ روز جمعہ ۱۲۹۵ھ ہجری کا لکھا ہوا
ہے خلاصہ مضمون اسکا یہ ہے کہ ایک فریق دوسرے فریق کے افعال نماز مین طعن و توہین
سے پیش نہ آوے اور نماز ایک فریق کی دوسرے کے پیچھے بشرط رعایت عدم مفسدات
جائز ہے پس جو شخص کرے اسکو منع نہ کیا جائے اور اُسکے پیچھے بلا شبہہ نماز پڑھنی چاہئے
اور جو نکرے اُسپر اعتراض نہو اور فاعل افعال مذکورہ اُسکے پیچھے نماز پڑھے کوئی کسی کو
مجبور اور بدمذہب نہ جانے مساجد مین کسی فریق کا کوئی فریقین مین سے مانع اور
مزاحم نہو عامل بالحدیث اپنے طور پر عمل کرے اور عامل بالفقہ اپنے طور پر ہر ایک مسجد مین

ہر ایک اپنے عمل بجالانے کا مجاز و مختار ہے پس ہم سب کو اس بات کا اشتہار دیتے ہین کہ ہر واعظ اپنے وعظ مین دلائل نکرا ری و مسائل اجتہادی وغیرہ بیان نکرے البتہ وقت تدریس حدیث شریف کے اُسکے دلائل اور کتب فقہ کی تدریس کے وقت اُسکے دلائل بیان کئے جاوین اور طعن و تشنیع نکیا جاوے علی ہذا القیاس ہر موقع تحریر پر سوائے دلائل کتب کوئی بات خلاف تہذیب نلکھی جاوے اور اب جو شخص کوئی اشتہار یا کتاب ایسے مضمون کی شائع کرے جس مین مذاہب ائمہ اربعہ یا محدثین علیہم الرضوان کی توہین شرعی ہو اسکے تدارک کی حکام سے استدعا کی جاوے الی آخرہ۔

اس فرقے کے سرگروہ **مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی** سنہ ۱۳۲۰ ہجری مین جب بعزم حج حرمین کو گئے تو وہان اُن کو بعض ہندوستانیون نے عقیدۂ وہابیہ کی وجہ سے گرفتار کرا دیا اُنھون نے سید عثمان پاشا گورنر حجاز و کمانڈر انچیف عربستان کے اجلاس مین عین مکۂ مکرمہ مین وہابیت سے جسکو اعتزال سے تعبیر کیا گیا ہے انکار کیا گورنر حجاز نے ترکی زبان مین ان کے انکار کی تصدیق مین ایک دیکار محافظین مدینۂ منورہ کے نام جاری کیا جسکا ترجمہ یہ ہے بر جناب محافظین مدینۂ منورہ سعادت مآب حضرت صاحب من ہندوستانی مولویون مین سے نذیر حسین اور ایک شخص انکے شاگرد دونے سے ان دونون پر انکے ہموطنون کی طرف سے جو معتزلہ ہونے کی تہمت لگائی گئی تھی اس لئے ان دونون پر مواخذہ کرکے ضروری تحقیقات کی گئی مگر اس تہمت سے ان دونون کا بری ذمہ ہونا ثابت ہوا وہان بھی اگر انکے حق مین کوئی الزام لگایا جائے تو اس سے ان کی برارت ذمہ معلوم ہونے کے لئے یہ تحریر کی جاتی ہے از مکہ تاریخ ۱۶۔ ذی الحجہ سنہ ۱۳۰۰ ہجری۔

نواب مولوی سید محمد صدیق حسن خان بن سید اولاد حسن بریلوی مولد قنوجی موطن بھی اس طریقے کے بہت معاون تھے یہ یکشنبہ ۱۹ جمادی الاولی سنہ ۱۲۴۸ ہجری کو پیدا ہوئے اور چہارشنبہ ۲۹ جمادی الاخری سنہ ۱۳۰۷ ہجری کو بعارضۂ استسقا مقام بھوپال مین انتقال کیا اور سنہ ۱۲۸۸ ہجری مین نواب شاہجہان بیگم صاحبہ رئیسہ بھوپال کے ساتھ

عقد نکاح ہو جانے سے مرتبۂ نوابی و امارت کو پہونچے سنہ ۱۲۸۸ ہجری مین بیگم صاحبہ کی استدعا کے بموجب اُن کا خطاب نواب والا جاہ مرحوم برٹش گورنمنٹ نے منظور کرکے حکم دیدیا کہ تمام تحریرات قلمرو بھوپال و در برٹش گورنمنٹ کے مراسلات مین یہی خطاب لکھا جایا کرے انکا نسب امام زین العابدین تک منتہی ہوتا ہے مفتی محمد صدر الدین خان دہلوی اور مولانا شیخ حسین بن محمد انصاری عالم حدیدہ اور مولانا یعقوب دہلوی برادر مولانا محمد اسحاق اور مولوی عبد الحق بن فضل اللہ ساکن نیوتنی سے کتب علوم فنون کی تحصیل و تکمیل کی اور سند حاصل کی اور احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام حرانی اور محمد بن ابی بکر بن قیم جوزی اور سید محمد اسماعیل بن امیر یمانی اور محمد بن علی شوکانی کی مصنفات سے بہت استفادہ کیا اور انکی رائے کی اتباع کی اپنے کو محمدی مشرب سنی مذہب نقش بندی طریقہ پر لکھتے حالانکہ کسی سے بیعت انکی تحقیق نہ تھی انھون نے علم حدیث و تفسیر و عربیت وغیرہ مین بزبان عربی و فارسی و اردو بہت سی تالیفات کین اور لاکھون روپے کے صرف سے چھپوا کر انکو شائع کیا اور علما نے اُن پر تقریظین لکھین ہندوستان بلکہ عرب و روم و مصر مین کوئی ایسی جگہ نہو گی یا کم ہو گی جہان کوئی اہل علم یا علم کا ذکر و اثر ہو اور اُنکی کوئی تالیف وہان نہو اسی وجہ سے انکو بعض علما نے جو اس طریقے کے پابند ہین اس صدی کا مجدد قرار دیا ہے انکی عربی انشاپردازی کی میرے سامنے جناب مولوی عبد الحق صاحب مرحوم خیرآبادی کہ میرے اُستاد ہین تعریف فرماتے تھے مگر باوجود اس کمال کے نواب صاحب کی تالیفات مین بڑی خرابی یہ ہے کہ اُنکو اپنی تالیفات مین تحقیق و تدقیق کا التزام نہین صرف جمع و تالیف انکو پیش نظر رہتی تھی لہذا وہ ہر قسم کے مسائل کو محقق ہون خواہ غیر محقق مناسب و ضروری ہون خواہ غیر مناسب غیر ضروری اپنی تالیفات مین اکثر بلفظہ نقل کر دیتے تھے یہی وجہ ہے کہ اُنکے ہم عصرون اور ہم چشمون (مولوی عبد الحی صاحب وغیرہ علما) نے انکی تالیفات پر نکتہ چینی کی ہے اور انکے بعض مسائل مین غلطی و تحقیق سے مخالفت ایسی ثابت کر دکھائی ہے کہ اُسکو نواب صاحب نے بھی مان لیا ہے اور صاف لکھدیا ہے کہ ہم صرف ناقل ہین ہمکو اس سے بحث نہین کہ فلان امر مین

حق و تحقیق کون قول ہے نواب صاحب کی غرض مضامین کو اپنی کتاب مین درج کرنے سے غالبًا اپنی جمعیت اور بمعہ دانی اور ہر مسئلے مین حاضر جوابی کا اظہار تھا۔

بطور نمونے کے عرض کرتا ہون کہ کتاب البلغہ فی اصول اللغہ مین جو قسطنطنیہ مین طبع کرائی ہے کتب علم لغت کے ذکر مین باب میم مین کہا ہو مصدر فیوض الفہ نذیر الدین شائق فی زمان دولۃ الامیر نواب احمد یار خان ببلدۃ بانس بریلی انتہی یہ رسالہ قلیل الحجم زبان اردو مین قواعد فارسی مین ہے نہ علم لغت مین چنانچہ اُسکا مؤلف دیباچہ مین کہتا ہو بعد حمد اور صلوٰۃ کے یہ نالائق نذیر الدین حسن شائق قریشی ہاشمی ابن شاہ غلام محی الدین اویسی التماس رکھتا ہے کہ یہ رسالہ کہ نام اسکا مصدر فیوض ہے اور تاریخ اسکی تصنیف کی اس نام سے حاصل ہوتی ہے واسطے فارسی سیکھنے والوں کے شہر بریلی مین بیچ رفاقت اور ملازمت امیر عالی مقام سردار والا احتشام سخن سنج معنی شناس کرم گستر فیض اساس نواب عالی جناب احمد یار خان خلف نواب ذوالفقار الدولہ ذوالفقار خان بہادر دلاور جنگ کے جمع کیا گیا انتہی اور نواب صاحب کی طرز تحریر سے پایا جاتا ہے کہ احمد یار خان کوئی والی ملک ہونگے حالانکہ ایسا نہین یہ حافظ رحمت خان والی بریلی کے پوتے ہین جنکی ریاست ۱۱۸۸؁ھ ہجری مین شجاع الدولہ کے ہاتھ سے برباد ہو گئی تھی ملک الشعرا مہدی علی ذکی مرادآبادی کا شعر ہے ؎

دل مجھ سے رہا جدا ہمیشہ
گویا وہ ضمیر منفصل ہے

نواب صاحب نے اس کو اس طرح اپنا کر لیا ہے ؎

دل مانند زمن جدا ہمیشہ
گوئے کہ ضمیر منفصل ہست

جس زمانے سے نواب صاحب نے بیگم صاحبہ کے کاروبار مین شراکت یا مددگاری کی تھی گورنمنٹ کے افسر برابر خوش انتظامی کے مداح رہے اور گورنمنٹ نے بیگم صاحبہ کی تحریک سے اُنکے لئے خطاب نواب والاجاہ امیر الملک اور اتواپ سلامی وغیرہ مقرر کئے۔

نواب صاحب نے ایک بات بہت ہی نفرت اور اخلاق کے خلاف کی کہ بیگم صاحبہ کا دل اُنکی ولی عہد نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ کی طرف سے ناخوش کر دیا اور اُنکو رنج پہونچاتے تھے

کوئی کسر نہ چھوڑی جسکا انتقام منتقم حقیقی کی طرف سے یہ ہوا کہ ۱۸۸۵؁ء مین سر لیپل گریفن ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا نے لارڈ ڈفرن وائسرائے ہند کے سامنے نواب صاحب کو گورنمنٹ کا مخالف اور مخالفین گورنمنٹ کا خیرخواہ ثابت کر کے نواب صاحب کا خطاب نوابی اور سارے اعزاز جو گورنمنٹ نے اُنکو دئے تھے سلب کرا دئے مگر بیگم صاحبہ والیہ بھوپال نے جنکو اپنی طرف سے عطائے خطاب نوابی کا اختیار حاصل ہے اپنے یہ خطاب واپس نہون لیا اور اس سلب اعزاز اور واپسی خطاب کا سبب یہ الزامات ہین جو نواب صاحب پر لگائے گئے تھے

(۱) خرابی انتظام ریاست (۲) عام رعایا پر ظلم (۳) ملازمت مین مذہبی رعایت (۴) مذاہب رعایا (ہنود و شیعہ و حنفیہ) سے بیجا تعرض (۵) ہندوستان مین بیجا تشدد جسکی وجہ سے سات ہزار آدمی جلاوطن ہو گئے (۶) وہابی مذہب کی تائید (۷) مستمی دین محمد کی معرفت مہدی سوڈانی کو روپیہ بھیجنا (۸) مجموعہ خطب۔ ہدایۃ السائل ترجمان وہابیہ۔ اقتراب الساعۃ وغیرہ کتابون مین گورنمنٹ کی مخالفت مین مضمون لکھنا اور اُن مین گورنمنٹ سے جہاد و بغاوت کی ترغیب دینا وغیرہ وغیرہ گورنمنٹ کی اس کارروائی سے خوف زدہ ہو کر آگرہ بھوپال اور لاہور کے ہم مشربان نواب صاحب نے نواب صاحب کو خصوصًا اور تمام وہابیون کو عمومًا گورنمنٹ کے نزدیک اُسکی سلطنت کا خیرخواہ ثابت کرنے کے لئے گورنمنٹ انگلشیہ سے جہاد کی ممانعت مین رسائل و تحریرات شائع کرنا شروع کین مگر اُنکے مخالفین نے فورًا تاڑ لیا کہ یہ سب صرف آج کل کسی مصلحت یا حکمت عملی کی غرض سے کیا جاتا ہے اور نواب صاحب کے مخالفین نے یہ بات اخبارات مین شائع کرا دی کہ جب ۱۸۸۴؁ء مین جنرل ڈیلی وغیرہ کے ذریعے سے گورنمنٹ پر کھل گیا کہ نواب صاحب کی ایسی کتابین جن مین انگریزون سے جہاد کی ترغیب ہے شائع ہوئی ہین اور گورنمنٹ کو یہ بات ناگوار گذری تب سے نواب صاحب نے اپنی سابق تصنیفات کے برخلاف گورنمنٹ سے جہاد کی ممانعت مین کتابین تصنیف کین نواب صاحب کا تحریرات مانع جہاد کا شائع کرانا اس موجودہ خطرے کے خوف سے تھا جسکے سامنے ہونے کا دس برس پیشتر اُنکو یقین ہو گیا تھا مگر نواب کے مددستون نے نواب صاحب کے ایما سے ان الزامات کے جوابات اکثر

دیسی اور بعض انگریزی اخبارات میں درج کرائے۔
ہمین مولوی مسعود خان ابن جناب مولوی نظام الدین خان مرحوم رامپوری کی زبانی جو نواب صاحب کے بڑے معتمد تھے یہ خبر پہونچی ہے کہ جب گورنمنٹ نے نواب صاحب پر عتاب کیا تو انھون نے اپنی بہت سی بنائی ہوئی کتابین جو طبع ہو چکی تھین اور گورنمنٹ کے کان تک اُن کے الفاظ مخالفانہ نہ پہونچے تھے جلوا دین۔

ہندوستان کے وہابی اپنی جانون کو ابن عبدالوہاب کی طرف منسوب کرنا نہین چاہتے

وہابی اپنے آپ کو اہل حدیث اور اہل سنت اور محدث اور عامل بالحدیث اور موحد سمجھتے ہین کیونکہ انکو یہ زعم ہے کہ ہمارا طریقہ سراسر علم قرآن و حدیث ہے رائے و قیاس سے بالکل دور ہوا اور اولہ کتاب و سنت سے بہت نزدیک ہے اور اپنے مخالفون و مقابلون کو بدعتی کہتے ہین اور ابن عبدالوہاب نجدی سے بیزاری ظاہر کرتے ہین نواب صدیق حسن خان نے بھی ابن عبدالوہاب کو برا کہا ہے چنانچہ اپنے رسالہ حطہ فی احوال الصحاح الستہ میں جو ۱۲۸۳ھ میں طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے محمد بن عبدالوہاب نجدی کا حال بیان کر کے لکھا ہے انکی بہت مشہور خصلتین جنکو برا سمجھا جاتا ہے دو خصلتیں ہین اول لوگون کو بلا دلیل کافر کہنا دوسرے بیگناہ خون بہانا۔
نواب صاحب ترجمان وہابیہ مین جسکو انھون نے ۱۳۰۱ھ مین چھپوایا ہے صفحہ ۲۷ پر لکھتے ہین یہ لوگ اس لقب سے کمال نفرت رکھتے ہین اور انکار کرتے ہین اور انکو وہابی کہنا ایسا برا لگتا ہے جیسے گالی دینا جب ہم اپنے تئین کسی اگلے بڑے اماموں کی طرف منسوب نہین کرتے اور اپنے تئین حنفی اور شافعی کہتے ہین اور نہ حنبلی اور مالکی کہنے سے راضی ہوتے ہین تو پھر محمد بن عبدالوہاب کے پیچھے چلنے اور اُسکے طریقے مین اپنے تئین داخل کرنے پر کب راضی ہونگے۔
اور سر سید احمد خان تہذیب الاخلاق مین ایک مقام پر لکھتے ہین کہ وہابی اپنے آپ کو محمدی کہتے ہین اور رسالہ جواب ڈاکٹر ہنٹر مین فرماتے ہین کہ یہ لوگ لفظ غیر مقلد کو بھی

ویسا ہی برا سمجھتے ہین جیسا کہ لفظ وہابی کو اس گروہ کا قدیمی خطاب اہل حدیث ہے جس سے وہ زمانہ تقرر مذاہب اربعہ مین مشہور تھے غرض انکی اس سے یہ ہے کہ لفظ وہابی و غیر مقلد کا اطلاق اس گروہ سے اُڑ جائے اور یہ ثابت ہو جائے کہ جو لوگ آج کل وہابی سمجھے جاتے ہین یہ انھین اہل حدیث کی چال ڈھال پر ہین جنکا کتب اہل سنت مین حنفیہ و شافعیہ کے مقابلے مین ذکر کیا جاتا ہے وہ لوگ یہ ائمہ ہین - یزید بن ہارون یحیی بن سعید - احمد بن حنبل - اسحاق بن راہویہ - عبدالرحمن بن مہدی - عبدالرزاق ابوبکر بن ابی شیبہ - مسدد - ہناد - فضل بن دکین - علی بن مدینی وغیرہ اور اُن کے بعد کے طبقے کے جیسے امام بخاری - مسلم - ابوداؤد - عبد بن حمید - دارمی - ابن ماجہ - ابو یعلی - ترمذی - نسائی - دارقطنی - حاکم - بیہقی - خطیب بغدادی - دیلمی - ابن عبدالبر وغیرہ - ۱۹ - جنوری ۱۸۸۶ء کو گورنمنٹ ہند اور گورنمنٹ پنجاب سے حکم نافذ ہوا کہ سرکاری کاغذات مین لفظ وہابی کو مسدود کیا جائے مگر اس حکم کے ساتھ یہ بھی احتمال تھا کہ اس فرقے کے بجائے لفظ وہابی کے لفظ غیر مقلد سے مخاطب کیا جائے لیکن اس گروہ کے مختلف صوبجات ہندوستان پنجاب ممالک متحدہ اودھ بمبئی مدارس بنگال ممالک متوسط کے تین ہزار ایک سو چھتیس اعیان اشخاص کے یہ ظاہر کرنے پر کہ ہم لفظ غیر مقلد کو بھی ویسا ہی برا جانتے ہین جیسا کہ لفظ وہابی کو۔
گورنمنٹ ہمکو اس لفظ کے ساتھ مخاطب کرنے سے بھی معاف رکھے اور ہم کو بجز اہل حدیث کے کسی لفظ سے مخاطب نکرے جسکا اثر و نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ گورنمنٹ کے نزدیک لفظ غیر مقلد بھی ویسا ہی دل آزار سمجھا گیا جیسا لفظ وہابی سمجھا گیا اور اس گروہ کو اسکے استعمال سے معاف رکھا گیا۔
ڈاکٹر ہنٹر صاحب ممبر کونسل واضع قانون نے ایک رسالہ لکھکر اسمین ان لوگون کو گورنمنٹ کا بدخواہ قرار دیا تھا اس رسالے سے بہت سے افسران گورنمنٹ نے دھوکا کھایا اور سمجھ لیا کہ وہابی گورنمنٹ کے باغی کا نام ہے یا گورنمنٹ سے بغاوت دیا ہوں کا کام ہے جسکو سید احمد خان نے عمدہ تفصیل سے اٹھایا اور خوب ثابت کر دکھایا ہے

کہ یہ فرقہ جسکو وہابی کہا جاتا ہے گورنمنٹ کا مخالف نہیں ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے ناواقفی کے سبب دھوکا کھایا ہے۔ لیکن تعجب یہ ہے کہ سید صاحب نے تہذیب الاخلاق میں ایک مقام پر وہابیوں کو فرقہ ضالہ بتاتا ہے۔

یہ بھی یاد رکھو کہ آج تک کوئی پہاڑی پٹھان ایسا نہیں گذرا جو سوائے حنفی مذہب کے اور کسی مذہب کا پیرو ہو یا وہابیت کی جانب ذرا بھی میلان خاطر رکھتا ہو۔

حیات افغانی میں یہ فقرہ لکھا ہوا دیکھا ہے کہ چند عرصے سے ملا سید میر کوٹے کے پیرو وہابی سمجھے جاتے ہیں اور اخوند سوات کے پکے پیرو جو حنفی المذہب ہیں ملا سید میر کے معتقدین کو گمراہ سمجھتے ہیں اور اکثر عثمان زئی اور ناصر اللہ کی اولاد جو گرمی اسماعیل کا باشندہ تھا ملا سید میر کے طرفدار ہیں۔

فرقۂ وہابیہ کے بعض عقائد

مولوی افضل احمد مفتی شہر لودھیانہ لکھتے ہیں کہ وہابیہ کی دو قسمیں ہیں اُن میں سے ایک تو وہ ہیں جنھوں نے علانیہ ہم سے جدائی اختیار کر لی اور اجماع امت سے علیحدہ ہو کر تقلید شخصی کا انکار کر دیا ان سے ہم کو کچھ سروکار نہیں مگر دوسری قسم کے وہابیہ انکا فتنہ نہایت عظیم و ضرر رسان ہے یہ وہ لوگ ہیں جو ظاہر میں بڑے زور سے دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مقلد اور پکے حنفی ہیں اور تقلید امام کو تمام اصول و فروع میں واجب سمجھتے ہیں مگر عقائد میں اکثر غیر مقلدوں سے بالکل متفق ہیں اسلئے امامت انکی ناجائز اور وہ قابل نفرت ہیں۔ فہرست انکے عقائد کی حسب ذیل ہے

(۱)۔ خدائے تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔ ملخصاً از رسالہ یکروزی مولفہ مولوی محمد اسماعیل صاحب دہلوی صفحہ ۱۴۵ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی ۱۲۹۵ ہجری۔

(الف) اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الٰہیہ داخل نیست پس لا نسلم بلفظہ الخ۔ یکروزی و تقویۃ الایمان مطبوعہ مطبع نولکشور بار دوم ۱۸۵۲ء۔

(ب) امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا۔ قدما میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں ان اللہ علی کل شیء قدیر کے خلاف ہے بلفظہ براہین قاطعہ از مولوی خلیل احمد ساکن انبیٹھی صفحہ ۲ مطبوعہ مطبع بلالی سٹیم پریس ساڈھورہ ضلع انبالہ ۱۳۰۳ھ۔ و صیانۃ الایمان از مولوی محمد اسماعیل دہلوی۔

(۲)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیئے ملخصاً۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۶۰۔

(۳)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی شان کے سامنے چمار سے بھی ذلیل ہیں۔ ملخصاً ایضاً صفحہ ۱۴-۱۹۔

(۴)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ ملخصاً ایضاً صفحہ ۵۵۔

(۵)۔ اللہ تعالیٰ جسکو چاہے گا اپنے حکم سے اسکا شفیع بنا دیگا بلفظہ ملخصاً ایضاً صفحہ ۳۳۔

(۶)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ حیات النبی نہیں مر کر مٹی ہو گئے بلفظہ ملخصاً ایضاً صفحہ ۶۰۔

(۷)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ قدرت نہیں اور نہ وہ سنتے ہیں ملخصاً ایضاً صفحہ ۸۶-۲۳-۲۹۔

(۸)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب خدا تعالیٰ کا دیا ہوا ماننا بھی شرک ہے ایضاً صفحہ ۱۰-۲۶-۲۷۔

(۹)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بات کا بھی غیب دان جاننا شرک ہے۔ ایضاً صفحہ ۲۷-۵۸۔

(۱۰)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مطہرہ کی فقط زیارت کو سفر کرنا شرک ہے۔ ایضاً صفحہ ۱۰-۴۰۔

(۱۱)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مطہرہ کے سامنے تعظیم کے لئے

کھڑا ہونا شرک ہے ۔ ایضاً صفحہ ۴۰-۴۱-۴۲-۴۳-

(۱۲)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یا محمد رسول اللہ کہنا شرک ہے۔ ملخصاً ایضاً۔ صفحہ۔۲۳-

(۱۳)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظیر اور بھی پیدا ہونا ممکن ہے ایضاً صفحہ ۳۱-

(۱۴)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جملہ بنی آدم کے برابر ہین ۔ بلفظہٖ۔ براہین قاطعہ صفحہ ۳-

(۱۵)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شیطان کو علم زیادہ ہے۔ ملخصاً بلفظہٖ براہین قاطعہ صفحہ ۵۱-

(۱۶)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے ایسا علم تو زید و عمرو۔ بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ بلفظہٖ حفظ الایمان مولفہٗ مولوی اشرف علی تھانوی مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی سنہ ۱۳۲۲ ہجری صفحہ ۷-

(۱۷) خدا سے ہمکو کام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہین۔ بسط البنان مولفہٗ مولوی اشرف علی صفحہ ۷-

مصرعہ با خدا داریم کار و با خلائق کار نیست بلفظہٖ

(۱۸) حق سبحانہ تعالیٰ کو جہت و مکان سے منزہ سمجھنا بدعت و گمراہی ہے ملخصاً۔ ایضاح الحق از مولوی محمد اسماعیل دہلوی۔ صفحہ ۴۲۔ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی سنہ ۱۲۹۷ ہجری-

(۱۹)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مولود شریف کرنا اور قیام تعظیمی کے لئے کھڑا ہونا بدعت و شرک ہے۔ اور بمثل کنہیا کے جنم کے ہے ملخصاً فتوی مولوی رشید احمد صفحہ ۱۳۔ براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد صفحہ ۲۲۶-

(۲۰)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز مین خیال آنا بیل اور گدھے سے بدتر ہے بلفظہٖ صراط مستقیم از مولوی محمد اسمٰعیل صفحہ ۸۶۔ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی سنہ ۱۳۰۸ ہجری-

(۲۱)۔ کعبۃ اللہ شریف مین جو چار مصلے بنائے گئے ہین وہ مذموم ہین۔ بلفظہٖ۔ سبیل الرشاد۔ مولفہٗ مولوی رشید احمد-

(۲۲)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فاتحہ بارھوین شریف کی شیرینی میلاد شریف اور گیارھوین شریف حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا کھانا حرام ہے مثل ہنود۔ فتوائے مولوی رشید احمد صفحہ ۱۶-۱۷-

(۲۳)۔ ختم فاتحہ بزرگان مثل سوم۔ دہم۔ چہلم وغیرہ کو ہنود کی رسم بیان کرتے ہین براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی-

تذکرہ

تعریبات الشافیہ مین لکھا ہے وفی ذٰلك القرن الاخیر ظهر بالیمن شیخ کبیر یقال له الشیخ المکرمی فصنع مذهبا الیه ینتهی وکان ظهوره مقارنا بظهور مذهب الوهابیة ببلاد النجد والدرعیة یعنی جس زمانے مین وہابیون کا نجد مین ظہور ہوا تھا تو قریب اسکے ملک یمن مین ایک بڑے شیخ نے جسے شیخ مکرمی کہتے تھے ایک نیا مذہب اپنی طرف سے بنایا تھا مگر اس مذہب کی تفصیل کچھ نہین لکھی اور نہ کسی اور کتاب مین نظر سے گذری-

فرقہ ہفتم بابی

یہ فرقہ باب کی طرف منسوب ہے جسکا اصلی نام علی محمد ہے اور مہدویت کا دعویٰ کیا تھا اسکا باپ جسکا نام محمد رضا ہے شیراز کا تاجر تھا دستور کے موافق باب نے پہلے فارسی پڑھی اور اسکے بعد عربی کی چند ابتدائی کتابین دیکھین تھین کہ پھر فوراً سخت ریاضتین کرکے زہد مین شہرت حاصل کرلی پھر کربلا مین سید کاظم مجتہد کے حلقۂ درس مین جا شریک ہوا اُسکے انتقال کے بعد اُس کے بہت سے شاگرد ساتھ لیکر

کوفہ کی مسجد مین جا پہونچا اور بہت ریاضتین کرکے لوگون کو اپنی طرف مائل کر لیا پھر سنہ ۱۲۶۰
ہجری مین اپنے عقیدت کیشون سے اس امر کا اظہار کیا کہ جس مہدی صاحب الامر کا انتظار
کیا جا رہا تھا وہ مین ہی ہون اور اسکے ثبوت مین بعض احادیث جن مین مہدی موعود
کے آثار بتلائے گئے تھے پیش کین اور کہا کہ جو آثار اس مہدی مین بتلائے گئے ہین
وہ مجھ مین پورے طور سے موجود ہین جب اسکے ثبوت مین معجزہ طلب کیا گیا تو باب نے
جواب دیا کہ میری تقریر و تحریر ہی معجزہ ہے اس سے بڑھکر کیا معجزہ ہو سکتا ہے کہ ایک ہی
دن مین ہزار شعر مناجات مین تصنیف کرتا ہون اور پھر اپنے قلم سے لکھتا بھی ہون اور چند
مناجاتین پیش کین جن مین اعراب تک درست نہ تھا جب اسپر اعتراض ہوا تو آپ کیا
جواب دیتے ہین کہ علم نحو ایک گناہ کا مرتکب ہونے کی وجہ سے ابتک غضب الہی مین
گرفتار تھا اب مین نے خدا کے حضور مین اسکی شفاعت کی جس سے اسکی خطا معاف ہوئی
اور حکم ہو گیا کہ نحوی غلطیون کا کوئی مضائقہ نہین اور آئندہ سے اگر کوئی غلطی کرے
تو کچھ حرج نہین عوام کو مطیع کرنے کے لئے ایک اچھی تدبیر سوجھی اور حکم دیا کہ چونکہ میرے
وجود سے غرض تمام ادیان کا متحد ہو جانا ہے جسکی وجہ سے مین آئندہ سال مکہ معظمہ
سے شمشیر بکف خروج کرونگا اور جلد روے زمین پر قبضہ کرونگا۔ لہذا جب تک تمام ادیان
متحد نہو جائین اور تمام دنیا میری مطیع نہو جائے تمام تکالیف شرعیہ ملتوی پس اب
اگر میرے مریدون مین سے کوئی شخص منہیات شرعی کا مرتکب ہو یا احکامات شرعی ادا
نکرے تو اسپر کوئی مواخذہ نہین اس وجہ سے بہت سے عوام اسکے مطیع ہو گئے اسکے
مذہب مین حقیقی بہن سے بھی مبتلا ہونا زنا مین شمار نہین کیا جاتا تھا اور ایک عورت کا
نو آدمیون کو نکاح مین لانا جائز تھا کسی مذہب کا وہ پابند نہ تھا اگرچہ اپنے آپ کو
مسلمان کہتا تھا اسکے متبعین مین علانیہ فسق و فجور کا بازار گرم ہو گیا عورتین بے پردہ
مجلسون مین شریک ہوتین اور شرابین پلاتین اور باب نے سمجھدار لوگون کو آئندہ
کی بہبودی و ترقی کی امید دلائی اور وعدہ کیا کہ جب ساری روے زمین پر میرا قبضہ
ہو جائیگا تو تمھارے حقوق سب سے مقدم سمجھے جائین گے غرضکہ ایک اچھی خاصی

جماعت

جماعت باب کی مطیع ہو گئی باب نے اپنے مریدون کو چند احکامات بھی دئے تھے جو بطور
اشعار ادا کئے جاتے تھے اور وہ یہ تھے۔

(۱)۔ چونکہ تمام دنیا کا میرے زیر نگین ہونا اس غرض سے کہ تمام دنیا ایک مذہب ہو جائے
ضروری ہے لہذا مین آئندہ سال مکہ معظمہ سے شمشیر بکف سارے جہان پر حملہ آور
ہونگا تاکہ دنیا میرے تحت و تصرف مین آجائے اور وہ تمام اغراض جو میرے وجود
سے مقصود ہین پورے ہو جائین اور اس سے ضرور ہے کہ اعداے خدا کی جانین جسم سے
جدا ہونگی اور ہزارون خون کی ندیان جاری ہونگی پس جملہ مریدین باصفا کو حکم دیا جاتا ہے
کہ بطور ایک علامت و شگون کے اپنے خطوط کو سرخ کیا کرین۔

(۲)۔ السّلام علیک کی عوض مرحبا بک سلام کے لیے مقرر کیا جاتا ہے۔

(۳)۔ اذان مین میرا نام بھی داخل ہوا اور اسکا یہ قول بھی تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اور حضرت علی نے مجھ سے بیعت کی اور یہ کہ ابتک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی
الگ الگ اور جدا جدا تھے مین ان دونون کا جامع ہوا اور اسی وجہ سے میرا نام بھی
علی محمد ہے۔ اسکے اقوال مین سے ایک یہ بھی تھا کہ جس طرح کوئی آدمی بغیر باب
یعنی دروازے کے گھر کے اندر نہین جا سکتا ہے اسی طرح بغیر اسکے کہ مجھے دیکھین اور
مجھسے اجازت حاصل کرین خدا اور دین خدا تک نہین پہونچ سکتے مریدین نے جب اس
قول کو سنا تو اسکا لقب ہی **باب** کر دیا اور باب نے بوشہر مین پہونچکر بعض مرید بطور
منادی کے شیراز بھیجے تاکہ وہ لوگون کو باب کے مہدی موعود ہونے کا یقین دلائین اور
جو لوگ اسکے مہدی موعود ہونے کی تصدیق کرین انسے بیعت لین اپنا تصنیف کیا ہوا
کلام بھی جس مین سے کسی کا نام قرآن کسی کا نام مناجات رکھا گیا تھا انکو دیا گیا تاکہ
وہ اسکو لوگون کے روبرو پیش کرین اور وہ بجائے قرآن مجید اور صحیفہ سجادیہ کے کہ
امام سجاد کی تصنیف کردہ مناجاتین ہین پڑھا کرین۔

تاریخ گلزار شاہی اور کشکول محمد علی شیرازی مین لکھا ہے کہ باب کا خلیفہ ملا حسین بشرویہ ہوا
اور **قرۃ العین** نام ایک خوبصورت عورت نائب نبی یہ عورت عربیت مین دستگاہ

رکھتی تھی کچھ عبارتیں لکھکر کہا یہ جواب کلام اللہ ہے اور دعوت طریقۂ باب کی جانب
کر تصوف میں چھپ رہا تھا شروع کی جوق جوق مخلوق شیعہ وغیرہ میں سے اس عورت
کے حسن و جمال اور کلام کی فریفتہ ہو کر گمراہ ہو گئی بلکہ جلاء العینین میں لکھا ہے کہتے ہیں
کہ بعض یہود و نصاری نے بھی مذہب باب کی اتباع کی۔

اس وقت فارس کا گورنر نظام الدولہ تھا جب اسکو یہ خبر معلوم ہوئی تو فوراً باب کی
گرفتاری کا حکم دیا کسی قدر پولس بھی خفیہ طور سے بھیجدی پولس نے باب کو گرفتار کر لیا
اور پابجولان اسکے وطن اصلی شیراز میں لاکر اسکے اصلی مکان میں محبوس کر دیا پھر مجمع
عام میں لاجواب کروا کے قتل کرنے کی غرض سے باب کے حاضر ہونے کا حکم دیا باب
حاضر ہوا تو نظام الدولہ نے اسکی بڑی تعظیم و تکریم کی اور یوں اسکے گرفتار کئے جانے پر
افسوس کیا پھر یہ ظاہر کیا کہ میری رائے کا دفعتہً یوں بدل جانا ایک خواب کے دیکھنے کی
وجہ سے ہے اور اخیر میں یہ بھی کہدیا کہ اب میری آرزو یہی ہے کہ میرا جان و مال آپ پر
فدا ہو اور یہ تمام فوج و توپخانہ وغیرہ جو میرے ماتحت ہے آپ کی تائید میں کام آئے یہ تمام
تقریر کچھ ایسی بے ساختگی سے کی گئی تھی کہ مکار باب نے بھی اسکو صحیح خیال کیا اور نظام الدولہ
کی بڑی تعریف و توصیف کی اور اس سے کہا کہ تم اس ایمان لانے کے صلے میں جب
ساری دنیا میری مطیع و ماتحت ہو جائیگی تو ترکی سلطنت کے حاکم مقرر کئے جاؤ گے اس کا
جواب نظام الدولہ نے دیا افسوس آپ نے میری نیت پہچاننے میں غلطی کی مجھے اس
دنیائے دوں کی کوئی خواہش و طمع نہیں ہے جس سے میں ترکی سلطنت کا حاکم بنائے
جانے سے خوش ہو سکوں میری تو تمام آرزو یہ ہے کہ آپ کے روبرو آپکی امداد و حمایت
کرتے شہید ہوؤں اور جاودانی سلطنت کا مالک بنوں غرض اس قسم کی بہت سی باتیں
کیں جس سے باب بالکل مطمئن ہو گیا اب اس وقت نظام الدولہ نے کہا بہتر یہی معلوم
ہوتا ہے کہ پہلے علماء پر حجت تمام کر دیجائے جس سے عوام کا مطیع ہونا آسان ہوگا باب نے
جو نظام الدولہ کی باتوں کو صحیح سمجھتا تھا اس امر پر اپنی رضامندی ظاہر کر دی نظام الدولہ نے
مجلس مناظرہ قائم کی جسقدر علمائے شیعہ شیراز میں موجود تھے جمع ہوئے باب نے بڑے ہی

مستقل طور سے علما کو مخاطب کر کے یوں تقریر شروع کی کہ اے حضرت جب میرا قرآن
اس قرآن سے جو بالفعل آپ کے پاس ہے کئی حصہ بہتر ہے اور وہ دین جس کو میں
آپ لوگوں کے لئے پیش کرتا ہوں اس دین سے جسپر آپ عمل کرتے ہیں کئی درجہ اچھا ہے
تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں آپ لوگ میری مخالفت کرتے ہیں میں صرف آپ
لوگوں کی بہتری کے لئے قبل اسکے کہ بزور شمشیر آپ کو ماننا ضروری ہو اس دین کو
قبول کرنے کے لئے کہتا ہوں اگر آپ کو اپنی جانوں پر رحم نہیں آتا تو کیوں اپنے ساتھ
اپنے کنبے اولاد و مال و متاع سب کی تباہی کے درپے ہو للہ انپر رحم کیجئے خدا کے لئے
سوچئے اور اپنی جانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالئے۔

باب یہیں تک تقریر کرنے پایا تھا کہ نظام الدولہ نے بات کاٹکر کہا مرحبا سبحان اللہ
خوب آپ نے تقریر فرمائی میں اپنے دخل دینے کا معافی خواہ ہوں مگر ساتھ ہی یہ بھی
عرض کرونگا کہ قبل اسکے کہ آپ تقریر فرمائیں بہتر ہوگا کہ چند سطریں اپنے قرآن کی
لکھ دیجئے تاکہ یہ حضرات اسکو دیکھ بھی لیں اور پورے طور سے اتمام حجت ہو جائے باب نے
وہیں بیٹھکر چند سطریں تحریر کیں اور انھیں پیش کیا لوگوں نے جب انکو دیکھا تو معلوم ہوا
کہ ان میں اعراب تک درست نہیں اسوقت نظام الدولہ نے کہا کہ جب تو دو سطریں صحیح
نہیں لکھ سکتا تو پھر یہ کیا ہرزہ سرائی کر رہا ہے کیا انھیں دو سطروں سے تیرا کلام خدا کے
کلام سے بھی بڑھ گیا اب میں ایسی حالت میں بجز اسکے کہ تیرے قتل کا حکم دوں اور کیا
کر سکتا ہوں مگر قبل اسکے کہ ایسا حکم دیا جائے مناسب ہے کہ تیری خوب تادیب کیجائے
حکم کی دیر تھی کہ باب پر مار پڑنے لگی اور ایسی سخت مار پڑی کہ اوسان خطا ہو گئے
باب چالاکی سے پکارنے لگا توبہ کردم توبہ کردم مگر نظام الدولہ نے اسکا منھ کالا
کروا کر اور تمام شہر میں گشت کروانے کے بعد شیخ ابوتراب کی مسجد میں لیجا کر توبہ کروائی
اور بعد اسکے احتیاطاً باب کو قید بھی کر دیا۔

اصفہان کا گورنر معتمد الدولہ صوفیوں فقیروں وغیرہ کی صحبت کا زیادہ مائل رہا کرتا تھا
اسنے باب کو درویش کامل سمجھکر رہائی دلوا کر اپنے پاس بلا لیا معتمد الدولہ نے بھی ایک

مجلس مناظرہ قائم کی مگر اس مقصد کے لئے جو نظام الدولہ نے کی تھی کہ باب کو لاجواب کرے بلکہ اسکے برعکس اسلئے کہ باب دوسرون کو لاجواب کرے مجلس مناظرہ مرتب ہوئی اور اُس مین اہل شیعہ کی طرف سے مرزا سید محمد اور آغا محمد مہدی اور میرزا محمد حسن مباحثہ کے لئے مقرر ہوئے مجلس جمع ہوئی چونکہ پہلے تجربہ ہو چکا تھا لہذا باب نے یہان پہلے تقریر کرنا مناسب خیال کیا اور اجازت دی کہ فریق مخالف تقریر کرے تو سب سے پہلے آغا محمد مہدی نے باب سے سوال کیا۔

آغا مہدی۔ جتنے لوگ یہان اسوقت موجود ہین یا تو مجتہد ہین جو خود مسائل کو احادیث سے تخریج و استنباط کرتے ہین یا وہ لوگ ہین جنھین اتنی لیاقت نہین ہے جس سے وہ احکام و مسائل کا استخراج کرسکین یہ لوگ کسی مجتہد کی تقلید کرتے ہین آپ ان دونون مین سے کس مین شامل ہین۔

باب۔ مین کسی کی تقلید نہین کرتا اور نہ قیاس سے کام لیتا ہون جیسے کہ مجتہد کرتے ہین بلکہ ایسا کرنا میرے نزدیک حرام و ناجائز ہے۔

آغا مہدی۔ آپ کہتے ہین کہ مین کسی کی تقلید نہین کرتا جس سے معلوم ہوا کہ آپ مجتہد ہین لیکن آپ کو مجتہد ہونے سے انکار ہے تو اسکا یہ مطلب ہوا کہ جن مسائل پر آپکا عمل ہے اور جنکا آپ حکم دیتے ہین وہ قیاسی نہین بلکہ یقینی ہین لیکن چونکہ ہمارے نزدیک باب علم مسدود ہے اور خدا کی حجت غائب ہے لہذا جب تک امام آخر الزمان کا ظہور نہو جائے اور اُن سے ملاقات نہ کرلے اور خود اُنکی زبان سے مسائل فقہ کو نہ سنے کوئی شخص اس امر کا دعویٰ نہین کرسکتا کہ اُس کے مستخرجہ مسائل یقینی ہین پس آپکو اسکے یقینی ہونے کا ثبوت دینا ضروری ہے۔

باب۔ تو بیچارہ جو ابھی متعلم ہے مجھ جیسے شخص کے ساتھ جسکا مقام قطبی ہے کس طور سے مباحثہ کرسکتا ہے یہ ایسی باتین ہین جنمین تیری عقل کچھ بھی کارگر نہین ہوسکتی پس بجائے اسکے کہ فضول بکواس کرے جا اپنی جاے پر خاموش بیٹھا رہ۔

مرزا محمد حسن۔ شاید آپ کو بھی اس امر سے انکار نہوگا کہ جو شخص اس مقام پر پہونچ جاتا ہے تمام چیزین اُسکے روبرو ہو جاتی اور کوئی چیز اُس سے پوشیدہ نہین رہتی جو بات پوچھئے اُسکا جواب ملتا ہے۔

باب۔ (نہایت ہی جرأت کے ساتھ) بیشک آپکی رائے ٹھیک ہے جو آپ چاہتے ہین پوچھئے مین اُسکا جواب دونگا۔

محمد حسن۔ حضرت جواد علیہ السلام کی نسبت یہ منقول ہے کہ ایک ہی قدم مین مدینے سے طوس پہونچ گئے تھے عقلاً یہ محال و ناممکن معلوم ہوتا ہے آپ کے نزدیک یہ واقعہ کس طور پر ہوا اور یہ بیان کیجئے کہ حضرت علیؑ کی نسبت جو یہ کہا گیا ہے کہ وہ ایک ہی رات ایکسر ہی وقت مین چالیس آدمیون کے مہمان ہوئے تھے صحیح ہے تو اُسکو دلائل عقلی سے ثابت کیجئے ایسے ہی چند امور کی نسبت جو عقلاً محال ہین سوال ہوا اور کہا گیا کہ اُنکو عقلی طور سے ثابت کیجئے۔

باب۔ یہ باتین نہایت دقیق ہین آپ اگر مناسب سمجھین تو مین اُنکو مفصلاً لکھے دیتا ہون

محمد حسن۔ آپ کی مرضی لکھ دیجئے۔

اتنے مین کھانا تیار ہوا اور سب لوگ کھانا کھانے لگے اِس عرصے مین باب نے چند سطرین لکھین اور جس وقت کھانا کھاکر لوگ جانے لگے تو اُسوقت مرزا محمد حسن کو باب نے اپنی تحریر دی مرزا محمد حسن نے دیکھکر کہا کہ یہ تو ایک خطبہ ہے جسمین کسی قدر حمد ہے اور نعت اور باقی مناجات ہے لیکن تم سے جن امور کی نسبت سوال کیا تھا اُن مین سے ایک کا جواب بھی جواب نہین بہت سے لوگ تو پہلے جا چکے تھے اور جو رہ گئے تھے وہ بھی چلتے پھرتے نظر آئے اور مباحثہ یون ہی ناتمام رہگیا اِس مباحثے سے باب کی وقعت جو معتمد الدولہ کے دل مین تھی ذرا بھی کم نہوئی بلکہ اور زیادہ ہوگئی مشکل یہ آپڑی کہ باب کی علانیہ تائید کرنے مین مجتہدین کو جنھین ایران مین بہت بڑی قوت حاصل ہے بدگمانی پیدا ہوتی جس سے معتمد الدولہ کو خود اپنی جان بچانی مشکل ہوجاتی آخرکار مناسب سمجھا گیا کہ باب مخفی رکھا جائے اور لوگون سے اِس امر کا اظہار کردیا کہ وہ خارج البلد کردیا گیا چند مہینے تک اسی طور سے باب اصفہان مین رہا اور اپنے مریدون کو اطراف و جوانب مین دعوت کے لئے بھیجتا رہا اور یون پوشیدہ ہی

پوشیدہ ملک میں باب کا اثر پھیل رہا تھا اتفاق سے چند ہی روز کے بعد
معتمد الدولہ مر گیا اور اُس سے باب کا ایک بڑا حامی دنیا سے جاتا رہا معتمد الدولہ
کے مرنے کے بعد جب لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ باب خارج البلد نہیں کیا گیا ہے بلکہ
یہاں موجود ہے تو اُسوقت لوگوں نے دربار ایران میں عرضی بھیجی کہ باب یہاں
موجود ہے اب اسکی نسبت جو حکم ہو اُسکی تعمیل کی جائے اسپر حاجی مرزا آقاسی نے
جو اُسوقت وزیر اعظم تھا یہ حکم بھیجا کہ اصفہان سے لیجا کر آذر بائجان کے قلعہ
چہریق میں محبوس کر دیا جائے اُدھر تو باب قلعہ چہریق کی ہوا کھا رہے تھے اُدھر
اُنکے مریدوں نے فساد مچایا اور متواتر کامیابیاں حاصل کیں اور ایک بہت بڑا
گروہ اُنکے مریدوں کا پیدا ہو گیا جسکی وجہ سے آخر ۱۲۶۳ ہجری میں یعنی باب کے
ادعائے مہدیت سے تین سال بعد محمد شاہ والی ایران نے اپنے ولیعہد ناصر الدین
کو جو اُسوقت آذر بائجان کے ویسرائے تھے اس امر کا حکم بھیجا کہ باب قلعہ چہریق
سے بلوایا جائے اور اُس سے پھر مباحثہ ہو حاجی مرزا آقاسی نے بھی ایک چٹھی
ناصر الدین کو لکھی جسمیں شاہ ایران کے حکم کی تعمیل کرنے پر بڑا زور دیا گیا تھا جب
انکو زمان پہونچا اور اُسکے ساتھ وزیر اعظم کی چٹھی بھی تو اُنھوں نے فوراً باب کے تبریز میں حاضر ہونیکا حکم دیا جب
باب تبریز میں آیا تو اُس سے اتنی رعایت کی گئی کہ بجائے جیلخانے کے کاظم خان
داروغہ فرش کے مکان میں اُتارا گیا دوسرے روز ملا محمود جو تبریز کا مجتہد اعظم تھا
اور جسکا خطاب نظام العلما تھا اور ملا محمد ممقانی اور نیز بہت سے مجتہد جمع ہوئے
اور باب بھی بلایا گیا اور مباحثہ شروع ہوا یہ باب کا اخیر مناظرہ تھا۔
نظام العلما۔ (باب سے مخاطب ہو کر) قرآن شریف اور صحیفۂ سجادیہ کے نام سے
جو کتابیں آپ کی طرف سے شائع کی گئی ہیں کیا وہ فی الواقع آپکی لکھی ہوئی ہیں۔
باب۔ یہ کلمات خاص خدا کے ہیں۔
نظام العلما۔ اس مجلس میں یوں معمے کے طور پر گفتگو کرنی ذرا بھی مفید نہیں جو کچھ کہئے صاف صاف کہئے
باب (نظام العلما کی گفتگو سے غصے میں آکر) ہاں ہاں یہ میری لکھی ہوئی کتابیں ہیں۔

نظام العلما۔ آپ نے اپنا نام اسمیں شجرے کے طور پر لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ جو کچھ آپ کی زبان سے نکلتا ہے وہ خدا کا قول ہوتا ہے۔
باب۔ یرحمك الله۔ بے شک آپکی رائے درست ہے۔
نظام العلما۔ آپ کے مریدوں نے جو آپ کو باب کا لقب دیا ہے کیا آپ نے
اسپر اپنی رضامندی ظاہر کی ہے۔
باب۔ مجھے میرے مریدوں نے یہ لقب نہیں دیا بلکہ خاص خدا نے یہ لقب مجھکو
عطا فرمایا ہے کیونکہ میں آج کے دن باب علم ہوں۔
نظام العلما۔ حضرت امیر جو باب علم تھے اُنھوں نے اجازت دیدی تھی کہ جس
کسی کو جو کوئی بات کسی علم میں پوچھنی ہو وہ مجھسے پوچھے میں دریغ نکرونگا چونکہ
آپ بھی باب علم ہونے کے مدعی ہیں لہذا میں اپنے شکوک و شبہات آپ پر پیش
کرتا ہوں تاکہ آپ اسکو حل کریں سب سے پہلے علم طب کے متعلق سوال کرتا ہوں۔
باب میں نے طب نہیں پڑھی۔
نظام العلما۔ اچھا خیر علم دین ہی سہی لیکن چونکہ علم دین بغیر قرآن وحدیث
سمجھنے کے نہیں آتا اور قرآن وحدیث کا سمجھنا صرف۔ نحو۔ منطق وغیرہ پر موقوف ہے
لہذا میں سب سے پہلے علم صرف کے متعلق سوال کرتا ہوں۔
باب۔ میں نے علم صرف بچپن میں سیکھا تھا جو اس وقت میرے پاس حاضر نہیں۔
نظام العلما۔ خیر ذرا اس آیت کی تفسیر کر دیجئے هُوَ الَّذِي يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا
وَطَمَعًا اور نیز اسکی ترکیب نحوی بیان کیجئے دوسرے سورۂ کوثر کا شان نزول بیان کیجئے
اور یہ بھی کہئے کہ اس سورت سے پیغمبر کی کیا تسلی ہوئی جسکا سورت میں ذکر ہے۔
باب۔ (متفکر ہو کر) ذرا مہلت دیجئے۔
نظام العلما۔ یہ تو قرآن کے متعلق ہوا اب حدیث کو لیجئے اس حدیث کے
معنے بیان ہوں جو مامون اور حضرت امام ثامن رضا علیہ السلام کے درمیان گذری تھی
قال مامون ما الدليل على خلافة جدك علي ابن ابي طالب قال آية انفسنا

قال لولا انسا کمنا قال لوالد ابنائنا فسکت ماموں۔

باب ۔ یہ حدیث نہیں ہے۔

نظام العلما ۔ ولو فرضنا اگر حدیث نہیں تو آخر ایک عرب کا مقولہ تو ہے پس اسکا مطلب فارسی میں بیان کیجئے۔

باب نے اسکے لئے بھی مہلت مانگی۔

نظام العلما ۔ اب فقہ کو لیجئے علامہ حلی کے اس قول کا مطلب کیا ہے اذا دخل الرجل علے الخنثی والخنثی علی الانثی وجب الغسل علے الخنثی دون الذکر والانثی۔

نظام العلما ۔ اب بلاغت کے متعلق صرف اسقدر کہہ دیجئے کہ فصاحت و بلاغت کی کیا تعریفیں ہیں اور ان میں نسب اربعہ میں سے باہمی کیا نسبت ہے منطق کے متعلق کہہ دیناکہ شکل اول کیوں بدیہی الانتاج ہے آپ کی فضیلت کے لئے کافی ہے۔

باب نے ایک کا بھی جواب نہ دیا اور سب کے واسطے مہلت مانگی۔

نظام العلما ۔ اب ایک اور بات باقی ہے وہ یہ کہ جو شخص باب علم ہونے کا مدعی ہو اسکے پاس ضرور ہے کہ کوئی کرامت بھی ہو کیا آپ کے پاس بھی کوئی کرامت ہے۔

باب ۔ (بڑے دلیرانہ انداز سے) کہئے کون کرامت آپ دیکھنا چاہتے ہیں۔

نظام العلما ۔ اعلیٰ حضرت محمد شاہ کے پیر میں درد ہے اسکو دور کر دیجئے۔

باب ۔ یہ تو نہیں ہو سکتا۔

ناصر الدین ولی عہد ۔ نظام العلما بڈھا ہو گیا ہے جسکی وجہ سے وہ ہر وقت ہمارے پاس حاضر نہیں ہو سکتا اسکے بڑھاپے کو زائل کر دیجئے۔

نظام العلما ۔ (ولی عہد سے) یہ شخص جملہ علوم سے عاری ہے کسی چیز سے اسکو مطلق مس نہیں ہے۔

باب ۔ (غصے میں آکر) میں وہ ہوں جسکا ہزار سال سے انتظار کیا جا رہا تھا۔

نظام العلما ۔ آیا آپ صاحب الامر ہیں۔

باب ۔ بیشک۔

نظام العلما ۔ صاحب الامر شخصی یا نوعی۔

باب ۔ صاحب الامر شخصی۔

نظام العلما ۔ تیرا اور تیرے باپ کا نام کیا ہے اور تیرا مولد کون شہر ہے اور تیری عمر کیا ہے۔

باب ۔ میرا نام علی محمد ہے اور میرے باپ کا نام میرزا رضا ہے اور میری جائے پیدائش شیراز ہے اور میری عمر ۳۵ سال کی ہے۔

نظام العلما ۔ صاحب الامر کا نام محمد اور انکے والد کا حسن اور انکی جائے پیدائش سر من رائے اور انکی عمر ہزار سال ہے تو صاحب الامر نہیں ہو سکتا۔

باب ۔ میں ابھی ایک کرامت تم سے کہتا ہوں کیا تم لوگ میری بات کا یقین کرو گے۔

سب لوگ ۔ کہئے کہئے۔

باب ۔ میری کرامت یہ ہے کہ میں ایک ہی دن میں ایک ہزار بیت لکھتا ہوں۔

سب لوگ ۔ اگر یہ بات سچ بھی ہو تو بھی یہ تیری کرامت نہیں ہو سکتی کیونکہ زود نویس کاتب اس سے بھی زیادہ لکھتا ہے۔

ملا محمد ممقانی ۔ تو نے اپنے قرآن میں لکھا ہے اول من امن ربی نورمحمد و علی اس سے کیا تیرا یہ مطلب ہے کہ میں ان دونوں سے بہتر ہوں۔

باب ۔ سوچنے لگا اور کچھ جواب نہ دیا۔

ایک مجتہد ۔ خدا نے آیہ خمس میں قرآن میں فرمایا ہے فان للہ خمسہ تم نے اپنے قرآن کے بجائے خمس کے ثلث لکھا ہے اس سے معلوم ہوا کہ آیت بالا منسوخ ہو گئی اگر یہ بات ہے تو اسکی منسوخی کا ثبوت آپ کے ذمے ہے۔

باب ۔ ثلث اس وجہ سے کہ وہ خمس کا نصف ہے۔

(سب لوگ ہنسنے لگے)۔

ملا محمد ممقانی ۔ فرض کیا کہ ثلث خمس کا نصف ہے لیکن اس سے سوال کا جواب نہیں نکلتا وجہ بتلایئے کہ کیوں ثلث دینا چاہئے جبکہ خدا نے خمس فرمایا۔

(وہی خاموشی۔ جواب ندارد)۔

باب ۔ (تھوڑی دیر کے بعد) میری دوسری کرامت یہ ہے کہ میں فی البدیہہ خطبہ پڑھتا ہوں

اور پڑھنے لگا الحمد للہ الذی رفع السموات والارض (ت کو فتحہ اور ض کو کسرہ دے) سب لوگ ہنسنے لگے)۔

شاہزادہ ناصر الدین نے فرمایا کہ بایں حالت دعوٰی صاحب الامری چونکہ تو ایک دیوانہ سا معلوم ہوتا ہے لہذا میں تیرے قتل کا حکم نہیں دے سکتا ہاں صرف تنبیہ و تادیب کا حکم دیتا ہوں تاکہ لوگوں کو ثابت ہو جائے کہ تو صاحب الامر نہیں ہے حکم کی دیر تھی کہ مار پڑنے لگی جیسے نظام الدولہ کے پاس یہ شخص مار پڑنے کے وقت توبہ کردم پکارنے لگا تھا ایسا ہی یہاں بھی توبہ کردم کے نعرے مارنے لگا غرض اس دفعہ کچھ مفید نہیں ہوا جب اچھی طرح مار پڑ چکی تو پھر قلعہ چہریق میں قید کر دیا۔

قرۃ العین - حاجی محمد علی زنجانی - ملا حسین بشرویہ معروف بہ سید علی اعظم - سید یحیٰی بن سید جعفر دارابی الملقب بہ کشاف - وغیرہ اسکے بڑے بڑے داعی تھے جنھوں نے سلطنت ایران میں ہل چل ڈالدی کیونکہ یہ لوگ علاوہ تعلیم یافتہ ہونے کے امور حرب سے بھی واقفیت رکھتے تھے اس وجہ سے اعیان وارکان سلطنت کی یہ رائے قرار پائی کہ باب کو قتل کر دینا چاہئے جب تک یہ زندہ ہے آئے دن فتنہ و فساد پیدا ہوتے رہیں گے اور علما نے بھی اسکے واجب القتل ہونے کا فتوٰی دیدیا اس لئے باب پھر قید خانے سے تبریز میں لایا گیا۔ ایک شب حشمۃ الدولہ نے اس سے کہا کہ تمھارا یہ دعوٰی ہے کہ مجھ پر وحی اترتی ہے اور میرا قرآن اس قرآن سے فصیح ہے اگر اس دعوے میں سچے ہو تو اس چراغدان بلوری کے حق میں دعا کرو تاکہ کوئی آیت نازل ہو باب نے فوراً آیت نور کا کچھ ٹکڑا اور کچھ آیت ملک سے ملا کر نقل کیا اور پڑھ دیا۔ حشمۃ الدولہ نے وہ کلمات لکھوا لیے پھر باب سے کہا یہ آیت وحی آسمانی ہے اس نے کہا جی ہاں حشمۃ الدولہ نے کہ وحی کبھی دل سے فراموش نہیں ہوتی اگر واقع میں وحی ہے تو دوبارہ تو پڑھو جب باب نے دوبارہ پڑھا تو دوسرے طور پر تھا۔ آخر کار اس کے قتل کا حکم صادر ہوا مگر مجمع عوام سے پوشیدہ اسواسطے قتل کرانا مناسب نہ سمجھا گیا کہ عوام دھوکے میں پڑ جائیں گے اور یہ سمجھیں گے کہ اسنے غیبت اختیار کرلی ہے بس تبریز میں

پیر کے دن ۲۷ شعبان ۱۲۶۵ ہجری کو ملا محمد علی زنجانی کے ساتھ حمزہ مرزا کے حکم سے نشانہ سے باندھا گیا اور ان فوجی آدمیوں کو جو عیسوی مذہب تھے حکم دیا کہ باڑھ ماریں یہ لوگ اسکے مریدوں کے فتنوں اور فسادوں سے خوب واقف تھے گولیاں باڑھ ہوائی چلانے لگے مگر ملا محمد علی کے زخم کاری آیا اور اس نے مرتے وقت باب سے کہا کہ آپ اب مجھ سے راضی ہوئے اور جان دیدی باب سپاہیوں سے پکار کر کہنے لگا کہ تم میری کرامت دیکھتے ہو کہ گولیوں کی اتنی بوچھاڑ ہے مگر پھر بھی میرے کوئی گولی نہیں لگتی اور خطا جاتی ہیں ایک گولی باب کی رسی میں لگی تو کٹ گئی اور وہ کھل کر بھاگا اور ایک سپاہی کی کوٹھری میں جا چھپا اور کہنے لگا کہ اے لوگو یہ میری کتنی بڑی کرامت ہے کہ ایک گولی نہیں لگی بلکہ میں رہا ہو گیا پھر تو یہ حال ہوا کہ کوئی اسکی طرف گولی نہیں چلاتا تھا بلکہ صدہا عورت و مرد اسکے گرد اس میدان میں جمع ہو کر چلاتے اور غل مچاتے تھے مگر حکام کی تاکید سے سپاہیوں نے پھر اسے پکڑ لیا اور کئی گھونسے مارے اور گولی ماردی گئی اور لاش اسکی گلی کوچوں میں پھروا کر شہر کے باہر ڈلوا دی گئی۔

باب کے قتل کے بعد شیخ علی نامی ایک بابی نے امیر سلیمان کو اپنا ہم مذہب بنا کر اس بات پر آمادہ کیا کہ ناصر الدین شاہ والی ایران کو قتل کر دینا چاہئے اس نے دس بارہ ۱۲ آدمی اپنے ہم مشرب ساتھ لیکر بہنگام سواری میں شاہ پر حملہ کیا اگرچہ زخم سخت لگا مگر جان سے بچ گئے تحقیقات کے بعد سلیمان اور شیخ علی اور وہ ہمراہی مروا دیے گئے اور جسقدر بابی ہاتھ لگے وہ ایران سے نکلوا دیے گئے۔ قرۃ العین بھی ماری گئی مرزا حسن خلیفۂ باب قتل ہوا جسکا لقب باب نے **صبح ازل** مقرر کیا تھا اور مرزا حسین جسکا خطاب **بہاء الحق** ہے بھاگ کر بغداد میں چلے گئے اور یہاں بابیوں کی جماعت دن بدن بڑھنے لگی ۱۸۶۲ء میں فارس کی گورنمنٹ نے ترکی گورنمنٹ سے استدعا کی کہ بابیوں کے سرگروہ لیڈروں کو بغداد سے کسی دوسری جگہ میں منتقل کر دے کیونکہ بغداد و فارس کے نزدیک ہونے کی وجہ سے اہل فارس کے لئے بابیوں کی طرف سے تکلیف کا باعث ہے۔ ترکی گورنمنٹ نے صبح ازل اور بہاء الحق کو بغداد سے

قسطنطنیہ مین تبدیل کر دیا یہان انھون نے بہت سے آدمی اپنے طریقے مین ملا لئے سفیر ایران نے سلطان عبدالعزیز خان سے سارا ماجرا بیان کیا سلطان نے انکو قسطنطنیہ سے ایڈریانوپل بھجوا دیا۔ ایڈریانوپل مین ایک عجیب معرکہ ہوا۔

صبح ازل نے جو باب کے بعد اپنے آپ کو اُسکا جانشین ظاہر کرتا تھا اعلان کر دیا کہ جس باب کے آنے کی مرزا محمد علی نے پیشین گوئی کی تھی وہ مین ہی ہون جب اُسنے یہ اعلان کیا تو دوسری طرف بہار الحق نے اعلان کر دیا کہ جس باب کے آنے کی مرزا محمد علی نے پیشین گوئی کی تھی مین ہی ہون اس طرح بابیون مین دو گروہ ہو گئے۔ بعض نے صبح ازل کو اپنا لیڈر تسلیم کیا اور بعض نے بہار الحق کو۔

بہار الحق کے معتقدین کی تعداد ۹۶ فی صدی تھی اور صبح ازل کے معتقدین کی تعداد مشکل سے ۳ یا ۴ فی صدی تھی اُس وقت سے بہار الحق کے معتقدین اپنے آپ کو بہائی اور صبح ازل کے معتقد اپنے آپ کو ازلی کہنے لگے۔ دونون فریقون مین سخت نزاع پیدا ہوئی۔ یہانتک کہ ترکی گورنمنٹ دخل دینے کے لئے مجبور ہو گئی اور اسنے اُن دونون لیڈرونکو علٰحدہ کر دیا صبح ازل کو تو جزیرۂ قبرس مین اور بہار الحق کو شہر عکہ مین بھیجدیا۔ چونکہ بابی لوگون کی ایک کثیر تعداد بہار الحق کی معتقد تھی اسلئے بابیون کو بہائی یا بہار الحق کا معتقد بھی کہا جاتا ہے۔ اسی بنا پر سید علامہ خیر الدین نعمان آلوسی زادہ مفتی حنفیہ بغداد نے کتاب جلاالعینین فی محاکمۃ الاحمدین مین بیان کیا ہے وکذا الفرقۃ المعروفۃ بالبابیہ وھم اتباع محمد حسین واخیہ اللہ بن ادعیا انھما الباب یعنی فرقہ بابیہ محمد حسین اور اُسکے بھائی کا تبع ہے جنھون نے دعویٰ کیا ہے کہ ہم باب ہین بعض تحریرون مین صبح ازل کا نام مرزا یحیٰی اور اُسکے بھائی کا خطاب بہار الحق بتایا گیا ہے صبح ازل کے معتقدین کی تعداد بالکل خفیف اور قطعی گمنام ہے۔

فرقۂ بابیہ کے عقائد

بہشت و دوزخ کے بارے مین بابیون کا یہ عقیدہ ہے کہ بہشت اور دوزخ انسان کے

محض اندرونی حالات کا نام ہے۔ اور وہ کسی خاص جگہ سے تعلق نہین رکھتے ایک انسان جیتے جی بہشت مین رہ سکتا ہے اگرچہ وہ خاک کا باشندہ ہو بشرطیکہ وہ اُن باتون پر یقین کرتا ہے جو کہ باب نے ظاہر کی ہین اور وہ سرور الٰہی کو اپنے اندر محسوس کرتا ہے تو وہ بہشت مین رہتا ہے خواہ وہ ایک گھسیارہ ہی کیون نہو لیکن اگر وہ غلط اعتقادات مین پھنسا ہوا ہے اور دنیا کے پیچھے بھاگ کر دکھی ہوتا ہے تو وہ دوزخ مین رہتا ہے خواہ وہ بادشاہ ہی کیون نہو۔ الغرض بابیون کے نزدیک بہشت اور دوزخ انسانی اندرونی حالات سے تعلق رکھتے ہین جگہ سے تعلق نہین رکھتے۔

حشر و نشر کے باب مین بابیون کا اعتقاد یہ ہے کہ قیامت ہر ایک انسان کی زندگی سے تعلق رکھتی ہے اگر وہ گناہ آلودہ زندگی بسر کرتا ہے تو وہ مردہ ہے لیکن جونہی اسکو خدا کے برگزیدہ انسانون کے تعلق مین آنے کا موقع ملتا ہے اور وہی زندگی پاتا ہے اس سے حشر ہوتا ہے گناہ کی زندگی کو چھوڑ کر نیکی کی زندگی حاصل کرکے نئی زندگی پانا ہی حشر و نشر ہے اسکے سوا قیامت کچھ بھی نہین ہے اور یوم الحساب کے بارے مین انکا اعتقاد ہے کہ ہر ایک انسان کے اپنے اعمال ہی اسکے فرشتے ہین جو کہ اسکو نیکی یا بدی کی طرف لیجاتے ہین۔ خدا کہین غائب نہین ہے بلکہ جب ہی ہم خدا کو اپنے اندر دیکھتے ہین تب ہی ہمارے لئے خدا کی ملاقات کا دن ہوتا ہے۔ یہ دن قیامت سے وابستہ نہین ہے بلکہ ہماری زندگی سے تعلق رکھتا ہے اور یہ انسان کی روحانی حالت کا نام ہے۔

دوسرے مذاہب کے معتقداون کے باب مین بابیون کا اعتقاد یہ ہے کہ وہ سب کم و بیش خدا کی قدرت کو ظاہر کرتے ہوئے آئے تھے اور وہ مذہب خدا کی ایک ہستی کا نشان بتاتے ہین۔ بابی لوگ روح کی بقا یت کے قائل نہین وہ مرنے کے بعد روح کی زندگی کے قائل ہین مگر وہ اس بات کے قائل نہین کہ موت کے بعد روح اسی مردہ جسم کے ساتھ زندہ ہوگی۔

نواب صدیق حسن خان مرحوم حظیرۃ القدس مین لکھتے ہین کہ سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین

مذاہب الاسلام
مولوی محمد نجم الغنی خاں رامپوری
ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی - پاکستان

قسطنطنیہ میں تبدیل کر دیا یہاں اُنھوں نے بہت سے آدمی اپنے طریقے میں ملا لئے سفیر ایران نے سلطان عبدالعزیز خان سے سارا ماجرا بیان کیا۔ سلطان نے انکو قسطنطنیہ سے ایڈریا نوپل بھجوا دیا۔ ایڈریا نوپل میں ایک عجیب معرکہ ہوا۔

صبح ازل نے جو باب کے بعد اپنے آپ کو اُسکا جانشین ظاہر کرتا تھا اعلان کر دیا کہ جس باب کے آنے کی مرزا محمد علی نے پیشین گوئی کی تھی وہ میں ہی ہوں جیسے ہی یہ اعلان کیا تو دوسری طرف بہاء الحق نے اعلان کر دیا کہ جس باب کے آنے کی مرزا محمد علی نے پیشین گوئی کی تھی میں ہی ہوں اس طرح بابیوں میں دو گروہ ہو گئے۔ بعض نے صبح ازل کو اپنا لیڈر تسلیم کیا اور بعض نے بہاء الحق کو۔

بہاء الحق کے معتقدین کی تعداد ۹۶ فی صدی تھی اور صبح ازل کے معتقدین کی تعداد مشکل سے ۳ یا ۴ فی صدی تھی اُس وقت سے بہاء الحق کے معتقدین اپنے آپ کو بہائی اور صبح ازل کے معتقد اپنے آپ کو ازلی کہنے لگے۔ دونوں فریقوں میں سخت نزاع پیدا ہوئی۔ یہاں تک کہ ترکی گورنمنٹ دخل دینے کے لئے مجبور ہو گئی اور اُسنے اُن دونوں لیڈروں کو علٰحدہ کر دیا صبح ازل کو تو جزیرہ قبرص میں اور بہاء الحق کو شہر عکہ میں بھیجدیا۔ چونکہ بابی لوگوں کی ایک کثیر تعداد بہاء الحق کی معتقد تھی اسلئے بابیوں کو بہائی یا بہاء الحق کا معتقد بھی کہا جاتا ہے۔ اسی بنا پر سید علامہ خیر الدین نعمان آلوسی زادہ مفتی حنفیہ بغداد نے کتاب جلاء العینین فی محاکمۃ الاحمدین میں بیان کیا ہے وکذا الفرقۃ المعروفۃ بالبابیہ وھم اتباع محمد حسین واخیہ اللذین ادعیا انہما الباب یعنی فرقہ بابیہ محمد حسین اور اُسکے بھائی کا تبیع ہے جنھوں نے دعویٰ کیا ہے کہ ہم باب ہیں بعض تحریروں میں صبح ازل کا نام مرزا یحیٰی اور اُسکے بھائی کا خطاب بہاء الحق بتایا گیا ہے صبح ازل کے معتقدین کی تعداد بالکل خفیف اور قطعی گمنام ہے۔

فرقۂ بابیہ کے عقائد

بہشت اور دوزخ کے بارے میں بابیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ بہشت اور دوزخ انسان کے

مخصوص اندرونی حالات کا نام ہے۔ اور وہ کسی خاص جگہ سے تعلق نہیں رکھتے ایک انسان جیتے جی بہشت میں رہ سکتا ہے اگر چہ وہ خاک کا باشندہ ہو بشرطیکہ وہ اُن باتوں پر یقین کرتا ہے جو کہ باب نے ظاہر کی ہیں اور وہ سرور الٰہی کو اپنے اندر محسوس کرتا ہے تو وہ بہشت میں رہتا ہے خواہ وہ ایک گھسیارہ ہی کیوں نہو لیکن اگر وہ غلط اعتقادات میں پھنسا ہوا ہے اور دنیا کے پیچھے بھاگ کر دکھی ہوتا ہے تو وہ دوزخ میں رہتا ہے خواہ وہ بادشاہ ہی کیوں نہو۔ الغرض بابیوں کے نزدیک بہشت اور دوزخ انسانی اندرونی حالات سے تعلق رکھتے ہیں جگہ سے تعلق نہیں رکھتے۔

حشر و نشر کے باب میں بابیوں کا اعتقاد یہ ہے کہ قیامت ہر ایک انسان کی زندگی سے تعلق رکھتی ہے اگر وہ گناہ آلودہ زندگی بسر کرتا ہے تو وہ مردہ ہے لیکن جونہی اسکو خدا کے برگزیدہ انسانوں کے تعلق میں آنے کا موقع ملتا ہے اور وہ نئی زندگی پاتا ہے اس سے حشر ہوتا ہے گناہ کی زندگی کو چھوڑ کر نیکی کی زندگی حاصل کرکے نئی زندگی پاتا ہی حشر و نشر ہے اسکے سوا قیامت کچھ بھی نہیں ہے اور یوم الحساب کے بارے میں انکا اعتقاد ہے کہ ہر ایک انسان کے اپنے اعمال ہی اسکے فرشتے ہیں جو کہ اسکو نیکی یا بدی کی طرف لیجاتے ہیں۔ خدا کہیں غائب نہیں ہے بلکہ جب ہی ہم خدا کو اپنے اندر دیکھتے ہیں تب ہی ہمارے لئے خدا کی ملاقات کا دن ہوتا ہے۔ یہ دن قیامت سے وابستہ نہیں ہے بلکہ ہماری زندگی سے تعلق رکھتا ہو اور پنہاں کی روحانی حالت کا نام ہے۔

دوسرے مذاہب کے مقتداؤں کے باب میں بابیوں کا اعتقاد یہ ہے کہ وہ سب کم و بیش خدا کی قدرت کو ظاہر کرتے ہوئے آئے تھے اور وہ مذہب خدا کی ایک ہستی کا نشان بتاتے ہیں۔ بابی لوگ روح کی بقا یت کے قائل نہیں وہ مرنے کے بعد روح کی زندگی کے قائل ہیں مگر وہ اس بات کے قائل نہیں کہ موت کے بعد روح اسی مردہ جسم کے ساتھ زندہ ہو گی۔

نواب صدیق حسن خان مرحوم حظیرۃ القدس میں لکھتے ہیں کہ سنہ ۱۲۹۳ ہجری میں

بہار الحق کا ایک مرید ہندوستان میں آیا اور علاء الدین احمد خان رئیس لوہارو کو اپنا معتقد کر لیا اور طریقۂ بابیہ کے بیان میں ایک رسالہ لکھکر ذکر الاسرار فی معارج الافکار لمن یریدان یتعارج الی اللہ المقتدر الجبار نام رکھا اور اپنا نام اس رسالے میں جمال الدین ہروی الاصل قسطنطینی المسکن ظاہر کیا اور رسالہ بہائیہ کے ساتھ اس رسالے کو ملقب کیا کیونکہ وہ بہار الحق کا مرید تھا مضامین اس رسالے کے وحدت الوجود وغیرہ کے قبیل سے ہیں اس شخص کو ہمنے بھی دیکھا ہے رام پور میں آیا تھا اور یہاں کئی آزاد منش جنٹل مین اور ایک دو پرانی فیشن کے امیر بھی اسکے معتقد ہو گئے تھے امیرانہ ٹھاٹھ کے ساتھ رہتا تھا بعضوں کا خیال یہ تھا کہ یہ شخص انگریزوں کا مخبر تھا تاریخ گلزار شاہی اور کشکول محمد علی شیرازی میں فرقۂ بابیہ کا حال مجمل اور ناسخ التواریخ میں مفصل مرقوم ہے۔

یکم مئی ۱۸۹۶ء کو ناصر الدین شاہ قاچار والی ایران محمد رضا بابی کے ہاتھ سے مارے گئے اور انکے فرزند صلبی شاہ مظفر الدین تخت نشین ایران ہوئے۔

فرقۂ ہشتم نیچری

نیچر ایک انگریزی لفظ ہے اور وہ ٹھیک ٹھیک مرادف ہے لفظ فطرۃ اللہ اور قانون قدرت کے۔ نیچری وہ مسلمان کہلاتے ہیں جو سید احمد خان کی تصانیف کے پیرو اور انکی ایجادی پالیسیوں پر قدم بہ قدم چلنے والے ہیں اور پرانی وضع کے حاسد نئی تہذیب کے قائل جنٹل مین بننے کے شائق ہیں۔ یورپ میں سائنس اور مذہب میں جو رزم آرائیاں ہوئیں وہ اسوقت نہایت حیرت انگیز معلوم ہوتی ہیں جب وہاں علم طبقات الارض نے یہ بات ثابت کی کہ یہ دنیا لاکھوں برس سے قائم ہے اور انسان بھی بجائے پانچ چھ ہزار برس کے ہزاروں صدی سے دنیا میں آباد ہے تو مذہب والوں کو مخالفت کرنے کی بڑی گنجائش ملی علی ہذا القیاس جس وقت ڈاروں اور والس نے یہ ثابت کیا کہ جو جاندار چیزیں ہم دنیا میں دیکھ رہے ہیں

وہ خود بخود ایک دوسرے کی تبدیلی سے پیدا ہوتی ہیں یہانتک کہ انسان بھی ایک حیوانی سلسلے سے پیدا ہوا ہے تو مذہب والوں کے پیرتلے کی مٹی نکل گئی لیکن چونکہ ان مباحثوں میں عقل و ضمیر نے سائنس کی تائید کی لہذا مذہبی آخر کار سائنس والوں سے دوستی پیدا کرنے پر مجبور ہوئے اسوقت فرقۂ سائنس زبردست ہو چکا تھا وہ مذہب کی دستگیری کا خواہاں نہ تھا بلکہ مذہب کو حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا اسلئے یورپ میں دو فرقے ہو گئے ایک کا نام مذہبی دوسرے کا نام نیچری ہوا یہی حال ہندوستان کے مسلمانوں کا ہو گیا ہے کہ جو مذہبی باتوں کو تاویلات کے ذریعہ سے سائنس کا ہم آہنگ بتاتے ہیں وہ نیچری کہلاتے ہیں فرزندان اسلام میں سے جو لوگ سائنس کے پرفضا میدانوں کی ہوا کھانے نکلے ہیں اصول اسلام کے زیر و زبر کرنے میں انکا نمبر زنادقہ۔ ملاحدہ۔ فلاسفہ۔ اہل سائنس اور آریہ سماجیوں سے بڑھا ہوا ہے کیونکہ کھلا ہوا دشمن اسقدر مضرت رسان نہیں ہوتا جسقدر دوست نما دشمن

سید احمد خان ۱۷ اکتوبر ۱۸۱۷ء میں دہلی میں پیدا ہوئے ان کے دادا سید ہادی ہرات سے ہندوستان میں آئے تھے ان کے جد عالمگیر ثانی کے عہد میں پانسو سوار اور ایک ہزار پیدل پر افسر تھے اور سید احمد خان کے پرنانا دبیر الدولہ امین الملک خواجہ فرید الدین خان مصلح جنگ دہلی میں عہدۂ وزارت پر ممتاز تھے سید احمد خان کے باپ محمد تقی خان بہادر شاہ کے وقت میں دہلی کے وزیر ہوئے مگر اسوقت دہلی کا آفتاب اقبال غروب ہونے کو تھا۔

سید احمد خان ابتدا میں مولوی مخصوص اللہ صاحب نبیرۂ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی خدمت میں حاضر ہو کر کسی قدر صرف و نحو سے آشنا ہوئے اور تعویذ گنڈے بھی سیکھے لیکن جب یہ نسخہ نہ چلا تو گورنمنٹ برٹش کی طرف رجوع کیا بیس سال کی عمر میں انگریزی ملازمت حاصل کی پہلی مرتبہ عدالت صدر امین کے سررشتہ دار ہوئے تین سال کے اندر نائب سررشتہ دار کمشنری مقرر ہو کر آگرے بھیجدیے گئے اور سال بھر سے کچھ زیادہ زمانہ گزرا تھا کہ فتحپور سیکری کے صدر الصدور ہوئے پانچ برس کے بعد

اسی عہد سے پر دہلی بھیجدئے گئے اور اس عرصے مین سید صاحب پکے وہابی معہ مولوی اسماعیل صاحب مرحوم ہوگئے۔

سنہ ۱۸۴۷ء مین ایک کتاب جسکا نام آثار الصنادید ہے لکھکر شہر دہلی کے اہل علم وفضل مین شہرت اور عزت حاصل کی بلکہ یہ کتاب عام طور پر ایسی مقبول ہوئی کہ فرنچ زبان مین بھی ترجمہ ہوگیا اور اسی کتاب کے صلے مین رائل ایشیاٹک سوسائٹی انگلستان کے فیلو بنائے گئے۔ سنہ ۱۸۵۵ء مین رہتک بھیجے گئے اور پانچ برس کے بعد بجنور آئے سنہ ۱۸۵۷ء مین غدر ہوگیا اور سید صاحب اپنی خیرخواہی اور حکام رسی کے ذریعہ سے بڑی ترقی کرگئے اور اس خیرخواہی مین دو سو روپیہ ماہوار کی خاص پنشن انکے اور انکے فرزند کلان کے لئے تا حین حیات منظور ہوئی۔

سنہ ۱۸۵۸ء مین سید صاحب نے حالات غدر کا ایک رسالہ شائع کیا بعد اسکے سنہ ۱۸۵۹ء مین ایک کتاب لکھی جس کا نام ہندوستان کے وفادار مسلمان تھا مقصد سید صاحب کا ان کی تحریر سے مسلمانون کی طرف سے انگریزون کے خیالات کی کدورت کا نکالنا تھا اب سید صاحب کا کام زیادہ ترقی کرنے لگا اور خوش بیانی اور عالی دماغی کی وجہ سے انگریزون مین بڑے فاضل فلاسفر مانے گئے اور انھون نے مسلمانون کی طرف سے گورنمنٹ کو اطمینان دلانے اور اپنی ترقی اور خیرخواہی کے لئے ایک کتاب تبیین الکلام بائبل کی تفسیر مین لکھکر عیسائیون اور مسلمانون کو باہم ملانا اور ایک بنانا چاہا لیکن اس امر محال کے وقوع مین سید صاحب ناکام رہے۔

سنہ ۱۸۶۹ء مین سید صاحب مع سید محمود و سید حامد کے ولایت انگلستان گئے اور جب تک ولایت مین رہے علاوہ تنخواہ کے ۲۵۰ پونڈ سالانہ ملتا رہا سنہ ۱۸۷۰ء کے آخر مین ہندوستان واپس آئے بعد سنہ [?] مین کونسل واضعان قانون کے ممبر مقرر ہوئے اور سنہ [?] مین دوبارہ لارڈ رپن نے وہی خدمت انکے سپرد کی سنہ ۱۸۸۲ء مین ایجوکیشنل کمیٹی کے ممبر مقرر ہوئے اور چند سال کے بعد کے سی ایس آئی کا خطاب گورنمنٹ نے اور اڈنبرا یونیورسٹی نے

ایل ایل ڈی کی ڈگری عطا کی۔ سید صاحب نے جو کلکتہ مین برہمو سماج مذہب کو ہونہار دیکھا اور اسکے اصول کو یورپ کے فلاسفرون اور ایشیا کے معلمون کے مطابق خیال پاکر اسکو ازحد پسند کیا اور جو دل مین مراد تھی اسکو بلا محنت ومشقت پایا لیکن بات نہ تھا انکے مقصد بلکہ انکی شان کے بھی خلاف تھی کہ وہ کھلم کھلا اسلام کو ترک کرکے ایک بنگالی بابو کے مرید اور امت کہلاتے پس دل مین یہ سوچا کہ برائے نام اسلام ہو مگر اسکو برہمو سماج مذہب کے مطابق کیجئے لفظ نبی اور ملائکہ اور جبرئیل وجنت ودوزخ ووحی والہام وشیطان بلکہ آسمان وجن کو تو بحال خود رہنے دیجئے اور ہر مسلمان سے کہئے کہ مین ان چیزون پر ایمان رکھتا ہون تاکہ مسلمانون کو مجال تکفیر نہو اور ان الفاظ کے معانی بالکل پلٹ دیجئے **بیان نبوت** سید صاحب کہتے ہین کہ نبوت ایک فطری ملکہ تہذیب اخلاق کا ہوتا ہے اور جس شخص مین جس فن کا ملکہ بدرجہ کمال ہوتا ہے وہ اس فن کا امام یا پیغمبر ہے لوہار بھی اپنے فن کا امام یا پیغمبر ہوسکتا ہے شاعر بھی اپنے فن کا امام یا پیغمبر ہوسکتا ہے ایک طبیب بھی فن

طب کا امام یا پیغمبر ہو سکتا ہے مگر جو شخص روحانی امراض کا طبیب ہوتا ہے اور جس میں
اخلاق انسانی کی تعلیم و تربیت کا ملکہ بمقتضائے اُسکی فطرت کے خدا سے عنایت ہوتا ہے
وہ پیغمبر کہلاتا ہے خدا اور پیغمبر مین بجز اُس ملکۂ نبوت کے جسکو ناموس اکبر کہتے ہین
اور بزبان شرع مین جبرئیلؑ کہتے ہین اور کوئی مجسم ایلچی پیغام پہونچانے والا نہین ہوتا وہ
اُسی کے دل سے فوارے کے مانند وحی اُٹھتی ہے اور خود اُسی پر نازل ہوتی ہے وہ
اپنا کلام نفسی ان ظاہری کانون سے اس طرح پر سنتا ہے جیسے کوئی دوسرا شخص اُس سے
کہہ رہا ہے وہ اپنے آپ کو ظاہری آنکھون سے اس طرح پر دیکھتا ہے جیسے دوسرا شخص
اُسکے سامنے کھڑا ہوا ہے ان واقعات کے جتلانے کو اگرچہ یہ قول یاد آتا ہے ۔ ع

قدر این بادہ ندانی بخدا تا نچشی

مگر ہم بطور تمثیل کے گو وہ کیسی ہی کم رتبہ ہو اُسکا ثبوت دیتے ہین ہزارون شخص ہین
جنھون نے مجنونون کے حالات دیکھے ہونگے وہ بغیر بولنے والے کے اپنے کانون سے
آواز سنتے ہین تنہا ہوتے ہین مگر اپنی آنکھون سے اپنے پاس کسی کو کھڑا ہوا باتین کرتا ہوا
دیکھتے ہین وہ سب اُنھین کے خیالات ہین جو سب طرف سے بے خبر ہو کر ایک
طرف مصروف اور اُس مین مستغرق ہین اور باتین سنتے ہین اور باتین کرتے ہین
پس ایسے دل کو جو فطرت کی رو سے تمام چیزون سے بے تعلق اور روحانی تربیت
پر مصروف اور اُس مین مستغرق ہو ایسے ادراکات کا پیش آنا کچھ بھی خلاف فطرت
انسانی نہین ہے ہان ان دونون مین فرق ہے کہ پہلا مجنون ہے اور پچھلا پیغمبر گو
کافر پہلے کو بھی مجنون بتاتے تھے یہ مثال سید صاحب نے فلاسفہ کے اقوال سے استنباط
کی ہے چنانچہ شرح مواقف مین لکھا ہے مال ما ذکروہ فی الخاصۃ الثالثۃ الی تخیل
ما لا وجود لہ فی الحقیقۃ کما للمرضی والمجانین یعنی اس تیسری شرط مین مآل قول
فلاسفہ کا معاملہ نبوت مین طرف تخیل ایسی چیزون کے ہے جنکا حقیقت مین کچھ وجود
نہین جیسے کہ مریضون اور مجنونونکا حال ہوتا ہی۔ یہ تو سید صاحب نے اپنی تفسیر مین کہا
ہے اور تہذیب الاخلاق مین ایک جگہ فرماتے ہین کہ خلقت انبیا کی دیگر انسانون سے

ایک نوع جداگانہ ہے بشر صرف اُس کی جنس ہے اور صاحب الوحی ہونا اُسکی فصل ہے
اور یہ ایک ملکہ ہے جو خلقت انبیا مین پیدا کیا ہے پس جس طرح کہ حیوان اور انسان
مین ناطق فصل ہے اسی طرح انسان اور انبیا مین ذو الوحی ہونا فصل ہے۔
اور تفسیر مین ایک مقام پر لکھا ہے کہ نبی اور امت کی مثال راعی اور غنم کی سی ہے گو نبی اور
امت انسانیت مین شریک ہین مگر نبی اور امت مین فطرت نبوت کی ایسی فصل ہے
جیسے کہ راعی اور غنم مین ناطقیت کی یہ مضمون سید صاحب نے سعدی کے اس شعر سے اخذ کیا ہو ے

درین راہ جز مرد داعی نرفت — گم آن شد کہ دنبال راعی نرفت

ورنہ علماے اسلام نے انبیا اور عام انسانون مین بجز اسکے کہ اُنکو ایک صفت نبوت کی
ملکی ہو اور کچھ فرق نہین سمجھا اور اسی لئے اشاعرہ اور ماتریدیہ نے نبی اور امت کی مثال
سلطان اور رعیت کی سمجھی ہے پس ما بہ الامتیاز نبی اور غیر نبی مین وہی صفت نبوت ہو

بیان معجزہ

معجزہ اثبات نبوت یا خدا کی طرف سے ہونے پر دلالت نہین کرتا کیونکہ اثبات نبوت
کے لئے اول خدا کا وجود اور اسکا متکلم ہونا ثابت کرنا چاہئے پھر یہ ثابت کرنا چاہیے
کہ وہ اپنی طرف سے رسول و پیغمبر بھیجا کرتا ہے پھر یہ ثابت ہونا چاہئے کہ جو شخص دعوی
نبوت کرتا ہے وہ درحقیقت اُسکا بھیجا ہوا ہے ہم پہلی دو باتون سے قطع نظر کرتے ہین
کیونکہ کہا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید مین ایسے مقامات پر اکثر اہل کتاب مخاطب ہین جو ان
دونون پہلی باتون کو مانتے تھے اور اسلئے معجزات سے صرف تیسری بات کا ثابت کرنا
مقصود ہوتا ہے مگر وہ تیسری بات بھی معجزے سے ثابت نہین ہو سکتی اور سید صاحب
یہ بھی کہتے ہین کہ کوئی معجزہ کسی نبی کا خلاف نیچر و خلاف فطرت اللہ نہین ہے صرف
ثبوت اُسکے وقوع کا درکار ہے اور جب ثابت ہوا کہ فلان امر واقع ہوا تو بلا شبہہ اُسپر
یقین کیا جاویگا اور یہ بھی یقین کیا جاویگا کہ فطرۃ اللہ یعنی نیچر کے مطابق ہے گو کہ
اُسکی ماہیت ہماری سمجھ مین نہ آوے کیونکہ ہزارون کام نیچر کے ایسے ہین جنکی ماہیت
ہماری سمجھ سے باہر ہے معجزات انبیا قانون فطرت کے پورا کرنے والے ہین اور کہتے ہین

کہ حضرت سلیمانؑ غبارے پر سوار ہوتے تھے جو دخان یا ہوا کے زور سے چلتا تھا اور
کوئی معجزے کی بات نہ تھی اور حضرت موسیٰؑ جو بنی اسرائیل کو لیکر شہر مصر سے نکلے اور
فرعون نے مع اپنے لشکر کے تعاقب کیا تو راتوں رات حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل سمیت
دریا سے پار اتر گئے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت بسبب جوار بھاٹے کے جو سمندر میں آتا رہتا ہے
اُس مقام پر کہیں خشک زمین نکل آتی تھی اور کہیں پایاب رہجاتی تھی بنی اسرائیل
خشک اور پایاب رستے سے راتوں رات میں اُتر گئے اور یہ کوئی معجزے کی بات
نہ تھی فرعون نے جب تعاقب کیا تو وہ وقت پانی کے بڑھنے کا تھا دریا میں پانی بڑھ گیا
جیسے اپنی عادت کے موافق بڑھتا ہے اور ڈباؤ ہو گیا جس میں فرعون اور اُسکا لشکر
ڈوب گیا اور حضرت مسیحؑ کے آسمان پر اُٹھائے جانے کے بھی منکر ہیں۔

بیان ملائکہ وشیطان وجن

ملائکہ اشخاص متحیزہ بالذات نہیں قرآن میں جو لفظ ملک یا ملائکہ یا جبرئیلؑ آتا ہے
اُس سے انسان کی قوت ملکیہ مراد ہے جس طرح شیطان سے قوت بہیمیہ حضرت آدمؑ کے
قصے میں سجود ملائکہ سے قوائے ملکیہ کا انسان کے تابع ہو جانا مراد ہے اور شیطان سے قوت
حیوانیہ یعنی قوائے بہیمی وسبعی مراد ہے جو مبدا شہوات اور غضب کا ہو جنکا منشا یعنی محل
تولد نار یعنی حرارت ہے ابلیس کے نار سے پیدا ہونے کے یہی معنے ہیں سید صاحب کے نزدیک
انسان ایک مجموعہ قوائے ملکوتی اور قوائے بہیمی کا ہے اور دونوں قوتوں کے بے انتہا ذریات
ہیں جو ہر ایک قسم کی نیکی اور بدی میں ظاہر ہوتے ہیں اور وہی انسان کے فرشتے اور
انکی ذریات اور انسان کے شیطان اور اُنکی ذریات ہیں غرضکہ سید صاحب کے
نزدیک شیطان کا وجود خارج میں نہیں ہے بلکہ وہ انسان ہی میں موجود ہے
خارج عن الانسان نہیں ہے۔ سید صاحب نے فرشتوں کے آسمان پر سے اُترنے
اور پرواز ہونے کو بطور تمسخر کے چیلوں کے منڈلانے سے تشبیہ دی ہے اور لکھا ہے کہ
اس بات کے سمجھنے سے کہ خدا تعالیٰ جو اپنے جاہ وجلال اور اپنی قدرت اور اپنے افعال

مخلوق سے نسبت کرتا ہے تو جن فرشتوں کا قرآن میں ذکر ہے اُنکا کوئی اصلی وجود نہیں
ہو سکتا بلکہ خدا کی بے انتہا قدرتوں کے ظہور کو اور اُن قوے کو جو خدا نے اپنی تمام مخلوق
میں مختلف قسم کے پیدا کئے ہیں ملک یا ملائکہ کہا ہے جن میں سے ایک شیطان یا ابلیس
بھی ہے پہاڑوں کی صلابت پانی کی رقت درختوں کی قوت نمو برق کی قوت جذب
و دفع غرضکہ تمام قوے جنسے مخلوقات موجود ہوئی ہیں اور جو مخلوقات میں ہیں وہی ملک
اور ملائکہ ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے اور توریت کی کتاب پیدایش کے باب
۳۲ میں جو حضرت یعقوبؑ سے شب بھر ایک فرشتے کا کشتی لڑنا پھر فرشتے کا یعقوبؑ کو
لنگڑا کرنا اور یعقوبؑ سے فرشتے کا رخصت مانگنا اور یعقوبؑ کا فرشتے سے برکت مانگنا
اور یعقوبؑ کا اُس جگہ کا نام فنی ایل رکھنا اور کہنا کہ میں نے خداوند (یعنی فرشتہ)
کو روبرو دیکھا ہے بیان ہے سید صاحب اسکی نسبت فرماتے ہیں کہ یہ نقرس یا وجع الورک
کا درد تھا اور اُن کے نزدیک جن سے ایک جنگلی قوم کہ جو لوگوں سے پوشیدہ رہتی تھی
مراد ہے اور قرآن میں ہے کہ جنات حضرت سلیمانؑ کے حکم کے موجب قلعہ اور تصویریں
تیار کرتے تھے سید صاحب کہتے ہیں کہ صرف چند لُہار یا کاریگر یہ کام بناتے تھے۔

بیان اعجاز قرآن

تمام علما و مفسرین نے یہ خیال کیا ہے کہ خدا نے قرآن کے من اللہ ثابت کرنے کو
یہ معجزہ قرآن میں رکھا ہے کہ ویسا فصیح کلام کوئی بشر نہیں کہہ سکتا اور نہیں کہہ سکا
پس جن لوگوں نے اس قسم کی آیتوں میں فاتوا بسورۃ من مثلہ (یعنی قرآن کے
کسی ٹکڑے کی مانند تم بھی بنا لاؤ) اور فاتوا بعشر سور مثلہ قرآن کی مانند سے
فصاحت و بلاغت میں مانند ہونا مراد لیا ہے لیکن سید صاحب کہتے ہیں کہ میری سمجھ
میں ان آیتوں کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن مجید اعلیٰ سے اعلیٰ فصاحت و بلاغت پر واقع
اور چونکہ وہ ایسی وحی ہے جو پیغمبر کے قلب نبوت پر نہ بطور معنے اور مضمون کے بلکہ
بلفظہ ڈالی گئی تھی اسلئے ضرور تھا کہ وہ ایسے اعلیٰ درجہ فصاحت پر ہو جو بے مثل

و بے نظیر ہو مگر یہ بات کہ اُسکی مثل کوئی نہین کہہ سکا یا کہہ سکتا اُسکے من اللہ ہونے
کی دلیل نہین ہو سکتی بہت سے کلام انسانون کے دنیا مین ایسے موجود ہین کہ اُنکی
مثل فصاحت و بلاغت مین آج تک دوسرا کلام نہین ہوا مگر وہ من اللہ تسلیم نہین
ہوتے نہ ان آیتون مین ایسا کوئی اشارہ ہے جس سے فصاحت و بلاغت مین معارضہ
چاہا گیا ہو بلکہ صاف پایا جاتا ہے کہ جو ہدایت قرآن سے ہوتی ہو اُسمین معارضہ چاہا گیا ہے۔

بیان رویت الٰہی

اُنکے نزدیک رویت الٰہی محال ہے وہ کہتے ہین کہ انسان کے دل مین کسی چیز کے دیکھنے
کی خواہش تین طرح پیدا ہوتی ہے یا اُسکا حال اور اوصاف سننے سے یا دل مین
کسی خاص قسم کا ذوق و شوق پیدا ہو جانے سے یا اُسکا حال کہنے والے کی بات پر
یقین نکرنے سے موسیٰ کو بھی خدا کے دیکھنے کا شوق ہوا مگر وہ شوق دوسری قسم کا تھا
جسکے لیئے مین انسان کی عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے اور ہونے نہونے کی بات کہہ اُٹھتا ہے
بنی اسرائیل نے بھی خدا کا دیکھنا چاہا مگر یہ سوال اُنکا تیسری قسم کا تھا موسیٰ کی اسبات پر
کہ خدائے پروردگار عالم موجود ہے اور اُسنے موسیٰ کو اپنا پیغمبر کیا ہے یقین نہین لاتے تھے
اور اسی بنا پر اُنھون نے کہا تھا کہ ہمین خدا کو دکھا دے جب تک ہم علانیہ خدا کو
نہ دیکھ لینگے تجھپر ایمان نہ لاینگے حضرت موسیٰ اپنے شوق کے سبب جس مین انسان کو ذہول
ہو جاتا ہے بھول گئے کہ خدا ان آنکھون سے دکھائی نہین دے سکتا اور بنی اسرائیل نے
اپنی حماقت سے یہ چاہا کہ علانیہ ہم خدا کو دیکھ لین اور یہ نہ سمجھے کہ نہ خدا اپنے تئین دکھا سکتا ہے
اور نہ کوئی خدا کو دیکھ سکتا ہے یہ تمام واقعات موسیٰ و بنی اسرائیل پر سینا کے مقام پر
گذرے تھے وہان ایک سلسلہ پہاڑونکا ہے جسکو طور سینا اور کبھی صرف طور بھی کہتے ہین کچھ شبہہ
نہین ہو سکتا کہ حضرت موسیٰ کے زمانے مین وہ کوہ آتش فشان تھا جب بنی اسرائیل نے
حضرت موسیٰ سے کہا کہ ہم علانیہ خدا کو دیکھنا چاہتے ہین تو وہ بجز اُسکی قدرت کاملہ کے
ایک عظیم الشان کرشمے کے اور کچھ اُنکو نہین دکھا سکتے تھے پس وہ اُنکو اس پہاڑ کے

قریب لے گئے جسکی آتش فشانی اور گڑگڑاہٹ اور زور و شور کی آواز اور بجلیون کے
ہونے کے خوف سے وہ بیہوش ہو گئے یا مُردے کے مانند ہو گئے خدائے تعالیٰ اُن
تمام کامون کو جو اُسکے قانون قدرت سے ہوتے ہین خود اپنی طرف منسوب کرتا ہے
جن کے منسوب کرنے کا بلا شبہہ وہ مستحق ہے اسیطرح ان واقعات عجیبہ کو بھی اُسنے اپنی
طرف منسوب کیا ہے۔

بیان نعمات و لذات جنت

یہ سمجھنا کہ جنت مثل ایک باغ کے پیدا کی ہوئی ہے اُس مین سنگ مرمر کے اور موتی کے
جڑاؤ محل ہین باغ مین شاداب اور سرسبز درخت ہین دودھ اور شراب اور شہد کی
ندیان بہ رہی ہین ہر قسم کا میوہ کھانے کو موجود ہے ساقی ساقنین نہایت خوبصورت
چاندی کے کنگن پہنے ہوئے جو ہمارے یہان کی گھوسین پہنتی ہین شراب پلا رہی ہین
ایک جنتی ایک حور کے گلے مین ہاتھ ڈالے پڑا ہے ایک نے ران پر سر دھرا ہے ایک چھاتی
سے لپٹا رہا ہے ایک نے لب جان بخش کا بوسہ لیا ہے کوئی کسی کونے مین کچھ کر رہا ہے کوئی
کسی کونے مین کچھ ایسا بیہودہ پن ہے جسپر تعجب ہوتا ہے اگر بہشت یہی ہے تو بے مبالغہ
ہمارے خرابات اُس سے ہزار درجہ بہتر ہین اس امر کے ثبوت کے لئے کہ بانی مذہب کا
ان چیزون کے بیان کرنے سے صرف اعلیٰ درجہ کی راحت کا بقدر فہم انسانی خیال پیدا کرنا
مقصود تھا نہ واقعی ان چیزون کا بہشت مین موجود ہونا ایک حدیث کا ذکر کرنا مناسب
سمجھتا ہون جو ترمذی نے بریدہ سے روایت کی ہے اُس مین بیان ہے کہ ایک شخص نے
آنحضرت سے پوچھا کہ بہشت مین گھوڑا بھی ہوگا آپ نے فرمایا کہ تو سُرخ یاقوت کے گھوڑے پر
سوار ہو کر جہان چاہیگا اُڑتا پھریگا پھر ایک شخص نے پوچھا کہ حضرت وہان اونٹ بھی ہونگا
آپ نے فرمایا کہ وہان جو کچھ چاہو گے سب کچھ ہوگا پس اس جواب سے مقصود یہ نہین ہے
کہ درحقیقت بہشت مین اونٹ اور گھوڑے موجود ہونگے بلکہ صرف اُن لوگون کے خیال مین
اُس اعلیٰ درجے کی راحت کا خیال پیدا کرنا ہے جو ان کے خیال اور اُنکی عقل و فہم و طبیعت کے
مطابق اعلیٰ درجے کی ہو سکتی تھی غرض کہ اُن کے نزدیک جنت و دوزخ صرف خوشی و غمی کا

نام ہے باقی حورین اور نہرین اور میوجات جو قرآن اور نبی اسلام نے بیان فرمائے ہین
وہ محض رغبت اور خوف دلانے کو اس خوشی و غم کی ان چیزون کے ساتھ تفسیر یا تشریح
کردی ہے ورنہ کچھ نہین دوسری جگہ سید صاحب فرماتے ہین کہ بہشت کی ماہیت خود خدا تعالی
نے بیان فرمائی ہے وہ تو یہ ہو فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعین جزاءً بما کانوا
یعملون یعنی کوئی جانتا نہین کہ کیا انکے لئے آنکھون کی ٹھنڈک یعنی راحت چھپا رکھی گئی ہے
انکے بدلے مین جو وہ کرتے تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حقیقت بہشت کی فرمائی
جیسے کہ بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ کی سند پر بیان کی ہے وہ یہ ہے قال اللہ تعالی اعددت
لعبادی الصالحین ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر یعنی
اللہ تعالی نے فرمایا تیار کی ہے مین نے اپنے نیک بندون کے لئے وہ چیز جو نہ کسی آنکھ نے
دیکھی ہے اور نہ کسی کان نے سنی ہے اور نہ کسی انسان کے دل مین اسکا خیال گذرا ہی
پس اگر حقیقت بہشت کی یہی باغ اور نہرین اور موتی کے اور چاندی سونے کی اینٹون
کے مکان اور دودھ و شراب اور شہد کے سمندر اور لذیذ میوے اور خوبصورت عورتین اور
لونڈے ہون تو یہ تو قرآن کی آیت اور خدا کے فرمودے کے بالکل مخالف ہے کیونکہ ان چیزونکو
تو انسان جان سکتا ہے اور اگر فرض کیا جائے کہ ویسی عمدہ چیزین نہ آنکھون نے دیکھین
اور نہ کانون نے سنین تو بھی ولا خطر علی قلب بشر سے خارج نہین ہو سکتین عمدہ ہونا ایک
اضافی صفت ہے اور جبکہ ان سب چیزونکا نمونہ دنیا مین موجود ہے تو اسکی صفت اضافی
کو جہان تک کہ ترقی دیتے جاؤ انسان کے دل مین اسکا خیال گذر سکتا ہے حالانکہ بہشت
کی ایسی صفت بیان ہوئی ہے کہ لا خطر علی قلب بشر پس بہشت کی جو یہ تمام چیزین
بیان ہوئی ہین درحقیقت جو بہشت مین قرة اعین ہوگا اسکے سمجھانے کو بقدر
طاقت بشری تمثیلین ہین نہ بہشت کی حقیقت۔

بیان جنت و دوزخ کے بالفعل موجود ہونے کا

قرآن مین خدائے تعالی نے جنت و دوزخ کا ذکر کیا ہے اور انکی نسبت لفظ اُعِدّت

جس کے معنے تیار یا آمادہ کے ہین چار جگہ قرآن مجید مین آیا ہے اول تو سورہ بقرہ مین
دوزخ کی نسبت ہو فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة اعدت للکافرین
ڈرو اس آگ سے جسکا ایندھن آدمی ہین اور پتھر اور تیار ہے کافرون کے واسطے
پھر سورہ آل عمران مین ہے واتقوا النار التی اعدت للکافرین اور اسی سورت مین
جنت کی نسبت دوسری جگہ ہے اعدت للمتقین اور پھر سورہ حدید مین ہے اعدت
للذین آمنوا باللہ ورسلہ اور اس لفظ پر علماے اسلام نے استدلال کرکے یہ عقیدہ
قائم کیا ہے الجنة والنار مخلوقتان یعنی بہشت اور دوزخ دونون پیدا ہوچکی ہین
یعنی بالفعل موجود ہین مگر غور کرنے سے پایا جاتا ہے کہ ان آیتون سے یا اعدت
کے لفظ سے یہ نتیجہ نہین نکلتا تمام قرآن کی طرز بیان اس طرح پر ہے کہ آیندہ کی
باتونکا جو یقینی ہونے والی ہین ماضی کے صیغون سے بیان کیا جاتا ہے جو انکے قطعی ہونے پر
دلالت کرتی ہین اسی طرح ان آیتون مین جو باتین ہونے والی ہین انکو بطور ہوچکنے
کے یعنی ماضی کے صیغے سے بیان کیا ہے مثلاً پہلی آیت مین فرمایا ہے بچو اس آگ سے
جسکا ایندھن آدمی اور پتھر ہین اور جو ہے کافرون کے لئے آدمیون پر ایندھن کا
اطلاق اسوقت ہو سکتا ہے جب آگ بھڑکانے کے لئے آگ مین ڈالے جاینگے اور
ان علماے اسلام کے نزدیک اگر یہ ہوگا تو قیامت مین حساب و کتاب کے بعد ہوگا
پس اسوقت نہ کوئی آدمی جہنم کی آگ کا ایندھن ہے اور نہ کوئی ایسی آگ موجود ہے
جسکا ایندھن آدمی ہون ممکن ہے کہ کہا جائے کہ ایسا ہوگا پھر اگر ایسا ہوگا تو بالفعل
ایسا ہونا قائم نرہا۔

بیان آسمان

سید صاحب آسمانون کے وجود کے منکر ہین اور اپنی تفسیر مین لکھتے ہین کہ سماوات جمع ہے
سماء کی جس کے معنی اونچے کے ہین یونانی مسئلے مسلمانون مین بہت رائج ہوگئے تھے
اور سب دلائل شاذ و نادرا بطور سچے مسئلون کے تسلیم کئے جاتے تھے یہانتک کہ قرآن کے
بیانات کو بھی انکے مطابق کیا جاتا تھا آسمانون کا مسئلہ بھی ایسا ہی تھا جسمین علماے

اسلام نے کچھ تھوڑی ترمیم کی تھی اور اسکے جسم کے کروی محیط ارض ہونے اور ستارون
کے اُسمین جڑے ہوئے ہونے اور سورج کے گرد زمین کے چکر کھانے کو ویسا ہی تسلیم کیا تھا جیسا کہ
یونانیون نے بیان کیا تھا اسلئے تفسیرون مین اور مذہبی کتابون مین آسمان کے وہی
معنے یا اُسکے قریب قریب مروج ہو گئے جو یونانی حکیمون نے بیان کئے تھے اور
بہت بڑی غلطی یہ پڑ گئی کہ لفظ تو لیا قرآن کا اور اسکے معنے لئے یونانی حکیمون کے
اور رفتہ رفتہ وہ معنے ذہن مین ایسے راسخ ہو گئے کہ اسکا انکار کرنا گویا قرآن کا انکار
کرنا ٹھہر گیا مگر ایسا سمجھنا بناے فاسد علی الفاسد ہے اسکے بعد سید صاحب اپنی طرف سے
معنی لکھتے ہین کہ قرآن مجید مین سما کا اطلاق اُس وسعت پر بھی ہوا ہے جو ہر شخص اپنے
سر کے اوپر دیکھتا ہے اور اُس نیلی نیلی چیز پر بھی ہوا ہے جو گنبدی چھت کے موافق
ہر شخص کو اُسکے سر کے اوپر دکھائی دیتی ہے اور اُن چلتے جسمون پر بھی ہوا ہے جنکو
ہم ستارے یا کواکب کہتے ہین بادلون پر بھی ہوا ہے جو مینھ برساتے ہین مگر قرآن نے
آسمان کے وہ معنے جو یونانی حکیمون نے بیان کئے ہین کہین نہین بتلائے سید صاحب کے
نزدیک آسمان سے مراد بلندی وجو[سلہ] ہے اور چونکہ یہ بُعد غیر متناہی ہے تو حصل یکے بعد دیگرے
اسلئے اسکو سبع سموات کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔

اب ہم سید صاحب کے بعض عقائد تہذیب الاخلاق وغیرہ سے انتخاب کرتے ہین
(۱) خدا علۃ العلل جمیع کائنات کا ہے اور وہ علۃ العلل اپنے معلومات کے تمام حالات کا علم
واقعی رکھتی ہے جسکو وہ تقدیر کہتے ہین یعنی اُنکی تحقیق مین علم باری کا نام تقدیر ہے۔
(۲) صفات باری عین ذات ہین۔ (۳) اگر تمام موجودات کے عوارض [illegible]
معدوم ہو جائین تو جو کچھ باقی رہیگا وہ ناقابل عدم ہوگا۔ (۴) قانون فطرت کبھی نہین
ٹوٹتا کیونکہ جو کچھ خدا کرتا ہے وہی قانون فطرت ہے۔ (۵) عقل رہنما ہے اور اسلام
وکفر مین جو تمیز کرنے والی ہے وہ بھی عقل ہے۔ (۶) حسن وقبح تمام اشیا کا عقلی ہے
(۷) مسئلہ مین الجبر والاختیار کوئی چیز نہین بلکہ انسان اپنی جبلت اور فطرت مین
مجبور ہے اور اپنی قدرت مین مختار ہے۔

سید صاحب نے اس مسئلے کو تفصیل سے دوسری عبارت مین یون بیان کیا ہے کہ وہ
قوے جو خدا نے تعالی نے انسان مین پیدا کئے ہین اُن مین وہ قوے بھی جو انسان کو کسی
فعل کے ارتکاب کے محرک ہوتے ہین اور وہ قوت بھی جو اُس فعل کے ارتکاب سے روکتی ہے
ان تمام قوے کے استعمال پر انسان مختار ہے مگر ازل سے خدا کے علم مین ہے کہ فلان انسان
کن کن قوے کو اور کس کس طور پر کام مین لائے گا اُسکے علم کے برخلاف ہرگز نہوگا مگر اس سے
انسان اُس قوت کے استعمال یا ترک استعمال پر جب تک کہ وہ قوے قابل استعمال
کے اُس مین ہین مجبور نہین متصور ہو سکتا۔ (۸) اجماع امت یا اجماع جمہور مسلمین یا اجماع
جس کی سند قرآن مجید اور حکم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نہو قابل حجت نہین۔ بلکہ عموماً سید
صاحب نے یہ کلیہ بغیر کسی قید کے قائم کیا ہے کہ الاجماع لیس بحجۃ (۹) سوائے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے کسی کی تقلید واجب نہین ہے اور سوائے رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
کوئی شخص ایسا نہین ہے جسکا قول وفعل دینیات مین بلا دلیل حجت ہو۔
(۱۰) جو مسئلہ قرآن مجید اور احادیث مین پاؤ اُسپر عمل کرو خواہ شافعی کے مطابق ہو یا حنفی کے
(۱۱) کوئی مسئلہ شرعی نیچر یعنی فطرت اللہ کے برخلاف نہین ہے۔ (۱۲) اصل ایمان
تصدیق قلبی ہے اور جب تک وہ تصدیق انسان کے دل مین ہے کوئی فعل اُسکو بعینہ
دین اللہ کا فر نہین کرتا بیانات قطعیات سے ثابت ہو کہ جو شخص لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
پر دل سے یقین رکھتا ہے اُسکا کوئی فعل مع یقین مذکور کے اُسکو کافر نہین کر سکتا پس
اگر اُس قول پر جسپر ابوجہل کی نجات منحصر تھی اُسکو یقین ہے تو وہ کسی قوم کے ساتھ
تشابہ کرے ولو فی خصوصیات الدین وشعائر الکفر کالزنار والصلیب والاعیاد
وہ کافر نہین ہو سکتا (۱۳) معراج روحانی تھی نہ جسمانی۔ (۱۴) واقعہ شق صدر ایک
جزء ہے اُن تمام واقعات کا جو شب معراج کو واقع ہوئے تھے (۱۵) مذہب اسلام کے تمام
احکام نیچر کے مطابق ہین اور بدعات محدثات سے اور خیال اجماع سے اور خطائے
اجتہادات سے اور ڈھکوسلہ قیاسات سے اور شکنجہ اصول فقہ مخترعہ سے بالکل پاک ہے
(۱۶) غلام بنانا اسلام مین نہین (۱۷) طوفان نوح عام نہ تھا۔ (۱۸) کتب مقدسہ مین

تحریف صرف معنوی ہو (۱۹) ہر آدمی اُس مسئلے مین جو قرآن و سنت مین منصوص نہین
اپنے نفس کے لئے مجتہد ہے (۲۰) قرآن مین نسخ جاری نہین ہوا (۲۱) کوئی آیت
منسوخ التلاوت نہین۔ (۲۲) جس قدر کلام الٰہی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر
نازل ہوا وہ سب دو دفتی مصحف مین موجود ہے۔ (۲۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
خلافت نبوت نہین۔ (۲۴) دینیات مین سنت نبوی کی اطاعت مین ہم مجبور ہین
اور دنیاوی امور مین مجاز (۲۵) تمام افعال مامورہ خواہ وہ اعضا کے ہون
یا دل وغیرہ کے فی نفسہ حسن ہین اور افعال ممنوعہ فی نفسہ قبیح ہین او پیغمبر صرف اُن کے
خواص حسن یا قبح کے بتانے والے ہین جیسے کہ طبیب جو دوا کے ضرر اور نفع سے مطلع کرتے
(۲۶) دین اسلام اُن مجموع احکام کا نام ہے جو یقینی من اللہ ہین۔ (۲۷) تمام افعال
اور اقوال رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل سچائی تھے مصلحت وقت کی نسبت
رسول کی طرف کرنی سخت بے ادبی ہے جس مین خوف کفر ہے۔

غرض کہ سید صاحب نے ایک جدید اسلام کی بنیاد ڈالی چنانچہ پرچہ تہذیب الاخلاق مطبوعہ
سنہ ۱۲۹۶ ہجری صفحہ ۱۴۱ سے ۳۴۳ و ۱۰۰ مین یون فرماتے ہین الاسلام ھو الفطرۃ والفطرۃ
ھی الاسلام یعنی اسلام جو ہے وہ فطرت ہے اور فطرت جو ہے وہ اسلام ہے اور فطرت
اسلام کا دوسرا نام ہے لا مذہبی بھی درحقیقت اسلام ہے کیونکہ لا مذہب بھی درحقیقت
کوئی مذہب رکھتا ہے اور وہی اسلام ہے الخ اور وہی عین فطرت و نیچر ہے جو آدمی نہ کسی
مذہب کو مانتا ہو اور نہ کسی اوتار کو اور نہ کسی کتاب الہامی کو اور نہ کسی حکم کو جو مذاہب
مین فرض اور واجب سے تعبیر کئے گئے ہین بلکہ صرف خدائے واحد پر یقین رکھتا ہو وہ
آدمی کسی مذہب مین نہین ہے اور جو لوگ خدا کے بھی قائل نہین وہ بھی مسلمان ہین کیونکہ الخ
اُن کے اہل جنت ہونے مین کیا شک باقی رہا اسکی تائید مین سید صاحب ابوذر کی حدیث
کو پیش کرتے ہین صحیح بخاری و صحیح مسلم مین اُنسے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا نہین کوئی بندہ جسنے لا الٰہ الا اللہ کہا پھر اسی پر مرا لیکن داخل ہوگا جنت مین
ابوذر کہتے ہین مینے عرض کیا گو اُسنے زنا کیا ہو چوری کی ہو فرمایا گو اُسنے زنا کیا ہو چوری

کی ہو پھر مین نے یہی کہا اور آپ نے وہی جواب دیا چوتھی بار مین فرمایا وان زنی وان
سرق علی رغم انف ابی ذر یعنی اگرچہ زنا اور چوری کرے اوپر خاک آلودہ ہونے ناک
ابوذر کے یعنی اس بات کو اگرچہ وہ اچھا نہ جانے۔

نیچری اسلام مین سید صاحب فرماتے ہین کہ جو شخص خدا کو مانتا ہے اور وحدہٗ لاشریک
جانتا ہے اور اُسپر یقین رکھتا ہے اور کسی نبی کی تصدیق نہین کرتا اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی بھی تصدیق نہین کرتا اسکی نسبت یہ کہنا کہ محمدی نہین یا مرادف معنی لیکر یہ کہنا کہ
وہ مسلمان نہین ہے بالکل صحیح ہو مگر اسکو کافر بمعنی مشرک کہنا یا موحد نہ کہنا اسلام کے
اصول کی رو سے درست نہین۔

سید صاحب نے اکثر مسائل مین اہل سنت کے عقائد کے خلاف اور فلاسفہ اور معتزلہ کے موافق اپنی
تفسیر مین درج کئے ہین بلکہ تفسیر لکھنا اُنکی ایک سینہ زوری تھی اُنکو قرآن و احادیث کے
ساتھ کوئی ممارست و مزاولت نہ تھی یہی وجہ ہے کہ قرآن کے الفاظ مین تصحیف و تحریف
بھی کہین کہین کر گئے ہین ایک مقام پر اپنی تفسیر مین اُنھون نے بیضاوی کی عبارت
نقل کی ہے اسمین بجائے ذوقوا ما کنتم تعملون کے ذوقوا ما کنتم تعلمون نقل کیا ہے
اور اسکا ترجمہ بھی یہی کیا کہ چکھو جو تم جانتے تھے حالانکہ صحیح ذوقوا ما کنتم تعملون تھا
اور اسکا ترجمہ یہ تھا کہ چکھو جو تم عمل کرتے تھے پس نہایت افسوس ہے کہ جس شخص کو قرآن
سے اتنی بھی مناسبت نہو کہ غلط آیت الحمد ہے اور غلط اسکا ترجمہ کردے وہ قرآن کی تفسیر کا
ارادہ کرے اور تحریف عمل مین لائے۔

خطیرۃ القدس مین لکھا ہے کہ فرقہ نیچریہ ابھی تک اسی پر قانع ہے کہ زبانی دعوت کرتا ہے
اور بیان کے ذریعہ سے لوگون کو پھانس رہا ہے ابھی اُنکو یہ قدرت اور موقع نہین ملا اور
اُنکی جمعیت اتنی فراہم نہین ہوئی کہ ہتیار اُٹھا کر اہل صلاح کے ساتھ کشت و خون کرین
سید صاحب نے علی گڑھ مین ۲۷ مارچ ۱۸۹۸ء یک شنبہ کی رات کو ۱۰ بجے انتقال کیا
دہلی اور لکھنؤ اور رامپور اور بھوپال کے مولوی صاحبون نے سید صاحب کے کفر کے
فتوے دئے اور وہ کلمات کفر جو اُن کی نسبت منسوب کئے گئے ہین یہ ہین۔

(۱) متعدد مسائل میں انکو مسلمانوں سے اختلاف ہے۔ (۲) جو مذہب نیچر یعنی اصلی حالات فطرت انسانی کے برخلاف ہے وہ صحیح نہیں ہے اور جو نیچر کے مطابق ہے وہ صرف ایک مذہب ہے جسکو وہ ٹھیٹھ اسلام کہتے ہیں۔ (۳) بدعات محدثات ٹھیٹھ اسلام نہیں ہیں (۴) غلط خیال اجماع کا ٹھیٹھ اسلام نہیں ہے۔ (۵) قیاس ٹھیٹھ اسلام نہیں ہے (۶) اصول فقہ قواعد مخترعہ ہیں ٹھیٹھ اسلام نہیں ہیں۔ (۷) خطاے اجتہادات ٹھیٹھ اسلام نہیں (۸) اکثر عالموں نے قرآن مجید کی حالت کی نسبت غلطی کی ہے۔ (۹) تفسیریں یہودیوں کے قصوں سے بھری ہوئی ہیں اور رومن کیتھولک فرقے سے اخذ کی گئی ہیں۔ (۱۰) احادیث کی کتابوں کی کوئی حدیث قابل یقین نہیں ہے۔ (۱۱) وجود شیطان نہیں ہے۔ (۱۲) وجود ملائکہ نہیں ہے۔ (۱۳) وجود آسمان نہیں ہے۔ (۱۴) طوفان نوحؑ عام نہ تھا۔ (۱۵) بعثت حضرت نوحؑ عام نہ تھی۔ (۱۶) پرند مخنقہ جسکو نصاریٰ نے گردن مروڑ کر مار ڈالا حلال ہے۔ (۱۷) معراج ایک خواب ہے۔ (۱۸) تصویر کھینچنا جائز ہے۔

سیدصاحب کی نسبت علماے حرمین شریفین نے بھی تکفیر کا فتویٰ دیا تھا جس کو مولوی علی بخش خان مرحوم صدرالصدور گورکھپور جو اس زمانے میں حج کے لئے گئے تھے اپنے ہمراہ لائے تھے اسکی نسبت سرسید تہذیب الاخلاق میں لکھتے ہیں جو صاحب ہماری تکفیر کے فتوے لینے کو مکہ معظمہ تشریف لے گئے تھے اور ہمارے کفر کی بدولت انکو حج اکبر نصیب ہوا ان کے لائے ہوئے فتوے کے دیکھنے کے ہم بھی مشتاق ہیں۔ ع

بہ بیں کرامت بتخانۂ مرا اے شیخ — کہ چون خراب شود خانۂ خدا گردد

سبحان اللہ ہمارا کفر بھی کیا کفر ہے کہ کسی کو حاجی اور کسی کو غازی اور کسی کو کافر اور کسی کو مسلمان بناتا ہے

باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست — در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

سرسید کی ان تصانیف میں جو انھوں نے اپنی ابتدائی عمر میں لکھیں اور انکی آخری عمر کے زمانے کی تصانیف میں زمین و آسمان کا فرق ہے آخری زمانے کی تصانیف میں [illegible] تعلیم کے اثرات صاف صاف ملتے ہیں اور نیز انکی آخری عمر میں نشست و برخاست

اور بسر زندگی کے طریقوں میں بہت سی وہ پرانی رسمیں ملتی تھیں جنپر تہذیب الاخلاق کے زمانے میں خاک کے اُڑائے گئے تھے وجہ اسکی صرف یہی ہے کہ کمزور ہو جانے کے بعد انسان اپنی سوسائٹی سے مقابلہ کرنے کی ہمت جب نہیں پاتا ہے تو انکو راضی کرنے کے واسطے وہی افعال کرنے لگتا ہے جسکا رواج ہوتا ہے۔

قائلم ہم نیچری عقائد جو سیدصاحب کی بدولت مسلمانان ہندوستان میں پھیلے ہیں پرانے زمانے میں بھی بعض لوگوں کے ایسے ہی عقائد تھے موجودہ زمانے میں چونکہ سیدصاحب نام برآوردہ تھے اور ایسی باتوں کی ابتدا انھیں نے کی اسلئے ایسے خیالات والے انہی کے متبع کہلاتے ہیں اور مذہب نیچری کے بانی بھی سمجھے جاتے ہیں اور ایسے عقائد کا نیچری نام انہی کی وجہ سے مقرر ہوا ہے اگلے لوگ دوسرے نام سے مشہور تھے جسکی تفصیل یہ ہے۔

کتاب الملل والنحل مولفہ محمد بن عبدالکریم شہرستانی مطبوعہ مصر کی جلد اول کے صفحہ ۲۰۴ میں بعض اہل اہوا کا یہ عقیدہ لکھا ہے کہ ان کے نزدیک سوائے عالم محسوس کے اور کوئی عالم نہیں انکا ہر بات میں اپنے ذہن صافی اور فطرت سلیمہ پر اعتماد کلی ہے اور اس گروہ کا نام طبعیہ دہریہ ہے اور ان میں جو لوگ کسی قدر ترقی یافتہ ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ شریعت اور اسکے احکام حرام و حلال مصلحت عباد اور رفاہ بلاد کے لئے ہشیار لوگوں نے اپنی طبیعت صافیہ سے مقرر کردئے ہیں اور وہ جن روحانی چیزوں کی خبر دیتے ہیں جیسا کہ لوح و قلم عرش و کرسی ملائکہ وغیرہ سو وہ درحقیقت ان کے خیالات ہیں کہ جنکو وہ جسمانی صورتوں کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں اور اسی طرح آخرت کے احوال جنت اور حور و قصور اور نہر و میوجات جو وہ بیان کرتے ہیں محض عوام کی طبیعتوں کو رجوع کرنے کی باتیں ہیں اور اسی طرح دوزخ اور اسکے عذاب طوق وغیرہ لوگوں کے ڈرانے کے لئے بیان کرتے ہیں کہ انسے ڈر کر ان امور مصلحت پر کہ جنکو انھوں نے واجب و فرض بتایا ہے چلیں اور جن نامناسب چیزوں سے کہ مصلحت وقت جانکر منع کیا اور حرام و مکروہ کہا بچیں ورنہ عالم آخرت میں کہ عالم علوی ہے صور جسمانی اور اشکال جرمانی کہاں انتہی

فرقہ نہم احمدیہ جو قادیانی کے نام سے معروف ہے

یہ فرقہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی طرف منسوب ہے جنکے والد کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا کا نام عطا محمد اور پردادا کا نام گل محمد تھا انکی قوم مغل برلاس ہے قادیان ملک پنجاب کے نامی رئیس ہیں انکے بزرگ سمرقند سے اس ملک میں آئے تھے اور بادشاہ وقت کی طرف سے بہت دیہات بطور جاگیر انکو ملے سکھوں کے ابتدائی زمانے میں مرزا گل محمد کے پاس ۸۰ گاؤں اس نواح کے تھے اور بہت سے گاؤں سکھوں کے متواتر حملوں کی وجہ سے انکے قبضے سے نکل گئے جب وہ فوت ہوئے تو بجائے انکے مرزا عطا محمد جانشین ہوئے انکے وقت میں روز بروز سکھ لوگ اُن کی جاگیر دیہات پر قبضہ کرتے گئے اور آخرکار انکو قادیان سے بھی نکالدیا۔ تھوڑے عرصے کے بعد انکو زہر دیا گیا پھر رنجیت سنگھ کی سلطنت کے آخری زمانے میں غلام مرتضیٰ صاحب قادیان واپس آگئے اور پانچ گاؤں دیہات جاگیر میں سے واپس ملے۔

مرزا غلام احمد صاحب کی پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی مولوی گل علی شاہ سے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو حاصل کیا اور اپنے والد کے ساتھ انگریزی عدالتوں میں اپنے اجداد کے بعض دیہات کو دوبارہ لینے کے لئے مقدمات میں مشغول رہے اور زمینداری امور کی نگرانی میں لگے اور چند سال انکے انگریزی ملازمت میں بھی بسر ہوئے انکے والد کے مرنے سے قبل انکو تھوڑی سی غنودگی ہو کر یہ الہام ہوا والسماء والطارق یعنی قسم ہے آسمان کی جو قضا و قدر کا مبدء ہے اور قسم ہے اُس حادثے کی جو غروب کے بعد نازل ہوگا اور انکو سمجھایا گیا کہ یہ الہام بطور عزا پرسی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور حادثہ یہ ہے کہ آج ہی تمہارے والد آفتاب کے غروب کے بعد فوت ہو جائینگے جب انکو اپنے والد کی وفات کی نسبت یہ الہام ہوا تو بشریت کی وجہ سے خیال آیا کہ بعض وجوہ آمدنی والد کی زندگی سے وابستہ تھیں پھر نہ معلوم کیا کیا ابتلا پیش آئے اُسوقت یہ دوسرا الہام ہوا الیس اللہ بکاف

عبدہٗ یعنی کیا خدا اپنے بندے کو کافی نہیں ہے۔ انھوں نے کبھی ریاضت شاقہ نہیں کی اور نہ کبھی مجاہدات شدیدہ میں اپنے نفس کو ڈالا اور نہ گوشہ نشینی کے اہتمام سے کوئی چلہ کشی کی مگر ان کے والد کے زمانے میں ہی ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک معمر بزرگ انکو خواب میں دکھائی دیا اور یہ کہا کہ کسی قدر روزے انوار سماوی کی پیشوائی کے لئے رکھنا سنت خاندان نبوت ہے سو انھوں نے کچھ مدت التزام صوم کیا پھر دو تین ہفتے کے بعد انھیں معلوم ہوا کہ ایسے روزوں سے جو ایک وقت میں پیٹ بھر کر روٹی کھائی جاتی ہے بہتر ہے کہ کسی قدر کھانے کو کم کریں سو انھوں نے کھانے کو یہانتک کم کیا کہ چند تولہ روٹی میں سے آٹھ پہر کے بعد انکی غذا تھی اور آٹھ یا نو ماہ تک انھوں نے ایسا ہی کیا اس قسم کے روزے سے بہت لطیف مکاشفات انپر اس زمانے میں کھلے چنانچہ بعض گذشتہ نبیوں اور اعلیٰ طبقے کے اولیائے امت سے ملاقاتیں ہوئیں ایک دفعہ عین بیداری کی حالت میں جناب رسول خدا کو مع حسنین و علی و فاطمہ رضی اللہ عنہم کے دیکھا غرضکہ کشف صریح کے ذریعے سے خدائے تعالیٰ سے اصلاح پاکر جسمانی سختی کشی کا حصہ آٹھ نو ماہ لیکر پھر اُس طریق کو علی الدوام بجالانا چھوڑدیا اور کبھی کبھی اسکو اختیار بھی کیا جب تیرھویں صدی کا اخیر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا تو خدائے تعالیٰ نے انکو الہام کے ذریعے سے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا الرحمن علم القرآن لتنذر قوما ما انذر اباؤھم ولتستبین سبیل المجرمین قل انی امرت وانا اول المؤمنین یعنے خدا نے مجھے قرآن سکھلایا اور اُسکے صحیح معنے مجھ پر کھولدئے یہ اسلئے ہوا کہ تا تو اُن لوگوں کو بد انجام سے ڈرائے جو بباعث پشت در پشت کی غفلت اور نہ متوجہ کئے جانے کی غلطیوں میں پڑ گئے اور تا اُن مجرموں کی راہ کھل جائے کہ جو ہدایت پہونچنے کے بعد بھی راہ راست کو قبول کرنا نہیں چاہتے انکو کہدے کہ میں مامور من اللہ اور اول المؤمنین ہوں اسکے بعد مرزا صاحب نے مسیحیت کا دعویٰ کیا اور اللہ نے الہام میں انکا نام عیسیٰ و مسیح موعود رکھا عبارت الہام یہ ہے جعلناک المسیح ابن مریم یعنے مجھے مسیح بن مریم بنایا اور پھر ایک اور الہام ہوا

الحمد لله الذي جعلك المسيح ابن مريم انت شيخ المسيح الذي لا يضاع
وقته كمثلك در لا يضاع یعنی خدا کی سب حمد ہے جسنے تجھکو مسیح بن مریم بنایا تو وہ
شیخ مسیح ہے جسکا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا تیرے جیسا موتی ضائع نہیں کیا جاتا
مرزا صاحب کے مرید انکے نام کے ساتھ علیہ السلام کا لفظ لکھتے ہیں۔ مرزا صاحب
کہتے ہیں کہ میرے دل میں اس دعوے کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن اور وحی ہے
جو مجھپر نازل ہوئی ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف
کے مطابق ہیں اور میری وحی کی معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی
طرح پھینک دیتے ہیں اگر حدیثوں کا دنیا میں وجود بھی نہوتا تب بھی میرے اس
دعوے کو حرج نہ پہونچتا تھا وہ کہتے ہیں کہ یہ بات صحیح نہیں کہ عیسی بن مریم آسمان پر
اٹھائے گئے ہیں اور وہ زندہ ہیں وہ اپنے قول کی تائید میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالی اپنی
کتاب عزیز اور قرآن کریم میں انکو متوفیون کی جماعت میں داخل کر چکا ہے اور
سارے قرآن میں ایک دفعہ بھی انکی خارق عادت زندگی اور انکے دوبارہ آنے کو
ذکر نہیں کیا بلکہ انکو صرف فوت شدہ کہکر چپ ہو گیا لہذا انکا زندہ بجسدہ العنصری ہونا
اور پھر دوبارہ کسی وقت دنیا میں آنا نہ صرف اپنے ہی الہام کی رو سے خلاف واقع
سمجھتا ہوں بلکہ اس خیال حیات مسیح کو نصوص بینۂ قطعیۂ قرآن کریم کی رو سے لغو
اور باطل جانتا ہوں اور نہ کوئی حدیث صحیح مرفوع متصل موجود ہے جس نے متوفی
کے لفظ کی کوئی مخالفانہ تفسیر کر کے مسیح کی حیات جسمانی پر گواہی دی ہے بلکہ بخاری میں
بجائے ان باتوں کے اماکم منکم لکھا ہے اور حضرت مسیح کی وفات کی شہادت
دی ہے اس زمانے میں خدا تعالی نے چودھویں صدی کے سر پر مجھے مبعوث فرما کر
اس پیش گوئی کی معقولیت کو بھی کھولدیا اور ظاہر فرمایا کہ مسیح کا دوبارہ دنیا میں آنا
اسی رنگ اور طریق سے مقدر تھا جیسا کہ ایلیا نبی کا دوبارہ دنیا میں آنا ملاکی نبی
کی کتاب میں لکھا گیا تھا پس میں جو نزول مسیح کے معنے کرتا ہوں وہ نئے معنے نہیں ہیں
بلکہ وہی معنے ہیں جو حضرت مسیح علیہ السلام کی زبان سے پہلے نکل چکے ہیں کیونکہ نزول

مسیح ابن مریم کا مقدمہ نزول ایلیا نبی کے مقدمے سے بالکل ہم شکل ہے پس جس
حالت میں آج تک یہودیوں کی یہ تمنا پوری نہیں ہوئی کہ ایلیا نبی آسمان سے
اترتے اور اسی وجہ سے وہ حضرت عیسی علیہ السلام سے منکر رہے تو مولویان اسلام کی
تمنا کیونکر پوری ہو سکتی ہے کہ کسی وقت حضرت عیسی علیہ السلام خود آسمان سے
نازل ہونگے ہمارے مخالف اپنی جہالت سے عیسی علیہ السلام کے نزول کو حقیقی طور پر
انتظار کرتے ہیں اور ہم بروزی طور پر اور ہم مانتے ہیں کہ نزول مسیح کی پیش گوئی
پوری ہو گئی مرزا صاحب کہتے ہیں کہ جب تک مجھے خدا نے اس طرف توجہ نہ دی اور
بار بار نہ سمجھایا کہ تو مسیح موعود ہے اور عیسی فوت ہو گیا ہے تب تک میں اسی عقیدے
پر قائم تھا جو اور مسلمانوں کا عقیدہ ہے اسی وجہ سے کمال سادگی سے میں نے حضرت مسیح
کے دوبارہ آنے کی نسبت براہین احمدیہ میں لکھا ہے جب خدا نے مجھپر اصل حقیقت کھولدی
تو میں اس عقیدے سے باز آگیا میں نے بجز کمال یقین کے جو میرے دل پر محیط ہو گیا
اور مجھے نور سے بھر دیا اس رسمی عقیدے کو نہ چھوڑا حالانکہ اسی براہین میں میرا نام
عیسی رکھا گیا تھا اور مجھے خاتم الخلفا ٹھہرایا گیا تھا اور میری نسبت کہا گیا تھا
کہ تو ہی کسر صلیب کریگا اور مجھے بتلایا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے
اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق
لیظهره علی الدین کله تاہم یہ الہام جو براہین احمدیہ میں کھلے کھلے طور پر درج تھا
خدا کی حکمت عملی نے میری نظر سے پوشیدہ رکھا اور اسی کتاب میں عیسی کی آمد ثانی کا عقیدہ
لکھدیا اور قریبا بارہ برس تک اس رسمی عقیدے پر جما رہا جب وقت وہ آگیا کہ مجھ پر
اصل حقیقت کھولدی جائے تب تواتر سے اس بارے میں الہامات شروع ہوئے کہ
تو ہی مسیح موعود ہے اور مجھے حکم ہوا فاصدع بما تؤمر یعنی جو تجھے حکم ہوتا ہے وہ کھولکر لوگوں کو
سنا دے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ مہدی آخر الزمان میں ہوں۔
مرزا صاحب نے اپنے مقابلے کے لئے دجال کی بھی ایجاد کی انکا بیان یہ ہے
کہ حدیثوں میں دو قسم کی صفات دجال معہود کی بیان فرمائی گئی ہیں ایک یہ کہ

وہ نبوت کا دعوی کریگا اور دوسرے یہ کہ وہ خدائی کا دعوی کریگا ان دونوں باتوں کو
اگر حقیقت پر حمل کیا جائے تو کسی طرح تطبیق ممکن نہیں کیونکہ نبوت کا دعویٰ اس
بات کو مستلزم ہے کہ شخص مدعی خدا کا قائل ہو اور خدائی کا دعویٰ اس بات کو
چاہتا ہے کہ شخص مدعی آپ ہی خدا بن بیٹھے اور کسی دوسرے خدا کا قائل نہ ہو پس
یہ دونوں دعوے ایک شخص سے کیونکر ہو سکتے ہیں۔ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ دجال
ایک شخص کا نام نہیں ہے بلکہ وہ دجال کے معنے خود لفظ دجل سے اس طرح لیتے ہیں
کہ لغت عرب کی رو سے دجال اس گروہ کو کہتے ہیں جو اپنے تئیں امین اور متدین ظاہر
کرے اور دراصل نہ امین ہو نہ متدین بلکہ اسکی ہر ایک بات میں دھوکہ دہی اور
فریب دہی ہو سو یہ صفت عیسائیوں کے اس گروہ میں ہے جو پادری کہلاتے
ہیں یہ گروہ چونکہ اصل آسمانی انجیل کو گم کر کے محرف اور مغشوش مضمون بنام نہاد
ترجمہ انجیل کے دنیا میں پھیلاتا ہے یہ فعل انکا دوسرے لفظوں میں گویا نبوت کا
دعویٰ ہے کیونکہ انھوں نے جعلسازی سے نبوت کے منصب کو اپنے ہاتھ میں
لے لیا ہے جو چاہتے ہیں ترجمے کے بہانے سے لکھ دیتے ہیں اور پھر اسکو خدا کی طرف
منسوب کرتے ہیں پس یہ طریق انکا نبوت کے دعوے سے مشابہ ہے اور اس دام میں
گرفتار اکثر عوام عیسائی ہیں اور دجال کا دوسرا حزب جنکے افعال خدائی کے دعوے سے
مشابہ ہیں یورپ کے فلاسفروں اور کلوں کے ایجاد کرنے والوں کا گروہ ہے جنھوں نے
اسباب اور علل کے پیدا کرنے کے لئے اپنی کوششوں کو انتہا تک پہونچا دیا ہے
اور بہت سی کامیابیوں کی وجہ سے آخر اس ردی اعتقاد تک پہونچ گئے ہیں کہ
خدا کی قدرت اور اسپر ایمان رکھنا کچھ چیز نہیں ہے اور وہ رات دن ان تلاشوں میں
لگے ہوئے ہیں کہ خود ہی کسی طرح اس راز کے مالک ہو جائیں کہ جب چاہیں بارش
برسائیں اور جب چاہیں کسی کے گھر میں لڑکا یا لڑکی پیدا کر دیں اور جب چاہیں کسی کو
عقیمہ بنا دیں پس کچھ شک نہیں کہ یہ طریق دوسرے لفظوں میں خدائی کا دعویٰ ہے
اور اس گروہ کے تابع یورپ کے اکثر خواص عیسائی ہیں غرض کہ دراصل یہی لوگ

دجال ہیں جنکو پادری یا یورپ میں فلاسفر کہا جاتا ہے یہ پادری اور یورپین فلاسفر دجال
معہود کے دو جبڑے ہیں جن سے وہ ایک اژدہا کی طرح لوگوں کے ایمانوں کو کھا جاتا ہے
میں ایسے وقت میں آیا ہوں کہ جب اندرونی اختلافات انتہا تک پہونچ گئے اور ایک
فرقہ دوسرے کو کافر بنانے لگا اس تفرقے کے وقت میں امت محمدیہ کو ایک حکم کی ضرورت
تھی سو خدا نے مجھے **حکم** کر کے بھیجا ہے اور قرآن اور احادیث سے اس بات کا کافی
ثبوت ملتا ہے کہ آنے والا مسیح **چودھویں صدی** میں ظہور کریگا علاوہ ان سب
امور کے ایک عظیم الشان علامت مسیح موعود کی احادیث صحیحہ میں لکھی گئی ہے کہ وہ ایسے
وقت میں آئیگا کہ جب صلیبی مذہب بڑے جوش سے پھیلا ہوا ہوگا جیسا کہ حدیث
یکسر الصلیب جو صحیح بخاری میں ہے اسپر دلالت کرتی ہے سو ایسے وقت میں اور ایسے
زمانے میں یہ عاجز آیا ہے اور دوسری علامت اشارات احادیث سے مسیح موعود
کے لئے یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ ممالک مشرقیہ میں مبعوث ہوگا اور یہ ظاہر ہے کہ ہمارا
ملک ہند خاصکر پنجاب کا حصہ مکہ معظمہ سے بجانب مشرق واقع ہے اور احادیث میں
یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ وہ مہدی موعود ایسے قصبے کا رہنے والا ہوگا جسکا نام کدعہ یا کدیہ
ہوگا اور ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ یہ لفظ کدعہ دراصل قادیان کے لفظ کا مخفف ہے
جسمیں **مسیحیت** اور **مہدیت** کا مدعی بھی موجود ہے جسکا نام یعنی **غلام احمد
قادیانی** اپنے حروف کے اعداد سے اشارہ کر رہا ہے یعنی **تیرہ سو** عدد جو اس
نام سے نکلتا ہے وہ بتلا رہا ہے کہ **تیرھویں صدی** کے ختم ہونے پر یہی مجدد آیا
جسکا نام تیرہ سو کا عدد پورا کرتا ہے ہماری جدید تحقیق سے جو کسر صلیب کے لئے خدا تعالیٰ
کی طرف سے ہمکو عطا ہوئی ہے یہ بات خوب صفائی سے ثابت ہو گئی کہ مسیح کا ہرگز
رفع جسمانی نہیں ہوا ہاں ایک سو بیس برس کے بعد رفع روحانی ہوا بلکہ صلیب کے دنوں میں
رفع روحانی بھی نہیں ہوا کیونکہ وہ صلیب کے زخموں سے شفا پا کر ۸۷ برس زندہ رہے وجہ
اسکی یہ ہے کہ جس پیلاطوس گورنر قیصر کے ہاتھ میں عیسیٰ کے مار ڈالنے کی کارروائی تھی
اسکی بیوی کو خواب آئی کہ اگر یہ شخص مر گیا تو پھر اسمیں تمھاری تباہی ہے اس لئے

اُسنے اندرونی طور پر کوشش کرکے مسیح کو صلیبی موت سے بچا لیا مگر یہودی اپنی حماقت سے
سمجھتے رہے کہ مسیح صلیب پر مر گئے حالانکہ حضرت مسیح بخیر و عافیت اپنے حواریون کے پاس آئے
اور انکو مبارکباد دی کہ مین خدا کے فضل سے بدستور اب تک زندہ ہون اور پھر اُن کے
ہاتھ سے لیکر روٹی اور مچھلی کھائی صلیب کی کیلون کے زخم اُنکو دکھلائے اور چالیس
دن تک اُنکے زخمون کا اُس مرہم کے ساتھ علاج ہوتا رہا جسکو قرابادینون مین مرہم
عیسیٰ یا مرہم رسل یا مرہم حواریین کے نام سے موسوم کرتے ہین اور قانون بوعلی سینا
مین بھی مندرج ہے اور جنکی دواؤن کو خدا تعالیٰ نے بطور الہام کے اُنپر ظاہر کیا تھا
بعد اسکے مسیح خدا کا حکم پاکر پوشیدہ طور پر اپنے وطن سے سفر کو نکلے اور حواریون کو
تاکید سے منع کر دیا کہ میرے اس سفر کا حال کسی سے مت کہنا اور ملکون کی سیر کرتے ہوئے
نصیبین مین آئے اور وہان سے افغانستان مین پہونچے اور ایک مدت تک اُس جگہ
جو کوہ نعمان کہلاتا ہے اُسکے قریب سکونت پذیر رہے چنانچہ اُس جگہ شہزادہ نبی کا
چبوترہ اب تک گواہی دے رہا ہے اور اُسکے بعد پنجاب مین آئے اور ہندوستان کا
بھی سفر کیا اور غالباً بنارس اور نیپال مین بھی پہونچے پھر پنجاب کی طرف لوٹے چونکہ
سرد ملک کے رہنےوالے تھے اس لئے اُس ملک کی شدت گرمی کا تحمل نکر سکے
واسطے کشمیر کا قصد کیا اور کوہ سلیمان پر ایک مدت تک عبادت کرتے رہے اور سکھون کے
زمانے تک اُنکی یادگار کا کوہ سلیمان پر کتبہ موجود تھا اور بقیہ عمر سری نگر مین گذاری اور
ایک سو پچیس ۱۲۵ برس کی عمر مین وہین فوت ہوئے اور محلہ خان یار کے قریب دفن کئے گئے
اور اب تک وہ قبر یوز آسف نبی کی قبر اور شہزادہ نبی کی قبر اور عیسیٰ نبی کی قبر کہلاتی ہے
اور اس مزار کا زمانہ تخمیناً دو ہزار برس بتلاتے ہین اور عوام و خواص مین یہ روایت
بکثرت مشہور ہے کہ یہ نبی شام کے ملک سے آیا تھا ہمارے علما کی یہ غلطی ہے کہ معاً صلیب کے
ساتھ حضرت عیسیٰ کا رفع جسمانی مانتے ہین یسوع کا آسمان پر مع جسم جانا ایک جھوٹا مسئلہ ہے
اور جو مسلمان ایک فرضی دجال اور فرضی مسیح کے منتظر تھے جسکے ماننے سے نئے سر سے
اس شرک کی بنیاد پڑتی ہے جسکی قرآن شریف بیخ کنی کر چکا ہے اور مسئلہ ختم نبوت بھی

ہاتھ سے جاتا ہے سو خداے تعالیٰ نے مجھے بھیجا تاکہ مین اس خطرناک حالت کی اصلاح
کرون اور لوگون کو خالص توحید کی راہ بتاؤن اور وہ حوادث ارضی و سماوی جو مسیح موعود
کے ظہور کی علامات ہین وہ سب میرے وقت مین ظہور پذیر ہو گئے ہین مدت ہوئی
کہ خسوف و کسوف رمضان کے مہینے مین ہو چکا ہے اور ستارہ ذوالسنین بھی نکل چکا ہے
اور زلزلے بھی آئے اور مری بھی پڑی اور عیسائی مذہب بڑے زور شور سے دنیا مین
پھیل گیا اور جیسا کہ آثار مین پہلے لکھا گیا تھا بڑے تشدد سے میری تحقیر بھی ہوئی
غرض تمام علامات ظاہر ہو چکی ہین اور کسر صلیب میرے ہاتھ سے یہ ہوئی کہ نشان
ظاہر ہوے اور پیشگوئیان ظہور مین آئین اور پادریون کا مُنھ بند کیا گیا اور اگر وہ
حیا سے کام لین تو آئندہ اعتراض کرنے کی اُنکو جگہ نہ رہے اور قرآن کی تعلیم نے جو
میری طرف سے بیان کی گئی بڑے بڑے جلسون مین لوگونکا سر جھکا دیا اور عیسائی
مذہب کے اصول کو ایسے طور سے توڑا گیا کہ کبھی کسی کو پہلے اس سے میسر آیا اسی کی
مسیح موعود کے وجود کی علت غائی احادیث نبویہ مین یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ عیسائی
قوم کے دجل کو دور کرینگے اور اُنکے صلیبی خیالات کو پاش پاش کرکے دکھائینگے
چنانچہ یہ امر میرے ہاتھ پر خدا تعالیٰ نے ایسا انجام دیا کہ عیسائی مذہب کے اصول کا
خاتمہ کر دیا مین نے ثابت کر دیا کہ وہ لعنتی موت کہ جو نعوذ باللہ حضرت مسیح کی طرف
منسوب کی جاتی ہے جس پر تمام مدار صلیبی نجات کا ہے وہ کسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی طرف منسوب نہین ہو سکتی اور کسی طرح لعنت کا مفہوم کسی راستباز پر صادق
نہین آ سکتا بخاری کی یہ حدیث کہ مسیح آئیگا اور صلیب کو توڑے گا وہ معنے نہین رکھتی
جو ہمارے قابل رحم علما بیان کرتے ہین کیونکہ اُنھون نے اپنی کوتہ اندیشی سے یہ
سمجھا ہوا ہے کہ مسیح دنیا مین آکر ایک بڑے جہاد کا دروازہ کھولیگا اور محمد مہدی خلیفہ
سے ملکر دین پھیلانے کے لئے لڑائیان کریگا اور تلوار اُٹھائیگا اور ایک بڑی خونریزی
ہوگی جو دنیا کی ابتدا سے اسوقت تک کبھی نہین ہوئی ہوگی اور یہانتک خونریزی کریگا
جو زمین کو خون سے بھر دیگا اور ایسا سخت دل ہوگا کہ جزیہ بھی قبول نہین کریگا

اسکی تقسیم اوقات یہ ہوگی کہ کچھ حصہ دن کا تو لوگوں کو قتل کرنے میں بسر کریگا اور کچھ
حصہ دن کا جنگلوں میں جاکر سوروں کو مارنے میں گذاریگا اسی نے مرزا صاحب ایسے
ومہدی کو **خونریز مسیح** اور **خونریز مہدی** کہتے ہیں) سو یاد رہے کہ یہ عقیدہ غلط
باطل ہے بلکہ کسر صلیب سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مسیح موعود ایسے زمانے میں آئیگا
جبکہ ہر طرف سے ایسے اسباب پیدا ہو جائینگے کہ جنکی پُر زور تاثیروں سے صلیبی مذہب
عقلمندوں کے دلوں سے گرتا جائیگا وہ حق محض جو خدا نے ہمیں سمجھایا ہے یہ ہے کہ
مسیح جسکا دوسرا نام **مہدی** ہے دنیا کی بادشاہت سے ہرگز حصہ نہیں پائے گا بلکہ
اسکے لئے آسمانی بادشاہت ہوگی اسلئے مجھے جو میں مسیح موعود ہوں زمین کی بادشاہت
سے کچھ تعلق نہیں بلکہ ضرور تھا کہ میں غربت اور مسکینی میں آتا اور یہ جو حدیثوں میں آیا ہے
کہ مسیح **حکم** ہوکر آئیگا اور وہ اسلام کے تمام فرقوں پر حاکم عادل ہوگا سو یہ حکومت
اسکی زمین کی نہیں ہوگی بلکہ ضرور ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ بن مریم کی طرح غربت اور
خاکساری سے آئیگا سو ایسا ہی وہ ظاہر ہوا تاکہ وہ سب باتیں پوری ہوں جو صحیح بخاری
میں ہیں کہ یضع الحرب یعنی وہ مذہبی جنگوں کو موقوف کر دیگا اور اسکا زمانہ امن اور
صلح کاری کا ہوگا۔ لاٹھی اور تلوار سے ہرگز دین دلوں میں داخل نہیں ہو سکتا
خدا کے سچے مسیح اور مہدی کے لئے ضروری ہے کہ آسمانی نشانوں کے ساتھ دین کو
پھیلائے تاکہ وہ لوگ شرمندہ ہوں جنہوں نے خدا کے دین اسلام پر ناحق جھوٹے
الزام لگائے سو اس وجہ سے میں نشانوں کے ساتھ بھیجا گیا ہوں اور ایک بڑا بھاری
معجزہ میرا یہ ہے کہ میں نے بدیہی ثبوتوں کے ذریعہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی
وفات کو ثابت کر دیا ہے اور انکی جائے وفات اور قبر کا پتہ دیدیا ہے میں اسلئے نہیں آیا
کہ آپ لوگوں کو دنیا کے گندے مال میں مبتلا کروں اور آپ پر ہوا و ہوس کے پورے
دروازے کھول دوں بلکہ میں اسلئے آیا ہوں کہ موجودہ دنیا کے خلا سے بھی کچھ کم کر کے
خدا تعالیٰ کی طرف کھینچوں پس حقیقت میں آپ لوگوں کا میرے آنے سے بہت ہی حرج ہوا
یہ بات جلد عقلمند اور منصف مزاج کی سمجھ میں آسکتی ہے کہ ہر ایک مجدد ان مفاسد کے

دور کرنے کے لئے مبعوث ہوتا ہے جو سب سے زیادہ خطرناک اور سب سے زیادہ
موجب ہلاک اور نیز سب سے زیادہ کثرت میں ہوتے ہیں اور انہیں خدمات کے
مناسب حال اُس مجدد کا نام آسمان پر ہوتا ہے اور جبکہ یہ بات واقعی اور صحیح ہے
تو صاف ظاہر ہے کہ اس پُر آشوب زمانے میں جبکہ لوگ چاروں طرف سے عیسائیت
کی پُر زہر تعلیم سے ہلاک ہوتے جاتے ہیں بڑا کام مجدد کا یہ ہونا چاہئے کہ اہل اسلام کی
ذریت کو اس زہر سے بچائے اور صلیبی فتنوں پر اسلام کو فتح بخشے اور جبکہ اس صدی
کے مجدد کا یہ کام ہوا تو بلاشبہ آسمان پر اسکا نام **کاسرالصلیب** ہوا میں زور سے
اور دعوے سے کہتا ہوں کہ جس کسر صلیب کا بخاری میں وعدہ تھا اسکا پورا سامان
مجھے عطا کیا گیا ہے اور ہر ایک عقل سلیم گواہی دیگی کہ بجز اس صورت کے اور کوئی مؤثر
اور معقول صورت کسر صلیب کی نہیں۔ مسیح موعود کے اسی امت میں سے آنے پر
بہت سی گفتگو کر کے یہ حدیث لکھی ہے لوکان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجل
من فارس اسکے بعد کہتے ہیں کہ چونکہ اس **فارسی شخص** کی طرف وہ صفت منسوب
کی گئی ہے جو مسیح موعود اور مہدی سے مخصوص ہے یعنی زمین جو ایمان اور توحید سے
خالی ہوکر ظلم سے بھر گئی ہے پھر اسکو عدل سے پُر کرنا لہذا یہی شخص مہدی اور مسیح موعود ہے
اور وہ میں ہوں اکثر لوگوں نے قلت تدبر سے ان تینوں ناموں کی وجہ سے تین علیحدہ
علیحدہ شخص سمجھ لئے ہیں اور تین قومیں انکے لئے مقرر کی ہیں ایک فارسیوں کی قوم
دوسرے بنی اسرائیل کی قوم تیسرے بنی فاطمہ کی قوم مگر یہ تمام غلطیاں ہیں حقیقت
میں یہ تینوں ایک ہی شخص ہے جو تھوڑے تھوڑے تعلق کی وجہ سے کسی قوم کی طرف
منسوب کر دیا گیا ہے مثلاً ایک حدیث سے سمجھا جاتا ہے کہ اہل فارس یعنی بنی فارس
بنی اسحاق میں سے ہیں پس اس طرح وہ آنے والا مسیح اسرائیلی ہوا اور بنی فاطمہ کے
ساتھ امہاتی تعلق رکھنے کی وجہ سے جیسا کہ مجھے حاصل ہے فاطمی بھی ہوا پس گویا وہ
نصف اسرائیلی اور نصف فاطمی ہوا ہاں میرے پاس فارسی ہونے کے لئے بجز الہام الٰہی
کے اور کچھ ثبوت نہیں اور وہ یہ ہے خذوا التوحید التوحید یا ابناء الفارس

یعنی توحید کو پکڑو توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو اور نبی فاطمہ ہونے میں یہ الہام
الحمد للہ الذی جعل لکم الصھر والنسب۔ اشکر نعمتی رئیت خدیجتی یعنی
حمد اور تعریف اُس خدا کے لئے جسنے تمھیں فخر دامادی سادات اور فخر علو نسب جو دونوں
مماثل اور مشابہ ہیں عطا فرمایا یعنی تمھیں سادات کا داماد ہونے کی فضیلت عطا کی اور
میری نعمت کا شکر ادا کر کہ تونے میری خدیجہ کو پایا۔
مرزا صاحب اپنی کتابوں میں بہت جگہ بیان کر چکے ہیں کہ یہ عاجز جو حضرت عیسیٰ
کے رنگ میں بھیجا گیا ہے بہت سے امور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہت رکھتا ہے
یہانتک کہ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائیش میں ایک ندرت تھی کہ بغیر باپ کے
پیدا ہوئے اس عاجز کی پیدائش میں بھی ایک ندرت ہے اور وہ یہ کہ میرے ساتھ ایک
لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ وہ پیغمبر خدا کو **مثیل موسیٰ** کہتے ہیں اور اپنی ذات کو
مثیل عیسیٰ قرار دیتے ہیں انکا قول ہے کہ جیسا کہ ایک سلسلہ چودہ سو برس کی
مدت تک موسیٰ سے لیکر عیسیٰ بن مریم تک ختم ہوا ایسا ہی دوسرا سلسلہ جو خدا کے
کلام میں اسکے مشابہ کھڑا کیا گیا ہے اسی چودہ سو برس کی مدت تک مثیل موسیٰ
یعنی حضرت محمدؐ سے لیکر مثیل عیسیٰ ابن مریم یعنی مرزا صاحب تک ختم ہوا۔
ایک جگہ فرماتے ہیں کہ خدا کے فضل و عنایت سے **امام الزمان** میں ہوں
اللہ فرماتا ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ اولی الامر سے
مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے اور جسمانی طور پر جو شخص
ہمارے مقاصد کا مخالف نہو اور اس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے وہ ہم میں
سے ہے خواہ عیسائی ہو یا مسلمان مرزا صاحب خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ خدا کے
عظیم الشان نشان مجھپر بارش کی طرح اتر رہے ہیں اور غیب کی باتیں مجھپر کھل رہی ہیں
ہزارہا دعائیں ابتک قبول ہو چکی ہیں اور تین ہزار نشان ظاہر ہو چکے ہیں اور
ہر ایک دانشمند سمجھ سکتا ہے کہ میرے الہامات اور پیش گوئیاں انسان کی طاقت سے
بالاتر ہیں۔ مرزا صاحب نے ایک رات کشفی حالت میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ

معلوم ہوتا تھا مگر خواب میں محسوس ہوا کہ اسکا نام خیر علی ہے اُسنے مرزا صاحب
کو ایک جگہ لٹا کر انکی آنکھیں نکالی ہیں اور صاف کی ہیں اور میل و کدورت انکمیں سے
پھینک دی ہے اور ہر ایک بیماری اور کوتہ بینی کا مادہ نکالدیا ہے اور مصفا نور جو
آنکھوں میں سے پہلے سے موجود تھا مگر بعض مواد کے نیچے دبا ہوا تھا اُسکو ایک
چمکتے ہوئے ستارے کی طرح بنا دیا ہے اور یہ عمل کر کے پھر فرشتہ غائب ہو گیا اور
مرزا صاحب اُس کشفی حالت سے بیداری کی طرف منتقل ہو گئے اور کہتے ہیں کہ ایک دفعہ
مجھکو کشفی طور پر دکھایا گیا کہ میں نے بہت سے احکام قضا و قدر کے اہل دنیا کی نیکی
بدی کے متعلق اور نیز اپنے لئے اور اپنے دوستوں کے لئے لکھے ہیں اور پھر تمثیل کے
طور پر میں نے خدا کو دیکھا اور وہ کاغذ جناب باری کے آگے رکھدیا کہ وہ اُسپر دستخط
کر دے سو خدا نے سرخی کی سیاہی سے دستخط کر دئے اور قلم کی نوک پر جو سرخی زیادہ تھی
اُسکو جھاڑ دیا اُسکے قطرے میرے کپڑوں پر پڑے جنکو میں نے بچشم خود دیکھا۔
ایک بار عالم کشف میں دیکھا کہ میں نے بشمبرداس کھتری کے نوشتۂ قضا و قدر کی
نصف قید کو اپنے قلم سے کاٹ دیا مگر بری نہیں کیا ایک بار کشف میں دیکھا کہ وہ اور
حضرت عیسیٰ ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔
ایک بار حالت کشفی میں اللہ کی روح اُنپر غالب ہو گئی اور اُسنے اپنے وجود میں مرزا صاحب
کو پنہان کر لیا اور انھوں نے اس حال میں دیکھا کہ وہ نئے نظام اور نئے آسمان اور
نئی زمین کے پیدا کرنے پر قادر ہیں پھر انھوں نے آسمان و دنیا کو پیدا کیا الی آخرہ۔
لکھتے ہیں کہ ایکبار مجھے خدا نے مخاطب کر کے فرمایا **یلاش** خدا کا نام ہے یہ ایک نیا الہامی
لفظ ہے کہ ابتک میں نے اُسکو اس صورت پر قرآن اور حدیث میں نہیں پایا اور کسی
لغت کی کتاب میں دیکھا اُسکے معنے مجھپر یہ کھولے گئے کہ یا لا شریک۔ الہام میں بار بار
میرا نام **ابراہیم** رکھا گیا ہے جیسا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۶۱ میں الہام ہے
سلام علی ابراھیم صافیناہ الخ۔
جس طرح خدا تعالی نے مصائب سے نجات پانے کے لئے بعض اپنے نبیوں کو دعائیں

سکھلائین تھین مرزا صاحب کو بھی خدا نے الہام کرکے ایک دعا سکھلائی اور وہ یہ ہے سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم اللھم صل علی محمد وآل محمد وہ کہتے ہین کہ ہم اپنی اجتہادی باتون کو خطا سے معصوم نہین سمجھتے اجتہادی غلطی نبیون اور رسولون سے بھی ہوجاتی ہے۔

مرزا صاحب پر کئی بار عدالتون مین مقدمات بھی دائر ہوئے مگر نہایت کشاکش کے بعد وہ ہر ایک مقدمے مین آخرکار بری ہوگئے ان مقدمات کو وہ ابتلا کے ساتھ تعبیر کرتے ہین بعض مقدمات اُنپر اپنے سخت لہجہ کی وجہ سے اور بعض کسی کی موت یا ذلت کی پیش گوئی کے سبب سے عائد ہوئے۔

ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کے اقدام قتل کا مقدمہ اُنپر دائر کیا گیا جو ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور کی عدالت سے ۲۳۔ اگست ۱۸۹۷ء کو خارج کیا گیا بری کرنے کے حکم کے آخر مین مرزا صاحب کے حق مین نوٹس بطور تہدید کے لکھا گیا کہ ہم اس موقع پر مرزا غلام احمد کو بذریعہ تحریری نوٹس کے جسکو اُنھون نے خود پڑھ لیا اور اسپر دستخط کردیے ہین باضابطہ طور سے متنبہ کرتے ہین کہ اُن مطبوعہ دستاویزات سے جو شہادت مین پیش ہوئی ہین یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اُنھون نے اشتعال دہ غصہ لانے والے رسالے شائع کئے ہین جنسے اُن لوگون کی ایذا متصور ہے جن کے مذہبی خیالات اُن کے مذہبی خیالات سے مختلف ہین جو اثر اُن کی باتون سے اُن کے بے علم مریدون پر ہوگا اسکی ذمہ داری اُنھی پر ہوگی اور ہم اُنھین متنبہ کرتے ہین کہ جب تک وہ زیادہ تر میانہ روی کو اختیار نہ کرینگے وہ قانون کی زد سے بچ نہین سکتے بلکہ وہ اُس کی زد کے اندر آجاتے ہین۔

مرزا صاحب نے ڈپٹی عبداللہ آتھم کی نسبت یہ پیش گوئی کی کہ وہ روز ختم مباحثہ سے ۱۵ مہینہ تک ہاویہ مین ڈالا جائیگا جبکہ آتھم ۱۵ مہینہ کے اندر فوت نہین ہوا تو مرزا صاحب نے تاویل کی کہ الہام حق کی طرف رجوع کی شرط سے وابستہ تھا عیسائیون نے مرزا صاحب کی تکذیب کی اور اس تاویل کو نہ مانا تو اُنھون نے چار ہزار روپیہ اس بات کے لئے دینا کیا

کہ وہ مجلس مین قسم کھاجائے کہ اُسنے دل مین خدا کی طرف رجوع نہین کیا مگر آتھم نے قسم کھانے سے صاف انکار کردیا مرزا صاحب کہتے ہین کہ الہام مین پیش از وقت شائع کیا گیا تھا کہ آتھم رجوع سے فائدہ اُٹھائے گا لیکن اگر گواہی کو پوشیدہ رکھیگا تو پھر جلد پکڑا جائیگا اور فوت ہوجائیگا اُسنے شرط پر عمل کیا تو بہ قدر اُس عمل کے تاخیر ہوگئی اور جب گواہی کو چھپایا تو پکڑا گیا اور آخری اشتہار سے چھ ماہ بعد فوت ہوگیا اگر وہ اُس حیرت اور خاموشی اور خوف پر قائم رہتا جو اُس نے پیش گوئی کی میعاد مین اختیار کی تھی تو اُسکو لمبی زندگی دیجاتی اور وہ بیس برس تک اور زندہ رہتا۔

ایک آریہ لیکھرام کی موت کی نسبت پیش گوئی کی کہ وہ چھ برس کے اندر ہلاک کیا جائیگا وہ ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو ایسے وقت مین مارا گیا کہ مرزا صاحب کی پیش گوئی مین بھی ڈھائی سال باقی تھے مرزا صاحب کہتے ہین کہ جس طرح گوسالہ سامری کے کٹنے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بڑی عزت پائی تھی اسی کے مطابق اس بندے کی عزت کو بھی اللہ نے زیادہ کیا اور جس طرح گوسالہ بنانے کے بعد خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر طاعون بھیجی تھی اسی طرح لیکھرام کے مرنے کے بعد بھی اس ملک مین طاعون پھیلی عبداللہ آتھم کی پیش گوئی جمالی تھی اور لیکھرام کی جلالی۔ یہ پیش گوئی جو مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین مشترک ہو اور لیکھرام کا حال کسرے یعنی خسرو پرویز سے مشابہ ہے اور جیسا کہ تمام مسلمانون کا یہ عقیدہ ہے کہ کسریٰ کا مارا جانا ایک بڑا معجزہ تھا ایسا ہی اگر مسلمان چاہین تو گواہی دے سکتے ہین کہ لیکھرام کا مارا جانا بھی ایک بڑا معجزہ تھا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ نے گورنمنٹ تک یہ شکایتین پہونچائین کہ مرزا صاحب گورنمنٹ انگریزی کے بدخواہ ہین اور بغاوت کے خیالات رکھتے ہین تو اُنھون نے اعلان کیا کہ جس فرقے کا خدا نے مجھے امام اور پیشوا مقرر کیا ہے ایک بڑا امتیازی نشان اپنے ساتھ رکھتا ہے اور وہ یہ کہ اس فرقے مین تلوار کا جہاد بالکل نہین

اور نہ اسکا انتظار ہے بلکہ یہ مبارک فرقہ نہ ظاہر طور پر اور نہ پوشیدہ طور پر جہاد کی تعلیم کو جائز سمجھتا ہے اور قطعًا اس بات کو حرام جانتا ہے کہ دین کی اشاعت کے لئے لڑائیاں کی جائیں یہ نظم بھی اُنھوں نے بنائی ہے ؎

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے — دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

اُنھوں نے ۷ ستمبر ۱۸۹۹ء کو ایک درخواست شائع کی جس میں گورنمنٹ انگریزی پر ظاہر کیا ہے کہ اس ملک کے مسلمان مجھے اس وجہ سے بھی کافر کہتے ہیں کہ میں نے انگریزی سلطنت کو سلطنت روم پر ترجیح دی ہے اور یہ لوگ مجھے اس وجہ سے بھی کافر ٹھہراتے ہیں کہ میں نے خدا کے سچے الہام سے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور اس خونی مھدی کے آنے سے انکار کیا ہے جس کے یہ لوگ منتظر ہیں آخر درخواست میں تحریر کرتے ہیں کہ میں سلطنت انگریزی کے مقابل سلطنت روم کو بھی نہیں پاتا جو اسلامی سلطنت کہلاتی ہے۔

مرزا صاحب نے اپنے متبعوں کا نام فرقۂ احمدیہ اور احمدی مذہب کے مسلمان رکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے ایک محمد دوسرا احمد انمیں سے محمد جلالی نام تھا اور اس میں یہ مخفی پیش گوئی تھی کہ آنحضرت اُن دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دینگے جنھوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صدہا مسلمانوں کو قتل کیا لیکن اسم احمد جمالی نام تھا جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں آشتی اور صلح پھیلا ینگے اور خدا نے ان دونا موں کی اسطرح پر تقسیم کی کہ اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکے کی زندگی میں اسم احمد کا ظہور تھا اور ہر طرح سے صبر و شکیبائی کی تعلیم تھی اور پھر مدینے کی زندگی میں اسم محمد کا ظہور ہوا اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت سے ضروری تھی لیکن یہ پیش گوئی کی گئی کہ آخری زمانے میں پھر اسم احمد ظہور کریگا اور ایسا شخص ظاہر ہوگا جسکے ذریعہ سے احمدی صفات ظہور میں آئینگی اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائیگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

دو بروزوں کی حاجت پڑی ایک بروز محمدی موسوی دوسرا بروز احمدی عیسوی بروز محمدی موسوی کے لحاظ سے مظہر حقیقت محمدیہ کا نام مھدی رکھا گیا اور اہلاک ملل باطلہ کے لئے بجائے سیف کے قلم سے کام لیا گیا اور بروز احمدی عیسوی کے لحاظ سے مظہر حقیقت احمدیہ کا نام مسیح اور عیسیٰ رکھا گیا۔
وہ کہتے ہیں کہ ہماری مجلس خدا نما ہے انکو خدا کی طرف سے عربی فارسی اردو انگریزی میں الہام ہوتا ہے کبھی ایک ہی سلسلۂ الہام میں ایک وقت میں کئی زبانوں کے الفاظ ہوتے ہیں۔ بطور نمونہ ملاحظہ ہو۔
(۱) لاتخف انك انت الاعلیٰ یعنی کچھ خوف مت کر کہ تو غالب ہے۔
(۲) بکرٌ و ثیبٌ۔ مرزا صاحب اس الہام کے یہ معنے بیان کرتے ہیں کہ خدا کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائیگا جنمیں سے ایک بکر ہوگی دوسری بیوہ
(۳) ایک زمانے میں مرزا صاحب کا دل بباعث گوشہ گزینی اور ترک دنیا کے اہتمامات تاہل سے سخت کارہ تھا اور عیالداری کے بوجھ سے طبیعت متنفر تھی تو اس حالت کے تصور کے وقت یہ الہام ہوا ؎ ہرچہ باید نو عروسے را ہمہ سامان کنم (یعنی اس شادی میں تجھے کچھ فکر نہیں کرنا چاہئے ان تمام ضروریات کا رفع کرنا میرے ذمے رہےگا)۔
(۴) یا احمد اسکن انت وزوجك الجنة۔
(۵) قادر ہے وہ بارگہ ٹوٹا کام بناوے بنا بنایا توڑ دے کوئی اسکا بھید نہ پاوے
(۶) دس دن کے بعد موج دکھاتا ہوں الا ان نصر اللّٰہ قریب فی شائل مقیاس وتیں دل یو گو ٹو امرتسر یہاں تک الہام کی عبارت ہے مطلب اسکا یہ ہے کہ دس دن کے بعد روپیہ آئیگا خدا کی مدد نزدیک ہے اور جیسے جب جننے کے لئے اونٹنی دُم اٹھاتی ہے تب اسکا بچہ جننا نزدیک ہوتا ہے ایسا ہی مدد الٰہی بھی قریب ہے دس دن کے بعد جب روپیہ آئےگا تب تم امرتسر بھی جاؤ گے۔
(۷) اپنی چمکار دکھلاؤنگا اپنی قدرت نمائی سے تجھکو اٹھاؤنگا دنیا میں ایک

نذیر آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے
زور آور حملون سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔
(۸) ایک عزت کا خطاب ایک عزت کا خطاب الک خطاب العزة ایک بڑا نشان اسکے ساتھ ہو
(۹) اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔

مرزا صاحب اپنی دعا کے ضمن مین خدا سے خطاب کرتے ہین تو نے ہی اس چودھوین صدی کے سر پر مجھے مبعوث کیا اور فرمایا کہ اُٹھ کہ مین نے تجھے اس زمانے مین اسلام کی حجت پوری کرنے کے لئے اور اسلامی سچائیون کو دنیا مین پھیلانے اور ایمان کو زندہ اور قوی کرنے کے لئے چنا اور تو نے ہی مجھے کہا کہ تو میری نظر مین منظور ہے مین اپنے عرش پر تیری تعریف کرتا ہون تو نے ہی مجھے فرمایا کہ تو وہ مسیح موعود ہے جسکے وقت کو ضائع نہین کیا جائے گا۔ اور تو نے ہی مجھے مخاطب کر کے کہا کہ تو مجھے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید اور تو نے ہی مجھے فرمایا کہ تو میری درگاہ مین وجیہ ہے مین نے اپنے لئے مجھے اختیار کیا۔

مرزا صاحب نے البدر مورخہ ۱۹ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء مین شایع کرایا تھا کہ میرا کام جس کے لئے کہ مین عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دون اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلا دون پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہون اور یہ علت غائی ظہور مین نہ آئے تو مین جھوٹا ہون۔

مرزا صاحب نے مباہلے کے مقابلے مین جس مین لعنت ہوتی ہے اعجازی مقابلہ ایجاد کیا جو کہ فصیح و بلیغ عبارت اس حد تک لکھی جائے کہ کوئی مخالف اسکی نظیر بنانے پر قادر نہو۔

مرزا صاحب تحفہ گولڑویہ مین لکھتے ہین کہ ہندو اپنے گزشتہ اوتارون کے نامون پر آئندہ اوتارون کے انتظار کرتے رہے ہین اور اب بھی آخری اوتار کو جس کو **کلکی اوتار** کے نام سے موسوم کرتے ہین **کرشن کا اوتار** مانتے ہین اور کہتے ہین کہ جیسا کہ کرشن کی صفات مین سے رودر گوپال ہے یعنی سورونکو ہلاک کرنے والا اور گایون کو پالنے والا ایسا ہی کلکی اوتار ہوگا یہ ایک کرشن کی صفات کی نسبت استعارہ ہے کہ وہ درندون کو ہلاک کرتا تھا یعنی سورون اور بھیڑیون کو

اور گایون کو پالتا تھا یعنی نیک آدمیون کو اور مراد اس سے یہ ہے کہ زمانے کا دور ہی ایسا آجائے گا اور آسمانی ہوا شریرون کو نابود کرتی جائیگی اور نیک بڑھینگے اور پھولینگے اور زمین کو پُر کرینگے تب اس مسیح پر رودر گوپال کا اسم صادق آئے گا اور مین جو وہی مسیح اور مظہر صفات مذکورہ ہون اسلئے کشفی طور پر مجھے ایک شخص دکھایا گیا گویا وہ سنسکرت کا ایک عالم آدمی ہے جو کرشن کا نہایت درجہ معتقد ہے وہ میرے سامنے کھڑا ہوا اور مجھے مخاطب کر کے بولا کہ ہے رُودر گوپال تیری استت گیتا مین لکھی ہے اُسوقت مین سمجھا کہ تمام دنیا ایک رودر گوپال کا انتظار کر رہی ہے خدا نے کشفی حالت مین بارہا مجھے اس بات پر اطلاع دی ہے کہ آریہ قدیم مین کرشن نام ایک شخص جو گذرا ہے وہ خدا کے برگزیدون اور اپنے وقت کے نبیون مین سے تھا اور میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ مین ہون کرشن کی دو صفت ہین ایک رُودر یعنی درندون اور سورون کو قتل کرنے والا یعنی دلائل اور نشانون سے دوسرے گوپال یعنی گایون کا پالنے والا یعنی اپنے انفاس سے نیکون کا مددگار اور یہ دونون صفتین مسیح موعود کی صفتین ہین

مرزا صاحب کی اس آخری الہامی جہت کی داد دینے کو جی چاہتا ہے اس نئی تثلیث نے مسلم عیسائی اور اہل ہنود سب کو اپنی اپنی جگہ پر اپنے اپنے عقیدے اور رسم و رواج پر قائم رہنے کے باوجود ایک ہی سلسلے مین منسلک کرنے اور سہ رنگی بھیڑون کا ایک گلہ بنانے اور بالآخر نجات دلانے کا بیڑہ اُٹھایا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ مرزا صاحب نے اول اول دعویٰ مجددیت کیا پھر ظلی طور پر مسیح موعود ہوئے پھر بروزی مسیح موعود بنگئے جب ترقی ہوئی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل ہوگئے اسی اثنا مین مہدی حَکَم۔ کاسر الصلیب امام الزمان وغیرہ وغیرہ بھی بنتے رہے حتی کہ کرشن ہونے کے بھی مدعی ہو گئے شدہ شدہ انکی کیے یہانتک بڑھی کہ اصلی مسیح موعود ہوگئے جب یہ دعویٰ بھی فیاضی کے ساتھ انکی جماعت نے تسلیم کر لیا تو پھر حضرت مسیح سے بھی افضل ہونیکا دعویٰ کر دیا۔ انکا شعر ملاحظہ ہو۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اُس سے بہتر غلام احمد ہے

جب خوش اعتقادوں نے اسپر بھی اُف نہ کی تو مرزا صاحب تھے آدمی سمجھدار انھوں نے خیال کیا کہ جب مصدقین اس بُری طرح اپنی عقلوں کو آم پر اور ہمارے کلام پر نثار کر رہے ہیں تو اب کور کسر اظہار رکھنے کی کوئی وجہ نہیں چنانچہ انکو فوراً الہام ہوا انت منی بمنزلۃ اولادی اولاد کے بننے کے بعد اب خدائے تعالیٰ کے ساتھ بے تکلف دوستی ہوتی ہے چنانچہ اپنے رسالہ ضرورۃ الامام صفحہ ۲۴ میں لکھدیا کہ خدائے تعالیٰ اس عاجز سے بہت قریب ہوجاتا ہے اور کسی قدر پردہ اپنے روشن چہرے سے اتار دیتا ہے اور میں اپنے تئیں ایسا پاتا ہوں کہ گویا کوئی مجھ سے ٹھٹھا کر رہا ہے۔ دیکھئے جب ٹھٹھے بازی تک نوبت پہونچ چکی تو اب برابری دوستی میں کیا شبہہ رہا۔ اسکے بعد مرزا صاحب عین خدا ہوجاتے ہیں چنانچہ الحکم مورخہ ۲۴۔ فروری ۱۹۰۵ء میں مرزا صاحب کا الہام لکھا ہے انما امرک اذا اردت شیئاً ان تقول له کن فیکون مرتبہ کن فیکون حاصل ہونے کے بعد انہیں اور خدائے تعالیٰ میں کیا فرق رہا۔ دیکھئے سلسلہ کہاں سے شروع ہوا اور اسکا خاتمہ کہاں ہوا۔ پھر لطف یہ کہ اسکے بعد بھی مجددیت کے پردے کی آڑ لیتے رہے اور مثیل مسیح موعود اور مثیل مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کو لکھتے رہے۔

غرض کہ مرزا صاحب اپنی تحریرات کے بموجب خدا بھی تھے خدا کی اولاد بھی تھے اور خدا کے دوست بھی تھے۔ کرشن بھی تھے۔ مہدی بھی تھے۔ مجدد بھی تھے۔ مسیح بھی تھے۔ ظلی نبی بھی تھے اور نہ معلوم کیا کیا تھے انپر ایمان فرض بھی تھا کیونکہ نبی تھے اور بالکل فرض نہ تھا کیونکہ صرف مجدد تھے۔ غرض مرزا صاحب سب کچھ تھے اقوال میں تناقض بھی تھا زبانی جمع خرچ کے لحاظ سے پکے دیندار تھے عمل کے لحاظ سے دنیاداروں کی بھی انکے سامنے ہستی نہ تھی مرزا صاحب کیا تھے سراسر گلدستۂ عجائب تھے لیکن جو خوش اعتقادی انکی نسبت قائم ہوچکی تھی وہ نہ گئی پر نہ گئی۔

بعض باتوں کو بعد میں مرزا صاحب نے خود منسوخ کیا۔

فرماتے ہیں کہ جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا صرف ان معنوں سے کیا

[...]معنوں میں مستقل طور پر شریعت لانے والا نہیں ہوں۔ نہ میں بلا واسطہ نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کرکے اور اپنے لئے اسکا نام پا کر اسکے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں ان معنوں سے رسول اور نبی ہونے سے انکار نہیں کرتا (ایک غلطی کا ازالہ نمبر ۶ ص ۱)۔

ملا عبد اللطیف خوست کو امیر حبیب اللہ خان والی کابل نے اسلام سے پھر جانے اور مرزا صاحب قادیانی کو پیغمبر قبول کر لینے اور پیغمبران علیہم السلام کی توہین کرنے اور بالخصوص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سخت گندی گالیاں دینے کی پاداش میں باوجود توبہ کی مہلت کے سنگسار کرادیا کیونکہ شریعت اسلام میں تاکیدی حکم ہے کہ ایسے شخص کو سنگسار کیا جائے پس فقیہان شریعت کے فتوے کے مطابق ایسا کیا گیا۔

مرزا صاحب نے بڑے شد و مد سے دعویٰ کیا تھا کہ میرا ایک عورت سے نکاح ہونا ضروری ہے جو آسمان پر اُنسے پڑھا جاچکا تھا مگر وہ بی بی باوجود ہزار کوششوں کے انکے نکاح میں نہ آئی بلکہ اس زمانے سے آجتک ایک دوسرے شریف آدمی کی بی بی ہے۔

مرزا صاحب نے جب دیکھا کہ اب آسمانی منکوحہ کے ملنے کی کوئی امید نہیں تب انھوں نے حقیقۃ الوحی میں لکھدیا کہ خدا جس خبر اور وعدے کو چاہے پورا کردے اور جسکو چاہے باطل کردے اور بہت سی پیش گوئیاں انکی ہوتے سے باطل ثابت ہوگئیں مثلاً

(۱) مولوی ثناء اللہ میری زندگی میں فوت نہ ہوا تو میں دجال اور کذاب ہوں (اشتہار مرزا صاحب مورخہ ۱۵ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء)۔

(۲) جوانی کا واپس آنا (بدر مورخہ ۲۴ مئی سنہ ۱۹۰۶ء)۔

(۳) ڈاکٹر عبد الحکیم میری آنکھوں کے روبرو اصحاب فیل کی طرح نیست و نابود ہو جائے گا (تبصرہ مورخہ ۱۵ نومبر سنہ ۱۹۰۶ء)۔

(۴) مرزا صاحب کی عمر ۹۵ سال کی ہوگی (الحکم ۲۴۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء)۔

(۵) قیامت خیز زلزلہ آنے کو ہے (مرزا صاحب کا اشتہار مورخہ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء)۔

(۶) غلام حلیم اور یحییٰ کی بشارت (تبصرہ)۔

(۷) عالم کباب کی پیدایش جسکے پیدا ہوتے ہی تمام عالم کے لئے تباہ ہو جانا تھا اور پھر مرزائیون کی فتح اور خوشی ہونی تھی (الحکم ۱۰ جون سنہ ۱۹۰۵ء)۔

(۸) دوبارہ زندگی منسوخ شدہ زندگی (البدر ۲۳-اپریل سنہ ۱۹۰۵ء)۔

(۹) دو خواتین مبارکہ تیرے نکاح مین آئینگی جنکو تو نصرت جہان بیگم کے بعد پائیگا اور ان سے تیری نسل بکثرت ہوگی (مرزا صاحب کا اشتہار مورخہ ۲۰ فروری سنہ ۱۸۸۶ء) ان پیش گوئیون کے وقوع مین آنے سے پیشتر - ۲۶ مئی سنہ ۱۹۰۸ء مطابق ۲۵ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۶ ہجری کو دس بجکر دس منٹ پر بوقت صبح لاہور مین عارضہ ہیضہ یا درد گردہ سے انتقال کیا تاہم اُنھین اپنے کام مین خاصی کامیابی ہوئی اور لاکھون تک اُنکے مریدون کی تعداد پہونچ گئی جن مین کئی رئیس اور جاگیردار اور اکثر تعلیم یافتہ اور بڑے بڑے تاجر شامل ہین ـله

تنبیہ۔ مرزا صاحب نے علماے اہل سنت والجماعت کو جن الفاظ سے یاد کیا ہے اُس سے زیادہ گندے الفاظ کسی کو میسر نہین آسکتے۔ چنانچہ ملاحظہ فرمایئے قصائد احمدیہ وغیرہ۔ خبیث ۔شیطان۔ مضل ۔کذاب۔ ناری۔ غوی۔ اجہل۔ احمق۔ شقی۔ ذیب کلب۔ ملاعین۔ اشرار الناس۔ نتان۔ دجال مفتری اوباش بے ایمان۔ بے حیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ مولوی نذیر حسین دہلوی نے مرزا صاحب کے حق مین تکفیر کا فتویٰ لکھا ہے جس پر بہت سے علما کی تصدیق ہے اُس مین اُنھون نے بیان کیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اہل سنت سے خارج ہین اُنکا عمل اور طریق ملحدین باطنیہ وغیرہ اہل ضلال کا طریق ہے اُنکے دعوے واشاعت اکاذیب در اس ملحدانہ طریق سے اُنکو تیس دجالون مین سے جنکی خبر حدیث مین وارد ہے ایک دجال کہہ سکتے ہین اب مسلمانون کو چاہیے کہ اُن سے احتراز کرین اور اُنسے وہ دینی معاملات نکرین جو اہل اسلام مین باہم ہونے چاہیین اُنکی صحبت اختیار کرین اور نہ اُنکو ابتداءً سلام کرین اور نہ اُنکو دعوت مسنون مین بلائین اور نہ اُنکی دعوت قبول کرین اور نہ اُنکے پیچھے اقتدا کرین اور نہ اُن کے جنازے کی نماز پڑھین۔

ـله [illegible]

جون سنہ ۱۹۰۹ء مین ریاست رام پور مین علماے اسلام اور جماعت احمدیہ قادیانی مین نہایت معرکہ کا مناظرہ ہوا۔ اس مناظرے کے دوران مین ایک نیا مسئلہ جماعت احمدیہ قادیانی سے معلوم ہوا کہ سات برس کے بعد ہر انسان کا جسم بدل جاتا ہے۔

مرزا صاحب کی مسند خلافت پر حکیم نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح والمہدی کے نام سے ہین اور بیعت توبہ اور بیعت اطاعت لیتے ہین۔

فرقۂ دہم اہل قرآن

فرقۂ اہل قرآن کا مذہب جوکہ چند سال سے مسلمانون مین ایک نیا مذہب جاری ہوگیا اس مین اکثر لوگ پنجاب وصوبہ سرحدی وہندوستان وغیرہ کے شامل ہوچکے ہین اس جدید مذہب کی بنیاد مولوی عبد اللہ صاحب چکڑالوی نے ڈالی ہے اسلئے عام لوگ اس مذہب والونکو بھی چکڑالوی کہتے ہین یہ گروہ ابھی اسلام کے متعدد فرقون مین شمار کیے جانے کے لائق نہین ہوا کیونکہ اس کے معدودے چند پیرو جن مین سے اکثر ناخواندہ ہین صرف لاہور یا اُسکے مضافات مین پائے جاتے ہین اور اُنکے عقائد یہان سے آگے نہین بڑھ سکے لیکن اسمین شک نہین کہ اُنکے اکثر عقائد تمام فرقہاے سابقہ اور موجودہ سے مختلف ہونے کے باعث بہت عجیب ہین دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء کے آخر مین جب مین لاہور کو گیا تھا تو اُن سے ملا تھا اور مغرب کی نماز پڑھتے اُنکو دیکھا تھا خود سب سے پیچھے مسجد کے ستون سے تکیہ لگاکر کھڑے ہوئے کپڑے اُن کے ایک بہت ہی غریب آدمی کے سے تھے اور چہرے پر کوئی رئیسانہ شان نہ تھی اور ساتھ ہی اسکے قد وقامت اور بشرے پر وجاہت کے آثار نہین پائے جاتے بلکہ خاکساری برستی ہے یہی حال اُنکے معتقدین کا دیکھا گیا مجھے اُنھون نے اپنے بنائے ہوئے چند رسائل دیے جنکا استنباط ہدیۂ ناظرین کرتا ہون

ـله [illegible]

انکے نزدیک مسلمانون کی موجودہ نماز اور اُسکے کلمات وتسبیحات کا پڑھنا کفر ہے
اسی لئے انھون نے اپنے گروہ کے لئے ایک نئی نماز بنائی ہے جو دیگر اہل اسلام کی
نماز سے بالکل مختلف ہے جو بات بالفظ قرآن شریف مین صاف مذکور نہین
اُن کے نزدیک وہ لغو اور ناقابل عمل ہے خواہ معتبر احادیث۔ تواریخ یا تواتر
سے اسکا ثبوت کامل موجود ہو اُن کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی نبی
یا رسول سے افضل نہین بلکہ انبیا سب برابر ہین انبیا کے نام کے ساتھ علیہ السلام
کی جگہ سلام علیہ کہتے ہین اور السّلام علیکم کی جگہ سلامٌ علیکم بولتے ہین
گروہ اہل قرآن نے ارادہ کیا ہے کہ جس ذبیحہ پر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھی جائے
اُسے نہ کھائین انھین اعتراض یہ ہے کہ یہ تکبیر قرآن مین کہین نہین پائی جاتی
اور علاوہ اسکے بسم اللہ بھی پوری نہین غرض قرآن کی کوئی اور آیت
پڑھی جائے اسلئے کئی چکڑالویون نے ذبیحہ کھانا چھوڑ دیا ہے۔

(طریق نماز) عام مسلمان جو نماز پڑھتے ہین یہ قرآن مجید کے مطابق نہین یہ اللہ تعالی
نے نہین بتائی بلکہ انھون نے اصل نماز کو بدل ڈالا ہے صرف قرآن مجید ہی کی سکھائی ہوئی
نماز پڑھنی فرض ہے اور اسکے سوا اور کسی طرح کی نماز پڑھنا کفر وشرک ہے قرآن مجید ہی
نے نماز کی تعلیم دی ہے اور دیگر کسی ذریعہ سے تعلیم نہین دی اس آیت مین واقیموا الصلوۃ
ولا تکونوا من المشرکین یعنی قائم رکھو نماز اور شرک کرنے والون سے نہ ہو جاؤ
اللہ تعالی نے اُن لوگون کو مشرک کہا ہے جنھون نے خدا کی سکھائی ہوئی نماز کو چھوڑکر
اپنی نماز بنالی حضرت کی جن لوگون مین پیدایش وپرورش ہوئی اُن مین بھی یہی
نماز مروج تھی وہ لوگ نماز پڑھتے تھے روزے رکھتے تھے حج کرتے تھے کعبے کو
اپنا قبلہ جانتے تھے یہ لوگ مسلمان تھے نماز کے ارکان قیام رکوع قومہ سجدہ جلسہ
قعدہ ان مین ٹھیک طور پر جاری تھے لیکن اذکار نماز ان کے صحیح نہ تھے اور
آسمانی کتاب صحف ابراہیم کی دعائین وہ چھوڑ بیٹھے تھے اور اپنے امامون محدثون
کی بنائی ہوئی دعائین پڑھتے تھے اور ان مین بھی آج کل کے مسلمانونکی طرح

احادیث موجود تھین جن کو وہ ابراہیم اسماعیل واسحاق کے اقوال وافعال
وتقاریر یقین کرتے تھے چونکہ خاتم النبیین نے انہی لوگون مین پرورش پائی تھی
اس لئے یہ یقینی امر ہے کہ جو نماز آپ کے بزرگ ادا کرتے تھے وہ آپ کو بھی بچپن سے
سکھائی گئی تھی اس نماز مین بھی قیام رکوع سجود موجود تھے اور اسی لئے ان
ارکان کی کیفیت آپ خود بھی خوب جانتے تھے آپ کے اصحاب بھی جانتے تھے
نہ جبریل نمونے کی ضرورت تھی اور نہ ہی آپ کو نیا نمونہ بھیجنے کی ضرورت تھی نمونہ
پہلے ہی سے موجود تھا صرف اذکار مین کچھ رد وبدل واقع ہو گیا تھا جسکو رفع کر دیا
گیا لیکن دفعۃً نہین بلکہ بتدریج اور رفتہ رفتہ اشد خوف کی حالت مین دو رکعتین اور
اور اشد اطمینان کی حالت مین چار رکعات اور اشد خوف واطمینان کے بین بین کی
حالت مین دو اور چار کا مابین یعنی تین رکعات بحالت امن سفر مین قصر نماز جائز
نہین بحالت خوف جائز ہے اور انا اعطینٰک الکوثر مین وانحر سے اونٹ کی
قربانی کا حکم نہین بلکہ مراد نماز مین سینہ کھولکر کھڑا ہونا ہے تکبیر کے ساتھ اپنے
کان پکڑنے فرض ہین یہ اقرار جرم وتوبہ کی علامت ہے امامون اور راویون کے
مقلد نماز مین کانون کو نہین پکڑتے وہ کانون یا مونڈھون تک ہاتھ اٹھاتے ہین
ترتیب ارکان نماز کی یہ ہے کہ قیام مین داہنا ہاتھ بائین ہاتھ کی کہنی تک ملاکر دونون
دل پر رکھے جائین رکوع وقومہ مین قیام کی طرح ہاتھ باندھے جائین اور اللہ اکبر
کی بجائے تکبیر یہ ہے وان اللہ ھو العلی الکبیر نماز جمعہ اور عیدین سے پہلے کھڑے
ہو کر خطبے مین قرآن مجید مع ترجمہ سنایا جائے سب آیات ظہر وعصر کے سوا تمام روزمرہ
کی نمازون اور جمعہ اور عیدین مین اسقدر بلند آواز سے نماز پڑھانے والا پڑھے
کہ جسکو اسکے سوا دوسرے ساتھ کے نمازی بھی سن لیوین اور ہر ایک رکن قیام رکوع
قومہ سجدہ جلسہ قعدہ سلام وغیرہ مین یکسان بلند آواز سے پڑھی جائین مگر تکبیر وسلام
ظہر وعصر مین بھی بلند آواز سے پڑھے جائین اور قرآن مجید سے یہ ہرگز ثابت نہین
ہوتا کہ کوئی شخص نمازیون کے آگے اکیلا کھڑا ہو اور نہ ہی امام کا لفظ نماز کے متعلق

کتاب اللہ مین کسی جگہ آیا ہے پس نماز پڑھانے والے کو بھی دوسرے نمازیون کے ساتھ
کھڑا ہونا چاہیے آگے کھڑا ہونا ہرگز جائز نہین اور نہ اذان مروجہ کا قرآن مجید مین
کوئی ذکر ہے اس لئے اذان کا کہنا ناجائز ہے ہان ندا اور منادی کے الفاظ مذکور
ہوئے ہین لیکن ان سے مراد پانچون اوقات ہین نہ موجودہ اذان یہ بھی دیگر رسوم
کی طرح ایک رسم ہے۔ قیام رکعت اول مین پڑھے انی وجهت وجهي للذي
فطر السموات والارض حنيفا وما انا من المشركين ان صلوتي ونسكي
ومحياي ومماتي لله رب العالمين لا شريك له وبذلك امرت وانا اول المسلمين
ربنا عليك توكلنا واليك انبنا واليك المصير ربنا لا تجعلنا فتنة للذين
كفروا واغفر لنا ربنا انك انت العزيز الحكيم نقلی آیات قیام اول مین پڑھے
على الله توكلنا ربنا لا تجعل فتنة للقوم الظالمين ونجنا برحمتك من القوم
الكافرين ربنا لا تجعلنا من القوم الظالمين اور قیام ہر رکعت مین بسم اللہ
اور الحمد اور قل ھو اللہ پڑھے رکوع مین پڑھے سبحان ربنا ان كان وعد ربنا
لمفعولا الحمد لله الذي لم يتخذ ولدا ولم يكن له شريك في الملك ولم يكن له
ولي من الذل ربنا اصرف عنا عذاب جهنم ان عذابها كان غراما انها
ساءت مستقرا ومقاما ربنا وسعت كل شيء رحمة وعلما فاغفر للذين تابوا
واتبعوا سبيلك وقهم عذاب الجحيم ربنا وادخلهم جنت عدن التي وعدتهم
يومئذ فقد رحمته وذلك هو الفوز العظيم رکوع مین نقلی دعائین پڑھے ربنا
هب لنا من ازواجنا وذرياتنا قرة اعين واجعلنا للمتقين اماما قومہ مین پڑھے ربنا
ما خلقت هذا باطلا سبحانك فقنا عذاب النار ربنا انك من تدخل النار
فقد اخزيته وما للظالمين من انصار ربنا اننا سمعنا مناديا ينادي للايمان
ان آمنوا بربكم فآمنا ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وكفر عنا سيئاتنا وتوفنا مع الابرار
ربنا وآتنا ما وعدتنا على رسلك ولا تخزنا يوم القيامة انك لا تخلف الميعاد
سجدہ اول ودوم مین رکوع کی سب آیات پڑھی جائین۔ اور جلسہ مین قومہ کی

سب آیات پڑھی جائین قعدہ مین پڑھے ربنا لا تؤاخذنا ان نسينا او اخطانا
ربنا ولا تحمل علينا اصرا كما حملته على الذين من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة
لنا به واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا على القوم الكافرين
ربنا افرغ علينا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا على القوم الكافرين ربنا لا تزغ
قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب ربنا
انك جامع الناس ليوم لا ريب فيه ان الله لا يخلف الميعاد وسع ربنا
كل شيء علما على الله توكلنا ربنا افتح بيننا وبين قومنا بالحق وانت خير
الفاتحين ربنا آتنا من لدنك رحمة وهيئ لنا من امرنا رشدا ربنا آتنا
في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار قعدہ مین یہ نقلی دعائین
پڑھے ربنا اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا في امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا على
القوم الكافرين ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنكونن من
الخاسرين ربنا آمنا فاغفر لنا وارحمنا وانت خير الراحمين
درود یعنی سلام تمام رسولون پر سبحان ربك رب العزة عما يصفون
وسلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين اخیر قعدہ کے آخر مین نقلی
دعا پڑھے ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم خاتمے پر دائین بائین
اس طرح سلام کرے سلام عليك كتب ربكم على نفسه الرحمة انه من عمل
منكم سوءا بجهالة ثم تاب من بعده واصلح فانه غفور رحيم نقلی آیات سے
یہ مراد ہے کہ ان کے پڑھنے سے ثواب ہو اور اگر نہ پڑھی جائین تو پھر بھی نماز ہو جاتی ہے
(حدیث) یہ ہو ہی نہین سکتا کہ کسی نبی نے ماسوا کتاب اللہ کے کوئی قولی یا فعلی
یا تقریری حدیث اپنی امت مین جاری کی ہو جو لوگ یہ کہتے ہین کہ محمد رسول اللہ نے ماسوا
کتاب اللہ کے بھی احکام بتائے ہین وہ حقیقت مین خاتم النبیین پر سب کرتے ہین
کتاب اللہ کے مقابلے مین انبیا اور رسولون کے اقوال وافعال یعنی احادیث قولی
وفعلی وتقریری پیش کرنے کا مرض ایک قدیم مرض ہے اور جس طرح مختلف فرقے

آج کل قرآن مجید کے مقابلے مین احادیث پیش کرتے ہین اور انکو محمد رسول اللہ کی طرف منسوب کرتے ہین یہی حال اُن لوگون کا تھا جو آپ کے مقابل ومخاطب تھے وہ بھی یقیناً اہل حدیث ہی تھے کیونکہ ابراہیمؑ اسماعیلؑ سلیمانؑ یعقوبؑ اسحاقؑ کی احادیث کتاب اللہ کے مقابلے مین پیش کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اُن انبیا کی ایسی احادیث سے بریت ظاہر کی اور اُن احادیث کو کفر وشرک کہا اور لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ یعنی البتہ اگر تو شرک کریگا تو تیرے تمام عمل برباد ہو جائینگے اس آیت مین بھی مشرکانہ افعال اقوال مراد ہین جسطرح شرک فی العبادۃ موجب عذاب ہے اسی طرح شرک فی الحکم یعنی مسائل مین سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کا حکم ماننا بھی اعمال کا باطل کرنے والا باعث ابدی ودائمی عذاب ہے اس وجہ سے احادیث رسول کو نہ ماننا چاہئے نہ صرف زمانۂ محمد رسول اللہ کے لوگ ہی کتاب اللہ کے مقابلے مین احادیث پیش کرتے تھے بلکہ یہ ملعون کام اس سے بھی پرانا ہو فرعون بھی اہل حدیث ہی تھا اور موسیٰؑ کے مقابلے مین یوسفؑ کی احادیث پیش کرتا تھا اور انکو ختم المرسلین جانتا تھا اور موسیٰؑ کو دعویٰ رسالت کرنے کی وجہ سے کافر کہتا تھا اور انکی رسالت سے انکار کرتا تھا حدیث مین صرف ایک خوبی ہے جسکی وجہ سے لوگ اسپر مائل اور فریفتہ ہوتے ہین اگرچہ وہ خوبی جھوٹی اور بے بنیاد ہے اور وہ یہ ہیکہ حدیث محمد رسول اللہ کے پیارے نام کی طرف منسوب کی جاتی ہے اگر اسمین یہ خوبی نہوتی تو اسکی بری صورت کوئی آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھتا رسول اللہ اور آپ کی ازواج مطہرات کی جسقدر ہتک اور اہانت ان محدثین اور راویون نے دوستی کے پیرائے مین کی ہے شاید کوئی دشمنی کے پیرائے مین بھی نکرتا۔

(قرآن سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمان برداری کا ثبوت)

محمدؐ کے سوا قرآن مجید کو بھی کتاب اللہ مین رسول اللہ کہا گیا ہے اور جس رسول کی فرمان برداری کا حکم ہوا ہے وہ خاص قرآن مجید ہی ہے اور قرآن کریم اور رسول واجب الاتباع دو چیزین نہین ہین بلکہ ایک ہی شے ہے قرآن مجید اور محمد رسول اللہ صرف بیشک دو چیزین ہین لیکن آپکی فرمانبرداری کا حکم قرآن مجید مین کسی جگہ نہین ہوا بلکہ جس

رسول کی فرمانبرداری کا حکم ہوا ہو اُس سے مراد صرف قرآن مجید ہی ہے اور بس آیت ذیل مین قد جاءکم الرسول بالحق مین بھی رسول سے مراد قرآن مجید ہی ہے محمد رسول اللہ اس جگہ مراد نہین ہو سکتے کیونکہ وہ صرف اپنے ہی زمانے کے لوگون کے پاس آئے تھے آج کل کے لوگون کے پاس نہین آتے اور قرآن ہر زمانے مین موجود ہے اور ہر زمانے کے لوگون کے پاس نسلاً بعد نسلٍ چلا آتا ہے اور قرآن مین جس جگہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول آیا ہے اُس جگہ رسول سے مراد قرآن مجید ہے یہی حال اذا دعوا الی اللہ ورسولہ کا ہے اور ما حرم اللہ ورسولہ مین بھی رسول سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہین کیونکہ اس مین یہ بیان ہوا ہے کہ رسول حرام کرتا ہے لیکن محمدؐ کسی چیز کو حرام کرنے کے مجاز ہی نہ تھے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنی تو کہہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو تم سے اللہ محبت کریگا اس آیت مین کوئی قرینہ اس امر کا موجود نہین کہ اس آیت کے مخاطب خاص محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہین کسی مومن یا رسول کا ہر ایک فعل واجب الاتباع نہین ہوتا

(**مسائل فروعیہ وجزئیات فقہ**) پاخانہ پیشاب طبعی امور ہین اور ان کے رفع کرنے کے طریقے ہر انسان کے دل مین اللہ نے ڈال رکھے ہین کتاب اللہ کو ان فروعات کے بتلانے کی کوئی ضرورت نہ تھی جوتے پہنکر نماز پڑھنا خلاف تعلیم قرآن ہے بخاری وغیرہ کتب حدیث مین اس مضمون کی بہت سی احادیث موجود ہین کہ جوتے کے ساتھ نماز پڑھنی چاہئے حتیٰ کہ یہانتک لکھا ہے کہ اگر کوئی مسجد مین آئے اور جوتے مین گندگی لگی ہو تو زمین سے رگڑ کر اسکے سمیت ہی ضرور نماز پڑھے اب یہ تعلیم کتاب اللہ کے کیسے مخالف ہے موسیٰؑ کو جب ہمارے خداوند نے کوہ طور پر بلایا تو قبل کسی اور بات کے یہ کہا کہ اپنی جوتیان اُتار دے کیونکہ تو اپنے رب کے سامنے پاک جگہ مین کھڑا ہو جنب کے لئے قرآن مجید پڑھنا جائز ہے کیونکہ خدا نے قرآن مجید پڑھنے سے جنبی کو نہین روکا صرف نماز سے قرآن مین اسکو روکا گیا ہے جن احادیث مین یہ ممانعت آئی ہے وہ مثل دیگر حدیثون کے رسول پر افترا ہین یہ ممکن نہین کہ اللہ کا رسول اللہ کی کتاب سے بڑھکر حکم بتا سکے

ایسے ہی حائضہ اور نفاس والی کو بھی قرآن مجید پڑھنے یا ہاتھ لگانے کی کوئی ممانعت نہیں
اسی طرح جنبی کو اور حائضہ اور نفاس والی کو مسجد سے گذرنے کی بھی کوئی ممانعت نہیں
جنبی کے بدن پر اگر کوئی غلاظت و نجاست نہ لگی ہو تو وہ پاک ہے اگر اسکو پسینا آجائے
تو اسکے کپڑے ناپاک نہیں ہونگے بعض احادیث میں اس قسم کے بیان ہیں کہ عائشہ
رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی اور رسول اللہ میرے
بدن سے بدن لگاتے تھے اور آپ میری گود میں تکیہ کر کے قرآن بھی پڑھ لیا کرتے تھے
اور میمونہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ میرے ساتھ لیٹتے تھے اور میں حائضہ
ہوتی تھی وغیرہ وغیرہ اب جن لوگوں کے دلوں میں محمد رسول اللہ کی کچھ وقعت اور
قرآن کریم کی ذرا بھی عظمت اور غیرت ایمانی ہے وہ انصاف فرمائیں کہ یہ احادیث کس
سلوک کی مستحق ہیں اللہ تعالیٰ تو حکم دیتا ہے حائضہ عورتوں سے جدا ہو اور ان کے
قریب نہ جاؤ اور یہاں حائضہ بیویوں کی گود میں تکیہ کرنا اور ان کے ساتھ لیٹنا رسول اللہ
کے ذمے لگایا جاتا ہے کیا یہ کبھی ممکن ہو سکتا ہے کہ اللہ کا پیارا رسول اس طرح اس کے
حکم کے خلاف ورزی کرے۔ قرآن مجید میں کوئی میعاد حیض و نفاس کی مقرر نہیں
نہ اسکی ضرورت ہے ہر عورت اپنے حیض و نفاس کی حالت کو جانتی ہے اس کی تعیین
فضول گوئی ہے یہ عورتوں کی طبیعتوں پر منحصر ہے کسی کو تھوڑے دن حیض آتا ہے
کسی کو زیادہ دن کتب حدیث و فقہ میں بے فائدہ اسکے متعلق طول طویل کلام کی گئی ہے
وضو کے اعضا کو ایک بار یا دو بار یا تین بار دھونے کی کوئی تعیین نہیں غرض صفائی
سے ہے جتنے بار دھونے سے ہو جایا کرے اور مسکر سے وضو فرض ہے اور جب کوئی
شخص اضطرار۔ بے بسی۔ بے اختیاری۔ لاچاری کی حالت میں ہو تو غسل جنب و وضو
تیمم قبلہ قیام رکوع سجدہ سب معاف ہو جاتے ہیں۔ بے غسل بلا وضو و تیمم دل ہی دل میں
نماز پڑھ لے لیکن وقت نہ ٹلنے دے کیونکہ اسکا التوا خداوند تعالیٰ نے جائز نہیں رکھا
آیت اقم الصلوۃ لدلوک الشمس میں ظہر عصر مغرب تینوں نمازوں کا حکم ہے
مترجمین و مفسرین نے جو دلوک الشمس سے زوال یا غروب شمس مراد لی ہو انکی غلطی ہے۔

(مساجد) ایسی تمام مسجدیں جن میں احادیث و فقہ کی تعلیم ہوتی ہے ضرار ہیں کیونکہ
ان میں کتاب اللہ کو ضرر پہونچ رہا ہے ایسا ہی وہ تمام مسجدیں جن میں درود و وظائف
اور مولود ہوتے ہیں اور جن میں مروجہ نمازیں جو غیر قرآنی ہیں پڑھیں سب ضرار ہیں
کیونکہ یہ کتاب اللہ کو ضرر پہونچاتی ہیں اور جس مسجد میں اس پاک کتاب کے ساتھ
اور بھی مذہبی کتابوں کو پڑھایا جاتا ہے سب مسجد ضرار کا حکم رکھتی ہیں مسجد ضرار کی
آیت کو عرب کی خاص مسجد سے منسوب و مخصوص کرنا قرآن مجید کی شان کو گھٹانا ہے۔
یہ بالکل غلط ہے کہ مسجد حرام میں نماز پڑھنے سے ایک لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہو اور مسجد
نبوی اور مسجد اقصیٰ میں پچاس ہزار کا اور مسجد جمعہ میں پانسو نماز کا اور قبیلے کی
مسجد میں پچیس نماز کا قرآن مجید میں ان باتوں کا کوئی ذکر نہیں یہ ملاؤں کی
من گھڑت باتیں ہیں مسجد میں آنے جانے کی دعائیں بھی قرآن مجید میں مذکور نہیں۔
(**حدیث۔ فقہ۔ تفسیر اور تقلید**) اگر حدیث و فقہ نہ ہوتی تو قرآن کریم
کی طرف سے اسقدر لاپروائی نہ کی جاتی انکے وجود سے قرآن کریم کو بہت کچھ ضرر پہونچا ہے
اور پہونچ رہا ہے اور کوئی چیز ایمان کو اسقدر ضرر نہیں پہونچا سکتی جسقدر کہ تقلید کلام الٰہی
کے فہم صحیح سے جو لوگ محروم رہے وہ بھی اس بلا کی وجہ سے اپنے اماموں اور بزرگوں
اور راویوں کی تقلید سے۔ امور دین میں جس طریقے و روش مذہب کے پابند تھے مترجمین
و مفسرین نے آیات قرآن مجید کے ترجمے و تفسیر کو اسی سانچے و قالب میں ڈھالا
قرآن کو اپنی آنکھوں سے پڑھیں تو حقیقت نظر آئے بخاری و مسلم یا ابو حنیفہ و شافعی
یا فخر الدین و جلال الدین کی آنکھوں سے نہ دیکھنا چاہئے۔
(**فرشتے**) جب یہ اعتقاد لوگوں نے سیکھا کہ فرشتے آسمان سے زمین پر آتے جاتے
ہیں تو بعض احمقوں کو یہ فکر ہوئی کہ وہ کیونکر اتنا طول طویل فاصلہ طے کرتے ہونگے اور
ہوا میں کس طرح چڑھتے ہونگے اسلئے انھوں نے فرشتوں کے واسطے پر تجویز کئے اور اُس
مضمون کی حدیثیں بھی گھڑ لیں کیا خدا فرشتوں کو بغیر پروں کے آنے جانے کی قدرت
نہیں دے سکتا وہ بغیر پروں کے قوت خداداد سے آسمانوں سے آتے جاتے ہیں۔

(نبی پر درود) ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی میں علی النبی سے
صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد نہیں ہیں بلکہ ہر ایک نبی مراد ہے اور آدم سے
محمد رسول اللہ تک جسقدر نبی ہوئے وہ سب علی النبی میں داخل وشامل ہیں اور مراد
یہ ہے کہ ہر نبی پر اللہ رحمت کرتا رہا ہے اور محمد پر بھی۔

(شفاعت) قیامت کے دن کوئی کسی کی خیر خواہی یا سفارش نہیں کریگا بلکہ
ہر شخص اپنے اقرباء تک کی خیر خواہی وسفارش سے بیزار ہوگا ہر ایک رسول ونبی بھی
اپنے بھائی برادران باپ اہل وعیال سے بیزار ہوگا جبکہ وہ اپنے عزیزوں خویشوں کی
کچھ ذرہ بھر بھی خیر خواہی نکر سکیں گے تو غیروں کے حق میں وہم وخیال کرنا سراسر
فضول ہے اللہ تعالی ہرگز ہرگز اپنے کسی وعدے کا خلاف نہیں کریگا اور اپنے جلد
حکم کو کسی کی سفارش سے نہیں بدلنے کا بلکہ اگر ملائکہ مقربین اور تمام رسل انبیا بھی
ملکر چاہیں کہ اپنے کسی پیارے کو جو مجرم ہے سزا سے بچالیں تو ایسا بھی ہرگز نہو سکیگا
اور قیامت کے دن شفاعت بغرض سفارش ہرگز نہوگی بلکہ محض بغرض شہادت ہی ہوگی
اور شہادت صرف اپنے دیدہ شنیدہ واقعات کی دے سکیں گے جسکو انھوں نے اپنی
آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا ہوگا۔

(مردے کو ثواب) مردے کو بدنی عبادت یا مالی صدقہ وغیرہ کسی چیز کا ثواب نہیں پہونچ سکتا

(آدم کی خلافت اور جبریل کی رسالت) اللہ تعالی پاک ہے اس بات سے
کہ اسکا کوئی خلیفہ بن سکے ہاں اللہ تعالی سب کا خلیفہ ہے اور ہو بھی سکتا ہے پس آدم کو
خلیفۃ اللہ کہنا سخت غلطی ہے اور صریح وصاف کفر ہے بلکہ وہ جنوں کے خلیفہ ہیں کیونکہ
آدم سے پیشتر اس زمین پر نہیں معلوم کس قدر عرصہ دراز سے جن آباد چلے آتے تھے
اور اول ہی سے ہر زمانے میں رسل انبیا کا معلم اُسی زمانے کا جبریل ہوتا رہا ہے اور
کتاب اللہ ہر ایک اپنے زمانے کے رسول کو پڑھاتا اور سناتا رہا ہے اور اپنے زمانے
کے رسولوں کے موذیوں ظالموں کو دفع کرتا رہا ہے کیونکہ خاص اُسی جبریل کا حق ہوتا ہے
کہ اسکے ذریعہ ووسیلے سے رسولوں کے موذیوں اور ظالموں کو دفع کیا جائے واذ قال

ربک للملائکۃ میں بھی قطعی اور یقینی طور پر خاص وہی جبریل مراد ہے جو کہ اُس زمانے
کے جن رسولوں کا معلم تھا اور بس صرف اُس جبریل کی معرفت بدلہ وانتقام جن
رسول کا اُسکے موذیوں ظالموں جنوں سے لیا گیا بعدہ آدم کو انھیں موذی جنوں کا قائم مقام
وجانشین بنا دیا خاص یہی سنت اللہ اول ہی سے جملہ عباد اللہ میں جاری چلی آتی ہے۔

(عرش) دیگر صفات خداوندی سمع وبصر وغیرہ وغیرہ کی طرح عرش بھی ایک صفت
الٰہی ہے اور جس طرح اور صفات خدا اُسکی ذات کی طرح قدیم ہیں اسی طرح یہ صفت عرش بھی قدیم ہے

(وحی خفی) جس کو وحی خفی یا وحی غیر متلو کہا جاتا ہو وہ رسول پر نازل نہیں
ہوتی تھی صرف اُنپر قرآن مجید ہی نازل ہوا تھا۔

(صدقہ۔ زکوٰۃ اور مصرف خمس) مال غنیمت میں صدقہ پانچواں حصہ ہے
اور مال کسب طیب وغیرہ میں زکوٰۃ کا دسواں حصہ ہے اور سخت مشقت کے کسبوں اور
جنس زمین کی سخت مشقت والی پیداوار میں بیسواں حصہ معین ومقرر من اللہ ہوا ہے
بارہ ماہ کامل مکمل معافی نفقہ فی سبیل اللہ کے مہینوں کی میعاد اللہ تعالی کی جانب سے
مقرر کی گئی ہے یا بارہ ماہ کامل معاف کئے گئے ہیں جب بارہ ماہ کامل ہونے چاندی پر
گذر جائیں اور جو کچھ کہ اُس میعاد میں ضروری خرچ کیا جائے وہ سب کا سب خرچ معاف
ہوتا ہے اسکے بعد جو کچھ باقی ماندہ رہ جائے اُس میں عشر یا نصف العشر ادا کرنا فرض ہو جاتا ہے
اور مال غنیمت میں سے جو ذوی القربی اور ابن سبیل کو حصہ دینے کا قرآن میں حکم ہے
تو وہاں ذوی القربی سے پیغمبر کے قرابتدار مراد نہیں بلکہ مؤلفۃ القلوب مراد ہیں
یعنی وہ لوگ جو مسلمانوں کو ناحق ایذا ودکھ دیں اور دہن سگ بہ لقمہ دوختہ بہ کے
مطابق کچھ لیکر وہ ایذا سے باز آجائیں اس قسم کا خرچ مال فے میں سے کیا جائیگا
جو کفار سے امیر المؤمنین کو بے لڑے ملتا ہے اور ابن سبیل سے مراد قرآن مجید کے
پڑھنے والے طالب علم ہیں ابن کے معنے لڑکا اور سبیل کے معنے قرآن مجید ہیں۔

(قربانی) مکے میں ہر سال لاکھوں آدمی حج کو جاتے ہیں اور ہر ایک آدمی کم از کم
ایک دنبہ یا بکرہ ضرور ذبح کرتا ہے اور قربانی کے دن کئی لاکھ دنبے بکرے اونٹ وغیرہ

ذبح ہو جاتے ہین چونکہ اسقدر گوشت وہان کھایا نہین جا سکتا بلکہ سُنا جاتا ہے کہ آج کل
حکام مکہ ہر سال ایک بڑا گڑھا کھدواتے ہین جس مین قربانی کا گوشت پھینکا جاتا ہے
اور پھر مٹی سے دبا دیا جاتا ہے اگر یہ بات درست ہے تو قربانی کا نہایت بُرا حال ہوتا ہے
اور یہ تو اسراف و تبذیر ہے جو خلاف تقویٰ ہے اب جانور ذبح کرنے جائز نہین جب تک
کہ کوئی ایسا انتظام نہو جائے کہ گوشت بجاے سڑتی ہین و باہر جانے کے فقراے مساکین
کے کام آئے تب تک تقویٰ اسی مین ہے کہ بجاے جانور ذبح کرنے کے جانور کی قیمت
کے برابر صدقہ دیدیا جائے لیکن جہان گوشت کے لینے والے ہون فقراے مساکین موجود ہون
وہان قربانی ہی کرنا ضرور ہے۔

فائدہ اس فرقے کے سرگرم ممبر میان چٹو سوداگر کتب ساکن لاہور تھے جنھون نے
اپنی ذات اور مال سے ہر طرح اس فرقے کی سرسبزی اور اس مذہب کی اشاعت مین
کوشش کی تھی مگر اب وہ اس مذہب سے بیزار ہوگئے انکا بیان ہے کہ یہ فرقہ بھی قرآن کا
کافر ہے اور قرآن کی اشاعت کرنا نہین چاہتا انھون نے اہل قرآن کے نام ۲۵ ہزار
کی جائداد وقف کی تھی جس وقف کو اب توڑ ڈالا یہ سب سے پہلے تخمیناً ۴۹ برس حنفی
مذہب پر قائم رہے تھے اُسکے بعد اہل حدیث بنکر ایک مدت دراز تک اس فرقے مین
سرگرمی سے کام کرتے رہے پھر اہل حدیث سے نکلکر تخمیناً آٹھ سال سے اہل قرآن کے
نئے مذہب کے مقلد ہوگئے تھے انھون اہل حدیث کے نام بھی اپنی دس ہزار کی
جائداد وقف کی تھی جب اُن سے علیحدہ ہوئے تو وہ وقف بھی توڑ ڈالا۔

تیسرا حصہ مہدیون کے بیان مین

اعلیٰ طبقے کے کتب حدیث (صحیح بخاری و صحیح مسلم) مہدی موعود کے ذکر سے ساکت
ہین دوسرے طبقے کی کتابون مین جو اس مضمون کی حدیثین پائی جاتی ہین وہ
جرح سے خالی نہین قاضی ابن خلدون حضرمی نے جو اعتقاد آمد مہدی سے منکر
گذرے ہین اپنی کتاب العبر و دیوان المبتدا والخبر فی ایام العرب والعجم والبربر مین

ان احادیث کو ایک ایک کرکے رد کیا ہے اور بہت سے علما نے اِن کا جواب دیا ہے۔
مہدی کے حق مین جو حدیثین آئی ہین باوجود اختلاف روایات بہت ہین جمہور کے
نزدیک وہ مسلم ہین فقط ایک ابن خلدون نے احادیث مذکورہ مین کلام کیا ہو اُنکے
ظہور کا ضعف ثابت کیا ہے اولیا کے مکشوفات پر بھی اُن کے حق مین جرح کی ہے
احادیث مہدی اگرچہ صحیحین مین نہین مگر ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ حاکم۔ طبرانی
ابویعلی موصلی وغیرہ کے نزدیک مسلم ہین بعد بخاری و مسلم کے یہی کتابین معتبر ہین
خصوصاً جبکہ کوئی حدیث کسی باب مین شیخین کے نزدیک نہو تو پھر یہی احادیث
کتب سنن وغیرہ حجت مستقل ہین پس یہ احادیث مہدی کی ایسی ہین کہ بعض تقویت
بعض کی کرتی ہین اُن کے لئے شواہد و متابعات بھی علیحدہ ہین اِن حدیثون مین
بعض حدیثین صحیح بعض حسن بعض ضعیف ہین کافہ اہل اسلام کا اِس بات پر اتفاق ہے
کہ آخر زمانے مین ضرور ایک شخص اہل بیت نبوت سے ظاہر ہوگا جو دین کی تائید کرے گا
عدل ظاہر فرمائے گا مسلمان اُسکے تابع ہو جائین گے اُسکو ممالک اسلامیہ پر غلبہ
حاصل ہوگا اُسکو مہدی کہین گے حضرت عیسیٰ اُسکے سامنے اُترینگے دجال وغیرہ علامات
قیامت کا ظہور اسی کے سامنے ہوگا۔ اب تک بہت سے لوگون نے دعویٰ کیا ہے کہ ہم
مہدی ہین پس بعضون نے تو اس لفظ سے معنی لغوی مراد رکھے ہین یعنی مقصود اُن کا
یہ تھا کہ ہم ہدایت کرنے والے ہین ایسین تو کچھ گفتگو کی جگہ نہین اور بعضون نے دعویٰ
کیا کہ ہم وہی مہدی ہین جنکے ظہور کی قیامت کے قریب پیغمبر خدا نے خبر دی ہے اہل سنت
کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ مہدی ابتک پیدا نہین ہوئے ہین ظہور کرینگے شیعہ کے بعض فرقون
نے بھی اپنے ائمہ کے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اِس کی تفصیل یہ ہے۔

زکریا بن امام محمد باقر

(۱) غلاۃ مین سے مغیرہ بن سعید عجلی کے نزدیک جسکا فرقہ مغیرہ کہلاتا ہے مہدی موعود
زکریا بن محمد باقر بن علی بن امام حسین بن علی بن ابی طالب ہین اور وہ زندہ ہین کوہ حاجر
مین مقیم ہین جب حکم ربی ہوگا تو اُس سے برآمد ہونگے۔

مغیرہ

(۲) بعض مغیریہ کے نزدیک خود مغیرہ بن سعید عجلی امام منتظر ہے۔

عبداللہ بن معاویہ

(۳) جناحیہ کے نزدیک عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر ذوالجناحین بن ابی طالب امام منتظر ہیں اور وہ اصفہان میں کسی پہاڑ کے اندر زندہ موجود ہیں عنقریب نکلنے والے ہیں۔

محمد بن حنفیہ

(۴) کیسانیہ میں سے کربیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ محمد بن حنفیہ امام منتظر اور مہدی موعود ہیں وہ ظہور کرینگے تو سارا عالم عدل سے بھر جائے گا اور مختاریہ کے نزدیک بھی محمد بن حنفیہ مہدی ہیں۔

اسماعیل بن جعفر صادق

(۵) اسماعیلیہ اسماعیل بن جعفر صادق کو مہدی منتظر مانتے ہیں

محمد بن اسماعیل

(۶) اسماعیلیہ میں سے قرامطہ کہتے ہیں کہ محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق مہدی ہیں اور وہ زندہ ہیں اور مبارکیہ کا بھی یہی عقیدہ ہے۔

احمد بن محمد بن حنفیہ

(۷) تاریخ ابوالفدا میں ہے کہ شیخ قرامطہ نے ایک نوشتہ اپنے متبعوں کو دیا تھا جس میں مندرج تھا کہ احمد بن محمد بن حنفیہ مہدی ہیں اور وہی مسیح و عیسیٰ ہیں۔

عبداللہ بن احمد فاطمی

(۸) اسماعیلیہ میں سے مہدویہ کا یہ عقیدہ تھا کہ عبداللہ مہدی موعود تھے جنھوں نے دولت عبیدیہ قائم کی تھی۔

محمد نفس زکیہ

(۹) زیدیہ میں سے بعض جارودیہ کہتے ہیں کہ محمد نفس زکیہ بن عبداللہ محض

بن حسن مثنی بن حسن سبط امام منتظر ہیں اور امامیہ میں سے فرقہ نفسیہ کا بھی زعم یہی ہے اور ناسخ التواریخ کی پانچویں جلد میں لکھا ہے کہ خود نفس زکیہ کو بھی یہی یقین تھا کہ میں مہدی موعود ہوں۔

محمد بن قاسم

(۱۰) بعض جارودیہ کے نزدیک محمد بن قاسم بن علی بن امام حسین بن علی بن ابی طالب امام منتظر ہیں۔

امام محمد باقر

(۱۱) امامیہ میں سے باقریہ کے نزدیک مہدی محمد باقر بن علی بن امام حسین بن علی بن ابی طالب ہیں۔

امام جعفر صادق

(۱۲) ناوسیہ کے نزدیک جعفر صادق بن محمد باقر مہدی ہیں۔

امام موسیٰ کاظم

(۱۳) ممطوریہ اور موسویہ اور راجعیہ کے نزدیک موسیٰ کاظم بن جعفر صادق مہدی ہیں

حسن عسکری

(۱۴) فرقہ عسکریہ کے اعتقاد میں مہدی موعود حسن عسکری ہیں جو دوبارہ دنیا میں آئینگے۔

محمد بن حسن عسکری

(۱۵) اثنا عشریہ کا عقیدہ یہ ہے کہ مہدی موعود حسن عسکری کے فرزند محمد ہیں اور وہ مرے نہیں بلکہ لوگوں کی نظروں سے مخفی ہوگئے ہیں اور وہ امام زمانہ ہیں اپنے وقت پر ظاہر ہونگے محمد بن یوسف گنجی نے کتاب البیان فی اخبار صاحب الزمان میں لکھا ہے کہ آخر زمانہ تک وہ زندہ رہیں گے۔

محمد مہدی عباسی

(۱۶) فتوحات اسلامیہ میں صواعق محرقہ وغیرہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ مہدی موعود حضرت عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ہوگا

اور ہارون الرشید کے باپ محمد مہدی بن ابو جعفر عبداللہ منصور کو مہدی قرار دیتے ہین اور اِس بات پر استدلال اور اُس حدیث سے کرتے ہین جس مین ذکر ہے کہ مہدی اولاد عباس عم رسول علیہ السلام سے ہوگا اِس محمد مہدی کو اسلئے مہدی موعود خیال کرتے ہین کہ وہ تمام خلفاے عباسی مین بہتر تھا۔ جس طرح بنی امیہ مین سے عمر بن عبدالعزیز بہتر تھے۔

عمر بن عبدالعزیز

(۱۷) اور اُسی کتاب مین ذکر کیا ہے کہ ایک فرقے نے عمر بن عبدالعزیز کو مہدی بتایا ہے یہ نہایت عادل تھے یہانتک کہ رعیت اُنکو عمر ثانی کہتی تھی یہ خلفاے بنی امیہ کے آٹھوین خلیفہ ہین تمام خلفاے بنی امیہ تا ایام دولت سلیمان بن عبدالملک خلیفہ ہفتم بنی امیہ حضرت علی مرتضیٰ کی مذمت منبر و نپر کیا کرتے تھے جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تو اُنھون نے یہ رسم بد موقوف کی اور اپنے تمام نائبون کو جا بجا لکھا کہ اِس رسم بد سے باز آئین اور موقوف کر دین جمعہ کے دن خطبہ پڑھا اور خطبے کے آخر یہ آیت پڑھی ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینہیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون یعنی اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے واسطے انصاف کے اور احسان کے اور واسطے دینے حق رشتہ دارون کے اور اہل حقوق کے اور منع کرتا ہے بیحیائی اور بُرے کام اور ظلم و ستم سے نصیحت کرتا ہے کہ تم یاد رکھو۔
اُس روز سے علی مرتضیٰ کو بُرا کہنا موقوف ہو گیا اور سب خطیبون نے اِس آیت کا پڑھنا خطبے مین مقرر کیا۔

احمد بن کیال

(۱۸) فرقۂ کیالیہ کے نزدیک احمد بن کیال مہدی ہے۔

علی محمد باب

(۱۹) ملک ایران مین علی محمد باب نے مہدیت کا دعویٰ کیا تھا اُس کا بیان فرقۂ بابی مین ہو چکا۔

محمود مسیجوانی

(۲۰) محمود بھی اپنی ذات کو مہدی موعود جانتا تھا جسکا ذکر فرقۂ واحدیہ مین گذر چکا

مرزا غلام احمد قادیانی

(۲۱) مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اور کئی دعوون کے ساتھ مہدی آخرالزمان ہونے کا بھی دعویٰ کیا تھا۔

سید محمد جونپوری

(۲۲) ہندوستان مین سید محمد جونپوری نے علانیہ مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا یہ حنفی المذہب تھے ہدیۂ مہدویہ مین لکھا ہے کہ محمد جونپوری کی جنکو مہدوی لوگ میران سید محمد مہدی موعود پکارتے ہین ابتدا یون ہے کہ شہر جونپور مین انکے والد جنکا نام سید خان تھا رہتے تھے اُن سے دو فرزند پیدا ہوئے پہلے فرزند کا نام احمد رکھا اور دوسرے فرزند کا نام محمد کہ وہ یہی شیخ موصوف ہین ولادت انکی شہر جونپور مین ۸۴۷ھ ہجری مین واقع ہوئی اُنکی والدہ کا نام بی بی اخا ملک ہمشیرہ ملک قوام الملک ہے لیکن متاخرین مہدویہ نے جبکہ زمانہ گذر گیا اور محمد جونپوری کے باپ دادا کے پہچاننے والے مرگئے تو بمصلحت دعویٰ مہدیت کے محمد کے باپ کا نام بدل کر میان عبداللہ مقرر کر دیا بلکہ صاحب شواہد الولایت[1] نے مان کا نام بھی آمنہ ٹھہرا دیا حالانکہ مطلع الولایت[2] والا کہ اُس سے مقدم ہے اُنکی مان کا نام بی بی اخا ملک لکھتا ہے جیسا کہ ہدیۂ مہدویہ مین مذکور ہے مگر مطلع الولایت کی اصل عبارت یہ ہے ؎ والدۂ آنحضرت نام بی بی آمنہ بود وبی بی اخا ملک نام سید عثمان داشتہ بودند مہدویہ کہتے ہین کہ سید محمد اولاد سے موسیٰ کاظم کے ہین اور در میان مہدی مذکور اور حضرت امام موسیٰ کاظم کے بارہ پشت ہین کہ اسکی تفصیل یہ ہے سید محمد مہدی بن سید عبداللہ بن سید عثمان بن سید خضر بن سید موسیٰ بن سید قاسم بن سید نجم الدین بن سید عبداللہ بن سید یوسف بن سید یحییٰ

[1] کتاب شواہد الولایت تصنیف برہان الدین بن آزاد الملک بن سید عبداللہ بن سید محمد خوند میر ۔۔۔ [illegible]

[2] کتاب مطلع الولایت تالیف ۔۔۔ [illegible]

بن سید جلال الدین بن سید اسماعیل بن سید نعمت اللہ بن امام موسی کاظم اور
شمس الولایت مین لکھا ہے کہ سید جلال الدین بن سید اسماعیل بن سید نعمت اللہ
بن امام موسی کاظم اور شمس الولایت مین لکھا ہے کہ سید جلال الدین بن امیر سید
نعمت اللہ بن امیر سید اسماعیل بن امیر امام موسی کاظم اور خاتم سلیمانی مین بھی یہی مندرج ہے
کتاب انصاف نامہ کے باب اول مین لکھا ہے کہ محمد جونپوری سے جب لوگون نے یہ
سوال کیا کہ حدیث مین آیا ہے یُوَاطِئُ اِسْمُهٗ اِسْمِی وَاسْمُ اَبِیْهِ اِسْمَ اَبِی یعنی
آنحضرت نے فرمایا کہ مہدی کا نام میرے نام کے ساتھ موافق ہوگا اور اُسکے باپ کا نام
میرے باپ کے نام کے اور تمھارے باپ کا نام سید خان ہے تب اُن بزرگ نے
جواب دیا کہ خدا سے کہو کہ سید خان کے بیٹے کو کیون مہدی کیا اور بعضون کو یون جواب
دیا کہ خدا کے ساتھ جنگ کرو کہ سید خان کے بیٹے کو کیون مہدی بنایا اور بعضو نکو یون بھی
جواب دیا کہ رسول خدا کے باپ مرد کافر تھے اُنکا نام عبداللہ کیونکر ہو سکتا ہے بلکہ
محمد رسول اللہ کا نام محمد عبداللہ تھا اور یہ سہو کاتب ہے کہ محمد بن عبداللہ لکھدیا ہے
اور مہدی کا نام وہی محمد عبداللہ ہے القصہ جب عمر اُنکی چار سال و چار ماہ و چار
روز کی ہوئی سید خان نے اشراف و اعیان جونپور کی ضیافت بتکلف تمام کرکے
زبان شیخ دانیال جونپوری سے کہ مشائخ وقت سے تھے بسم اللہ پڑھوا کر واسطے
تعلیم کے اُنکو اُنھی کے حوالے کیا چنانچہ ہمراہ اپنے برادر کلان میان احمد کے اُن کے
پاس جایا کرتے تھے اور اکتساب علوم مین مشغول رہتے تھے چونکہ طبیعت اور ذہن
دل پسند رکھتے تھے اول سات برس کی عمر مین حفظ قرآن سے فارغ ہو کر بقیہ کتب علوم
درسیہ سے سن دوازدہ سالگی مین فارغ التحصیل ہوگئے اور چونکہ موشگافی مین دلیر
اور بحث مین شیر تھے شیخ دانیال جونپوری اور علماے دانا پور نے ان کا لقب
اسد العلما مقرر کیا آبا و اجداد اُن کے طریقہ چشتیہ رکھتے تھے لیکن اُنکی مریدی کا
مہدویہ انکار رکھتے ہین بلکہ کہتے ہین اس دوازدہ سالگی مین حضرت خضر علیہ السلام
نے اُنکو ذکر خفی وغیرہ جانب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے لاکر پہونچایا اور پھر

خود انھون نے سیکھا اور شیخ دانیال بھی خضر علیہ السلام کے اشارے سے ان سے تلقین پاکر
مصدق مہدیت کے ہوئے لیکن اہل سنت کی کتابون مین اسکے بالعکس لکھا ہے کہ یہ خود
شیخ دانیال کے مرید تھے جو چار واسطے سے حضرت نظام الدین اولیا کے خلیفہ تھے
القصہ سید محمد جونپوری نے عنفوان شباب سے قدم درویشی مین رکھا اور لوگ اُن کے
نہایت معتقد ہوئے یہانتک کہ سلطان حسین حاکم داناپور نے بھی کہ خراج گذار
دلپت راؤ والی ملک گوڑ کا تھا اُنکے ساتھ رابطہ اخلاص پیدا کیا کہ ہر ہم مین اُنکو ہمراہ
رکھتا تھا آخر کار شیخ موصوف نے اُسکو راجہ مذکور کی اطاعت سے ننگ و عار دلاکر
مستعد جنگ کیا وہ بیس ہزار سپاہ لیکر سید محمد کے ہمراہ روانہ گوڑ ہوا اور پندرہ سو سپاہی
قوم بیراگی سید محمد کی رکاب مین رہتے جب یہ خبر دلپت راؤ کو پہونچی نشتر ہزار سپاہ ہمراہ لیکر
اپنے قلعے سے تین میل آگے آکر مقابل ہوا سلطان نے قلت سپاہ کی وجہ سے ہزیمت پائی لیکن
شیخ نے مقابلہ جاری رکھا اور اُن پندرہ سو بیراگیون کے ساتھ ایسا حملہ کیا کہ سید محمد
جونپوری اور دلپت راؤ دوچار ہوگئے اور وہ شیخ کی تلوار سے مارا گیا اور اُسکے دو ٹکڑے
ہو کر زمین پر گر پڑا راجہ کا دل جسم سے باہر نکل آیا میان ولاور سید محمد کے خلیفہ راجہ
مذکور کے بھانجے ہین اُسی جنگ مین دستگیر ہوکر سید محمد کی خدمت مین آئے کہتے ہین
کہ راجہ کے دل پر اُس بت کا نقش جسکی ہمیشہ عبادت کیا کرتا تھا سو جو دیکھا یہی امر سید محمد کے
جذبہ کا موجب ہوا کہ جب باطل کو اسقدر اثر ہے حق کو کیا کچھ اثر ہوگا غرضکہ سات برس تک
کچھ ہوش و حواس نہ تھے مگر فرض نماز ادا کرتے تھے کتب مہدویہ مانند مطلع الولایت
وغیرہ مین لکھا ہے کہ اس سات برس مین ایک ذرہ طعام اور ایک قطرہ پانی کا کبھی
نہ چکھا ایک روز اُنکی بی بی الٰہدتی نے کہا کہ کیا سبب ہے کہ بیہوش رہتے ہو اور تحمل
نہین کرسکتے ہو بولے کہ اسقدر تجلی الوہیت کی ہوتی ہے کہ اگر ان دریاؤن مین کا
ایک قطرہ کسی ولی کامل یا نبی مرسل کو دیا جائے تو تمام عمر کبھی ہوش مین نہ آئے
القصہ بعد سات برس کے کچھ ہوش آیا گا ہے باہوش و گاہے مدہوش رہتے تھے چال
مذہب پانچ برس تک رہا کہتے ہین کہ اس پانچ برس مین غلہ و گوشت و روغن

ساڑھے سترہ سیر بروایت بی بی الہدیتی کے کھایا ہوگا بعد اس حال کے طریقۂ ہجرت
یعنی وطن چھوڑنے کا اختیار کیا کہ جلائے وطن کرکے مع زن و فرزند و چند مریدکے وانا پور
کے جنگل کی راہ سے جہانگردی کو نکلے بی بی مذکورہ اور سید محمود فرزندان کے اور شیخ بھیک
وغیرہ ہمراہ تھے اور اُس جنگل میں الہامات اپنی مہدیت کے بھی ظاہر کئے اور ان ہمراہیوں
نے تصدیق بھی کی اور وہاں سے رفتہ رفتہ شہر چندیری میں پہونچے اور وہاں اُن کے
وعظ و بیان میں جب ہجوم خلائق زیادہ ہوا وہاں کے شیخ زادوں کو کہ صاحب سجادہ
نشینت تھے ناگوار معلوم ہوا آخرالامر بجبر و اکراہ وہاں سے انکو نکالدیا وہاں سے
شہر مانڈو کو چلے گئے وہاں بھی انکا غلغلہ ہوا یہانتک کہ سلطان غیاث الدین نے
جس کو اُسکے فرزند سلطان نصیر الدین نے اُن ایام میں قید کردیا تھا شیخ موصوف کے
دو مرید سید سلام اللہ اور ابوبکر کو بلاکر باعزاز تمام ملاقات کرکے رخصت کیا اور بیش قیمت
تحائف سید محمد کی خدمت میں پیش کئے یہاں ایک امیر صاحب سلطان غیاث الدین
الہداد نامی کہ فاضل اور شاعر بھی تھا ترک دنیا کرکے ہمراہ ہوا اور تادم مرگ ہمراہ
رہا مرثیہ شیخ اور دیوان غیر منقوط اور رسالہ بارامانت اور رسالہ ثبوت مہدیت تصنیف
اسی کی ہیں اور اسکو خلیفۂ ششم سید محمد کا شمار کرتے ہیں غرضکہ اب یہاں سے لوگ
معتقد ہوکر ہمراہ ہونے لگے اور اسی شہر میں سید اجمل فرزند سید محمد چھوٹا بھائی سید محمود کا
فوت ہوا اور وہیں اُسکو مدفون کیا غرضکہ سید محمد بعد اسکے کوچ کرکے شہر چاپانیر میں کہ
دارالسلطنت گجرات کا تھا پہونچکر مسجد جامع میں اُترے وہاں بھی اُنکے وعظ و ترک
و تجرد کا چرچا ہوا یہانتک کہ والی گجرات سلطان محمود بیگڑہ نے بھی ارادہ آنے کا
کیا لیکن دو عالم کہ اول حسب الحکم ملاقات کو گئے تھے مانع ہوئے اور میاں نظام کہ
مسجد اسلام خان میں طالبعلمی کرتے تھے مُرید ہوکر ہمراہ ہوئے اور آخر تک رفیق رہے
اور بی بی الہدیتی زوجہ کلان سید محمود یہیں فوت ہوگئیں اور انکے انتقال کے بعد
سے طریقہ تقسیم بالسویہ کا فتوحات میں شروع ہوا پھر بعد اقامت ڈیڑھ برس کے
وہاں سے برہانپور کی راہ سے دولت آباد میں وارد ہوئے وہاں سے مزارات

اولیاء اللہ کی زیارت کرکے شہر احمد نگر میں پہونچے اُس وقت احمد نظام الملک نے قلعہ
اور باغ نظام کی بنیاد ڈالی تھی چونکہ آرزومند فرزند کا تھا اسی خیال سے انکی خدمت
میں بھی آیا اور معتقد ہوا اتفاقاً عنقریب برہان نظام الملک پیدا ہوا کہ بعد اُس کے
جانشین وہی ہوا اور معتقد اس فرقے کا تھا اسی واسطے سید محمد کے بعد اُن کے خلفا
و مریدین کو مانند شاہ نظام و دلاور و نعمت وغیرہ کے گجرات سے طلب کیا تھا اور اپنی
بیٹی سید محمد کے پوتے میران جی بن حمید بن سید محمد مہدی کے عقد نکاح میں دی تھی یہی
سبب ہے انکی اولاد و خلفا کے دکن میں آنے کا القصہ شہر احمد نگر سے کوچ کرکے شہر
بیدر پہونچے محمد ملک بریدیں وہاں شیخ ممن معتقد ہوئے اور ملا ضیا اور قاضی علاء الدین
ترک دنیا کرکے ہمراہ ہوئے پھر وہاں سے سید محمد گلبرگہ کو آئے اور مزار سید گیسو دراز پر
گئے پھر وہاں سے روانہ ہوکر قصبۂ رائے باگ ہوتے ہوئے بندر دابھول کو پہونچے اور وہاں سے
جہاز پر سوار ہوکر روانہ کعبۃ اللہ ہوئے اور بعد طے منازل کے حرم محترم میں پہونچے
اُس مقام میں دعوی مَنِ اتَّبَعَنِی فَھُوَ مُؤمِنٌ کا کیا اور میاں نظام اور قاضی علاء الدین
نے آمنّا و صدقنا بول کر حضرت بیعت کرلی اور بولے کہ دو گواہ بس ہیں اور سنہ ۹۰۱ میں
یہ دعوی ہوا تاریخ فرشتہ میں مقالۂ سوم کے روضۂ سوم میں ابراہیم بن برہان
نظام شاہ ثانی کے حالات میں غلطی سے یہ لکھدیا ہے کہ سنہ ۹۹۰ ہجری کے اواخر میں
سید محمد جونپوری نے مہدیت کا دعوی کیا تھا اسی طرح مؤلف عقائد الاسلام کی بھی
یہ غلطی ہے کہ اُسنے لکھا ہے کہ اکبر کے زمانے میں سید محمد جونپوری نے مہدی ہونیکا دعوی کیا تھا
الغرض یہاں سے سید محمد حضرت آدم کی زیارت کو گئے اور کہا کہ میں نے باوا آدم سے
معانقہ کیا انھوں نے مجھسے کہا کہ خوش آمدی صفا آوردی پھر بغیر زیارت حضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکۂ معظمہ سے بعجلت تمام مراجعت کرکے جدے کو آکر
جہاز پر سوار ہوکر بندر دیو گھاٹ پر اُترکر وہاں سے ملک گجرات میں شہر احمد آباد میں
آکر مسجد تاج خان بن سالار میں قریب دروازۂ جمال پور کے مقیم ہوئے یہاں بھی
اٹھارہ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اور طریقہ وعظ و دعوت کا شروع کیا اور ملک برہان الدین

دہین مرید و تارک ہوکر رفیق ہوئے انکو مہدویہ خلیفۂ ثالث جانتے ہیں اور ملک گوہر
کو خلیفۂ چارمین ہین اُسی مقام سے رفیق سفر و حضر ہوئے اور اسی مسجد مین ایک روز
مجمع عام مین سید موصوف نے سنہ ۹۰۱ھ مین دعویٰ **مہدیت** کا کیا یہ دعویٰ اول ہی
ایک دن انھون نے یہ کہا کہ ہم خدا کو دنیا مین انہی آنکھون سے دیکھتے ہین اس
بات کے سنتے ہی علماے گجرات نے انکے قتل کا فتویٰ دیا مگر مولانا محمد تاج نے
انکو سمجھایا کہ کیا تمنے علم ایک سید کے قتل کے لئے ہی پڑھا ہے جبکہ علما و مشائخ گجرات
نے سلطان محمود سے شکایت کی کہ شیخ تازہ وارد اپنے وعظ مین حقائق خلاف شریعت
بیان کرتا ہے سلطان نے حکم اخراج کا دیا اس سبب سے وہان سے اُٹھکر ایک
گانؤن سولہ سا تیج نام مین اُترے **میان نعمت** کہ خلیفۂ کلان ہین بڑے
راہزن اور خونی تھے خون حبشی کے جرم سے بھاگ کر وہان پہونچے اور مرید ہوکر ساتھ
ہوئے پھر وہان سے روانہ ہوکر شہر نہروالہ پیران پٹن مین کہ علاقۂ گجرات مین سے ہے
آکر خان سرور کے لب حوض اُترے یہان اٹھارہ مہینے اتفاق اقامت کا ہوا اور میان
خوند میر دہین آکر تربیت پذیر و مرید ہوئے اور ملک بخن برخوردار اور ملک الہداد
اور ملک جماد کہ انکے اقربا سے ہین وہ بھی مرید ہوکر ہمراہ ہوئے اور خوندمیر کو اجازت
گھر مین رہنے کی ہوئی کہ فی الحال یہین رہو اور انکے اقربا کو مبارز الملک وغیرہ امراے
گجرات نے بھی نہ چھوڑا بلکہ نظر بند کرکے رکھا اور جب مبارز الملک نے دیکھا کہ اپنے
اکثر اقارب وغیرہ اہل گجرات اسقدر سید محمد کے دام تسخیر مین گرفتار ہوتے جاتے ہین
کہ کسی ملک مین نہوے تو ایک فرمان ثانی سلطان محمود کا صادر کرا کر پیران پٹن سے
بھی اخراج کروایا اور سید محمد کی عادت تھی کہ جب حکم اخراج کسی حاکم کا آتا تو بولتے
تھے کہ مجھکو خدا کا حکم بھی یہان سے نکلنے کا ہوا ہے مین خود بہ خود جاتا ہون چنانچہ
پیران پٹن سے نکلکر تین کوس کے فاصلے پر قصبہ بدلی مین اُترے اور وہان بھی اٹھارہ مہینے
اتفاق اقامت کا ہوا اور میان خوند میر کہ بالاخانے مین محبوس تھے بعد چھ مہینے کے
خفیہ نکل کر سید محمد کے پاس آئے یہان سب خاص و عام مریدین کا مجمع ہوا۔

ایک دن سید محمد نے فرمایا کہ مجھکو اٹھارہ برس سے بار بار حکم خدا کا بلاواسطہ ہوتا ہو
کہ مہدیت کا دعویٰ کر مین ٹالتا چلا جاتا ہون اب مجھکو یہ حکم ہوا ہے کہ اے
سید محمد دعوے مہدیت کھلا ہوے تو کہلا نہین تو ظالمان مین کر دونگا اسواسطے
مین صحت عقل و حواس و دعویٰ کرتا ہون کہ انا مہدی مبین مراد اللہ اور اپنا
سر اور دونون انگلیون سے پکڑکر کہا کہ جو کہ مہدیت اس ذات سے منکر ہووے وہ کافر ہو
اور مین خدا سے بے واسطہ وغیرہ احکام لیا کرتا ہون اور فرمان حق تعالیٰ کا ہوتا ہے
کہ علم اولین و آخرین کا تجھکو دیا اور بیان معنی قرآن اور کنجی خزانۂ ایمان کی تجھکو دی ہے
مجھکو جو قبول کریگا وہ مومن ہے اور تیرا جو منکر ہووے وہ کافر۔ اسی طرح بہت سی
باتین خداے پاک کی طرف نسبت کین خوند میر اور تمام اصحاب کہ تین سو ساٹھ تھے
پکارے امنا وصدقنا یہ دعویٰ تیسرا ہے کہ سنہ ۹۰۵ھ ہجری پر ہوا اور مرتے وقت تک
وسپر قائم رہے اسیواسطے اسکو **دعوے مؤکد** بولتے ہین غرضکہ یہ خبر جب مشہور
ہوئی تو شہر نہروالہ مین کہ وہان سے تین کوس تھا شور و غوغا ہوا کہ جس سید کو یہان
شہر بدر کیا تھا اُسنے قصبۂ بدلی مین جاکر دعویٰ مہدیت کا کیا پس چند علما قصبۂ مذکور
مین آئے اور سید موصوف کے ساتھ مباحثہ و سوال و جواب مہدیت وغیرہ دعاوی
کے باب مین دیر تک کرتے رہے اور سید محمد اپنے دعوے سے باز نہ آئے۔
ختم الہدیٰ سبل السوی مین ذکر کیا ہے کہ جسوقت سید محمد کو اس دعوے کا حکم حق تعالیٰ
کی جانب سے ہوا ایک حکم نامہ وہان کے بادشاہ کو اس مضمون کا روانہ فرمایا کہ مین
سید محمد اللہ تعالیٰ کے فرمان سے مہدیت کا دعویٰ کرتا ہون ایسی حالت مین کہ عقل بجا
اور سب طرح سے ہوشیار ہون نہ سکر و سہو کی حالت مین اور سب صورتون سے صحت بجا
اور کسی طرح کی علت نہین اور اس دعوے پر اتباع کلام اللہ اور پیروی رسول اللہ ہر دو
شاہد ہین پس ہر ایک کو کہ بادشاہ ہو یا امیر قاضی ہو یا وزیر تونگر ہو یا فقیر لازم ہے
کہ تحقیق کرکے تصدیق کرین اگر بندے کو جھوٹا اور مفتری علی اللہ جانین تو قتل کرین
ورنہ ہم جان جائین گے خلق کو اپنے مدعا پر بلائین گے ان دونون صورتون مین

وبال تمہاری گردن پر ہوگا کہ دونوں جہان کی سیہ روئی تمہاری لئے ہے اِس فرمان
کے روانہ کرنے کے بعد چار مہینے آپ اُس جگہ اقامت فرمارہے اِس عرصے مین نہ وہان
بادشاہ معترض ہوا نہ کوئی دوسرا پھر یہان سے شہر جالور کو چلے گئے وہان کے بہت لوگ
مرید ومنقاد ہوئے پھر وہان سے شہر ناگور مین پہونچے اور وہان بیان کیا فالذی
ھاجروا شدوا خرجوا من دیارھم شدوا وذوفی سبیلی شد قاتلوا وقتلوا
مانند است ماشاء اللہ خواہد شد بعد اُسکے وہانسے روانہ ہوئے اور ملک سندھ مین
شہر نصرپور مین داخل ہوئے وہان سے میان نعمت اور میان خوندمیر کو گجرات جانے
کی رخصت دی - ایک جماعت کثیر اُن کے اصحاب کی روانہ گجرات ہوئی بی بی شکر
خاتون بھی انہی مین تھین پھر وہان سے دار السلطنت ٹھٹھہ مین پہونچے اور وہان
اٹھارہ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اور کچھ لوگون نے تصدیق مہدیت کی جب یہ حال
وقال ان کا اہل اسلام سندھ پر منکشف ہوا تو نہایت تنگ پکڑا یہانتک کہ چوراسی
آدمی سید محمد کے رفقا و اصحاب مین سے مارے فاقون کے مرگئے سید محمد نے بشارت دی
کہ ان سب کو مقامات انبیا و مرسلین اولوالعزم کے ملے - القصہ بادشاہ سندھ نے حکم دیا کہ اِس
درویش کو مع تمام مریدون کے قتل کرو لیکن دریاخان امیر بادشاہ مذکور نے اپنی عرض
ومعروض سے حکم قتل ملتوی کرواکے مملکت سندھ سے اخراج کروادیا پس سید محمد سب
اصحاب کے ساتھ خراسان کو روانہ ہوئے کہتے ہین کہ قریب نوسو آدمیون کے اُن کے
ہمراہ تھے اُن مین سے تین سو ساٹھ اصحاب و مہاجرین خاص کہلاتے تھے غرض کہ بہزار
خرابی و بربادی افتان وخیزان یہ قافلہ وارد قندھار ہوا وہان بھی ان کی اِس قیل وقال
کا چرچا ہوا حاکم قندھار مرزا شاہ بیگ نے حکم دیا کہ سید ہندی کو جمعہ کے روز مسجد جامع
مین علمائے اسلام کے سامنے حاضر کرو چنانچہ حسب الحکم ملازمین اُسکے دوڑے اور
جبرًا و قہرًا مگر چند سید کا پکڑ کر اس عجلت سے لے چلے کہ جوتا بھی پہننے نہ دیا اور مریدون
نے جب ارادہ ہمراہی کا کیا تو منع کیا بلکہ زد و کوب کی بھی نوبت پہونچی جب سید محمد
داخل مسجد ہوئے علماء وغیرہ نے ہجوم کرکے سخت وسست کہنا شروع کیا سید محمد نے

عمل کرکے وعظ قرآن شروع کردیا شاہ بیگ کہ جوان بست سالہ تھا ان کے بیان پر
فریفتہ ہوگیا اس سبب سے وہ گرمی سرد ہوگئی اور سید محمد نے اُن کے ہاتھ سے نجات
پاکر بعد چند روز کے راہ شہر فراہ کی لی جب فراہ مین پہونچے وہان بھی یہی بازپرس
پیش آئی کہ اول ایک عہدہ دار نے آکر سید محمد اور تمام ہمراہیون کے ہتھیار چھین لئے
اور گوشہ کمان سب کے سر پر رکھکر ایک ایک کو شمار کرکے کہا کہ کل سب کو قید کرینگے
بعد اسکے امیر ذوالنون حاکم شہر واسطے دریافت کیفیت کے بذات خود آیا لیکن بعد ملاقات
کے معتقد شیخ کا ہوا اور علما کو اجازت دی کہ امتحان مہدیت کا کرین چنانچہ علمائے فراہ
نے سوال وجواب شروع کئے اور امیر ذوالنون نے یہ تمام کیفیت مرزا حسین بادشاہ
خراسان کے حضور مین لکھکر روانہ کی بادشاہ نے چار عالم واسطے دریافت حقیقت حال
کے روانہ کئے چنانچہ علمائے مذکورین نے آکر مباحثہ کیا جب فراہ مین تین مہینے گذر چکے تو
خوندمیر اور میان نعمت کہ نصرپور سے اپنے وطن کو واپس گئے تھے اور میان محمود فرزند
سید محمد کہ شہر نہروالہ مین اپنے والد سے جدا ہوکر تلاش نوکری کے ارادے سے جاکر
سلطان محمود کی سرکار مین مردم سپاہ پیشہ مین نوکر ہوئے تھے یہ تینون شخص فراہ کو
آئے اور ہدایا و نذر کہ مردم گجرات نے سید محمد کے واسطے میان نعمت کے ہمراہ روانہ کئے
تھے راہ مین اُن مین سے میان محمود فرزند سید محمد نے خرچ کے لئے کچھ مانگا میان نعمت
نے کہا کہ پرائی امانت مین خیانت کرنے نہ دونگا مگر میان محمود کے خفا ہونے کی وجہ سے
خوندمیر نے اپنا خرچ راہ مع اس امانت کے جو اُنکے ہمراہ تھی پیش کردیا جب کہ فراہ پہونچے
تو مسئلہ امانت مین سید محمد نے طرفداری فرزند کی کی اور کہا کہ کیا مثل گجرات کی یاد تھی
کہ ایک ڈھک کیا تیرے باپ کا مال ہے بعد اسکے سید محمد نے وہ امانتین میان نعمت سے
طلب کین اُنھون نے جواب دیا کہ یہ طالبانِ خدا اشنا سعداہ سے آپکی طرف روانہ ہوئے
آنپر خرچ کیا گیا سید محمد نے کہا کہ ان لوگون کو کسنے طالب خدا بنایا یہ کلام سنتے ہی
طالبین مذکور بیساختہ بھاگے اور میان نعمت جنکا لقب معترض بدعت ہے
جوش مین آکر مع اہل وعیال روانہ ہوئے سید محمد نے ایک گوجری مثل بول کے انکی

فہمائش کی کہ تو مجھ کو نہ کھو سہاگن ہون مجھ کو نہ مار یعنی تو مجھکو چاہ نہ چاہ مین تیرا
چاہنے والا ہون اور بہت سا دلاسا کر کے واپس لائے چنانچہ تفصیل اسکی تذکرۃ الصالحین
مین موجود ہے اور فرزند مذکور کے حق مین کہا کہ جس کا پوت پوت ہو کر آوے اُسی کا ہے
خوشی ہووے غرض کہ ان لوگون کے آنے کے بعد سید محمد چھ مہینے اور زندہ رہے پس
کل قیام فراہ کا نو مہینے ہے اور اکثر بشارات و اشارات اپنے اور اپنے مریدون کے
فضائل مین اسی عرصے مین بیان کئے گئے ہین القصہ بعد نو مہینے کے ترسٹھ برس کی عمر
مین مقام فراہ مین پنجشنبہ کو سنہ ۹۱۰ ہجری مین انتقال کیا مضا مہدی تاریخ
وفات ہے کہتے ہین انتقال سے پہلے جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ نماز وتر ادا کی تھی اور یہ
علامت انتقال کی تھی کیونکہ حضرت رسالت پناہ نے بھی قبل رحلت بعد نماز
جمعہ کے وتر ادا کئے تھے شواہد الولایت کے باب ۲۰ مین لکھا ہے کہ سید محمد بروز انتقال
اپنی زوجہ بی بی بون کے گھر مین تھے اور عادت یہ تھی کہ زمین مین میخین واسطے
شناخت وقت نوبت ازواج کے گاڑی تھین جب ان میخون پر سایہ پہونچتا تھا ایک
بی بی کے گھر سے دوسری بی بی کے گھر جانے کی نوبت آتی تھی اس روز جب
سایہ میخ پر پہونچا فرمایا کہ مجھکو بی بی ملکان کے گھر مین لیچلو بی بی ملکان وہان
حاضر تھین انھون نے عرض کیا کہ آپ پر سختی ہے اور مین خود یہان حاضر ہون اور
مین نے اپنی نوبت تمکو بخشدی آپ یہین رہین وسہارون نے بھی یہی مضمون بکمال
اصرار عرض کیا میران نے جواب دیا کہ خوب تمنے اپنا حق بخشا لیکن حد شرع محمدی کی کہ
خدائے تعالی نے حکم کیا ہے کون بخش سکتا ہے بعد اسکے پھر دو تین بار بی بی ملکان
وغیرہ نے یہی مضمون عرض کیا لیکن میران نے قبول نکیا اور کہا کہ برادر لوگ ہماری
رعایت کرتے ہین اور شرع محمدی کی رعایت نہین کرتے الغرض نہ مانا اور بی بی ملکان
کے گھر مین بہر طور اپنے تئین پہونچایا انتہی القصہ انتقال کے بعد سید محمد کے جنازے کی
نماز پرانی عیدگاہ فراہ مین پڑھکر ایک جگہ مین کہ فراہ اور موضع برج کے درمیان ہے دفن کیا اور
میان الہ دین حمید نے سب کے سامنے چند مرثیے قبر پر پڑھے کہ اُس مین یہ شعر بھی تھا

فضلش کہ بر جمیع پیمبر شد از خدا ۔ بادا بروز حشر شفاعت گر از خدا

اور سنہ ۹۱۹ مین شاہ قاسم عراقی حاکم فراہ نے قبر پر گنبد بنوایا لیکن بکان سلطان حاکم
فراہ نے اسکی تکمیل کی غرض دہم کے بعد میان خوندمیر اپنے وطن گجرات کو چلے گئے
اور نہروالہ مین متوطن ہوئے اور بعد چند روز کے اہل اسلام نے وہان سے شہر بدر کیا
تو قصبۂ سلطان پور مین آ رہے انھون نے اپنی اس تعجیل معاودت کا یہ عذر بیان کیا تھا
کہ میران کی روح نے مجھکو کہا ہے کہ تم گجرات کو جاؤ اور سید محمود فرزند میران نے ایک سال
فراہ مین ٹھہر کر کہا کہ مجھکو بھی میران کی روح نے جانے کا حکم دیا اسواسطے وہ گجرات
مین آکر مقام بھلوٹ مین متوطن ہوئے اور خوندمیر بھی انکے قرب وجوار کے واسطے
موضع بھادی پور مین ایک منزل کے فاصلے پر بھلوٹ سے متوطن ہوئے پھر وہان سے
موضع جھجھی واڑہ مین رہے اور سید محمود کی طرف سب خلفا و مریدین سید محمد
جونپوری کی رجوع ہوئی اس سبب سے ان کا شہرہ زیادہ ہوا اور روز بروز خلق انکی
تسخیر مین زیادہ ہونے لگی جب یہ بات سلطان محمود بیگڑہ کو معلوم ہوئی بھاری زنجیر
پانون مین ڈلوا کر قید کیا اکتالیس روز کے بعد راجے سون اور راجے مرادی خواہران
بادشاہ کی سفارش سے کہ میران کی معتقد تھین رہائی پائی لیکن زخم زنجیر سے پانون
سڑ گیا اور اڑھائی مہینے کے بعد اسی وجہ سے پچاس سال کی عمر مین سنہ ۹۱۹ مین اپنے
والد کی وفات سے نو برس کے بعد مقام بھلوٹ مین قضا کی۔ بعد انتقال محمود کے
میان خوندمیر فرقۂ مہدویہ کے رئیس ہوئے انھون نے دعوت اس مذہب کی
شروع کی عوام الناس ان کے مسخر ہونے لگے ستائیس بار مقامات سے ان کو بدر کیا گیا
سلطان مظفر گجراتی نے اس فرقے کی زیادتی کا حال سنکر کچھ فوج اسکی تباہی کے لئے
عین الملک کی ماتحتی مین موضع کھانبیل کو بھیجی لشکر بادشاہی نے اس فرقے کے
تمام مکانات جلاوے ساٹھ سوار اور چالیس پیادون کی جمعیت سے مہدویہ نے مقابلہ
کیا اکتالیس آدمی انکے کام آئے اور خوندمیر زخم تیر سے نابینا ہو گئے شرف الدین مہدوی
بھی اسی سوارون کے ساتھ ان کی مدد کو آگیا تھا تمام مہدویہ مع اصل و کمک کے

کھانبیل سے موضع سدراسن کی طرف چلے گئے فوج بادشاہی نے پیچھا نہ چھوڑا اور
سدراسن میں پہونچکر جنگ دوم میں میان خوندمیر اور اُنکے فرزند جلال الدین اور
داماد وغیرہ اقربا و مریدین جملہ آدمیوں کو قتل کیا یہ واقعہ ۹۳۰ھ میں واقع ہوا تذکرۃ الصالحین
میں مذکور ہے کہ ان مقتولوں میں سے پانچ کے سر شہر پٹن کے پاس لے گئے سروں کی
ٹوکری شہر کے دروازے کے پاس رکھدی جب ظہر کی اذان مسجدوں میں ہوئی تو وہ سب
ٹوکری سے نکل کر صف آرا ہوئے اور اُنکے آگے میان خوندمیر کا سر ہوا اور نماز ظہر کے لئے
پیشانی پر سجدہ کیا کہتے ہیں کہ انکی تکبیر کی آواز دوسروں نے سُنی اس جنگ کو مہدوی
لوگ اپنے منہ سے جنگ بدر ولایت بولتے ہیں اور شہداے بدر کا ہم مرتبہ اس
جنگ کے شہدا کو سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آیت انا عرضنا الامانۃ علی السموات الایۃ
میں امانت سے مراد یہی جنگ ہے اور انسان سے مراد میان خوندمیر ہیں گو کہ اخراج و
قتل وغیرہ اہلِ مذاہب اسلامی کی طرف سے ہوتا رہا لیکن مہدویہ اپنے ان کلمات و
دعاوی سے باز نہ آئے چنانچہ ۹۵۲ھ میں شیخ علی متقی نے چار فتوے شیخ ابن حجر مکی وغیرہ
ائمہ چار مذہب کے مکہ معظمہ سے بادشاہ گجرات کے پاس بھجوائے کہ یہ مہدویہ کافر ہو گئے
ہیں اگر یہ لوگ اس مذہب باطل سے توبہ نکریں تو اُنکو قتل کرنا بادشاہ اسلام پر واجب ہے
شاہ مظفر بادشاہ گجرات نے فتووں پر عمل کرکے گیارہ آدمیوں کو پکڑکر پھر قتل کیا اور
شاہ نعمت خلیفۂ مہدی کی گرفتاری کے عوض میں سید علی فرزند مہدی نے اپنے آپکو
گرفتار کرادیا اور مقتول ہوئے اور شاہ نعمت موضع لوہ گڑھ میں مع سولہ آدمی ہمراہی کے
مارے گئے اور ملک الہداد خوندمیری شکست پالی کے بعد سدراسن سے نکلکر رفتہ رفتہ
ملک مارواڑ میں پہونچکر موضع باڈکر میں دائرہ باندھکر رہنے لگے وہاں اس قدر
مہدویہ پر سختی پیش آئی کہ ان کے رفقا فاقوں کے مارے مرنے لگے یہ لوگ اسی طرح
ملک بملک متفرق و منتشر ہوتے رہے اور فتنہ مہدویہ واقعہ سلاطین دہلی و اکبر آباد کے
حضور میں کچھ ہوا تھا چنانچہ منتخب التواریخ اور تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ سلیم شاہ
بن شیر شاہ کے عہد میں شیخ علائی بن حسن مرید شیخ سلیم چشتی نے شیخ عبد اللہ

افغان نیازی کی ہدایت سے طریقۂ مہدویہ اختیار کرلیا اور سید محمد جونپوری کی مہدیت کا
قائل ہوگیا یہ شخص بیانہ میں رہا کرتا تھا اور اسکی بدولت صدہا آدمی اس طریق پر
آگئے شیخ علائی نماز کے وقت قرآن کی تفسیر کیا کرتا اور ایسے پر اثر معانی بیان کرتا کہ
اُسکی مجلس میں جوق جوق مسلمان حاضر ہونے لگے اور جو اُسکے پاس حاضر ہوتا وہ یاتو
بالکل اہل وعیال سے قطع تعلق کرکے پیشہ اور مال و اسباب چھوڑکر مہدوی ہو جاتا
یا گناہوں سے توبہ کرکے سید محمد جونپوری کی مہدیت کا معتقد ہوتا اور جو کچھ دھندا کرتا
اُس میں سے دسواں حصہ اللہ کی راہ میں نکالتا اس طرح کے بہت سے آدمی جمع
ہوگئے کہ باپ بیٹے سے بیٹا باپ سے جورو خاوند سے بھائی بھائی سے چھٹ گئے
اور فقر و فنا کا طریق اختیار کرلیا شیخ علائی کو جو کچھ نذر و فتوح میں حاصل ہوتا سب
اس میں علی السویہ شریک کرتا اور اگر کچھ نہ ملتا تو یہ لوگ دو دو تین تین روز تک فاقے
سے بیٹھے رہتے مگر کسی سے سوال نکرتے اور شیخ علائی ہتھیاروں سے ہر وقت مسلح رہتا
گلی کوچوں میں پھرتا کسی مسلمان کو نامشروع کام کرتے دیکھتا تو اول ملائمت سے سمجھاتا
جب نہ مانتا تو سختی سے پیش آتا جو حکام وقت اُسکو اپنا معتقد سمجھتے تھے اُسکی مدد
کرتے جب یہ سختی بہت بڑھ گئی اور فساد پیدا ہونے کا احتمال ہوا تو شیخ عبد اللہ نے
شیخ علائی کو سفر حجاز کے لئے آمادہ کیا اور تین سو ستر خاندان اُسی بے سروسامانی
کی حالت میں ہمراہ ہوئے جب خواص پور واقع سرحد جودھپور میں یہ قافلہ پہونچا تو
خواص خان نے استقبال کیا اور معتقد ہوگیا لیکن تھوڑے سے عرصے میں مذہب
مہدویہ کی برائی اُسپر روشن ہوگئی شیخ علائی نے یہ بات سمجھکر خواص خان سے تعلق
توڑ دیا اور یہ بہانہ کرکے کہ امر معروف اور نہی منکر میں میری اطاعت نہیں کرتا اُس سے
رنجش ظاہر کرکے خواص پور سے اپنا قافلہ اُٹھا دیا اور حج کا عزم فسخ کرکے بیانہ کو
واپس چلا گیا سلیم شاہ اُن دنوں آگرے میں مقیم تھا شیخ علائی کا حال سُنکر اپنے
دربار میں بلایا جب شیخ دربار شاہی میں داخل ہوا تو آداب شاہی بالکل ترک
کردئے صرف سلام علیک مشروع طور پر کی سلیم شاہ نے بکراہیت جواب دیا

علیہ السلام مقربین کو یہ بات سخت ناگوار گذری ملا عبداللہ سلطانپوری المخاطب بہ مخدوم الملک شیخ علائی کا مخالف ہوگیا اور اسکے قتل کا فتوی بھی دیدیا اور بادشاہ سے عرض کیا کہ یہ شخص خود بھی مہدیت کا مدعی ہے سلیم شاہ نے مرزا رفیع الدین انجو اور ملا جلال بھیم دانشمند اور ملا ابوالفتح تھانیسری وغیرہ علما کو جمع کرکے اس قضیے کی تشخیص انکے حوالے کی سلیم شاہ کے حضور میں مجلس مباحثہ مقرر ہوئی شیخ علائی علما سے مغلوب ہوگیا جواب نہ دے سکا مگر اس طرح قرآن کی آیات کے معانی بیان کرنے لگا کہ اسکی تقریر نے بادشاہ کے دل میں اثر کرلیا اور بادشاہ نے شیخ سے کہا کہ اگر تم اس دعوے باطل کو ترک کردو تو میں تمکو اپنی تمام قلمرو کا محتسب بنادوں اور ابتک تم میرے بے حکم امر معروف و نہی منکر کرتے رہے محتسب ہوجانے کے بعد میرے حکم سے یہ کام کروگے مگر شیخ نے سلطان کی بات کو منظور نہ کیا سلطان نے اُسے قتل تو نکیا سرحد دکن پر ایک شہر ہے ہنڈیہ وہاں بھجوادیا وہاں کا حاکم بہار خان سلیم شاہ کے امرا میں سے تھا تمام لشکر سمیت شیخ علائی کا معتقد ہوگیا مخدوم الملک نے اس بات کو ایک بُرے پیرائے میں پادشاہ سے عرض کرکے شیخ علائی کو وہاں سے واپس طلب کرایا اس مرتبہ بھی سلیم شاہ نے علما کو جمع کیا اور اس قضیے کی تشخیص میں بہت کچھ توجہ کی مخدوم الملک نے بادشاہ سے کہا کہ شیخ علائی خود بھی مہدی ہونے کا مدعی ہے اور مہدی تمام روے زمین کا بادشاہ ہوگا سارا لشکر آپ کا اور آپ کے اکثر عزیز بھی در پردہ اُسکے معتقد ہوگئے ہیں آپ کی سلطنت میں فتور پیدا ہوجانے کا اندیشہ ہے مگر بادشاہ شیخ علائی کے قتل پر آمادہ نہوا بہار میں شیخ بڑہ ایک نہایت دانشمند شخص رہتا تھا شیر شاہ اُسکا بڑا معتقد تھا یہاں تک کہ اسکی جوتی اپنے ہاتھ سے سیدھی کرتا تھا سلیم شاہ نے شیخ علائی کو اُسکے پاس بھیجدیا کہ جو کچھ اسکے حق میں شیخ بڑہ لکھے وہ کیا جائے شیخ بڑہ نے بھی مخدوم الملک کے فتوے کی تقلید کی اُس زمانے میں مرض طاعون کا بہت زور تھا شیخ علائی بھی اس مرض میں مبتلا ہوگیا جب بادشاہ کے حضور میں شیخ بڑہ کے فتوے کے ساتھ پیش ہوا تو اُسوقت بولنے تک کی اُس میں طاقت نہ تھی سلیم شاہ نے آہستہ اسکے کان میں کہا

کہ اگر تم میرے سامنے یہ کہدو کہ میں مہدی نہیں ہوں تو میں تمکو رہا کردوں مگر اس نے نمانا سلطان نے حکم دیا کہ اسکے کوڑے مارو تیسرے کوڑے میں اُسکی جان نکل گئی یہ واقعہ سنہ ۹۵۵ ہجری کا ہے۔

جمال خان مہدوی کی ہدایت سے نظام شاہی خاندان کے چھٹے بادشاہ اسماعیل بن برہان نظام شاہ ثانی نے بھی یہ مذہب اختیار کرلیا تھا فرقہ مہدویہ کو اسوقت میں بڑی رونق ہوگئی تھی انکے کارنامے تاریخ فرشتہ کے مقالہ سوم کے روضہ سوم میں مفصل مندرج ہیں۔

علاقہ جیپور کہ جسکو ڈھونڈھار کہتے ہیں وہاں اس قوم کی آمد کی ابتدا یوں ہوئی کہ امرائے افاغنہ جو دہلی کے اطراف میں سلاطین لودھی اور شیر شاہی کے وقت سے جاگیردار تھے جلال الدین اکبر شہنشاہ نے شیر شاہ کی طرفداری کی وجہ سے اُن کا اخراج کیا یہ لوگ مغلوب ہوکر گجرات کو چلے گئے اور وہاں علمائے مہدویہ جو تشدد اہل اسلام سے ہراساں ہوکر انکی پناہ میں آئے جب اختلاط پیدا ہوگیا تو کچھ افاغنہ نے یہ مذہب اختیار کرلیا اور کچھ اپنے تسنن پر باقی رہے جب ان پٹھانوں کی صفائی راجہ جیپور نے اکبر سے کرادی تو یہ لوگ ٹونک جیپور کے علاقے میں آگئے لیکن مذہب میں ویسے ہی دو رنگ رہے چنانچہ ابتک وہی رنگ ہے کہ مندوزئی وغیرہ چند فرقے سنی ہیں اور دوسرے فرقے قوم بنی وغیرہ مہدوی ہیں۔

ان دہات کے سوا بلاد دکن میں بھی مہدویہ جابجا بکثرت موجود ہیں اور اکثر صاحب ثروت بھی ہیں سرنگ پٹن میں سلطان ٹیپو کے پاس بھی بہت سے افغان مہدوی نوکر تھے ایک بار عدول حکمی کرنے پر فوج سلطانی کے ہاتھ سے کئی سوار مارے گئے باقی وہاں سے نکلوائے گئے۔

سردار خان غزنے زئی مہدوی ملازم باجی راؤ والی پونا نے باوجود منع کرنے اپنے آقا کے چھاؤنی انگریزی پر حملہ کیا اور تمام دولت مرہٹہ کو برباد کرگیا باجی راؤ کو انگریزوں نے سنہ ۱۲۳۲ ہجری میں گرفتار کرکے بٹھور پہونچادیا جب سب ریاستیں

دکن کی بگڑ گئیں تو چارون طرف سے سمٹ کر مہدویہ حیدرآباد دکن مین آئے اور
وہان وہ کثرت اور عزت راجہ چندولال پیشکار کی بدولت پیدا کی کہ دس بارہ ہزار کی
جمعیت سے بمشاہرات بیش قرار نوکر ہوئے بعض دولتمند ان کے کروڑپتی تک ہو گئے
اور یہان اپنی کثرت وثروت کے غرور مین مقدمات مذہب مین ہر ایک سے بیباکانہ
بحث وتکرار شروع کی یہانتک کہ سنہ ۱۲۳۶ ہجری مین مولوی عبد الکریم کو بحث مذہب پر
میر عالم بہادر کی مسجد مین مار ڈالا چونکہ روز اہل سنت نے بھی مکہ مسجد مین جمع ہو کر مہدویون
کے مکانون پر یورش کی اور فساد نے اتنا طول کیا کہ شام تک بہت سے مہدوی اور
سنی باہم لڑ کر مارے گئے نواب سکندرجاہ مسندنشین تھے انھون نے انگریزی فوج
کی مدد سے انکو ملک سے نکالدیا در بدر شہر بشہر باہر حدود ممالک محروسہ آصفیہ سے
پھرنے لگے ایک مدت دراز اسی طرح گذری اور نواب سکندرجاہ کا انتقال ہوا اور نواب
ناصر الدولہ مسندنشین دولت آصفیہ کے ہوئے اور بسبب انقراض عہد اور بعد مدت کے
اہل حیدرآباد کے دلون سے بھی بغض وطیش کم ہو گیا تب لالہ چندولال کے دربار مین
نذرانے اور رشوتین دے دیکر ایک ایک دو دو مہدوی آکر گھسنا شروع ہوئے
اور راجہ کی نظر عنایت سے پھر انکا جماؤ ہو گیا۔

مہدویہ کے عقائد

مہدویہ کہتے ہین کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار مین ایک صدیق تھے تو میران
کے دربار مہدیت مین دو تھے۔ سید محمود اور خوندمیر اور اگر وہان خلفائے راشدین
چار تھے تو یہان پانچ تھے سید محمود۔ خوندمیر۔ میان نعمت۔ میان نظام۔ میان دلاور۔
اور اگر وہان دس شخص ایسے تھے جنکے جنتی ہونے کی بشارت دی گئی تھی تو یہان
بارہ تھے پانچ مذکورین اور باقی کے نام یہ ہین۔ امین محمد۔ ملک معروف۔ عبد المجید۔
ملک جو۔ ملک گوہر۔ ملک برہان الدین۔ اور اگر آنحضرت کی امت مین تہتر فرقے
ہین تو مہدی کی امت مین چوہتر فرقے ہین ایک فرقہ کہ عقیدہ خوندمیر پر ہے

ناجی ہے باقی غیر ناجی۔ اور سید محمود پسر مہدی کو **مہدی ثانی** بھی کہتے ہین اور
میان خوندمیر داماد مہدی کو **بدلہ مہدی** بھی کہتے ہین کیونکہ قتال کا کام مہدی
سے نہوا انکے بدلے مین انھون نے کیا اُس جنگ کو جنگ بدر ولایت بولتے ہین اور
اسد اللہ الغالب بھی ان کا لقب ہے اور انکے بیٹے سید محمود خاتم مرشد نواسہ
مہدی کو **حسین ولایت** کہتے ہین انکے ساتھ لڑکپن مین خدا ہمیشہ کھیلا کرتا تھا
جیسا کہ پنج فضائل مین منقول ہے اور انکی مان **فاطمۂ ولایت** ہین اور مہدی کی
سب بیبیان **ازواج مطہرات** اور **امہات المؤمنین** ہین اور مہدی کے
نواسے سید محمود نامی کو حسین ولایت قرار دیکر امام حسین شہید کربلا کی برابر یا اُن سے
بہتر جانتے ہین اور اُن کی شہادت اس طرح ثابت کرتے ہین کہ ایک روز سید محمود
بعد نماز تہجد کے جانماز پر بیٹھے تھے کہ **یزید کی روح** گتّے کی صورت مین وہان
داخل ہوئی محمود نے اپنے ہاتھ سے اسکو ہانکا اسنے انکے ہاتھ کو ایسا زخمی کیا کہ
اُسکے درد سے ۴۴ روز کے بعد پندرھوین محرم کو انتقال کیا جیسا کہ تذکرۃ الصالحین
مین مذکور ہے۔ مہدویہ کا عقیدہ یہ ہے کہ تصدیق مہدیت سید محمد جونپوری کی فرض ہے
اور انکار اُنکی مہدیت کا کفر ہے اور سنہ ۹۰۵ ہجری سے کہ انھون نے اِس سنہ مین
دعوے مہدیت کا کیا تھا اس طرف جسقدر اہل اسلام گذرے ہین اور گذرین گے
سب بسبب اِس انکار کے کافر مطلق ہین مسلمان صرف مہدوی ہین اور سید محمد اگرچہ
داخل امت محمدی ہین لیکن افضل ہین امرائے مؤمنین ابو بکر صدیق اور عمر فاروق
اور عثمان ذی النورین اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم سے اور سید محمد جونپوری سوائے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام انبیائے مرسل سے افضل ہین اور سید محمد جونپوری
اگرچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے پورے تابع ہین لیکن رتبے مین دونون برابر ہین
دونون مین سر مو کمی بیشی نہین احادیث رسول خدا کی اور تفاسیر قرآن اگرچہ
کیسی ہی روایات صحیحہ سے مروی ہون لیکن سید محمد کے بیان واحوال سے مقابل کر کے
دیکھنا اگر مطابق انکے احوال کے ہو وین تو صحیح جاننا ورنہ غلط ہے یہ مہدویہ مین

اسی طرح لکھا ہوا اور عطیہ میں ہے کہ سید محمد بہ تعلیم الٰہی بہ اتباع نبی مفترض الطاعات ہیں
پنج فضائل میں تحریر کیا ہے کہ جو کوئی فرمان مہدی میں تاویل کرے وہ آن مہدی سے
نہیں ہے اور عقیدہ شریفہ میں بیان کیا ہو کہ جو شخص بیان مہدی میں کچھ تاویل یا تحویل کرے
وہ مخالف بیان اُس ذات کا ہوگا اخگر سوزان کا مؤلف کہتا ہے کہ یہ مذہب متقدمین
مہدویہ کا ہے اور سید میرانجی بن سید سلام اللہ کے رسالہ سلسلہ میں لکھا ہے کہ منکر اجماع
صحابۂ نبوت اور صحابۂ ولایت کافر ہے صحابۂ ولایت سے مراد سید محمد کے اصحاب ہیں۔
مہدویہ کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ سید محمد جونپوری اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ دو شخص تو پورے
مسلمان ہیں اور سوا انکے حضرات انبیا و مرسلین ناقص الاسلام ہیں چنانچہ پنج فضائل
میں ہے کہ شاہ دلاور نے اپنے مہدی سے روایت کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ناک کے
نیچے سے بالائے سر تک مسلمان تھے اور نوح علیہ السلام زیر حلق سے بالائے سر تک مسلمان
تھے اور عیسیٰ علیہ السلام زیر ناف سے بالائے سر تک مسلمان تھے دوسری بار جب آئینگے پورے
مسلمان ہو جائینگے اب آدھے مسلمان ہیں مہدویہ کہتے ہیں کہ جو نقل اس مضمون کی
ہماری کتابوں میں منقول ہے وہ نقل متشابہ ہے اور متشابہات میں جو اعتقاد
اہل سنت کا ہے وہی اعتقاد مہدویوں کا ہے اور مہدویہ کے نزدیک تصحیح مہدی کا اعتقاد
رکھنا فرض ہے اور اُسکے اُنکی اصطلاح میں معنے یہ ہیں کہ تمام ارواح انبیا اور رسل اولوالعزم
اور اولیائے بلند مرتبہ اور تمام مؤمنین اور مومنات آدم سے اِس دم تک سید محمد کے حضور
میں پیش کی جاتی ہیں اور یہ انکا داخلہ اور موجودات دیکھتے ہیں اور حق تعالیٰ کا اُن ارواح کو
حکم ہوتا ہے کہ تمنے جس خزانے سے نور لیا تھا پھر اس محل سے مقابلہ کر کے تصحیح کرو اور جو شخص
یہاں مقبول ہوا وہ خدا کے پاس بھی مقبول ہے اور جو یہاں مردود ہوا وہ عند اللہ بھی
مردود ہے اور تفصیل اسکی مطلع الولایت میں موجود ہے اور جبتک آدمی بچشم سر یا بچشم دل
یا خواب میں خدا کو نہ دیکھے مؤمن نہیں ہے مگر طالب صادق کہ اپنے دل کو غیر حق سے
پھیر کر خدا کی طرف متوجہ ہو کر ہمیشہ مشغول بہ خدا رہے اور دنیا اور خلق سے عزلت اختیار
کرے اور خودی سے باہر آنے کی ہمت کرتا ہو ایسے شخص کے حق میں بھی مہدی نے

حکم ایمان کا کیا ہے چنانچہ عقیدہ خوندمیر میں جسکو مہدوی امام العقائد بحر الفوائد بولتے ہیں
مذکور ہے کفر و ایمان کے مسئلے میں مہدی سے نقلیں اس طور پر واقع ہیں۔
مطلع الولایت سے منقول ہے الحال ہر کہ بظاہر شریعت از آتش خلاص یابد و بعد از
ظہور این دعویٰ مقبل مومن منکر کافر گردد و فرمودند ہر کہ بہ مہدیت این ذات ایمان آرد
مومن گردد و ہر کہ انکار کند کافر گردد اور عقیدہ شریفہ میں منقول ہے فرمودہ کہ ایمان ذات
خدا است ان نقلوں سے مفہوم ہوا کہ وہ ایمان عوام کا ہے اور یہ ایمان خواص کا اور دیدار کے
مسئلے میں نفی اس ایمان کی ظاہر ہے نہ اُس ایمان کی اور مہدی کا قول ہے کہ تین پہر کا
ذکر کرنے والا منافق ہے اور چار پہر ذکر کرنے والا مشرک ہے اور پانچ پہر کا ذکر کرنے والا
مومن ناقص ہے اور آٹھ پہر کا ذکر کرنے والا مومن کامل ہے اور انکے عقائد سے یہ بھی ہے
کہ اشیائے دنیوی اگرچہ حلال و مباح ہوں مگر اسمیں مشغول رہنے والا بلکہ اسکا ارادہ رکھنے والا
کافر ہے جیسا کہ انصاف نامہ کے باب پنجم میں لکھا ہے کہ میران نے فرمایا کہ وجود حیات دُنیا
کفر ہے چنانچہ زنان و فرزندان و اموال و حیوانات و زراعات و عمارات و ملبوسات و ماکولات
وغیرہا جو کہ انکا مرید ہو اور ان میں مشغول ہو وہ بھی کافر ہے اگر کوئی شخص اُسکے ساتھ صحبت
رکھے یا اُسکے گھر کو جائے یا اُسکے ساتھ الفت رکھے وہ جماعت آن سے نہیں ہے اور آن محمدی
سے نہیں ہے اور آن خدا سے نہیں ہے انتہٰی اور انکے نزدیک ترک وطن کرنا اور اپنے وطن سے
ہجرت کر کے صادقوں کی صحبت اختیار کرنا فرض ہے چنانچہ شواہد کے باب سی و سوم میں ہے تو
ہے اور جو شخص کہ اس ہجرت و صحبت کو بجا نہ لائے وہ منافق ہے مہدویہ کے نزدیک مہدیت
نبوت میں نام کا فرق ہے اور کام اور مقصود ایک ہے جیسا کہ شواہد کے تیرھویں باب میں
لکھا ہے۔ عطیہ میں بیان کیا ہے کہ مہدویہ مہدی کی مہدیت کی تصدیق کر کے اُن کو خلیفۃ اللہ
تابع تمام شریعت رسول اللہ آخذ احکام شرعیہ مبین قرآن مراد اللہ خدا تعالیٰ کی اور روح مہلکہ
رسول اللہ کی تعلیم سے اور شرع اجتہادیہ اور مسائل اختلافیہ میں حاکم صواب و خطا کا مٹانیوالا
بدعت کا چلانیوالا سنت کا احکام ولایت کو ظاہر کرنے والا خاتم ولایت عقیدہ محمدیہ کا
ایسا امام کہ جسکی طاعت تمام اہل اسلام پر فرض عین ہے سمجھتے ہیں۔ اور انکے نزدیک سید محمد

علم و عمل دونون مین معصوم ہین ہر ایک عمل اور بیان مہدی کا اللہ کی تعلیم سے جاننا اور
اُنپر احکام تازہ بتازہ نو بہ نو خدا کی طرف سے اُترنے کا یقین رکھنا ان کے نزدیک فرض ہے
پس اگر کسی مجتہد یا مفسر کا قول موافق حکم و بیان مہدی کے نہو تو وہ قول خطا ہے اور
احادیث آحاد مین سے جو حدیث اُنکے قول و فعل کے مخالف ہو تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
نہین بلکہ کسی راوی کی غلطی ہے غرض کہ سید محمد کے افعال و اقوال سب معصوم ہین اور سید محمد
نے فرمایا ہے کہ نماز دوگانہ ستائیسوین رمضان لیلۃ القدر فرض ہے اور سید محمد نے یہ بھی کہا ہے
کہ آدمی جب کسی قدر مال کا مالک ہو قلیل ہو یا کثیر اُسکا دسوان حصہ خیرات کرنا اُسپر
فرض ہوا یہ عبادت مال ہے برابر زکوۃ کے چنانچہ کتاب زبدۃ البراہین تصنیف سید عبدالرحیم
بن اسحاق بن عبدالحی مہدوی مین مذکور ہے غرض کہ یہ عُشر وہ عُشر نہین ہے جو کہ محاصل
زمین مین شرع مین معتبر ہے بلکہ یہ ایک تشریع جدید ہے اور دوگانہ مذکور السابق کے فرض
ہونے کی کیفیت سید مصطفی مہدوی نے اپنی کتاب تالیف ۱۲۸۳ ہجری اور عطیہ مین یون
لکھی ہے کہ رمضان کی ستائیسوین رات کو بعد عشا کے میران کو حکم ہوا کہ آسمان کی طرف دیکھو
جب اُدھر نگاہ کی تو دیکھا کہ تمام آسمان اور بہشتین حور و قصور کے ساتھ آراستہ کی گئی ہین
اور تمام ملائک کھڑے ہین تب سلام اللہ نے عرض کیا کہ یہ شب قدر ہے میران نے فرمایا
کہ اللہ کا حکم ہوا ہے کہ سید المرسلین پر یہ شب تحفہ نازل کی تھی اور تمھارے واسطے پوشیدہ
رکھی تھی ہزار مہینون کی عبادت مقبول سے بہتر ہے مین تجھکو دیتا ہون اے سید محمد آمین
دوگانہ شکرانہ ادا کر جیسا کہ حضرت آدمؑ نے نماز فجر پڑھی تھی اور حضرت ابراہیمؑ نے نماز ظہر
پڑھی تھی اور یونسؑ نے نماز عصر پڑھی تھی اور عیسیؑ نے نماز مغرب پڑھی تھی اور موسیؑ
نے نماز عشا پڑھی تھی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز وتر پڑھی تھی اور تو اے سید محمد
شب قدر مین اس نماز کو پڑھا کر پس اس بزرگ نے اپنے گیارہ اصحاب کے ساتھ امامت
کرکے نماز دوگانہ ادا کی رکعت اول مین سورہ ضحیٰ اور رکعت دوم مین سورۂ قدر پڑھی
مہدویہ مین وقت دعا کے ہاتھ اُٹھانا خصوصًا بعد فرض نمازون کے مطلقًا ممنوع ہوتا
ہے مہدویہ کا عقیدہ یہ ہے کہ سید محمد خاتم الولایت ہین جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

خاتم النبوت ہین اسی لئے مہدویہ خاتمین بہ صیغۂ تثنیہ کہتے ہین۔ شواہد الولایت کے
تیئیسوین باب مین لکھا ہے کہ انکے مہدی نے کہا کہ فرمان حق تعالیٰ کا ہوتا ہو کہ اولی الالباب
الذین یذکرون اللہ قیاما و قعودا و علی جنوبہم الآیہ اے سید محمد یہ آیت لفظ تیرے
گروہ کی شان مین ہے پھر میران نے کہا جیسا کہ قوم موسیٰؑ کا خطاب یہود اور قوم عیسیٰؑ کا خطاب
نصاریٰ اور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب مسلمان ہے ہماری قوم کا خطاب
اولی الالباب ہے انتہی اور سترھوین باب مین لکھا ہو کہ میران نے دعویٰ کیا کہ حق تعالیٰ
سے مین نے معلوم کیا کہ قرآن مین اٹھارہ آیتین بعض حق ذات مہدی ہین اور بعض
اُن کے گروہ کے حق مین ہین اور وہ مہدی ہین ہون پندرھوین باب مین لکھا ہے
کہ میران نے خوندمیر کو کہا کہ تمھاری خبر حق تعالیٰ نے اپنے کلام مین دی ہے چنانچہ اللہ
نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ سے مراد سینۂ خوندمیر ہے فیہا مصباح سے
مقصود تجلی حق تعالیٰ ہے المصباح فی زجاجۃ سے مطلوب دل خوندمیر ہے اور الزجاجۃ
کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ سے مراد شجر ذات سید محمد ہے کہ چوتھے
آسمان پر میرا نام سید مبارک ہے۔
تنبیہ الغافلین مین ملا علی قاری کہتے ہین کہ سُنا گیا ہے کہ مہدویہ اپنے جھونپڑے برابر
بناتے تھے اور ہر ایک جھونپڑے مین روزن ہوتا تھا کہ ہر ایک شخص دوسرے شخص کے افعال
پر مطلع ہوتا رہے یہانتک کہ اگر ایک مہدوی اپنی عورت سے صحبت کرتا تو دوسرا اُسے
دیکھتا رہتا اور اس تاک جھانک کو یہ لوگ بُرا نہین جانتے انکا قول یہ تھا کہ ہم سب مرد
آپس مین بھائی ہین اور ہماری عورتین باہم بہنین ہین ہمارا آپس مین دیکھنا کچھ بُرا نہین انتہی
میان نعمت و خوندمیر نے حکم کیا کہ ترکہ مہاجر کا اُسکے وارثون کو نہ دیکر مہاجرین اغنیاء پر بالسویہ
تقسیم کرنا چاہئے چنانچہ انصاف نامہ کے باب ہشتم سے ظاہر ہے اور سید محمود بن خوندمیر نے
کہ مہدی کی جونپوری کے نواسے اور مہدویون کے خاتم مرشد اور حسین ولایت ہین
انصاف نامہ کے باب ہفدہم مین لکھا ہے کہ اُنھون نے معاملہ مین دیکھا کہ قیامت برپا ہوئی
اور حق تعالیٰ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ حساب خلق کا کرو انھون نے

میران کو فرمایا میران نے خوندمیر کو فرمایا پس خوندمیر حساب تمام عالم کا کرتے ہین ایضاً اُسی باب مین لکھا ہے کہ نہی میان محمود نے دوسری بار معاملہ مین دیکھا کہ مین نے اِس عالم سے عروج کیا اور عرش وکرسی سے گذر گیا وہان کیا دیکھتا ہون کہ حق تعالیٰ کے سامنے مہدی کے بعض اصحاب اپنے سرون کے بال کھولے ہوئے ناچ رہے ہین اور دف سنکین بجا رہے ہین اس جگہ جو کچھ رسو کندا کو دکھلایا تھا مجھکو بھی دکھلایا انتہیٰ اسی طرح انکے نانا مہدی نے بھی دعویٰ کیا تھا کہ ایک رات ثلث شب کے وقت مین مع سید سلام اللہ کے افلاک چڑھتا چلا گیا اور قاب قوسین کا مقام اور کلام ہوا اور یہ عبارت وحی ہوئی یرضی عنك الرحمن انك صاحب البدعة والطغیان ومحی السنن والایمان من یرالك له الامن والامان ومن امن بك وجب علیه الغفران ومن انكر بك حقت له النیران۔
سید مصطفیٰ نے اپنی کتاب اثبات مہدیت مولفہ ۱۳۳۲ ہجری مین طویل عبارت مین اِس معراج کا حال بیان کیا ہے سید محمد جونپوری کو جو وحی ہوتی تھی وہ کبھی عربی زبان مین ہوتی تھی کبھی ہندی مین اور کبھی گجراتی زبان مین منجملہ انکے یہ ایک ہندی فقرہ بھی وحی ہوا تھا اے سید محمد دعوئی مہدیت کا کھلا ہو وے تو کھلا نہین تو ظالمان مین کا کرونگا چنانچہ شواہد کے باب ہفدہم مین لکھا ہے اور انکی وحی مین سے یہ عبارت عربی بھی ہے جو ابتدائے رسالہ ام العقائد مین لکھی ہوئی ہے قال الامام المہدی صلی اللہ علیہ وسلم علمت من الله بلا واسطة جدید یدالیوم قل انی عبد الله تابع محمد رسول الله محمد مهدی الزمان وارث نبی الرحمن عالم علم الكتاب والایمان مبین الحقیقة والشریعة والرضوان۔ پنج فضائل مین لکھا ہے کہ محشر مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مہدی نوری ہاتھی پر سوار ہونگے کہ نام اُسکا محمودا ہوگا اور گرد انکے انبیا و رسل اولوالعزم اور اولیا و شہدا اور حجاج وغیرہم مومنین امت محمدی چلتے ہونگے اور دانت اُس ہاتھی کے اِس قدر لمبے ہونگے کہ اُن پر تمام فرقۂ مہدویہ سوار ہوگا اور میدان حشر مین گشت کرکے ذوالجلال کے آگے آکر بی بی مریم کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اور بی بی آسیہ کے ساتھ سید محمد کا نکاح ہوگا بعد انکے عرصات مین آکر دونون شفاعت کرینگے شواہد الولایت کے

چوبیسوین باب مین لکھا ہے کہ مہدی نے کہا کہ مجھکو حق تعالیٰ نے تمام ارواح اولین وآخرین کا پیشوا بنایا ہے اور اکتیسوین باب کی ہفتیسوین خصوصیت مین لکھا ہے کہ جناب رسالت آب نے مہدی کے اصحاب کا مرتبہ اپنے مرتبے کی برابر فرمایا ہے اور اُسپر یہ حدیث بیان کرتے ہین ھٰؤلاء اخوانی بمنزلتی وہ بھائی میرے ہم مرتبہ میرے ہین شاہ نظام الدین خلیفہ مہدی نے کہا ہے کہ یہ صفت عام اصحاب مہدی کی ہے اور بڑے اصحاب کا مرتبہ اس سے بھی آگے ہے اور شاہ دلاور خلیفہ مہدی نے کہا ہے کہ یہ لوگ مقام مرسلون کا رکھتے ہین اور بارہ آدمی نے فاضل تر ہین اور کہا کہ یہ سب بھائی ھم اخوانی بمنزلتی کا مقام رکھتے ہین مگر چار شخص اس سے بڑھکر مقام رکھتے ہین یہ سب مرید شاہ دلاور کے تھے علمائے مہدویہ نے ان اقوال کی تاویلین کی ہین جنکا ماحصل یہ ہے کہ تمام منازل ومقامات مین انبیا کے ہم سر و برابر ہونا لازم نہین آتا۔

سید محمد نوربخش جونپوری

(۲۳) سید محمد نوربخش کہ اولیا سے مغلوب الحال ہین انھین ایک گروہ مہدی موعود جانتا ہے حالانکہ صاحب معارج الولایت لکھتا ہے کہ سید محمد نوربخش جونپوری کو ایک روز حال آیا دیکھتے کیا ہین کہ ایک شخص مخاطب ہوکر کہتا ہے کہ انت مہدی یعنی تو مہدی ہے نوربخش نے سمجھا کہ مین مہدی موعود ہون ایک مدت تک اُسی دعوے پر رہے آخر جب حج کو چلے اثنائے راہ مین اُنکو کشف ہوا کہ مین مہدی بایں معنی ہون کہ ہدایت یافتہ ہون رہنمائے خلق مین طرف عبادت الٰہی کے نہ مہدی موعود ہون پس اِس دعوے سے باز آکر مریدون اور ہمراہیون کو اس اعتقاد سے پھیر دیا اور کہا کہ جب اِس سفر سے پلٹونگا تو باقی مریدون کو بھی اس اعتقاد سے باز رکھونگا آخر اثنائے راہ مین وفات پائی بعد انکے ہمراہیون نے غائبون کو یہ خبر پہونچائی بعض اس عقیدے سے پھر گئے اور بعض پہلے اعتقاد پر اڑے رہے۔
میرزا حیدر نے کتاب رشیدی مین لکھا ہے کہ کشمیر کے تمام آدمی حنفی المذہب ہین فتح شاہ والی کشمیر کے زمانے مین (کہ ۸۸۳ ہجری سے اُس کا دور حکومت شروع ہوتا ہے)

ایک شخص شمس الدین نامی عراق کی طرف سے آیا اور اپنے آپ کو میر محمد نوربخش کا پیر ظاہر کیا اور ایک نیا مذہب جاری کیا اور اسکا نام مذہب نوربخش یا نوربخشی رکھا اور طرح طرح کی باتیں کفر و الحاد کی پھیلائیں اور ایک کتاب فقہ میں بنا کر اسکا نام احوطہ رکھا اس کتاب کو لوگوں میں رواج دیا یہ فقرہ اُس کتاب میں کا ہے ان اللہ امرنی ان ارفع الاختلاف من بین ھذہ الامۃ اولا فی فروع سنن الشریعۃ المحمدیۃ کما کانت فی زمانہ من غیر زیادۃ ونقصان وثانیا فی الاصول من بین الامم کافۃ اھل العالم بالیقین یعنی خدائے تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس امت میں جو اختلاف ہے اُس کو دور کروں اور اول شریعت محمدی کا اختلاف دور کرکے ویسے قائم کروں جیسے خاص آنحضرت کے زمانے میں تھی اُسمیں جو کچھ کمی بیشی ہے سب مٹادوں اور پھر وہ اختلاف مٹادوں جو تمام امتوں اور سب مخلوقات کے عقائد میں ہے۔ اس کتاب کے مسائل مذاہب اہل سنت میں سے کسی مذہب کے مطابق نہ تھے نہ شیعہ کے موافق تھے جن لوگوں نے اس مذہب کو اختیار کیا وہ اصحاب ثلثہ اور بی بی عائشہ کو برا کہنے لگے اور سید محمد نوربخش کو صاحب الزمان اور مہدی موعود بتانے لگے اور معاملات و عبادات میں وہ تصرفات کئے کہ تمام باتوں میں تفرقہ پیدا ہوگیا کشمیر کے اہل سنت نے اس کتاب کو ہندوستان کے اہل سنت کے پاس بھیجا جنھوں نے اُسپر یہ فتویٰ دیا کہ اس کتاب میں بہت سی غور و خوض کے بعد معلوم ہوا کہ اسکے بنانے والے کا مذہب باطل ہے وہ اہل سنت کے کسی مذہب پر نہیں اور اسکا یہ قول کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے دین محمدی کا اختلاف دور کرنے کے لئے حکم دیا ہے جھوٹ اور دھوکا دہی ہے جہانتک ممکن اور مقدرت میں ہو اس کتاب کا فنا کرنا ہر دیندار پر فرض و لازم ہے اور اس مذہب کا مٹانا واجبات سے ہے پس جو لوگ اس مذہب پر چلتے ہوں اُن کو سمجھا کر دھمکا کر اُس سے ہٹانا چاہیے اگر وہ نہ پھریں تو اُنکو سزا دینا اور قتل کرنا واجب ہے اگر توبہ کرلیں تو اُنسے کہنا چاہیے کہ مذہب امام ابوحنیفہ کی متابعت اختیار کریں جب یہ فتویٰ کشمیر میں پہونچا تو بہت سے نوربخشیہ مارے گئے اور بعض سے جبراً یہ مذہب چھوڑایا گیا کچھ ایسے تھے کہ اُنھوں نے تصوف کا پردہ اپنے ارتداد پر ڈال لیا۔

لیکن تاریخ فرشتہ کا مؤلف کہتا ہے کہ کتاب احوطہ میر شمس الدین عراقی کی تصنیف نہیں کسی ملحد نے اُسکو بنایا ہے اور جن سید نوربخش کی طرف یہ لوگ اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں وہ بڑے بزرگ اور نیک تھے حیدر خود کہتا ہے کہ بدخشان میں میں نے اُن کے پیروں کو دیکھا ظاہر اُنکا شریعت سے بالکل مطابق تھا اور تمام باتوں میں اہل سنت کے ساتھ اتفاق رکھتے تھے سید محمد نوربخش کی اولاد میں سے ایک شخص نے مجھے اُن کی تالیفات میں سے ایک رسالہ دکھایا تھا اُس کے مطالب نہایت عمدہ تھے اُسمیں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ سلطنت ظاہری طہارت اور تقوے کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتی یہ صحیح نہیں کیونکہ بڑے بڑے انبیا و رسل نے نبوت کے ساتھ سلطنت بھی کی ہے جیسے حضرت یوسفؑ اور حضرت سلیمانؑ اور حضرت داؤدؑ اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت محمد علیہ السلام

ادریس

(۲۴) ملا علی قاری اپنے اُس رسالے میں جو انھوں نے سنہ ۹۶۵ ہجری میں مہدی موعود وغیرہ کی بابت شہر مکہ میں لکھا ہے کہتے ہیں کہ ایک شخص نے جسے ادریس کہا کرتے تھے سلطان بایزید کے عہد میں مہدیت کا دعویٰ کیا اسکے اسی خلیفہ تھے ایک دن خلفا کو بلاکر کہا کہ مجھکو کشف سے معلوم ہوتا ہے کہ میں مہدی ہوں تم بھی اپنے باطن کی طرف متوجہ ہو اور جو کچھ تمپر ظاہر ہو مجھ سے بیان کرو خلفا ایک مدت تک متوجہ رہکر اُس کے پاس آئے اور کہا کہ ہمپر یہ ظاہر ہوگیا کہ تم حق پر ہو سلطان کے حضور میں یہ واقعہ عرض کیا گیا وہ بڑا دیندار تھا اُسنے شکر کیا بہتر ہے تم لوگ خروج کرو میں تمہارا ساتھ دونگا اور تمہاری ہر طرح مدد کرونگا بعد چند روز کے جب باطن کی طرف رجوع کیا تو معلوم ہوا کہ الہام ربانی نہ تھا بلکہ خطرۂ شیطانی تھا اور اس عزم سے پھر گئے اور سلطان کو بھی مطلع کردیا۔

کُرد

(۲۵) سلطان محمد چہارم کے عہد میں سنہ [illegible] ہجری میں ایک مسلمان نے کردستان [illegible] مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کرکے ہزاروں کردوں کو اپنا معتقد بنا لیا اور اُسی زمانے

مین ایک یہودی امام سباتہائی نے مسیح موعود ہونے کا دعوی کرکے یہودیون مین عام
تحریک پیدا کردی تھی اور اس اجتماع غریب سے عام مسلمانون کو قرب قیامت کا
یقین ہوگیا احمد کوپرلی وزیر اعظم نے مسیح کاذب کو گرفتار کرکے قید خانہ مین بھیجدیا سلطان
نے سباتہای سے کہا کہ اگر تو تائب ہوکر مسلمان ہوجائے تو تیرے جرم سے درگذر کرونگا
سباتہای بڑی خوشی سے مسلمان ہوگیا مہدی صاحب کا حشر بھی بعینہ مسیح صاحب کی
برابر ہوا موصل کے پاشا نے سباتہای کے مسلمان ہونے سے چند ماہ بعد اُسے گرفتار
کرکے سلطان کی خدمت مین بھیجدیا ظل اللہ کے روبرو جاتے ہی وہ مہدی آخر الزمان کے
دعوے سے دست بردار ہوگیا مگر چونکہ اُسنے سلطان کے سوالات کے جواب نہایت معقولیت
اور عقلمندی سے دیے سلطان نے خوش ہوکر اُسکی خطا معاف کردی اور مسیح موعود اور
مسیح دجال کی طرح اُسے بھی اپنی ملازمت مین لیکر خزانۂ سلطانی کے محافظین
مین داخل کردیا۔

ازبک

(۲۶) ہدیۂ مہدویہ مین مذکور ہے کہ ازبک نامی ایک شخص اسی جھوٹے دعوے پر اٹھکر
مہدی کہلایا شہرزور کے پہاڑون کی طرف نکلکر ایک بڑی جماعت کو اپنا تابعدار کیا
آخر اُس طرف کے امیر احمد خان کردی نے اُس پر فوج کشی کرکے اُسکو قتل کیا اور اُسکی
جماعت کو پراگندہ کردیا اور اُسکے بھائی کو اسیر کرکے راہ راست پر لایا۔

ابن تومرت

(۲۷) ابن خلکان نے وفیات الاعیان مین لکھا ہے کہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن تومرت
کوہ سوس مین جو بلاد مغرب کے منتہی مین ہے ۴۸۵ھ ہجری مین پیدا ہوا تھا قبیلۂ ہرغہ سے
تھا جنکی نسبت مشہور ہے کہ امام حسن بن حضرت علی رضی اللہ عنہما کی نسل سے ہین جوانی
مین طالب علمی کے لیے مشرق کے سمت گیا تھا امام غزالی علیہ الرحمۃ سے بھی کچھ پڑھا تھا
مکے مین رہا علم حدیث وفقہ وغیرہ علوم شریعت مین دستگاہ حاصل کرکے زہد وعبادت
مین مصروف ہوگیا تھا دنیاوی کے سامان مین سے اُسکے پاس سوا عصا اور ایک لوٹے

کچھ اور نہ تھا امر معروف ونہی منکر مین نہایت سخت وپابند تھا زبان عربی ومغربی نہایت
فصاحت سے بولتا تھا اگر کسی سے کوئی ایذا اُسکو پہونچتی تو اُسے بکشادہ پیشانی برداشت
کرلیتا مکہ مین کوئی دشواری اُسکو لاحق ہوئی تو مصر کو چلاگیا اور جو کام مخالف شرع دیکھتا
اُسکے مٹا دینے مین بجد کوشش کرنے لگا۔ لوگون کی سخت مخالفت کی وجہ سے مختلط
باتین کرنے لگا اور اپنی جان کو اُنپر دیوانہ ثابت کرنے لگا مصر سے اسکندریہ کو آیا وہان سے
جہاز مین سوار ہوکر اپنے وطن کو روانہ ہوا اُسنے اس سے پیشتر یہ خواب دیکھا تھا کہ دریا کا سارا
پانی پی گیا ہون اہل جہاز کو بھی وعظ ونصیحت کرتا اور قرآن پڑھا کرتا تھا ۵۰۵ھ مین شہر مہدیہ
مین پہونچا بعض کہتے ہین کہ ۵۱۰ھ مین مصر سے فقہا کے لباس مین اکیلا مہدیہ مین پہونچکر مسجد معلق
مین ٹھہرا یہ مسجد سر راہ تھی اُسمین بیٹھکر راستے کی طرف نگرانی رکھنے لگا اگر کسی کے پاس کوئی خلاف شرع
چیز پاتا یا کسی کے پاس شراب کا برتن دیکھتا تو اُسے توڑ ڈالتا مسلمانون نے اُسکا حال سُنا تو
اُسکے پاس آنے لگے اور کئی دینی کتابین اُس سے پڑھین امیر یحیی بن تمیم بن معز بن بادیس کو
اُسکا حال معلوم ہوا تو فقہا کی جماعت کے ساتھ اُسے اپنے حضور مین بلایا جب امیر کی
اُس سے ملاقات ہوئی اور اُس کی بات چیت سُنی تو بہت تعظیم وتکریم کی اور کہا کہ آپ میرے
حق مین دعا کیجیے کچھ دنون مہدیہ مین رہکر بجایہ کو چلاگیا یہان بھی اُسنے اپنا وہی چال رکھا
یہان کے آدمیون نے اُسے شہر سے نکال دیا موضع ملالہ مین چلاگیا اور یہان اُسکی ملاقات
عبد المومن بن علی قیسی سے ہوئی ملوک مغرب کے حالات مین ایک کتاب ہے اُس مین
لکھا ہے کہ ابن تومرت کتاب جفر سے واقف تھا جو علوم اہل بیت مین ہے اُس کتاب مین
اُسنے یہ لکھا ہوا دیکھا تھا کہ ایک آدمی اِس صورت کا سرور کائنات کی اولاد مین سے ہوگا اور وہ
آدمیون کو راہ خدا کی طرف دعوت کریگا اور اُسکا مدفن اُس مقام پر ہوگا جسکے یہ حروف ہین
ت۔ ی۔ ن۔ م۔ ل۔ اور یہ بھی اُس کتاب مین دیکھا تھا کہ اُسکے اصحاب مین سے ایک
آدمی ہوگا جس کے سبب سے اُسکے کام کو قوت ہوگی اُسکے نام کے یہ حروف ہین ع۔ ب
د۔ م۔ و۔ م۔ ن۔ اور پانچوین صدی مین اُسکا ظہور ہوگا ابن تومرت کو یہ خیال پیدا ہوا
کہ ایسے شخص کے ظاہر ہونے کا اب وقت قریب ہے اسلئے عبد المومن کی تلاش مین پھرنے لگا

جس جگہ جاتا وہاں اور جس سے ملتا اُسکا نام دریافت کرتا اور علیہ اُسکا عبدالمومن کے
حلیہ سے جو اُسکے پاس موجود تھا ملاتا بالآخر ایک شخص سے ملاقات ہوئی اُس سے نام
دریافت کیا جواب دیا مجھے عبدالمومن کہتے ہیں حلیہ ملایا تو موافق پایا بہت خوش ہوا پھر
ابن تومرت نے عبدالمومن سے دریافت کیا تم کہاں رہتے ہو اور اب کہاں کا قصد ہے
عبدالمومن نے کہا کومیہ کا باشندہ ہوں مشرق کو تحصیل علم کے لئے جا رہا ہوں ابن تومرت
نے کہا کہ مشرق اور علم تمنے پالئے میرے ساتھ چلو یہ سب تمکو حاصل ہو جائیگا عبدالمومن
ابن تومرت کے ساتھ ہو لیا پھر ابن تومرت نے اپنا تمام راز اُس سے کہا ابن تومرت کی
ملاقات ایک دوسرے شخص سے ہوئی جسے عبداللہ الونشریشی کہتے تھے یہ شخص فقیہ وجیہ فصیح لغات
عرب و اہل مغرب کا بڑا ماہر تھا ابن تومرت نے اسے بھی اپنے راز سے آگاہ کرکے موافق کر لیا
اور تینوں نے مقصود اصلی کے حاصل کرنے پر غور کیا ابن تومرت نے عبداللہ سے یہ کہا
کہ تمکو چاہئے کہ اپنی فصاحت و بلاغت کو چھپالو ہکلا کے باتیں کرنا شروع کردو اور ایسے طور پر
باتیں کرو کہ جس سے لوگوں پر تمہارا جہل ثابت ہو پھر یکایک اپنے فضائل و فصاحت لسانی
کو ظاہر کرنا تاکہ لوگوں کو تمہارا معجزہ ثابت ہو اور جو کچھ میں لوگوں سے کہوں اسپر یقین کریں
اس مشورے کے بعد ابن تومرت اہل مغرب سے ملا اور اُنکو موافق کرنا شروع کیا چند آدمی اسکی
ہمراہی اور رفاقت کو آمادہ ہوئے اور یہ تمام جماعت مراکو کو روانہ ہوئی اس وقت یہاں کا حکمران
ابوالحسن علی بن یوسف بن تاشفین تھا جو مرابطین سے تھا کہ جو ملثمین بھی کہلاتے اور یہ ان
چند قبیلوں سے ہیں جو حمیر کی طرف منسوب ہیں اور نہایت حلیم عادل متواضع تھا مالک بن وہب
کو ابن تومرت کی بات چیت معلوم ہوئی تو اُسنے سلطان سے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ ایک ایسا
دروازہ کھلنے والا ہے جسکا بند کرنا مشکل ہوگا مناسب یہ ہے کہ ابن تومرت اور اُسکے ساتھیوں کو
علما کے مجمع میں بلاکر اُسکی باتیں سنو ابن تومرت ایک ٹوٹی ہوئی مسجد میں شہر کے باہر ٹھہرا ہوا
تھا سلطان نے اُسے دربار میں بلایا اور علماے شہر کو بھی جمع کرکے اُن سے کہا کہ اس شخص سے
دریافت کرو کہ تمہارا کیا مدعا ہے قاضی محمد بن اسود نے ابن تومرت کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ
سلطان عادل حلیم اللہ تعالیٰ کے احکام کا پابند ہے اپنی خواہشات نفسانی پر اللہ کی فرمانبرداری کو

ترجیح دیتا ہے مگر اس سلطان کے حق میں تمہاری زبانی بعض باتیں اسکے خلاف سُننے میں
آئی ہیں ابن تومرت نے کہا کہ جو کچھ باتیں سلطان کے حق میں میری زبانی تم تک پہونچی
ہیں وہ واقع میں میں نے کہی ہیں اور ابھی بہت کچھ کہونگا قاضی صاحب تمنے جو یہ کہا کہ یہ
سلطان اللہ کے احکام کا پابند ہے اپنی ہوا و ہوس پر طاعت الٰہی کو ترجیح دیتا ہے یہ قول تمہارا
معتبر نہیں تمہارے اِنھی خوشامد کے الفاظ نے سلطان کو دھوکے میں ڈالدیا ہے یہ تمکو خوب
معلوم ہے کہ اکثر ناجائز کام اسکی قلمرو میں ہوتے ہیں لوگ شراب علانیہ بیچتے ہیں سُور
علی الاعلان پالتے ہیں یتیموں کا مال لیتے ہیں اسی طرح اور کئی باتیں ابن تومرت نے
بیان کیں سلطان دیندار نے اُسکا کلام سُنکر خجالت سے سر جھکا لیا اور رونے لگا حاضرین
نے سمجھ لیا کہ یہ شخص سلطنت کی طمع رکھتا ہے سلطان پر اسکی باتوں کا اثر پیدا ہو گیا ہے مگر
سلطان کے رعب کی وجہ سے خاموش رہے مالک بن وہب نے اُس وقت سلطان سے
عرض کیا کہ میں جو کچھ آپ سے کہتا ہوں اُسپر اگر توجہ کیجائیگی تو انجام آپکا بہتر ہوگا ورنہ
ایک بڑی سخت مصیبت میں پھنس جانیکا اندیشہ ہے آپ اسے اور اسکے ہمراہیوں کو
گرفتار کر لیجئے اور ایک دینار روزانہ اِن کے خرچ کے لئے مقرر کر دیجئے تاکہ یہ کوئی فتور
پیدا نکرسکے اگر ایسا انتظام آپ نے نہ کیا تو پھر ایسا وقت آئیگا کہ تمام خزانہ خرچ کرنے
سے بھی اسکا تدارک نہو سکے گا سلطان نے یہ بات کرنا چاہی مگر وزیر نے عرض کیا
کہ ایسا مناسب نہیں ابھی تو آپ اسکی بات پر آبدیدہ ہوگئے تھے اور ابھی گرفتار کرنا
چاہتے ہیں یہ ایک محتاج آدمی ہے کیا کر سکتا ہے سلطان نے ابن تومرت کو رخصت
کر دیا اُسنے دربار سے نکلکر یاروں سے کہا کہ اس مقام پر ہمارا ٹھہرنا مفید نہیں مالک بن وہب
ہماری مخالفت پر آمادہ ہے یہاں ٹھہرنا خلاف مصلحت ہے شہر اغمات میں ایک فقیہ عبدالحق
بن ابراہیم نامی میرا دوست ہے اُسکے پاس چلکر مشورہ کریں ابن تومرت اور سب
ہمراہی وہاں پہونچے اور عبدالحق سے ساری سرگذشت بیان کی اُسنے کہا کہ تمہارا یہاں
رہنا بہتر نہیں یہاں سے ایک منزل کے فاصلے پر تینمل نام ایک موضع ایک پہاڑ میں ہے
تم وہاں جاکر رہو اس جگہ تمہاری حفاظت بخوبی ہوگی جب یہ جماعت تینمل گئی اور

نہایت زہد و تقوے اور فقر و فاقہ کے ساتھ بسر اوقات کرنے لگے تو مسلمانون کو ان کے ساتھ
حُسن عقیدت پیدا ہو گئی ابن تومرت کی اس ضلع مین بڑی شہرت ہو گئی مقدس اور مذہبی
پیشوا مانا گیا اطراف سے لوگ اُسکی پابوسی کو آتے ابن تومرت کے پاس جو کوئی آتا یہ اس سے
یہی کہتا کہ مین سلطان مراکو پر خروج کرونگا تم بھی میری شرکت کرو جو شخص قبول کرتا اُسے اپنے
اصحاب مین داخل کرتا جو انکار کرتا اُس سے اعراض کرتا بہت سے نوجوان اُسکے ساتھ ہو گئے اس انتظام
کو زیادہ عرصہ گذرنے سے ابن تومرت کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا مین مر جاؤن اور یہ سارا انتظام
ناتمام رہے یا سلطان ان پہاڑیون کو کچھ دے دلا کر مجھے اُنکے ہاتھ سے نقصان پہونچوا دے اسلئے
خروج کے لئے حیلہ ڈھونڈھنے لگا ان پہاڑیون کے بعض بچے سرخ و سفید کنجی آنکھون والے
اور اُنکے باپ سانولے سیاہ چشم دیکھکر اُن سے دریافت کیا کہ اولاد اور مان باپ مین اس اختلاف
رنگ کا کیا سبب ہے اُنھون نے بھید نہ بتایا اُسنے اصرار کیا تو جواب دیا کہ سلطان کے غلام
ہر سال خراج وصول کرنے کے لئے اس پہاڑ پر آتے ہین اور ہمارے مکانون مین ٹھہرتے ہین
اور ہماری عورتون سے صحبت کرتے ہین ہمکو اُنکی اس زیادتی کے روکنے کی قدرت نہین
ابن تومرت نے کہا ایسی زیست سے موت بہتر ہے تم جیسے شجاع تیغ و نیزے کے چلانے والے
ایسی بیحیائی پر کیسے راضی ہو اُن لوگون نے جواب دیا کہ ہمکو ضرورت نے مجبور کیا ہے
ابن تومرت نے کہا کہ اگر کوئی تمھاری حمایت اور سرپرستی کرے تو کیا کروگے سب نے جواب دیا
کہ اُسکے ساتھ اپنی جانین نثار کر دینگے دشمنون کو مارینگے اور مرینگے مگر ایسا آدمی کہان ہے
ابن تومرت تو اس بات کی تلاش ہی مین تھا اُسنے وعدہ کیا کہ مین تمھارے ساتھ ہون
اُنھون نے اسکی سرداری منظور کی ابن تومرت نے سب سے معاہدہ کرکے کہا کہ تیاری
کرو جب سلطان کے غلام یہان آئین اور تمھاری عورتون سے ہم بستری کی خواہش کرین
تو تم شراب اُنکے پاس رکھدینا جب وہ پیکر نشے مین متوالے ہو جائین تو مجھے مطلع کرنا
غرض کہ وہ غلام حسب معمول آئے اور پہاڑیون نے اُنھین مست کرکے ابن تومرت کو
خبر کی اُسنے حکم دیا سب کو قتل کر ڈالو حکم کی تعمیل ہوئی ایک غلام حبشی کسی ضرورت سے
باہر چلا گیا تھا وہ بچ کر بھاگ گیا اور سلطان کو سب حال سے مطلع کیا سلطان کو ابن تومرت کی

اس کارروائی نے متاسف کیا اور اب خیال ہوا کہ مالک بن وہب کی تجویز اسکی نسبت
بہت مناسب تھی سلطان نے سوارون کی فوج کو باغیون کی سزا دہی کے لئے روانہ کیا
ابن تومرت نے پہاڑیون سے کہا کہ بلند مقامات اور درون مین جمکر سوارون پر اتنے
پتھر برساؤ کہ اُنکے منھ پھر جائین اس سخت مقابلے سے تمام سوار بھاگ نکلے سلطان نے
سمجھ لیا کہ اب پہاڑیون پر قابو حاصل کرنا مشکل ہے اب ابن تومرت نے عبداللہ سے کہا
کہ اپنے فضل و کمال کو ظاہر کرو اور بہلانا چھوڑ دو اُسنے ایسا ہی کیا اور نہایت
فصاحت و بلاغت کے ساتھ کلام کرنے لگا اور لوگون کے سامنے بیان کیا کہ مین نے شب کو
خواب مین دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے اُترے ہین جنھون نے میرے سینے کو شق کرکے
اُس مین قرآن کے تمام علوم اور حکمت بھر دی تمام آدمی اسکی اطاعت کرنے لگے ابن تومرت
نے اُس سے کہا کہ اے بزرگوار یہ تو بتا دے کہ مین سعید ہون یا شقی عبداللہ نے جواب دیا
کہ اے ابن تومرت تو مہدی قائم بامراللہ ہے جو تجھ سے موافقت کرے گا وہ سعید ہے اور جو تیرے
ساتھ مخالفت کرے وہ شقی ہے اپنے سب یارون کو میرے سامنے پیش کر کہ تجھکو یہ بتا دون کہ
فلان دوزخی ہے اور فلان بہشتی اس حیلے سے ابن تومرت کے سارے مخالف قتل کر دئے گئے
اور جس قدر دوستان صادق باقی رہے اور مقتولون کے اہل و عیال سب کو جنتی ہونے کا
مژدہ دیا اور یہ خوشخبری اُنکو سنائی کہ تم لوگ مراکو تمھارے قبض و تصرف مین آجائیگا تم سلطان
کے تمام خزانے اور ہتھیارون کے مالک ہو جاؤ گے تمام آدمی اس پیشین گوئی اور مژدے
سے بہت مسرور ہوئے اب ابن تومرت نے دس ہزار آدمیون کی فوج کر کے مراکو کے محاصرے
کے لئے بھیجا اعلیٰ افسر ان کے عبدالمومن اور دوہی عبداللہ تھے اور خود ابن تومرت پہاڑ پر رہا
ایک مہینے تک مراکو محاصرہ رکھنے کے بعد اس سپاہ نے شکست پائی بہت سے آدمی کام آئے مقتولون میں عبداللہ کا
شمار بھی ہے عبدالمومن کے ساتھ یہ تمام شکستہ سپاہی ابن تومرت کے قیام گاہ کو واپس گئے مگر انکے واپس پہونچنے سے
پیشتر ہی ابن تومرت کا ۵۲۴ھ مین انتقال ہو گیا شکست کی خبر اسکو اپنی حیات مین پہونچی تھی اسلئے اُسنے حاضرین کو
سمجھا دیا کہ ایسی شکست سے دل چھوٹا نہ کرو لڑائی مین یہی ہوتا ہو کبھی آپ فتحیاب ہوتے ہین کبھی مخالف فتح پا جاتا ہے صبر اور
استقلال رکھنے سے ہر طرح کامیابی حاصل ہوگی۔ ابن تومرت نہایت اولوالعزم صابر شجاع تھا اس کے

ظہور کی ابتدا سنہ ۵۱۲ھ سے متوکل اتنا بڑا تھا کہ جب اسکو فتوحات حاصل ہوئین اور اُس کے
ساتھیون نے امیرانہ ٹھاٹھ بنانا چاہا تو اُسنے لُوٹ کا تمام مال جمع کر کے جلوا دیا اور سب سے
کہدیا کہ جو شخص دنیا کے مزے چاہتا ہے وہ میرے پاس سے چلا جائے یہان آخرت ہی جسکا
توقع اللہ تعالی کے پاس ہے ابن تومرت نے اپنے فرقے کا نام موحدین رکھا تھا اس تمام
بیان اور کتب تواریخ کی تحقیقات سے اتنا حال ضرور تحقیق ہو گیا کہ ابن تومرت کا دعوی یہ تھا
کہ مین مہدی موعود ہون بلکہ غرض اُسکی اس لفظ سے ہدایت کرنے والے کے معنے تھے
جو اسکو مہدی موعود ہونے کا مدعی سمجھتے ہین وہ کوچہ تحقیق سے دور ہین ابن تومرت کی
وفات کے بعد **عبدالمومن** بن علی اُسکا خلیفہ ہوا فرقہ موحدین نے علی سلطان مراکو کے
ساتھ بہت جنگ کی اور پہلے پہلے شکست کھاتے رہے بالآخر عبدالمومن نے علی بن یوسف کو
سنہ ۵۳۸ھ ہجری مین اور اُسکے بھائی اسحاق کو سنہ ۵۴۲ھ ہجری مین قتل کیا اور المرابطین کی
حکومت اسّی برس کے بعد ختم ہو گئی اور موحدین نے تمام مغرب پر قبضہ کر لیا اور بالآخر
اُندلس کی بقیہ اسلامی سلطنت پر بھی قابض ہو گئے اور سنہ ۶۶۸ھ تک ۱۵ آدمیون نے حکومت کی

فائدہ جلیلہ - ابن تومرت کے دوست عبداللہ کے حال کے مطابق ایک دلچسپ حکایت
اسحاق اَخرس (مدعی نبوت) کی کتاب المختار مین علامہ جوہری نے لکھی ہے جو سننے
کے قابل ہے کہ یہ شخص مغربی تھا تمام آسمانی کتابین پڑھکر اصفہان کے مشہور مدرسے
مین آیا اور دس برس تک خاموش رہا یہانتک کر گونگا مشہور ہو گیا ایک رات اُٹھکر
اہل مدرسہ کو جمع کر کے کہا کہ آج دو فرشتے میرے پاس آئے اور مجھکو جگا کر میرے مُنھ مین
ایک ایسی چیز ڈالی جو شہد سے زیادہ شیرین اور برف سے زیادہ سرد تھی پھر مجھکو
ان دونون فرشتون نے نبوت کی بشارت سے سرفراز کیا ہر چند مین اس کے قبول سے
گریز کرتا رہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہین مگر اُنھون نے نہین مانا اور اس علم
کو مجھ ناچیز کی گردن پر رکھ دیا اور معجزہ یہ عطا فرمایا کہ باوجود اخرس (گونگا) ہونے کے مین

البلاد فاستخلف عبدالمومن بن علی [illegible] وکتہ ملاقیہ [illegible] تحفظ سلطنتہم [illegible] الموحدین [illegible] المغرب [illegible]

نہایت خوش بیان و فصیح ہو گیا پھر مجھکو فرشتون نے قرآن و توریت و انجیل و زبور
پڑھنے کو کہا مین نے تمام کتابین اُنکو برجستہ سُنا دین اور وہ مجھکو یاد ہو گئین چنانچہ اب بھی
پڑھ سکتا ہون پس اب جو شخص خدا پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مجھپر ایمان لائے اُسکو تو
نجات ہے اور جو کوئی عذر کرے یا در گذر کرے اُسکا ایمان ناقص و ہیچ ہے اور عنداللہ وہ ایمان
مقبول نہین وہ ایمان قیامت کے دن اُسکے مُنھ پر مارا جائے گا۔

شہر سوس کا مہدی

(۲۸) فتوحات اسلامیہ مین لکھا ہے کہ ایک شخص متصوفہ کی جماعت مین سے تھا اُسنے
شہر سوس مین جو مغرب مین واقع ہے اور سوس الاقصی کہلاتا ہے ظہور کیا پھر مسجد ماسہ مین
آیا اور دعوی کیا کہ مین فاطمی اور مہدی منتظر ہون اور لوگ چونکہ حوادث کے ظہور کی وجہ سے
مہدی موعود کے منتظر ہو رہے تھے اسلئے اُسکو یہ موقع ہاتھ آ گیا اور اُن سے کہا کہ مہدی کی
دعوت یہین سے اول شروع ہوگی بربر کی بہت سی رعایا نے اُسکی دعوت کی اجابت کی
یہان کے سردارون نے فتنہ بڑھ جانے کے خوف سے ایک آدمی کو اُسکے قتل کے لئے
مامور کیا جسنے گھات سے اُسے سوتے ہوئے کو مار ڈالا اور یہ شورش رفع ہو گئی۔

سید محمد

(۲۹) ہدیہ مہدویہ مین لکھا ہے کہ ایک کیمیاگر سید محمد نامی نے سنہ سات سو ہجری کے ان
ملک مغرب کی طرف سے نکلکر دعوی مہدیت کا کیا اور اکثر اُس اطراف کے لوگونکو مطیع کر لیا
آخر دروغ اُسکا نہ چلا چند مدت مین مع اپنی جماعت کے مارا گیا۔

محمد بن عبداللہ

(۳۰) ہدیۂ مہدویہ مین بیان کیا ہے کہ محمد بن عبداللہ نامی نے سنہ ۹۱۰ھ ہجری
مین اطراف مصر مین مہدی بنکر ایک جنگلی جماعت کے ساتھ خروج کیا تھا آخر کو
اُس طرف کے حکام کے ہاتھ مین قید ہو کر توبہ کی۔

مہدی مغربی

(۳۱) ملا علی قاری اپنے اُس رسالے مین جو مہدی کے باب مین سنہ ۹۶۵ ہجری مین تالیف کیا ہے لکھتے ہین کہ ایک شریف (سید) نے بلاد مغرب مین مہدیت کا دعویٰ کیا اور اب تک موجود ہے اُسکی شوکت بہت بڑھ گئی ہے مغرب کے شہرون میں سے چار منزل تک اُس کے قبضے مین آگیا ہے۔

شیخ سنوسی

(۳۲) انسائکلوپیڈیا برٹانیکا جلد ۱۵ کے صفحہ ۲۰۵ مین مہدیون کے بیان سے متعلق ایک نوٹ ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص نے ولایت ایڈن[1] مین اور ایک شخص نے طرابلس[2] الغرب مین کہ شمالی افریقہ مین واقع ہے اور ٹرپولی کے نام سے بھی مشہور ہے مہدیت کا دعویٰ کیا تھا طرابلس والا مہدی سید محمد سنوسی کہلاتا ہے۔ ذی الحجہ ۲۹ سنہ ۱۳۳۰ ہجری کے مصری رسالہ الہلال مین لکھا ہے کہ فرقہ سنوسیہ محمد بن محمد بن علی سنوسی کی طرف منسوب ہے۔ محمد سنوسی اُن لوگون مین شمار ہوتا ہے

[illegible]

جو اسلام مین مدعی مہدیت ہو گذرے اسی بنا پر اُسکا نام بجائے محمد سنوسی کے محمد مہدی سنوسی پڑگیا تھا اسکا نسب حضرت امام حسنؓ سے جا ملتا ہے فرقہ سنوسی کی بنیاد محمد مہدی سنوسی کے باپ سے شروع ہوتی ہے جسکا نام محمد بن علی سنوسی تھا اور جو سنہ ۱۲۰۶ ہجری مین علاقہ الجزائر کے ایک بادیہ مین پیدا ہوا تھا جسکا نام مستغانم ہے وہین پرورش پائی پھر شہر فاس پایۂ حکومت مراکش کو تعلیم پانے کے لئے گیا اور چند دنون کے بعد سلسلہ درقاویہ مین جو وہان ایک مقدس اسلامی سلسلہ سمجھا جاتا ہے داخل ہو گیا پھر مکہ معظمہ مین گیا وہان شیخ احمد بن ادریس کی صحبت مین رہنا پسند کیا جو علم تصوف مین اعلیٰ درجہ کی مہارت رکھتا تھا جنھے اسکو اپنی صحبت مین رہنے کے بعد اپنا خلیفہ بنا لیا محمد بن علی سنوسی نے کوہ ابی قبیس مین اپنی عبادتگاہ بنائی پھر اسکندریہ کو چلا گیا اور وہان عبادتگاہ بنائی مگر بعض ایسے واقعات پیش آئے کہ قاہرہ کے شیخ الاسلام نے اسکو وہان سے نکلوا دیا وہان سے روانہ ہو کر شمالی افریقہ مین پہونچا اور سنہ ۱۲۵۵ ہجری مین بنغازی کے قریب جو ملک برقہ کا علاقہ ہے جبل اخضر مین فروکش ہوا اور ایک زاویہ یعنی خانقاہ بنائی جسکے آس پاس کھجور کے درخت تھے اور ایک ہزار کے قریب اسکے پیرو وہان جمع ہو گئے۔ جبل اخضر ہی مین دو بیٹے پیدا ہوئے جنمین سے ایک کا نام محمد مہدی ہے جو سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین پیدا ہوا اور دوسرے کا نام محمد شریف ہے جو سنہ ۱۲۶۲ ہجری مین پیدا ہوا۔ محمد بن علی سنوسی مکہ معظمہ کو گیا۔ اور وہان سات سال تک اپنی عبادتگاہ واقع جبل ابی قبیس مین حدیث و فقہ پڑھاتا رہا پھر اپنے مرشد احمد بن ادریس کے ساتھ یمن مین رہنے لگا اور مرشد کے انتقال کے بعد دوبارہ مکہ معظمہ مین آگیا اسی اثنا مین عبد المطلب شریف مکہ نے حکومت عثمانیہ کے خلاف بغاوت برپا کر دی جس کے بعد محمد بن علی پر بھی خفیہ طور پر شریف مکہ کی اعانت کا الزام لگایا گیا اسکو کسی نے خبر کر دی کہ حکومت عثمانیہ اسکی گرفتاری کے لئے کوشش کر رہی ہے یہ خبر سنتے ہی جبل اخضر کو بھاگ گیا اور اپنی گرفتاری کے خوف سے بجائے شہر مین رہنے کے صحرا مین اپنے مریدون مین رہنا پسند کیا مریدون نے جغبوب مین رہنے کا مشورہ دیا سنہ ۱۲۷۰ ہجری مین وہان

روانہ ہوگیا اور وہان عبادتگاہ بنائی اور نہایت آزادی سے وہان کے لوگون مین
جو زیادہ تر اہل عرب اور بربری تھے اسلام کے احکام پھیلاتا رہا۔ اُسکے عقائد مذہبی
بڑی قبولیت کے ساتھ شمالی اور وسطی افریقہ مین پھیل گئے اُسکا بڑا ادعا یہ تھا کہ اسلامی
ممالک کو مغربی تہذیب کی پیش قدمی اور عیسائی طاقتون کے اثر سے محفوظ رکھنے کے
لئے ایک سد سکندری بنائی جائے اسی لئے اُن نے تمام دستورون کا جنھین ترکی یا مصری
حکومت نے یورپین تہذیب کی تقلید مین اختیار کیا تھا سخت مخالف تھا اُسنے بہت سی
عبادتگاہین مراکو اور مکہ کے درمیان کے ضروری مقامات مین بنالین جو خانقاہین یا زاویے
کہلاتی ہین۔ اور وداعی جنکو **مقدمین** کہتے ہین اسلامی ہر ایک حصے مین مقرر کئے
اسکے فرقے کو **سنوسیہ** کہتے ہین اور طرابلس مین اسکے پیرو **اخوان** کہلاتے ہین۔
فرقۂ سنوسیہ کے قائم کرنے سے اُسکی غرض یہ تھی کہ مسلمانون کی اصلاح ہو اور اسلام کی
اشاعت کی جائے۔ فرقۂ سنوسیہ پر فرض ہے کہ احکام قرآن اور اصول توحید کے مطابق چلین
اور اُنکی پابندی مین سرمو فرق نہو صرف خدائے وحدہٗ لاشریک کی بندگی کرین فقیرون
اور درویشون کی اور مقابر کی زیارت سے پرہیز کرین۔ قہوہ اور تنباکو نہ پئین۔
یہودیون اور عیسائیون سے کسی طرح کی رسم پیدا نکرین اور ہر شخص پر فرض تھا کہ اگر وہ
ہمیشہ اس فرقے کی خدمت مین مصروف اور ترقی اسلام مین ہمیشہ ساعی نرہ سکے جس کے
ساتھ اہل یورپ کے اثر سے بچنا بھی ضروری ہے تو وہ اپنی آمدنی کا ایک حصہ اس جماعت
کے فائدے کے لیے دیا کرے سنہ ۱۲۷۶ ہجری مین سید محمد بن علی نے انتقال کیا۔ جغبوب مین اُسکی
قبر ہے۔ اُسکی بہت سی کتابین یادگار ہین جو مریدون کے حلقے مین نہایت عظمت کی نگاہ
سے دیکھی جاتی ہین اسکی وفات کے وقت اسکے بڑے بیٹے کی عمر جسکا بھی نام محمد تھا سولہ
سال کی تھی یہی اسکا جانشین ہوا۔ خوش اعتقاد مریدون نے اُسکی بیعت کی اپنے والد
کی طرح اسنے بھی سلسلۂ تدریس جاری کیا۔ تمام لوگونکا اسکی نسبت یہی خیال تھا کہ مہدی
موعود یہی ہے اور اسی خیال سے محمد مہدی بن محمد بن علی کے پاس اطراف ملک کے لوگ
دور دراز سے آتے اور اُسکی آستان بوسی کو مایۂ ناز سمجھتے یہ تحقیق رسالہ الہلال سے ماخوذ ہے

۱۳- مارچ سنہ ۱۹۱۲ء کے اخبار اللواء مطبوعہ مصر مین ایک چٹھی سید سنوسی کی چھپی ہے
اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ شیخ سنوسی کا نام احمد بن محمد ہے اور یہی ۳۱- مارچ
سنہ ۱۹۱۲ء کے المؤید مطبوعہ مصر سے ثابت ہوا اور اب احمد شریف کفرہ مین رہتے ہین کفرہ
اور جغبوب کے مابین ایک ماہ کی مسافت ہے۔ بعض رسالون مین لکھا ہے کہ یورپین اسے
سنوسی اور سلطان **شیخ المہدی** کہتے ہین۔ ممالک حجاز اور تہامہ مین بھی اس فرقے
کی اب بہت سی خانقاہین قائم ہوگئی ہین۔
بانئ طریقہ اور اُس کے اوّل جانشین کے خیالات سلطان عبدالمجید اور سلطان عبدالعزیز
کی اور دیگر حیثیت قابل افسوس کمزوریون کی وجہ سے عثمانیہ سلطنت کی نسبت اچھے نہ تھے لیکن
سلطان عبدالحمید ثانی سے شیخ طریقہ اور اُسکے لاکھون مریدونکو سچی عقیدت تھی۔ وسط
افریقہ مین وائی کا فرمان روا سنوسی طریقے کا سچا معتقد اور پیرو ہے جسقدر حجاج شمالی افریقہ
سے بورنیو اور صحارا سے آتے ہین وہ شیخ کے پاس حصول برکت کے لئے جاتے ہین اُس کے
پاس ہاتھی دانت اور شتر مرغ کے پرون سے لدے ہوئے قافلے کے قافلے اندرونی ممالک
کے سلاطین کی طرف سے آتے ہین اور بہت سے نامعلوم الاسم ساحلون سے ہتھیار اور
گولی بارود کا سامان اسکے پاس آتا ہے سنوسیہ فرقہ شمالی افریقہ کے سب ملکون مین پھیلا ہوا ہے
اور اسکی خانقاہین مصر۔ مراکو۔ ٹیونس۔ الجیریا۔ طرابلس۔ ارض صمالی اور سوڈان
کے شاداب قطعات مین جابجا موجود ہین جغبوب کے مذہبی مدرسے مین سات سو طالبعلم
ہین جنکو صرف یہی نہین سکھایا جاتا ہے کہ اسلام مین جو جو خرابیان پڑ گئی ہین اُنکی
اصلاح کی کوشش کرین بلکہ اسلام کی اشاعت کی تدبیر کرین اور دعوت اسلام کے
بھی طریقے سکھائے جاتے ہین اشاعت اسلام مین اس فرقے کو اسقدر کامیابی ہوئی
کہ افریقہ کی اکثر قومین جو بت پرست یا برائے نام مسلمان ہین جس وقت سنوسیہ کے لوگ پہنچے
تو یہ سب قومین اسلام کی نہایت پابند ہوگئین مذہب کے پھیلانے کے لئے یہ لوگ مدرسے
کھول لیتے ہین اور صحرا کے شاداب مقامات پر بستیان آباد کردیتے ہین غلامون کو خرید کر کے
مسلمان کرلیتے ہین خاصکر وادی کی قومون مین انھون نے اس طریقے سے مسلمانون کی

تعداد بڑھائی ہے جغبوب میں ان غلاموں کو تعلیم و تربیت دیجاتی ہے اور جب وقت وہ
سنوسیہ کی تمام باتوں سے واقف ہو جاتے ہیں تو آزاد کرکے وطن بھیجدئے جاتے ہیں تاکہ
اپنے بھائی بندوں کو مسلمان کریں اس فرقے کے لوگ عراق عرب مجمع الجزائر اور ملایا میں
بھی نظر آتے ہیں جھیل چاڈ کے شمالی مغربی علاقے میں سنوسی نہایت مستعدی سے کام
کر رہے ہیں سلسلہ کی بڑی مجلس وقتاً فوقتاً جغبوب میں منعقد ہوتی ہے ان اجلاسوں میں
تمام خانقاہوں کے مقدم یعنی مہتمم اپنی کارگذاری کی رپورٹیں پیش کرتے ہیں اور
آئندہ کے لئے احکام حاصل کرتے ہیں مقدموں اپنے علاقے میں ان لوگوں پر بھی جو
سلسلے میں شامل نہیں ہیں بہت اقتدار حاصل ہے اس طرح سے شیخ کو ایک شاہانہ
منزلت بھی حاصل ہو گئی ہے اشاعت مذہب کے لئے سنوسی پہلے مقتدر اشخاص پر اثر ڈالنے
کی کوشش کرتے ہیں اور بچوں کی تعلیم وہ بہت توجہ سے کرتے ہیں درویش کا خطاب
اُسے ملتا ہے جسنے اپنی رائے اور خودی کو بالکل دور کر دیا ہو اور اپنی جان کو شیخ طریقت کے
کامل تصرف میں کر دیا ہو یہ نتیجہ طویل شاگردی اور با احتیاط نگرانی و تربیت سے حاصل
ہوتا ہے اس سلسلے میں نہایت زبردست صوفیانہ اتحادی عنصر موجود ہے سنوسیوں کو سادگی
کے ساتھ زندگی بسر کرنا اور ہمیشہ آزادی کے ساتھ رہنا پسند ہے اور اُنکی روش یہ ہے
کہ انکے سبب سے کسی آدمی کو ذرا بھی تکلیف نہ پہنچے وہ سچے انسانی ہمدرد اور نیک دل
لوگ ہیں باوجودیکہ اُن کو یہودیوں اور عیسائیوں سے بچنے کا حکم ہے مگر وہ اُنکے ساتھ بھی
خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آتے ہیں اور کسی قسم کی تکلیف نہیں دیتے شرارت اور فساد سے
دور رہتے ہیں سنوسی کے مریدوں کا قول ہے کہ اُنکی تمام تر کوشش دین اسلام کو اصلی
مرکز پر لیجانے اور اُسے کتاب اور سنت سے ہر طرح مطابق بنا دینے پر مبذول ہے جسکا مدعا
عدل اور مساوات حقوق کو پھیلانا اور پاکیزگی نفس کی تدبیر کرتے رہنا ہے سنوسی
لوگوں کی زندگی بالکل درویشانہ ہے موٹا جھوٹا لباس اور روکھا سوکھا کھانا انکو بہت
پسند ہے اور عبادت الٰہی کے سوا دنیاوی لذتوں سے اُنھیں کوئی سروکار نہیں اب تک
اس فرقے کی برادری پانچ لاکھ آدمیوں سے متجاوز ہو چکی ہے اور وہ عام الناس کو حق

تبلیغ کرنے قرآن کو زمانۂ اول کی طرح سیکھنے اور سکھانے اور جو شخص اُنکے سلسلے میں داخل ہوا ہے
ہر طرح کے محصول و خراج سے آزاد بنانے میں کوشاں رہتے ہیں ترک اور سنوسی لوگ باہم بھائیوں
کی طرح ملتے اور برتاؤ کرتے ہیں اور گو دل میں خلش رہتی ہے لیکن بظاہر تعلقات بہت قابل
اطمینان ہیں اور کبھی ان میں علانیہ بدمزگی کا اظہار نہیں ہوا بلکہ سید المہادی شیخ طریقت
سنوسیہ نے اپنی نیک نیتی سے یہ بات مناسب سمجھی کہ اپنے والد کی اُن قیود کو توڑ دے
جو اُنسے ترکوں کے ساتھ میل جول بڑھانے کی روک تھام کے لئے اپنے مریدوں پر لگائی تھیں
اور اس معاملہ میں درویش نے ترکوں کے ساتھ اپنا میل ملاپ خوب بڑھا لیا اور فرانس
کی مملکت تونس پر قابض ہو جانے کے بعد سنوسی فرقے کا تقرب سلطنت عثمانیہ کے ساتھ
مزید استحکام پکڑ گیا اور حکومت کی جانب سے سنوسی فرقے کے لوگوں کو عام اجازت مل گئی
کہ وہ جہاں چاہیں تمام ملک میں ہر جگہ اپنی خانقاہیں بنا لیں اور جتنی اراضی کو خانقاہوں
کے اثر میں لینگے وہ معافی دوامی اور وقف تصور ہو گی جسکا محصول و خراج نہ لیا جائے گا
پھر سنوسی فرقے کے خاندانوں کے بچوں کو اسلامی اور یورپین تعلیم ساتھ ساتھ دلوانے کے
واسطے منتخب کیا اور اُنھیں فوجی خدمت کے قابل بنایا طرابلس الغرب کے مغربی جانب ہمارا
کے علاقے میں سنوسی فرقے کے لوگ زیادہ ہیں اور خاص طرابلس میں شاذ و نادر لیکن بن غازی
کے صوبے میں تو انکی اسقدر کثیر آبادی ہے کہ ملک ہی گویا اُنکا ہو گیا ہے اور اُنھیں ہر طرح
اقتدار حاصل ہے سنوسی فرقے کے درویش محکوم نہیں ہیں بلکہ وہ آزاد اور خود مختار حاکم ہیں
اور انھوں نے اپنے زیر اثر قطعہ ملک کو تمدن اور ترقی سے دور رکھنے میں نہایت کوشش
سے کام لیا ہے یہی وجہ ہے کہ اُنکی خانقاہوں کے سوا باقی تمام اراضی افتادہ اور غیر آباد ہے
جسمیں دیہات اور مزارع کا کہیں نام تک نہیں ملک اگرچہ کبھی نہایت شاداب اور زرخیز تھا آج
بے آب و گیاہ خشک صحرا بن گیا ہے اور جتنے وہ اس صحرا میں ہیں داخل ہونے سے روکتے ہیں وہ بھی
وہاں جا نہیں سکتا اور وہ اُن مالی اور فوجی اصلاحوں کو جنھیں حکومت جاری کرنے کی فکر
میں ہے خوف اور شک کی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں کیونکہ انکے خیال میں یہ باتیں اُن کے
پولیٹکل اور دینی عروج کو ضرر پہنچائینگی اُنکی ہر ایک خانقاہ ایک قلعہ ہے جسمیں جنگی اوزار رکھے ہیں

لوگ پناہ لیتے ہیں اور خانقاہ ہی کی طرف سے زمین کاشتکاروں کو دیجاتی ہے وہی اُنکی پیداوار
کا حصہ وصول کرتی ہے سیاح اور مسافروں کی حفاظت و نگرانی کرتی ہے غرضکہ اُن ممالک
میں عربی لوگوں کی یہی عادت پڑ گئی ہے کہ وہ سنوسی فرقے والوں کو اپنا سردار، دوست،
محافظ جان و آبرو خزانچی اور دینی پیشوا سب کچھ تصور کرتے ہیں اور وہیں معاملات فیصل
ہوتے ہیں بن غازی میں سنوسی لوگ ہی اپنے آپ کو مالک اراضی وطن ملک سمجھتے
ہیں اور انھوں نے یہ کوشش شروع کی ہے کہ تمام ملک کی اراضی اپنے قبضے میں لے لیں اور
یہ تدبیر کی کہ قبائل کو اس بات پر آمادہ بنایا کہ وہ اپنی زمینیں انکے سپرد کر دیں تاکہ یہ اُن
اراضی کو خانقاہوں کی املاک بنا کر خراج سے آزاد کر دیں آخر اسوجہ سے حکومت کو مجبوراً [illegible]
حلف لینا پڑا اور اسنے قرآن کی رو سے اس ٹیکس کی مشروعیت ثابت کرنی چاہی۔

خاص بن غازی میں جہاں سنوسی لوگوں کی بہت کچھ قوت و شوکت جمی ہے ایک نیا فرقہ
پیدا ہو گیا ہے جسکے سرگروہ شرفاے محمودیہ ہیں اور اُن میں بنی رموز کے ایکسو پچاس شخص
شریک ہیں اس طریقے کے داعیوں کا قول ہے کہ وہ لوگوں کو سنوسی فرقے کے ظلم و جبر سے
نجات دلانے کی سعی کرتے ہیں بنی رموز کا سرگروہ جسکا نام جابر ہے اور جو اپنے
متبعوں پر کامل اقتدار رکھتا ہے قصبۂ مرج کوہستانی علاقے کے ایک ممتاز مقام میں
جا کر اپنے مخالف لوگوں کو علانیہ بلا کسی خوف و خطر کے دعوت دینے اور اپنے حلقۂ طریقت میں
شامل بنانے کی سعی کرنے لگا جسکی وجہ سے طرفین میں جنگ ہو پڑی اور مجبوراً حکومت کو
قیام امن کی خاطر سے بیچ میں مداخلت کرنی لازم آئی حکومت بنی رموز کی معاون اور
سنوسیوں کے خلاف ہے اور کچھ عرصے سے سنوسی فرقے پر اُن کے عام لوگ جنھیں اپنے طریقے
کے دینی فرائض ادا کرنے کی پروا نہیں حاوی ہو گئے ہیں اور یہ لوگ بہت کچھ خرابیاں ڈال رہے ہیں
خاصکر بن غازی خاص میں منصور قشتلی نامی ایک اسی طرح کا آدمی بہت سر بر آوردہ
ہو گیا ہے اور حکومت نے مقام مرج کے پچھلے فسادوں میں سزاے قید بھی دیدی تھی لیکن
پھر اُسے رہا کر دیا اور وہ رہائی کے بعد پہلے سے زیادہ زور پکڑ گیا ہے اور اُسنے سنوسی
فرقے کے جاہل لوگوں کو اپنے دام میں پھانس کر بڑی عزت پیدا کر لی ہے سنوسی لوگ

عربوں کی آبادی رکھنے والے علاقوں میں بالکل بے کس و بے بس ہو کر رہتے ہیں۔
سنہ ۱۹۰۰ء میں طرابلس الغرب کے علاقے میں سنوسیوں کی چالیس خانقاہیں تھیں جو اب
ساٹھ تک ترقی کر گئی ہیں مگر ان میں اعلیٰ درجے کی صرف تیس یا پینتیس خانقاہیں ہیں
اور باقی یوں ہی سی برائے نام۔

محمد احمد سوڈانی

(۳۳۳) سوڈان میں محمد احمد نے مہدیت کا دعویٰ کیا شیخ احمد دحلان نے فتوحات اسلامیہ
کی جلد دوم کے صفحہ ۲۴۶ میں لکھا ہے کہ محمد احمد کے دعوے مہدیت کے باب میں اختلاف ہی
بعض آدمی یہ کہتے ہیں کہ اُسنے درحقیقت دعویٰ کیا تھا کہ میں مہدی منتظر ہوں اور بعض
کہتے ہیں کہ مہدیت کا دعویٰ نہیں کیا تھا بلکہ کہتا تھا میں اسلئے کھڑا ہوا ہوں کہ حق کو
ظاہر کروں شریعت محمدی کو قائم کروں مصر سے انگریزوں کو نکالدوں اور بہت سے
آدمی یہ کہتے ہیں کہ محمد احمد نہایت نیک پابند شرع آدمی ہے اور بعض اُسکو بُرا کہتے ہیں
اور اُسکے خلاف باتیں اسکے لئے ثابت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ اُسکے لشکر نے بڑے بڑے
ظلم کئے اُسکی غرض قتل کرنا اور لوٹ مار ہے جب وہ کردفان اور خرطوم وغیرہ پر فتحیاب ہوا
تو ایک بہت بڑی جماعت مسلمانوں کی ناحق قتل کر ڈالی جن میں علما صلحا اور عورتیں
بچے تھے بعض کہتے ہیں کہ یہ مظالم اُسکے لشکر کے بعض مفسدوں نے کئے محمد احمد کے نہ حکم سے
ہوئے نہ اُسکی خوشی سے انتہی ایک تقریر عبداللہ خلیفۂ مہدی کی اخبارات میں ہماری
نظر سے گذری جو اُسنے اپنے لشکر کے سامنے بیان کی تھی اُسمیں تصریح ہے اس بات کی
کہ کلمۂ مہدیت سے مراد اتفاق دینیہ ہے نہ اصطلاحی معنے۔ بہرصورت محمد احمد کی نسبت
کہا جاتا ہے وہ عرب نہ تھا بلکہ نوبیہ کا اصلی باشندہ تھا اور مقام دہیک میں دریاے نیل کے
تیسرے آبشار کے قریب ۱۸۴۳ء میں پیدا ہوا تھا اور بموجب دوسری روایت کے جزیرہ
مینٹ ارطی میں جو آرڈو یا ڈنگولاے جدید کے محاذی اور اسی نام کے ایک صوبہ کا صدر [illegible]
ہے اور دریا سے تقریباً پچاس میل کے فاصلے پر واقع ہے پیدا ہوا تھا جب اس شخص نے

اس امر کا اعلان کیا کہ میں وہی مہدی ہوں جسکے پیدا ہونے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے اسوقت عمر اسکی چالیس برس کی تھی یہ شخص بچپنے سے اپنے میں ملہم غیب ہونے کے آثار ظاہر کرتا تھا اور بارہ برس کی عمر میں اسنے قرآن شریف حفظ کر لیا تھا۔

یہ مہدی لڑکوں کی طرح مشکایہ میں جو سنار کے محاذی میں ایک جزیرہ ہے اپنے چچا شرف الدین کے پاس رہتا تھا اور کشتی بنانے کا کام سیکھتا تھا ایک دن اسکے چچا نے اُسے خوب مارا اور وہ بھاگ کر خرطوم کو چلا گیا اور درویشوں کے مدرسے میں داخل ہوا اُس مدرسے میں ایک عالم تھا جو درویشوں کا پیشوا شمار کیا جاتا تھا یہ مدرسہ ہوقالی نام قریہ میں قریب شہر کے جاری تھا اس مدرسے میں محمد احمد نے عرصے تک سبق پڑھ کر دینی تعلیم پائی مگر دنیاوی حالات وقت تنزل میں اسنے کوئی ترقی معقول حاصل نہ کی بعد اسکے وہ یہاں سے بربر کو گیا اور وہاں پہونچکر ایک دوسرے مدرسے میں داخل ہوا یہ مدرسہ شیخ غوبوس کے اہتمام میں تھا اور مثل مدرسہ اول الذکر کے ایک مزار کے متعلق تھا اس مدرسے میں داخل ہونے سے اسکی غرض یہ تھی کہ علوم مذہبی کی تکمیل حاصل کرے بعد اسکے وہ ارادوب کو جو کانا کے جنوب میں واقع ہے گیا اور شیخ نور الدین کا مرید ہوا اور شیخ نے اُسے **درویش** کا لقب عطا کیا۔

بعض کہتے ہیں کہ محمد احمد نے کسی قدر تحصیل علم کے بعد سمانیہ کے طریقے کے درویشوں کا حلقہ پسند کیا اور اُس میں شامل ہوا مگر چونکہ محمد احمد کا پیر اس بات کو دیکھتا تھا کہ اسکا یہ مرید مہدیت کے دعوے کی بہت تائید کیا کرتا ہے اسلئے وہ اس سے ناخوش ہو گیا اور پیر مرید کے مابین ناچاقی اسقدر بڑھی کہ محمد احمد نے جسوقت اپنے مہدی ہونے کی اشاعت پر زور دینا چاہا تو شیخ نے ایک فرمان اپنے مریدوں کے نام اس مضمون کا صادر کر دیا کہ اسنے محمد احمد کو خلافت کے منصب سے معزول کر دیا ہے اور اُسے اپنے طریقے سے بھی خارج کر دیا ہے چونکہ وہ جھوٹے دعاوی کا بہت دلدادہ اور نہایت بدنفس شخص ہے اب محمد احمد کو کسی دوسری مناسب جگہ کی تلاش ہوئی تاکہ وہاں رہکر اپنا کام شروع کرے وہ سوڈان ہی کے ایک اور مشہور پیر طریقت شیخ قرشی کے پاس پہونچا جس نے محمد احمد کو سلک طریقت میں منسلک کر کے اُسے خلافت کی اجازت عطا کی لوگ تو اس بات کو زور

دیکر بیان کرتے ہیں کہ شیخ قرشی ہی نے محمد احمد کے دعوے مہدیت کا راستہ خس و خاشاک سے پاک کیا کیونکہ وہ اُسکا ذکر ہمیشہ بہت ہی اچھے الفاظ میں کیا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ مجھے یہ امور کشف اور غیب دانی کے وسیلے سے معلوم ہوتے ہیں پھر اسنے محمد احمد کو ملک سوڈان میں سیاحت کرنے اور عام لوگوں کے دل ٹٹول کر اُنپر اپنا اثر ڈالنے کی ہدایت کی تاکہ وہ اپنے اظہار دعوے کے وقت اپنی مدد و اعانت کرنے کے پیمان لے رکھے محمد احمد کی ضلع کردفان کے باشندوں کی جانب سے جنکے دل حکومت کی طرف سے غم و غصے سے بھرے ہوئے تھے اسقدر آؤ بھگت ہوئی کہ اسکی اُمیدیں آئندہ کے لئے بیحد قوی ہو گئیں محمد احمد اپنے سفر سے واپس آیا تو اُسے شیخ کی وفات کی خبر ملتے ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ شیخ کوئی وصیت نامہ چھوڑ گیا ہے جس میں مندرج ہے کہ مہدی موعود کا وقت آ پہونچا اور جو شخص میری قبر پر قبہ بنوائے گا اور میرے بچوں کے ختنے کرائے گا وہ امام مہدی ہی ہو گا محمد احمد نے شیخ کی وصیت پوری کر دی اور پھر وہ باضابطہ مہدی بن گیا۔

اور ایک روایت محمد احمد کی نسبت لوگ یوں بیان کرتے ہیں کہ اسکے باپ کا نام عبداللہ اور ماں کا نام آمنہ تھا اور اسکا باپ کشتی بناتا تھا جب عبداللہ مر گیا تو مہدی کے بڑے بھائیوں نے جو نیل ابیض پر کشتی سازی کا کام کرتے تھے یہ خیال کر کے کہ محمد احمد میں تحصیل علم کا زیادہ ہے اُسے تعلیم کے لئے ملا عبدالرحیم اور الغروجی کے سپرد کیا جو قریب خرطوم کے رہتے تھے اس مدرسوں کی تعلیم جہاں محمد احمد نے تربیت پائی مخصوص و محدود نوشت و خواند و حفظ آیات قرآنی پر تا حد امکان تھی اور ان میں جو لوگ عالم ہوتے وہ قرآن مجید کی تفسیر بھی کرتے اس تعلیم میں علاوہ تعلیم مذہب کے فقہ اسلامی کی بھی تعلیم ہوتی تھی اور ان واعظوں کی ہر درجہ کے لوگوں میں جن میں وہ وعظ کہتے تھے بہت وقعت ہوا کرتی تھی اتفاقاً اس ایک صفت کا ہونا تو ان درویشوں میں اشد ضروری ہے کہ وہ چند آیات قرآنی جلی خط میں لکھیں جسے لوگ بطور تعویذ پہنیں جسکی وجہ سے ہر قسم کی بیماری اور بیرہ اور گولی کے زخم سے محفوظ رہیں اور عورتیں بھی اسکے پہننے والوں پر فریفتہ ہو جائیں اور اس تعویذ کا اثر تقوے و پرہیزگاری پر منحصر تھا اور نو بیاہ والوں کا تو یہ بھی عقیدہ ہے کہ ایک درویش کامل کا تھا اور یا بر پر بھی

اختیار ہے چنانچہ ایسے عقیدے والے کسی طرح درویشون کی مخالفت نہین کرتے اور اُن کی
قدرتہاے مخفیہ سے بہت ترسان رہتے ہین اور یہ درویش بھی شراب خواری اور حقہ کشی سے
قطعًا پرہیز کرتے ہین اور اکثر اوقات اپنی تلاوت قرآن شریف و تفسیر مین صرف کرتے ہین
الغرض جب محمد احمد کو لقب درویشی حاصل ہوگیا تو اسکے بعد اُسنے جاے سکونت اپنی جزیرہ
عبّا کو جو خرطوم سے شمالی جانب نیل ابیض پر واقع ہے قرار دیا اور زمین مین ایک غار کھود کر
اُس مین اس غرض سے رہنے کا عادی ہوا کہ گھنٹون تک وہان بیٹھکر ایک اسم کا ورد کرے
چنانچہ بشمول صوم وصلوۃ کے خوشبو جلاکر ایک اسم کا ورد کرتا تھا لوگ بیان کرتے ہین
کہ پندرہ سال پورے اُسنے اسی شغل مین گذارے محمد احمد کی نیک نامی بوجہ اسکے تقدس و
اتقا کے دور تک پھیل گئی اور ایک شخص مالدار بنکر بہت سے مرید اپنے گرد جمع کرلئے اور بہت سی
عورتون کو اپنے نکاح مین لایا نکاح کی غرض سے عورتون کا انتخاب بہت احتیاط سے کرتا تھا
یعنی بقارا کے شیخون مین بڑے بڑے صاحب رعب وداب شیخون کی لڑکیون سے عقد کرتا تھا
بخیال اسکے کہ چار سے زیادہ تعداد ازواج کی جیسا کہ قرآن مین حکم ہے نہ ہوجاے اُسکی عادت
تھی کہ عورتون کو طلاق دیدیتا تھا اور پھر مطابق اپنے خیال کے دوسری عورتون سے نکاح کرلیتا تھا
غرضکہ رفتہ رفتہ اُسنے بوجہ اپنے تقدس وورع کے بڑی نیک نامی حاصل کی اور بہت سے لوگ
اسی قسم کے متعصب اسکے پیرو اور مرید ہوگئے حاکم فشوداے جس کے تحت مین مقام عبّا بھی تھا
محمد احمد سے ایک غیر معمولی ٹیکس کا مطالبہ کیا اُسنے اُس ٹیکس کے دینے سے انکار کیا اسپر حاکم
نے کہلا بھیجا کہ اگر تم ٹیکس کو نہ ادا کروگے تو مین تمکو گردن وگلو بستہ فشودا مین پکڑوا بلواؤنگا
اور ایسے سپاہی مقرر کرونگا جو اُس جزیرے سے تمھاری اس تہدید وتخویف کا دفعیہ کرینگے
غرضکہ جسوقت وہ سپاہی حاکم نے وہان مقرر کئے وہ سب قتل ہوگئے اور یہ خبر دور تک مشہور ہوکر
بڑے فساد کا باعث ہوئی محمد احمد نے اپنے موقع وقت پر لحاظ کرکے کہ اصلی مہدی کا ظہور تیرہوین
صدی مین ہونے والا ہے یہ ٹھہرایا کہ اس موقع کو ہاتھ سے نہ دو اور اس حیلے کو پیش کرو جسے
باعتبار حالت موجودہ سوڈان کے لوگ بہت اچھی طرح تسلیم کرلینگے چنانچہ ماہ مئی ۱۸۸۱ء مین
اپنے بھائی ہندو درویشون کو اُسنے یہ لکھنا شروع کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس

مہدی موعود کی نسبت پیشین گوئیان کی تھین وہ مجھ ہی سے مراد تھی اور وہ مین ہی ہون
اور مجھ ہی کو خداوند عالم کی طرف سے یہ منصب عطا ہوا کہ اسلام کی اصلاح کرون اور تمام
عالم کو عدل وداد سے بھردون اور تمام عالم مین ایک ہی شرع اور ایک ہی مذہب اور ایک ہی
بیت المال قائم کرون اور کوئی شخص عام اس سے کہ وہ نصاریٰ ہو یا مسلمان یا بُت پرست
مجھپر یقین نہ لائے اُسے فنا کردون ماہ رمضان مین اُسنے عام طور سے اپنے مذہب کا اظہار مقام
ابہ مین جو قریہ عبّا کے قریب تھا کیا مہدی کا قول تھا کہ ہم موت کو ایسا ہی چاہتے ہین
جیسا کہ تم زندگی کو موت ہمکو زندگی سے زیادہ پیاری ہے اور سب سے زیادہ عزیز چیز
ہم کو موت ہے مہدی کے ان الفاظ مین کچھ ایسا برقی اثر تھا کہ کچھ دنون مین ہزارون آدمی
اُسکے جھنڈے کے نیچے جمع ہوگئے ماہ جولائی مین رؤف پاشا گورنر سوڈان کو خرطوم مین
مہدی کے مضمون خط کی اطلاع ہوئی چنانچہ شروع اگست مین اُسنے ایک نقیب ابوسعید نامی
کو باین حکم روانہ کیا کہ محمد احمد کو خرطوم مین لے آئے ابوسعید نے مقام عبّا مین پہونچکر مہدی
کو بہت ہی پایہ برتر پر پایا ابوسعید کے سوال پر کہ آپ کی غرض ان کارروائیون سے کیا ہی
مہدی نے جواب دیا کہ مین خداوند عالم کی جانب سے مہدی موعود ہون ابوسعید نے کہا
کہ اس ملک کا حکمران بھی مثل آپ ہی کے مسلمان ہے جسکا جواب مہدی نے دیا کہ نہین
ہرگز ایسا نہین ہے اسلئے کہ حکمران نے کرسٹانون کو مجاز کیا ہے کہ وہ گرجے اپنے اس ملک
مین قائم کرین اور امن مین رہین علاوہ اسکے اُن کرسٹانون نے ٹیکس بھی وصول کیے
ہین ابوسعید کی اس نصیحت پر کہ آپ گورنمنٹ مصر سے مخالفت نہ کرین اپنے آپکو گورنمنٹ
مصر کے حوالے کردین قبل اسکے کہ بے معین ومددگار ہوکر تاب مقاومت فوج سرکاری اور
بندوق وتوپ وجہاز جنگی دخانی کی نہ لاسکین مہدی نے نہایت بہادرانہ طور سے یہ
جواب دیا کہ اگر فوج مصری مجھے یا میرے مریدون کو گولیان ماریگی تو اس سے کسی کو ضرر
نہ پہونچیگا اور جو جہاز جنگی ہمارے مقابلے کو آئینگے سب کے سب ڈوب جائینگے غرضکہ
ابوسعید ناکامیاب خرطوم کو واپس آیا رؤف پاشا نے مہدی کی سزا کے لئے تین سو
سپاہی دو توپ ایک دخانی جہاز کے ذریعہ سے بھیجے ۱۱۔ اگست کو یہ فوج قریۂ عبّا سے تھوڑے

فاصلے پر آخری مہدی کے مقابلے میں ایک سو تیس سپاہی مع افسر کے مقتول ہوئے باقی
سپاہیوں نے اپنے ہتھیار ڈالدیے اور بھاگ گئے اُسوقت وہ جنگی جہاز بھی قریہ کے پہلو میں
پہونچ گیا تھا چنانچہ افسر توپخانہ کو حکم دیا گیا کہ وہ مہدی پر گولہ اندازی کرے اس لئے کہ
اس مقام سے مہدی چند گزوں کے فاصلے پر سوار نظر آرہا تھا مگر وہ شخص مہدی کی مقدس
صورت دیکھکر گھبرا گیا اور پہلے تو عذر کیا کہ گولہ بارود نہیں ملتا بعد اسکے بادہوائی گولے
اُڑانے لگا مہدی بے تکلف وبہ آرام تمام سوار ہوکر چلتا ہوا باقی ماندہ فوج جان بچاکر
خرطوم میں واپس پہونچی اس سرکاری فوج کی شکست کا یہ نتیجہ ہوا کہ مہدی کے مرید اور بڑے
اور شہر خرطوم میں ایک قسم کا تردد پیدا ہو گیا۔ پھر رشید بے حاکم فشودا چارسو قواعد دان
سپاہی اور ایک ہزار حبشیان شلوک کو ہمراہ لیکر مہدی کے مقابلے پر روانہ ہوا ۸۔ دسمبر کو لڑائی
ہوئی اور یہ بھی بقارا والوں کے غضبناک نیزوں سے چھدگئے جو مہدی کی اعانت کو جمع ہوئے تھے
بعد اسکے بہت سی رمنگٹن بندوقیں اور مصالحہ جنگ درویشوں کے ہاتھ آیا اور اُسوقت
بغاوت چاروں طرف کی ہوا میں پھیل گئی اور درویش شیوخ عرب کے ہاں جاکے اور جہاد کے لئے
وعظ کرتے پھرتے تھے اور بعیترے قبیلے نیل ابیض و سود کے اُسوقت برسرشورش تھے
شروع ستمبر ۱۸۸۲ء میں مہدی ساٹھ ہزار ہمراہیوں کی جماعت سے جن میں خاصکر قبیلہ
بقارا اور حسنیہ کے لوگ بکثرت تھے العبید کے مقابل جو صوبہ کردوفان کا صدر مقام ہے پہونچا
اور ۱۹ جنوری ۱۸۸۳ء کو العبید پر مہدی کا قبضہ ہو گیا اور وہ بڑی شان وشکوہ سے شہر
میں داخل ہوا تمام مصری سپاہی اور افسر اور اہلکار اسکے مطیع ہو گئے شہر کے کل عیسائی
تاجروں نے اسلام قبول کیا مگر رومن کیتھولک کے پادریوں نے تبدیل مذہب سے انکار
کیا اسلئے وہ لوگ قید سخت میں رکھے گئے اس زمانے میں مہدی کردوفان کا مالک ہوگیا اب تک
درویش لوگ صرف نیزہ وشمشیر سے لڑتے تھے انکا یہ مقولہ تھا کہ یہ آتشیں حربے کفار کے ہیں
لیکن آخر کار جب مصری گروہ کے گروہ مہدی سے جاملے تو اُنکے پاس رمنگٹن رفل بکثرت
تھے اور اب وہ لوگ اُن بندوقوں کو نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھتے تھے مصری سپاہی مہدی کے
مقابلے میں بے سود تھے اسلئے کہ وہ لوگ جنگ پر کسی طرح راغب نہیں ہو سکتے تھے اور افسران

فوج جو کھلے کھلے جانے سے انکار کرسکتے تھے سوڈان کا جانا شکر روتے تھے عثمان دقنہ
جو ایک ترکی سوداگر کا پوتا تھا جو بردہ فروش بھی تھا وہ اور اسکا بھائی احمد ۱۸۸۳ء میں مہدی کا
شریک ہو گیا مہدی نے اُسے مشرقی سوڈان میں اپنی طرف سے امیر مقرر کردیا بیکر پاشا کو
جسکے ساتھ ۳۰۰۰ فوج تھی عثمان دقنہ نے ۱۲۰۰ درویشوں کے ساتھ الطیب کے قریب شکست فاش
دی مصری فوج ایک وحشیانہ طور سے ماری گئی ۴ کروپ توپیں پانچ لاکھ کارتوس اور تین ہزار
بندوقیں عثمان کے ہاتھ آگئیں چونکہ گورنمنٹ مصر میں بغاوت کے دفع کرنے کی قوت نہ تھی اسلئے
یہ تجویز کی کہ سوڈان کے مختلف حصوں سے فوج واپس کر لیجائے حفاظت مصر کے لئے دریائے
نیل پر خرطوم تک قبضہ رکھنا چاہئے اور بحر احمر سے مشرقی سوڈان کا حصہ گورنمنٹ انگلی کے
سپرد کردیں انگریزوں نے اس رائے سے رضامندی ظاہر کی اور یہ بات تجویز ہوئی کہ ایک انگریزی
افسر اعلیٰ با اختیارات کامل خرطوم کو اس غرض سے روانہ کیا جائے کہ وہ فوج سوڈان سے
واپس بھیجے اور حتی الامکان آئندہ کے لئے وہاں عمدہ انتظام بقائے حکومت وملک کے
لئے کرے اور جنرل گارڈن اس کام پر بحیثیت اعلیٰ کمشنر برٹش گورنمنٹ کے اور خدیو مصر کی
طرف سے گورنر جنرل سوڈان مقرر ہوکر روانہ ہوا ۱۹ فروری ۱۸۸۴ء کو گارڈن نے بربر میں
پہونچکر ایک اشتہار آزادی سوڈان کا جاری کیا اور نصف محصول بھی معاف کردیا اور علی العموم
لوگوں کے قصور بخشدئے بلکہ یہاں تک کیا کہ باشندگان سوڈان کو یہ امتیاز دیا کہ وہ لونڈی
اور غلام رکھیں اور اسی اشتہار کے ذریعہ سے مہدی کو سلطان دارفور مقرر کیا اور کچھ تحفے بھی
اُسے بھیجے مگر مہدی نے انکار کیا اور گارڈن سے مسلمان ہونے کی درخواست کی اور مہدی
نے گارڈن کے لئے ایک لباس درویشی کہ ایک پیوند لگا ہوا کثیف پیراہن تھا بطور تحفے کے
بھیجا وہ گارڈن نے واپس کردیا تو مہدی نے بھی وہ تحفے جو گارڈن نے اُسے بھیجے تھے
واپس کردئے مہدی کی فوج نے مئی ۱۸۸۴ء میں بربر کو فتح کرلیا قاہرہ کو جو تار کا سلسلہ تھا
وہ کاٹ ڈالا اور آئندہ جنرل گارڈن اور اُن کی فوج کے حالات پر پردہ ڈھک گیا اور وہ
خرطوم میں گھر گیا اور اسکا وہاں سے واپس چلا آنا مشکل ہوگیا مہدی کے ساتھ عیسائی
قیدی لباس درویشی میں فوجی خدمات پر مامور تھے اور مہدی کے سرداروں سے

اور شہر خرطوم والون سے صلاح اور مشورے ہونے لگے شیخ الاسلام اور قاضی اور مفتی وغیرہ
اشخاص اس صلاح و مشورہ مین شریک تھے مگر بوجہ اشتعال بغاوت اُن لوگون کی
سزادہی مین مبادرت نہو سکتی تھی مہدی نے ۲۶ جنوری ۱۸۸۵ء کی شب کو خرطوم فتح کر لیا
شہر کے دروازے کھل گئے اور ایک سخت قتل عام شروع ہوا جنرل گارڈن بھی مارا گیا اور سب کے
انگریز بشمول یونانیون کے جو سلاح خانہ پر متعین تھے اور اکثر معزز لوگ قتل ہوئے سفیر اسٹریا
بھی مارا گیا اور سفیر یونان اور ایک ڈاکٹر قتل سے بچکر قید ہوا عورتون اور بچون کے شہرے
اور دوپٹے زیور اور جواہرات چھین لئے گئے اور قبیلۂ بشارین کے سوداگرون کے ہاتھ مثل
لونڈی غلامون کے فروخت کر دئے گئے انگریزی اور مصری اور سرکیشیا کی سفید رنگ عورتین
اور حبشی عورتین سب کی سب فروخت کرڈالی گئین اور اُن کے شوہر اور آقا انکے سامنے
قتل کرڈالے گئے دوپہر تک یہ جنگ اور قتل عام جاری رہا دوپہر کے بعد لوٹ کے لئے جھگڑا
اور فساد شروع ہوا اور نماز مغرب تک بجز کوسنے اور بددعاؤن کے اور کچھ سُنائی دیتا تھا موذنون
نے اذان دی اور نہ کوئی نماز مسجد مین ادا کی گئی۔

مہدی نے اپنے تابعین سے یہی تاکید کر رکھی تھی کہ وہ خاکساری اور عاجزی سے بسر کرین اور
بالکل تارک دنیا رہین کسی قسم کی جائداد اپنے پاس نہ رکھین اور اپنی فقیرانہ بزرگی قائم رکھنے
کے لئے چیتھڑون کے سے ہوئے کپڑے پہنین اور پیوند لگائین لیکن لوٹ مار کے بعد درویشون کی
یہ حالت بگڑگئی اور انکے مذہبی خیالات کو بھی زوال ہونے لگا اور چیتھڑون کے لباس کے
بدلے اب اُنھون نے صاف ستھرے اور صنعت کے کامون کے پُرتکلف کپڑے پہننا شروع
کئے اور سفید کپڑون کے اوپر رنگین دھجیان لگانے لگے اور مفلسی اور ترک دنیا کی علامتین باقی
نہین رہین پہلے جو سچی ریاضت کے ساتھ متعصبانہ مذہبی جوش پایا جاتا تھا اُس کے بدلے
اب دنیاداری کی باتین زیادہ پائی جانے لگین درویشون نے اس خیال سے سوڈان
کی تمام جامع مسجدین توڑ ڈالین کہ وہ مال مغضوب سے تیار ہوئی ہین وفات سے قبل مہدی
کے اقتدار اور سطوت مین بہت کچھ ضعف بسبب قحط اور جنگ کے آگیا تھا۔

ماہ مارچ ۱۸۸۵ء مین **مولوی حسن علی مخالف مہدی** نہایت تزک اور احتشام سے

العبید مین داخل ہوا گھوڑے پر سوار اور ایک برہنہ شمشیر ہاتھ مین لئے ہوئے کہتا جاتا تھا کہ یہ
تلوار مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی کے قتل کرنے اور کافرون کے مصر سے نکالنے کو عطا
فرمائی ہے اور چند روز کے بعد اس مولوی کے مقلدین نے پیروان مہدی کو ایک سخت
شکست دی اور اُسکے سردارون کو قتل کرڈالا مہدی نے چھ ہزار آدمیون کے ساتھ مقام
اُم درمان مین اپنا ہیڈ کوارٹر قائم کیا اور یہان وہ سفید کرتہ و پائجامہ پہنے رہتا تھا اور نیم کا
عصا اپنے پاس رکھتا تھا اور مصر پر حملہ کرنے کے لئے فوج جمع کرتا تھا کہ ۱۹ جون ۱۸۸۵ء کو
عارضۂ چیچک مین مبتلا ہوا مرتے وقت اپنے پاس اپنے بھتیجے **عبداللہ تعاشی** کو کہ چار خلفا
مین سے ہے خیمے کے اندر بلایا اور اپنی تلوار اُسے دی اور اپنا جانشین اُسے مقرر کیا
دوسرے روز مہدی کی حالت خراب ہوگئی اور اپنے اعزہ و اقربا کو الوداع کہا اور یہ وصیت
کی کہ انگریزون سے سلسلۂ جنگ برابر جاری رکھنا اُسی روز پانچ بجے قریب شام اُس کا
انتقال ہوگیا اور فوراً ہی دفن کر دیا گیا اور جس خیمے مین وہ تھا جلا دیا گیا تعاشی دعویدار
اپنی جانشینی کا ہوا لیکن عام لوگون نے اُسکی اطاعت تسلیم نکی اور سخت نزاع واقع
ہوئی مہدی کے دفن ہونے کے بعد عبداللہ اُم درمان سے مہدی کی فوج اور خزانہ جسے
اُسنے فراہم کیا تھا چھوڑکر خرطوم چلا گیا اور محل شاہی مین قیام پذیر ہوا اور فوج جو
اُم درمان مین تھی اُسے مہدی کا خزانہ دینے سے انکار کیا اور وجہ انکار یہ بیان کی کہ ہمنے
یہ چاہا کہ یہ لوگ کافرون سے متصل جنگ کرین مگر یہ لوگ ڈر گئے کچھ دنون کے بعد قبیلۂ بقارا
اور شہر والون مین ایک ہنگامہ واقع ہوا اور کسی قدر فوج بھی اُن کی مدد کو آئی عبداللہ
یہ قصد کرکے کہ اس ہنگامے مین چلکر امن قائم کیجے قرآن ہاتھ مین لئے ہوئے آیا مگر اُسکی
کنپٹی مین ایک تلوار لگی اور قریب المرگ ہوگیا اسی حالت مین لوگ اُسے محل مین اُٹھا لائے
الغرض پیروان عبداللہ نے اپنے مخالفین کو پسپا کر دیا اُسوقت خلیفہ کی سلطنت جو پہلے سویل تک
بحر قلزم کے کنارے پر پھیلی ہوئی تھی اور اندرون ملک مین اُسکا علاقہ نیل اور سرحد
حبش تک پہونچ گیا تھا اور مغرب کی طرف سہارا حد فاصل تھا یعنی ایک ہزار میل سے
زیادہ وادی نیل مصر کے قبضے سے نکل گیا۔

سنہ ۱۸۹۸ء میں انگلستان کے حکم سے جنرل کچنر ام درمان پر حملہ کرنے کے لئے ۲۰ ہزار انگلش
مصری فوج لیکر مقام آگان میں داخل ہوا جو ام درمان سے آٹھ میل ہے اور گنبوٹوں نے
ام درمان تک گرداوری کر کے تمام بیرونی قلعوں کو گولوں سے مسمار کر دیا اور
تیسرے پہر کو خاص ام درمان پر گولہ اندازی ہوئی جس مقبرے میں محمد احمد مہدی کی قبر
تھی اُسکا گنبد اُڑ گیا شام کو یہ گنبوٹ آگان کو واپس آئے درویشوں نے اُس دن
مقابلہ نہیں کیا لیکن جمعہ کے دن علی الصباح خلیفہ کی تمام فوج جسکی تعداد تخمیناً ۵۰ ہزار
تھی ام درمان سے باہر نکلی اُس فوج کی کمان خلیفہ بذات خود کرتا تھا اور بنہایت آمادگی
سے حملہ کیا گیا اور کوشش کی کہ دونوں جانب سے انگلش مصری فوج کو گھیر لیں ہر چند
کہ انگلش مصری فوج کی توپوں اور بندوقوں سے باڑھیں چلتی تھیں اور ہزارہا درویش
گاہ کی طرح کٹ کٹ کر گر رہے تھے لیکن سخت جنگ کے بعد اُنکو زک ملی اور بڑی خونریزی
کے ساتھ پسپا کئے گئے اور دوپہر تک بالکل منتشر ہو گئے دو بجے سردار کچنر خلیفہ کا خاص
سیاہ نشان چھین کر ام درمان کی جانب روانہ ہوا اور اڑھائی بجے اُسپر قبضہ کر لیا اور
درویش کردفان کی طرف بھاگ گئے خلیفہ اور اُسکے ہمراہی کہ ایک سو تیس آدمی تھے
تمام تیز رفتار سانڈنیوں پر سوار تھے خلیفہ کی فوج جو بھاگ نہ سکی اُسنے سردار کے سامنے
ہتھیار رکھدیے درویشوں کے مقتولوں کی تعداد کا تخمینہ دس ہزار آٹھ سو ہے اور
سولہ ہزار زخمی ہوئے اور تین ہزار سے چار ہزار تک قید کئے گئے زخمی درویشوں کو موضع
والوں نے لوٹنے کی غرض سے قتل کیا اور لشکریوں نے بھی ایسی لوٹ مار شروع کی
سوڈانیوں نے صدہا آدمیوں کو قتل کیا جو راستے میں ملے اور جو درویش بچے ہوئے
تھے اُنکے گولی ماردی گئی یا سنگین سے ہلاک کئے گئے۔

جسوقت انگریزی فوج نے اخیر درویشوں کے حملے کو زک دی اور ام درمان پر بڑھ رہی تھی
تو سڑکوں پر بہت سے پناہ گزین مع عورتوں اور بچوں کے اپنے اُونٹوں اور گدھوں
اور خچروں کو جنپر مال لدا ہوا تھا کھینچے لیے جاتے تھے یہ سب خوف زدہ بھاگے جاتے تھے
یہانتک کہ گنبوٹوں کے گولہ اندازوں کو اُنپر گولہ اندازی کا حکم دیا اور نہایت غضبناک

گولہ اندازی کی گئی اور اُنپر میکسم توپوں سے بھی گولہ باری کی گئی صدہا بلکہ ہزارہا
مارے گئے اور سردار کی خاص اجازت سے مہدی کا مزار کھدوا گیا لاش جو معمولی طور پر
حنوط کی ہوئی تھی چیر پھاڑ کر ہڈیاں وغیرہ نیل میں پھینکی گئیں سر اور بعض حصے کسی میڈیکل
کالج کی نذر کرنے کے واسطے رکھے گئے قبر میں بارود بھر کر اُسکو اُڑا دیا گیا مسٹر [illegible]
نے اپنی کتاب جنگ خرطوم میں لکھا ہے کہ محمد احمد کی مہدیت کی تمام حقیقت کو بالکل
مٹا دینے کی غرض سے یہ بات کی گئی مگر عام لوگ لاش کو دیکھ کر اسکا یقین نہیں کرتے تھے
کیونکہ ان میں مشہور تھا کہ مہدی آسمان پر چلا گیا ہے اور کچھ عرصے کے بعد واپس آئیگا
اگست ۱۸۹۹ء میں انگریزی فوج کے ایک افسر نے شوکا نا گاؤں میں جاکر مہدی کے
چوتھے خلیفہ محمد شریف اور مہدی کے دونوں بیٹوں کو بعد جنگ وجدل کے گرفتار
کر لیا ۱۷ درویش اس معرکہ میں قتل ہوئے پھر ان تینوں قیدیوں کے بھی گولی مار دی گئی
اور لاشیں ندی میں بہا دی گئیں اور وہ گاؤں بالکل جلا دیا گیا اور ساٹھ آدمی اتباع
واشیاع مہدی اسیر کئے گئے۔

ماہ نومبر ۱۸۹۹ء میں وقت کردفان کی ایک جگہ میں عبداللہ تعائشی پر کرنیل ونگیٹ نے
دھاوا کیا جسمیں تعائشی مارا گیا اس لڑائی میں نو ہزار آدمیوں نے اطاعت قبول کی
جن میں خلیفہ کے نامی سردار اور امیر شامل تھے یہ سب گرفتار ہو گئے اور بہت لوگ مقتول ہوئے
عثمان دقنہ جس کی عمر ستر سال کی تھی نواح توکر واقع شرقی سوڈان کے جنگلوں میں بھٹکتا
پھرتا تھا ایک عرب شیخ کی غداری سے چند مصری سواروں کے ہاتھ اسیر ہو گیا۔

محمد الامین

(۴۳) محمد الامین نامی ایک شخص نے ضلع کردفان کے حصہ جنوبی کوہستان
تگالا میں یہ مشہور کیا کہ میں مہدی موعود ہوں یہ خبر سنکر کرنیل ماہن جو سوڈان کا
ڈپٹی گورنر جنرل ہے فی الفور خرطوم سے ۳۰۰ سواروں کو طلب کر کے ایک دخانی جہاز
کے ذریعہ سے نیل سفید کی جانب روانہ ہوا ساتھ ہی اسکے العبید کو جو پایہ تخت

کوفان کا ہے یہ حکم بھیجا کہ دو سو سپاہ پیدل مع دو میکسم توپون کے بیرے رسالے کے ساتھ
بمقام نگالا آملے یہ پیدل سپاہی اور توپین دو سو میل کی مسافت طے کرتے ہوئے مقام
فاچیشو کے کنارے فروکش ہوئے اور جنوبی مغربی سڑک پر نگالا کی طرف کوچ کرنے لگے
اور ایک صحرائے لق ودق کے درمیان سے دو سو میل کی راہ طے کرتے ہوئے آگے
بڑھے اور کرنیل ماہن رود سے خشکی پر اُترا پانچ دن کے بعد یہ خبر معلوم ہوئی کہ فلان
قریے مین وہ مہدی موجود ہے کرنیل نے اُس فوج کے ساتھ تمام شب دھاوا کرکے
تور کے تڑکے اس قریے کو گھیر لیا مہدی کے طرفدارون نے بے تکی گولیان چلائین آخرش
مہدی نے یہ بات سمجھ لی کہ اپنا بچنا محال ہے اسلئے اُسنے اطاعت اختیار کی کرنیل نے
مقامی شیخون کو لئے ہوئے اُس قریے کی طرف پیش قدمی کی مہدی باہر نکل آیا اور اپنے تئین
سپرد کیا اُسکے بشرے اور قیافے سے ثابت ہوا کہ وہ بہت ذکی اور ہوشیار آدمی ہے
اور یہ معلوم ہوا کہ وہ دوبار حج کے لئے مکۂ معظمہ گیا تھا اور حال ہی مین اسکا وہان سے
مراجعت کرنا ہوا اُسکی عمر ۴۰ سال کی تھی اور ٹونس اسکا وطن تھا یہ بھی معلوم ہوا کہ اسنے
بہت سے آدمیون کو جمع کیا تھا لیکن اسکے گرفتار ہونے کے ایک دن آگے ہی اسکے
اکثر رفیق بھاگ گئے اُنکو اس بات کے تحقیق کرنے کا موقع نہ ملا کہ آیا محمد الامین سچا مہدی
موعود ہے یا دھوکا باز اور مکار ہے اسنے اپنے منصوبون کی تعمیل نہایت چستی اور
چالاکی سے کی اگر اسکو ایک مہینہ کی مہلت حاصل ہوتی اور حکام سوڈان سہل انگاری
اور بے پروائی اختیار کرتے تو ملک کروفان کے جنوب کی طرف تمام لوگ اغلباً اسکے
تابعدار ہوجاتے سوڈان کے اکثر شیوخ کے خطوط ملے جو اس مہدی کے حالات کی
تحقیقات کے باب مین ہین اسنے وہی طریق اختیار کیا تھا جو پہلے مہدی کا طریق تھا
اور اُسکی پیروی اختیار کئے ہوئے عمل کر رہا تھا اگر زمانہ اُسکو فرصت دیتا تو تھوڑے سے
عرصے کے اندر اسکی قوت وطاقت بہت ترقی کرجاتی لیکن یہ بات خدا کو منظور نہ تھی
کرنیل ماہن نے اسکو قید کرکے نہایت حفاظت کے ساتھ عبید کو روانہ کیا
اور اُسپر بغاوت کا الزام لگایا گیا اور اُسکو پھانسی دی گئی اُسکا لباس سوڈان

کے عربون کے لباس کی طرح نہ تھا وہ اور اُسکے رفیق اپنے مُنھ پر نقاب ڈالے ہوئے
رہتے تھے مہدی کا لباس اکثر ریشمی کپڑون کا ہوتا تھا جیسا کہ مکہ کے رہنے والے
پہنتے ہین اس شخص کے خاص خاص رفیق بھی اسیر کرکے العبید کو روانہ کئے گئے
نگالا کے شمالی مشرقی سمت کے باشندے مہدی کے تابعدار ہوگئے تھے انھین یقین
ہوگیا تھا کہ یہ سچا مہدی موعود ہے انہین سے چند شخص قید بھی کئے گئے مہدی کے
تابعدارون نے گھانس کو زہر آلود کیا تھا اسکے اثر سے بہت سے گھوڑے ہلاک ہوئے

محمد

(۳۵) فاس علاقۂ مغرب اقصیٰ مین ایک شخص نے جسکا نام محمد ہے مہدی موعود ہونے کا
دعوی کیا ہے بہت سے قبیلے اُسکے تابع ہوگئے ہین چنانچہ قبائل غیاثہ - تسول -
برانس - ہوارہ - بنی وارین - کناسہ اور صنہاجہ اس سے بہت کچھ
عقیدت رکھتے ہین اور اسکی صداقت پر ایمان لاچکے ہین اور اسکے تابعین اسکو سیدنا
کرکے بولتے ہین جیسا کہ انکی اصطلاح مین بادشاہ وقت کو بولا جاتا ہے جب وہ ان
قبائل کو جو اسکے تابع ہین بلانا چاہتا ہے تو اپنے مکان کے قریب ایک بلند پہاڑ پر
آگ روشن کرتا ہے جسے دیکھتے ہی وہ سارے دوڑے چلے آتے ہین ان قبائل کے سوا
اور بھی بہت سے لوگ اسکے تابع ہوگئے ہین اور ہوتے جاتے ہین الحاضرہ نے سنہ ۱۹۰۳ء
کے آخری سال کے اپنے ایک پرچے مین اسکا حلیہ اس طرح بیان کیا ہو جسم دُبلا پتلا
قد متوسط رنگ گورا مائل بگندمی داڑھی چھوٹی ہے جس مین چند بال سفید بھی ہین
ایک آنکھ مین قدرے سفیدی ہے جب کوئی خط یا کتاب پڑھنے لگتا ہے تو اس آنکھ کو
بند کرلیتا ہے اکثر خاموش رہتا ہے کلام جب کرے مسائل شرعی سے کرتا ہے کسی قدر
فقہ بھی جانتا ہے لیکن تاریخ مین بڑا علامہ ہے تین اسکے خلیفہ ہین ایک تو بالکل
جاہل ہے جسکا نام صالح ہے وہ اس مدعی مہدیت کا خسر ہے دوسرے کا نام
محمد حموش ہے یہ بھی بے علم ہے مگر بڑا زاہد عابد صاحب اخلاق حمیدہ ہے تیسرے کا نام
ابراہیم بر نوصی ہے یہ شخص فقیہ صوفی اور بڑا فاضل اعلیٰ درجے کا مصنف ہے کئی

بڑی بڑی تصانیف ملک مین مشہور ہین دو شخص اسکے مہمان خانے کے مہتمم اور لنگرخانے کے منتظم ہین ایک کا نام محمد شرکی اور دوسرے کا نام حمود بخاری ہے۔

ملاے سُومالی

(۳۶) سومالی عرب کے ایک قبیلے کا نام ہے وہ سرزمین جو اس قبیلے کے لوگون سے آباد ہے ملک سومالی یا ارض سومالی کہلاتی ہے انگریز اسکو سمالی لینڈ یعنی سومالیون کی زمین کہتے ہین لیکن اس ملک کا اصلی نام سومالی لینڈ نہین ہے۔
یہ ولایت افریقہ مین واقع ہے۔ اس چھوٹے سے قطعہ زمین پر جو قومین آباد ہین اُنکے پاس گینڈے کی کھال کی ڈھالین ہین تیر وکمان ہین اور نیزے ہین۔
اس ملک مین ایک شخص نے مہدی موعود ہونے کا دعوے کیا۔
قاہرہ کے اخبار اللواء مورخہ ۲۰ فروری سنہ ۱۹۰۱ء مین لکھا ہے کہ سومالی کے جدید مہدی کا نام حاجی محمد بن عبداللہ ہے اور خاص عرب سمالی الوطن مسلمان ہے جو خاص ایک اسلامی گھرانے سے نکلا ہے بچپن سے اُسے صرف دینی تعلیم ہوتی رہی اور دنیا کا ذرا بھی شائبہ اُسپر نہ پڑا ہے۔
قبل اِدّعاے مہدیت بہت وقت وہ ممالک حجاز تک ہو آیا ہے اور وہ فرقۂ جابر سلیمان سے ہے اُسکی عمر تیس برس کی ہے شیخ محمد صالح کا مرید ہے جو مکے مین فرقۂ محلیہ کے سرغنہ ہین۔ اسکا جسم چھریرا اور قد معمولی ہے مال غنیمت اپنے پیرودون مین تقسیم کر دیتا ہے وہ کہتا ہے کہ سمالیون کو غیر قومون کے قبضے سے آزاد کرونگا اور بطور مہدی کے بھیجا گیا ہون۔ انگریزون نے ملا محمد بن عبداللہ کو جب اُسنے شایستہ فوج پر جو بر کنارہ بحر سے اُترتے ہی حملہ کیا دیوانہ ملا خطاب دیا اور مدت تک اُسکو دیوانہ کہتے رہے یعنی ڈھالون۔ تیرکمانون۔ اور نیزون کے بل پر جیسے جلدی چلنے والی توپون اور اعلی درجے کی بندوق رکھنے والے سپاہیون پر حملہ کیا تو اسکی دیوانگی مین انگریزون کو کیونکر شک ہو سکتا تھا۔

مگر جب انگریزون کی تین چار مہمین یکے بعد دیگرے ناکام ہوئین اور ملا کے ہاتھ سے انگریزون نے سخت تکلیف اُٹھائی اور اُسپر چڑھائیون مین صرف تو بہت ہوا مگر پھر بھی ناقص رہین اور ملا قتل وگرفتاری ہی سے محفوظ نہین رہا بلکہ اسکی عظمت وشان مین کچھ فرق آنے اور آئندہ اُسکے دق کرنے کی بھی شہادت نہین ملی تو انگریزون کی آنکھین کھلین اور اب اُنھین معلوم ہوا کہ ملا کو کوئی دماغی مرض ہوتا تو وہ کیونکر اس عمدگی سے مقابلہ کرکے محفوظ رہ سکتا تھا اس کے بعد ایک نئی خبر عام طور پر مشہور ہوئی کہ مہدی سوڈانی کے بعض پیرو یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ مہدی ملا عبداللہ کی صورت مین پھر پیدا ہوا ہے۔ لاکھون روپے خرچ کرنے اور صدہا سپاہی میدان جنگ مین ضائع کرنے کے بعد اراکین سلطنت انگلشیہ نے انجام کار فیصلہ کیا کہ دیوانے ملا کو مطیع کرنے کی کوشش بے سود بلکہ ناقابل عمل ہے اُسے اسکی اپنی حالت پر چھوڑ دینا چاہیے۔

سیّد محمد بن علی ادریسی

(۳۷) سنہ ۱۳۲۷ ہجری مین سید محمد بن علی بن احمد ادریسی شافعی نے تہامۂ ملک یمن مین مہدیت کا دعوی کیا۔ مقام عسیر مین پیدا ہوا تھا اور اُس خاندان سے ہے جو یمن مین مشہور اور باثر ہونے کے علاوہ خود کو اولاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بتلاتا ہے اور کہتا ہے کہ ہمارے ہی خاندان مین نبوت کا خاتمہ ہوا ہے۔
سید ادریسی کا اصلی وطن مراکو بیان کیا جاتا ہے مگر اُسکے دادا نے یمن مین بود وباش اختیار کرلی تھی اور وہین سید ادریسی اور اُسکے والد پیدا ہوئے تھے۔
سید ادریسی نے ابتدا مین مکۂ معظمہ مین دینی تعلیم پائی اور پھر مصر جاکر جامع ازہر مین داخل ہو گیا تحصیل علم کے بعد کچھ دنون سوڈان مین رہا اور پیری مریدی کا سلسلہ جاری کیا مگر جب وہان دال گلتی نظر نہ آئی تو واپس یمن چلا آیا چونکہ یمن کے لوگ نسبتہً کم علم اور سادہ طبیعت ہین اسلیے یہان خوب کامیابی ہوئی بارہا حج بیت اللہ سے بھی شرف اندوز ہوا اور اُسکے تقدس اور ورع کا شہرہ عرب وعجم کے گلی کوچون

ہونے لگا اور لوگ جوق جوق اُس سے بیعت کرنے لگے اور اس شہرت کے خیال نے اسے مہدیت کے دعوے پر آمادہ کیا مگر خود سید ادریسی نے اپنے ایک دوست ابن صادق کے نام جو خط لکھا ہے اُسمین کہتا ہے کہ ہم مذہب اہل سنت والجماعت سے ہین اللہ اور اُسکے فرشتون اور اُسکی کتابون اور اُسکے رسولون اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہین اور حتی المقدور شریعت مطہرہ کے موافق عمل کرتے ہین امر معروف اور نہی عن المنکر بھی بجالاتے ہین نہ ہم مہدیت کے دعوے کے مدعی ہین نہ کشف وغیب دانی کے نہ ہمین خلافت وملک کی ضرورت ہے۔ اُسکی چند کراماتین مشہور ہین جنھین دیکھکر یمن کے جاہل بہت متاثر ہوتے ہین اور اُسے ولی کامل جانتے ہین مثلاً ایک کرامت یہ ہے کہ جب نیا شخص مرید ہونے کی غرض سے اُسکی خدمت مین حاضر ہوتا ہے تو اُسکے ہاتھ مین ایک رسی دی جاتی ہے جس کے پکڑتے ہی معتقد کے جسم پر لرزہ اور خوف طاری ہوجاتا ہے اُسوقت پیرو مرشد ارشاد فرماتے ہین کہ تیرا دل میری طرف سے صاف نہین ہے معتقد درد واضطراب کی وجہ سے چیختا ہے کہ حاشا وکلا میرا دل آپ کی جانب سے بالکل صاف ہے اور آپکی ولایت وکرامت کا صدق دل سے اقرار کرتا ہون اُسوقت وہ رسی اُسکے ہاتھ سے چھٹ جاتی ہے اور اُسکے دل کو قرار حاصل ہوتا ہے پھر وہ اس لوگ رتا کو مرید بنا لیتا ہے۔ کبھی کبھی بند اور تاریک کمرے مین ایک جانب فوج اور سوار جاتے ہوئے دکھلائی دیتے ہین اُسوقت معتقدین خشوع وخضوع کے ساتھ درود شریف پڑھتے ہین مہدی کہتا ہے کہ یہ فرشتے ہین کہ ہماری مدد کو آئے ہین اور انشاء اللہ کفار ترکون پر فتح حاصل ہوگی۔ عرب کے بڑے بڑے قبائل نے اُسکو مہدی تسلیم کرلیا ہے۔ اور اُسکے آگے سر نیاز جھکاتے ہین یمن کا مشہور فرمان روا ابن محمد عبد جس نے ترکون سے جنگ کا اعلان کیا تھا اُسکا مرید ہوگیا ہے فی الحال اُسکے مرید جو اُسکے ہمراہ سرفروشی کے لئے تیار ہین چالیس ہزار بتلائے گئے ہین۔

کہتے ہین کہ اسنے بڑے زور وشور سے اعلان کیا ہے کہ مین لوگون کو امن وصلح کا پیغام سنانے اور شریعت محمدی کی متابعت منوانے کے واسطے آیا ہون۔

اس جدید مہدی کی سطوت وجبروت کا اثر لوگون پر اس درجہ ہوا ہے کہ اُس کے احکام پر مطلق چون وچرا نہین کرتے تھے۔

ایک عرب نے آکر اس سے عرض کیا کہ احمد شریف جو امراے وقت مین سے ہے میری لڑکی کو بھگا لیگیا ہے اور اُسکو ایک شخص غیر کے ہاتھ فروخت کرڈالا ہے اُسنے فوراً اُس امیر کو طلب کیا اور استغاثہ اُسکے روبرو پیش کرکے کہا کہ تم اپنی صفائی پیش کرو مگر وہ امیر قاصر رہا۔ اسپر مہدی نے حکم دیا کہ شرع کے مطابق اُسکے ہاتھ قلم کئے جائین۔ چنانچہ احمد شریف کے ہاتھ تراش دئے گئے۔ احمد شریف اُس وفد کا ممبر تھا جو اہل یمن کی طرف سے سلطان عبد الحمید خان ثانی کی خدمت مین گیا تھا سلطان نے اُسکو خاص اعزاز عطا کیا تھا مہدی اس قسم کی سزائین اور لوگون کو بھی دے چکا ہے اور ایک بڑا پولیٹکل شخص ہے۔ ابتدا مین مرید کرنے کے بعد کوئی وظیفہ پڑھنے کے لئے بتلا دیا پھر آہستہ آہستہ حکومت کی جانب سے اُنھین بدظن کردیا اور ٹیکس کی ادائگی سے روکدیا بدو عرب کی بادیہ نشین تو ہین تو اس قسم کی باتون کی دلدادہ ہین اُنھین ٹیکس کا ادا کرنا اور کسی قسم کا مطیع وفرمان بردار رہنا کب گوارا ہے پس سید ادریسی کے اغوا سے وہ پورے باغی بنگئے۔

ادھر ادریسی نے جھوٹی سچی دلیلین پیش کرکے ترکون کو کافر ٹھہرادیا اور اُنپر جہاد کرنا فرض بتادیا اب کیا تھا معرکہ آرائیان ہونے لگین اور طرفین کے ہزارہا آدمی توپ وتفنگ اور تلوار کے گھاٹ اترنے لگے۔

شریف مختار

(۳۸) سنہ ۱۳۲۸ ہجری کے آخر مین ایک شخص شریف مختار نامی نے جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل سے ہونیکا دعویدار ہے سوڈان کے موضع کتاب لباب مین مہدی ہونیکا دعوی کیا اور حکام سوڈان کے اختیارات کی مخالفت کی گورنر برنے نائب گورنر دامر کو مع ایک دستہ سپاہ کے ایک لفٹنٹ کی ماتحتی مین اس مہدی کو اطاعت قبول کرنے کے لئے ترغیب دینے پر مامور کیا موضع کتاب لباب مین پہونچکر نائب گورنر دامر نے

اُم ورزمان کے قاضی کو حکم دیا کہ شریف کے پاس جاکر اُسکو مہدیت کا خیال ترک کرنے
کے لئے ترغیب دے چنانچہ قاضی نے حکم کی تعمیل کی لیکن وہ اپنی کوشش مین ناکام رہا
اس لئے اُس ضلع کے شیخ کو اس کام کے انجام دینے لئے مامور کیا شیخ کے پہونچنے تک
مہدی کا جوش بہت بڑھ گیا تھا۔
شریف نے نیزے کے ایک وار سے شیخ کو ہلاک کردیا اور ایک جنگ شروع ہوئی جسمین
مقتول شیخ کے دو ساتھی سخت مجروح ہوئے اسپر سرکشون کو ڈرانے کے لئے کمان افسر
نے ہوا مین چند خالی فیر بندوق سے کئے لیکن مہدی پر اُسکا کوئی اثر نہین ہوا بلکہ
برعکس اسکے مہدی اور اُسکے تین بیٹون نے سپاہ پر حملہ کردیا اسلئے مقابلے مین اُن پر
فیر کئے گئے شریف مجروح ہوا اور اُسکا ایک بیٹا مارا گیا اور باقی بیٹے خفیف مجروح ہوئے
سپاہیون مین سے ایک مارا گیا ایک سخت مجروح ہوا۔ اور نائب لفٹنٹ خفیف مجروح ہوا
شریف اور اُسکے دونون بیٹون کو گرفتار اتباره کے اسپتال مین بھیجدیا گیا۔

عبدالغفار بن کمال غازی

(۳۹) شرح فصوص الحکم مین جندی نے لکھا ہے کہ عبدالغفار بن کمال غازی
قونوی مہدیت کا دعوی کرتا تھا اور مین اس دعوے کو نہین مانتا تھا اس لئے
مجھ سے بیحد دشمنی کرنے لگا اور ملاحدہ کی جماعت کو میرے قتل کے لئے آمادہ کردیا
مین نے مرشد کامل شیخ محی الدین عربی کی طرف توجہ کی مین نے عالم واقعہ
مین دیکھا کہ شیخ نے اُس کے ہاتھ پاؤن پکڑ لئے ہین اور مجھ سے فرماتے ہین
کہ اُسکو زمین پر دے مار مین نے عرض کیا بہت بہتر جب مین مسجد مین پہونچا
وہان دیکھا کہ وہ مدعی اور اُس کے متبع جمع ہین مین نے اُنکی طرف التفات
نکیا اور محراب مین پہونچکر نماز پڑھنے لگا اُنکو میری ایذا دہی پر جرات نہوئی
آخرکار اُس مدعی نے میرے ہاتھ پر توبہ کرلی۔

خاتمہ

تاریخ اس بات کو بتا رہی ہو کہ جس ملک مین اسلامی حکومت کی کمزوری آغاز
ہوئی ہے بارہا یا مین تہذیب وشائستگی مفقود ہے وہان کوئی نہ کوئی شخص
مہدیت کا دعوی کرکے کھڑا ہو جاتا ہے اور مہدی آخرالزمان کے ظہور کی بشارت
جناب سید المرسلین کے جن اقوال مین آئی ہے اُن ہی احادیث کی سند پر اپنی
رکیک تاویلات سے علما کو قائل معقول بناکر اپنی مہدیت کا ثبوت دیتا ہے۔
مدعیان مہدیت کے شکار کھیلنے کی اوٹ مذہب ہوتا ہے۔ اور اکثر حالتون مین وہ
طریقت (تصوف) کے لباس مین جلوہ گر ہوکر اپنی کارروائی آغاز کرتے ہین۔
خاصکر افریقہ کا براعظم جو اپنے باشندون کی وحشت مین مشہور ومعروف ہے بہت کم
کسی نہ کسی مہدیت کے مدعی سے خالی رہتا ہے۔ اور ضعیف الاعتقاد لوگون کی جمعیت
بھی اُنکے گرد فراہم ہوجاتی ہے مگر جب وہ اس قابل ہوتے ہین کہ اب زبانی جمع خرچ
سے گذر کر عملی دائرے مین قدم رکھین تو یکایک پولیٹکل دنیا کے کارپرداز اُن کے
سرون پر جا پہونچے اور فوج ولشکر لیجاکر اُنکا اور اُنکے دعاوی کا نہین بلکہ اُن کی
جماعت کا بھی سر کچل ڈالا۔ اور اُنھین پھولنے پھلنے نہ دیا۔ اگرچہ ان مدعیان مہدیت
مین سے کچھ لوگ بڑی شہرت اور عزت حاصل کرلینے مین کامیاب ہوگئے مگر اکثر بدقسمتی
سے گمنامی کے غار مین پڑے رہ گئے اور اُن کے حالات ظاہر نہ ہوسکے اور ہر ایک
زمانے اور حالت مین اس امر کے دعوے دارون کے باعث مسلمانون کو نہایت تکلیفین
پہونچین جن مین اُنھین مادی اور اخلاقی دونون حیثیتون سے نقصان عظیم برداشت
کرنا پڑا اور اُن کی کمر ٹوٹ گئی۔
مہدی موعود ہونے کے مدعی سب باہم ملتے جلتے اور دین کے پیرائے مین دنیاوی
جاہ وعزت یا نام وشہرت کے طالب پائے گئے جیطرح میجک لین ٹرن
رستے جکٹ ل ے ن ٹی رن۔ ایک قسم کی لالٹین ہے) کا تماشا اندھیرے کوے

مین پورے کمال کو پہونچتا ہے۔ اسی طرح مہدیت محض تاریک زمانے مین اپنا پورا کرشمہ دکھاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ افریقہ کی سرزمین دعوے مہدیت کا اکھاڑا رہتی ہے جسکے باعث ملک کے باشندے سخت آفتین جھیلتے ہین۔

علامہ ابن خلدون کا قول کا مدعیان مہدیت کا اصل منشا دور دراز ممالک افریقہ مین ظہور کرنے سے محض حکومتون کا قائم کرنا تھا حالات مذکورۂ بالاسے آئینے کی طرح صاف اور صحیح معلوم ہوتا ہے۔ لیکن جس وقت سے اہل یورپ کی نظرین افریقہ کے براعظم پر متوجہ ہوئی ہین اُس وقت سے یہ ملک دعوے مہدیت کی ایسی پرورش نہین کرسکتا جیسی انیسوین صدی عیسوی سے قبل کرتا تھا کیونکہ سوڈانی اور دوسرے مہدیون کا باوجود علم وعقل اور حکمت عملی سے کام لینے کے آخرنا کام ہی رہنا اس امید کو توڑ چکا ہے کہ آیندہ یہ سرزمین پھر کسی مہدی موعود کے دعاوی کو اسقدر فروغ دے سکیگی جسقدر پہلے پھلے پھولے تھے اور امید ہے کہ ہزارون بھولے بھالے مسلمانون کو ان باطل دعودن کی قربانی مین بھینٹ چڑھنا نصیب نہوگا تعجب یہ ہے کہ یورپ مین جہان دہریت اور بے دینی بڑے زور وشور سے پھیل گئی ہے کوئی مہدی ظہور نہین فرماتا۔ فقط

تتمہ خاتمہ

فرقۂ یزیدی

مسٹر سون نے اپنی کتاب مین کوستان کے حالات مین یزیدیون کا حال بھی لکھا ہے کہ قدیم نینوی کے کھنڈرات سے چل کر جو موصل کے قریب واقع ہین ایک روز کے فاصلے پر چھوٹی چھوٹی جھاڑیون کا ایک سلسلہ ہے جس مین کئی چھوٹے چھوٹے گانون واقع ہین جہان مٹی کے جھونپڑون مین زمانۂ قدیم کی دو قومین آباد ہین جنکی تاریخ نہایت دلچسپ ہے یہ خالدی اور یزیدی ہین اور اُنکے قریب کوئی مسلمان آباد نہین یزیدی شیطان پرست سمجھے جاتے ہین۔ یزیدی ایک یعنی اعلیٰ ہستی کو تو مانتے ہین مگر ایسے التزام کے ساتھ اسکی طرف اعتنا کرتے ہے پرہیز

کرتے ہین جیسے کہ شیطان کی طرف کہ جسکے نام کے ذکر یا اسکی نسبت کسی تلمیح واشارے سے بھی انھین سخت مصیبت پیش آتی ہے مگر جبکہ شیطان کا ذکر ضرور ہی کرنا پڑتا ہے تو وہ ملک طاؤس کے نام سے اُسے پکارتے ہین یا ملک الکل کہتے ہین۔

انکا اعتقاد ہے کہ شیطان سب فرشتون کا سردار ہے جو ہنگامی طور پر سزا بھگت رہا ہے مگر آخر کار اپنے اعلیٰ درجے پر بحال کیا جائیگا شیطان کے بعد طاقتور فرشتے گنے جاتے ہین جو اس دنیا کے کاروبار پر اثر ڈالتے ہین۔ طفلس کے یزیدیون نے ایک متلاشی کو ایک عجیب کیفیت بتلائی وہ یہ ہے کہ شیطان اسقدر رویا کہ اُس کی سات ہزار برس کی جلاوطنی مین سات برتن اُسکے آنسوون سے بھر گئے اور اس سے ساتون دوزخین بجھ گئین۔ اب اُسکو آسمان پر اپنے سابقہ رتبے پر بحال کردیا گیا ہے۔

یزیدی مختلف مذاہب کی کتب مقدسہ سے کسی کو رد نہین کرتے مگر بائبل کے عہد قدیم پر پورا اعتقاد رکھتے ہین۔ عہد جدید اور قرآن کو بھی قابل عزت وکتب مقدسہ تسلیم کرتے ہین۔ مسیح کو وہ ایک فرشتہ مانتے ہین اور اُن کی تصلیب سے انکار کرتے ہین اور حضرت محمدؐ اور حضرت ابراہیم اور دیگر قدیم انبیا کو وہ نبی تسلیم کرتے ہین اسکے علاوہ وہ مسیح کا دوبارہ آنا اور امام مہدی کا ظاہر ہونا مانتے ہین۔

اس فرقے کے نام کی اصلیت کی نسبت بہت شک کیا جاتا ہے بعض محققین کا خیال ہے کہ خدا کے قدیم فارسی نام یزدان کی طرف یزیدی منسوب ہو مگر شیعہ اصرار کرتے ہین کہ یزید بن معاویہ نے یہ فرقہ قائم کیا تھا یا وہ اس فرقے کا ایک ممتاز رکن تھا گو حضرت امام حسینؓ کے قتل کا الزام انپر ٹھیک نہین بیٹھتا۔ مگر انھین بدنام کرنے کے لئے یہ بھی لگایا جاتا ہے۔

اس فرقے کی صحیح اصلیت کا کچھ پتا نہین لگتا خصوصًا ان کے گڈمڈ اور مخلوط عقیدے کی وجہ سے یہ تحقیقات اور بھی مشکل ہوگئی ہے۔ زردشتیون کی مذہبی کتاب استا مین چھٹی صدی قبل مسیح کے قریب بعض شیطان پرستون کو لعنت ملامت کی گئی ہے اور خود زردشت نے شمالی ایران مین اس قسم کے لوگون سے

جنگ کی تھی اور یزیدیوں کے مذہب مین کچھ ان شیطان پرستون کے نشان ملتے ہین جنکا استا مین ذکر کیا گیا ہے یعنی یہ کہ انکے یہان نیچر (فطرت) کی پرستش کے آثار موجود ہین مگر ایسے ہی قدیم بابلیون اور خالدیون کی آفتاب پرستی کی علامات بھی موجود ہین خصوصاً آفتاب کی وہ بہت عزت کرتے ہین اور اسے شیخ شمس کہتے ہین اور چاند کو شیخ قمر جو قدیم قصص الاصنام کے شمس اعد قمر کے مطابق ہے۔

ان لوگون کے رسوم مین عجیب بے تعصبی نمایان ہے وہ بپتسمہ دیتے ہین ختنہ کرتے ہین چاند اور سورج کی عزت کرتے ہین اپنی قبرون پر قرآن کی آیات کندہ کراتے ہین انجیل یعنی عہد جدید کی آیات پڑھتے ہین کثرت ازدواج کا رواج ہے۔ شراب کو حلال کہتے ہین اور بعض گوشتون کو حلال کہتے ہین۔ زردشتی۔ اسوری۔ بابلی۔ مسلمانی اور عیسوی عبادت پر ملا جلا کر عمل کرتے ہین۔ ان لوگون کا مرکز اور ابتدائی مقام پیدائش موصل کے قریب ہے اور یہان کردستان کی پہاڑیون کے ایک وادی مین یزیدی ولی دفن ہے جسے شیخ عدی کہتے ہین کہ جسے مختلف بیانات کے مطابق ساتوین یا دسوین صدی عیسوی مین گذرنا بیان کرتے ہین۔

اس شیخ عدی کی اصلیت کچھ معلوم نہین ہو سکی البتہ ایک فارسی کی کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خلفائے بنی مروان سے ایک ہوا ہے مگر مسٹر سون لکھتا ہے کہ بعض دیگر اسلامی کتابون کے حوالے سے اب ہم اس نتیجے پر پہونچے ہین کہ شیخ عدی ایک شخص خاندان بنی امیہ سے تھا اور شام کے مقامات بعلبک کا باشندہ تھا۔ مروان کے عہد مین (آٹھوین صدی عیسوی کے شروع مین) وہ موصل چلا گیا اور کردون کی ایک بڑی قوم مین جا کر سکونت اختیار کی کہ جہان بوجہ اپنے بڑے تقدس کے اس کے بہت سے لوگ مرید ہو گئے یہین اسکا انتقال ہوا اور ایک وادی مین اُسے دفن کیا گیا بعض کہتے ہین کہ وہ حلب یا حران سے آیا تھا کہ جہان مدت تک مجوسی عقیدہ جاری رہا اور اب روز ایک ایسا ہی بڑا عقیدہ رکھتے ہین۔ اغلباً یہ شخص درویش تھا جو اُدھر کسی زیارت کو جاتے ہوئے آنکلا اور اپنے مذہب کی

اس شاخ کو یہان دیکھ کر یہین رہ گیا۔

یزیدیون کے پیشواؤن کے چار درجے ہین۔ پیر۔ شیخ۔ قوّل (عسکر کے وزن پر قائل کی جمع)۔ اور فقیر۔ پیر سب سے اعلیٰ اور فقیر سب سے ادنیٰ ہے قوّل کے معنے بولنے والے کے ہین جو جا بجا پھر کر اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے ہین اور فقیر لوگ شیخ عدی کی قبر پر خدمتگار ہین۔

مگر ایک یورپین محقق نے اس واقعہ پر بہت اضافہ کیا ہے وہ لکھتا ہے کہ ولایت موصل ایران کے قریب مجوس کی ایک عجیب جماعت کا مقام ہے کہ جسکے پیروون کو آج یزیدی کہا جاتا ہے یہ لوگ اسلئے شیطان کی پرستش کرتے ہین کہ اگر ممکن ہو تو دوزخ مین اپنی حالت بہتر بنا سکین۔ یہ اس لئے برائی کی روح کی تعظیم کرتے ہین کہ اس سے خائف ہین اور اعتقاد رکھتے ہین کہ اچھا خدا یزدان جو نہایت اعلیٰ ہے کچھ برائی نہین کر سکتا وہ اس امر کے انکار کی کوئی کوشش نہین کرتے کہ وہ شیطان کی پرستش کرتے ہین گو اُسکا نام لینے کی ان مین ممانعت ہے اور انہین سے کسی کے سامنے اسکا نام لینا انکی سخت توہین کرنا ہے انکے بجائے وہ ملک طاؤس کا نام لیتے ہین اور شیطان کو طاؤس کی صورت مین پوجتے ہین۔ انکے مذہب مین اسکی ابتدائی خوبی کچھ باقی نہین رہی کیونکہ مسلمان اور عیسائیون نے انہین لگاتار اذیت پہونچائی ہے اور ان دونون مذہبون سے اور نیز یہودیون سے انہون نے بہت سی باتین اختیار کر لی ہین یہانتک کہ انکا مذہب کہین کی اینٹ اور کہین کا روڑا ہو گیا ہے۔ گو شکل پہلے سے باقی رہ گئی ہے۔ مجوسیون سے انہون نے اہرمن کو خوش کرنے کا اصول اختیار کیا اور خدا کے لئے ان کا لفظ یزدان لیا اور ان مین قدیم ظہورات فطرت آفتاب پانی کے چشمون اور درختون کی پرستش باقی ہے ملک طاؤس یعنی بڑی بدی کی روح کے علاوہ وہ ملک عیسیٰ مسیح کو مانتے ہین اور بائبل کو وہ تسلیم کرتے ہین مگر مسیح کے مصلوب ہونے سے انکار کرتے ہین وہ کہتے ہین کہ حضرت عیسیٰ کی شکل یا ایک ہمشکل کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور اصل عیسیٰ کو ملک طاؤس نے ہٹا لیا تھا اب انکا مقام سورج مین ہے کہ جسے وہ شمس الدین کہتے ہین اور جسکے سامنے وہ ہر صبح سجدہ کرتے ہین۔ اپنے سالانہ عید کے موقع پر وہ ایک بھیڑ تو ملک عیسیٰ نام پر قربان کرتے ہین اور سات بھیڑین ملک طاؤس کے نام پر قربان کرتے ہین کیونکہ عیسیٰ خفتے مین سست

اور رحم میں وافر ہیں مگر شیطان تند اور حاسد خدا ہے وہی دنیا کی حکومت کر رہا ہے جسے
دس ہزار سال کے لئے اس عہدے پر مقرر کیا گیا ہے کہ جس میں سے چار ہزار سال ابھی باقی ہیں
اسکے بعد برائی کی طاقت ٹوٹ جائیگی اور ملک عیسٰی دس ہزار سال کے لئے حاکم ہونگے۔
گو مسلمان لوگ عیسائیوں اور یہودیوں سے بوجہ اہل کتاب ہونے کے بالکل رواداری کا
سلوک کرتے ہیں مگر یزیدیوں سے انکا برتاو سخت ہے کیونکہ انکے پاس کوئی کتاب نہیں یہ فرقہ
بد سلوکی کا آماجگاہ ہے کہ جس میں عیسائی اور یہودی بھی مسلمانوں کے شریک ہیں
تاہم وہ شیطان پرستوں پر اکیلے حملہ نہیں کرتے اور مسلمان کسی یزیدی کے گھر کے پاس سے
رات کے وقت گذرنے میں تامل کرتے ہیں۔ اب معلوم ہوا کہ یزیدیوں کی ایک کتاب بھی ہے
مگر ایسی احتیاط سے اُسے چھپا رکھا گیا ہے اور ایسی سختی سے اُسکے پڑھنے کا حق صرف قبیلے
کے حاکم نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے کہ یہ عام یزیدیوں کے لئے کسی کام کی نہیں اسکا نام
کتاب الاسود (سیاہ کتاب) ہے اور دسویں صدی عیسوی کی ہے اس میں اُس زمانے کے
یزیدیوں کے اعتقاد پر بحث ہے اور پھر اسکی تفسیر میں تیرھویں صدی تک پر بحث ہے
اس تفسیر کا نام کتاب الجلوہ ہے چنانچہ مندرجہ ذیل مسائل ان کتابوں سے اخذ کئے گئے ہیں
ابتدا میں سات بڑے فرشتوں نے مخلوقات کی تخلیق کا کام شروع کیا مگر سانپ کے
بنانے میں انکا جھگڑا ہو گیا کہ جسے ملک طاؤس نے خاص کوشش سے بنایا اس جھگڑے
میں اُسے شکست ہو گئی اور وہ آسمان سے زمین پر اپنے سانپ سمیت پھینکدیا گیا اور
باقی فرشتوں نے کہا کہ تم سے یا تمھاری زمین سے ہم کچھ سروکار نہ رکھینگے بڑے لطفے میں
اسنے تخلیق کا کام ختم کیا اور یزیدی مذہب خاص اپنا بنایا جو لوگ اس مذہب میں پیدا
ہوتے ہیں اسکی پرستش کرتے ہیں اور اسے خوش کرتے میں عمر صرف کر دیتے ہیں وہ بہشت
میں جانے کی امید نہیں رکھتے بلکہ اُن کا عقیدہ ہے کہ ان میں سے کوئی بہشت میں نہیں
جا سکتا جب تک کہ جتنی برائی کرتا ہے اُس سے چار مرتبہ زیادہ بھلائی نکرلے تاہم اُن کا
عقیدہ ہے کہ دس ہزار سال پورے ہو جانے کے بعد ملک طاؤس کی آسمان پر پھر عزت
بحال ہو جائیگی اور پھر اپنے زمین پر کے وفادار پیرووں پر نظر عنایت کرے گا۔

خواہ یزیدی کی آخرت کی اُمید کتنی ہی خراب ہو تاہم کبھی نہیں معلوم ہوا کہ کسی یزیدی
نے اپنا مذہب ترک کر لیا ہو خواہ اسپر کسی قدر مصیبت آئی ہو ہر روز وہ دعا مانگتا ہے اے
ملک طاؤس تونے مجھے یزیدی پیدا کیا ہے مجھے ہمیشہ اپنے مذہب پر مستقل اور وفادار رکھنا۔
گو یزیدی موصل کے جنوب مغرب میں بہت ہیں مگر انکی خاص درگاہ شمال مشرق کی
طرف ہے یہ شیطان کی درگاہ کردی پہاڑوں میں چھپی ہوئی ہے وہ خالی کمروں کا ایک
سلسلہ ہے کہ جسکے اندر زائر قیام کرتے ہیں اور پھر یزیدی پیر شیخ عدی کی قبر ہے جو اصلی مقام
زیارت ہے روکار کے پتھروں پر مخفی مطالب کے اشکال ہیں کہ جنکے معانی کو یا تو چھپایا جاتا
ہے یا کسی کو اب معلوم نہیں اور دروازے کے اوپر سانپ کی شکل اُبھروان کھدی ہوئی ہے
کہ جو یزیدی عقیدے میں سانپ کے ساتھ لازم و ملزوم ہے اور اسے سیاہ کر کے رکھا جاتا ہے
دروازے کے اندر بالکل تاریکی ہے اور پانی کے چلنے کا شور سُنا جاتا ہے شیطان کی
درگاہ کے اندر صرف ایک صندوق سُرخ کپڑے سے ڈھکا ہوا ہے جسکے اندر ملک طاؤس
کی اصل مورت ہے جو مقدس مور ہے۔ درگاہ کے نیچے ایک غار ہے جس میں زور سے
پانی بہتا رہتا ہے جسے ایک مقدس چشمہ کہا جاتا ہے اور مکے کے چاہ زمزم کے اندر سے
ملا ہوا ہے یہ چشمہ شیخ عدی کی طرف منسوب ہے جو اس درگاہ کا مقدس بزرگ ہے
اُسکے پاس مکے سے کچھ شیخ آئے جو اُسے اپنے مذہب سے پھیر کر اسلام قبول کرنے کی ترغیب
دینے آئے تھے اُسنے اُنسے پوچھا کہ تم لوگ کہاں سے آئے ہو اور اپنے پیچھے کیا چیزیں بھول
آئے ہو جواب لینا چاہتے ہو ایک نے کہا میرا عصا اور دوسرے کہا تسبیح مکے میں رکھی ہے
اُسپر شیخ عدی نے زمین پر اپنی لاٹھی ماری اور فوراً پانی کا چشمہ جاری ہو گیا کہ جس کے
ساتھ پہلے تو عصا اور پھر تسبیح نکل آئی دونوں چیزیں سیدھی مکے سے آ گئی تھیں اسپر شیخوں
کو یزیدی مذہب قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔
لے ارڈ جینے ینوے کے کھنڈرات کھودے ہیں اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ ان لوگوں
کی رسوم مذہبی اسوریں لوگوں کی رسوم مذہبی سے ملتی ہیں اور بے شک ان کے مذہب کا
بہت سا حصہ خالدی اہلیت کا ہے خود یہ لوگ شامی نسل کے ہیں اور آج عربی بولتے ہیں

ان کا خاص لباس ہے کہ جس میں سرخ لوسی فر کا خاص رنگ ممتاز ہے وہ نیلے رنگ سے جو خاص مسلمان
یا عیسائی پہنتے ہیں نفرت کرتے ہیں نہ اسے گھر میں استعمال کرتے ہیں اور نہ کبھی لباس میں پہنتے ہیں۔
انکا حاکم ایک شیخ ہے کہ جسے یہ امیر کہتے ہیں اسکے خاندان کی حکومت اس قوم پر کئی نسلوں سے ہے قریب زمانہ
تک اس قوم پر ایک مضبوط اور مشہور شخص علی بے کی حکومت تھی تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ وہ گم ہوا اور اسکا
بھتیجا اسمٰعیل بے حاکم مقرر ہوا اگر اُس کی بہن نے اُس سے حکومت چھین کر اُسے بھگا دیا جو وہ اپنے بیٹے
کے لئے جو کمسن ہے محفوظ رکھنا چاہتی ہے۔ امیر کا حکم ڈیڑھ لاکھ یزیدیوں پر مطلق ہے جو کوہستان
کردستان اور متصلہ اضلاع ایران و روس میں پھیلے ہوئے ہیں اسکا حکم قانون ہے اور اسے نہ صرف
موت وحیات کا اختیار ہے بلکہ آیندہ زندگی (آخرت) میں ہمیشہ کے لئے مجرم ٹھہرانے کا اختیار
ہے اس امیر کی آمدنی سات سنجاقوں یا جھنڈوں سے حاصل ہوتی ہے جو ملک طاؤس کے سات
برنجی بت ہیں جنکو یزیدی بوسہ دیتے ہیں اور کچھ رقم نذر کرتے ہیں ہر ایک پر یہ فقرہ کندہ ہے جہاں تم جاؤ گے
برکت جائے گی جو تمہیں بوسہ دیگا مجھے بوسہ دیگا جو تمہیں دیگا مجھے دیگا یہ ملک طاؤس کے الفاظ سمجھے
جاتے ہیں یہ بت بڑی احتیاط اور حفاظت سے لیجائے جاتے ہیں تاکہ کوئی دشمن انہیں چھین نہ لیجائے
اور یزیدی انھیں بوسہ دیکر حسب حیثیت نذرانہ دیتے ہیں۔ کسی موضع میں سب سے بڑے یزیدی کے گھر میں
یہ بت رہتا ہے اور وہ دوسری رات صرف اس صورت میں رہ سکتا ہے کہ بڑی رقم نذرانہ میں دیجائے۔ علی بے
کے زمانے میں ایک سنجاق کو ٹھیکہ پر دینے کی رقم ایک لاکھ پونڈ مقرر ہوئی تھی۔ فقط

اشعار مشعر اختتام کتاب

کر چکا جس گھڑی میں اسکو تمام / نام رکھا مذاہب الاسلام
اس کی تحقیق حال میں کیا کیا / تخمین میں سے کی ہیں صحیح وسا
جتنے حالات اس میں ہیں یکجا / جامع ایسا نہیں کوئی نسخا
یہی اپنی دعا خدایا ہے / دل وجان کی یہی تمنا ہے
عام لوگ اس سے فائدہ پائیں / علما بھی پسند فرمائیں
دے جگہ دیدۂ مسلمان میں / اہل ارباب دین و ایمان میں
خوب مقبول عالم اسکو کر / بطفیل جناب پیغمبر